فیوضِ غوثِ یزدانی

المعروف

الفتحُ الرّبّانی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی

حضرت پیرانِ پیر دستگیر غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

ترتیب و تہذیب

صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

فیوضِ غوثِ یزدانی

المعروف

الفتح الربّانی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی
حضرت پیرانِ پیر دستگیر غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

مترجم
صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فیوضِ غوث یزدانی

باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	نومبر 2010ء / ذوالقعدۃ 1432ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز لاہور 0345-4653373
قیمت	/- روپے

شبیر برادرز

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

مشمولات

فصلِ دوم: ملفوظاتِ غوثیہ

فصلِ سوم: **فتوحاتِ غوثیہ**

ابتدائیہ

محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی، شہباز لامکانی، حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرۂ العزیز کی معروف کتب میں "الفتح الربانی والفیض الرحمانی" باسٹھ (۶۲) مواعظ اور متعدد ملفوظات کا مجموعہ ہے، ــــ ان میں سے بعض مواعظ مختصر ہیں اور بعض مفصل، ــــ مواعظ کی یہ مجالس ماہ شوال المکرم ۵۴۵ھ تا ماہ رجب المرجب ۵۴۶ھ ایک سال پر محیط ہیں، ــــ ان میں سے گیارہ مجالس عشاء کے وقت اور اکاون مجالس صبح کے وقت منعقد ہوئیں، ــــ ان میں سے تینتالیس (۴۳) مجالس مدرسہ قادریہ، بغداد شریف میں اور انیس (۱۹) مجالس خانقاہ شریف (رباط) میں منعقد ہوئیں، ــــ

○

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خطابات جو 'مجلس' کے نام سے موسوم ہیں، ان میں خاص طور پر امراء وسلاطین سے خطاب ہے، ــــ ان کی بداعمالیوں، ریاکاریوں، اور ظلم وزیادتی پر انھیں آئینہ دکھلایا گیا ہے، ــــ یہ خطابات عوام کے بڑے بڑے اجتماعات میں کئے گئے، ــــ بغداد کے لوگوں کے ذہنی انقلاب اور ان کی حقیقی رہنمائی میں آپ کے خطابات کا بڑا عمل دخل ہے۔

آپ نے اپنے خطابات میں اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احکامِ شریعت کی پابندی پر زور دیا ہے، ــــ آپ کے مواعظِ حسنہ اور زورِ بیان نے مسلمانوں کی بےعملی ختم کر کے انہیں باعمل اور باکردار نمونہ بنا دیا، ــــ

○

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مادری زبان فارسی تھی جبکہ آپ کے مخاطبین وسامعین عربی زبان والے تھے، ــــ بغداد فصحائے عرب اور عربی ادب کا گہوارہ تھا، ــــ اس لئے اشد ضرورت تھی کہ آپ کا خطاب عربی میں ہوتا، ــــ آپ کو علوم دینیہ وادبیہ پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ کے اساتذہ آپ کی لیاقت کے معترف تھے، ــــ احادیث کے اساتذہ نے آپ کو یوں خراج تحسین پیش کیا:

"اے عبدالقادر! ہم تمہیں حدیث کے الفاظ کی سند دے رہے ہیں، ــــ ورنہ حدیث کے معانی میں تو ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں، ــــ کیونکہ بعض احادیث کے جو مطالب تم نے بیان کئے ہیں وہ ہمارے فہم وگمان میں بھی نہ

تھے۔"

اس اوج وکمال کے باوجود آپ خود میں خطاب کی ہمّت نہ پاتے تھے،— چنانچہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ:
"۱۶ رشوال ۵۲۱ھ منگل کے دن مجھے بیداری کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی،— آپ نے مجھے وعظ کہنے کے لئے ہدایت فرمائی،— میں نے عرض کیا:
"حضور! میں عجمی ہوں،— بغداد کے فصحاء کے سامنے زبان کھولتے ہوئے ڈرتا ہوں،— ان کے سامنے کیسے کلام کروں،— ایسا نہ ہو کہ بغداد کے یہ فصحاء و بلغاء مجھے یہ طعنہ دیں کہ نبی کی اولاد ہوتے ہوئے عربی نہیں جانتا،— اور پھر بھی وعظ ونصیحت میں لگا ہوا ہے،—"
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار کچھ پڑھ کر میرے منہ پر دم فرمایا اور وعظ کا حکم دیا،— اگلے روز ظہر کی نماز کے بعد وعظ کہنے کے ارادے سے منبر پر بیٹھا اس سوچ میں گم تھا کہ کیا کہوں؟— تاحدِ نظر خلقت میرا وعظ سننے کے لئے مشتاق تھی،— میرے سینے میں اگرچہ دریائے علم موجزن تھا مگر زبان ساتھ نہ دیتی تھی،— اسی دوران میرے جدامجد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور چھ بار کچھ پڑھ کر میرے سینے پر دم کیا،— میری زبان فوراً کھل گئی اور میں نے خطاب شروع کر دیا،— اب میرے جوشِ بیان اور قوتِ لسان کی ہر طرف دھوم مچ گئی،— اب مجھ میں کلام کا اس قدر جوش تھا کہ اگر کچھ عرصہ خاموش رہتا اور وعظ نہ کہتا تو میرا دم گھٹنے لگتا۔
میری مجلس وعظ میں ستر ہزار بندے شریک ہوا کرتے تھے،— اتنے سوار آتے تھے کہ انکی سواریوں کی گرد سے عیدگاہ کے گرد ایک حلقہ بن جاتا تھا، جو کہ دور سے دکھائی دیتا تھا۔"

○

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار الاخیار" میں لکھا ہے کہ:
○— آپ کے کلام میں وہ معجزانہ تاثیر تھی کہ جب آپ آیاتِ وعید کے معانی ارشاد فرماتے تو لوگ لرز جاتے،— چہروں کا رنگ فق ہو جاتا،— اہلِ محفل گریہ وزاری سے بے ہوش ہو جاتے۔
○— جب آپ رحمت الٰہی کی تشریح وتوضیح اور اس کے مطالب بیان فرماتے تو حاضرین کے دل غنچوں کی طرح کھل جاتے،— بعض حضرات تو اس ذکر سے مست و بے خود ہو جاتے،— اور بعض خطاب کے دوران ہی اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کر دیتے۔
○— آپ کی مجلسِ وعظ میں چار سو افراد قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے، جو کچھ آپ سے سنتے، اسے لکھتے چلے جاتے۔
آپ کے مواعظ کی تاثیر برقی تھی،— ہر مجلس میں غیر مسلم ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتے،— عام لوگ بدکاری،

چوری، ڈکیتی، قتل وغارت اور دیگر جرائم سے توبہ کرتے، ــــ غلط عقیدے والے راہِ راست پر آتے، ــــ بغداد کی بیشتر آبادی آپ ہی کی بدولت دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔

آپ سلاطینِ وقت، وزراء، امرائے سلطنت، اکابرینِ ملت، عامل وقاضی، واعظ وصوفی، غرض کہ ہر طبقے کے سر برآوردہ افراد کو بلاخوف وخطر ٹوک دیا کرتے، ــــ ان مواعظِ حسنہ اور حکیمانہ خطابات سے عیش وعشرت کا دلدادہ بغداد آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوکر راہِ راست پر آ گیا۔

○

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ۵۲۱ھ میں پہلا خطاب فرمایا، ــــ شروع شروع میں سامعین کی تعداد قابلِ ذکر نہ تھی، ــــ آپ کے پہلے خطاب نے ہی بغداد میں تہلکہ مچا دیا، ــــ اِس کے بعد تو خلقِ خدا جیسے اُمڈتی چلی آئی، ــــ ہر خطاب پر سننے والے بڑھتے چلے گئے، ــــ حتیٰ کہ باب الشامیہ کی جامع مسجد سامعین کے لئے کم پڑ گئی۔

چنانچہ آپ نے عیدہ گاہ بغداد کے وسیع وعریض میدان کو اپنے خطبات ومواعظ کے لئے منتخب فرمایا، ــــ آپ ایک عرصہ تک یہیں خطاب فرماتے رہے۔

بغداد کے دستور کے مطابق آپ جمعہ، اتوار، پیر، منگل کو دعوتِ رُشد وہدایت کے لئے وعظ فرمایا کرتے تھے۔

○

اکنافِ عالم میں 'مدرسہ قادریہ' کے نام سے مشہور ہونے والے سرچشمہ رُشد وفیض کا نام پہلے 'باب الازج' تھا، ــــ جسے فقیہہ عصر قاضی ابوسعید المبارک المخزومی نے قائم کیا تھا۔ اس درس گاہ سے صاحبِ الفتح الربانی نے ادب وحدیث وفقہ کی تعلیم پائی، ــــ یہاں کے اکثر اساتذہ کرام حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، شائد اسی لئے آپ نے حنبلی مسلک کو اختیار کیا۔

آپ نے استادِ گرامی قاضی ابوسعید المبارک المخزومی کے ارشاد کی تعمیل میں مدرسہ باب الازج میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا، ــــ شروع میں طلبا کی تعداد قابلِ ذکر نہ تھی، لیکن آپ کے تبحرِ علمی کی شہرت جب بغداد شہر اور مضافات بغداد میں پہنچی تو دور دراز کے طلبا کاسۂ شوق دراز کئے کھنچے چلے آئے، ــــ اور طالبانِ شوق کی کثرت اس قدر ہوگئی کہ جو طلباء مدرسہ میں جگہ نہ پاسکتے وہ مدرسہ سے متصل بازار اور چوک میں بیٹھ کر آپ کے دروس سے استفادہ فرماتے۔

علم دین کے شیدائیوں کی یہ رونق دیکھ کر اور آپ کے اندازِ خطابت اور طرزِ مواعظت ونصیحت سے متاثر ہوکر بغداد کے اہلِ ثروت نے زرِ کثیر صرف کر کے درس گاہ کو وسیع اور کشادہ کر دیا، ــــ ۵۲۸ھ میں ایک عظیم الشان عمارت کھڑی ہوگئی اور یوں ایک خانقاہ (رباط) وجود میں آئی، ــــ 'مدرسہ باب الازج' کو جو یہ شان وشوکت ملی تو آپ کی نسبت سے اسے مدرسہ قادریہ پکارا جانے لگا۔

اس کے باوجود خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ رباط کی دیواریں مدرسہ باب الازج (یعنی مدرسہ قادریہ) سے جا ملیں، ــــ

یوں یہ سلسلہ ایک عالی شان خانقاہ کی شکل اختیار کر گیا۔
تیونس سے ۱۳۰۱ھ میں شائع ہونے والی کتاب:

"السيف الربّاني في عنق المعترض على الغوث الجيلاني"

جس کے مصنف شیخ سیّد محمد مکی ابن سیّدی مصطفیٰ بن عزوز مکی ہیں، اسکا ترجمہ حال میں ہی ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری زید مجدہٗ (خلف الرشید شرفِ ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ) نے کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

"الفتح الربّانی" کے مرتب حضرت عفیف الدین ابن المبارک اپنی والدہ کی طرف سے سیّدنا غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز کی اولاد میں سے، اور آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، اور ان کی مرتب کی ہوئی کتاب ان کے نانا کے افادات پر مشتمل ہے۔"

اسی کتاب میں اس کتاب کی اہمیت اور افادیت پر ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان تاثرات کو پیش کیا گیا ہے:

"شیخ عفیف نے اپنے نانا سے انکی مجالس میں دیئے گئے خطابات براہِ راست سنے، اور ان کا نام "الفتح الربانی و الفیض الرحمانی" رکھا، ...... یہ کتاب لطیف اور مبارک ہے، انہوں نے اس میں ہر خوبی کو جمع کر دیا ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ "الفتح الربّانی" ایک عمدہ اور نفیس کتاب ہے جو مریدین کی آنکھیں کھولنے والی، عارفین کو یاد دہانی کرانے والی اور غافلوں کو تنبیہ کرنے والی، اور شیاطین کے ساتھیوں کو برباد کرنے والی ہے، ـــــ اور ہاں! جہالت اور علم و فضل سے محرومیت کا شکار، اپنے عیوب کو بھول کر لوگوں کے عیوب تلاش کرنے والا اور حسد کی آگ میں جل کر کمال کو عیب قرار دینے والا شخص گمراہ ہوتا ہے، اور گمراہی میں جھونکا جاتا ہے، کیونکہ وہ انصاف کی راہ پر چلانے والی خوبیاں نہیں رکھتا۔"

○

"الفتح الربّانی والفیض الرحمانی" کے متعدد اُردو تراجم ہوئے ہیں، جن میں سے ایک ادنیٰ اور عاجزانہ کوشش آپ کے پیشِ نظر ہے۔

اس سے پیشتر بیشتر تراجم و مطالب آپ کی نظر سے گزرے اور شائقین علم سے داد و تحسین پا چکے ہیں، ـــــ زیر نظر مفاہیم کا اسلوب اور انداز آپ کو معاصرین میں منفرد نظر آئے گا، ـــــ ہمیں کوئی دعویٰ خسروی تو نہیں دعویٰ مسعودی ضرور ہے۔ فاضل شہیر، ممتاز دانشور، ناشر مجددیات ماہر رضویات، مسعود ملت، عالی جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قدس سرہٗ العزیز کے خوان کرم کا ادنیٰ ساریزہ خور ہوں، ـــــ اگر اس میں کوئی بات، کوئی پہلو اچھا لگے، اچھا نظر آئے تو یہ میرے ولی نعمت حضرت مسعود ملت نور اللہ مرقدہٗ کی نگہ التفات کا ثمرہ ہے، اور کہیں کوئی کمی، کوتاہی اور تسامح نظر پڑے تو اسے میری کوتاہ علمی و کم فہمی پر محمول فرمائیں۔
شکر گزار ہوں محترم ملک شبیر حسین کا جن کی دینی ادب کے فروغ میں خدمات اظہر من الشمس ہیں، ـــــ شبانہ روز خوب

سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں، خوب سے خوب انداز میں اپنی کتب پیش کرنے میں لگے رہتے ہیں —— اللہ کریم انہیں صحت وعافیت واستقامت سے مالا مال رکھے کہ ان کے دم قدم سے یہ بہاریں قائم، دائم رہیں۔

سب سے بڑھ کر ہم سب کو حضرت علامہ عفیف الدین ابن المبارک قدس سرہٗ العزیز کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ ان کی توجہ اور خصوصی دلچسپی سے حضرت شہباز لامکانی نور اللہ مرقدہ کے یہ شاہکار خطبات ہم تک پہنچے، جبکہ روایات کے مطابق حضرت کی مجالس میں ان کا خطاب لکھنے والوں کی تعداد چار صد رہی ہے، —— یہ خطابات امتداد زمانہ کے باعث ہم تک نہ پہنچ سکے، —— ورنہ تصوف کا گلشن اور گنجان اور شاد آباد ہوتا۔ عفیف الدین ابن المبارک علیہ الرحمہ رشتے میں حضرت شہباز لامکانی کے نواسے ہیں، اللہ کریم ان کی قبر پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ مولیٰ کریم ان کے طفیل ہم سب کی یہ عاجزانہ مساعی قبول و منظور فرمائے۔

خاکپائے صاحبدلاں

محمد عبدالستار طاہر مسعودی عفی عنہ

والٹن۔ لاہور کینٹ

۱۹؍ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

یکم اگست ۲۰۱۰ء

ادعیاۓ غوثیہ

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے خطبات کے اختتام پر دعا فرمائی، ــــ "الفتح الربانی" کے بعض خطبات کے شروع میں یا بعض کے آخر پر دعائیں مذکور ہیں، ــــ وہ دعائیں مع ترجمہ "ادعیائے غوثیہ" کے زیر عنوان یہاں پیش کی جا رہی ہیں:

○ــــ اَللّٰهُمَّ اَشْغِلْ جَوَارِحَنَا بِطَاعَتِكَ وَ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِمَعْرِفَتِكَ وَاَشْغِلْنَا طُوْلَ حَيَاتِنَا فِيْ لَيْلِنَا وَنَهَارِنَا بِمُرَاقَبَتِكَ وَالْحِقْنَا بِالَّذِيْنَ تَقَدَّمُوْا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ وَارْزُقْنَا كَمَا رَزَقْتَهُمْ وَ كُنْ لَّنَا كُنْتَ لَهُمْ ـ آمين! ○

"اے اللہ! ہمارے سب اعضاء کو اپنی طاعت و بندگی میں مشغول کر دے، ــــ اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے ساتھ منور کر دے، ــــ اور ہمیں عمر بھر رات دن (غرض کہ ہر وقت) اپنے ہی خیال میں مصروف رکھ، ــــ اور تیرے جو نیک بندے (ہم سے) پہلے گزر چکے ہیں، ہمیں ان کے (مراتب میں) برابر رکھنا، ــــ اور ہمیں بھی ویسا ہی رزق اور حصہ عطا فرما جیسا کہ انہیں عنایت فرمایا، ــــ اور ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہو جا جیسا کہ تو ان کے لئے ہو گیا تھا۔ آمین!"

○ــــ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(پہلی مجلس منعقدہ ۳ رشوال ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ــــ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الصِّحَّةَ مَعَكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"اے اللہ! ہمیں اپنا قرب اور صحت عطا فرما، ــــ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(دوسری مجلس منعقدہ ۵ رشوال ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ــــ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا لِقَآئِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَذِّذْنَا بِالْقُرْبِ مِنْكَ وَالرُّؤْيَةِ لَكَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّرْضٰى بِكَ عَمَّا سِوَاكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! ــــ دُنیا اور آخرت میں اپنی ملاقات ہمارے نصیب کر، ــــ اپنی قربت اور زیارت سے ہمیں لذت عطا فرما، ــــ ہمیں اُن لوگوں میں سے کر دے جو تیرے ماسوا کو چھوڑ کر مجھ سے راضی ہیں، ــــ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی

عطا فرما،—— اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

(تیسری مجلس، منعقدہ ۸ رشوال ۵۴۵ھ، بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ جَنَّاتِكَ وَمَعَكَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''یا الٰہی!—— تو اپنی حضور میں ہمیں اپنے ساتھ رکھ،—— اور دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—— اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

(چوتھی مجلس، منعقدہ ۱۰ رشوال ۵۴۵ھ، بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰھُمَّ قَرِّبْنَا اِلَیْكَ وَلَا تُبَاعِدْنَا عَنْكَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''یا الٰہی!—— ہمیں اپنا قرب نصیب فرما،—— اور ہمیں اپنے سے دور نہ رکھ،—— اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

(پانچویں مجلس، منعقدہ ۱۲ رشوال ۵۴۵ھ، بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ النِّفَاقِ فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِنَا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''یا الٰہی! ہمارے سب احوال میں، ہم میں اور نفاق میں دوریاں ڈال دے،—— اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

(چھٹی مجلس، منعقدہ ۱۵ رشوال ۵۴۵ھ، بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ کَثِّرْ عَطَائَكَ لَنَا وَارْزُقْنَا الشُّکْرَ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الدُّعَآءِ ○

''یا الٰہی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج،—— اور ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما،—— اور ہمیں ثابت قدم رکھ،—— اور ہمارے لئے اپنی عطائیں اور زیادہ کردے، اور ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرما،—— آخر دعا تک۔''

(ساتویں مجلس، منعقدہ ۱۷ رشوال ۵۴۵ھ، بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰھُمَّ لَا تَبْتَلِنَا ○ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الْقُرْبَ مِنْكَ بِلَا بَلَاءٍ ○ اَللّٰھُمَّ قُرْبًا وَّ لُطْفًا ○ اَللّٰھُمَّ قُرْبًا بِلَا بُعْدٍ ○ لَا طَاقَةَ لَنَا عَلَی الْبُعْدِ مِنْكَ وَلَا عَلٰی مُقَاسَاةِ الْبَلَاءِ فَارْزُقْنَا الْقُرْبَ مِنْكَ مَعَ عَدَمِ نَارِ الْاٰفَاتِ فَاِنْ کَانَ وَلَا بُدَّ مِنْ نَّارِ الْاٰفَاتِ فَاجْعَلْنَا فِیْهَا کَالسَّمَنْدَلِ الَّذِیْ یَبِیْضُ وَ یُفْرِخُ فِی النَّارِ

وَهِيَ لَا تَضُرُّهُ وَلَا تُحْرِقُهُ اجْعَلْهَا عَلَيْنَا كَنَارِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ اَنْبِتْ حَوَالَيْنَا عُشْبًا كَمَا اَنْبَتَّ حَوَالِيْهِ وَاَغْنِنَا عَنْ جَمِيْعِ الْاَشْيَآءِ كَمَا اَغْنَيْتَهُ وَاٰنِسْنَا وَ تَوَلَّنَا كَمَا تَوَلَّيْتَهُ وَاحْفَظْنَا كَمَا حَفِظْتَهُ ۔ اٰمِيْنَ!

"الٰہی! ہمیں آزمائش میں نہ ڈال،— الٰہی! ہمیں آزمائش کے بغیر اپنا قرب عطا فرما،— الٰہی! اپنا قرب ولطف عنایت فرما،— الٰہی! ہمیں ایسا قرب عطا فرما جس میں دوری نہ ہو،— ہم میں تجھ سے دوری کی طاقت نہیں،— نہ بلا کے برداشت کرنے کی ہمت ہے،— آفتوں کی آگ بجھا کر اپنا قرب عنایت فرما،— قرب کے لئے اگر آفتوں کی آگ ضروری ہے تو آتشی کیڑے (سمندل) جیسا کر دے، جو آگ ہی میں انڈے دیتا اور بچے نکالتا ہے،— آگ نہ اسے جلاتی ہے نہ کوئی ضرر دیتی ہے،— ہم پر اس آگ کو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے مشابہ کر دے،— جیسے ان کے اردگرد گلزار کھلایا، ہمارے آس پاس بھی چمن کھلا دے،— جیسے انہیں سب چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا، ہمیں بھی ان سب سے بے نیاز کر دے،— جیسے ان کا والی اور غم خوار بنا، ہمارا بھی والی وغم خوار بن جا،— جیسے ان کی حفاظت کی، ہماری بھی حفاظت کر، آمین!"

○— اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْمُوَافَقَةِ وَ تَرْكَ الْمُنَازَعَةِ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہمیں موافقت اور ترک منازعت عطا فرما،— اور دُنیا میں بھلائی عطا فرما،— اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،— اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(دسویں مجلس، منعقدہ ۲۴ رشوال ۵۴۵ھ)

○— اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيَّ وَ عَلَيْهِمْ وَ هَبْنَا كُلَّنَا لِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ بِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○ اَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْ بَعْضَنَا عَلٰى بَعْضٍ وَّانْفَعْ بَعْضَنَا بِبَعْضٍ وَّاَدْخِلْنَا كُلَّنَا فِيْ رَحْمَتِكَ اٰمِيْنَ○

"الٰہی! تو میری اور ان کی توبہ قبول کر،— اور ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے طفیل بخش دے،— الٰہی! ہمارے بعض کو بعض پر مسلّط نہ کر،— اور ہمارے بعض کو بعض پر نفع دے، اور ہم سب کو اپنی رحمت میں داخل فرمالے۔ آمین"

(گیارہویں مجلس، منعقدہ ۲۹ رشوال ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○— اَللّٰهُمَّ لَا هُلْكَ نَسْئَلُكَ الْقُرْبَ مِنْكَ وَالنَّظَرَ اِلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فِي الدُّنْيَا بِقُلُوْبِنَا وَفِي الْاٰخِرَةِ بِاَعْيُنِنَا○

''الٰہی! ہمیں ہلاکت میں نہ ڈال،۔۔۔ ہم دُنیا وآخرت میں تجھ سے تیرے قرب اور تیری نظرِ رحمت کا سوال کرتے ہیں،۔۔۔دُنیا میں تیرا دیدار دل کی آنکھوں سے کریں،۔۔۔اور آخرت میں تیرا دیدار سر کی آنکھوں سے کریں۔''

(بارہویں مجلس، منعقدہ ۲ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ اهْدِ جَمِيْعَ الْخَلْقِ اِلٰى بَابِكَ هٰذَا اَبَدًا سُوَالِيْ وَالْاَمْرُ اِلَيْكَ

''اے اللہ! ساری مخلوق کو اپنے دروازے کی طرف ہدایت کر،۔۔۔ میرا تو ہمیشہ تجھ سے یہی سوال ہے، آگے تیرا اختیار ہے۔''

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا رَزَقْتَ الْقَوْمَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! جو کچھ تو نے اپنے پیاروں کو عنایت فرمایا ہے، ہمیں بھی عنایت فرما،۔۔۔ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، ۔۔۔اور آخرت کی بھلائی عطا کر،۔۔۔اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ آمین!''

(چودہویں مجلس، منعقدہ ۷ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰذِهِ الْحَالَةِ نَسْئَلُكَ اِخْلَاصًا فِي الدُّنْيَا وَاِخْلَاصًا غَدًا ۔ آمين○

''الٰہی! ہم اس حالت میں تیری پناہ مانگتے ہیں،۔۔۔ اور تجھ سے دُنیا وآخرت میں اخلاص کے طلب گار ہیں۔''

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِطَاعَتِكَ وَلَا تَخْذُلْنَا بِمَعْصِيَتِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''اے اللہ! اپنی طاعت پر ہماری مدد کر اور اپنی نافرمانی پر رسوا نہ کر،۔۔۔ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر،۔۔۔ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،۔۔۔ اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ آمین!''

(سترہویں مجلس، منعقدہ ۱۴ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ طَيِّبْنَا بِالتَّوْحِيْدِ وَ بَخِّرْنَا بِالْفَنَاءِ عَنِ الْخَلْقِ وَمَا سِوَاكَ فِي الْجُمْلَةِ○

''الٰہی! ہمیں توحید کی خوشبو عنایت فرما،۔۔۔ اور مخلوق و ماسوا اللہ سے فنا کر کے معطر فرما۔''

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! ہمارے نفسوں کی سرکشیوں پر ہماری مدد فرما،۔۔۔ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما،۔۔۔ اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما،۔۔۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ آمین!''

(اٹھارہویں مجلس، منعقدہ ۱۶ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ ۔۔۔اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُوَافَقَةَ قَدْرِكَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہمیں سب احوال میں اپنی تقدیر کی موافقت نصیب فرما، —اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(انیسویں مجلس، منعقدہ ۱۸/ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ —اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّتَكَ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ○

"الٰہی! ہمیں عفو وعافیت کے ساتھ اپنی محبت عطا فرما۔"

(بیسویں مجلس، منعقدہ ۲۱/ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ —اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَوَفِّقْنَا وَجَنِّبْنَا الْاِبْتِدَعَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! تو ہمیں رزق دے اور توفیق دے، اور ہمیں نئی نئی باتیں نکالنے سے بچا، اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(اکیسویں مجلس، منعقدہ ۲۵/ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ —اَللّٰهُمَّ اَفْنِنَا عَمَّ سِوَاكَ وَاَوْجِدْنَا بِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہمیں اپنے ماسویٰ سے فنا کر، اور اپنے ساتھ وجود عنایت فرما، —اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(بائیسویں مجلس، منعقدہ آخری ذیقعدہ ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ —اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنَا مِنْ طَعَامِ قُرْبِكَ وَاسْقِنَا مِنْ شَرَابِ اُنْسِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہمیں اپنی قربت کا کھانا کھلا، اور اپنے اُنس کا شربت پلا، —اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، —اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(تئیسویں مجلس، منعقدہ ۱۲/ ذی الحجہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ —اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہم میں اور ہمارے نفسوں میں دوری ڈال دے، —اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، —اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، —اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(چوبیسویں مجلس، منعقدہ ۱۹/ ذی الحجہ ۵۴۵ھ)

○ــــیَا رَبِّ دُلَّنِیْ عَلَی الصَّالِحِیْنَ مِنْ خَلْقِكَ دُلَّنِیْ عَلٰی مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلَیْكَ وَیُطْعِمُنِیْ مِنْ طَعَامِكَ یَسْقِیْنِیْ مِنْ شَرَابِكَ وَ یَكْحَلُ عَیْنَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ قُرْبِكَ وَ یُخْبِرُنِیْ بِمَا رَاٰی عِیَانًا تَقْلِیْدًا ○

(یہ دُعا رفع مشکل کے لئے ہے)۔

''اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے صالحین کی طرف میری رہنمائی فرما، ــــ ایسا شخص ظاہر کر جو تجھ پر میرے لئے رہبری کرے، ــــ تیرے کھانے سے کھانا کھلائے، اور تیرے پانی سے پانی پلائے، ــــ اور میرے دل کی آنکھوں میں تیرے قرب کا سرمہ لگائے، ــــ اور جس چیز کا خود مشاہدہ کرتا ہے، اس کی مجھے خبر دے اور سنی سنائی بات نہ بتائے۔''

○ــــاَللّٰھُمَّ اَرِنَا کَمَا اَرَیْتَھُمْ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِیَةِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! ہمیں بھی عفو و عافیت کے ساتھ ویسا ہی دکھا دے جیسا کہ ان کو دکھلایا ہے، ــــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ــــ اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، ــــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

(چھبیسویں مجلس، منعقدہ ۲۰ رذی الحجہ ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ــــاَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْقُرْبَ مِنْكَ بِلَا بَلَاءٍ اَلْطُفْ بِنَا فِیْ قَضَآئِكَ وَ قَدْرِكَ اَکْفِنَا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَ کَیْدَ الْفُجَّارِ اِحْفَظْنَا کَیْفَ شِئْتَ وَ کَمَا شِئْتَ نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا نَسْئَلُكَ التَّوْفِیْقَ لِلْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالْاِخْلَاصِ فِی الْاَعْمَالِ اٰمِیْنَ ○

''الٰہی! ہم تجھ سے تیری قربت کا سوال بغیر آزمائش کے چاہتے ہیں، ــــ اپنی قضا و قدر میں ہم پر مہربانی فرما، ــــ شریروں کی شرارت سے اور بدکاروں کے مکر سے بچا، ــــ اور جس طرح سے اور جیسے چاہے ہماری حفاظت فرما، ــــ ہم تجھ سے دین و دُنیا اور آخرت کی معافی و عافیت چاہتے ہیں، ــــ نیک اعمال کی توفیق اور ان میں اخلاص عنایت فرما۔ آمین!''

(ستائیسویں مجلس، منعقدہ ۷ رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ــــاَللّٰھُمَّ سَلِّمْنَا مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَ رْزُقْنِیْ خَیْرَكَ دُنْیَا وَّاٰخِرَةً ○

''الٰہی! ہمیں مخلوق کی شرارتوں سے سلامتی میں رکھ، ــــ اور دُنیا و آخرت میں اپنی بھلائی عطا فرما۔''

○ــــاَللّٰھُمَّ عَرِّفْنَا بِكَ حَتّٰی نَعْرِفَكَ. آمِیْنَ ○!

''الٰہی! ہمیں اپنی معرفت عطا فرما تا کہ ہم تجھے پہچان لیں۔ آمین!''

(اٹھائیسویں مجلس، منعقدہ ۹ رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ــــ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاَعِدْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِھِمْ ○ آمین!

''الٰہی ہمیں انہی میں سے کر، اور ان کی برکتوں سے ہمیں بھی عطا فرما۔''

○ــــ اَللّٰھُمَّ وَسِّعْ عَلَیْنَا فِی الدُّنْیَا وَزَھِّدْنَا فِیْھَا وَلَا تَزْوِیْھَا وَتُرْغِبْنَا فِیْھَا فَنَھْلِكُ بِطَلَبِھَا ○ اَللّٰھُمَّ الْطُفْ بِنَا فِیْ اَقْضِیَتِكَ وَاَقْدَارِكَ ○

''الٰہی! ہم پر دُنیا میں فراخی عطا فرما، اور ہمیں اس میں بے رغبتی عنایت فرما۔ــــ اسے ہم پر تنگ نہ کر کہ ہم اس میں رغبت کریں، اور اس کی طلب میں ہلاک ہو جائیں' الٰہی! اپنی قضا و قدر میں ہم پر لطف و کرم فرما۔''

(اٹھیسویں مجلس، منعقدہ ۱۱رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ــــ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ ○ اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ وَاَیْقِظْھُمْ وَارْحَمْنِیْ وَارْحَمْھُمْ فَرِّغْ قُلُوْبَنَا وَجَوَارِحَنَا لَكَ وَاِنْ كَانَ وَلَا بُدَّ فَا الْجَوَارِحُ لِلْعِیَالِ فِیْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالنَّفْسُ لِلْاُخْرٰی وَالْقَلْبُ وَالسِّرُّ لَكَ ۔ آمین ا ○

''الٰہی! مجھ پر اور ان پر توجہ ڈال!ــــ مجھے اور ان سب کو بیدار کر،ــــ مجھ پر اور ان پر رحم فرما!ــــ ہمارے دلوں اور اعضاء کو اپنے لئے خالی کر،ــــ اگر مصروفیت کے سوا چارہ نہ ہو تو اعضاء کو اہلِ خانہ کے لئے دُنیا کے کاموں میں،ــــ نفس کو آخرت کے لئے،ــــ اور قلب و باطن کو اپنے لئے وقف کر دے۔ آمین!''

○ــــ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِتِّكَالِ عَلَی الْاَسْبَابِ وَالْوُقُوْفِ مَعَ الْھَوَسِ وَالْاَھْوِیَةِ وَالْعَادَاتِ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ فِیْ سَائِرِ الْاَحْوَالِ ○ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! ہم اسباب اور حرص اور خواہشوں اور عادتوں پر بھروسہ کرنے سے پناہ مانگتے ہیں،ــــ اور سب حالتوں کی برائی سے تیری پناہ کے طالب ہیں۔

اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما،ــــ اور آخرت کی بھلائی عطا فرما،ــــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

(انتیسویں مجلس، منعقدہ ۲۱رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ــــ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ ارْحَمْھُمْ ○

''الٰہی! مجھ پر اور ان پر رحم فرما۔''

(تیسویں مجلس، منعقدہ ۲۳رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○ــــ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الصَّبْرَ مَعَكَ وَ نَسْئَلُكَ التَّقْوٰی وَالْكِفَایَةَ وَالْفَرَاغَ مِنَ الْكُلِّ وَالْاِشْتِغَالَ بِكَ وَرَفْعَ الْحُجُبِ ○

''الٰہی! ہم تیرے ساتھ صبر کا سوال کرتے ہیں،ــــ اور تجھ سے تقویٰ اور کفایت ــــ اور سب سے فراغت اور

تیرے ساتھ مشغول ہونا،—— اور تیرے اور ہمارے درمیان جو حجاب حائل ہیں، ان کے اٹھا لینے کا سوال کرتے ہیں۔"

○—— یَا وَاحِدُ وَحِّدْنَا لَکَ خَلِّصْنَا مِنَ الْخَلْقِ وَاسْتَخْلِصْنَا لَکَ صَحِّحْ دَعَاوِیْنَا بِبَیِّنَةِ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ طَیِّبْ قُلُوْبَنَا وَ یَسِّرْ اُمُوْرَنَا اِجْعَلْ اُنْسَنَا بِکَ وَوَحِّشْنَا مِمَّنْ سِوَاکَ اِجْعَلْ هُمُوْمَنَا هَمًّا وَّاحِدًا وَّ هُوَالْهَمُّ بِکَ وَ الْقُرْبُ مِنْکَ دُنْیَانَا وَاُخْرَانَا۝

ربنا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝

"اے (خدائے) واحد! ہمیں اپنی توحید سکھا،—— اور ہمیں اپنی خلقت سے نجات دے،—— اور اپنے لئے خالص بنالے،—— ہمارے دعوے کو اپنے فضل اور رحمت کے گواہوں کے ساتھ صحیح کر،—— ہمارے دلوں کو پاک کردے،—— اور مشکلوں کو آسان کر،—— اپنا انس ہمارا نصیب کر،—— اور غیر سے وحشت عطا فرما،—— ہماری سب فکروں کو ایک ہی فکر بنادے کہ ہماری دُنیا اور آخرت، تیرا فکر اور تیرا اقرب ہو۔

اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر،—— اور آخرت کی بھلائی عطا کر،—— اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(چھتیسویں مجلس، منعقدہ ۲؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَالْاِخْلَاصَ فِیْهِ۝

"الٰہی! ہمیں علم اور اس میں اخلاص عنایت فرما۔"

(سینتیسویں مجلس، منعقدہ ۵؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰهُمَّ اَحْیِ قُلُوْبَنَا بِالتَّوَکُّلِ عَلَیْکَ بِالطَّاعَةِ لَکَ بِالذِّکْرِ لَکَ بِالْمُوَافَقَةِ لَکَ بِالتَّوْحِیْدِ۝

"الٰہی! ہمارے دلوں کو اپنے توکل،—— اور اپنی اطاعت،—— اور اپنے ذکر،—— اور اپنی موافقت،—— اور اپنی توحید کے ساتھ زیادہ کردے۔"

(اڑتیسویں مجلس، منعقدہ ۷؍رجب ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْنَا مِنْ یَدِ رَحْمَتِکَ فَنَغْرَقَ فِیْ بَحْرِ الدُّنْیَا وَ بَحْرِ الْوُجُوْدِ یَا مَانِحَ الْکَرَمِ وَالْاٰرَآءِ وَالسَّابِقَةِ اَدْرِکْنَا۝

"اے اللہ! ہمیں اپنی رحمت کے ہاتھ سے جدا نہ کر، ورنہ ہم دُنیا اور وجود کے دریا میں غرق ہو جائیں گے،—— اے کرم کرنے والے!—— عقل اور نصیب بخشنے والے!—— ہماری مدد فرما۔"

(اکتالیسویں مجلس، منعقدہ تاریخ و مقام نامعلوم)

○—— اَللّٰھُمَّ اھْدِ قُلُوْبَنَا اِلَیْکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! ہمارے دلوں کو اپنی طرف ہدایت دے،—— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما،—— اور آخرت کی بھلائی عطا فرما،—— اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(بیالیسویں مجلس، منعقدہ ۱۹؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَ دُلَّھَا عَلَیْکَ وَ صِفْ اَسْرَارَنَا وَ قَرِّبْھَا مِنْکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"اے اللہ!—— ہمارے دلوں کو منور کر،—— انہیں اپنا راستہ بتا، اور ہمارے باطن کو صفا کر،—— اپنی تائید سے دلوں کو قوی کر،—— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر،—— اور آخرت کی بھلائی عطا کر،—— اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(تینتالیسویں مجلس، منعقدہ ۲۱؍رجب ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا یُرْضِیْکَ عَنَّا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! ہمیں اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرما،—— اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر،—— اور آخرت کی بھلائی عطا کر،—— اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

(چوالیسویں مجلس، منعقدہ ۲۳؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ عَرِّفْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ دُنْیَا وَ اٰخِرَةً ○

"الٰہی! ہمارے اور ان کے درمیان دُنیا و آخرت کی پہچان کرا دے۔"

(پینتالیسویں مجلس، منعقدہ ۲۶؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَ عَلَیْھِمْ وَخَلِّصْھُمْ مِّنْ ذُلِّ النِّفَاقِ وَ قَیْدِ الشِّرْکِ ○

"الٰہی! میری اور ان کی توبہ قبول فرما،—— اور انہیں نفاق کی رسوائی اور شرک کی قید سے رہائی عطا فرما۔"

(چھیالیسویں مجلس، منعقدہ ۲۸؍رجب ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِیْنَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"اے اللہ! ہمیں اپنے سچے بندوں میں سے کر دے،—— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما،—— اور آخرت کی بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

○—— اَللّٰھُمَّ رُدَّنَا اِلَیْکَ وَاَوْقِفْنَا عَلٰی بَابِکَ اجْعَلْنَا لَکَ وَفِیْکَ وَمَعَکَ اِرْضَبْنَا بِخِدْمَتِکَ اِجْعَلْ

اَخَذْنَا وَعَطَاءَ نَا لَكَ طَهِّرْ بَوَاطِنَنَا عَنْ غَيْرِكَ لَا تَرَنَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا لَا تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا لَا تَجْعَلْ ظَوَاهِرَنَا فِيْ مَعَاصِيْكَ وَ بَوَاطِنَنَا فِي الشِّرْكِ بِكَ خُذْنَا مِنْ نُفُوْسِنَا اِلَيْكَ اِجْعَلْ كُلَّنَا لَكَ اَغْنِيَاءَ بِكَ عَنْ غَيْرِكَ نَبِّهْنَا مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْكَ اَرِدْنَا بِطَاعَتِكَ وَ مُنَاجَاتِكَ لَذِّذْ قُلُوْبَنَا وَاَسْرَارَنَا بِقُرْبِكَ اَحِلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ كَمَا اَحَلْتَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ قَرِّبْنَا اِلٰى طَاعَتِكَ كَمَا قَرَّبْتَ بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَ بَيَاضِهَا اَحِلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَا تَكْرَهُهُ كَمَا اَحَلْتَ بَيْنَ يُوْسُفَ وَ زَلِيْخَا فِيْ مَعْصِيَتِكَ ○

''اے اللہ! ہمیں اپنی طرف واپس بلا، اور ہمیں اپنے دروازے پر کھڑا کر، ـــ تو ہمیں اپنا بنا لے اور اپنی خدمت میں لے لے، اور اپنی معیّت میں رکھ، اور اپنی خدمت گزاری میں رکھ اور ہم سے راضی رہ، ـــ ہمارا لین دین اپنے لئے کر، ـــ ہمارے باطن غیر سے پاک کر، ـــ جہاں کے لئے منع کیا ہے وہاں ہمیں نہ دیکھ، اور جہاں رہنے کا تو نے حکم کیا ہے وہاں سے ہمیں غائب نہ دیکھ، ـــ ہمارے ظاہر کو گناہوں سے اور باطن کو شرک سے آلودہ نہ کر، ـــ ہمارے نفسوں سے ہمیں الگ کر کے اپنی طرف بلا، ـــ ہمیں غیر سے علیٰحدہ کر کے اپنے ساتھ غنی کر، غفلت سے بیدار کر، ـــ تیری طاعت و مناجات کا ارادہ کریں، ـــ اپنے قرب سے ہمارے دلوں اور باطنوں کو لذت عنایت کر، ـــ ہم میں اور ہمارے گناہوں میں دوری کر جیسے تو نے آسمان و زمین کے درمیان دوری کی ہے، ـــ ہمیں اپنی طاعت کے قریب کر جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کو قریب کیا ہے، ـــ اپنے ناپسندیدہ کاموں اور ہمارے بیچ میں حائل ہو جا، جیسے کہ تو نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کو گناہ سے بچانے کے لئے ایک کو دوسرے سے دور کر دیا۔''

(انچاسیویں مجلس، منعقدہ ۲؍رجب ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○ ـــ اِلٰهِيْ اِنِّيْ كُنْتُ اَخْرَسَ فَاَنْطَقْتَنِيْ فَانْفَعِ الْخَلْقَ بِنُطْقِيْ وَ كَمِّلْ لَهُمُ الصَّلَاحَ عَلٰى يَدَيَّ وَاِلَّا رُدَّنِيْ اِلَى الْخَرَسِ ○

''الٰہی! میں گونگا تھا تو نے مجھے گویائی عطا کی، لہٰذا میری گویائی سے خلقت کو فائدہ عطا فرما، ـــ اور میرے ہاتھ پر ان کی کامل اصلاح کر دے، ورنہ مجھے پھر گونگا بنا دے۔''

○ ـــ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا بِكَ وَاَمِتْنَا عَنْ غَيْرِكَ ○

''الٰہی! ہمیں اپنے ساتھ زندہ رکھ اور غیر کے ساتھ مردہ رکھ۔''

○ ـــ اَللّٰهُمَّ اَحْيِ اَجْسَادَ اَعْمَالِنَا بِرُوْحِ اِخْلَاصِكَ ○

''الٰہی! ہمارے اعمال کے جسموں کو اپنے اخلاص کی روح سے زندہ رکھ۔''

○—— اَللّٰھُمَّ اکْسِرْ شَوْکَۃَ الْمُنَافِقِیْنَ وَاخْذُلْھُمْ اَوْ تُبْ عَلَیْھِمْ وَاَقْمِعِ الظَّلَمَۃَ وَطَھِّرِ الْاَرْضَ مِنْھُمْ اَوْ اَصْلِحْھُمْ اٰمِیْنَ! ○

"الٰہی! منافقوں کی شوکت و دبدبہ کو توڑ دے اور انہیں ذلیل و رسوا کر دے، —— یا انہیں توبہ کی توفیق دے، —— ظالموں کو ملیامیٹ کر دے، اور زمین کو ان سے پاک کر دے، —— یا ان کی اصلاح کر دے۔ آمین!"

(اکیاونویں مجلس، منعقدہ ۲۰ رشعبان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یَّرَاکَ فِی الدُّنْیَا بِعَیْنِیْ قَلْبِہٖ وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ بِعَیْنِیْ رَأْسِہٖ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! تو ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جو دُنیا میں تجھے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے، —— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، —— اور آخرت کی بھلائی عطا کر، —— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

(باونویں مجلس، منعقدہ ۳ ررمضان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ طَیِّبْ قُلُوْبَنَا وَاخْلَعْ عَلٰی اَسْرَارِنَا وَ صِفْ عُقُوْلَنَا فِیْمَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ عُقُوْلِ الْخَلْقِ وَ عُقُوْلِنَا ○

"الٰہی! ہمارے دلوں کو پاک کر دے، —— اور ہمارے باطنوں کو معرفت کی خلعت عطا کر، —— اور ہماری عقلوں کو اپنے اور ہمارے درمیان جو احوال ہیں مخلوق کی عقلوں سے بڑھ کر صفائی عطا کر۔ آمین!"

○—— اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ عَنِ الْکُلِّ اَغْنِنِیْ بِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ عَنِ الْمُعَلِّمِ وَ عَنِ الصِّبْیَانِ وَ عَمَّا فِیْ بُیُوْتِھِمْ وَاجْعَلْ دَارَہٗ دَارِ السِّمَاطِ مَعَ التَّعْلِیْمِ ○

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ قَدْ غَلَبَ عَلَیَّ فَاعْذِرْنِیْ فِیْہِ جَا مَکِّیِیْ قَدْ تَمَّتْ وَ حَصَلَتْ لِیْ مِنْکَ بَقِیَّۃُ جَا مَکِیَّۃِ الْاَطْفَالِ وَالْاَتْبَاعِ وَالطَّوَارِقِ فَاسْئَلُکَ تَسْھِیْلَ ذٰلِکَ مَعَ طَیِّبَۃِ قَلْبِیْ وَ صَفَاءِ سِرِّیْ ○

"اے اللہ! مجھے ساری مخلوق سے غنی کر دے، —— مجھے اپنے ساتھ رکھ کر تمام ماسوا سے بے نیاز کر دے، —— استاد سے، بچوں سے، اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے، سب سے بے پرواہ کر دے، —— میرا گھر تعلیم کے ساتھ مہمان خانہ بنا دے۔

الٰہی! تو جانتا ہے کہ یہ بات غلبۂ حال میں میرے منہ سے نکل گئی ہے، اس میں مجھے معذور جان، —— میرا پیالہ لبریز ہو گیا ہے، حالانکہ مجھے تیری طرف سے بچوں اور خادموں اور مہمانوں کے پیالوں کا بقیہ ہی حاصل ہو گیا ہے کہ انہیں بھروں، —— چنانچہ میں تجھ سے دل و باطن کی پاکیزگی و صفائی کے ساتھ اس میں آسانی کا سوال کرتا ہوں۔"

○— اَللّٰھُمَّ اِنَّ حُسْنَ الْکَرَمِ وَ حُسْنَ الْجُوْدِ مِنْ صِفَاتِكَ وَنَحْنُ عَبِیْدُكَ فَاَعْطِنَا ذَرَّةً مِّنْهُمَا اٰمِیْنَ○

''الٰہی! حسنِ کرم اور سخاوت تیری صفات سے ہیں، اور ہم تیرے بندے ہیں، — ہمیں بھی ان میں سے ایک ذرّہ عنایت فرما۔ آمین!''

(ترپنویں مجلس، منعقدہ ۷ر رمضان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○— اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا فِیْ طَاعَتِكَ وَاحْشُرْنَا مَعَ اَهْلِ طَاعَتِكَ اٰمِیْنَ ○

''الٰہی! ہمیں اپنی طاعت میں زندہ رکھ، اپنی طاعت کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمانا۔ آمین!''

○— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْفَظْنَا كَمَا حَفِظْتَهُمْ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! تو ہمیں انہیں میں سے کردے، اور جیسی ان کی حفاظت کی ہے، ویسے ہی ہماری حفاظت فرما، — اور دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

○— اَللّٰھُمَّ عَفْوًا وَّغُفْرَانًا وَّسِتْرًا وَّ تَجَاوُزًا وَ تَوْبَةً لَا تَهْتِكْ اَسْتَارَنَا لَا تُؤَاخِذْ بِذُنُوْبِنَا○ یَا اَللّٰهُ یَا كَرِیْمُ اَنْتَ قُلْتَ وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ ؕ تُبْ عَلَیْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَ اٰمِیْنَ○

''الٰہی! میں معافی اور مغفرت اور پردہ پوشی اور تجاوز اور توبہ کا طلب گار ہوں، — تو ہماری پردہ دری نہ فرما، — نہ ہمارے گناہوں پر مواخذہ فرما، — اے اللہ! — اے کریم! — تو نے ارشاد فرمایا! ''اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے'' — ہماری توبہ قبول فرما، اور ہمیں معاف کردے۔ آمین!''

○— اَللّٰھُمَّ اَجْرِ الْخَیْرَاتِ عَلٰی اَیْدِیْنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ لُطْفِكَ وَ عِنَایَتِكَ○

''الٰہی! ہمارے ہاتھوں اور زبانوں پر بھلائیاں جاری فرما، — اور ہمیں لطف و عنایت کا اہل بنا۔ آمین!''

(چونویں مجلس، منعقدہ ۱۰ر رمضان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○— یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ دُلَّنِیْ○ اِلٰهِیْ اَعِنِّیْ وَ صَبِّرْنِیْ وَاكْشِفْ عَنِّیْ○

''اے حیرانوں کے رہبر! میری رہنمائی کر، — الٰہی! میری مدد فرما، اور صبر عطا کر، — اور میری مصیبت کو دور کر۔''

○— اَللّٰھُمَّ عَامِلْنَا بِكَرَمِكَ وَاِحْسَانِكَ وَ تَجَاوُزِكَ وَ لُطْفِكَ بِنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! دُنیا و آخرت میں ہم سے اپنے کرم اور احسان اور درگزر کرنے اور لطف کے ساتھ معاملہ فرما، —— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، —— اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا کر، —— اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ آمین!''

(پچپن ویں مجلس، منعقدہ ۱۷ر رمضان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الْعِلْمَ بِكَ ○

''الٰہی! ہمیں اپنی معرفت عطا فرما۔''

(چھپن ویں مجلس، منعقدہ ۱۹ر رمضان ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

○—— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ غِذَاءَ نَا ذِكْرَكَ وَغِنَانَا قُرْبَكَ ○

''الٰہی! اپنا ذکر ہماری غذا کر، —— اور اپنا قرب ہماری غنا کر۔''

(ستاون ویں مجلس، منعقدہ ۲۴ر رمضان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا مِنْ رَقْدَةِ الْغَافِلِيْنَ ○ اٰمین

''الٰہی! ہمیں غافلوں کی نیند سے بیدار کر۔ آمین''۔

(اٹھاون ویں مجلس، منعقدہ کیم شوال ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مُنَافِقِيْنَ ○

''اے اللہ! تو ہمیں ایمان والا بنا، نفاق والا نہ بنا۔''

(اُنسٹھ ویں مجلس، منعقدہ ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰھُمَّ تَوَلِّ اُمُوْرَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَا تَكِلْنَا اِلٰى نُفُوْسِنَا وَلَا اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ ○

''یا اللہ! دُنیا و آخرت کے کاموں کا تو والی بن جا، —— اور ہمیں ہمارے نفسوں اور مخلوق میں سے کسی کے حوالے نہ کر۔''

○—— اَللّٰھُمَّ اشْهَدْلِيْ اِنِّيْ مُبَالِغٌ فِيْ مَوَاعِظِ عِبَادِكَ مُجْتَهِدٌ فِيْ صَلَاحِهِمْ اَنَا نَاحِيَةٌ عَنْ جَمِيْعِ مَا اَنَا فِيْهِ اَنَا خَارِجٌ عَنْهُ كَخُرُوْجِكُمْ عَنْهُ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى وَالسِّرِّ لَا كَرَامَةَ لِيْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ تَدْبِيْرِهٖ وَتَصَارِيْفِهٖ ○

''الٰہی! تو گواہ رہنا کہ میں تیرے بندوں کو ضرورت سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہوں، اور ان کی اصلاح و بھلائی میں کوشش کرنے والا ہوں، —— میں جن چیزوں میں مشغول ہوں سب سے الگ ہوں، —— ان کے معنی اور باطن کے اعتبار سے ان سے خارج اور جدا ہوں جیسے (سامعین) تم باہر ہو، —— میں اگر کسی چیز میں اس کی تدبیر اور تصرفات میں کسی طرح کا دخل دوں تو میرے لئے اس میں کوئی کرامت نہیں۔''

○—— اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَكَ وَمَعَ خَوَاصِّكَ مِنْ خَلْقِكَ لَا تَبْتَلِنَا بِالتَّعَلُّقِ بِالْاَسْبَابِ

وَالْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا ثَبِّتْ عَلَيْنَا تَوْحِيدَنَا لَكَ وَتَوَكُّلَنَا عَلَيْكَ يَقِيْنًا بِكَ وَرَدًّا الْحَوَائِجِ اِلَيْكَ لَا تَبْتَلِنَا بِاَقْوَالِنَا وَاَعْمَالِنَا وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِهَا عَامِلْنَا بِكَرَمِكَ وَ تَجَاوُزِكَ وَ مُسَامَحَتِكَ ۔ اٰمين٥

''الٰہی! ہمیں اپنے ساتھ اور اپنی مخلوق میں سے خاص بندوں کے ساتھ حسنِ ادب عنایت فرما،—— اور ہمیں اسباب کے متعلق ہو جانے میں اور ان پر اعتماد کر لینے میں مبتلا نہ کر دینا،—— اپنی توحید ہمارے لئے ثابت رکھ، اور اپنے پر توکّل اور اپنے ساتھ غنا اور اپنی طرف حاجتیں قائم کر،—— ہمیں ہمارے اقوال اور اعمال پر نہ چھوڑ، اور ان کے باعث ہمارا مواخذہ نہ کر،—— ہمارے ساتھ اپنے کرم اور درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ فرما۔ آمین!''

○—— يَا رَبِّ دُلَّنِيْ عَلٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ حَتّٰى يُدَلَّنِي عَلَيْكَ وَ يُعَرِّفَنِيْ٥

''اے رب! اپنے صالحین مقرّبین بندوں میں سے کسی بندے کی طرف میری رہنمائی کر جو تیری طرف میری رہنمائی کرے، اور تیری معرفت کا راستہ بتائے۔ اٰمین!''۔

○—— اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَكَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ ٥

''الٰہی! ہمیں سب احوال میں اپنے ساتھ حسنِ ادب عطا فرما۔ آمین!''

○—— اَللّٰهُمَّ خَلِّصْهُ مِنْ اِسْرِهٖ وَ خَلِّصْنَا اٰمِيْنَ ٥

''الٰہی! اسے اور ہمیں قید سے رہائی دے۔ آمین!''۔

○—— اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُكْمَكَ وَ عِلْمَكَ وَ قُرْبَكَ ۔ اٰمين ٥

''الٰہی! ہمیں اپنا حکم اور علم اور قرب عطا فرما۔ آمین!''

(اکسٹھویں مجلس، منعقدہ ۲۰ ررجب ۵۴۶ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

○—— اَللّٰهُمَّ قَوِّ اَدْيَانَنَا وَاِيْمَانَنَا وَاَبْدَانَنَا بِقُرْبِكَ ٥ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

''الٰہی! ہمارے دین اور ایمان اور بدنوں کو اپنے قرب سے قوی کر،—— اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

(باسٹھویں مجلس، منعقدہ ۳۰ ررجب ۵۴۶ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

⑥ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِعْتِذَارًا اِلَيْكَ مِنَ الْكَلَامِ فِيْ هٰذِهِ الْاَسْرَارِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ ٥

''الٰہی! میں تیرے اسرار کے بارے میں بات کرنے سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف عذر پیش کرتا ہوں، اور تو جانتا ہے کہ میں مغلوب ہوں''۔

○ رَبَّنَا لَا نُرِيْدُ بَقَاءَ الْاِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا بِذٰلِكَ قَدْ تَمَسَّكْنَا بِذَيْلِ رَحْمَتِكَ فَلَا تُخَيِّبْ ظَنَّنَا فِيْكَ كَوِّنْ لَنَا ذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا قُلْتَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥

"اے ہمارے رب! ہم تجھ سے دُنیا و آخرت کچھ نہیں چاہتے بلکہ ہم دین میں عفو و عافیت چاہتے ہیں، ـــ اور ہم ایمان و معرفت کی بقا کے طالب ہیں، تو یہ بطور صدقہ ہمیں عطا فرما، ـــ ہم نے تیری رحمت کا دامن تھام لیا ہے، ہم تیرے ساتھ جو گمان رکھتے ہیں، ہمیں اس میں خائب و خاسر نہ کر دینا، ـــ تو ہماری اس مراد کو پورا فرما دے، کیونکہ تو جب کسی امر کا ارادہ کر لے تو اسے کُن فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے"۔

○ اِلٰهِیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ هٰذِهِ النِّیَابَةِ اَعْنِیْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنَا فِیْهِ قَدْ اَخَذْتَ الْاَنْبِیَآءَ وَالرُّسُلَ اِلَیْكَ وَقَدْ اَوْقَفْتَنِیْ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ اُقَاسِیْ خَلْقَكَ فَاَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ شَرَّ شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَشَرَّ جَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ اٰمِیْنَ ○

"الٰہی! میں اس نیابت میں یعنی اس امر کہ جس میں مَیں مشغول ہوں، تجھ سے عفو و عافیت کا طلب گار ہوں، ـــ تو نے نبیوں اور رسولوں کو اپنی طرف بلا لیا، اور ان کی نیابت میں تو نے مجھے پہلی صف میں کھڑا کر دیا ہے، ـــ میں تیری مخلوق کی ایذائیں برداشت کرتا ہوں، اس لئے میں تجھ سے عفو و عافیت کا طالب ہوں، ـــ تو سب انسانوں اور جنوں اور ساری مخلوق کی بُرائیوں سے مجھے کفایت کر اور محفوظ رکھ! آمین!"

○ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْنَا وَلَا تَفْضَحْنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ○

"الٰہی! ہم پر توبہ ڈال دے، ـــ اور ہمیں دُنیا و آخرت میں رسوا نہ کرنا"۔

○ یَا حَآئِلُ بَیْنَ الْمَآءِ الْمَالِحِ وَالْعَذْبِ حُلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ التَّسَخُّطِ عَلَیْكَ وَالْمُنَازَعَةِ لَكَ فِی اَقْدَارِكَ حُلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ بِبَرْزَخٍ مِنْ رَحْمَتِكَ ۔ اٰمِیْنَ ○

"اے وہ ذات جو میٹھے کھاری پانی کے درمیان حائل ہے! تو ہمارے اور اپنے اوپر غصہ کرنے اور مقدرات کے بارے میں جھگڑا کرنے کے درمیان حائل ہو جا، ـــ اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں اور اپنے درمیان تو برزخ اور آڑ بن جا۔ آمین!"

○ اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِنَا كَذَا وَاِنْ كُنَّا لَا نَسْتَحِقُّ عَامِلْنَا بِكَرْمِكَ لَا تُحَاقِقْنَا وَلَا تُوَارِنَا وَلَا تُوَافِقْنَا○ اٰمِیْنَ

"الٰہی! تو ہمارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر، اگرچہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں، اپنے کرم سے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کر، ـــ ہماری جانچ پڑتال نہ کر، ـــ اپنی نظر رحمت سے ہمیں اوجھل نہ کر، ـــ اور ہمارے اعمال کے موافق جزا نہ دینا، مغفرت فرما دینا۔ آمین!"

○ اَللّٰهُمَّ یَا خَالِقَ الْخَلْقِ وَیَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ خَلِّقْنَا مِنْ قَیْدِ الشِّرْكِ بِخَلْقِكَ وَاَسْبَابِكَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! مخلوق کے پیدا کرنے والے! اور اے مسبب الاسباب! تو ہمیں اپنی مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک کی قید

سے رہائی عطا فرما! ـــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

○ اَللّٰهُمَّ حَقِّقْ لِیْ هٰذَا وَثَبِّتْهُ وَثَبِّتْنِیْ عَلَیْهِ اِجْعَلْهُ مَوْهِبَةً لَّا عَارِیَةً ٥

''الٰہی! تو اس امر کو میرے لئے متحقق وثابت کر دے، ـــ اور مجھے اس پر ثابت قدم رکھ، ـــ اور اسے دائمی عطیہ بنا دے نہ کہ بحیثیت عاریت۔ آمین!''

○ اِلٰهِیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَاَنْ لَّا یَقْبِضَ مَلَكُ الْمَوْتِ رُوْحِیْ وَ تَتَوَلّٰی قَبْضَهَا ٥

''الٰہی! میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں، ـــ اور یہ کہ میری روح ملک الموت نہ قبض کرے بلکہ تو خود ہی میری روح قبض فرما!'' (ملفوظاتِ غوثیہ)

○ اَللّٰهُمَّ لَا تُبْدِ اَخْبَارَنَا ٥

''الٰہی! تو ہماری خبروں کو ظاہر نہ فرما!''

○ اَغْنِنَا عَنْ غَیْرِكَ لَا تَشْغِلْنَا بِغَیْرِكَ اَیْشَ هٰذَا ٥

''(اے ہمارے رب!) تو ہمیں اپنے غیر سے بے پروا کر دے، ـــ''

○ اَللّٰهُمَّ كُفَّ الْخَلْقَ عَنَّا ٥ اَللّٰهُمَّ كُفَّ النَّفْسَ عَنَّا وَالْاَهْوِیَةَ وَالطِّبَاعَ ٥

''الٰہی! تو ہم سے مخلوق کو روک دے، ـــ الٰہی تو ہم سے نفس اور خواہشوں اور طبیعتوں کو روک دے۔ آمین!''

○ اَللّٰهُمَّ صَبْرًا وَّعَفْوًا ٥ اَللّٰهُمَّ غِنًی ٥

''الٰہی! میں صبر اور عفو اور غنا کا طالب ہوں''۔

○ اَللّٰهُمَّ عَفْوًا ٥ اَللّٰهُمَّ سِتْرًا ٥ اَللّٰهُمَّ ثَبَاتًا ٥ اَللّٰهُمَّ رِضًا ٥

''الٰہی! معاف فرما، ـــ الٰہی! پردہ پوشی فرما، ـــ الٰہی! ثابت قدمی فرما، ـــ الٰہی! اپنی رضامندی عطا فرما!'' ـــ آمین!

○ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا وَهْدِ بِنَا وَارْحَمْنَا وَارْحَمْ بِنَا عَرِّفْنَا وَعَرِّفْ بِنَا اِجْعَلْنِیْ مُبَارَكًا ٥

''الٰہی! تو ہمیں ہدایت دے، اور ہمارے ذریعے سے دوسروں کو ہدایت دے، ـــ اور ہم پر رحم فرما اور ہمارے سبب سے دوسروں پر رحم فرما، ـــ ہمیں اپنی معرفت عطا فرما، اور ہمارے ذریعے سے دوسروں کو معرفت عطا فرما، ـــ اور میں جہاں کہیں رہوں مجھے بابرکت بنا، آمین!''

○ اَللّٰهُمَّ عَنْهُمْ بُعْدًا وَاِلَیْكَ قُرْبًا ٥ اَللّٰهُمَّ عَنْهُمْ غِنًی وَاِلَیْكَ فَقْرًا اِحْفَظِ اللّٰهَ بِالْغِنٰی ٥

''الٰہی! مخلوق سے دوری اور تیرے قرب کا طلب گار ہوں، ـــ الٰہی! تو مجھے مخلوق سے بے نیازی اور اپنی طرف

حاجت مندی عطا فرما!"

اَللّٰھُمَّ خَلَاصًا یَأْتِیْ ○ "الٰہی! میں نجات کا طالب ہوں"۔

اَللّٰھُمَّ مَا مِنَّا اِلَّا مَنْ یُّرِیْدُكَ وَلٰكِنَّ لَاٰفَاتِ تَمْنَعُنَا عَنْكَ اَوَامِرُ اللّٰهِ ○

"الٰہی! ہم میں سے کوئی نہیں جو تیرا خواہش مند نہ ہو، ـــــ لیکن آفتیں ہمیں تجھ سے روکتی ہیں، اور امرِ الٰہی!"

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا مِنْ رَقْدَةِ الْغَافِلِیْنَ وَانْفَعْ بَعْضَنَا بِبَعْضٍ اشْتَغِلْنَا بِنَا وَبِكَ حَتّٰی تُصْلِحَ نُفُوْسَنَا وَتَهْدِيْهَا لَكَ وَاشْتَغِلْ بِقِیَّةَ الْعُمُرِ ○

"الٰہی! تو ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار کر دے، ـــــ اور ہمارے بعض کو بعض سے نفع پہنچا، ـــــ تو ہمیں ہمارے اور اپنے ساتھ مشغول فرما، ـــــ اور ہمارے نفس کی اصلاح فرما دے، انہیں اپنا راستہ دکھا دے، ـــــ اور بقیہ زندگی اپنے ساتھ مشغول رکھ۔ آمین!"

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الْكُلَّ ○ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا صَالِحِیْنَ وَاَصْلِحْ بِنَا اِجْعَلْ حَوَائِجَنَا اِلَیْكَ ○

"الٰہی! تو سب کی اصلاح فرما دے، ـــــ الٰہی! تو ہمیں صالح بنا دے، ـــــ ہمارے ذریعہ سے دوسروں کی اصلاح کر دے، ـــــ تو ہماری حاجتوں اور توجہ کو اپنی طرف کر لے"۔

اَللّٰھُمَّ لَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ○

"الٰہی! تو ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے"۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ ○

"الٰہی! میں تجھ سے اس زمانے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

نَحْنُ حَاجُوْكَ قُصَّادُكَ مُرِیْدُوْكَ طُلَّابُكَ مُحِبُّوْبَكَ طَالِبُوْكَ نَاءٍ عَنَّا اَوْلَادُنَا وَاَهْلُوْنَا وَدِیَارُنَا ○

"(الٰہی!) ہم تیری طرف جھکنے والے ہیں، ـــــ تیری طرف قصد کرنے والے ہیں، ـــــ تیرے مرید، تیرے طالب ہیں، ـــــ تیرے محب اور تیرے خواہاں ہیں، ـــــ ہماری اولاد اور اہل اور گھر سب چھوٹ چکے ہیں، تو ہمیں رسوا نہ کرنا"۔

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا لِمَعُوْنَتِهٖ عَلَی الدِّیْنِ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ لِوَجْهِكَ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا فَلَا تَرْزُقْهُ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةَ رِیَاءً فَلَا تَرْزُقْهُ لِاَنَّهُمَا حِجَابٌ ○

"الٰہی! تو اسے رزق دے جو تجھ سے دُنیا کو دین پر مدد کے لئے طلب کرے، ـــــ اور جو تجھ سے دُنیا کو دُنیا کے لئے، اور آخرت کو ریا کے طور سے طلب کرے، تو اسے رزق نہ دے، کیونکہ یہ دونوں طلبیں تجھ سے حجاب ہیں"۔

(فتوحاتِ غوثیہ)

○ اَللّٰھُمَّ اَغْنِہٖ عَنِ الْخَلْقِ بِكَ اَغْنِہٖ بِذِكْرِكَ عَنِ السُّوَالِ ○
”الٰہی! تو اسے اپنے قرب سے مخلوق سے لاپرواہ کر دے، — تو اپنے ذکر کی وجہ سے اسے سوال سے لاپرواہ کر دے“۔

”الفتح الربانی“ میں مذکور دیگر بزرگوں کی دعائیں

○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

اَللّٰھُمَّ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ بِیْ اُرِیْدُ فَصَبِّرْنِیْ عَلٰی مَا تُرِیْدُ ○
”الٰہی! جو میں چاہتا ہوں اگر تو وہ نہ کرے، تو مجھے اس پر صبر کرنے والا بنا دے جو تو کرنا چاہتا ہے۔“

○ حضرت ابو محمد عجمی رحمۃ اللہ علیہ:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا جَیِّدِیْنَ ○
”اے اللہ! ہمیں کھرا (اچھا) کر دے۔“

○ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ دعا اللہ کریم نے انہیں خود خواب میں تعلیم فرمائی:
اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِكَ وَصَبِّرْنِیْ عَلٰی بَلَآئِكَ وَاَوْزِعْنِیْ شُكْرَ نَعْمَآئِكَ وَاَسْئَلُكَ تَمَامَ نِعْمَتِكَ وَدَوَامَ عَافِیَتِكَ وَالثَّبَاتَ عَلٰی مَحَبَّتِكَ ○
”الٰہی! مجھے اپنی قضا پر راضی کر دے، — اور اپنی بلا پر صبر دے، — اور اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما، — اور میں تجھ سے تیری پوری نعمت اور ہمیشہ کی عافیت، — اور تیری محبت پر ثابت قدمی طلب کرتا ہوں“۔

○ حضرت ابنِ عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتِیْ فِیْ دُنْیَایَ ○
”الٰہی! دنیا میں میری غربت پر رحم فرما!“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

الٰہی! ــــ تجھے بخوبی علم ہے کہ میں تیری حمد و ثناء کرنے سے بے بس اور عاجز ہوں، ــــ جس ذاتِ والا نے تیری مدح سرائی کا کماحقہٗ حق ادا کیا ہے (یعنی تیرے محبوب اعظم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)، انہی کے وسیلہ جلیلہ سے التجا کرتا ہوں کہ جس ہستی پر تو نے اپنے اسماء (ذاتی وصفاتی) کی حقیقت اور اپنی خاص تجلیوں کے دقیق حجاب اٹھا دیئے ہیں، ــــ انہوں نے تیری شان و کمالات کے لائق تیری پہچان (معرفت) حاصل کی، ــــ اس پہچان کی برکت کے باعث تو نے اپنی حمد و ثناء کے ایسے انداز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر القا فرمائے کہ کسی اور کو ان کا گمان تک نہ ہوگا، ــــ جیسا کہ عنقریب (قیامت کے دن) ان کی یکتائی اور انفرادیت کا ظہور ہوگا، اور اس ظہور میں وہ تیرے اسماء اور صفات کا کامل نمونہ اور اکمل مظہر ہوں گے، ــــ تب تو اس سے بھی کئی گنا بڑھ کر ان پر الہام کرے گا۔

اس سائل کا سوال یہ ہے کہ تو اس ذات قدسی پر خوب اور خصوصی درود و سلام بھیج، جو ان کے ذاتی وجود اور تیرے پاک کمالات کے شایانِ شان ہو، ــــ اور تیرا پاک درود و سلام عام طور پر ان کے ظاہری اور باطنی وجود پر ہو، ــــ اور وہ پاک روحیں جن کا عالم امر[1] اور عالم خلق[2] میں تجھ سے کوئی تعلق واسطہ ہے۔ ان پر بھی تیرا درود و سلام پہنچتا رہے۔

ــــ حتیٰ کہ الٰہی! ــــ اے ہمارے پاک پروردگار! تو اپنے فضل و کرم سے اپنے سبھی رسولوں اور نبیوں اور فرشتوں اور جملہ نیک بندوں پر عام طور پر درود و سلام کا تحفہ ارسال فرمائے۔

(سراپا سپاس)

عفیف الدین ابن المبارک

(رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

مؤلف الفتح الربانی

خلیفہ اعظم سیّدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز

---

[1] عالم امر: سے مراد تمام غیر مادی اشیاء ہیں، ــــ عالم امر عرش کے اوپر ہے، ــــ

[2] عالم خلق: سے مراد تمام مادی کائنات ہے، ــــ عالم خلق عرش کے نیچے سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان دس اجزاء سے مرکب ہے۔ جن میں سے پانچ مادی اجزا (آگ، پانی، مٹی، ہوا اور نفس) عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ غیر مادی اجزا (قلب، روح، سری، خفی اور اخفی) کا تعلق عالم امر سے ہے۔

فصل اوّل

خطباتِ مجالس

خطبہ غوثیہ

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ہر مجلس میں خطبہ کے شروع میں تین بار: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرماتے، — ہر بار تھوڑی دیر کے لئے سکوت فرماتے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے، — پھر آپ وعظ شروع فرماتے، اور غیبی فتوحات سے جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک پر جاری فرماتا، بغیر کسی تمہید کے وعظ شروع فرما دیتے۔

عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَمُنْتَهٰى عِلْمِهٖ وَجَمِيْعَ مَاشَآءَ وَخَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاحْفِظْ الْاِمَامَ وَالْاُمَّةَ وَالرَّاعِيَ وَالرَّعِيَّةَ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ اِدْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ ٥

اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِسَرَائِرِ فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا فَاغْفِرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِعُيُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا لَا تَرَنَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا لَا تَفْقُدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا لَا تُنْسِنَا ذِكْرَكَ وَلَا تُؤْمِنَّا مَكْرَكَ وَتُحَوِّجْنَا اِلٰى غَيْرِكَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا رُشْدَنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا اشْغَلْنَا بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ اَلْهِمْنَا ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ٥

اس کے بعد آپ دائیں طرف رخ پھیر کر ارشاد فرماتے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ٥

پھر سامنے رُخ کر کے یہی کلمات ارشاد فرماتے، — پھر بائیں جانب رُخ فرما کر یہی کلمات ارشاد فرماتے، —

پھر گویا ہوتے:

لَا تُبْدِ اَخْبَارَنَا وَلَا تَهْتِكْ اَسْتَارَنَا وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا لَا تُخَيِّبْنَا فِي غَفْلَةٍ وَّلَا تُؤَاخِذْنَا عَلٰى غِرَّةٍ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○

ترجمہ: ''اتنی حمد جو اس کی مخلوق کے شمار، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر، اس کے نفس کی خوشنودی، اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر، اس کے علم کی انتہا اور ان سب چیزوں کے برابر ہو، جنھیں اس نے چاہا اور پیدا اور ظاہر کیا ہے،—— جو کہ حاضر اور غائب کا جاننے والا، عام وخاص پر رحم فرمانے والا ہے،—— بادشاہ ہے، غایت درجہ پاک ہے، سب پر غالب اور حکمت والا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،—— وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں،—— اُسی کا ملک اور اسی کی تعریف ہے،—— وہی زندہ ہے اور موت دیتا ہے، وہ ایسا زندہ ہے جسے موت نہیں،—— اسی کے دستِ قدرت میں سب طرح کی بھلائی ہے،—— وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی طرف لوٹنا ہے۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ سب دینوں پر غلبہ حاصل کرے، اگر چہ وہ مشرکوں کو ناگوار گزرے۔

الٰہی! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما،—— امام وامت اور حاکم ورعایا کی حفاظت فرما،—— نیکی کے کاموں کی ان کے دلوں میں الفت ڈال دے،—— ایک دوسرے سے شر کو دور کر۔

اے اللہ! تو ہمارے باطنوں کو جاننے والا ہے، ان کو سنوار دے،—— تو ہماری حاجتوں کا علم رکھتا ہے ان کو پورا کر دے،—— ہمارے گناہوں کا تجھے علم ہے، ان کو بخش دے،—— ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما،—— جہاں موجود ہونے سے تو نے منع کیا ہے وہاں ہمیں موجود نہ کر،—— جہاں موجود ہونے کا ہمیں حکم دیا ہے وہاں سے الگ نہ کر،—— اپنی یاد سے غافل نہ ہونے دے،—— اپنی فکر سے ہمیں نڈر نہ کر،—— غیر کا محتاج نہ کر،—— ہمیں غافلوں میں شامل نہ فرما۔

الٰہی! ہمارے دل میں نیکی ڈال دے، ہمیں ہمارے نفسوں کی برائی اور شر سے بچا، اپنے ماسویٰ سے ہٹا کر اپنے میں مشغول رکھ،—— جو چیز تجھ سے توڑنے والی ہے اسے توڑ ڈال،—— اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کو ہمارے دل میں ڈال۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،—— جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے، نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ بلند وبزرگ کے ساتھ،——

ہمارے بھیدوں کو ظاہر نہ کر،—— ہمارے رازوں سے پردہ نہ اٹھا،—— ہمارے نافرمانیوں پر ہماری پکڑ نہ فرما،——

غفلت کی زندگی سے بچا، غفلت میں گرفت نہ کر، —

اے ہمارے رب! بھول چوک پر ہمارا مواخذہ نہ کر، — اے رب! ہم سے پہلوں پر جیسے بوجھ ڈالا، ہم پر نہ ڈال، — اور طاقت سے زیادہ کے ہم متحمل نہیں، — ہمیں معاف کر دے اور بخش دے اور رحم فرما، — تو ہی ہمارا مولیٰ ہے، کافروں پر ہماری مدد فرما۔"

(مشمولہ: چھبیسویں مجلس: منعقدہ ۲۵رذی الحجہ ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

پہلی مجلس

(منعقدہ ۳ رشوال ۵۴۵ھ بروز صبح اتوار بمقام مسافر خانہ خانقاہ شریف)

امور تقدیر کے نزول کے وقت ذاتِ الٰہی پر اعتراض کرنا دین وتوحید کی موت ہے:

اللہ تعالیٰ عزت وجلال والا ہے، امور تقدیر (خواہ وہ امر خیر ہو یا امر شر) کے نازل ہونے کے وقت بندے کا (اللہ تعالیٰ پر) اعتراض کرنا (بندے کے) دین وتوحید (اللہ کو ایک جاننا)۔ توکل وبھروسہ، اخلاص ویقین وروح کی موت ہے۔ (جو) بندہ مومن (ہے وہ تقدیری حادثوں میں) چون وچرا (کیوں اور کس لئے) کو نہیں جانتا، بلکہ (رب کی طرف سے اس آزمائش میں) وہ سر تسلیم جھکاتے ہوئے صرف ہاں کہتا ہے۔

نفس تو کلی طور پر مخالفت اور، جھگڑا کرنے والا ہے، — جو شخص نفس کی اصلاح (کرنا) چاہے وہ نفس سے جہاد کرے، تاکہ نفس کی برائی اور شرارت سے محفوظ ہو جائے۔ کیونکہ نفسانی خواہشات (تو اوّل تا آخر) شرارت در شرارت ہیں۔ چنانچہ جب نفس کو مشقت میں ڈالا جائے گا (یعنی مجاہدہ کیا جائے گا)، نفس کی مخالفت کی جائے گی، تب اطمینان حاصل ہوگا، — نفس کی ساری خواہشیں نیکیوں سے بدل جائیں گی، اور نفس کلی طور پر سب گناہ چھوڑنے اور اللہ کی عبادت کرنے کے لئے موافقت کرے گا، — اس لمحے ارشاد باری تعالیٰ ہوگا:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ ○

"اے اطمینان والی جان! اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ"۔

(اس حال میں کہ تو ربّ سے راضی ہے، نزول رحمت ومغفرت کے باعث اور تیری اطاعت وفرماں برداری کی وجہ سے تیرا ربّ تجھ سے راضی ہے۔) — اس مقام پر (نفس کی ہر طرح کی شرارتیں دور ہو جاتی ہیں اور) سالک کو ذوقِ سلیم حاصل ہوتا ہے (نفس کا توکل وبھروسہ درست ہو جاتا ہے اور اس سے شک وشبہ زائل ہو جاتے ہیں) اور اللہ کے سوا اس کا تمام مخلوقات سے (کسی ضرر ومصیبت میں) کوئی تعلق واسطہ نہیں رہتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام رضا میں سر تسلیم خم:

اس مقام پر نفسِ مطمئنہ کے لئے اپنے (روحانی) باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت کامل ہو جاتی ہے۔

کیونکہ انہوں نے (نمرود کے دہکائے ہوئے الاؤ میں) ہر طرح کی خواہشیں ترک کر کے اپنی ہستی کو مٹا ڈالا (یعنی اپنے نفس کو فنا کر دیا، اور اپنے محبوب (رب تعالیٰ) کی محبت میں کسی غیر کی مدد کو شرکت جانا) ـــــ وہ روحانی طور پر اللہ کے قریب تھے (اس قربت نے فنا کے بعد بقا عطا کی)، قلبِ مبارک سکون سے معمور تھا، اور آپ نے مقامِ رضا میں سرِ تسلیم خم کر دیا۔ مصیبت اور امتحان کے اس کڑے وقت میں آپ کے پاس سب مخلوقات حاضر ہوئیں اور (اپنی اپنی ہمت، طاقت اور رسائی کے مطابق) آپ کو اپنی مدد کی پیش کش کی۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے مالک کو میری حالت (اور مصیبت) کا بخوبی علم ہے، اس کی بار گاہ میں مجھے سوال کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔''

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رضائے الٰہی میں توکّل و تسلیم صحیح ہوا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ○ (سورۃ الانبیاء)

''ہم نے (آگ کو) حکم دیا: ''اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا''۔

جو لوگ مصیبت پر صبر کرنیوالے ہیں، اللہ تعالیٰ دُنیا میں ان کی بے حساب مدد کرتا ہے، اور صبر کرنیوالوں کو آخرت میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (سورۃ زمر)

''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا''۔

(یعنی صابر اتنا ثواب پائیں گے جس کا کوئی حساب و شمار نہ ہوگا)۔ جو لوگ (رضائے) الٰہی کے لئے دکھ تکلیفیں برداشت کرتے ہیں تو اس سے تو کوئی بھی چیز ڈھکی چھپی نہیں، وہ سب کچھ جانتا ہے۔ بندے نے جب کئی سال اس کی مہربانیاں اور لطف و کرم دیکھے ہیں تو اگر مصیبت آ جائے تو اس گھڑی کی تکلیف پر صبر کرنا چاہئے۔ اس ایک گھڑی کا صبر اعلیٰ درجہ کی بہادری ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ ـــــ'' ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

اس کی مدد اور نصرت (فتح) ہمیشہ شامل حال ہے۔ مصیبتوں کے ساتھ ساتھ صبر کرو۔ اللہ کے لئے خبردار و ہوشیار رہو۔ اور اس راہ میں کسی قسم کی غفلت نہ کرو۔ تمہاری یہ خبرداری اور ہوشیاری موت کے بعد نہ ہو۔ کیونکہ اس وقت کی ہوشیاری کس کام کی، بے نفع و بے فائدہ ہے۔ تم موت سے ہم کنار ہونے سے پہلے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات سے پہلے ہی) ہوشیار ہو جاؤ بیدار ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تمہیں تمہارے ارادے کے بغیر بیدار کیا جائے از خود بیدار ہو جاؤ، ـــــ ورنہ تمہیں شرمندگی ہوگی، اور ایسے وقت میں تمہارا شرمندہ ہونا کچھ فائدہ نہ دے گا، ـــــ سوچو اور اپنے دلوں کی اصلاح کر لو، کیونکہ دلوں کی اصلاح اور درستی سے تمہاری سب حالتیں درست ہو جائیں گی۔

انسان کے دل کا معاملہ:

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فِیْ اِبْنِ اٰدَمَ مُضْغَةٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ لَهَا سَآئِرُ جَسَدِهٖ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَلَهَا سَآئِرُ جَسَدِهٖ اِلَّا وَهِیَ الْقَلْبُ

''انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب یہ تندرست ہو جائے (سنور جائے) تو سارا بدن تندرست (سنورا) رہتا ہے،---اور جب وہ بیمار ہو جاتا (بگڑ جاتا) ہے تو سارا بدن بیمار ہو جاتا (بگڑ جاتا) ہے۔ مطلع ہو جاؤ گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے''۔

پرہیز گاری، خوف، اللہ پر توکل، اللہ کی وحدانیت کا اقرار، علم میں اخلاص (یعنی ہر کام اللہ ہی کے لئے ہے اس میں دکھاوے کا دخل نہ ہو۔)، ان سب کے ہونے سے دل کا حال اچھا اور درست رہتا ہے۔---اور ان سب کے نہ ہونے سے دل کا معاملہ بگڑ جاتا ہے، دل بدن کے پنجرے میں ایک پرندے کی طرح ہے، جس طرح موتی ڈبیہ میں، جیسے مال خزانے میں، ---لہٰذا اعتبار تو پرندے کے ساتھ ہے نہ کہ پنجرے کے ساتھ،---اسی طرح موتی اور مال کے ساتھ ہے نہ کہ ڈبیہ اور خزانے کے ساتھ۔ (یعنی انسان کو چاہئے کہ مقصود ذاتی اور عرضی ہی کو مد نظر رکھے)۔

دعا و التجاء:

اَللّٰهُمَّ اَشْغِلْ جَوَارِحَنَا بِطَاعَتِكَ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِمَعْرِفَتِكَ وَاشْغُلْنَا طُوْلَ حَيَاتِنَا فِیْ لَيْلِنَا وَنَهَارِنَا بِمُرَاقَبَتِكَ وَاَلْحِقْنَا بِالَّذِيْنَ تَقَدَّمُوْا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ وَارْزُقْنَا كَمَا رَزَقْتَهُمْ وَكُنْ لَّنَا كَمَا كُنْتَ لَهُمْ ○ اٰمِيْن○

''اے اللہ! ہمارے سب اعضاء کو اپنی طاعت و بندگی میں مشغول کر دے،---اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے ساتھ منور کر دے،---اور ہمیں عمر بھر رات دن (غرض کہ ہر وقت) اپنے ہی خیال میں مصروف رکھ،---اور تیرے جو نیک بندے (ہم سے) پہلے گزر چکے ہیں، ہمیں ان کے (مراتب میں) برابر رکھنا،---اور ہمیں بھی ویسا ہی رزق اور حصہ عطا فرما جیسا کہ انہیں عنایت فرمایا،---اور ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہو جا جیسا کہ تو ان کے لئے ہو گیا تھا۔ آمین!''۔

اللہ ہی کے ہو رہو:

اے میری قوم کے لوگو! اللہ ہی کے ہو رہو جیسے کہ نیک بندے اُسی کے ہو رہے،---تا کہ تم پر بھی وہی انعام ہو جو ان پر ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ویسا ہی ہو جائے جیسا کہ ان کے لئے ہو گیا تھا)،---اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ہو رہے،

تو (تمہیں چاہئے کہ) تم اس کی طاعت میں لگے رہو، — کوئی مصیبت آنے پر صبر کرو، — اپنے اور اپنے غیر کے سب کاموں میں اللہ کی رضا میں راضی رہو، —

ایک جماعت نے دُنیا کو ترک کیا (بے رغبتی کی)، — تقویٰ و پرہیز گاری اور دیانت داری سے دُنیا میں طرح طرح کے فائدے اُٹھائے، پھر آخرت کی طرف متوجہ ہوئے، اور اس کی طلب کے لئے عمل کیے، — نفس کشی کی (نفسانی خواہشوں کو مارا)، — اپنے پاک پروردگار کی فرماں برداری کی، — پہلے اپنے نفسوں کو نصیحت کی، پھر اوروں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شیوہ رہا)۔

پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو:

بیٹا! پہلے اپنی حالت درست کرو، پھر دوسرے کی طرف دھیان دو، — تمہیں چاہئے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو، — اس سے پہلے دوسروں کو وعظ و نصیحت نہ کرو اس لئے کہ تیرے پاس کوئی ایسی شے باقی نہ ہو جس کے باعث خود تجھے ابھی اصلاح کی ضرورت و حاجت ہو، — (یعنی ابھی کچھ عیب باقی ہیں جو کہ اصلاح طلب ہیں)، —

افسوس ہے تجھ پر کہ تو خود بینائی سے محروم ہے (اندھا ہے)، اوروں کو کیا راہ دکھائے گا، — دوسروں کی رہبری کیسے کرے گا، — راہ دکھانا تو بینائی والے (آنکھ والے) کا کام ہے۔ — دریا میں ڈوبنے والے کو وہی بچا سکتا ہے جو خود اچھی طرح سے تیرنا جانتا ہو، — اللہ کی طرف وہی لا سکتا ہے جو کہ خود اللہ کو پہچانتا ہو (یعنی عارفِ کامل ہی اللہ کی طرف رجوع کرا سکتا ہے)، — اور جو راہ سے ہٹا ہوا ہے (گمراہ ہے، جاہل ہے)، وہ کسی کی کیسے رہنمائی کر سکتا ہے۔

جب تک تو خود اللہ کو نہ پہچان لے اور اسے دوست نہ رکھے، اور تیرا ہر عمل بھی اسی کے لئے نہ ہو، تیرے کلام و وعظ بے فائدہ ہیں، — تجھے غیر سے کوئی واسطہ نہ ہو اور نہ اس کا ڈر، — ڈر خوف صرف اللہ ہی کا ہو، — تصرّفاتِ الٰہی میں تجھے چون و چرا نہیں کرنا چاہئے، — آواز کی سختی اور زبان کی تیزی سے کلام و وعظ نہیں ہوتے بلکہ یہ کام تو دل سے ہوتا ہے، — تنہائی (خلوت) کا کام بزم آرائی (جلوت) میں نہیں ہوتا، — جبکہ توحید گھر کے دروازے پر ہو اور شرک گھر کے اندر، — یہ سراسر نفاق ہے۔

افسوس ہے تجھ پر، کہ تیری زبان تو تقویٰ و پرہیز گاری کا اظہار کر رہی ہے جبکہ تیرا دل (زبان کے برعکس) گناہ میں مبتلا ہے، — زبان تو شکر ادا کر رہی ہے، جبکہ دل ناشکرا ہے، — حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا ابْنَ اٰدَمَ خَيْرِیْ اِلَيْكَ نَازِلٌ وَشَرُّكَ اِلَیَّ صَاعِدٌ ۝

''اے آدم کے بیٹے! میری طرف سے تو تجھ پر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور تیری طرف سے میری جانب برائی آتی ہے۔''

تجھ پر افسوس (اس بات کا) ہے کہ تو اللہ کا حقیقی بندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ اطاعت اور تابع داری اس کے غیر کی کرتا

ہے۔۔۔۔ اگر تو واقعی اس کا سچا بندہ ہوتا تو تیری دوستی اور دشمنی اللہ ہی کے لئے ہوتی۔

سچا اور حقیقی مسلمان اپنے نفس اور شیطان اور اپنی خواہشوں کے پیچھے نہیں چلتا (پیروی نہیں کرتا) وہ شیطان سے کوئی شناسائی نہیں رکھتا جو اس کے پیچھے چلے (تابع داری کرے)۔۔۔۔ دُنیا کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے سامنے جُھکے اور ذلیل ہو۔ بلکہ وہ تو دُنیا کو ناکارہ سمجھتا ہے اور آخرت کی طلب کرتا ہے۔۔۔۔ اور جب آخرت کا حصول ہوتا ہے تو اسے بھی چھوڑ دیتا ہے اور اپنے مالک ومولیٰ سے جا ملتا ہے۔۔۔۔ ہر وقت اس کی عبادت اس کے ملنے کے لئے کرتا ہے، جیسا کہ اس نے یہ ارشاد باری تعالیٰ سنا ہے:

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ○ (البنیه)

''اور انہیں یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں ہر ایک چیز سے کنارہ کش ہو کر''۔

مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، بس اللہ کو ایک جانو (یہی اصل توحید ہے)، سب چیزیں وہی پیدا کرنے والا ہے۔۔۔۔ تمام چیزیں اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔

غیر اللہ سے مرادیں مانگنے والے، یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔۔۔۔ کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اللہ کے خزانے میں موجود نہیں۔۔۔۔ اس کریم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ○ (الحجر)

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں''۔

فضل واحسانات کی بارش:

اے بیٹا! تقدیر کے پرنالے کے نیچے صبر کا تکیہ لگا کر راضی برضا کا ہار گلے میں پہن لے اور کشائش کے انتظار میں عبادت گزار ہو کر میٹھی نیند سو جا۔۔۔۔ جب تو ایسا کرے گا تو مالک تقدیر اپنے فضل واحسان سے تجھ پر ایسی نعمتیں نازل کرے گا کہ جن کی آرزو اور طلب کرنا بھی تجھے اچھی طرح سے نہ آتا۔

تقدیر کی موافقت کرو:

اے لوگو! تقدیر کی موافقت کرو اور (مالک کی) رضا پر راضی رہو۔۔۔۔ اور (سیّد) عبدالقادر کے کہے پر عمل کرو جو کہ تقدیر کی موافقت میں کوشش کرنے والا ہے۔۔۔۔ تقدیر کی موافقت (ہی) نے مجھے قادر (مطلق) تک پہنچا دیا ہے۔

تقدیر شاہی قاصد ہے:

اے لوگو! آؤ کہ تم اور ہم تقدیر اور امر الٰہی کے سامنے جھک جائیں۔۔۔۔ اپنے ظاہر اور باطن ہر دو حال میں سرِ تسلیم خم کریں، اور تقدیر کی ہمرکابی کرتے ہوئے چلیں، کیونکہ تقدیر تو شاہی قاصد ہے۔۔۔۔ تقدیر کے بھیجنے والے کی خاطر تقدیر کی تعظیم

وتوقیر کرنا فرض ہے،—— اور جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو اس کی رہنمائی میں ہم قادر (مطلق) تک پہنچ سکیں گے۔

فَهُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ○

''اس جگہ حقیقی ولایت وسلطنت اللہ ہی کی ہے۔''

(وہاں کسی پیادے یا سوار کو دخل ہی نہیں، وہاں خاص شہنشاہی حکم واحکام ہیں۔)

وہاں قادر (مطلق) کے پاس بحرِ علم (الٰہی) سے سیراب ہو،—— اس کے خوانِ فضل سے کھانا کھاؤ، اور اس کی محبت سے اُنس حاصل کرو جو کہ تمہاری غم خوار ہوگی،—— اور اس کی رحمت کے پردوں میں چھپ جانا خوش گوار اور مبارک ہوگا،—— بارگاہِ قادر سے یہ مقام ومرتبہ (دُنیا کے) تمام قبیلوں اور کنبوں کے لاکھوں انسانوں میں سے کسی ایک صاحبِ نصیب (یعنی مقدر والے) شخص کو ملتا ہے۔

باعمل علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں:

اے بیٹا! تو اپنے لئے پرہیزگاری اور شریعت کی پابندی کو لازمی سمجھ،—— نفس، حرص اور شیطان اور بدوں کی صحبت سے بچتا رہ،—— ان کے جہاد میں صاحبِ ایمان اپنے سر سے خود نہیں اُتارتا،—— اپنی تلوار کو بے نیام رکھتا ہے، نہ زین اتار کر اپنے گھوڑے کی پشت برہنہ کرتا ہے، زین پر ہی خواب کی مانند نیند کرتا ہے،——

تو اولیاء اللہ کی طرح ہے کہ جن کا طعام (کھانا) فاقہ ہے،—— ان کا بولنا، کلام کرنا ضرورت کے وقت ہے،—— خاموش رہنا ان کی عادت ہے،—— اللہ کے امر (حکم) سے بات کرتے ہیں،—— ایسا کرنا ان کے لئے مقدر ہو چکا ہے،—— دُنیا میں اہل اللہ، اسی کی تحریک سے لب کھولتے ہیں،—— دُنیا میں ان کا بولنا اس طرح ہے جس طرح کہ قیامت کے دن سب اعضاء اللہ کے حکم سے بات کریں گے،—— اللہ تعالیٰ ان میں قوتِ کلام پیدا کرے گا، جس نے کہ ہر ایک بولنے والے کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے،—— انہیں اس طرح بلاتا ہے جیسے وہ (پتھروں وغیرہ) جمادات کو گویا کر دیتا ہے،—— (انہیں بھی قوتِ گویائی بخشتا ہے)،—— ان کے لئے گویائی کے اسباب مہیا کر دیتا ہے، اور پھر وہ بولنے لگتے ہیں،—— جب انہیں کسی امر خاص پر بلانا مقصود ہوتا ہے تو اس کے لئے انہیں تیار کر دیتا ہے،—— جب اللہ نے چاہا کہ مخلوق کو اپنے عذاب سے ڈرائے، خوف دلائے، اور اپنی رحمت کی خوش خبری سنائے،—— چنانچہ حجت قائم کرنے کے لئے نبیوں اور رسولوں کو قوتِ گویائی عطا فرما دی،—— جب اس گروہ پاک کو اپنے پاس بلا لیا تو ان کے قائم مقام (نائب کے طور پر) باعمل علماء کو پیدا فرمایا،—— اور انہیں ایسی قوتِ گویائی عنایت فرمائی جس سے کہ نبیوں کے نائب بن کر مخلوق کی اصلاح کر سکیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ○

''(باعمل) علماء (ہی) انبیاء کے وارث ہیں۔''

اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرنا:

اللہ کے بندو! اللہ کی (عطا کردہ) نعمتوں کا شکرادا کرو، اور خاص اسی کی عنایت کی ہوئی خیال کرو، کیونکہ اس نے ارشاد فرمایا:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۝

''جو کچھ نعمتیں تمہیں پہنچ رہی ہیں سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔''

اس کی نعمتوں میں عیش کرنے والو! تم سے ان نعمتوں کا شکر کہاں ہے؟ — غافلو! نعمتیں وہ عطا کرتا ہے تم انہیں اس کے غیر کی طرف سے خیال کرتے ہو، — اور کبھی تم انہیں محدود سمجھ کر ان نعمتوں کے انتظار میں رہتے ہو جو ابھی حاصل نہیں ہوئیں، — اور کبھی ان نعمتوں کے ذریعہ نافرمانی کی راہ چل پڑتے ہو۔

بادشاہ حقیقی کے در پر آؤ:

اے بیٹا! گوشہ تنہائی میں تجھے ایسی پرہیزگاری اختیار کرنی چاہئے جو نافرمانی اور بے راہروی سے نجات دلائے، — اور ایسا مراقبہ کرو کہ جو تجھے اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور شفقت (جو تیری طرف ہے) کی یاد دلائے، — تم محتاج اور بے قرار ہو کر چاہتے ہو کہ یہ نظر رحمت گوشہ تنہائی میں تمہارے ساتھ ہو، — پھر تجھے نفس، حرص اور شیطانوں سے لڑائی کی سخت ضرورت ہے تا کہ تو انہیں زیر کرے۔

بڑے (بزرگ) لوگوں کی خرابی وتباہی لغزشوں (غلطیوں کوتاہیوں) سے ہے، — زاہدوں کی خرابی نفسانی خواہشوں سے ہے، — اور ابدالوں کی خرابی و بربادی تنہائی میں فکر اور خطرات سے ہے، — اور صدیقوں کی خرابی نظر کے بھٹکنے سے ہے، — ان کی مصروفیت اور ان کا کام تو اپنے دلوں کی حفاظت ہے (کہ غیر اللہ سے دلوں کو نظر میں رکھیں)، کیونکہ وہ بزرگ تو بادشاہ کے دروازے کے نگہبان ومحافظ ہیں، — وہ مخلوق خدا کو اس کی معرفت (معرفت الٰہی) کی طرف بلانے والے (دعوت دینے کے) مقام پر کھڑے ہیں، — اور ہر وقت زندہ دلوں کو آوازیں دیتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں:

> ''اے سلامتی والے دلو! — اے راستی والی روحو! — اے انسانو! — اے جنو! — اے مولیٰ کی طلب رکھنے والو! — بادشاہ حقیقی ومالک کے در پر آؤ، — تم اپنے دلوں کے پاؤں اور تقویٰ وتوحید اور کامل پرہیزگاری کے قدموں سے بڑھو، — ترکِ دُنیا و ماسوا اللہ اور معرفت، ان سب کے قدموں کے ساتھ (مقامات طے کرتے ہوئے) دوڑتے چلے آؤ۔''

ان پاک باز لوگوں کا یہی منصبی فرض ہے، — ان کا کام مخلوق کی اصلاح ہے، — آسمانوں اور زمین، عرش عظیم سے لے کر فرشِ زمین تک (غرض کہ ہر جگہ) ان کا تصرف جاری وساری ہے۔

ایمان زندگی ہے، کفر مُردنی ہے:

اے بیٹا! اپنی نفسانی خواہشوں اور حرص کو چھوڑ دے اور ان پاکباز لوگوں کے قدموں میں مٹی کی طرح بچھ جا، — ان کے سامنے خاک کی طرح مٹ جا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ (یعنی "زندہ کو مردے سے نکالتا ہے، اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے")، — اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے والدین سے جو (کفر کی وجہ سے) مردہ تھے، نکالا، — ایمان والا (مومن) زندہ ہے اور کفر والا (کافر) مردہ ہے، — خدا پرست (اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے والا) زندہ ہے، — بت پرست (کفر و شرک کرنے والا) مُردہ ہے، — اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (حدیث قدسی) میں ارشاد فرمایا ہے:

اَوَّلُ مَنْ مَّاتَ مِنْ خَلْقِیْ اِبْلِیْسُ ○

"میری مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا ابلیس ہے۔"

یعنی اس نے میری نافرمانی کی اور اس گناہ کی وجہ سے اس (کے ایمان) کی موت واقع ہوگئی، اور وہ مردہ ہو گیا (یعنی گناہ کرنا ایمان والے کے لئے موت ہے)۔ یہ آخری زمانہ ہے، جھوٹ اور نفاق کا بازار گرم ہے، اس لئے (احتیاط کا تقاضا ہے کہ) منافقوں، جھوٹوں اور دجالوں کے پاس ہرگز نہ بیٹھو۔

منافق نفس کی ہم نشینی اور شیطان کا دوستانہ:

افسوس کہ تیرا نفس منافق، جھوٹا، کفر کرنے والا ہے، — فاسق و فاجر اور شرک کرنے والا (غیر اللہ کا پیرو) ہے، — تیری اور اس کی کیسے بن آئے۔ تو اس کی مخالفت کر موافقت نہ کر، — اسے زنجیروں سے باندھ دے، آزاد نہ چھوڑ، اسے قید کر دے، — اس سے جو مشقت کا کام لینا ہے وہ ضرور لے، — نفس کو عبادت اور مجاہدوں سے کچل دے، — نفسانی خواہشوں پر سوار ہو جا، یہ نہ ہو کہ وہ تم پر سوار ہو جائیں، — طبیعت کا کسی حال میں ساتھ نہ دے: کیونکہ وہ تو دودھ پیتے بچے (طفلِ شیر خوار) کی طرح ہے جسے کسی طرح کی سمجھ بوجھ ہی نہیں ہے، — تم ایک دودھ پیتے بچے کی بات مان کر کس طرح اس سے کچھ سیکھ سکتے ہو، اور اس کے کہے کو کیسے مان سکتا ہے، — (رہی بات شیطان کی، تو) شیطان تمہارا اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا دشمن ہے، تم کس طرح اس کی طرف مائل ہو گے اور اس کی بات مانو گے، حالانکہ تمہارے اور شیطان کے درمیان قدیم دشمنی اور (ہابیل کا) خون ہے، اس کا اعتبار نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہارے ماں باپ (حضرت آدم و حوا علیہما السلام) کا قاتل ہے، — لہٰذا (حیلے بہانے سے) جب وہ تم پر قابو پالے گا تو (جھانسا دے کر) تجھے بھی تیرے والدین کی طرح قتل کر دے گا، — چنانچہ تو تقویٰ کو اپنا ہتھیار بنا لے، اللہ کی توحید اور اس کا مراقبہ اور خلوت میں پرہیز گاری اور صدق اور اللہ سے مدد چاہنے کو اپنا لشکر بنا، — یہ ہتھیار اور یہ لشکر ایسے ہیں جو شیطان کو شکست فاش دے کر اس کی جڑ کاٹ دیں گے اور اس کے لشکر کو ملیا میٹ کر دیں گے، — اور تم شیطان کو شکست دینے میں کیسے کامیاب نہ ہو گے جبکہ حق تعالیٰ (اس کی شکست کے لئے) تمہارے ساتھ ہے۔

اللہ کی طرف یکسوئی کیسے ہو:

اے بیٹا! دُنیا اور آخرت کو ملا کر ایک ہی جگہ پر کر دے، دونوں جہان (دُنیا و آخرت) سے بے نیاز ہو کر اپنے مالک و مولیٰ کی طرف یکسوئی اختیار کرو، ـــ تیرے دل میں دُنیا و آخرت کی محبت و طلب نہ رہے، ـــ ماسوا اللہ کو ترک کر کے گوشہ نشیں ہو جا اور اللہ کی طرف متوجہ ہو، ـــ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی قید میں مت پھنسو، ـــ ان سب اسباب سے لاتعلق ہو جا، ان خواہشاتِ نفسانی سے دامن چھڑا لے، ـــ چنانچہ جب تجھے اس طرح قدرت حاصل ہو جائے تو (یہ طریقہ اختیار کر کہ) دُنیا نفس کے لئے، ـــ آخرت کو دل کے لئے اور مولیٰ کی محبت کو باطن کے لئے رہنے دے۔

حقیقی توبہ دل کے اعمال سے ہے:

اے بیٹا! نفس اور حرص اور دُنیا و آخرت کے پیچھے نہ چل۔ صرف اللہ ہی کے ہو رہو، حالانکہ تمہارے ہاتھ ایسا خزانہ لگا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، ـــ ایسا کرنے سے تجھے اللہ تعالیٰ سے ایسی ہدایت ملے گی جس کے بعد گمراہی نہیں ہے، ـــ تو گناہوں سے توبہ کر کے اپنے ربّ کی طرف دوڑ جا۔ ـــ تو جب توبہ کرے تو زبان اور دل (ظاہر و باطن) دونوں سے توبہ کر، ـــ توبہ (کا مطلب ہے) تیرے دل کے لباس کا پلٹ دینا، تو اپنے دل کی چادر پلٹ دے، ـــ گناہوں کا لباس خالص توبہ اور حقیقی طور پر اللہ سے شرمندہ ہو کر اتار دے، ـــ حقیقی توبہ دل کے اعمال سے ہے۔ جو ظاہری اعضاء کو شرعی اعمال سے پاک کر لینے سے ہو۔

بدن کے لئے الگ عمل ہے اور دل (قلب) کے لئے الگ ـــ دل جب عالم اسباب اور مخلوق کے تعلقات کو ترک کر دیتا ہے تو توکل اور معرفت کے سمندر میں سوار ہوتا ہے، اور بحر علم الٰہی میں غوطے لگاتا ہے، ـــ یوں سبب کو چھوڑ کر سبب بنانے والے (مسبّب) کو طلب کرتا ہے، ـــ ایسا شخص جب سمندر کے بیچ میں پہنچتا ہے تو اس وقت وہ کہنے لگتا ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۝ ''جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے ہدایت دے گا۔''

اللہ تعالیٰ اس سالک کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک رہنمائی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ سیدھے راستے (صراط مستقیم) پر جا نکلتا ہے۔ (اس سفر میں) جب اپنے ربّ کو یاد کرتا ہے تو راستے کی خرابی اور بھول بھلیاں دور ہو جاتی ہیں، راستہ روشن ہوتا چلا جاتا ہے، ـــ طالب (الٰہی) کا دل منزلیں طے کرتا ہوا ہر ایک چیز (ماسوا اللہ) کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے، ـــ اور اگر کبھی راستے میں اسے ہلاکت کا خوف ہو تو وہیں اس کا نورِ ایمان ظاہر ہو کر دل کی ڈھارس بندھا دیتا ہے، ـــ وحشت اور خوف کی آگ سرد پڑ جاتی ہے، اور اس کے بدلے میں اُنس کی روشنی اور قرب الٰہی کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

اہلِ ایمان اور دوزخ کا ڈر:

اے بیٹا! اگر کوئی بیماری یا تکلیف آئے تو اس کا صبر کے ہاتھوں سے استقبال کر، ـــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوا آنے تک

تسکینِ خاطر جمع رکھ، جب دوا آ جائے تو اس کا شکر کے ہاتھوں سے استقبال کر، ـــ ۱ـ اس حالت میں تجھے بہت جلد عیش وشادمانی حاصل ہوگا۔

دوزخ کی آگ کا خوف اہلِ ایمان کے جگروں کو چھلنی، چہروں کو زرد اور دلوں کو غم زدہ کر دیتا ہے، ـــ اس مقام پر جب وہ ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر اپنی مہربانی کے دریا سے رحمت کا پانی برساتا ہے، ـــ ان کے لئے آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے، انہیں ان کے مقام دکھا دیئے جاتے ہیں، ـــ طالبانِ حق کو جب سکون اور اطمینان اور کچھ راحت میسر آتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنے جلال کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس عالم میں ان کے دل کو پاش پاش اور اسرار (باطن) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ یہ حال انہیں پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ کر دیتا ہے، ـــ ان کی یہ حالت جب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو پھر ان پر اپنے جمال کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ انہیں سکون ملتا ہے، اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں، ـــ اور یوں انہیں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مقامات اور درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔

بندگی وبندہ ہونے کا اظہار آزمائش کے وقت ہوتا ہے:

اے بیٹا! تجھے کھانے پینے، لباس پہننے، نکاح وشادی کرنے، گھربار اور جمع پونجی کرنے کی سوچ اور فکر نہ ہونے چاہئے، ـــ یہ تو نفس اور طبیعت کی ضرورتیں ہیں، قلب وباطن کی ضرورت نہیں، ـــ قلب وباطن کو مولیٰ کی سچی طلب ہے۔ تیری ضرورتوں نے تجھے کس قدر غم زدہ کر دیا ہے، ـــ (یعنی تیری ضرورت نے تجھے فکر میں ڈال رکھا ہے) ـــ تیری ضرورت صرف وہی کچھ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ اور جو کچھ اس کے پاس ہے، ـــ دُنیا کا بدلہ آخرت ہے اور مخلوق کا بدلہ خالق ہے۔ جو کچھ تم (عمل کی صورت میں) دُنیا میں چھوڑو گے اس کا بدلہ اور اس سے بہتر آخرت میں پاؤ گے، ـــ (سوچو کہ) اگر تمہاری زندگی کا ایک ہی دن باقی ہے تو آخرت کی تیاری کر اور موت کے فرشتے کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جا۔

دُنیا لوگوں کے لئے کچھ ہی دیر میں ختم ہونے والی ہے جبکہ آخرت ان کے آباد ہونے کا مقام ہے۔ جب غیرتِ الٰہی جوش میں آتی ہے تو ان کے اور آخرت کے بیچ میں حائل ہو جاتی ہے۔ یہاں تکوین کو آخرت کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے، ـــ آخرت کی جگہ خاص نعمتیں ملتی ہیں تو انہیں نہ دُنیا کی طلب رہتی ہے اور نہ آخرت کی حاجت رہتی ہے۔

اے جھوٹے! ـــ دُنیا کے طلب کرنے والے! نعمت کی حالت میں تو اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، ـــ اور جب اس کی طرف سے کوئی پریشانی آتی ہے تو اس طرح بھاگتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ سے تجھے محبت ہی نہ تھی، ـــ بندے کی اصلیت آزمائش کے وقت کھلتی ہے۔ اللہ کی طرف سے مصیبت آنے پر اگر تم نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تو تم واقعی اس سے محبت کرنے والے ہو، ـــ اور اگر مصیبت میں گھبرا گئے، ڈگمگا گئے تو پہلے کا کیا کرایا بیکار جائے گا اور ساتھ ہی تمہارا (محبت کا) جھوٹا دعویٰ ظاہر ہو جائے گا۔

۱ـ اس لئے کہ مصیبت آنے پر صبر کرنا اور نعمت ملنے پر شکر کرنے کا حکم ہے۔

محبت میں سب آزمائشیں ہیں:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فقرومحتاجی کی مصیبتیں اٹھانے کے لئے تیار ہوجا، اور فقر کی چادر اوڑھ لے۔"

ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تو بلاومصیبت کے لئے چادر بنالے۔"

اللہ اور رسول کی محبت میں مصیبت اور فقر کی برداشت لازمی ہے، اسی لئے ایک عارف کامل نے فرمایا:

"محبت میں سب قسم کی مصیبتیں (آزمائشیں) ہیں۔ اگر تم دعویٰ محبت نہ کرو تو بچے رہو۔ ایسا نہ ہو تو ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرنے لگے"

لہٰذا فقر اور مصیبت پر ثابت قدم رہنے کو اللہ اور رسول کی محبت کی بنیاد قرار دیا گیا۔

ربنا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—— اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،—— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ" آمین!

دوسری مجلس

(منعقدہ ۵رشوال ۵۴۵ھ بروز منگل بمقام مدرسہ قادریہ، بغداد شریف)

فقروصبر اہلِ ایمان کے سوا کسی غیر میں اکٹھے نہیں ہوسکتے:

اے اللہ کے بندے! اللہ کے ساتھ تیری غفلت اور غرور تجھے اس سے دور کردے گا،—— اور تجھے اللہ سے الگ پھینک دے گا،—— اس سے پہلے کہ تجھے مار پڑے اور ذلیل و بے عزت کیا جائے، اور مصیبتوں بلاؤں کے سانپ اور بچھو تجھے ڈسنے لگیں، (تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ) اپنی مغروری اور غفلت سے باز آجاؤ،—— چونکہ تم نے مصیبت و بلا کی مار کا مزہ چکھا ہی نہیں، اس لئے غرور (دھوکہ) میں پڑ رہے ہو،—— جو نعمتیں تجھے میسر ہیں۔ ان میں پڑ کر مت اتراؤ، کیونکہ وہ عنقریب مٹ جانے والی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً ۝ (سورہ الانعام)

''جب وہ ہماری عطا کردہ نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں ایک دم دبوچ لیا۔''

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول میں صبر کرنے کے باعث ہی کامیابی و فتح مندی ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صبر کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ فقر اور صبر اہلِ ایمان کے سوا کسی غیر میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ محبت والے مصیبت سے آزمائش کئے جاتے ہیں، اور وہ آزمائش میں صبر کرتے ہیں، — مصیبتوں اور آزمائشوں کے باوجود ان پر نیک کاموں کے کرنے کا الہام ہوتا ہے۔ — اللہ کی طرف سے ان پر جو نئی نئی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو صبر سے برداشت کرتے ہیں، — اگر صبر نہ ہوتا تو مجھے ہرگز اپنی مجلس میں نہ دیکھتے — گویا کہ مجھے ایک جال بنا دیا گیا ہے جس کے ذریعے شروع رات سے اخیر رات تک پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے؛ — میری آنکھ کھول دی جاتی ہے اور میرے پاؤں کو بھی کھول دیا جاتا ہے۔ (وقت تنہائی ہے)، — دن میں آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرے پاؤں جال (پھندے) میں جکڑے ہوتے ہیں، — قضاوقدر کا یہ فعل تمہاری حالت کی اصلاح و نصیحت کے لئے ہے مگر تم نہیں پہچانتے ہو، — اگر اللہ کی توفیق مجھے راستہ نہ دکھاتی (یعنی اگر میں راضی برضا نہ ہوتا) تو کون عقل مند ہے جو اس شہر میں بیٹھتا اور اس شہر کے رہنے والوں کے ساتھ رہن سہن اختیار کرتا، جس شہر میں دکھاوا، مکاری، نفاق اور ظلم عام ہے۔ شبہ اور حرام کی کثرت ہے، — اللہ کی دی گئی نعمتوں پر ناشکری کی جاتی ہے، اور ان نعمتوں کے بل بوتے نافرمانیوں اور فسق و فجور پر مدد حاصل کی جاتی ہے، — ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کے حالات مختلف پہلو رکھتے ہیں: جو اپنے گھر میں فاجر، دکان پر آ کر پرہیزگار، اپنے تہہ خانے میں زندیق (بے دین) ہوں، اور کرسی پر بیٹھ کر صدیق بن جائیں، — اگر میں حکم (شریعت) کا پابند نہ ہوتا تو جو کچھ تمہارے گھروں کے اندر ہوتا ہے، سب بیان کر دیتا، — مگر میں ایک مکان کی بنیاد رکھ رہا ہوں جس کو عمارت کی تعمیر کی ضرورت ہے، — اور میرے روحانی بچے (مرید) ہیں جو تربیت کی حاجت رکھتے ہیں، — میرے پاس علم الٰہی کی بعض ایسی معلومات ہیں، اگر میں انہیں ظاہر کر دوں تو میرے اور تمہارے درمیان جدائی کی وجہ بن جائیں، — اس وقت میں جس حالت میں ہوں، اس میں مجھے (تمہاری ہدایت کے لئے) نبیوں اور رسولوں کی طاقت کی ضرورت ہے — آدم علیہ السلام سے لے کر میرے زمانہ تک جو نیک انسان گزرے ہیں، مجھے ان کے صبر کی ضرورت ہے، — (سب سے بڑھ کر) میں قوتِ ربانی کا محتاج ہوں۔

اَللّٰھُمَّ لُطْفًا وَّعَیْنًا وَّمُوَافَقَۃً وَّرِضًا ۝ آمین!

''الٰہی! میں تیرے لطف و مدد اور توفیق اور رضا چاہتا ہوں۔'' آمین!

ایمان' قول اور عمل دونوں کا نام ہے:

بیٹا! تم دُنیا میں ہمیشہ کی زندگی اور خواہشیں پوری کرنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے، — اللہ کے جن ناپسندیدہ کاموں میں تو مبتلا ہے، انہیں چھوڑ دے، بدل دے، — تم نے صرف کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان سے پڑھ کر یہ سمجھ لیا

کہ عبادت واطاعت الٰہی سے بری الذمہ ہو گئے،۔۔۔ ایسا کرنا تجھے کچھ نفع نہ دے گا' جب تک کہ تم اس کے ساتھ کوئی اور چیزیں نہ ملاؤ گے،۔۔۔ ایمان' قول اور عمل دونوں کا نام ہے۔ گناہ کرتے جانا، نافرمانی میں مبتلا رہنا، اللہ کی مخالفت میں لگے رہنا، ان سارے کاموں پر اصرار بھی کرنا،۔۔۔ اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا چھوڑ دینا' روزہ رکھنا ترک کر دینا، صدقہ اور نیکی کے کام نہ کرنا،۔۔۔ ایسے میں صرف کلمہ شریف پڑھ کر ایمان کا دعویٰ کرنا قبول نہ کیا جائے گا اور نہ ہی تمہیں کچھ نفع دے گا،۔۔۔

عمل کے بغیر کلمہ شہادت تجھے کیا فائدہ دے گا۔ جب تم لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ[1] کہہ کر توحید کے مدعی بن گئے، تو تم سے تمہارے دعوے کی تصدیق کے لئے گواہ طلب کئے جائیں گے،۔۔۔ تمہیں علم ہے کہ وہ گواہ کیا ہیں اور کون ہیں؟ ۔۔۔ احکام الٰہی کا بجالانا، اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنا، آفتوں پر صبر کرنا اور تقدیر الٰہی کو تسلیم کر لینا، تمہارے دعویٰ توحید کے یہی گواہ ہیں،۔۔۔ (اور جب تم ان اعمال پر کاربند ہو جاؤ گے تو) اخلاص ربانی کے بغیر کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہ ہوگا،۔۔۔ اس کی بارگاہ میں کوئی قول عمل کے بغیر اور کوئی عمل اخلاص اور اتباع شریعت کے بغیر مقبول نہیں ہے۔

اپنے مال سے فقیروں کے دکھ بانٹو،۔۔۔ اپنی استطاعت اور قدرت کے مطابق تھوڑی بہت جو مدد ان کی ہو سکے۔ کرتے رہو،۔۔۔ ان کے سوال کو رد کر کے انہیں خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ ۔۔۔

اللہ کو عطا بڑی محبوب ہے،۔۔۔ عطا کرنے میں تم اللہ کی موافقت کرو، اس کے شکر گزار رہو کہ اس نے تمہیں اس نیکی کی توفیق بخشی اور مال کے عطا کرنے پر قدرت عنایت فرمائی۔

افسوس تو تمہاری اس بات پر ہے کہ سائل اللہ کے لئے سوال کرتا ہے (اللہ کے نام پر ہدیہ مانگتا ہے۔) تم میں دینے کی قدرت بھی ہے،۔۔۔ اس کے باوجود تم ہدیہ عطا کرنے والے اللہ کی طرف ہدیہ لوٹانے سے خود کو کیوں روکتے ہو،۔۔۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جب تو میری طرف متوجہ ہوتا ہے (مجھے اپنے دل کا حال سنانے کی کوشش کرتا ہے)، باتیں (وعظ) سنتا ہے اور روتا ہے،۔۔۔ اور جب تیرے پاس کوئی سائل (میرے نام پر خیرات مانگنے کے لئے) آتا ہے تو تیرا دل سخت ہو جاتا ہے،۔۔۔ (تیرے اس رویئے اور طرز عمل سے) یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میرے پاس بیٹھ کر تیرا وعظ سننا سنانا اور رونا خالصاً اللہ کے لئے نہیں تھا۔

میرے پاس بیٹھ کر تیرا وعظ سننا پہلے باطن سے' پھر دل سے ہونا چاہئے،۔۔۔ پھر ظاہری اعضاء سے کہ وہ نیکی اور بھلائی میں مشغول رہیں،۔۔۔ اور جب تم میرے پاس آؤ تو اپنا علم اور عمل اور زبان، اپنا حسب ونسب سب کو بھلا کے آؤ،۔۔۔ اور اپنا مال اور اپنے اہل وعیال، قبیلہ سب کچھ چھوڑ کے آؤ،۔۔۔ ماسوا اللہ سے دل کو خالی کر کے میرے سامنے کھڑے ہوتا کہ میں تمہیں اپنے قرب اور فضل واحسان کا لباس پہنا دوں،۔۔۔ میرے پاس آتے وقت جب تم اس پر عمل کرو گے تو تمہاری یہ کیفیت اس پرندے کی طرح ہوگی جو صبح کے وقت اپنے گھونسلے سے بھوکا نکلتا ہے اور شام کو جب لوٹتا ہے تو اس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے،۔۔۔ دل کی نورانیت اللہ کے نور سے ہے،۔۔۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

اے فاسق (وبدکار)! صاحبِ ایمان (یعنی مومن) سے ڈرتا (بچتا) رہ،ـــ اپنے گناہوں کی نجاست سے لتھڑ کر اس کے پاس نہ جا۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے:

○ـــ جس حالت میں تو مبتلا ہے، تجھے دیکھ لے گا،

○ـــ تیرا شرک اور نفاق اس پر کھل جائے گا،

○ـــ تیرے کپڑوں کے نیچے جو تیرے بدعمل، تیری ذلتیں اور رسوائیاں پوشیدہ ہیں، سب دیکھ لے گا۔ (تجھے اس سے حیا کرنی چاہئے)۔

جو شخص صاحبِ فلاح اور خلاص کو (نیک نیتی سے) نہیں دیکھتا، وہ فلاح اور خلاصی نہیں پا سکتا،ـــ تو حرص کا مجسمہ ہے، تیرا ملنا جلنا حرص والوں کے ساتھ ہے۔

کسی سائل نے سوال کیا کہ یہ اندھاپن کب تک رہے گا،ـــ ارشاد فرمایا:

○ـــ یہاں تک کہ طبیب کے پاس جائے،ـــ اس کی دہلیز پر تکیہ لگائے،

○ـــ طبیب کے ساتھ نیک گمان رکھے،ـــ اپنے دل سے اس کی طرف سے تہمت و بدگمانی نکال ڈالے۔

○ـــ اپنی اولاد سمیت اس کے در پر بیٹھ رہے،

○ـــ اس کی کڑوی دوا کو صبر کے ساتھ نوش کرے۔

اس وقت تمہاری (دل کی) آنکھوں سے (ظاہری و باطنی) اندھاپن دور ہو جائے گا۔''

شانِ فقر دل کے ترکِ دُنیا کرنے میں ہے:

فقر کی شان کھردرے (موٹے) لباس اور ناقص (وبے مزہ) کھانا کھانے میں نہیں ہے،ـــ فقر کی شان تو دل کے ترکِ دُنیا کرنے (زُہد اختیار کرنے) میں ہے،ـــ عاشقِ صادق پہلے پہل اپنے باطن پر صوف کا لباس پہنتا ہے، پھر وہ اپنے ظاہر کی طرف بڑھتا ہے،ـــ (اس میں ترتیب اس طرح سے ہے کہ) پہلے اپنے باطن کو صوف (جامہ تصوف) پہناتا ہے، پھر قلبِ (دل) کو، پھر نفس کو، پھر اپنے ظاہری اعضاء کو،ـــ ظاہر اور باطن کھردرا ہو جائے (یعنی سراپا صوف پوش ہو کر) نیک بن جاتا ہے تو اس کی طرف شفقت و رحمت و احسان کا (ربانی) ہاتھ بڑھتا ہے اور اللہ کی طرف سے طاری کردہ مصیبت پر بڑا انقلاب لے آتا ہے،ـــ اس سے غم واندوہ کا سیاہ (ماتمی) لباس اُتار کر جامۂ راحت پہنا دیتا ہے،ـــ اس کی

○ـــ مشقت اور تکلیف نعمت سے، ○ـــ بغض و رنج سرور سے،

○ـــ ڈر خوف امن سے، ○ـــ دوری قرب و نزدیکی سے اور

○ —— فقر ومحتاجی کو غنا وامیری سے بدل دیتا ہے۔

شریعت کے احکام تمہارے پاس امانت ہیں:

اے بیٹا! قسمت سے لکھے (یعنی رزق) کو زُہد کے ہاتھ سے تناول کر، رغبت کے ہاتھ سے نہ کھا، —— کھا کر رونے والا اس شخص کی طرح نہیں ہوتا جو کھا کر ہنسنے والا ہے —— اپنے نصیب کا رزق اس طرح کھاؤ کہ تمہارا دل اللہ کے ساتھ مشغول ہو، یوں تو کھانوں کے شر سے بچا رہے گا —— جس چیز کی اصلیت سے تم واقف نہیں ہوا سے از خود کھانے سے بہتر ہے کہ طبیب کے ہاتھ سے کھاؤ۔ ——

اے سننے والو! تمہارے دل کس چیز نے سخت بنا دیئے، تم سے دیانت داری جاتی رہی، آپس کی محبت و مہربانی بھی دور ہو گئی، —— شریعت کے احکام تمہارے پاس امانت ہیں، تم نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اور تم میں خیانت رائج ہو گئی۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تیرے نزدیک امانت کی کوئی اہمیت نہیں، —— کچھ ہی دنوں میں تیری انکھوں میں پانی اُتر آئے گا اور تیرے ہاتھ پاؤں آہنی زنجیر سے جکڑے جائیں گے، —— اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے گا، اور اپنی مخلوق کے دلوں میں تیری طرف سے سختی ڈال دے گا، اور وہ جو تجھ پر احسانات کرتے ہیں ان سے انہیں روک دے گا، —— اپنے سروں کو اپنے ربّ کے ساتھ محفوظ رکھو، اور اس سے ڈرتے رہو، اس لئے کہ اس کی پوچھ گچھ نہایت ہی سخت اور تکلیف دہ ہے، —— تمہیں تمہاری امن اور عافیت کی جگہ اور غرور و نافرمانی سے پکڑے گا، اس سے خوف کرو، —— وہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔

شکر کے ساتھ اس کی نعمتوں کی حفاظت کرو، —— کرنے اور رکنے کے حکم کا سننے اور ماننے سے مقابلہ کرو، —— اس کی سختی اور تنگی کو صبر کے ساتھ اور کشادگی و وسعت کو شکر سے مقابلہ کرو، —— تم سے پہلے جو نبی اور رسول، صالحین و عابدین گزر چکے ہیں، ان کا بھی اسی پر عمل تھا، —— وہ نعمتوں پر شکر اور مصیبتوں پر صبر کیا کرتے تھے، —— تم اس کی نافرمانی اور گناہوں کے خوانوں سے الگ ہو جاؤ، اور اس کی اطاعت و تابع داری کے خوانوں سے کھاؤ، —— اللہ کی حدوں کی حفاظت کرو، —— نرمی و آسانی آئیں تو شکر کرو، —— جب تنگی آئے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اپنے نفسوں سے جھگڑا کرو، کیونکہ اللہ کسی حالت میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، —— موت اور اس کے بعد درپیش آنے والے حالات کو یاد کرو، —— تمہارے ساتھ اللہ کا جو حساب اور مہربانیاں ہیں، انہیں یاد رکھو، —— یہ غفلت کی نیند کب تک سوتے رہو گے، —— نادانی و جہالت، نفس کی بے ہودگی، حرص میں قائم رہنے کی عادت کب تک رہے گی، —— اللہ کی عبادت اور شریعت کی پابندی میں ادب کو مدنظر کیوں نہیں رکھتے: —— عادت کو ترک کر دینا ہی عبادت ہے، —— قرآن و حدیث کے احکام سے سبق کیوں نہیں سیکھتے؟ اس کے مطابق کیوں نہیں چلتے۔

دل کی زندگی تو یہ ہے کہ......:

اے بیٹا! اندھے پن، نادانی اور غفلت وخواب کی حالت میں لوگوں کے ساتھ میل جول نہ کر، —— ان سے دل کی آنکھوں، علم اور بیداری سے مل، —— اگر ان سے کوئی اچھی بات ملے تو تُو بھی ان کا ساتھ دے، —— ان کی تابعداری کر، ——

اگر ان میں کوئی قابلِ نفرت اور خلافِ شرع بات دیکھے تو ان کا ساتھ نہ دے، خود بھی ان سے بچ اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کر۔۔۔ اللہ کے معاملے میں تم پوری طرح سے غفلت میں ہو۔۔۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے بیدار و ہوشیار ہو جاؤ اور مسجدوں ہی کے ہو رہو۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ نَارٌ مَا نَجَا مِنْهَا اِلَّا اَهْلُ الْمَسَاجِدِ ○

''اگر آسمان سے آگ اُترے تو مسجد والوں کے سوا کوئی اور شخص اس سے نجات نہ پائے گا۔''

نماز ادا کرنے میں اگر تم غفلت کرو گے تو تمہاری نماز اللہ تک نہ پہنچے گی، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ سَاجِدًا ○

''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے ربّ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔''

افسوس ہے کہ تو کتنی تاویلیں (ردوبدل) کرتا ہے اور رخصتیں[1] تلاش کرتا ہے۔۔۔ (یاد رکھ کہ) تاویلیں کرنے والا بے وفا دھوکہ باز ہوتا ہے۔۔۔ کاش کہ ہم:

○۔۔۔ محض عزیمت[2] پر عمل پیرا ہوتے، ○۔۔۔ اجماعِ اُمت کے ساتھ تعلق رکھتے،

○۔۔۔ اپنے اعمال میں اخلاص کرتے،

تب ہی اللہ کے احکام سے ہمیں خلاصی ہوتی (نجات ملتی)۔

لہٰذا کیا حال ہوگا جب کہ ہم تاویلیں اور رخصت تلاش کریں۔۔۔ عزیمت بھی گئی اور اہلِ عزیمت بھی گزر گئے۔۔۔ یہ تو رخصت کا دور ہے، عزائم کا زمانہ گیا۔۔۔ یہ دکھاوے (ریا)، نفاق اور ناحق مال چھین لینے کا دور ہے۔۔۔ ایسے لوگ بہت ہیں کہ نماز و روزہ، حج اور زکوٰۃ، اور نیکی کے سب کام لوگوں کے (دکھاوے کے) لئے کرتے ہیں، اپنے خالق و مالک کے لئے نہیں کرتے۔۔۔ آج کل لوگوں کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ مخلوق کی خوشی کو مقدم رکھیں، مخلوق کو راضی رکھیں، اس میں خالق اور اس کی منشاء و رضا مندی کا مطلق خیال نہ کریں۔۔۔ اس لئے تم سب کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔۔۔ نفس اپنے خواہشوں اور طلبِ دُنیا کے ساتھ زندہ ہیں۔۔۔ زندگی و زندہ دلی یہ ہے کہ مخلوق سے کٹ کر خالق کے ساتھ جڑ جائے، خالق کے ساتھ تعلق قائم کیا جائے۔۔۔ کیوں کہ اس مقام پر ظاہری صورت کا تو اعتبار ہی نہیں ہے۔۔۔ دل کی زندگی تو یہ ہے کہ احکام الٰہی بجا لائے، نہی سے باز رہے اور بلاؤں، حادثوں پر صبر کرے اور تقدیر کے امور میں سرِ تسلیم خم کرے۔

---

[1] سہولت، آسانی، نرمی

[2] سختی و مشقت برداشت کرتے ہوئے شرعی احکام کی تعمیل کرنا عبادت میں جتنی تکلیف زیادہ برداشت کی جائے، اسی قدر اجر بھی زیادہ ہوگا۔

دین کی زندگی، شیطان کی موت:

اے بیٹا! تقدیر کے امور پر راضی برضا ہو کر خود کو اللہ کے سپرد کر دے، ــــ پھر تو استقامت اختیار کر، ــــ ہر کام کے لئے پہلے بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے، پھر اس پر عمارت کی ــــ رات اور دن کی تمام گھڑیوں میں اس پر ثابت قدم رہنا اور ہمیشگی کرنا چاہئے۔

افسوس ہے کہ تو لاپرواہ ہے، ــــ اپنے ہر کام میں غور و فکر کیا کر، ــــ ہر معاملے میں فکر کرنا تو دل کا کام ہے، ــــ جب تو ان میں اپنے لئے بہتری (نیکی) پائے تو اللہ کا شکر ادا کر، اللہ کی نعمت پر شکر کرنا لازم ہے، ــــ اور جب تو اس میں اپنے لئے برائی دیکھے تو اس سے توبہ کر لے، ــــ اس غور و فکر سے تمہارا دین زندہ ہوگا اور شیطان کی موت ہوگی، اسی لئے فرمایا کہ:

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ ○

''ایک گھڑی کا فکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔''

تھوڑے عمل پر کثیر اجر:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو! ــــ تم اللہ کا شکر ادا کرو، کیونکہ اس نے تم سے پہلے گزر جانے والی اُمتوں کے زیادہ اعمال کی نسبت تمہارے تھوڑے عمل کو بھی قبول فرما لیا ہے، ــــ تم دُنیا میں سب سے بعد میں آئے ہو جبکہ اللہ کی رحمت سے قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے، ــــ تم میں سے جو شخص صحیح و تندرست ہے، اس جیسا (کسی اُمت کا) اور کوئی صحیح نہیں ہے ــــ تم اُمتوں کے سردار اور امیر ہو جبکہ وہ تمہاری رعایا ہیں، ــــ جب تک تو لوگوں سے اس کی نعمتوں میں جھگڑا کرتا رہے گا، اور اپنے دکھاوے اور نفاق سے ان سے فائدہ اٹھاتا رہے گا تو تندرست نہ ہوگا، ــــ اپنے نفس اور حرص و طمع میں گھرا رہے گا، صحیح نہ ہوگا، ــــ جب تک تو دُنیا میں رغبت کرنے والا ہے، تیرے لئے (روحانی طور پر) تندرستی و صحت نہیں ہے، ــــ جب تک تیرا دل ماسوا اللہ پر بھروسہ کرنے والا رہے گا، تجھے اللہ پر سچا اعتماد نہ ہوگا، اور پھر تجھے (روحانی طور پر) صحت و تندرستی نہ ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الصِّحَّةَ مَعَكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

''اے اللہ! ہمیں اپنا قرب اور صحت عطا فرما، ــــ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، ــــ اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

تیسری مجلس

(منعقدہ ۸؍شوال المکرّم ۵۴۵ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ، بغداد)

اپنے نصیب پر خوش رہنے والا ہی خوش نصیب ہے:

اے فقیر! — تو مالدار بننے کی آرزو نہ کر، ہوسکتا ہے کہ مال (کی کثرت) تیری تباہی کا باعث ہو، — اے بیمار! — تو تندرست وصحت مند ہونے کی خواہش نہ کر، شائد کہ تیری تندرستی تیری ہلاکت کا سبب بن جائے، — دانائی اختیار کر کے (اپنی محنت کے) نتیجہ کو محفوظ کر، (اس حکمت عملی سے) تیرا انجام قابلِ قدر ہوگا — جو نعمت حاصل ہے اس پر قناعت کر، اس سے زیادہ کی طلب نہ کر، مالک کی رضا پر راضی رہ، — تمہارے مانگنے پر اللہ سے جو ملے گا، یہ تجربے کی اور آزمائی ہوئی بات ہے کہ اس میں راحت اور آسائش نہ ہوگی، — ہاں جب بندے کے دل میں القائے الٰہی سے کوئی تمنا ڈال دی جائے، اس میں (یقیناً) برکت ہوگی، — اس سے ہر طرح کی خرابی دور کر دی جائے گی — عام طور سے تمہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش، صحت وتندرستی، دین دُنیا اور آخرت میں ہمیشہ کی صحت کا سوال کرنا چاہیئے — اور تجھے اسی پر اکتفا اور قناعت کرنا چاہیئے — اللہ تعالیٰ سے کسی خاص چیز کی پسند کا اظہار کر کے اپنی خود مختاری نہ جتا، — اور نہ اپنے جبر کا اظہار کر، ورنہ بھاری شدید نقصان اُٹھائے گا، — اپنی جوانی اور طاقت اور مال سے ذاتِ الٰہی اور اس کی مخلوق پر اترامت، — کیونکہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے، دوسروں کی طرح تمہیں بھی اپنی گرفت میں لے لے گا، — اس کی گرفت بڑی مصیبت میں ڈالنے والی ہے۔

دورنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا:

افسوس تجھ پر کہ تم صرف زبان سے مسلمان ہو، دل سے مسلمان نہیں (یعنی مسلمان ہونے کا زبانی اقرار کیا ہے، دل سے اس کی تصدیق نہیں کی) — باتیں مسلمانوں والی ہیں، کام مسلمانوں والے نہیں، — محفلوں میں، مجلسوں میں تو مسلمان (دکھائی دیتا) ہے لیکن اکیلے میں اس کے برعکس ہے، — کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب تو نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا، اور نیکی کے اور کام کرے گا، — اگر یہ سب کچھ خالص اللہ کے لئے نہیں تو تم پکے منافق ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے بہت دور ہو، — اب بھی (وقت ہے کہ) تو بارگاہ الٰہی میں اپنے تمام عملوں، باتوں اور گندے مقاصد سے توبہ کر لے۔

اللہ والے کسی کام میں نفاق (خوشامد) نہیں ہوتا، — وہ اعلیٰ مقام ومرتبہ پانے والے ہیں، وہ یقین والے ہیں، اللہ کو ایک ماننے والے ہیں، اخلاص والے ہیں، — اور اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، — اس کی عطا کردہ نعمتوں اور احسانوں پر شکر ادا کرتے ہیں، — اپنی زبانوں سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر دلوں سے اور پھر خالص الخالص باطن سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں، — لوگوں سے دکھ اور تکلیفیں اٹھا کر اللہ کے سامنے ہنستے مسکراتے ہیں، — ان کے نزدیک دُنیا کے بادشاہ ناکارہ ہیں، — زمین پر بسنے والے مردے ہیں، عاجز ہیں، محتاج، بیمار اور تنگ دست

ــــ ان کے خیال میں بہشت اُجاڑ اور دوزخ کی آگ بجھی ہوئی ہے، ــــ ان کی نظر میں نہ زمین ہے نہ آسمان، ــــ نہ ہی میں کوئی رہنے والا ہے، ــــ ان کی توجہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی طرف (مرتکز) ہو گئی، ــــ پہلے وہ دُنیا داروں کے تھے، ــــ پھر آخرت اور آخرت والوں کے ہمراہ ہوئے، ــــ پھر دُنیا و آخرت کے ربّ اور اس کے محبوبوں سے جا ــــ اپنے دلوں سے خدا کے ساتھ سیر کر کے واصل (بحق) ہو گئے، ــــ اور رستہ چلنے سے پہلے ہی رفیق کو پالیا، ــــ اور اور اس کے درمیان دروازہ کھول لیا۔

مردانِ الٰہی جب تک اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، اللہ (بھی) ان کا ذکر کرتا رہتا ہے، ــــ یہاں تک کہ ان کے سب گناہ جاتے ہیں ــــ غیر اللہ سے گم ہو کر ان کا وجود اللہ کی ذات کے ساتھ موجود ہوتا ہے، کیونکہ یہ ارشادِ الٰہی انہوں نے سن رکھا

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔''

چنانچہ انہوں نے اس شوق کے باعث کہ اللہ ان کا ذکر کرے، وہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، ــــ انہوں نے یث قدسی میں یہ ارشادِ الٰہی سنا:

اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ ۝

''جو شخص میرا ذکر کرتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

چنانچہ اللہ والوں نے مخلوق کی محفلیں ترک کر دیں، اور یادِ الٰہی پر قانع ہو کر ربّ تعالیٰ کے ہم نشیں ہو گئے۔

بغیر عمل کے نفع نہیں دیتا:

اے لوگو! حرص نہ کرو، ــــ تم تو سراپا حرص بن رہے ہو، ــــ یہ علم بغیر عمل کے نفع نہیں دیتا، ــــ تمہیں اشدّ ضرورت ہے کہ یہ سیاہی جو سپیدی پر ہے (یعنی قرآن مجید)، اس پر عمل کرو، ــــ احکامِ الٰہی پر متواتر ہر دن اور ہر سال عمل کرتے تا کہ اس کا نیک اجر تمہارے ہاتھ لگ سکے۔

عمل کو آواز دیتا ہے:

بیٹا! تیرا علم تجھے پکارتا ہے کہ اگر تو مجھ پر عمل نہ کرے گا تو میں (تیرے خلاف نقصان دہ دلیل و) حجت ہوں، ــــ اگر مجھ کرو گے تو میں تیرے موافق (نافع دلیل و) حجت ہوں، ــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَهٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ تَرْتَحِلُ بَرَكَتُهٗ وَتَبْقٰى حُجَّتُهٗ تَرْتَحِلُ شَفَاعَتُهٗ لَكَ مِنْ مَّوْلَاهُ وَيَنْقَطِعُ دُخُوْلُهٗ عَلَيْكَ فِيْ حَوَائِجِكَ اِرْتَحَلَ لُبُّهٗ وَيَبْقٰى قُشُوْرًا فَاِنَّ لُبَّ الْعِلْمِ لَا يَصِحُّ ۝

''علم عمل کو آواز دیتا ہے، --- اگر عمل سن لے تو بہتر ورنہ علم چل دیتا ہے، اس کی برکت اٹھ جاتی ہے، عالم کی محنت (دھری) رہ جاتی ہے، --- تیرے علم کا اللہ تعالیٰ سے شفاعت (کرنے) کا حق چلا جاتا ہے، --- حاجت اور ضرورت کے وقت اس کا تیرے پاس آنا موقوف ہو جاتا ہے، --- یعنی علم کا مغز رخصت ہو جاتا ہے اور اس کا پوست (چھلکا) باقی رہ جاتا ہے، اس لئے علم کا مغز و جوہر عمل ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و تابعداری اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس پر عمل کیا جائے، --- جب تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے تمام حکموں پر عمل کر لو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قلب اور باطن (دونوں) پر توجہ فرما کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرما دیں گے، --- تمہارا علم تمہیں آواز دیتا ہے مگر تم اُسے نہیں سنتے، کیونکہ تمہارے پاس قلبِ سلیم نہیں ہے، --- اس کی بات دل اور باطن کے کانوں سے سنو اور اس پر توجہ کرو، کیونکہ تو اسی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، --- عمل کے ساتھ علم تجھے اس عالم (اللہ تعالیٰ جو کہ علم کا نازل کرنے والا ہے) کے قریب کر دیتا ہے، --- جب اس حکم پر جو کہ علم اول ہے، عمل کر لو گے تو تم پر دوسرے علم کا چشمہ پھوٹ نکلے گا، --- تمہارے پاس دو علموں کے چشمے جاری ہو جائیں گے، --- تمہارے قلب میں حکم اور ظاہر و باطن کا علم بھر دیا جائے گا، اس وقت تم پر اس نعمت (لازوال) کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہو گی۔ اس سے اپنے بھائیوں اور مریدوں کی غم خواری کرنا، --- علم کی زکوٰۃ یہ ہے کہ علم کو عام کر دیا جائے، اور خلقِ خدا کو خدا کی طرف دعوت دی جائے۔

اولیاء کرام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور حقیقی وارث ہیں:

اے بیٹا! جس نے صبر کیا اس نے قدرت پالی (گویا وہ قادر ہو گیا) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○

''صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔''

تم کسب (کمائی) کر کے کھاؤ، دین فروشی سے نہ کھاؤ، --- کسب و کمائی سے کھاؤ، اور اپنی کمائی سے دوسروں کی بھی دل داری کرو، --- ایمان والوں کی کمائی صدیقوں کے طباق ہیں --- ان کے کسب، پیشے اور محنت کی غرض صرف فقیروں اور مسکینوں کی خدمت کرنا ہے (یعنی ان کی کمائی میں فقیروں اور مسکینوں کے سوا کسی اور کا حصہ نہیں۔) وہ خلقِ خدا پر رحمت کرنے کی آرزو رکھتے ہیں، --- اس خیرات سے ان کا مقصد رضائے الٰہی اور محبتِ حقانی کا حصول ہے، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے:

اَلنَّاسُ عِیَالُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْفَعُھُمْ لِعِیَالِہٖ ○

''لوگ اللہ کی عیال (کنبہ) ہیں، اور لوگوں میں اللہ کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔''

اولیاءاللہ خلقت کے اعتبار سے گونگے، بہرے اور اندھے ہیں، — ان کے دل جب اللہ کے نزدیک ہوجاتے ہیں تو وہ نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں اور نہ غیر اللہ کی بات سنتے ہیں، — قرب الٰہی کے باعث انہیں شدت سے رونا آتا ہے، — ان پر اللہ کی ہیبت طاری ہوتی ہے، — اللہ کی محبت انہیں محبوب کے پاس قید کردیتی ہے، — وہ جلال اور جمال کے درمیان رہتے ہیں، دائیں بائیں دھیان نہیں کرتے، — پیچھے کی بجائے ان کی توجہ سامنے ہی رہتی ہے، — انسان، جن اور فرشتے غرض سب طرح کی مخلوق ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہے، — حکم اور علم ان کے خادم بن جاتے ہیں، اللہ کا فضل ان کی غذا ہے، — بوئے محبت (اُنس) انہیں تروتازہ رہتی ہے، — اس کے فضل کے طعام سے کھاتے ہیں، اور اس کی انسیت کے شربت سے پیتے ہیں، — کلام الٰہی سننے کے شغل کے باعث خلقت کا کلام نہیں سنتے، — غرض ان میں اور عام خلقت میں زمین وآسمان کا فرق ہے (اولیاء کرام ایک جنگل ومیدان میں ہیں اور دوسری مخلوق دوسرے میدان میں) — خلقِ خدا کو احکام الٰہی سناتے ہیں، اور جن باتوں سے اللہ نے روکا ہے ان سے روکتے ہیں، — وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور حقیقی وارث ہیں، — ان کا کام خلقت کو دروازہ حق پر پہنچانا ہے، اور ان پر اللہ کی حجت کو قائم کرنا ہے، — سب چیزیں ان کے مقام پر رکھتے ہیں (یعنی ہر شے کو قرینے سے رکھتے ہیں، — ہر صاحب فضل کو اس کے حصے کا فضل دیتے ہیں، — وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے، — اپنی طبیعتوں اور نفسانی خواہشوں کی پیروی نہیں کرتے، — اللہ ہی کے لئے محبت کرتے ہیں، اور اللہ ہی کے لئے نفرت کرتے ہیں، — ان کا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے، کسی غیر کا ان میں کچھ عمل دخل نہیں، — جس کا مکمل طور پر یہ حال ہوجائے تو اس پر کمال محبت ختم ہوجاتا ہے۔ (یعنی تمام انسان، جن اور فرشتے، زمین وآسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس کے تابع فرمان بن جاتے ہیں۔)۔

اے منافق! —

مخلوق واسباب کے پجاری!! —

اے ربّ تعالیٰ کو بھول جانے والے!!! —

تم چاہتے ہو کہ اللہ نے جو مقام ومرتبہ اپنے اولیاء کرام کو دیا ہے، وہ تجھے بھی مل جائے، — جبکہ تم بدخصائل میں مبتلا ہو، — اللہ کے دربار میں تمہاری کوئی عزت نہیں، تمہاری کوئی قدر نہیں، — پہلے مسلمان بنو (اسلام لاؤ)، — پھر توبہ کرو، — پھر علم پڑھو اور عمل کرو، — اخلاص پیدا کر، ورنہ تجھے ہدایت نصیب نہ ہوگی۔

تم پر افسوس ہے، — مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں، سوائے اس بات کے کہ، میں تجھ سے حق بات کہتا ہوں، اور اللہ کے دین کی تعمیل میں تم سے نہیں ڈرتا، — میں نے مشائخ عظام کے کلام کی سختی اور سفر وفقر کی مشقت میں پرورش پائی ہے، — جب میں تمہیں مخاطب کرکے کوئی کلام کروں تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھو، — اس لئے کہ اسی نے مجھ سے کہلوایا ہے، — جب تم میرے پاس آؤ تو اپنے آپ سے اور اپنے نفس سے اپنی خواہشوں سے خالی ہوکر آؤ، — اگر تیرے دل کی آنکھیں ہوتیں تو تُو

مجھے ان سب چیزوں سے خالی دیکھتا۔ — مگر تیری اُلٹی سمجھ تیرے لئے خرابی کا باعث ہے۔

اے مرید! —

مجھ سے فائدہ اٹھانے کی خواہش رکھنے والے! —

میری صحبت میں بیٹھنے کی آرزو کرنے والے! — میری اپنی حالت یہ ہے کہ جس میں نہ خلقت ہے نہ دُنیا اور نہ آخرت ہے، — لہٰذا جو شخص میرے ہاتھ پر توبہ کرے اور میری صحبت میں رہے، اور میرے بارے میں حسن ظن رکھے، اور میرے کہے پر عمل کرے، وہ بھی ان شاء اللہ ایسا ہی ہوجائے گا، — اللہ تعالیٰ:

○ — انبیاء کرام کی تربیت اپنے کلام (وحی) سے فرماتا ہے، اور

○ — اولیاء کرام کی تربیت اپنی حدیث[1] سے فرماتا ہے جو کہ قلبی الہام ہے۔

اولیاء کرام، انبیاء کرام کے وصی اور خلفاء اور بچے ہیں، — اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے، کلام کرنا اس کی صفت ہے، — اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، خالق وعلاّم الغیوب نے کلام کیا کسی مخلوق نے نہیں، — خالق نے موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ ایسا کلام کیا جو انہوں نے سمجھ لیا اور یہ کلام ان کی عقل تک پہنچ گیا، — اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلا واسطہ کلام فرمایا، — یہ قرآن مجید ایک مضبوط رسی ہے جو تمہارے اور رب کے درمیان تنی ہوئی ہے، جسے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے آسمان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا — جیسا کہ اللہ نے فرمایا دیا اور اس (جبرائیل) نے خبر دے دی، — اس بات کا انکار کرنا جائز نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَھْدِ الْکُلَّ وَتُبْ عَلَی الْکُلِّ وَارْحَمِ الْکُلِّ ○

''الٰہی! سب کو ہدایت دے اور سب کی توبہ قبول کر، اور سب پر رحم فرما۔''

حکایت خلیفہ معتصم باللہ:

امیر المومنین معتصم باللہ سے حکایت ہے کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کی کہ:

''خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس ظلم سے توبہ کرتا ہوں جو میں نے (امام) احمد بن حنبل (علیہ الرحمہ) کے حق میں کیا تھا، — باوجود اس کے کہ میں خود اس (ایذا رسانی) کا بانی نہ تھا، — میرے علاوہ اور لوگ تھے جو اس کا سبب بنے تھے۔''[2]

---

[1] یہاں حدیث سے مراد اولیاء اللہ کے دلوں میں القائے ربانی ہے۔

[2] خلیفہ معتصم باللہ کے دور میں معتزلہ نے یہ فتنہ برپا کیا کہ ''قرآن مخلوق اور حادث ہے۔'' — امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے ان کی مزاحمت کی، ان کا رد کیا، ان کے خلاف دلائل دیئے، — خلیفہ معتصم، معتزلہ کے زیر اثر تھا، اس کے دربار میں ان کا بڑا عمل دخل تھا، — خلیفہ نے امام صاحب کو کوڑے لگوائے اور قید کر دیا — مگر اس کے باوجود امام اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور آخرت تک یہی فرماتے رہے کہ: ''قرآن کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے۔'' —

ایسے کام میں لگو جو دُنیا وآخرت میں فائدہ دے:

اس مسکین! — جس معاملے میں بات کرنے کا فائدہ نہیں، اس میں بات نہ کر، — مذہب کے بارے میں بے جا تعصب کو چھوڑ دے، اور ایسے کام میں لگو جو دُنیا وآخرت میں فائدہ دے، — تمہیں بہت جلد اپنی خبر معلوم ہو جائے گی، پھر میری بات کو یاد کرے گا، — اور بہت جلد نیزہ بازی کے وقت دیکھ لوگے کہ سر پر خود نہ (پہنا) ہو تو سر پر کتنے کاری زخم لگتے ہیں، — اپنے دل کو دُنیا کی سوچوں اور غموں سے خالی کر دو، کیونکہ عنقریب تم سے اِن کی پوچھ گچھ ہوگی، — یا تو دُنیا سے چلا جانے والا ہے، — دُنیا میں عیش وآرام کی زندگی کی تمنا مت کر، وہ تیرے ہاتھ نہ لگے گی، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ۝

''عیش (بس) آخرت کی عیش ہے۔''

اپنی اُمید کو گھٹا دے کہ (اس سے) تجھے دُنیا میں زُہد حاصل ہو جائے گا، — کیونکہ زُہد کے معنی یہی ہیں کہ اپنی اُمید کو گھٹا دینا، — بُروں کی دوستی چھوڑ دے، — تجھ میں اور ان میں جو تعلق ہے اسے توڑ دے، اور نیکوں کے ساتھ ناطہ جوڑ لے، — اگر بُروں میں اپنا کوئی قریبی ہو تو اس سے بھی الگ ہو جا، — اگر کوئی دور والا نیکوں کے ساتھ ناطہ جوڑے، — اگر بُروں میں اپنا کوئی قریبی ہو تو اس سے بھی الگ ہو جاؤ، — اگر کوئی دور والا نیکوں میں سے ہو تو اس سے واسطہ بنا لے، — جس سے تم محبت کرو گے، اس کے اور تمہارے بیچ قرابت ہو جائے گی، — جس سے تو دوستی کرنا چاہتا ہے اسے آزما لے، پرکھ لے۔

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ ''قرابت کیا چیز ہے؟'' — فرمایا: ''محبت!'' —

جو چیز تیرے نصیب میں ہے اور جو چیز نصیب میں نہیں، دونوں کی طلب چھوڑ دے، — نصیب کی آرزو کرنا بے فائدہ اور بے کار ہے (وہ تو خود ہی بن مانگے ملے گا)، — اور جو چیز نصیب میں نہیں، اس کی تمنا کرنا جان کا عذاب اور رسوائی ہے، — اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ جُمْلَۃِ عُقُوْبَاتِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِہٖ طَلَبُ مَالَمْ یُقْسَمْ لَہٗ ۝

''بندے کا ایسی چیز طلب کرنا جو اس کی قسمت میں نہیں لکھی گئی، یہ بھی اللہ کے عذابوں میں سے ایک ہے۔''

اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کا مشاہدہ کرنا:

اے بیٹا! اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں اس کے ہونے کی دلیل ہیں، — بنے ہوئے کی مہارت وکاری گری سے متعلق غور وفکر کر تو اس کے بنانے والے تک پہنچ جائے گا۔ (اس کے بنانے والا تجھے مل جائے گا۔)

صاحبِ ایمان ویقین، عارفِ کامل کی دو آنکھیں ظاہر میں ہیں اور دو باطن میں ہیں، — وہ ظاہری آنکھوں سے زمین پر پیدا ہونے والی چیزیں دیکھتا ہے، اور باطنی آنکھوں سے آسمانوں میں پیدا ہونے والی چیزیں دیکھتا ہے، — پھر اس کے دل

سے سب پردے (حجاب) اٹھا دیئے جاتے ہیں، ـــ اور وہ کسی تشبیہ اور کسی کیفیت کے بغیر اللہ کو دیکھتا ہے، ـــ چنانچہ وہ مقرّب ومحبوب الٰہی ہو جاتا ہے، ـــ اور محبوب سے تو کوئی راز چھپا ہی نہیں رہتا، (کوئی پردہ نہیں رہتا) ـــ جو دل مخلوق، نفس وطبیعت، حرص اور شیطان سے خالی ہو، اس سے پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں، ـــ وہ اپنے ہاتھ سے زمین کے خزانوں کی کنجیاں پھینک دیتا ہے، ـــ اس کے نزدیک قیمتی پتھر اور مٹی برابر ہوتے ہیں، ـــ تو عقل سے کام لے، میرے کہے پر غور کر، سوچ سمجھ، ـــ بلاشبہ میں نے کلام کو پالیا ہے، ـــ اس قیمتی کلام کے جوہر میں، اس کے باطن میں معنی خیز راز ہے۔

عقل مندی اس کے در کا ہو رہنے میں ہے:

اے بیٹا! مخلوق سے خالق کا شکوہ نہ کر، بلکہ اُسی سے کر کہ وہی قدرت رکھتا ہے، اس کے سوا کسی دوسرے کو قدرت نہیں، ـــ مصیبتوں، بیماریوں اور صدقہ خیرات کا چھپانا اچھائیوں کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، ـــ اپنے دائیں ہاتھ سے جب صدقہ خیرات کرو تو اس بات کا خیال رہے کہ اس کا بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو، ـــ دُنیا کے سمندر سے بچ کے رہو، کیونکہ اس میں بہت سی خلقت ڈوب چکی ہے، ـــ توحید والوں کے سوا کوئی نجات نہیں پا سکا، ـــ وہ بہت گہرا سمندر ہے، وہ ہر ایک کو ڈبو دیتا ہے، سوائے اس امر کے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے دُنیا کے سمندر سے نجات عطا فرما دے، ـــ جیسا کہ قیامت کے دن ایمان والوں کو دوزخ کی آگ سے نجات عطا فرمائے گا، کیونکہ سب کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا (اس لئے کہ پل صراط دوزخ پر قائم ہے)، ـــ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا نجات عطا فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ۝ (سورة مریم)

''اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو، تمہارے رب کے ذمہ یہ ضرور فیصلہ کُن بات ہے۔''

دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو سرد اور سلامتی والی ہو جا، تا کہ میرے بندے جو مجھ پر ایمان لائے، میرے لئے اخلاص رکھنے والے، میری طرف رغبت رکھنے والے، میرے ساتھ رہ کر غیر کو چھوڑ دینے والے، تیرے اوپر سے (باامن) گزر جائیں، ـــ یہ ارشاد الٰہی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ نمرود کی آگ کو حکم ہوا جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے جلائی تھی، ارشاد الٰہی یہ تھا:

يَا نَارُ كُونِي بَرۡدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبۡرَاهِيمَ ۝

اللہ تعالیٰ نے جب دُنیا کے سمندر سے کسی کو نجات دینا ہوتی ہے تو ارشاد فرماتا ہے:

يَا بَحۡرَ الدُّنۡيَا اَمَانًا لَا تُغۡرِقۡ هٰذَا الۡعَبۡدَ الۡمُرَادَ الۡمَحۡبُوۡبَ فَيَنۡجُوۡ مِنۡهُ ۝

''اے دُنیا کے سمندر! میرے اس محبوب ومراد بندے کو نجات دے، اسے غرق نہ کرنا۔''

چنانچہ اللہ کا محبوب بندہ دُنیا کے سمندر سے نجات پالیتا ہے (یعنی یہ شخص صاحبِ باطن ہو جاتا ہے) جیسا کہ موسیٰ علیہ

السلام اور آپ کی قوم کو اس دریا (نیل) سے نجات عطا فرمائی ـــ وہ کریم اپنے فضل و کرم سے جسے جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اسے بے حساب رزق دیتا ہے، ـــ سب بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں. ـــ دینا، نہ دینا، ـــ امیر کر دینا، غریب کر دینا، اسی کے دستِ قدرت میں ہے، ـــ عزت و ذلت بھی اسی کے اختیار میں ہے، ـــ اس کے کسی امر میں کسی غیر کا عمل دخل نہیں، ـــ صاحبِ دانش وہی ہے جو اس کے در کا ہو رہے، اور غیر کے دروازے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

مگر اے بد بخت! میں دیکھتا ہوں کہ تو مخلوق خدا کو راضی کرتا ہے اور خدا کو خفا، ـــ دُنیا کی عمارت کھڑی کر کے آخرت کو برباد کرنے پے تلا ہوا ہے، ـــ تو جلد ہی گرفتار ہو جائے گا، ـــ تجھے وہی پکڑے گا جس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہے، ـــ اس کی پکڑ کے کئی طریق ہیں:

- ـــ تجھے تیری ولایت سے الگ کر دے،
- ـــ بیماری، ذلت محتاجی میں مبتلا کر دے،
- ـــ تیرے اوپر سختیاں اور غم مسلّط کر دے،
- ـــ مخلوق کی زبانوں اور ہاتھوں کو مسلّط کر دے،
- ـــ تیرے نقصان پر ساری خلقت کو اُکسا دے۔

اے غفلت میں پڑے انسان! ہوشیار ہو جا، بیدار ہو جا،

اَللّٰهُمَّ يَقِّظْنَا بِكَ وَلَكَ آمِيْنَ! ○

"الٰہی! ہمیں اپنے ساتھ اور اپنے لئے بیدار کر! ـ آمین!"

دُنیا کی طلب نے تجھے غافل کر دیا ہے:

اے بیٹا! تو دُنیا کی طلب میں ایسا نہ بن جا جیسے کوئی رات کے اندھیرے میں لکڑیاں جمع کرنے والا ہوتا ہے، ـــ وہ نہیں جانتا کہ اندھیرے میں اس کا ہاتھ کہاں جا پڑے اور اس کے ہاتھ کیا لگ جائے، ـــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے دھندے میں رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح ہے۔ رات بھی اندھیری ہے، چاندنی نہیں، ـــ اور لکڑیاں جمع کرنے والے کے پاس روشنی (مشعل) بھی نہیں، ـــ وہ ایسے ریگستان میں ہے جہاں گھنی جھاڑیاں ہیں اور مار دینے والے موذی جانور بھی ہیں، ـــ ہو سکتا ہے کہ کوئی موذی (سانپ یا بچھو) اسے ڈس لے (اندھیرے میں ممکن ہے لکڑی کے دھوکے میں سانپ پر ہاتھ ڈال دے)۔ ـــ تجھے چاہئے کہ تو لکڑیاں دن کو جمع کرے (یعنی غفلت چھوڑ کر ہوشیاری سے کام کر) ـــ کیونکہ آفتاب کی روشنی تجھے ایذا دینے والی چیزوں پر ہاتھ ڈالنے سے بچائے رکھے گی۔ ـــ دُنیا کے دھندوں میں آفتابِ توحید و شرع اور تقویٰ کے ساتھ چل، ـــ یہ آفتاب تجھے نفس کی خواہشوں، حرص و شیطان اور غیر کے جال میں پھنسنے سے بچاتا رہے گا، اور دُنیا کی سیر میں جلد بازی کرنے سے تجھے روکے گا۔

جلدی کا کام شیطان سے منسوب ہے:

تجھ پر افسوس ہے، جلدی نہ کر، جس نے کام میں جلدی کی، یا خطا کی، یا اس سے قریب ہوا، — اور جو سوچ سمجھ کر، سنبھل کر، آہستگی سے چلا، وہ مراد کو پہنچا یا اپنی مراد کے قریب ہوا، — جلدی کا کام شیطان سے منسوب ہے، اور آہستگی سے کام کرنا رحمان کی طرف سے ہے۔ — دُنیا جمع کرنے کی حرص اکثر تمہیں جلد بازی (عجلت) پر اُکساتی ہے۔ — قناعت سے کام لے، اس لئے کہ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم ہونے کا نہیں، — جو چیز تمہاری قسمت میں نہیں اس کی تمنا کیوں کرتے ہو۔ وہ تمہارے ہاتھ کبھی نہ لگے گی، — اپنے نفس کو روکو اور ربّ کی رضا پر شاکر رہو، — اس کے غیر سے کوئی واسطہ نہ رکھو، — انہی باتوں کا التزام کر، یہاں تک کہ تو خدا شناس ہو جائے، تب تو ہر چیز سے بے پرواہ و بے نیاز ہو جائے گا، — تیرا دل معرفت کے اسرار سے آشنا ہو جائے گا اور باطن صفا ہو جائے گا، اور ربّ تعالیٰ تجھے تعلیم دے گا، — چنانچہ:

○ — تمہارے سر کی آنکھوں میں دُنیا،

○ — دل کی آنکھوں میں آخرت،

○ — باطن کی آنکھوں میں ماسوا اللہ، — ذلیل ہوں گے۔

تمہارے نزدیک اللہ کے سوا کسی چیز کی عظمت، قدر و منزلت نہ رہے گی، — ایسے میں تم سب خلقت کے نزدیک صاحبِ عظمت ہو جاؤ گے۔

خوفِ خدا ہر بند دروازے کی چابی ہے:

بیٹا! — اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے سامنے کوئی دروازہ بند نہ رہے تو اللہ سے ڈرو، — کیونکہ خوفِ خدا ہر بند دروازے کی چابی ہے — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ○ (سورہ طلاق)

''جو شخص خوفِ خدا کرتا ہے، اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں کا اُسے گمان نہ ہو''

تو اللہ کی تقدیر سے اپنے نفس اور کنبے، مال اور دُنیا کے دوستوں کے بارے میں موزانہ مت کیا کر، — کیا تجھے اس کی ذرا بھی حیا نہیں کہ تو اللہ پر حکم چلاتا ہے کہ اس کی تقدیر کو بدل دے، اس کے حالات کو بدل دے، — کیا تو اس سے بڑا حاکم ہے، زیادہ علم رکھتا ہے، زیادہ رحمت والا ہے، — (نہیں ہرگز نہیں) تو بھی اور ساری خلقت بھی اس کے (عاجز) بندے ہیں، — وہی تمہاری اور ساری خلقت کی حسنِ تدبیر کرنے والا ہے، — اگر تم دُنیا و آخرت میں اس کی صحبت میں (مصاحبت میں) رہنا چاہتا ہے تو سکون اور خاموشی کے ساتھ لب بستہ ہو جا۔ زبان پر تالا لگا دے۔

جن کی دُنیا میں حُسن، جن کی آخرت بھی حُسن:

اولیاءاللہ، اللہ کے سامنے باادب ہیں، ـــ اس کے حضور کسی قسم کی بے جا حرکت نہیں کرتے جب تک اس کی طرف سے ان کے دلوں کو واضح حکم نہ آ جائے، وہ ایک قدم بھی اٹھانے کے روادار نہیں، ـــ وہ مباح چیزوں سے نہ کوئی چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، ـــ نہ نکاح کرتے ہیں، نہ اپنے اسباب کو برتتے ہیں، جب تک کہ الہام کے ذریعے ان کے دلوں میں اس کی واضح اجازت نہ مل جائے، ـــ وہ خدا کی ذات کے ساتھ قائم ہیں، جو ذات دلوں اور نگاہوں کو پلٹنے والی ہے، ـــ انہیں اپنے ربّ کے بغیر قرار ہی نہیں، حتیٰ کہ دُنیا میں وہ دلوں کے ساتھ چلتے ہیں، اور آخرت میں اپنے جسموں کے ساتھ ملیں گے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا لِقَآئِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَذِّذْنَا بِالْقُرْبِ مِنْكَ وَالرُّؤْيَةِ لَكَ اَجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّرْضٰى بِكَ عَمَّا سِوَاكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

"الٰہی! ـــ دُنیا اور آخرت میں اپنی ملاقات ہمارے نصیب کر، ـــ اپنی قربت اور زیارت سے ہمیں لذت عطا فرما، ـــ ہمیں اُن لوگوں میں سے کر دے جو تیرے ماسوا کو چھوڑ کر تجھ سے راضی ہیں، ـــ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے گی" ـــ آمین!

چوتھی مجلس

(منعقدہ ۱۰؍شوال المکرّم ۵۴۵ھ بروز اتوار بوقت صبح، بمقام خانقاہ شریف)

جس پر بھلائی کا دروازہ کھلا ہے، وہ اُسے غنیمت جانے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فُتِحَ لَهٗ بَابٌ مِّنَ الْخَيْرِ فَلْيَنْتَهِزْهُ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَتٰى يُغْلَقُ عَنْهُ ٥

"جس کسی کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا جائے، اسے چاہئے کہ غنیمت جانے، کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ وہ دروازہ اس پر کب بند کر دیا جائے۔"

اے لوگو! ـــ تم پر جب تک زندگی کا دروازہ کھلا ہے، اسے غنیمت سمجھو، اس لئے کہ وہ عنقریب بند ہو جانے والا ہے، ـــ نیکی اور بھلائی کے کام کرنے کی جب تک تم قدرت رکھتے ہو اسے غنیمت جانو، ـــ جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے، اسے غنیمت سمجھو، ـــ اس میں داخل ہو جاؤ، ـــ نیک و صالح بھائیوں کی ملاقات کا جو دروازہ کھلا ہے، اسے غنیمت جانو،!!

اے لوگو! ـــ جو تم نے توڑ ڈالا ہے اسے بنا ڈالو، ـــ جو کچھ ناپاک کیا ہے، اسے دھو ڈالو، ـــ جو گدلا (گندا) کیا ہے اسے صاف کر لو، ـــ جو بگاڑ لیا ہے اسے سنوار لو، ـــ اوروں سے جو لیا ہے، اسے لوٹا دو، ـــ اپنی نافرمانی اور بھاگ دوڑ چھوڑ

دو اور اللہ کی طرف چلے آؤ۔

مخلوق کا بندہ یا خالق کا بندہ:

اے بیٹا! — یہاں خلق و خالق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ — اگر خالق کے ساتھ رہے تو اس کا بندہ ہے۔ — اگر مخلوق کے ساتھ رہے تو اس کا بندہ ہے، جب تک دل سے ویرانوں اور چٹیل میدانوں کو طے نہ کر لے، اور باطن سے ہر ایک چیز سے جدا نہ ہو جائے، تو کسی شمار قطار میں نہیں۔ — کیا تجھے نہیں معلوم کہ طالبِ مولیٰ اس کے ہمراہ ہے مگر سب سے جدا ہے۔ — یقین جانو کہ مخلوقات میں سے ہر ایک چیز بندے اور خدا میں حجاب ہے۔ — جس چیز پر نگاہ ٹھہر جائے وہی حجاب بن جاتی ہے۔

کاہلی وسستی، محرومی وندامت کا باعث بنتی ہے:

اے بیٹا! کاہلی و سستی نہ کر، کیونکہ کاہل ہمیشہ محروم رہتا ہے، اور ندامت اس کے گلے کا ہار بن جاتی ہے۔ — تو اپنے عملوں کو اچھا بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا و آخرت میں تیرے لئے اچھائی کی ہے۔ — ابومحمد عجمی علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا جَیِّدِیْنَ ○ ''اے اللہ! ہمیں کھرا (اچھا) کر دے۔'' جبکہ وہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا جِیَادًا کہنے کا ارادہ فرماتے تھے، لیکن خوف کے باعث ان کی زبان ان کا ساتھ نہ دیتی تھی۔ — جو فرمان آپ زبان سے ادا نہ کر سکے، اس کا مفہوم یہ تھا: ''الٰہی! ہمیں خالص مخلص بنا دے۔'' — جس نے لذت پائی اسے معرفت الٰہی حاصل ہوئی۔ — خلقت کے ساتھ اچھا میل ملاپ شرعی حدوں اور ربّ کی رضا کے مطابق ہو تو وہ مبارک ہے، نیک ہے۔ — لیکن اگر شرعی حدیں پھلانگ کر اور ربّ کی رضا کے خلاف میل جول ہو تو اس میں کچھ بھلائی اور نیکی نہیں۔ — ایسے لوگوں کی قدر و منزلت بھی کچھ نہیں۔ — اہلِ صفا اور برگزیدہ لوگ عملوں کے مقبول اور رد ہونے کا خاص علامتوں سے جان لیتے ہیں۔

دُنیا میں جو بونا ہے، آخرت میں وہی کاٹنا ہے:

اے بیٹا! تو دعا کا ایک تسلسل قائم کر دے، اور اللہ کی رضا کی طرف متوجہ ہو۔ — اگر دل کو کوئی اعتراض ہو تو زبان سے دعا نہ مانگ۔ — (کیونکہ تیرا کام تو مانگنا ہے، دینا نہ دینا تو اللہ کی مرضی ہے، تو دعا کرنے میں غفلت نہ کر۔) — زبان و دل دونوں کو یکسو کر کے دعا مانگ۔ — دُنیا میں انسان نے جو بھلائی یا برائی کی ہے، قیامت کے دن یاد آئے گی۔ — اس وقت شرمندہ ہونا کچھ فائدہ نہ دے گا، اور اسے یاد کرنا بیکار جائے گا۔ — عزت تو تب ہے کہ مرنے سے پہلے سب کیا کرایا یاد کرو۔ — فصل کی کٹائی میں لگے لوگوں کو دیکھ کر کھیتی باڑی اور بوائی کی فکر فضول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ فَمَنْ زَرَعَ خَیْرًا حَصَدَ غِبْطَةً وَمَنْ زَرَعَ شَرًّا حَصَدَ نَدَامَةً ○

''دُنیا آخرت کی کھیتی ہے، جس نے بھلائی بوئی، بھلائی پائے گا، اور باعثِ مسرت ہوگا۔ — جو برائی بوئے گا، وہاں ندامت اٹھائے گا۔''

اگر مرتے وقت تمہیں اس کا خیال آیا تو اس وقت کا خیال کرنا ذرا بھی فائدہ نہ دے گا، -

اَللّٰهُمَّ نَبِّهْنَا مِنْ نَوْمِ الْغَافِلِيْنَ عَنْكَ الْجَاهِلِيْنَ بِكَ ۔ آمین! ٥

''الٰہی! ہمیں غافلوں اور جاہلوں کی نیند سے ہوشیار و بیدار کر — آمین!''

قرآن وسُنّت پر عمل کرنے سے ہی نجات ہے:

اے بیٹا! بُروں کی صحبت تمہیں نیکوں سے بدگمان کردے گی، — اللہ کی (آخری) کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے سائے تلے چل کر ہی نجات مل سکتی ہے۔

اللہ سے ایسی حیا کرو جیسا کہ حیا کا حق ہے:

اے لوگو! اللہ سے ایسی حیا کرو جیسا کہ حیا کا حق ہے۔ چند روزہ زندگی کو غفلت سے ضائع نہ کرو، — تم ایسی چیزیں جمع کرنے میں لگے ہو جنہیں کھا نہیں سکتے، — اُمید لگائے بیٹھے ہو، مگر پا نہیں سکتے، — ایسی تعمیریں کر رہے ہو جن میں رہ نہیں سکتے، — رضائے الٰہی کے مقام سے یہ سب کچھ تمہارے لئے حجاب ہے، — اللہ کے ذکر نے عارفوں کے دلوں کو اپنے دائرۂ اثر میں لے رکھا ہے، — اور ماسوا کے ذکر کو بھلائے دیتا ہے، — یہ مرتبہ پانے پر جنت میں ٹھکانہ پایا، — جنتیں بھی دو ہیں:

○ — ایک نقد ○ — ایک ادھار (جنت موعودہ)

کہ جس کا وعدہ ہے، — نقدی جنت دُنیا میں ہے یعنی:

○ — راضی برضا رہنا، ○ — دل کا اللہ سے قریب ہونا،

○ — اور اس سے سرگوشی کرتے رہنا، ○ — دل اور ذاتِ الٰہی کے درمیان سے پردوں کا اٹھ جانا، —

ایسے دل والے کو تنہائی (خلوت) میں بلاکیف و تشبیہ کے ذاتِ الٰہی کا ساتھ رہتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ٥

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

جنت موعودہ وہ ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لئے وعدہ فرمایا ہے، جس میں بغیر کسی حجاب کے اللہ کا دیدار ہوگا، — اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر خیر اللہ کی طرف سے ہے، اور ہر شر غیر اللہ کی طرف سے ہے، — اللہ کی طرف رُخ کرو تو خیر (ہی خیر) ہے، — اس سے رُخ موڑو تو شر (ہی شر) ہے۔

جس عمل پر بدلے کی طلب ہو، وہ عمل تیرے لئے ہے، — اور جس عمل سے اللہ کی رضا مقصود ہو، وہ عمل اللہ کے لئے ہے، — عمل کا بدلہ چاہو گے تو بدلے میں مخلوق ملے گی، — جب عمل خالص اللہ کے لئے کرو گے تو اس کی جزا اللہ کا قرب اور اس کا دیدار ہوگا۔ —

یاد رکھو، بدلے کی اُمید میں عمل (ہرگز) نہ کرو، — ذاتِ الٰہی کے مقابل دُنیا کیا چیز ہے، آخرت کیا چیز ہے، — اور ما

سوا اللہ کیا چیز!! — نعمت کی آرزو نہ کر، نعمت دینے والے کی جستجو کر، — مکان کی تعمیر سے نیک ہمسائے کی خواہش کر، — بعد میں تلاش بے کار ہے، — وہ ہر شے سے پہلے ہے، ہر ایک شے کا بنانے والا ہے، اور ہر شے کے بعد ہے۔

سلطنت وولایت تب ملتی ہے جب......:

موت کو یاد کر، مصیبتوں پر صبر کر، اور ہر حال میں اللہ پر توکّل رکھ، — یہ تینوں چیزیں جب تم پر تمام ہو جائیں تو تجھے ولایت مل جائے گی، —:

- ○ — موت کو یاد کرنے سے تم دُنیا سے بے رغبت ہو جاؤ گے۔
- ○ — اللہ سے تمہاری جو اُمیدیں وابستہ ہیں، ان میں صبر سے کامیابی ہوگی،
- ○ — توکّل کے باعث تمہارے دل سے سب چیزیں نکل جائیں گی، اور تیرا ربّ سے تعلق جڑ جائے گا، — دُنیا و آخرت اور ما سوا اللہ کا خیال نہ رہے گا، — مشرق مغرب، جنوب شمال اوپر نیچے، غرض ہر سمت سے راحت وحمایت ملے گی، اور اللہ کی حفاظت میں آ جاؤ گے، — خلقت میں سے کوئی تمہیں ایذا نہ پہنچا سکے گا۔ خوف کے دروازے اور اطراف بند کر دی جائیں گی۔

تم بھی انہی میں شامل ہو جاؤ گے جس پاک جماعت کے حق میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ○ (سورہ حجر)

"میرے (خاص) بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔"

اہلِ توحید اور مخلص بندے (جن کا ہر عمل اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے، کسی کو دکھاوے کے لئے نہیں۔)، — ان پر شیطان کا زور کیسے چل سکتا ہے، — منزل کے اخیر میں قوتِ گویائی حاصل ہوتی ہے، منزل کے آغاز میں نہیں، — اس کے شروع سے کلی طور پر خاموش رہنا ہے، — اور اس کی انتہا میں بولنا ہی بولنا ہے (یعنی کل گویائی ہے) — مخلص کا ظاہر نہ دیکھو۔ اس کا ملک دل میں اور بادشاہت اس کے باطن میں ہے — ایسے (مخلص) لوگ بہت کم ہیں کہ جنہیں ظاہری اور باطنی سلطنت ملی ہو (یعنی ظاہری و باطنی بادشاہت کے جامع ہوں۔)

قلب کے ربّ سے واصل ہونے کو کامل ہونا چاہیئے:

تو اپنی حالت کو ہمیشہ چھپائے رکھ، یہاں تک کہ تیرا دل کامل ہو جائے، — قلب کے ربّ سے واصل ہونے کو کامل ہونا چاہیئے، — جب کامل ہو گئے، اور جہاں پہنچنا تھا، پہنچ گئے، — اس درجہ کمال پر کچھ پرواہ نہ کر، — اب تم کیسے پرواہ کرو گے حالانکہ تم نے اپنے حال کو ثابت کر دکھایا اور اپنے مقام کو قائم و مستحکم کر لیا ہے، — اور تیرے حفاظت کرنے والوں نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، — خلقت تیرے لئے ستونوں اور جنگل کی لکڑی کی طرح ہے، — ان کی مدح سرائی اور برائی کرنا تیرے لئے ایک سا ہے، — ان کا دھیان دینا اور بے دھیانی کرنا برابر ہے، — اب تو تمہی ان کی بنی کے بنانے والے، اور

بگڑی کے بگاڑنے والے ہو، — اور اپنے خالق کی اجازت سے ان میں تصرّف کرنے والے ہو، — کھولنا اور باندھنا (حل وعقد) تیرے اختیار میں ہوگا، — حکومت تیرے دل کے ہاتھوں میں ہوگی اور شناخت تیرے باطن کے ہاتھوں میں آ جائے گی، — جب تک یہ سب درست حالت میں نہ ہو، کوئی بات نہ کر، ورنہ عقل سے کام لے۔

کسی صاحب بصیرت کا دامن تھام لے:

کسی لالچ میں نہ پڑ، تیرے دل کی آنکھیں نہیں ہیں، کسی ایسے کو ڈھونڈ جو دل کی آنکھیں رکھتا ہو، صاحب بصیرت ہو، جو تیری رہنمائی کر سکے، — اس کا دامن تھام لے۔ اس کی رائے پر عمل کر، اس کے حکم کی تعمیل کر — اس سے سیدھی راہ جان لے، — تجھے کچھ خبر نہیں، کسی جاننے والے، علم رکھنے والے کا کھوج لگا، — اس کی رہنمائی میں سیدھی راہ چلتے جا، تاکہ تجھے معرفت کی حقیقت حاصل ہو جائے — اس وقت راہ سے بھٹکے ہوئے تیری طرف رجوع کریں گے، راہ بھولے ہوئے تیرے پاس سہارا لیں گے، اور تو فقیروں اور مسکینوں کے لئے خوان بن جائے گا، — تیری سمت ہر آنے والا روحانی غذا سے سیر ہوگا۔

خوش اخلاقی سے جواں مردی کی شان ہے:

اللہ کے رازوں کی حفاظت کرنا اور اس کی مخلوق کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا جواں مردی کی شان ہے۔ (خوش اخلاقی پر کچھ خرچ نہیں آتا، لیکن یہ بندے کا وقار بڑھا دیتی ہے۔) — مولیٰ کریم کی تلاش اور اس کی رضامندی کے لئے اس کے ماسوا کو چھوڑ دینا تم میں ہے کہاں! طالب مولیٰ بننے سے تُو کہیں دور ہے، — کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

مِنكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۝

''تم میں سے کوئی دُنیا کا طلب گار ہے، اور کوئی آخرت کو چاہنے والا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۝ ''انہیں صرف رضائے الٰہی کی جستجو ہے۔''

اگر تیرا نصیب ساتھ دیتا تو غیرت الٰہی تیرے شاملِ حال ہوتی جو تجھے ہر ایک ماسوا اللہ سے چھڑا لیتی، — اور تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے اللہ کی درگاہ پر لا کھڑا کرتی، — اس لئے کہ:

فَهُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۝ ''یہاں اللہ کی ہی ولایت ہے جو کہ حق ہے۔''

تو اب بھی کوشش کر جب تجھے یہ مقام و منصب حاصل ہو جائے گا تو بغیر کسی محنت و مشقت کے دُنیا اور آخرت تیرے خادم بن کر حاضر ہوں گے۔ تیرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

ہر خطرہ و وسوسہ کی ایک خاص علامت ہے:

تو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا اور اسی پر ثابت قدم رہ۔ اللہ کے در پر پڑا رہے گا تو ہر طرح کے خطرات:

○ — خطرۂ نفس، ○ — خطرۂ حرص، ○ — خطرۂ قطب، ○ — خطرۂ شیطان، اور

○ — خطرۂ فرشتہ

غرض سب طرح کے خیالات وخطرات ظاہر ہو جائیں گے،— اس وقت تم پر کُھل جائے گا کہ کون سا خطرہ حقانی ہے، اور کون سا وسوسہ شیطانی ہے،— ہر ایک کی خاص علامت ہے، اس خاص علامت سے تم پہچان لو گے،— اس موقع ومقام پر تیرے پاس خطرۂ ربانی آئے گا (جسے الہام کہتے ہیں)،— یہ خطرۂ ربانی تجھے:

- ○— ادب سکھائے گا، ○— ثابت قدم کرے گا، ○— کھڑا کرے گا،
- ○— بٹھائے گا، ○— حرکت دے گا، ○— سکون دے گا،
- ○— نیکی کا حکم دے گا، ○— برائی سے بچائے گا

وقت سے پہلے اور مقدر سے بڑھ کر کچھ نہیں:

اے لوگو! تم کثرت اور کمی کی، اور اگلے اور پچھلے کی طلب نہ کرو،— کیونکہ تقدیر تم میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ حصہ مقرر کئے ہوئے ہے، اور وہی کچھ ہونے والا ہے،— اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی کتاب (تقدیر) اور روزانہ کی مخصوص تحریر نہ ہو،— (وقت سے پہلے اور مقدر سے زیادہ کچھ نہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَرَّغَ رَبُّكَ مِنَ الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ وَالرِّزْقِ وَالْاَجَلِ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ ○

"تمہارا ربّ ہر ایک مخلوق کی پیدائش، رزق اور زندگی (کی مدت) لکھ کر فارغ ہو چکا ہے،— ہونے والی سب چیزیں لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کا مقدر متعین کر دیا ہے، اب وہ ہر شے سے فارغ ہو چکا ہے، اب اس کی قضا سابق ہے، جو حکم بن کر سامنے آتی ہے، اس (قضا) پر ہونے اور نہ ہونے اور کسی الزام کا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ اب کسی شخص کو اپنی برئیت وبچت کے لئے کوئی عذر تراشنا روا نہیں، کہ وہ تقدیر ونصیب کے حکم پر کوئی انگلی اٹھائے، کوئی اعتراض کرے، جو ہونا ٹھہر چکا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا، جو کچھ پہلے سے طے شدہ ہے، اسے تو ہونا ہی ہے،— بلکہ یوں کہنا چاہئے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء)

"وہ (اللہ) جو کچھ کرتا ہے، (اس کے بارے میں کچھ) نہ پوچھا جائے گا، لوگوں سے (ان کے) اپنے کئے پر پوچھا جائے گا۔"

اللہ کی موافقت اور اس سے محبت باعثِ خوش خبری ہے:

اے لوگو! تم اس ظاہر پر عمل کرو جو سفیدی پر سیاہی کی صورت میں ہے،— یعنی لکھے ہوئے پر ایسا کرنے سے تم میں باطنی عمل کے لئے شوق پیدا ہوگا،— اس ظاہر پر عمل کرنے سے باطن (کی زباں) کو سمجھنا آ جائے گا،— اس (دائرہ کار) میں:

- ○— پہلے تمہارا باطن سمجھتا ہے، ○— پھر اس سے تمہارے قلب پر اظہار ہوتا ہے،
- ○— پھر قلب تمہارے نفس پر املا کرتا ہے، ○— پھر نفس زبان پر املا کرتا ہے،
- ○— آخر میں زبان مخلوقِ خدا پر املا کرتی ہے۔

امر کا یہ سلسلہ ان ذرائع سے خلقت کے فوائد اور مصلحتوں کے لئے یکے بعد دیگرے جاری ہے، — اللہ کی موافقت کرنا اور پھر اس سے محبت کرنا تمہارے لئے خوش خبری کا باعث ہے، اللہ کو اپنا محبوب سمجھنا مبارک ہے۔

محبت کا دعویٰ اور قرینہ محبت سے تہی دامن:

تم پر افسوس اس بات کا ہے کہ تمہیں اللہ سے محبت کا دعویٰ تو ہے مگر تم اس بات سے بے خبر ہو کہ محبت کا قرینہ کیا ہے، — محبت کے لئے کچھ شرطیں ہیں:

- — اپنے اور غیر کے معاملے میں اسی کے تابع رہنا،
- — اس کے غیر کو نہ چاہنا، — اسی سے اُنس رکھنا
- — اس کے ساتھ رہنے سے وحشت نہ پکڑنا۔

بندے کے دل میں جب اللہ کی محبت قرار پکڑتی ہے، تو اسی سے دل لگتا ہے، — جو چیز اس سے روکے، بُری لگتی ہے، — لہٰذا تو اپنے (محبت کے) جھوٹے دعوے سے توبہ کر لے، — اللہ کی محبت گوشہ نشینی (خلوت)، آرزو اور جھوٹ اور نفاق اور بناوٹ سے نہیں ملا کرتی، — ان سب سے توبہ کر، اور پھر توبہ پر ثابت قدم رہ، — توبہ کرنا کمال نہیں، توبہ پر قائم رہنا کمال ہے، — پودا لگانا کوئی شان کی بات نہیں، شان اور فخر کی بات تو پودے کی استقامت، اس کی شاخیں پھوٹنے اور پھل لانے میں ہے۔

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تنگی اور ترشی، — امیری اور غریبی، — سختی اور نرمی، — بیماری اور تندرستی، نیکی اور بدی، — ملنے اور نہ ملنے، — ہر حال میں تقدیر الٰہی کی موافقت پکڑو۔ میرے خیال میں سر تسلیم خم کرنے اور اس کی رضا میں راضی رہنے سے بڑھ کر اور کوئی دوا نہیں، — اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا حکم دے، اس سے وحشت نہ دکھاؤ، یعنی اس سے گھبراؤ نہیں اور نہ ہی اس میں جھگڑا کرو، — اس کا گلہ یا شکایت اس کے غیر سے نہ کرو، غیر سے شکوہ کرنے سے تم پر مصیبت اور بڑھ جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ خاموشی اور سکون اختیار کرو اور گمنامی میں رہو، — اس کے سامنے ثابت قدم رہو، اور جو کچھ وہ تمہارے ساتھ اور تمہارے معاملات میں کرے، دیکھتے رہو اور اسے بخوشی دیکھتے جاؤ، — اس کے تصرّفات (تغیر و تبدل) پر خوشی کا اظہار کرو (کہ یہ سب اس کی طرف سے ہے جسے محبوب مانا ہے)، — اگر تم اس کے ساتھ اسی طرح پیش آؤ گے تو وہ وحشت کو اُنسیت سے اور رنج کو خوشی سے ضرور بدل دے گا۔ (اس لئے کہ رنج اور کلفت میں ہی انعام ہے، اور پھر جو کچھ محبوب کی طرف سے آئے، اس میں سراسر خوشی ہی خوشی ہے)، — ہم اس کے حضور میں بس یہی دعا کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِيْ جَنَّابِكَ وَمَعَكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"یا الٰہی! تو اپنی حضوری میں ہمیں اپنے ساتھ رکھ، — اور دُنیا میں بھلائی عطا فرما، — اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، — اور عذابِ دوزخ سے بچائے رکھ۔ آمین!"

پانچویں مجلس

(منعقدہ ۱۲ر شوال ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء، بمقام: مدرسہ قادریہ، بغداد شریف)

کفایت الٰہی کو کافی سمجھنا ہی حقیقی بندگی اور سچی غلامی ہے:

اے بیٹا! اللہ کی بندگی کہاں ہے!، ــــ تو حقیقی بندگی اور سچی غلامی کی جستجو کر، ــــ اپنے سب کاموں، اپنی تمام ضروریات کو اللہ کی کفایت کو ہی کافی سمجھ، ــــ تو تُو اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہے، اسی کی طرف لوٹ چل، اسی کے سامنے اپنا سر جھکا دے، اس کے تابع ہو جا، ــــ اس کے حکم کی تعمیل کر اور اس کے منع کیے ہوئے سے باز رہ، ــــ اس کی قضا پر صبر اور موافقت کر اور تواضع اختیار کر، ــــ جب ان باتوں میں تو کمال حاصل کر لے گا تو تیری بندگی اور غلامی اپنے آقا کے لئے کامل ہو جائے گی، اور وہ تیرے سب کاموں میں کفیل ہوگا، ــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ○

''کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں!''

جب اللہ کے لئے تیری غلامی صحیح ہو جائے گی تو وہ تم سے پیار کرے گا۔ (تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا) اور تمہارے دل میں اپنی محبت کو اور زوردار کر دے گا، ــــ اس کے ساتھ تمہارے انس اور اس کی قربت بغیر کسی مشقت اور بغیر جستجو کے حاصل ہو گی، ــــ تجھے اس کے غیر کی محبت اچھی نہ لگے گی، ــــ پھر تو اس سے ہر حال میں راضی رہے گا، ــــ اب اگر وہ چاہے:

○ ــــ زمین کو فراخ ہونے کے باوجود تم پر تنگ کر دے،

○ ــــ کشائش و وسعت کے باوجود تم پر دروازے بند کر دے،

تمہیں اس سے کسی طرح کی شکایت نہ ہوگی، ــــ اب تم نہ غیر کے در پر جاؤ گے، ــــ اور نہ غیر کے ہاں کھانا کھاؤ گے، ایسے میں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مل جاؤ گے، ــــ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ○

''اور وہ پلانے والی (دائیوں) کا دودھ ان پر پہلے ہی حرام کر دیا۔''

ہمارا پاک پروردگار ہر چیز کا دیکھنے والا ہے، ہر چیز میں حاضر ہے، ہر چیز کے ساتھ (نگہبان) اور چیز سے قریب ہے، ــــ تم کسی حالت میں اس سے غائب (اوجھل) نہیں ہو سکتے، ــــ معرفت کے بعد انکار کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ پہچان کر ایسے بن جانا کہ جیسے جانتے نہیں، انتہائی تکلیف دہ اور تلخ ہے۔

صبر میں دُنیا اور آخرت کی راحت ہے:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ کو پہچانتا ہے، اس کے باوجود اس سے منہ پھیرتا ہے اور اس کا انکار کرتا ہے، ــــ اس سے منہ

پھیر، ورنہ ہر طرح کی خیر سے محروم کر دیا جائے گا، — اس کے ساتھ صبر کر (حوصلہ رکھ)، ثابت قدم رہ، غیر کی طرف نہ جھک، — کیا تجھے خبر نہیں کہ جس نے صبر کیا، وہ قادر ہو گیا، — پھر یہ تیری کیسی سمجھ ہے، اور تجھے کیسی جلدی ہے، — ذرا سوچ اور غور کر، —

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران)

''اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تاکید کرو، اور آپس میں ربط پیدا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

صبر کے بارے میں قرآن مجید میں بہت سی آیتیں آئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر میں کیا کیا نعمتیں اور عطائیں ہیں، اچھا بدلہ ہے، بخشش ہے، — صبر میں دُنیا اور آخرت کی راحت ہے، صبر کو اپنے اوپر لازم کر لو، کیونکہ تم نے دین و دُنیا کے لئے صبر کی خوبیاں جان لی ہیں۔

قبروں کی زیارت ضرور کیا کرو، — اللہ کے نیک بندوں (صلحاء) کے ہاں آنا جانا اور بھلائی کے کام کرنا اپنے اوپر لازم سمجھ لو، ایسا کرنے سے تمہارے سب کام درست ہو جائیں گے، سب بگڑے کام بن جائیں گے، — تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ کہ جب انہیں نصیحت کی جائے تو قبول نہ کریں، — اور جب وہ سنیں تو اس پر عمل نہ کریں۔

چار چیزوں سے دین جاتا رہتا ہے:

(یاد رکھو) ان چار چیزوں سے دین جاتا رہتا ہے:

○ — جن چیزوں کے بارے میں علم ہے، ان پر عمل نہیں کرتے،

○ — جس چیز کے بارے میں علم نہیں، اس پر عمل کرتے ہو،

○ — جسے تم جانتے نہیں ہو اسے حاصل نہیں کرتے، (جاہل ہی رہتے ہو)

○ — علم حاصل کرنے والوں کو روکتے ہو کہ علم حاصل نہ کریں۔

اللہ کے دشمنوں سے مشابہت اختیار نہ کرو:

اے لوگو! جب تم مجلسِ ذکر میں آتے ہو تو تمہارے آنے کا مقصد محض سیر و تفریح ہوتا ہے، تم علاج کے ارادے سے حاضر نہیں ہوتے ہو، — اور واعظ کے پند و نصائح پر کوئی دھیان نہیں دیتے، بلکہ اس کی بھول، خطا اور لغزش پر نظر رکھتے ہو اور اس کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہو، — سر ہلا ہلا کر اللہ کے ساتھ جوا کھیلتے ہو، ایسا کر کے خطرات میں پڑتے ہو، — سچے دل سے سر کو نہیں ہلاتے، ان حرکتوں سے توبہ کرو، — اللہ کے دشمنوں سے مشابہت نہ اختیار کرو، — اور جو کچھ سنو اس سے فائدہ اٹھاؤ، اور نصیحت پر عمل کرو۔

نیابت اور خلافتِ الٰہی کے لئے تربیت وتیاری:

اے بیٹا! تو عادت کا اسیر ہو کے رہ گیا ہے، ــــ تو رزق طلب کرنے میں اور سبب پر تکیہ کر کے پابند ہو گیا ہے، اور سبب پیدا کرنے والے کو اور اس پر توکّل کرنے کو بھول بیٹھا ہے، ــــ اس لئے تو نئے سرے سے عمل کر اور عمل کو اخلاص کے ساتھ کر، ــــ ارشاد بارتعالیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ مَا خَلَقَهُمْ لِلْهَوَسِ مَا خَلَقَهُمْ لِلَعِبٍ مَا خَلَقَهُمْ لِلْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالنَّوْمِ وَالنِّكَاحِ ۝ (سورہ الذاریات)

''میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، ــــ انہیں ہوس اور کھیل کود، اور کھانے پینے، سونے اور نکاح کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔''

اے غافلو! غفلتیں چھوڑ دو، جاگ جاؤ، ــــ تمہارا دل اس کی طرف اگر ایک قدم چلتا ہے تو اس کی محبت تمہاری طرف کئی قدم بڑھتی ہے، ــــ وہ اپنی محبت والوں سے ملاقات کا ان سے بھی زیادہ شوق رکھتا ہے، ــــ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ ''جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے''۔ ــــ بندہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے اسباب پیدا فرما دیتا ہے، ــــ جب کسی بندے سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اسے اس کے لئے تیار کر دیتا ہے، ــــ اس بات کا باطن سے تعلق ہے، ظاہر سے نہیں۔

جب بندے میں یہ سب خوبیاں اُجاگر ہو جاتی ہیں تو اس کا زُہدِ دُنیا و آخرت، اور ترکِ ماسوا اللہ میں درست ہو جاتا ہے، ــــ صحت اور قربت، ملک اور سلطنت اور امارت (سرداری) اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، ــــ تب:

- ــــ اس کا ذرّہ پہاڑ بن جاتا ہے،
- ــــ اس کا قطرہ دریا بن جاتا ہے،
- ــــ اس کا ستارہ چاند بن جاتا ہے،
- ــــ اس کا چاند سورج بن جاتا ہے،
- ــــ اس کا تھوڑا زیادہ ہو جاتا ہے،
- ــــ اس کا عدم وجود بن جاتا ہے،
- ــــ اس کی فنا بقا بن جاتی ہے،
- ــــ اس کی حرکت، سکون وثبات بن جاتی ہے،

اس کا درخت بلند ہو کر عرشِ الٰہی تک بلندی (رفعت) پاتا ہے، ــــ اس کی جڑ زمین تک پھیلتی ہے، ــــ اس کی شاخیں دُنیا اور آخرت پر سایہ کرتی ہیں، ــــ یہ شاخیں اور ٹہنیاں کیا ہیں: حکم اور علم، ــــ دُنیا اس کے نزدیک انگوٹھی کے حلقہ کی طرح ہے،

- ــــ نہ دُنیا اسے غلام بنا سکتی ہے،
- ــــ نہ آخرت اسے قید کر سکتی ہے،
- ــــ نہ کوئی بادشاہ یا ماتحت اس کا حاکم ہو سکتا ہے،
- ــــ نہ کوئی دربان اسے روک سکتا ہے،
- ــــ نہ کوئی اسے پکڑ سکتا ہے،

○—نہ کوئی گدلا اسے میلا کر سکتا ہے،

جب یہ اوصاف بہ کمال ہوں تو یہ بندہ مخلوق کے ساتھ ٹھہرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور وہ ان کا ہاتھ تھام کر (بیعت کر کے) دُنیا کے سمندر سے پار اتار دینے کے قابل ہو جاتا ہے،— چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ (اپنی نیابت اور خلافت کے لئے) بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے:

○—لوگوں کے لئے رہبر، ○—ان کا طبیب،
○—انہیں ادب سکھلانے والا ○—انہیں مہذب بنانے والا،
○—ان کی ترجمانی کرنے والا، ○—ان کو تیرانے والا،
○—ان کی نگہبانی کرنے والا، ○—ان کے لئے چاند اور سورج بنا دیتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اگر بندے سے (رشد و ہدایت کا کام چاہتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے،— ورنہ ایسے بندے کو اپنے پاس پردے میں (چھپا) رکھتا ہے اور اپنے غیروں سے غائب کر دیتا ہے،— ایسے افراد (اولیاء اللہ) میں سے خاص (گنے چنے) لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی طرف سے مخلوق کی جانب پوری حفاظت اور کامل سلامتی کے ساتھ آتے ہیں،— انہیں مخلوق کی مصیبتوں کی اصلاح اور ہدایت کی توفیق عطا ہوتی ہے،—

دُنیا کا زاہد (تارک الدُنیا) آخرت سے آزمایا جاتا ہے، اور دُنیا و آخرت کا زاہد (تارک الدُنیا و آخرت) ربّ کے ہاں دُنیا و آخرت سے پرکھا جاتا ہے،— تم تو یوں غافل ہوئے پڑے ہو کہ:

○—جیسے تمہیں مرنا ہی نہیں، ○—گویا تم قیامت کے دن اٹھائے نہیں جاؤ گے،
○—جیسے اللہ کے سامنے تمہیں حساب نہیں دینا، ○—یا پھر پل صراط سے تم نے گزرنا نہیں،

تمہاری یہ کیفیات ہیں، حالانکہ تم اسلام اور ایمان کے دعوے دار بھی ہو،— اگر تم قرآن اور (اس کے) علم پر عمل نہ کرو گے تو (یہ سب) تمہارے خلاف حجت سمجھے جائیں گے،— جب تم اہلِ علم کے ہاں جاؤ گے، اور ان کی تعلیم پر عمل نہ کرو گے، تو تمہارا ان کے پاس جانا تمہارے خلاف حجت ہے،— تم پر اس کا گناہ (بالکل) اسی طرح ہو گا جیسے تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ کے فرمان کو نہ مانتے۔

قیامت کے دن ہر ایک پر اللہ کا خوف، اس کا جلال اور عظمت، اس کی کبریائی اور عدل سے عام ہو گا،— دُنیا کے بادشاہوں کی حکومتیں جاتی رہیں گی، اور صرف اسی کا ملک باقی رہے گا،— قیامت کے دن سب اُسی کی طرح رجوع کریں گے،— اسی دن اولیاء اللہ کی سلطنت و بادشاہت، عزت و امارت (سرداری) اور ان پر اللہ کا انعام و اکرام ظاہر ہوں گے،— (قیامت کے دن کی بات تو دور کی بات ہے) وہ تو آج بھی بندوں اور شہروں کے کوتوال و محافظ ہیں، اور پہاڑوں پر غالب ہیں،— زمین کا قائم رہنا انہی کے دم قدم سے ہے،— حقیقت میں وہی خلقت کے امیر اور سردار ہیں، اور اللہ کے سچے

نائب اور حقیقی خلیفہ ہیں،— ان کا یہ حال باطن کے لحاظ سے ہے ظاہر کے اعتبار سے نہیں، آج ان کے باطن (کے کمالات کے ظہور) کا دن ہے،— کل (قیامت کے دن) ان کے ظاہر کا ظہور ہوگا (یعنی حجاب اُٹھ جائے گا۔)

اپنے اپنے دائرہ کار میں بہادری کے جوہر:

(اپنے اپنے دائرہ کار میں بہادری کے جوہر یہ ہیں):

○— غازیوں کی بہادری یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں کافروں کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں،

○— صالحین کی شجاعت یہ ہے کہ اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں اور شیطانوں اور بُرے ہم نشینوں (انسان نما شیطانوں) کے مقابلے میں ڈانواں ڈول نہ ہوں،

○— اولیاء اللہ کی بہادری یہ ہے کہ دُنیا وآخرت اور ماسوا اللہ سے بے رغبتی اختیار کریں۔

اہلِ دین ہی حقیقت میں انسان ہیں:

اے بیٹا! اس سے پہلے کہ تجھے مجبور ہو کر جاگنا پڑے، جاگ جا، ہوشیار ہو جا،— دین دار بن جا اور اہلِ دین سے میل جول رکھ،— اہلِ دین ہی (حقیقت میں) انسان (کہلانے کے حق دار) ہیں،— لوگوں میں عقل والا وہی ہے جو اللہ کے حکموں کو مانے (فرماں برداری کرے)،— اور سب سے بڑا جاہل وہ ہے جو اس کے حکموں کو نہ مانے (نافرمانی کرے)،— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِذَاتِ الدِّيْنَ تَرِبَتْ يَدَاكَ تَرِبَتْ بِمَعْنٰى اِفْتَقَرَتْ وَاَتْرَبَ اِذَا اسْتَغْنٰى ○

''تیرے ہاتھ مٹی لگے (یعنی تو محتاج ہو جائے) اور جب غنا طلب کرے تو منہ میں خاک پڑے۔''

جب تیرا اہلِ دین سے میل جول ہوگا، ان سے دوستی ہوگی تو اس محبت کے بدلے دونوں ہاتھ اور تیرا دل مستغنی ہو جائیں گے،— تو نفاق اور اہلِ نفاق سے، اور ریا کار سے دور بھاگ،— کیونکہ منافق اور ریا کار کا کوئی عمل مقبول نہیں،— جس عمل میں اللہ کی رضا چاہو گے وہی عمل مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا،— عمل کی ظاہری صورت قبول نہ ہوگی، قبولیت کے لائق تو تمہاری باطنی حالت (اور نیت) ہے،— اللہ کی ذات تیرے اسی عمل کو شرفِ قبولیت عطا کرتی ہے جس میں تم اپنے نفس اور خواہش، اور شیطان اور دُنیا کی (پوری) مخالفت کرو گے،— عمل میں اخلاص پیدا کر، اپنے کسی عمل پر ناز نہ کر،— اللہ کے ہاں تیرا وہی عمل قبول کیا جائے گا جس میں اللہ کی رضا پیشِ نظر ہوگی، نہ کہ وہ عمل (مقبول ہوگا) جس میں مخلوق کی طرف دھیان ہو۔

تیرے لئے افسوس کی بات یہ ہے کہ تو مخلوق کی خوشنودی کے لئے عمل کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ (تیرا یہ دکھاوے کا عمل) خالق کے ہاں شرفِ قبولیت کا درجہ پا جائے، (ایسے عمل میں رکھا ہی کیا ہے)،— یہ تو محض حرص و ہوس ہے،— (تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ) تو فرحت و سُرور اور فخر و غرور اور ہوس کو چھوڑ دے،— خوشی کو کم کر دے، غم زیادہ اٹھا، اس لئے کہ تو غم کدے اور قید خانے میں رہ رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو دیکھو، —— آپ ہمیشہ فکر مند رہتے تھے، —— بالعموم غمگین زیادہ رہتے تھے، خوشی تھوڑی کرتے، ہنستے کم تھے، کبھی کبھی تبسم فرماتے تھے، —— وہ بھی دوسروں کا دل خوش کرنے کے لئے ہوتا تھا، —— آپ کا قلبِ اطہر غموں اور شغلوں سے پُر تھا، —— اگر صحابہ کرام کی محبت اور دُنیا کے معاملات (جن کی تکمیل کے لئے آپ مامور تھے) نہ ہوتے تو آپ حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لاتے اور نہ کسی کے پاس بیٹھتے۔

دُنیا کی فکر حجاب بھی ہے اور عذاب بھی:

اے بیٹا! جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری خلوت صحیح ہو جائے گی تو:

- —— تیرا باطن مدہوش ہو جائے گا، ○ —— دل کی صفائی ہو جائے گی،
- —— تیری نظر سراپا عبرت بن جائے گی، ○ —— تیرا دل مجسم فکر ہو جائے گا،
- —— تیری روح اور باطن اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جائیں گے۔

دُنیا کی فکر تو حجاب بھی ہے اور عذاب بھی، —— آخرت کی فکر علم بھی ہے اور دل کی زندگی بھی، —— اور جس بندے کو اللہ کی طرف سے فکر نصیب ہو، اسے دُنیا و آخرت کے احوال کا علم عطا فرما دیا جاتا ہے (گویا اولیاء اللہ کو بھی علم غیب عطا کیا جاتا ہے)۔

افسوس کی بات یہ ہے تو نے اپنے دل کو دُنیا میں (لگا کر) ضائع کر دیا ہے، —— حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں جو تیرا مقدر ہے، یا جو کچھ تجھے ملنے والا ہے، تیرے نصیب میں لکھ دیا ہے، —— اور اس کے ملنے کے اوقات کا بھی اپنے (احاطہ) علم میں اندازہ لگا لیا ہے، —— تجھے ہر روز کا رزق ملتا رہے گا، چاہے تو اس کے (حصول کے لئے) سوال کرے یا نہ کرے، —— (البتہ) تیری حرص تجھے اللہ اور مخلوق کے سامنے رسوا کر رہی ہے، —— ایمان کی کمی کی وجہ سے تو رزق کے لئے سوال کرتا ہے، —— ایمان کی کثرت کے باعث تو دستِ سوال نہیں بڑھاتا (یعنی اگر گزارے سے زیادہ مل جائے تو سوال کرنا چھوڑ دیتا ہے)، —— اور اگر اتنا مل جائے کہ رکھنے کو جگہ نہ رہے تو خدا کے وجود سے انکار کا بھی امکان ہے۔

جاہل آدمی سبب کے چکر میں مسبّب کو چھوڑ بیٹھا:

اے بیٹا! ایسی قطعی و یقینی بات جس کا کرنا مقصود ہے، اس میں ٹھٹھا یا مسخری نہ کر، —— کیونکہ جب تک تیرا دل مخلوق میں لگا رہے گا، وہ خالق کے ساتھ کیسے لگے گا، —— سبب کے چکر میں پڑ کر سبب والے کے ساتھ کیسے رہے گا،

- —— ظاہر و باطن کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں،
- —— جس بات کو تو سمجھتا ہے اور جسے نہیں سمجھتا، وہ دونوں کیسے یکجا ہو سکتے ہیں،
- —— عقل میں آنے والی چیز اور عقل سے باہر والی دونوں کیسے جمع ہو سکتی ہیں،
- —— جو مخلوق کے پاس ہے، اور جو خالق کے پاس ہے، دونوں یکجا کیسے ہو سکتے ہیں،

وہ بندہ کتنا بڑا جاہل ہے جو سبب پیدا کرنے والے کو بھول بیٹھا ہے، اور سبب ہی میں مشغول ہے۔ —— سبب۔

پڑ کر مسبّب کو چھوڑ بیٹھا ہے، — جو باقی رہنے والا ہے اُسے بھلا بیٹھا ہے، اور جو فانی ہے اس کے ساتھ خوش ہے، (اس سے بڑھ کر اور کون بیوقوف ہے)۔

جاہلوں کی صحبت نقصان دہ ہے:

اے بیٹا! تو جاہلوں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے، — ان کی جہالت تم پر بھی اثر کرتی ہے، — جاہل کی صحبت نقصان دہ ہے، خسارے کی بات ہے، — ایمان والوں، یقین والوں اور باعمل عالموں کی صحبت میں بیٹھا کرو، — اہلِ ایمان کا حال کیسا اچھا ہے، ان کے تصرّفات میں کس قدر بھلائیاں ہیں، — ان کے مجاہدوں اور ریاضتوں نے انہیں ان کے نفسوں اور خواہشوں پر غالب کر دیا ہے، اس غلبے نے انہیں کس قدر مضبوط اور قوی کر دیا ہے، — اسی لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ وَجْهِهٖ وَحُزْنِهٖ فِيْ قَلْبِهٖ ٥

''مومن کی خوشی اس کے چہرے پر (چمک رہی) ہوتی ہے، اور غم اس کے دل میں (چھپا ہوتا ہے)''۔

یہ اس کی قوتِ ضبط ہے کہ مخلوق کے سامنے خوشی کا اظہار کرتا ہے اور (افشائے راز کے خیال سے) محبت الٰہی کو دل میں چھپاتا ہے، — اس کا غم سدا کا غم ہے، اس کا تفکر بہت ہے جیسے اس کا رونا زیادہ ہے، اور ہنسنا کم، — اسی لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا رَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ غَيْرِ لِقَآءِ رَبِّهٖ ٥

''وصلِ الٰہی کے سوا مومن کو راحت نہیں''۔

صاحبِ ایمان اپنے غم کو خندہ پیشانی کی اوٹ میں چھپائے رہتا ہے، — ظاہری طور پر وہ ریاضت اور کسب میں لگا رہتا ہے، اور باطنی طور پر اپنے ربّ کے پاس سکون کرتا ہے، — اس کا ظاہر اس کے اہل وعیال کے لئے ہے اور باطن ربّ کے لئے ہے، — وہ اپنا راز اپنے اہل، اولاد، ہمسایوں، اپنے متعلقین اور مخلوقِ الٰہی میں سے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا، — اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی سن رکھا ہے:

اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى اُمُوْرِكُمْ بِالْكِتْمَانِ ٥

''اپنے کاموں پر راز داری میں مدد لیا کرو''۔

اپنے احوال کو چھپاتے رہو، اللہ کا ولی اپنی ضرورت کو ہمیشہ چھپاتا رہتا ہے، — اگر کسی وقت جذبہ اس پر غالب آ جائے، یا اُس کی زبان سے (اسرار کا) کوئی کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ فوراً بات کو سنبھالتے ہوئے اس کا تدارک کر لیتا ہے، اور الفاظ بدل دیتا ہے، — اور (اتفاق سے) جو راز اس سے افشاء ہو جاتا ہے، اسے چھپاتے ہوئے اس کے لئے معذرت کر لیتا ہے۔

اہلِ بصیرت کو اپنا آئینہ بنالو:

اے بیٹا! تو مجھے اپنا آئینہ بنا، — اپنے دل کا آئینہ بنا، — اپنے باطن اور اعمال کا آئینہ بنا، — مجھ سے قریب ہو

جا،— یقینی طور پر میرے قرب کی وجہ سے تو اپنے نفس میں وہ کچھ دیکھ سکے گا تو مجھ سے دور رہنے کی وجہ سے نہیں دیکھ پایا،— اپنے دین کے حوالے سے اگر تجھے کچھ پوچھنا ہے تو مجھ سے پوچھ،— میں اللہ کے دین کے حوالے سے تمہاری کوئی الجھن نہ رہنے دوں گا،— شریعت الٰہی کی تعمیل کے لئے میں نہایت بے باک اور بے جھجک ہوں،— میں نے دین ایسے مضبوط ہاتھ والوں اور راسخ ارادے والوں سے سیکھا ہے جو نہ تو منافق تھے اور نہ ہی کوئی فائدہ اٹھانے والے تھے (سراسر اخلاص تھے)،— دُنیا کو گھر میں چھوڑ آ، اور میرے قریب ہو جا،— یقینی طور پر میں آخرت کے دروازے پر کھڑا ہوں،— میرے پاس ٹھہر، میری بات کو سن اور چند روزہ زندگی میں اس پر عمل کر،— نجات کا دارومدار اللہ کے خوف میں ہے،— اگر تجھے اللہ کا خوف نہیں تو نہ دُنیا میں سکون ہوگا، نہ ہی آخرت میں امن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا سامنے موجود نہ ہونے کے باوجود اس کا خوف ہونا ہی اُسے جاننا ہے، (یعنی خوفِ الٰہی اور علم ایک ہی چیز ہے)،— اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ ۝ (سورہ فاطر)

''اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

یعنی میرے بندوں میں وہ اہلِ علم میرا (اللہ کا) ڈر رکھتے ہیں جو عمل کرنے والے ہیں (باعمل ہیں)،— اور اپنے کئے کا صلہ (بدلہ) نہیں چاہتے، بلکہ اس کی قربت اور اس کی رضا کی آرزو رکھتے ہیں،— اس کی محبت کے ارادے سے اس کی دوری اور حجاب کو دور کرنا چاہتے ہیں،— وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ ان پر دُنیا و آخرت میں رحمتِ الٰہی کا دروازہ نہ بند کیا جائے،— وہ دُنیا و آخرت اور ماسوا اللہ کی کوئی تمنا نہیں رکھتے۔

دُنیا ایک گروہ کے لئے ہے، اور آخرت کسی اور گروہ کے لئے،— اور اللہ کی ذات ایک اور گروہ کے لئے ہے،— اس گروہ والے وہ ہیں جو:

- ○— ایمان والے ہیں، ○— یقین والے ہیں، ○— عرفان والے ہیں،
- ○— اس کے دوست ہیں، ○— اس کے ڈر والے ہیں،
- ○— اس کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں، ○— غم رکھنے والے ہیں،
- ○— شکستہ دل ہیں، ○— بن دیکھے اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔

اللہ کی ذات ان کی ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہے اور ان کے دل کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے،— یہ لوگ بھلا کیوں نہ اس سے خوف کھائیں، وہ ہر روز اک نئی شان میں ہے،—:

- ○— ذات سے ذات میں تبدیلی لاتا ہے، ○— حال سے حال میں تغیر لاتا ہے،
- ○— کسی کی مدد کرتا ہے، ○— کسی کو ذلیل و محروم کرتا ہے،

○— کسی کو زندہ کرتا ہے، ○— کسی کو مارتا ہے،
○— کسی کو مقبول بناتا ہے، ○— کسی کو مردود کرتا ہے،
○— کسی کو اپنے قریب کرتا ہے، ○— کسی کو اپنے سے دور کرتا ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○

''وہ جو چاہے کرے، کوئی پوچھ گچھ نہیں، — اور جو کچھ لوگ کریں تو ان سے باز پرس ہوگی۔''

(اس کے حضور یہی التجا ہے):

اَللّٰهُمَّ قَرِّبْنَا اِلَيْكَ وَلَا تُبَاعِدْنَا عَنْكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! ہمیں اپنا قرب نصیب فرما، اور ہمیں اپنے سے دور نہ رکھ، — اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر، — اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا کر، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ، — آمین!''۔

چھٹی مجلس

(منعقدہ ۱۵ ر شوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح، بمقام: مدرسہ قادریہ، بغداد شریف)

ایمان والا، ایمان والے کے لئے آئینہ ہے:

اللہ کے ولیوں کے دل صاف اور پاک ہوتے ہیں، — وہ:

○— خلقت کو بھولنے والے، ○— اللہ کو یاد کرنے والے،
○— دُنیا کو بھلا دینے والے، ○— آخرت کو یاد کرنے والے،
○— جو کچھ تمہارے پاس ہے، اسے بھولنے والے،
○— جو کچھ اللہ کے پاس ہے، اسے یاد کرنے والے ہیں۔

تم ان سے اور ان میں جو خوبیاں ہیں، ان سے محروم ہو (حجاب میں ہو)، — تم آخرت کو چھوڑ کر دُنیا میں مشغول ہو، — تمہیں اللہ سے کوئی حیا نہیں، تم نے حیا کا دامن چھوڑ دیا ہے، اور اس کے سامنے بے شرم بنے ہوئے ہو۔

میرے عزیز! اپنے ایمان والے بھائی کی باتوں کو مان لے، اس کی مخالفت کی راہ نہ اپناؤ، — یقینی طور پر وہ تم میں وہ کچھ دیکھتا ہے جو تم اپنے نفسوں میں نہیں دیکھتے، — اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ ○

''ایمان والا، ایمان والے کے لئے آئینہ ہے۔''

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے سچا خیر خواہ ہے، اسے نصیحت کرتا ہے، — جو کچھ اسے معلوم نہیں اس کے بارے میں اسے بتلاتا ہے، — اس کی خوبیاں اور خامیاں الگ الگ کر دیتا ہے، — اسے نفع دینے والی اور نقصان دینے والے باتوں کی خبر دیتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دل میں خلقت کی خیر خواہی ڈال دی ہے، اور اسے میرا سب سے بڑا مقصد بنا دیا ہے، — یقینی طور پر میں ایک نصیحت کرنے والا ہوں، اور خیر خواہی کا صلہ نہیں چاہتا، — میرا صلہ تو اللہ کے ہاں ہے، جو مجھے مل چکا ہے، — مجھے دُنیا کی کوئی طلب نہیں، — مجھے آخرت کی کوئی تمنا نہیں، — میں ماسوا اللہ کی بندگی نہیں کرتا، — میں تو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا، جو کہ خالق ہے، یکتا ہے، یگانہ ہے، قدیم ہے، — تمہاری فلاح ونجات میں میری خوشی ہے اور تمہاری تباہی وبربادی میرے لئے دکھ اور غم کا باعث ہے، — میں جب اپنے مرید صادق کا چہرہ دیکھتا ہوں کہ جس نے میرے ہاتھ پر فلاح ونجات پائی تو میں اور تروتازہ اور توانا ہو جاتا ہوں، — لباس پہنتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں، اور کہتا ہوں کہ اس کا وجود میرے ہاتھ سے کیسی عمدہ پرورش اور اچھی تربیت پا کر نکلا۔

اے بیٹا! میں تجھے چاہتا ہوں، اپنے آپ کو نہیں، — اگر تجھ میں کچھ تبدیلیاں آئیں گی تو تیری ہی حالتیں بدلیں گی، میری نہیں، — میں تو سب منزلیں طے کر چکا ہوں، — تیری میری دوستی تیری وجہ سے ہوئی ہے، — تو مجھ سے اپنے لئے محبت کرتا ہے، مجھ سے تعلق واسطہ رکھ تاکہ تو بھی جلد از جلد ان منزلوں سے گزر سکے۔

حرص اور نفس کے بندے نہ بنو:

اے لوگو! اللہ اور اس کی مخلوق پر غرور اور تکبر کرنا چھوڑ دو، — اپنے آپ کو پہچانو، — اپنے نفسوں میں تواضع وانکساری کو اُجاگر کرو، — تمہارا وجود ایک پلید بوند سے بنا ہے، تمہاری شروعات ذلیل پانی سے ہوئی، — اور تمہارا انجام ایک پھینکے ہوئے مردار کی طرح ہے، — ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو طمع در بدر لئے پھرتی ہے، اور حرص کے بندے بن کے رہ جاتے ہیں، — نفسانی خواہش انہیں بھڑکا کر ایسی چیز کی طلب میں بادشاہوں کے در پر لے جاتی ہے جو ان کے نصیب میں نہیں ہے، — اور اگر نصیب میں ہے تو نہایت ذلالت اور حقارت سے اس کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَشَدُّ عُقُوْبَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِهٖ طَلَبُهٗ مَا لَمْ یُقْسَمْ لَهٗ ○

"اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذابوں میں سے اپنے بندے کے لئے یہ ہے کہ وہ ایسی چیز کی طلب کرے جو اس کی قسمت میں نہیں ہے۔"

افسوس اس بات کا ہے کہ تو اپنی تقدیر اور کاتب تقدیر کو نہیں جانتا، — کیا تجھے یہ گمان ہے کہ دُنیا والے وہ چیز تجھے دینے پر قدرت رکھتے ہیں جو تیرے مقدر میں نہیں، — (ہرگز نہیں، —) یہ شیطانی وسوسہ ہے جو تیرے دل و دماغ میں بس گیا

ہے،۔۔۔ تو اللہ کا بندہ نہیں، بلکہ اپنے نفس اور حرص اور شیطان اور عادت اور درہم ودینار کا بندہ ہے،۔۔۔ کوشش کر کہ تجھے کوئی نجات دہندہ مل جائے تا کہ اس کی پیروی سے تجھے بھی فلاح ونجات مل سکے،۔۔۔ (یعنی مرشد کامل کی جستجو کر۔)

اللہ کے ایک کامل ولی فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَرَی الْمُفْلِحَ لَا یُفْلِحُ ۝

''جس نے نجات والے کو نہ دیکھا، اس نے نجات نہ پائی''۔

تو کسی فلاح والے کو اگر دیکھتا بھی ہے تو سر کی آنکھ سے،۔۔۔ دل اور باطن اور ایمان کی آنکھ سے نہیں دیکھتا،۔۔۔ تیرے پاس تو ایمان ہی نہیں تو دیکھنے والی آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس سے نجات دلانے والے کو دیکھ سکے،۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج)

''وہ (ظاہری) آنکھوں کو اندھا نہیں کرتا، لیکن جو سینوں میں دل ہیں۔ ان (کی آنکھوں) کو اندھا کرتا ہے۔''

جو شخص خلقت کے ہاتھوں سے دُنیا پانے کی خاطر حرص اور لالچ کرتا ہے، اور دین کو ایک (معمولی) انجیر کے بدلے میں فروخت کرتا ہے،۔۔۔ بقا کو فنا کے بدلے بیچ ڈالتا ہے،۔۔۔ اسی لئے اس کے ہاتھ نہ یہ دُنیا لگتی ہے نہ آخرت،۔۔۔ جب تک تمہارا ایمان ناقص ہے، اپنے نفس کی اصلاح کر اور اکل حلال کے حصول کے لئے کوشش کر،۔۔۔ تا کہ تو مخلوق کا محتاج نہ ہو جائے،۔۔۔ چنانچہ اپنے دین کو بیچ کر لوگوں کا مال نہ کھاؤ، اور (اس غلط کاری سے) باقی کی فانی سے نہ بدل،۔۔۔ ہاں جب تمہارا ایمان قوی اور کامل ہو جائے تو ہر سبب سے علیحدہ ہو جاؤ،۔۔۔ ارباب باطلہ سے قطع تعلق کر لو، اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو،۔۔۔ اپنے دل سے سب چیزوں کو چھوڑ دینے کی راہ اختیار کرو،۔۔۔ دل کے ہمراہ اپنے شہر اور اہل وعیال، اور اپنی دکان (کاروبار) اور اپنے جان پہچان والوں سے نکل جا،۔۔۔ اور جو کچھ تیرے پاس ہے، اپنے اہل وعیال، اپنے بھائیوں اور دوستوں کو دے دے،۔۔۔ تیری حالت ایسی ہو جائے کہ جیسے موت کے فرشتے نے تیری روح قبض کر لی ہے،۔۔۔ اور موت کے اُچکنے والوں نے تجھے اُچک لیا ہے، تو موت کا لقمہ بن گیا،۔۔۔ گویا زمین پھٹ گئی اور تم اس میں سما گئے،۔۔۔ یعنی تقدیر اور قضا نے تجھے اٹھا کر علم ومعرفت کے دریا میں ڈبو دیا ہے،۔۔۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ گیا، عالمِ اسباب والے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے،۔۔۔ اسباب کے اثرات ظاہر پر پڑتے ہیں، باطن پر نہیں،۔۔۔ اس حال میں سبب دوسروں کے لئے ہوتے ہیں، اس کے لئے نہیں۔

اے لوگو! اگر تم پوری طرح سے دل کے ساتھ ان سب باتوں پر عمل نہیں کر سکتے تو اسباب اور ان سے تعلق کو چھوڑ دو،۔۔۔ اگر تم سے یہ کلی طور پر نہ ہو سکے تو جس قدر ہو سکے اسی قدر ہی سہی،۔۔۔ اگر پوری طرح سے نہیں تو تھوڑا ہی سہی،۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ ۝

''جس قدر استطاعت ہو، دُنیا کے بکھیڑوں سے بچ جاؤ''۔

سب کچھ اُسی سے مانگو، غیر کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ:

بیٹا! اگر دُنیا کی فکروں سے آزاد ہونے کی ہمت ہے تو ہو جاؤ، ---- ورنہ اپنے دل کے ساتھ اللہ کی طرف دوڑ لگا دے اور اس کے دامنِ رحمت کو تھام لے، تاوقتیکہ تمہارے دل سے دُنیا کی فکر نکل جائے، ---- وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور ہر ایک چیز کے جاننے والا ہے، ---- ہر چیز اس کے دستِ قدرت میں ہے، ---- اسی کے در کے ہو رہو اور التجا کرو کہ تمہارے دل کو غیر سے پاک کر دے، ---- اور اسے ایمان اور اپنی معرفت اور اپنے علم سے بھر دے اور اپنے غیر سے بے نیاز کر دے، ---- اور تجھے یقین عطا فرما دے، اور تیرے دل کو اپنے ساتھ مانوس کر دے اور غیر کے اُنس سے نجات بخشے، ---- اور تیرے سب اعضاء کو اپنی اطاعت و بندگی میں لگائے رکھے، ---- سب کچھ اسی سے مانگو، غیر کی سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، ---- اپنے جیسے بندوں کے سامنے نہ جھکو، بلکہ غیر کو چھوڑ کر اُسی کے ہو رہو، ---- اپنا ہر معاملہ اُسی کے ساتھ اسی کے لئے رکھ، اس میں دوسرے کا تعلق نہ ہونے پائے۔

دل سے عمل نہ ہو تو علم بیکار ہے:

اے بیٹا! اگر زبان پر علم کا چشمہ جاری ہو اور علمی طور پر دل ساتھ نہ ہو، تو یہ سوجھ بوجھ اللہ کی طرف ایک قدم بھی نہ بڑھنے دے گی، ---- سیر تو دل کی سیر ہے، ---- قربِ الٰہی تو باطنی قرب ہے، ---- عمل حقیقی معنوں میں عمل ہے، جس میں اعضاء شرعی حدود کی پاسداری کرتے دکھائی دیں، ---- اور اس کے بندوں کی تواضع وانکساری اللہ ہی کے لئے کی جائے، ---- جو شخص اپنے نفس کو بلند مرتبہ جانے، سمجھ لو اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں، ---- جس نے خلقت کے دکھلاوے کے لئے عمل کئے، اس کا کوئی عمل نہیں، ---- حقیقی عمل تو خلوت ہی میں ہوتے ہیں، جلوت میں ان کا اظہار نہیں کیا جاتا، سوائے ان کے، جن کا ظاہری طور پر کرنا شرعاً لازم ہے (یعنی نماز روزہ وغیرہ)، ---- تجھ سے بنیاد کی مضبوطی میں کوتاہی سرزد ہوگئی ہے، ---- ناپختہ بنیاد پر بننے والی عمارت کو مضبوط کرنا کیا فائدہ دے گا، ---- اوپر کی چھت وغیرہ اوپر ہی اوپر دوبارہ مضبوط کی جا سکتی ہے، مگر بنیاد کی کمزوری کا کیا علاج ہے، ---- اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر ہے، ---- جس کے پاس توحید اور اخلاص نہیں، اس کا کوئی عمل نہیں۔

لہٰذا توحید اور اخلاص کے ذریعے اپنے عمل کی بنیاد کو مضبوط کرو، ---- اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے اعمال کی عمارت نہ اٹھا، یہ بھروسے کی بات نہیں، بلکہ اللہ کی مدد اور نصرت سے اعمال کی عمارت بنا، ---- توحید و اخلاص ہی اصل معمار ہیں، شرک ونفاق نہیں، ---- حقیقی توحید والا وہی ہے جس کے علم کا چاند بلند ہو کر روشنی بکھیرے، (منافق کے کئے سے کچھ بھی نہیں بنتا۔)

ہماری التجا و دعا یہی ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ النِّفَاقِ فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِنَا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○ آمین!

"یا الٰہی! ہمارے سب احوال میں ہم میں اور نفاق میں دوریاں ڈال دے، ---- اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر، ---- اور آخرت میں بھلائی عطا کر، ---- اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ، آمین!"

ساتویں مجلس

(منعقدہ ۷ ار شوال ۵۴۵ھ بروز اتوار بمقام خانقاہ شریف)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَافْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ كَثِّرْ عَطَائَكَ لَنَا وَارْزُقْنَا الشُّكْرَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الدُّعَآءِ○

''یاالٰہی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج، — اور ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما، — اور ہمیں ثابت قدم رکھ، — اور ہمارے لئے اپنی عطائیں اور زیادہ کر دے، — اور ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ — آخر دعا تک۔''

دُنیا کی زندگی آفتوں اور مصیبتوں سے بھری پڑی ہے:

اے لوگو! صبر سے کام لو، دُنیا کی زندگی آفتوں اور مصیبتوں سے بھی بھری پڑی ہے، — کوئی بچ سکا تو بہت ہی کم، —:

○ — دُنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں کہ جس کے ساتھ مصیبت اور غم نہ ہو۔

○ — اس میں کوئی خوشی ایسی نہیں کہ جس کے ساتھ رنج نہ ہو،

○ — اس میں کوئی فراخی ایسی نہیں کہ جس کے ساتھ تنگی نہ ہو۔

شریعت کے دائرے میں دُنیا سے اپنے مقدر کا لکھا لیتے رہو، — یقینی بات تو یہ ہے کہ دُنیا کی لذتوں سے جو مرض لاحق ہوا، شریعت ہی اس کا علاج ہے۔

بیٹا! جب تو کسی کے دامن سے وابستہ ہو تو قسمت کا لکھا شرع کے ہاتھ سے لے، — جب تو خاص دوست (صدیق) کے مرتبہ پر پہنچے تو اپنا نصیب امر الٰہی کے ہاتھ سے حاصل کرو، — اور جب تو فانی فی اللہ، واصل اور مقرب بارگاہ ہو جائے تو الٰہی فعل کے ہاتھوں سے لے، — پھر تجھے شرعی امور کا حکم دیا جائے گا، اور ناپسندیدہ سے روکے گا، — تیرے دل میں فعل کے لئے خود بخود تحریک ہوگی۔

اللہ کے بندے تین طرح کے ہیں:

اللہ کے بندے تین طرح کے ہیں:

○ — عامی، ○ — خاص، ○ — خاص الخاص،

○ — عامی وہ مسلمان ہے جو پرہیز گار ہو، — جو شریعت کا پابند ہو، اور شرع سے کسی پل جُدا نہیں ہوتا، — اور اللہ کے اس فرمان پر عمل پیرا ہو:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ○ (سورہ حشر)

"جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیا ہے، لے لو، ـــ اور جس چیز سے روکا ہے، رُک رہو۔"

جب اس کے حق میں یہ تمام ہوتا ہے، اور اس کے ظاہر و باطن پر عمل کر چکے تو اس کا قلب ایسا روشن ہو جاتا ہے کہ وہ اس ہر شے کو دیکھنے لگتا ہے، ـــ اگر وہ کوئی چیز شریعت کے دائرے میں حاصل کرے تو اس کے لئے اپنے دل سے یقین چاہتا ہے، اور الہامِ ربانی کا منتظر رہتا ہے، ـــ کیونکہ الہام ربانی ہر شے میں عام ہے۔ ـــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ (سورہ شمس)

"اس نے نیکی اور بدی اس کے دل میں ڈال دی ہے۔"

وہ اپنے دل سے اعتبار چاہتا ہے اور الہام ربانی کا منتظر رہتا ہے، ـــ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ ظاہر امر پر عمل کرتا ہے اور وہ (ظاہر امر) یہ ہے کہ جو کچھ اس معیشت تیار کرنے والی دکان میں ہے، دینے والا دے رہا ہے، سب اس کے ہاتھ میں اور ملکیت میں ہے۔

○ ـــ پھر یہی عام خاص بن کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اپنے دل سے اعتماد چاہتا ہے، اور دل کے نور سے روشنی حاصل کر کے اس بارے میں امر الٰہی کو دیکھ لیتا ہے، ـــ یہ مقام تب حاصل ہوتا ہے جب وہ شریعت پر عمل کرتا ہے، اور اس کے ایمان کی قوت اور توحید کی قوت اور قوی ہو جائے، ـــ اور اس کا دل خلقت اور دُنیا سے الگ ہو جائے، دُنیا کے جنگلوں اور دریاؤں کو عبور کر لے، ـــ اس مقام پر صبح صادق نمودار ہوتی ہے، اور سب طرح کے انوار:

○ ـــ نور ایمان، ○ ـــ نور قرب الٰہی، ○ ـــ نور عمل ○ ـــ نور بصر،

○ ـــ نور تحمل و اطمینان

حاصل ہو جاتے ہیں، ـــ یہ ثمرات شرعی حقوق کے ادا کرنے کے بعد اس کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں، ـــ

○ ـــ اور خاص الخواص، یہ لوگ ابدال ہیں، ـــ ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے شریعت سے اعتماد (فتویٰ) لیتے ہیں، ـــ پھر اللہ کا امر اور اس ﷻ کا فعل اور تحریک دیکھتے ہیں اور اس کے الہام کے منتظر رہتے ہیں۔

ان تین طبقوں کے علاوہ تباہی در تباہی، بیماری، حرام در حرام، ـــ دین کے سر کا درد، دین کے دل کا پھوڑا ہے، اور بدن میں سل کا مرض ہے۔

تمہارے اعمال اس کی نظر میں ہیں:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ طرح طرح سے (اپنے تصرفات سے) تمہارے احوال میں تبدیلی لاتا ہے تا کہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، (تمہارے اعمال اس کی نظر میں ہیں۔)، ـــ:

○ — تم ثابت قدم رہتے ہو، یا لڑکھڑا جاتے ہو،

○ — امر الٰہی کی تصدیق کرتے ہو، یا انہیں جھٹلاتے ہو،

جو شخص رضائے الٰہی میں راضی نہ ہو، اس کی ہم نوائی نہیں ہوتی، نہ ہی توفیق دی جاتی ہے، — جو قضائے الٰہی میں راضی نہیں اللہ بھی اس سے راضی نہیں، — جو خود نہیں دیتا، اسے بھی نہیں دیا جاتا، — جو کسی سے نہیں ملتا، کوئی اس کے پاس بھی چل کے نہ آئے گا۔

ثابت قدمی کے بغیر ایمان کا دعویٰ خام ہے:

جاہل آدمی! تیرا خیال ہے کہ اللہ تیری مرضی ومنشاء سے تغیر وتبدّل کرے، — کیا تو دوسرا الہٰ ہے کہ اللہ تیری موافقت کرے، — یہ تو اُلٹا معاملہ ہے، — تو اس کے خلاف کرتا کہ ہدایت پائے، — اگر اللہ نے تقدیر نہ بنائی ہوتی تو جھوٹے دعوے نہ پہچانے جاتے، — جواہر کی پرکھ تجربوں سے ہوتی ہے، — جس طرح تیرا نفس احکام الٰہی کا انکاری ہے تو اپنے نفس کی ماننے سے انکاری ہو جا، — جب تو اپنے نفس کی ماننے سے انکار کر دے گا تو دوسرے کے انکار پر بھی قدرت پالے گا، — ایمانی قوت کے اندازے سے ہی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں، — ایمانی کمزوری سے گھر بیٹھنا اسے بزدل بنا دے گا، — اور اسے دور کرنے سے عاجز اور گونگا ہو جائے گا، —

ایمان کے قدم ہی ایسے ہیں جو انس وجن کے شیطانوں کے مقابلے پڑے رہیں، — آفتوں اور مصیبتوں کے آنے پر نہ ڈگمگائیں، — ثابت قدمی کے بغیر ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے، — اگر ایمان کا دعویٰ ہے تو ہر ایک سے دشمنی کر اور سب کے خالق سے دوستی کر، — اگر وہ چاہے تو ایسی چیز کو تمہاری محبوب بنا کر محفوظ رکھے کہ جس سے تمہیں نفرت تھی، — کیونکہ دل میں محبت ڈالنے والا وہ ہے نہ کہ تم ہو، — اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ○

''تمہاری دُنیا سے تین چیزیں ایسی ہیں جو میری محبوب بنا دی گئی ہیں، خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ چیزیں بعد میں محبوب کی گئیں، پہلے آپ کی طرف سے نفرت، ان کا ترک اور بے رغبتی اور روگردانی تھی، — چنانچہ:

فَرِّغْ اَنْتَ قَلْبَکَ مِمَّا سِوَاہُ حَتّٰی یُحَبِّبَ ھُوَ اِلَیْکَ مَا یَشَآءُ مِنْ ذٰلِکَ ○

''تو اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی کر دے تا کہ وہ ان میں سے جس کی بھی چاہے تیرے دل میں محبت ڈال دے۔''

آٹھویں مجلس

(منعقدہ ۱۹ رشوال ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء بمقام: مدرسہ قادریہ)

ریاکار کا ظاہر آباد ہے اور باطن ویران:

ریاکار کا لباس بظاہر صاف ستھرا اور دل پلید ہوتا ہے۔ــــ مباح چیزوں میں زُہد کرتا ہے اور نیکی کمانے میں سستی کرتا ہے۔ــــ دین (بیچ کراس) کے ذریعے کھاتا پیتا ہے۔ــــ پرہیز بالکل نہیں کرتا، کُھلے عام حرام کھاتا ہے۔ــــ اس کی یہ حرکتیں عام لوگوں سے اوجھل ہیں جبکہ خواص اس کی حقیقت سے واقف ہیں۔ــــ اس کا زُہد اور عبادت دکھاوے کے ہیں۔ــــ ریاکار کا ظاہر آباد ہے اور باطن ویران!

تیرے (اندازِ زندگی) پر افسوس ہے۔ــــ اللہ کی طاعت قلب سے ہوتی ہے، قالب سے نہیں۔ــــ یہ سب چیزیں قلب اور باطن اور معانی سے تعلق رکھتی ہیں، ظاہر سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ــــ ظاہری طور پر تو جس لباس میں ہے اسے اتار دے، تاکہ میں تجھے اللہ سے ایسا لباس لے دوں جو کبھی پرانا نہ ہو۔ــــ یہ (پہلے والا) لباس اتارو تو وہ تمہیں پہناؤں۔ــــ اللہ کے حقوق ادا کرنے میں جو لباس رکاوٹ بنتا ہے، اسے اتار ڈال۔ــــ جس لباس میں تو خلقت سے ملتا ہے اور خلقت سے تیرے شرک کا باعث بنتا ہے، اسے اتار کر پھینک دے۔ــــ نفسانی خواہشوں اور بدمزاجی، اور غرور اور نفاق کا پہناوا، اور خلقت میں اپنی مقبولیت اور ان کی توجہ اور عطیوں کے سب لباس الگ کر دے، دُنیا کے کپڑے اتار کر آخرت کا لباس پہن لے۔ــــ اپنی ہستی اور طاقت اور قوت سے کنارہ کش ہو جا۔ــــ سبب کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے عاجز و کمزور ہو جا۔ــــ اپنی قوت اور طاقت پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے۔ــــ خلقت میں سے کسی کو شریک نہ بنا، اور ایسا کر کے شرک کی آفت سر نہ لے۔ــــ ایسا کرنے سے:

- ــــ تیرے اردگرد الطافِ ربّانی ہوں گے،
- ــــ رحمت الٰہی تیرے پاس ہوگی،
- ــــ تجھے اطمینان نصیب ہوگا،
- ــــ نعمت و احسان کے کپڑے پہنو گے،
- ــــ تو رحمت سے مل جائے گا،

تو اللہ کی طرف دوڑ آ۔ــــ سب کچھ اُتار کر، سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف بھاگ کھڑا ہو۔ــــ تاکہ وہ تجھے مطمئن کر دے اور حقیقت پر پہنچا دے، اور پھر تیری ظاہری و باطنی قوتوں کو ملا دے۔ــــ پھر اگر تم پر سب جہانوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں اور سب طرح کے بوجھ لاد دیئے جائیں تو تجھے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ــــ بلکہ اللہ کی حفاظت تیرے شاملِ حال رہے گی۔

جس شخص نے خلقت کو توحید کے ہاتھ سے، دُنیا کو زُہد کے ہاتھ سے، اور ماسوا اللہ کو بے رغبتی کے ہاتھ سے فنا کر دیا، اس نے کامل نجات اور فتح حاصل کر لی۔ــــ دُنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نواز دیا گیا۔ــــ اس سے پہلے کہ تمہاری، زندگی کا

سفر تمام ہو جائے، اپنے نفسوں اور شیطانوں اور خواہشوں کو مار ڈالنا لازم ٹھہرالو! ـــ عام موت سے پہلے خاص موت کے ساتھ ضرور مر جاؤ (وہ ماسوا اللہ سے جدائی ہے۔)

ایمان والا پہلے اپنے باطن کو آباد کرتا ہے، پھر ظاہر کو:

اے لوگو! میرا کہا مانو، میں اللہ کی طرف سے، اُسی کی طرف بلانے والا ہوں، ـــ تمہیں اپنے نفس کی طرف نہیں بلکہ اس کے در اور طاعت کی طرف بلاتا ہوں، ـــ منافق خلقت کو اللہ کی طرف نہیں بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے، ـــ وہ تو نفسانی لذتوں، خلقت میں مقبولیت کا طالب اور دُنیا سے پیار کرنے والا ہے۔

جاہل آدمی! تو میری نصیحت پر کان نہیں دھرتا اور نفس و خواہشات کے ساتھ خلوت خانہ میں اکیلا بیٹھتا ہے، ـــ تجھے شیخ کامل کی ضرورت ہے، ـــ نفس اور حرص کو قتل کر دے اور ماسوا اللہ سے قطع تعلق کر لے، ـــ اپنے پیران عظام کے دروازے کو لازم پکڑ، فیض صحبت اٹھا، ـــ پھر ان سے الگ ہو کر اللہ کا ہم نشین ہو جا، ـــ جب تجھے یہ مرتبہ کامل طور پر حاصل ہو جائے تو اللہ کے حکم سے خلقت کی دوا، ہدایت کرنے والے، اور ہدایت قبول کیئے گئے ہو جاؤ گے۔

تیری زبان پرہیز گار اور دل گنہگار ہے، ـــ زبان اللہ کی تعریف کرنے والی جبکہ دل اس کے خلاف کرنے والا ہے، ـــ تیرا ظاہر مسلمان اور باطن کافر ہے، ـــ تیرا ظاہر توحید والا اور باطن بت پرست ہے، ـــ تیرا زُہد اور دین ظاہری ہے اور باطن خراب اور ویران، جیسے غلاظت پر سپیدی اور گندگی کے ڈھیر پر قفل، ـــ جب تو اس حالت میں ہے تو شیطان نے تیرے دل پر خیمہ لگا کر اپنا ڈیرہ جمالیا۔

ایمان والا پہلے اپنے باطن کو آباد کرتا ہے، پھر ظاہر کو، ـــ جیسے کوئی شخص گھر بناتا ہے تو پہلے اس کے اندر والے حصے پر بڑی رقم خرچ کرتا ہے مگر اس کا دروازہ خراب ہی ہوتا ہے، ـــ جب گھر کی اندرونی تعمیر مکمل ہو جاتی ہے تب دروازہ بناتا ہے، ـــ اسی طرح سے سالک اللہ کے ساتھ ابتدا کرے اور اس کی رضا طلب کرے، ـــ پھر اس کے حکم سے خلقت کی طرف توجہ کرو، ـــ اس توجہ کی ابتدا آخرت کی تحصیل کے لئے ہے، اس کے بعد دُنیا سے اپنی قسمت کا لکھا حاصل کرو، ـــ

نویں مجلس

(بوقت منعقدہ ۲۲/شوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ صبح، بمقام: مدرسہ قادریہ)

ایمان والے کی آزمائش میں کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

لَا يُعَذِّبُ حَبِيْبَهُ وَلٰكِنْ قَدْ يَبْتَلِيْهِ ○

''اللہ اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا، لیکن کبھی آزمائش میں ڈالتا ہے۔''

ایمان والے کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے آزمائش میں کوئی مصلحت ضرور ہے، جس کا بعد میں دُنیا یا آخرت میں ظہور ہوتا ہے، ـــ لہٰذا وہ اس مصیبت کے ساتھ راضی اور اس پر صبر کرنے والا ہے، ـــ وہ اپنے پاک پروردگار پر کسی قسم کی تہمت نہیں رکھتا، ـــ اس کا ربّ اس بلا کی وجہ سے اُسے دوسرے امور سے روک دیتا ہے،

اے دُنیا میں مشغول رہنے والو! ان مقامات پر تمہیں کلام کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ تم اپنی زبانوں سے کلام کرتے ہو دل سے نہیں، ـــ تم اللہ سے، اور اس کے کلام سے، اس کے پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں سے روگردانی کرنے والے ہو ـــ نبیوں کے پیروکار ہی ان کے خلفاء اور وصی ہیں، ـــ تم تقدیر اور قدرت میں جھگڑا کرنے والے ہو، ـــ تم نے اللہ کی عنایات وعطایات کو چھوڑ کر خلقت کی عطاؤں پر تکیہ کر لیا ہے، ـــ تمہاری بات اللہ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک اس وقت تک سنے جانے کے لائق نہیں، جب تک کہ تم اخلاص کے ساتھ توبہ نہ کرو، اور توبہ پر ثابت قدم نہ رہو، ـــ اور اپنے ہر نفع نقصان میں راضی برضا ہو جاؤ کہ

- ـــ جس چیز میں خواہ عزت دے یا ذلت دے، ○ ـــ امیری اور فقیری میں،
- ـــ عافیت اور مرض میں، اور ○ ـــ ان چیزوں میں جن سے محبت رکھتے ہو، اور
- ـــ ان چیزوں میں جن سے نفرت رکھتے ہو۔

خدمت کرو یہاں تک کہ مخدوم بن جاؤ:

اے لوگو! اللہ کی اطاعت کرو تا کہ تمہاری اطاعت کی جائے، ـــ خدمت کرو یہاں تک کہ مخدوم بن جاؤ، ـــ تقدیر اور قضائے الٰہی کی اتباع کرو، اس کے خادم بن جاؤ، حتیٰ کہ وہ تمہارے تابع اور خادم ہو جائیں، ـــ ان کے سامنے جھک جاؤ یہاں تک کہ وہ تمہارے سامنے جھک جائیں، کیا تم نے سنا نہیں:

كَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ ○

"جیسا تم برتو گے، ویسا ہی تم سے برتا جائے گا۔"

جیسے تم ہو جاؤ گے، (جیسے تم عمل کرو گے)، ویسے ہی تم پر حاکم مقرر کیا جائے گا، ـــ تمہارے اعمال (جیسے) تمہارے حاکم ہیں، ـــ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، ـــ تھوڑے عمل پر وہ بہت اُجرت دیتا ہے، ـــ صحیح کا نام فاسد نہیں رکھتا، سچے کا نام جھوٹا نہیں رکھتا۔

دُنیاوی بادشاہ تمہارے نصیب سے زیادہ دینے پر قادر نہیں:

اے بیٹا! جب تو خدمت کرے گا، مخدوم بنا دیا جائے گا، ـــ جب تو تقدیر کے ساتھ موافقت کرے گا، توفیقِ خیر دے دیا جائے گا، ـــ اللہ ہی کی خدمت گزاری کر، ـــ اسے چھوڑ کر دُنیاوی بادشاہوں کی خدمت میں نہ لگ جانا جو تجھے نہ نفع دے سکتے ہیں، نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں، ـــ اللہ کی طرف سے لاپرواہی نہ کر، ـــ یہ تجھے کیا دے سکتے ہیں، ـــ

○ــــ کیا وہ چیز دے سکتے ہیں جو تیرے نصیب میں نہیں ہے،ــــ

○ــــ کیا وہ ایسی چیز تمہاری قسمت میں کر سکتے ہیں جو اللہ نے تمہاری قسمت میں نہیں کی ہے،ــــ ان کے پاس تو ئی چیز کوئی بھی نہیں ہے،ــــ اگر تم یہ کہو کہ وہ (قسمت سے باہر کی) چیز دے سکتے ہیں تو تم نے کفریہ بات کہی،ــــ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی:

○ــــ نہ دینے والا، ○ــــ نہ روکنے والا، ○ــــ نہ ضرر دینے والا،

○ــــ نہ نفع پہنچانے والا، ○ــــ نہ پہلے ہے، ○ــــ نہ پیچھے ہے،

بعد میں باقی رہنے والا اللہ ہی اللہ ہے،ــــ اگر تو یہ کہے کہ میں اسے جانتا ہوں، تو میں تجھ سے کہوں گا کہ تو اسے کیسے جانتا ہے،ــــ اگر تو اسے جانتا پھر اس کے غیر کو اس پر فوقیت نہ دیتے۔

اللہ سے یوں شرما جیسے اپنے نیک پڑوسی سے شرماتا ہے:

تم پر افسوس ہے کہ دُنیا کے بدلے تم آخرت کو کیسے خراب کرتے ہو،ــــ اپنے نفس اور خواہش اور شیطان اور خلقت کی اطاعت کر کے اپنے مالک کی تابع داری کیسے فاسد کرتے ہو،ــــ اس کے غیر سے شکوہ و شکایت کر کے اپنے تقویٰ کو کیوں ضائع کرتے ہو،ــــ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ:

○ــــ پرہیز گاروں کا حافظ و ناصر ہے، ○ــــ ان سے بدی کو روکنے والا ہے،

○ــــ ان کو تعلیم دینے والا ہے، ○ــــ انہیں اپنی معرفت عنایت کرنے والا ہے،

○ــــ ان کا ہاتھ پکڑنے والا ہے، ○ــــ ان کے دلوں کو دیکھنے والا ہے،

○ــــ انہیں تکلیف دہ چیزوں سے نجات عطا کرنے والا ہے،

○ــــ انہیں ایسی جگہ سے رزق پہنچانے والا ہے، جہاں سے انہیں گمان بھی نہیں،

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا:

یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَحْيِ مِنِّیْ كَمَا تَسْتَحْيِیْ مِنْ جَارِكَ الصَّالِحِ۔

''اے ابن آدم! مجھ سے یوں شرما جیسے اپنے نیک پڑوسی سے شرماتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَغْلَقَ الْعَبْدُ اَبْوَابَهٗ وَاَرْخٰى اَسْتَارَهٗ وَاخْتَفٰى مِنَ الْخَلْقِ وَخَلَا بِمَعَاصِیَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا ابْنَ اٰدَمَ جَعَلْتَنِیْ اَهْوَنَ النَّاظِرِيْنَ اِلَيْكَ۔

''جب کوئی بندہ اپنے دروازے بند کر لیتا ہے، اور ان پر پردے ڈال دیتا ہے،ــــ اور خلقت سے چھپ جاتا ہے، اور اس خلوت میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگتا ہے''

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اے ابنِ آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ ادنیٰ درجے کا مجھے سمجھا، تو خلقت سے شرم کرتا ہے اور مجھ سے شرم نہ آئی۔''

دسویں مجلس

(منعقدہ ۲۴ رشوال ۵۴۵ھ بروز اتوار بوقت صبح)

متقین اور منافقین کا عبادتِ الٰہی میں تکلّف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا وَالْاَتْقِيَآءُ مِنْ اُمَّتِیْ بَرَآءٌ مِّنَ التَّكَلُّفِ ○

''میں اور میری اُمت کے متقی تکلّف سے بیزار ہیں۔''

متقی اللہ کی عبادت بلا تکلّف کرتا ہے، کیونکہ عبادت تو اس کی عادت بن گئی ہے، ــــ وہ اللہ کی بندگی اپنے ظاہر اور باطن دونوں سے اللہ کی بندگی بلا تکلّف کرتا ہے، ــــ جبکہ منافق ہر حال میں تکلّف کرتا ہے، ــــ خاص طور سے اللہ کی عبادت ظاہری طور پر تکلّف سے ادا کرتا ہے، باطنی طور پر عبادت کا ترک کرنے والا ہے، ــــ خاص طور سے اللہ کی عبادت ظاہری طور پر تکلّف سے ادا کرتا ہے، باطنی طور پر عبادت کا ترک کرنے والا ہے، ــــ وہ متقیوں کے مقام میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا، ــــ ہر مقام کی بات الگ ہے، اور ہر عمل کے انسان بھی جداگانہ ہیں، ــــ لڑائی کے لائق بھی وہی ہے جو خاص طور سے اس کے لئے پیدا کیا گیا۔

نفاق والو! اپنے نفاق سے تائب ہو جاؤ اور اپنے فرار سے باز آؤ، ــــ (اپنی اس بدخصلت کے باعث) شیطان کو اپنی ہنسی اڑانے اور راحت پانے کا موقع کیوں دیتے ہو، ــــ تمہاری نماز اور تمہارے روزے خلقت کے لئے ہیں، خالق کے لئے نہیں ہیں، ــــ یہی حال تمہارے صدقے اور زکوٰۃ اور حج کا ہے۔ یہ سب بیکار ہوگا، ــــ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (عمل کرنے والے، مشقت اٹھانے والے) ــــ اگر تم نے اس کا تدارک نہ کیا، توبہ نہ کی، معذرت نہ کی تو عنقریب تم دہکتی ہوئی جہنم میں جلائے جاؤ گے، ــــ شریعت کی اتباع کو اپنا شعار بنالو، ــــ نئی نئی باتیں پیدا نہ کرو، ــــ سلف صالحین کا طریقہ لازم پکڑو، ــــ صراطِ مستقیم پر چلو، ــــ اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ نہ دو اور نہ ہی اس کی تعطیل ٹھہراؤ۔ــ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو جس میں کوئی تکلّف اور بناوٹ نہ ہو، ــــ سنتوں کا یہ اتباع بغیر کسی سختی و تشدد کے، بغیر کسی بے ادبی و گستاخی اور بغیر کسی غور و فکر کے ہو، ــــ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تم پر بھی ایسی وسیع رحمت و الطاف کریمانہ فرمائے گا جو تم سے پہلوں پر کئے۔

تعطیل: معطل ہونا، بیکار ہونا ــــ اللہ تعالیٰ نہ کسی کی مثل ہے اور نہ ہی بیکار۔

اوروں کو نصیحت خود را فضیحت:

تیرے پر افسوس ہے کہ تو قرآن حفظ کرتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا، ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کرتا ہے مگر ان پر عمل نہیں کرتا، ـــ تو یہ کیا کر رہا ہے:

○ ـــ لوگوں کو کرنے کے لئے کہتا ہے اور خود وہ نہیں کرتا،

○ ـــ دوسروں کو روکتا ہے اور خود اس سے نہیں رکتا،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ (سورہ صف)

''اللہ کو سخت ناپسند ہے وہ بات کہ وہ کہو جو خود نہ کرو۔''

وہ کیوں کہتے ہو جس کے خلاف خود کرتے ہو، ذرا شرم نہیں کرتے، ـــ کیوں ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے، ـــ

○ ـــ ایمان ہی آفتوں کا مقابلہ کرنے والا ہے،

○ ـــ ایمان ہی ہمارے بوجھوں کے نیچے صابر ہے،

○ ـــ ایمان ہی مقابل کو پچھاڑنے والا اور ٹھکانے لگانے والا ہے،

○ ـــ ایمان ہی اپنی خوبیوں کے باعث مکرم و معظم ہے،

○ ـــ ایمان ہی اللہ کی تعظیم کرتا ہے،

○ ـــ ایمان کی کرامت و تعظیم اللہ کے لئے ہے، جبکہ نفس و حرص کی کرامت، شیطان اور اغراضِ نفسانیہ کے لئے ہے۔

جو اللہ کے در کو چھوڑ دیتا ہے، وہ خلقت کے در پر جا بیٹھتا ہے، ـــ جو اللہ کے راستہ کو کھو دیتا ہے اور اس سے بھٹک جاتا ہے، وہ مخلوق کی راہ اختیار کرتا ہے۔ ـــ

جس بندے سے اللہ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے، اس پر خلقت کے دروازے بند کر دیتا ہے، خلقت کے عطیے اس سے روک دیتا ہے۔ تاکہ:

○ ـــ اس طریقہ سے اسے اپنی طرف پھیر لے،

○ ـــ گہرے پانیوں سے نکال کر اسے کنارے پر لا کھڑا کرے،

○ ـــ اسے ناچیز سے چیز بنا دے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو سردیوں کے موسم میں اپنے تالاب کنارے بیٹھ کر خوش ہوتا ہے، ـــ عنقریب گرمیوں کا موسم آ کر جو پانی تیرے پاس ہے اسے چوس کر لے گا، ـــ تالاب خشک کر کے تجھے مار ڈالے گا، ـــ تو دریا کنارے قیام کر، جس کا پانی

گرمیوں میں بھی ختم اور خشک نہیں ہوتا، اور سردیوں میں پھیلتا اور بڑھتا ہے، —— اللہ کے ساتھ رہ کر اللہ والا بن جا، اور مالدار، عزت والا، امارت والا، حاکم اور حکم چلانے والا بن جائے گا، —— اللہ کا تعلق جسے ماسوا سے بے پروا کر دے، ہر شے اس کی محتاج ہو جاتی ہے، —— یہ مقام زینت و آراستگی اور تمنا سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس چیز سے حاصل ہوتا ہے جو سینوں میں قرار پاتی ہے، اور جس کی تصدیق بندے کے عمل سے ہوتی ہے۔

کم گوئی تیری عادت اور گمنامی تیرا لباس ہو:

اے بیٹا! کم گوئی تیری عادت اور گم نامی تیرا لباس ہونا چاہئے، اور خلقت سے دور رہنا تیرا مقصود ہونا چاہئے، —— اگر ہو سکے تو زمین میں سرنگ نکال کر اس میں چھپ جا، —— چھپے رہنا تیری عادت ہو جائے، یہاں تک کہ تیرا ایمان بڑھ جائے اور تیرے ایقان کے پاؤں جم جائیں، —— تیرے صدق و سچائی کے بازوؤں کے پر نکل آئیں، اور تیرے دل کی آنکھیں کھل جائیں، —— اس مقام پر پہنچ کر تو اپنے مکان کی زمین سے بلند ہو جائے گا اور علم الٰہی کی فضا میں اُڑنے لگے گا، —— مشرق و مغرب، خشک و تر، زمین و پہاڑ اور آسمان و زمین کا چکر لگائے گا، —— تیرے ساتھ تیرا رہبر، تجھے امان دینے والا ہو گا، اور اس سفر و حضر کا رفیق ہو گا، —— اس وقت:

- —— تیری زبان کو قوتِ گویائی عنایت ہو گی، ○ —— گم نامی کا لباس اتار دینا،
- —— خلقت سے بھاگنا چھوڑ دینا، ○ —— خلوت خانہ کی سرنگ سے نکل آنا

یقینی طور پر تو خلقت کے لئے دوا ہے، —— ان کے ملنے ملانے سے تیرے نفس کا کچھ نقصان نہیں: —— ان کی کمی اور زیادتی، ان کی تعریف اور برائی، آنے اور نہ آنے کی پرواہ نہ کرنا، —— کہاں گرے، کہاں پڑے، یہ دل سے نکال ڈال، —— کیونکہ تو اپنے ربّ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہے۔

ایک ہی دل میں دُنیا و آخرت اور خالق و مخلوق کی سمائی کیسے:

اے لوگو! اپنے خالق کو پہچانو اور اس کے حضور ادب سے رہو، —— جب تک تمہارے دل اس سے دور ہیں تم بے ادب بنے رہو گے، —— جب دل اس کے قریب ہو جائیں تو خوب ادب کرو، —— بادشاہ کی سواری آنے سے پہلے خدمت گار شور شرابے میں لگے رہتے ہیں، —— سواری آ جانے پر سب باادب بن کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں، کیونکہ وہ اس سے قرب کی حالت میں ہیں، —— تب ان میں سے ہر ایک کسی گوشے کی طرف بھاگنے لگتا ہے، —— خلقت کی طرف متوجہ ہونا خالق سے رُخ پھیرنے کے برابر ہے، —— تمہیں فلاح و نجات حاصل نہ ہو گی جب تک کہ تو دوستوں سے الگ نہ ہو جائے اور اسباب سے کوئی واسطہ نہ رکھے، —— اور نفع و نقصان میں خلقت کا دھیان چھوڑ دے، —— تم:

- —— بظاہر تندرست ہو مگر باطن میں بیمار ہو،
- —— بظاہر مالدار ہو مگر حقیقت میں مفلس ہو،

○ — چلتے پھرتے زندہ ہو مگر حقیقت میں مردہ ہو،

○ — ظاہری طور پر موجود ہو مگر حقیقت میں معدوم ہو،

یہ اللہ کی ذات سے بھاگنا اور اس سے اعراض کرنا کب تک رہے گا، — دُنیا کی تعمیر و آبادی اور آخرت کی خرابی و بربادی کب تک کرو گے، — تم میں سے ہر ایک کا ایک ہی دل ہے، — چنانچہ:

○ — اس سے دُنیا و آخرت دونوں کی محبت کیسے کرو گے،

○ — اس میں خالق و مخلوق کی سمائی کیسے ہو،

یہ بات ایک ہی وقت میں، ایک ہی دل میں کیونکر حاصل ہو سکتی ہے، — یہ دعویٰ جھوٹا ہے، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكِذْبُ مُجَانِبُ الْاِيْمَانِ كُلُّ اِنَآءٍ يَنْضَحُ بِمَا فِيْهِ ○

''جھوٹ ایمان سے دور رکھنے والا ہے، — برتن میں جو کچھ ہوگا اس سے وہی ٹپکے گا۔''

اسی لئے اللہ کے بعض بندوں کا کہنا ہے:

اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ ○

''ظاہر باطن کی خبر دیتا ہے۔''

تمہارا باطن اللہ اور اس کے خاص بندوں پر ظاہر ہے، — جب تمہیں اللہ کے خاص بندوں میں سے کوئی مل جائے تو اس کے سامنے باادب رہو، — اسے ملنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرو، — اس کے پاس جا کر خود کو ناچیز سمجھ اور عاجزی اختیار کرو، — صالحین کے لئے عاجزی اختیار کرنا، اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرنا ہے، — عاجزی اختیار کرو، کیونکہ اللہ عاجزی اختیار کرنے والے کے درجات کو بلند کر دیتا ہے، — بڑے کا ادب کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ ○ ''بڑوں میں برکت ہے۔''

راوی (مؤلف کتاب) کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے سے مراد عمر کا بڑا نہیں ہے، — بلکہ بڑھاپے کے ساتھ احکام الٰہیہ کی بجا آوری اور ممنوعات سے رُکے رہنا مراد ہے، — اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی پابندی کرنا ہے، جو کہ پرہیز گاری کے ساتھ ہو، — حقیقت میں فرماں بردار ہی بڑا ہے، — وگرنہ عمر کے کتنے ہی بڑے ہیں جن کی تعظیم کیسی، ان سے سلام کرنا بھی جائز نہیں، اور نہ ان کے دیکھنے میں برکت ہے، — بڑے وہ ہیں جو:

○ — متقی ہیں، صالحین، پرہیز گار ہیں، ○ — علم پر عمل کرنے والے ہیں،

○ — عمل میں اخلاص کرنے والے ہیں، ○ — جن کے دل صاف ہیں،

○ — اللہ ہی کے لئے عمل کرنے والے ہیں۔ ○ — ماسوا اللہ سے اعراض کرنے والے ہیں،

○ — جو اہلِ دل ہیں، اللہ کی معرفت والے ہیں، ○ — اللہ سے قرب والے ہیں،

دلوں کا علم جب زیادہ ہو جاتا ہے، وہ اپنے ربّ سے قریب تر ہو جاتے ہیں، — ہر وہ دل جس میں دُنیا کی محبت ہے، وہ اللہ سے حجاب میں ہے (محبوب نہیں، مجوب ہے)، — ہر وہ دل جس میں آخرت کی محبت ہے، وہ اللہ کے قرب سے حجاب میں ہے، — جس قدر تجھے دُنیا میں رغبت ہوگی، اسی قدر آخرت میں رغبت کم ہو جائے گی، — اور جس قدر رغبت آخرت میں ہو گی، اتنی ہی اللہ کی محبت کم ہو جائے گی، — اس لئے اپنی ذات اور مقام کو پہچانو، — اپنے نفسوں کو اس درجہ پر نہ چھوڑو، جس درجہ میں اللہ نے انہیں جگہ نہیں دی، — اسی لئے اللہ کے بعض ولیوں نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ قَدْرَهٗ عَرَّفَتْهُ الْاَقْدَارُ قَدْرَهٗ ○

''جس نے خود کو نہ پہچانا، تقدیرِ الٰہی اسے اس کی پہچان کرا دے گی۔''

چنانچہ ایسی جگہ نہ بیٹھو کہ جہاں سے اٹھا دیا جائے، — جب کسی کے ہاں جاؤ تو ایسی جگہ نہ بیٹھو جہاں تجھے صاحب خانہ نے نہ بٹھایا ہو، — کیونکہ تجھے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا، — اگر حیل حجت کرو گے تو اٹھا کر ذلیل کر کے نکالے جاؤ گے۔

انبیاء اور علماء خلقت کے نگہبان ہیں:

اے بیٹا! تو نے عمل نہ کیا اور اپنی عمر کتابیں پڑھنے اور انہیں یاد کرنے میں ضائع کر دی، — تمہیں کیا فائدہ ہوا، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِلْاَنْبِيَآءِ وَالْعُلَمَآءِ اَنْتُمْ كُنْتُمْ رُعَاةَ الْخَلْقِ فَمَا صَنَعْتُمْ فِيْ رِعَايَاكُمْ وَيَقُوْلُ لِلْمُلُوْكِ وَالْاَغْنِيَآءِ اَنْتُمْ كُنْتُمْ خُزَّانَ كُنُوْزِيْ هَلْ وَاَصَلْتُمُ الْفُقَرَآءَ وَرَبَّيْتُمُ الْاَيْتَامَ وَاَخْرَجْتُمْ مِّنْهَا حَقِّيَ الَّذِيْ كَتَبْتُهٗ عَلَيْكُمْ○

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور علماء رحمہم اللہ سے فرمائے گا: ''تم مخلوق کے نگہبان تھے، تم نے اپنی رعایا کے ساتھ کیا کیا''، — اور بادشاہوں اور امیروں سے فرمائے گا:

''تم میرے خزانوں کے خازن تھے، کیا تم نے محتاجوں کے حقوق ادا کئے، — اور کیا تم نے یتیموں کی پرورش کی، — اور تم نے ان سے میرا حق (زکوٰۃ) نکالا جو میں نے تم پر فرض کیا تھا''۔

اے لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے نصیحت حاصل کرو، اور ان کے کہے پر عمل کرو، — کس چیز نے تمہارے دل سخت کر دیئے ہیں۔

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اپنی خلقت کے دکھ اٹھانے کی مجھے ہمت عطا فرمائی ہے، — میں جب اُڑنے کا ارادہ کرتا ہوں تو تقدیر کی قینچی میرے پر کاٹ دیتی ہے اور اڑنے سے روک دیتی ہے، — اس کے باوجود مجھے اطمینان ہے کیونکہ میں

شاہی بارگاہ میں مقیم ہوں۔

منافقو! اپنی حالت پر خود ہی غور کرو:

اے منافق! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اس شہر سے میرے نکل جانے کی آرزو رکھتا ہے،— اگر میں حرکت کروں تو امر بدل جائے، اعضاء الگ ہو جائیں، اور بنی بات بگڑ جائے، بڑی تبدیلیاں آ جائیں،— لیکن میں جلد بازی سے اللہ کے عذاب آنے سے ڈرتا ہوں،— میں خود سے تیار نہیں بلکہ ایسا ہونا میری تقدیر سے ہے، ایسا ضرور ہوگا،— میں اس کے موافق اور اس کے حوالے ہوں،— الٰہی! سلامتی اور تسلیم عنایت فرما۔

تیرے لئے افسوس ہے تو میری ہنسی اُڑاتا ہے،— حالانکہ میں اللہ کے در پر کھڑا ہوں اور اس کی مخلوق کو اسی کی طرف بلا رہا ہوں،— تجھے عنقریب جواب مل جائے گا، میں اوپر کی طرف ایک ہاتھ ہوں اور اس کے نیچے ہزاروں ہاتھ ہیں۔

اے منافقو! تم جلد ہی اللہ کا عذاب دیکھ لو گے، دُنیا و آخرت میں اس کی مار پڑے گی،— زمانے کو حمل ٹھہرا ہوا ہے، اس سے جو کچھ بھی پیدا ہوگا تم جلد ہی دیکھ لو گے،— میں تو دستِ قدرت کے تصرّف میں ہوں۔

- — کبھی وہ مجھے پہاڑ بنا دیتا ہے، ○— کبھی وہ مجھے ذرّہ بنا دیتا ہے،
- — کبھی دریا کر دیتا ہے، ○— کبھی وہ مجھے قطرہ بنا دیتا ہے،
- — کبھی وہ مجھے آفتاب بنا دیتا ہے، ○— اور کبھی چمک اور روشنی۔

وہ مجھے رات اور دن کی طرح پلٹتا رہتا ہے، کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ''وہ ہر ایک دن نئی شان میں ہے''— بلکہ ہر ایک میں،— آج کا دن (یعنی دُنیا) تمہارے لئے ہے، اور ایک پل تمہارے (یعنی اللہ کے ولیوں) کے لئے ہے۔

خلقت کی ایذا رسانی پر حق کی رضا کے لئے صبر اختیار کر:

اے بیٹا! اگر تم سینے کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتے ہو تو خلقت کی ایک نہ سنو،— اور ان کی بات پر توجہ نہ دو،— کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ اپنے خالق سے خوش نہیں، پھر تم سے کیسے خوش ہوں گے،— ان میں سے اکثر بے عقل اور اندھے ہیں اور بے ایمان ہیں،— بلکہ اللہ کی تصدیق کرنے کی بجائے تکذیب کرتے ہیں،— ان لوگوں کی اتباع کرو جو:

- — غیر اللہ کو کچھ نہیں سمجھتے، ○— غیر اللہ کی نہیں سنتے، ○— غیر اللہ کو نہیں دیکھتے،

تو خلقت کی ایذا رسانی پر حق کی رضا کے لئے صبر اختیار کر،— طرح طرح کی مصیبتوں کی آزمائش برداشت کر، اللہ کا اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ یہی وطیرہ ہے کہ:

- — ان کو سب سے الگ کر دیتا ہے،
- — طرح طرح کی مصیبتوں، آفتوں اور مشقتوں سے ان کی آزمائش کرتا ہے،
- — دُنیا و آخرت اور عرش سے لے کر فرش تک ہر چیز ان پر تنگ کر دیتا ہے،

جس سے ان کی ہستی فنا ہو جاتی ہے، — جب ان کی ہستی فنا ہو جاتی ہے تو انہیں نیا وجود عطا کرتا ہے، — انہیں اپنا بنا لیتا ہے نہ کہ غیر کا، — انہیں اپنے ساتھ قائم کرتا ہے نہ کہ دوسرے کے ساتھ، — انہیں نئی زندگی عطا کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ○ (سورہ مومنون)

''پھر ہم نے انہیں دوبارہ پیدا کیا، بابرکت ہے اللہ، سب سے اچھا پیدا کرنے والا۔''

پہلی خلقت مشترک ہے اور دوسری تنہائی والی، جو اُسے اپنے بھائیوں اور تمام ہم جنسوں سے جدا کر دیتی ہے، —

○ — اس کے پہلے معنی میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے،

○ — اس کی بلندی، پستی ہو جاتی ہے، ○ — وہ اللہ والا روحانی ہو جاتا ہے،

○ — اس کا دل غیر کو دیکھنے سے تنگ ہو جاتا ہے،

○ — اس کا باطنی دروازہ مخلوق سے بند ہو جاتا ہے،

دُنیا و آخرت، اور جنت و دوزخ، اور ساری خلقت اور سب طرح کے عالم اسے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، — پھر یہ چیز اس کے باطن کی دسترس میں دے دی جاتی ہے، — وہ اسے ایسے نگل جاتا ہے کہ وہ ظاہر ہی نہیں ہوتا، — ایسے دستِ باطن میں قدرت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ اس کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک میں ہوا، — پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت جس چیز میں اور جس کے ہاتھ پر چاہے ظاہر کرتا ہے، — موسیٰ علیہ السلام کا عصا جادوگروں کی ڈھیروں رسیاں وغیرہ نگل گیا، — اس کے اندر کوئی تبدیلی نہ آئی، —

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ فرعونیوں کو بتا دے کہ یہ اس کی قدرت ہے، حکمت نہیں، — اس دن جادوگروں نے جو مظاہرہ کیا تھا، وہ حکمت اور فنِ ہندسہ پر مبنی تھا، — اور جو کچھ موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور خلاف عادت معجزہ تھا، — اسی لئے جادوگروں کے سردار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا:

''موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف دیکھ، وہ کس حال میں ہیں'' — اس نے کہا:

''موسیٰ (علیہ السلام) کا رنگ متغیر ہو گیا ہے، اور عصا اپنا کام کر رہا ہے۔''

پھر سردار نے کہا:

''یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، موسیٰ (علیہ السلام) کا نہیں، — کیونکہ جادوگر اپنے جادو سے، اور صانع اپنی صنعت سے خوف نہیں کھاتا۔''

یہ معاملہ دیکھ کر وہ جادوگر سردار اپنے ساتھیوں سمیت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔

حکمت والے علم سے اللہ کی قدرت تک رسائی:

اے بیٹا! حکمت چھوڑ کر قدرت کی طرف کب دھیان دو گے، — تیرا عمل حکمت کے ذریعے اللہ کی قدرت سے کب

ملائے گا،— تیرے عملوں کا اخلاص کب تجھے قرب الٰہی کے دروازے تک لے جائے گا،— معرفت کا آفتاب عام وخاص کے دلوں کے چہرے کب تجھے دکھلائے گا،— تو سنبھل جا! — بلا سے ڈر کے اللہ سے نہ بھاگ،— وہ اس سے تیری آزمائش کرتا ہے تا کہ معلوم کرے کہ:

○— تو سبب کی طرف رجوع کر کے اس کا دروازہ چھوڑتا ہے یا نہیں،

○— تو ظاہر کی طرف رجوع کرتا ہے یا باطن کی طرف،

○— پائے گئے کی طرف جاتا ہے یا نہ پائے گئے کی طرف،

○— دیکھے گئے کی طرف جاتا ہے یا نہ دیکھے گئے کی طرف۔

تیرے حضور التجا ہے:

○— اَللّٰھُمَّ لَا تَبْتَلْنَا ○ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الْقُرْبَ مِنْكَ بِلَا بَلَاءٍ ○ اَللّٰھُمَّ قُرْبًا وَّ لُطْفًا ○ اَللّٰھُمَّ قُرْبًا بِلَا بُعْدٍ ○ لَا طَاقَةَ لَنَا عَلَى الْبُعْدِ مِنْكَ وَلَا عَلٰى مُقَاسَاةِ الْبَلَاءِ فَارْزُقْنَا الْقُرْبَ مِنْكَ مَعَ عَدْمِ نَارِ الْاٰفَاتِ فَاِنْ كَانَ وَلَا بُدَّ مِنْ نَّارِ الْاٰفَاتِ فَاجْعَلْنَا فِيْهَا كَالسَّمَنْدَلِ الَّذِىْ يَبِيْضُ وَ يَفْرِخُ فِى النَّارِ وَهِىَ لَا تَضُرُّهٗ وَلَا تُحْرِقُهٗ اجْعَلْهَا عَلَيْنَا كَنَارِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ اَنْبِتْ حَوَالَيْنَا عُشْبًا كَمَا اَنْبَتَّ حَوَالَيْهِ وَاَغْنِنَا عَنْ جَمِيْعِ الْاَشْيَآءِ كَمَا اَغْنَيْتَهٗ وَاِنْسِنَا وَ تَوَلَّنَا كَمَا تَوَلَّيْتَهٗ وَاحْفَظْنَا كَمَا حَفِظْتَهٗ ۔ آمِیْنَ!

''الٰہی! ہمیں آزمائش میں نہ ڈال،— الٰہی ہمیں آزمائش کے بغیر اپنا قرب عطا فرما،— الٰہی! اپنا قرب ولطف عنایت فرما،— الٰہی! ہمیں ایسا قرب عطا فرما جس میں دوری نہ ہو،— ہم میں تجھ سے دوری کی طاقت نہیں،— نہ بلا کے برداشت کرنے کی ہمت ہے،— آفتوں کی آگ بجھا کر اپنا قرب عنایت فرما:— قرب کے لئے اگر آفتوں کی آگ ضروری ہے تو آتشی کیڑے (سمندل) جیسا کر دے، جو آگ ہی میں انڈے دیتا اور بچے نکالتا ہے،— آگ نہ اسے جلاتی ہے نہ کوئی ضرر دیتی ہے،— ہم پر اس آگ کو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے مشابہ کر دے،— جیسے ان کے اردگرد گلزار کھلایا، ہمارے آس پاس بھی چمن کھلا دے،— جیسے انہیں سب چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا، ہمیں بھی ان سب سے بے نیاز کر دے،— جیسے ان کا والی اور غم خوار بنا، ہمارا بھی والی وغم خوار بن جا،— جیسے ان کی حفاظت کی، ہماری بھی حفاظت کر، آمین!''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سیکھو اور ان کی پیروی کرو:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے:

○— سفر سے پہلے رفیق کو، ○— گھر سے پہلے ہمسائے کو،

○—وحشت سے پہلے غم خوار کو، ○—مرض سے پہلے پرہیز کو،

○—مصیبت سے پہلے صبر کو، ○—قضا سے پہلے رضائے الٰہی کو،

حاصل کر لیا تھا،—تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سیکھو،—ان کے کہے اور کیے میں ان کی پیروی کرو،—پاک ہے وہ ذات جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بلا کے دریا میں ان پر مہربانی کی،—

○—انہیں بحر بلا میں تیرنے کا حکم دیا اور خود ان کی مدد فرمائی،

○—انہیں دشمن پر حملے کا حکم دیا اور خود ان کے ساتھ سوار تھا،

○—انہیں بلند چوٹی پر چڑھنے کا حکم دیا اور اپنا ہاتھ ان کی کمر میں ڈال رکھا تھا،

انہیں خلقت کی دعوتِ طعام کا حکم دیا اور خرچ اپنے پاس سے دیا ہے،

عنایت باطنی اور پوشیدہ مہربانی اسی کا نام ہے۔

قضا و قدر کے وقت اللہ کے سامنے چپ رہو:

اے بیٹا! قضا و قدر کے آتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے خاموش رہو، تاکہ اس کی طرف سے ہونے والی بہت سی رحمتیں دیکھ سکو،—کیا تو نے حکیم جالینوس کے غلام کا حال نہیں سنا!—وہ جان بوجھ کر گونگا، بیوقوف اور بھولا بھالا بنا رہا، اور اس طرح جالینوس کا تمام علم سیکھ لیا،—بہت بک بک کرنے، دل کے ساتھ جھگڑنے سے، اس پر اعتراض کرنے سے تیرے دل میں اللہ کی حکمت نہ آئے گی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْمُوَافَقَةِ وَ تَرْكَ الْمُنَازَعَةِ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! ہمیں موافقت اور ترکِ منازعت عطا فرما،—اور دُنیا میں بھلائی عطا فرما،—اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،—اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

گیارہویں مجلس

(منعقدہ ۲۹ رشوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح، بمقام مدرسہ قادریہ)

وہی اول وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن، وہی قدیم وازلی ہے:

اے لوگو! اللہ کی پہچان حاصل کرو،—اس سے بے خبری نہ کرو،—اس کی فرماں برداری کرو، نافرمانی چھوڑ دو،—اس کی موافقت کرو، اس کے خلاف نہ چلو،—اس کی قضا و حکم پر راضی رہو، اس میں جھگڑا نہ کرو،—اللہ کو اسی کی بنائی ہوئی چیزوں (صنعت) سے پہچانو،—

○ —— وہی خالق ہے، وہی رازق، ○ —— وہی اول ہے، وہی آخر
○ —— وہی ظاہر ہے، وہی باطن، ○ —— وہی قدیم ہے، وہی ازل،
○ —— وہی دائم ہے، وہی ابدی، ○ —— جو چاہے وہ کرنے والا ہے

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ○

"جو کچھ وہ کرے، پوچھا نہ جائے گا، —— دوسرے جو کچھ کریں، پوچھے جائیں گے،——"

○ —— وہی غنی کرنے والا، ○ —— وہی محتاج کرنے والا،
○ —— وہی نفع دینے والا، ○ —— وہی نقصان دینے والا،
○ —— وہی زندہ کرنے والا، ○ —— وہی موت دینے والا،
○ —— وہی سزا دینے والا، ○ —— وہی ڈرسانے والا،
○ —— وہی اُمید دلانے والا، ○ —— اسی سے ڈرو، اس کے غیر سے نہ ڈرو،
○ —— اسی سے اُمید رکھو، اس کے غیر سے اُمید نہ لگاؤ،

اس کی حکمت وقدرت کے ساتھ چکر کھاتے رہو تا کہ اس کی تقدیر (قدرت) تمہاری دانائی (حکمت) پر غالب آجائے، —— اس سیاہی سے جو سفیدی پر ہے، ادب سیکھو (یعنی قرآن مجید پر عمل پیرا رہو)، تاکہ جو چیز تم میں اور اس میں پھر رہی ہے، حاصل ہو جائے، —— شرعی حدود (جن کی طرف ظاہری اشارہ ہے باطنی نہیں) توڑنے سے بچو، —— اس درجہ تک، صالحین میں سے کوئی کوئی رسائی پاتا ہے، ہر ایک نہیں، —— شرع کے دائرہ کار سے باہر ہمارے لئے کوئی حاجت نہیں، —— اس امر کی پہچان اسی کو ہے جو اس کے اندر آئے، —— فقط حال بیان کرنے سے اسے کوئی نہیں پہچان سکتا، —— تم اپنے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کمر باندھ لو، —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کرنے کے لئے فرمایا، وہ کئے جاؤ، اور جس سے روک دیا، اس سے باز رہو، —— یہاں تک کہ مالک تمہیں اپنی طرف آنے کے لئے پیغام بھجوائے (موت کا فرشتہ آپہنچے)، —— تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام کرتے ہوئے ان سے اجازت چاہو، —— اور درگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔

ابدال کون ہیں، ان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

ابدال کا نام ابدال اسی وجہ سے ہے کہ وہ اپنا ارادہ مشیّت ایزدی کے خلاف نہیں رکھتے، —— اس کے اختیار کے ساتھ اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتے، —— ظاہری حکم پر حکم لگاتے ہیں، اور ظاہری اعمال پر عمل کرتے ہیں، —— پھر ایسے اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو کہ (تنہائی میں) انہی کے لئے خاص ہیں، —— جب ان کی منازل اور درجات میں ترقی ہوتی ہے تو وہ امر و نہی کے بجا لانے میں اور زیادہ کوشش کرتے ہیں، —— یہاں تک کہ وہ ایسے مقام پر جا پہنچتے ہیں کہ جہاں نہ امر ہے اور نہ نہی ہے، —— بلکہ ان سے اثر قبول کر کے شرعی احکام ان کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں، اور یہ تنہائی میں ہوتے ہیں، —— بالعموم

وہ خلقت سے غائب رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی معیت میں رہتے ہیں، ـــ امر ونہی بجالانے کے وقت حاضر ہو جاتے ہیں، ـــ امر ونہی دونوں کے نگہبان ہوتے ہیں تا کہ حدودِ شرعی میں سے کوئی حد ضائع نہ ہو جائے، ـــ فرض کی گئی عبادات کا ترک کرنا بے دینی ہے، ـــ جبکہ منع کی ہوئی چیزوں سے نہ رکنا گناہ ہے، ـــ فرض کی گئی عبادت کسی شخص سے کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی، ـــ

رضائے الٰہی کے لئے نفس اور مخلوق کے خلاف ہو جا:

اے بیٹا! اللہ کے حکم وعمل کے ساتھ عمل کر، ـــ دائرے سے باہر نہ نکل، ـــ (قَالُوْا بَلٰی کا) عہد نہ بھول، ـــ اپنے نفس اور حرص اور شیطان اور عادت اور دُنیا سے جہاد کر، ـــ اللہ کی مدد سے نا اُمید نہ ہو، اس کی مدد تیری ثابت قدمی کے ساتھ آتی رہے گی، ـــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

○ ـــ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (سورہ بقرہ) ـــ ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

○ ـــ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ـــ ''بیشک اللہ والے ہی غالب ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

○ ـــ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

''جنہوں نے ہمارے لئے جہاد کیا، ہم انہیں (اپنے دربار کے) کئی رستے بتا دیتے ہیں۔''

خلقت کے پاس اللہ کا شکوہ کرنے سے اپنی زبان کو روک لے، ـــ رضائے الٰہی کے لئے نفس اور مخلوق کے خلاف ہو جا، ـــ اس کی فرماں برداری کا حکم دے اور نافرمانی سے روک، ـــ انہیں گمراہی اور بدعتِ سیئہ اور حرص اور نفس کی موافقت سے باز رکھ، ـــ انہیں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی پیروی کرنے کا حکم دے۔

قرآن مخلوق نہیں اللہ کا کلام ہے:

اے لوگو! کلامِ الٰہی کا احترام کرو اور اس سے ادب سیکھو، ـــ اللہ اور تم میں وصال کرانے والی یہی اللہ کی کتاب ہے، ـــ اسے مخلوق نہ ٹھہراؤ، اللہ فرماتا ہے: هٰذَا كَلَامِيْ ـــ ''یہ میرا کلام ہے'' ـــ اور تم کہتے ہو کہ: ''یہ اس کا کلام نہیں'' ـــ جس نے اللہ کا رد کیا اور قرآن کو مخلوق بتایا، اس نے صریح کفر کہا، اور اللہ اس سے بیزار ہے، ـــ

○ ـــ یہی قرآن پڑھا جاتا ہے، ○ ـــ یہی قرآن سنا جاتا ہے،

○ ـــ یہی قرآن دیکھا جاتا ہے، ○ ـــ یہی قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا ہے،

○ ـــ یہی قرآن اللہ کا کلام ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

"○ــــ قلم مخلوق ہے، ــــ جو اس سے لکھا گیا (قرآن) غیر مخلوق ہے،

○ــــ قلب (دل) مخلوق ہے، ــــ جو اس میں حفظ کیا گیا (قرآن) غیر مخلوق ہے۔"

اے لوگو! قرآن سے عمل کے ساتھ نصیحت پکڑو، اس میں جھگڑا نہ کرو، ــــ اعمال کثیر ہیں جبکہ اعتقاد کے کلمات تھوڑے ہیں، ــــ قرآن پر ایمان لاؤ، اور دل سے تصدیق کرو، اور اعضاء سے عمل کرو، ــــ جو چیز نفع دینے والی ہے اس میں مشغول ہو جاؤ، ــــ ناقص اور رذیل عقلوں کی طرف دھیان نہ دو، ــــ

دراز زبان اور جاہل دل سے کچھ نفع نہیں:

اے لوگو! عقل سے نقل کا کچھ نتیجہ نہیں نکلتا، ــــ نص کو قیاس سے ترک نہیں کیا جا سکتا ــــ گواہ کو چھوڑ کر دعوے پر اکتفا نہ کرو، ــــ لوگوں کا مال ثبوت اور گواہ کے بغیر محض دعوے سے حاصل نہیں ہوتا، ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِدَعَاوِيْهِمْ لَادَّعٰى قَوْمٌ دِمَآءَ قَوْمٍ وَّاَمْوَالَهُمْ لٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ ○

"اگر کسی کو محض دعویٰ سے کچھ حاصل ہو سکتا تو ایک قوم دوسری قوم پر اپنے مال اور خون کا دعویٰ کرتی، ــــ لیکن (یاد رکھو) مدعی پر گواہ ضروری ہیں اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا۔"

زبان دراز اور جاہل دل سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا، ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُخَوِّفُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ مِنْ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ ○

"خود مجھے خوف ہے، اور اُمت پر خوف کرتا ہوں، زبان دراز منافق سے۔"

اطاعتِ الٰہی پر انعام و اکرام:

اے علم والو! ــــ اے جاہلو! ــــ اے حاضرو! ــــ اے غائبو! ــــ اللہ سے حیا کرو اور اپنے دلوں پر نگاہ ڈالو! ــــ اس کے حضور میں ذلیل ہو جاؤ، ــــ اپنے نفسوں کو صبر کرنا سکھاؤ، اپنے نفسوں کو تقدیر الٰہی کے گرزوں کے نیچے ڈال دو، ــــ نعمتوں پر شکر کرتے ہوئے گرزوں کی ضربوں کو برداشت کرو، ــــ اللہ کی فرماں برداری میں روشنی کو اندھیرے سے ملا دو، ــــ اس کی عبادت میں رات دن ایک کر ڈالو، ــــ جب یہ سب تم کر گزرو گے تو اللہ کی طرف سے دُنیا میں بزرگی اور عزت اور آخرت میں جنت حاصل ہو گی، ــــ

دُنیا کی ہر شے کی محبت چھوڑ دے:

اے بیٹا! اس بات کی کوشش کر کہ دُنیا میں کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے تجھے محبت ہو، ــــ تو سب کی محبت چھوڑ دے، ــــ

جب یہ مقام مل جائے تو تُو:

○ — ایک پل کے لئے بھی اپنے نفس کے ساتھ نہ چھوڑا جائے گا،

○ — اگر بھولے گا تو یاد دلا دیا جائے گا،

○ — اگر غافل ہوگا تو بیدار کر دیا جائے گا،

غرض نظر رحمت تمہیں غیر کی طرف دیکھنے کے لئے نہ چھوڑے گی، — جسے یہ ذوق حاصل ہوا اس نے اللہ کو پہچان لیا، — اس طرح کے لوگ خلقت میں گنے چنے ہوتے ہیں جو مخلوق کے پاس ٹھہرنا نہیں چاہتے، —

اللہ کی محبت میں اپنی ہستی کو مٹا دینے والے:

آفتیں اور بلائیں منافقوں کے دلوں کے سروں پر سوار ہیں، — اللہ کے ولی جب کبھی اپنے دلوں کی آنکھوں سے اللہ کے غیر کی طرف دیکھتے ہیں تو شرم سار ہو جاتے ہیں، — اور اپنی سلامتی کے لئے مخلوق کی طرف سے (ایک طرح سے) آنکھیں بند کر لیتے ہیں، — اللہ پر اعتراض کرنے سے بچنے کے لئے اپنی زبانیں (گویا) کاٹ لیتے ہیں، —

اور اللہ کے ہاں سکون پانے کے لئے، اس کے حضور پڑے رہتے ہیں، — رات دن، مہینے اور سال ان پر گزرتے چلے جاتے ہیں، مگر وہ اسی ایک حالت پر قائم رہتے ہیں، — اللہ کے لئے ان کے معمولات و معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، — اللہ کی مخلوق میں وہ سب سے بڑھ کر عقل والے ہیں، — اگر تم انہیں دیکھو تو دیوانہ کہو، — اگر وہ تمہیں دیکھیں تو یہ کہیں کہ یہ لوگ قیامت کے دن پر ایمان ہی نہیں لائے ہیں، — ان کے دل غم زدہ اور ٹوٹے ہوئے ہیں، — وہ ہمیشہ ڈرے ہوئے اور ترسے رہتے ہیں، — اللہ تعالیٰ جب ان کے دلوں پر اپنے جلال اور عظمت کے پردے اٹھاتا ہے تو ان کا خوف بڑھ جاتا ہے، — قریب ہے کہ ان کے دل پھٹ جائیں، ان کا جوڑ جوڑ الگ ہو جائے، — اللہ تعالیٰ جب ان کا یہ حال دیکھتا ہے تو ان پر اپنی رحمت اور جمال، مہربانی اور اُمید کے دروازے کھول دیتا ہے، — اس طرح سے ان کی ہر طرح کی بے قراری کو قرار آ جاتا ہے، —

دل میں غیر اللہ کو بسانے سے نجات نہ ہوگی:

مجھے تو طالبِ آخرت اور طالبِ مولیٰ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے، — مجھے طالبِ دُنیا اور مخلوق اور نفس اور حرص سے کیا مطلب! — سوائے اس کے کہ میں اس کے علاج سے محبت کروں، کیونکہ وہ مریض ہے، اور مریض سے طبیب کے سوا کون محبت کرتا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ تو اپنا حال اُن سے چھپاتا ہے جبکہ وہ ان سے چھپنا محال ہے، — اور مجھ پر یہ ظاہر کرتے ہو کہ تم طالبِ آخرت ہو، حالانکہ تم طالبِ دُنیا ہو، — تمہارے دل کی حرص تمہارے ماتھے پر لکھی ہوئی ہے، — تمہارے باطن کی بات تمہارے ظاہر سے ظاہر ہے، — تمہارے ہاتھ کا دینار کھوٹا ہے، اس میں فقط ایک دانگ سونا ہے اور سب چاندی ہے، —

یہ کھوٹا سکہ مجھے نہ دکھا، میں نے ایسے بہت دیکھے ہیں، —— یہ مجھے دے دو، اور اس پر پورا اختیار بھی دو، —— تاکہ میں اس سے جتنا سونا ہے، الگ کروں اور کھوٹ کو پھینک دوں، —— تھوڑی مقدار میں کھرا بہت سے ردی مال سے بہتر ہے، —— اپنے دینار کے لئے مجھ پر بھروسہ کرو، —— میں سکہ بنانا جانتا ہوں، میرے پاس اس کے لئے اوزار ہیں، —— ریا اور نفاق سے توبہ کر، —— اپنے نفس پر گناہ کا اقرار کرنے میں جھجک محسوس نہ کر، کیونکہ اخلاص والوں میں سے اکثر پہلے منافق تھے، —— اسی لئے بعض صوفی یہ فرماتے ہیں:

لَا یَعْرِفُ الْاِخْلَاصَ اِلَّا الْمُرَائِیْ —— ''اخلاص کو نہیں پہچانتا سوائے ریاکار کے۔''

ایسے لوگ شاذ و نادر ہوتے ہیں جو شروع سے آخر تک مخلص ہوں، —— شروع شروع میں بچے جھوٹ بولتے ہیں، اور مٹی اور گندی چیزوں سے کھیلتے ہیں، —— اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں، —— اپنے والدین کی چوریاں کرتے ہیں اور چغلیاں کرتے ہیں، —— جب انہیں سمجھ آنے لگتی ہے تو ان کے عیب تھوڑے تھوڑے کم ہونے لگتے ہیں، —— ماں باپ اور استادوں کا ادب کرنے لگتے ہیں اور ان کے طریقوں پر چلنے لگتے ہیں۔

اللہ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے ادب سکھا دیتا ہے اور برائیاں چھڑا دیتا ہے، —— اور جس سے برائی کا ارادہ کرے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے، —— چنانچہ دُنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں، —— اللہ نے مرض اور علاج دونوں پیدا کئے، ——

○ —— گناہ مرض ہے اور عبادت دوا، ○ —— ظلم مرض ہے اور عدل دوا،
○ —— خطا مرض ہے اور صواب دوا،
○ —— اللہ کی نافرمانی مرض ہے، اور گناہوں سے توبہ دوا،

دوا کا اثر تب ہوگا جب اپنے دل سے مخلوق کو الگ کر دے گا، اور اپنے دل کو ربّ سے ملا دے گا، —— اس کی طرف ایسا بلند کرو کہ تیری روح آسمان پر اور گھر زمین پر ہو، —— اپنے علم کے ذریعے دل کے ساتھ اللہ سے تنہائی اختیار کرو، —— حکم کی تعمیل کے لئے مخلوق میں شامل ہو جاؤ، —— عمل کی کسی خصلت میں ان سے مخالفت نہ کرو تاکہ عمل اور مخلوق کو تمہارے خلاف حجت نہ رہے، —— ظاہری طور پر خلقت کے ساتھ رہو اور باطنی طور پر اللہ کے ساتھ رہو، —— اپنے نفس کو بے مہار نہ چھوڑو، ——

○ —— اگر تم اس پر سواری نہ کرو گے، تو وہ سوار ہو جائے گا،
○ —— اگر تم نہ اسے پچھاڑو گے، تو وہ تمہیں پچھاڑ دے گا،

اگر تمہارا نفس اللہ کی عبادت میں تمہاری تابع داری نہ کرے تو بھوک پیاس اور ذلت و برہنگی اور خلوت کے کوڑوں سے اس کی ایسی جگہ خاطر کرو جہاں کوئی اس کا غم خوار نہ ہو، —— جب تک تجھے اطمینان نہ ہو جائے، اسے سزا دے، —— اس کی کمر سے چابک نہ اٹھانا یہاں تک کہ مطمئن ہو کر ہر حال میں اللہ کی فرماں برداری میں لگ جائے، —— نفس کے اطمینان کے باوجود

ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہو، — اس سے کہو کہ کیا تو نے یہ اور وہ نہیں کیا، — اسی طرح کرتے رہو یہاں تک کہ نفس بالکل انکساری کی حالت میں آجائے۔

ان سب باتوں پر مجھے جب ہی مدد مل سکتی ہے جب تو مراد الٰہی کا طالب ہو، اور اس کی موافقت کرے اور گناہوں سے بچے، — تمہارا ظاہر و باطن ایک ہو جائے، — موافقت کرے، مخالفت نہ کرے، —

○ — اطاعت و عبادت ہو، معصیت نہ ہو، ○ — شکر ہو، ناشکری نہ ہو،

○ — ذکر و یاد ہو، نسیان نہ ہو، ○ — خیر ہی خیر ہو، شر نہ ہو،

جب تک غیر اللہ کا تیرے دل میں بسیرا ہے، نجات و فلاح نہ ملے گی، خواہ ہزار برس تک دہکتی آگ پر سجدہ کرے، — اس حال میں کہ تیرا دل غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو، اس سجدے کا ذرا فائدہ نہ ہوگا، — نہ آخرت سدھرے گی اس حال میں کہ دل ما سوا اللہ کے ساتھ دوستی بنائے رہے، — اللہ کی محبت میں ہرگز سعادت نہ پاؤ گے جب تک کہ سب کچھ ملیا میٹ نہ کر دو، — ظاہر چیزوں سے بے رغبتی ظاہر کرنا اور دل کا ان کی طرف دھیان کرنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، کیا تجھے نہیں معلوم کہ جو کچھ سب کے سینوں میں ہے، اللہ کو ان کی خبر ہے، — حالانکہ تیرے دل میں اس کے غیر نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔

جاہل علماء سے دھوکا نہ کھاؤ:

اے بیٹا! اللہ کی بردباری دیکھ کر مغالطہ میں نہ پڑ، اس کی پکڑ بہت سخت ہے، — وہ علماء جو درحقیقت اللہ سے جاہل ہیں، دھوکا نہ کھاؤ، — ان کا سارا علم انہیں نقصان پہنچانے والا ہے، نفع دینے والا نہیں، —

○ — وہ اللہ کے حکم کے عالم ہیں، اس کی ذات سے جاہل،

○ — لوگوں کو امر الٰہی بتاتے ہیں، خود عمل نہیں کرتے،

○ — جس کام سے روکتے ہیں، خود نہیں رکتے،

○ — خلقت کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، خود بھاگتے ہیں۔

اپنی نافرمانیوں اور کوتاہیوں سے اللہ کا مقابلہ کرتے ہیں، — میرے پاس ان کے نام تاریخ وار لکھے اور گنے ہوئے ہیں، —

اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ وَهَبْنَا كُلَّنَا لِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ○

اَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْ بَعْضَنَا عَلٰى بَعْضٍ وَّانْفَعْ بَعْضَنَا بِبَعْضٍ وَّاَدْخِلْنَا كُلَّنَا فِيْ رَحْمَتِكَ اٰمِيْنَ ○

"الٰہی! تو میری اور ان کی توبہ قبول کر، — اور ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے طفیل بخش دے۔

الٰہی! ہمارے بعض کو بعض پر مسلّط نہ کر، — اور ہمارے بعض کو بعض سے نفع دے، — اور ہم سب کو اپنی رحمت میں داخل فرمالے۔ آمین!“

بارہویں مجلس

(منعقدہ ۲/ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز اتوار بوقت صبح، بمقام: خانقاہ شریف)

دُنیا کے طالب کثیر ہیں، آخرت کے طالب قلیل:

اے بیٹا! اللہ کے لئے نہ تیری ارادت صحیح ہے، اور نہ ہی تیرا حقیقت میں کچھ اس کا ارادہ ہے، — کیونکہ جو بندہ اللہ کی محبت کا دعوے دار ہو اور اس کے غیر کا بھی طالب ہو، اس کا دعویٰ باطل ہے، — خلقت میں دُنیا کے طالب کثیر ہیں اور آخرت کے طالب قلیل، — اللہ کے حقیقی ارادے والے مرید تھوڑے سے بھی تھوڑے ہیں، — وہ اپنی قلت اور نایابی میں کبریتِ احمر[1] کی طرح ہیں، — بلکہ شاذ و نادر، اور ایک آدھ ہی بازیاب ہے، — وہ قبائل کے جھگڑے مٹانے والے، زمین کے معدن اور اس میں حکومت کرنیوالے ہیں، — شہروں اور ان میں بسنے والوں کے کوتوال ہیں، —

- — ان کے ذریعے خلقت سے بلا دور ہوتی ہے،
- — انہیں کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے،
- — انہیں کے سبب سے زمین سبزہ زار رہتی ہے،

وہ اپنے حال میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف، — ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف، — ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کی طرف بھاگتے پھرتے ہیں، — جو کبھی مشہور ہو جاتے ہیں، — جہاں پہچان لئے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں، — سب سے منہ موڑ لیتے ہیں، — دُنیا کی کنجیاں، دُنیا والوں کو سونپ دیتے ہیں، — وہ ہمیشہ اسی حال میں رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے گرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں، — الطافِ ربانی کی نہریں ان کے دلوں کی طرف جاری ہوتی ہیں، — لشکرِ الٰہی حفاظت کے لئے ان کو گھیرے میں لے لیتا ہے، — ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نگہبانی کی جاتی ہے، — سب کا اعزاز و اکرام کیا جاتا ہے، — انہیں خلقت پر حاکم بنا دیا جاتا ہے، — یہ سب باتیں ان کی عقلوں سے باہر ہیں، — ایسے میں ان پر خلقت کی طرف توجہ کرنا فرض ہو جاتا ہے، — وہ طبیب ہیں، باقی مخلوق مریض!

بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ان میں سے ہوں، — بتا:

- — تجھ میں ان کی کیا علامت ہے،
- — اللہ کے قرب و لطف کی کیا علامت ہے،
- — اللہ کے پاس تیرا کیا مقام اور منزل ہے،
- — عالمِ بالا میں تیرا کیا نام اور لقب ہے،

[1] کبریتِ احمر: سرخ گندھک جو پارے کو خالص سونا بناتی ہے۔

○— تیرا دروازہ کس حال پر بند کیا جاتا ہے، ○— تیرا کھانا پینا مباح ہے یا خالص حلال،
○— تیری خواب گاہ دُنیا ہے یا آخرت، یا قربِ الٰہی، ○— تیری رات کہاں گزرتی ہے،
○— وحدت میں تیرا ہم نشیں کون ہے، ○— خلوت میں تیرا غم خوار کون ہے،

اے جھوٹے! وحدت میں تیرا ہم نشین تیرا نفس اور شیطان اور حرص اور دُنیا کی فکر ہے، — اور بزم میں انسانی صورت والے شیطان غم خوار ہیں، — وہ برے دوست ہیں، بہت بکواس کرنے والے تیرے دوست ہیں، — یہ مقام و مرتبہ ولایت محض دعویٰ کرنے سے اور فضول باتوں سے حاصل نہیں ہوتا، — اس بارے میں تمہاری گفتگو محض حرص ہے، جس کا کوئی فائدہ نہیں، — اللہ کے حضور خاموش اور گمنام رہ، — اس کے سامنے کسی طرح کی بے ادبی سے گریز کر، — اگر اس بارے میں تم کوئی بات کرنا ضروری سمجھتے ہو، تو تیری بات اللہ اور اللہ والوں کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کے انداز پر ہو، — کیونکہ تیرا دعویٰ تو ظاہری طور پر ہے اور تیرا دل معرفت سے خالی ہے، — ہر ظاہر جس کی باطن سے یگانگت نہ ہو، وہ ظاہری وضع قطع جھوٹی اور بکواس ہے، — کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا:

مَا صَامَ مَنْ ضَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ ○

''اس نے روزہ نہیں رکھا جو روزے میں لوگوں کا گوشت کھائے۔''[1]

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ روزہ، کھانے پینے اور ترک جماع کا نام نہیں، بلکہ روزے میں گناہوں سے بچنا ضروری ہے، —

○— غیبت سے بچو! کیونکہ غیبت نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ جلاتی ہے، — اس کے نصیب میں فلاح و نجات ہے جس نے غیبت کو چھوڑ دیا، — اور جو غیبت کرنے میں مشہور ہو جائے، وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

○— شہوت کی نظر سے نہ دیکھو! کیونکہ وہ دلوں میں گناہ کا بیج بوتی ہے، — ایسی نظر والے کا انجام نہ دُنیا میں اچھا ہے نہ آخرت میں، —

○— جھوٹی قسم سے بچو! کیونکہ وہ بستے گھر ویران کر دیتی ہے، — جھوٹی قسم سے مال اور دین کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچتا ہے اور اپنے دین کا نقصان کرتا ہے، — اگر تجھے سمجھ ہوتی تو سمجھتا کہ اصل نقصان یہی ہے، اور تو کہتا ہے:

''خدا کی قسم! میرے مال جیسا مال سارے شہر میں نہیں ہے، اور نہ کسی اور کے پاس موجود ہے، — خدا کی قسم! یہ

---

[1] لوگوں کا گوشت کھانا یعنی غیبت کرنا

اتنی اتنی قیمت کا ہے، اور مجھے اتنے میں پڑا ہے۔"

حالانکہ تم اپنی سب باتوں میں جھوٹے ہو۔ —— اور پھر جھوٹا گواہ بھی لاتے ہو، اور خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ میں سچا ہوں، —— عنقریب تجھ پر مصیبت آئے گی، تو اندھا اور اپاہج ہو جائے، —— اللہ تم پر رحم فرمائے، اللہ کے حضور باادب رہو، —— جس نے شرعی آداب سے ادب نہ سیکھا، قیامت کے دن دوزخ کی آگ اسے ادب سکھائے گی۔

یہ بیان سن کر آپ (حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) سے کسی نے پوچھا:

"جس شخص میں یہ پانچوں بدخصائل ہوں، یا ان میں سے بعض ہوں، کیا اس کے روزے اور وضو کے باطل ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟" ——

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"اس کا روزہ اور وضو تو باطل نہ ہوگا لیکن ہمارا وعظ نصیحت کے انداز میں ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے ہے۔"

کل کا کیا بھروسہ، پھر یہ غفلت کیسی اور کیوں ہے:

اے بیٹا! شائد کل کا دن اس حال میں آئے کہ تو سطح زمین سے گم ہو جائے، اور زمین کے نیچے (قبر میں) جا سوئے، —— یا شائد دوسری گھڑی میں ہی ایسا ہو جائے، —— کل کا بھی کیا بھروسہ، پھر یہ غفلت کیسی اور کیوں ہے؟ —— کس چیز نے تمہارے دل کو سخت کر دیا ہے، تم پتھر، تم کون ہو؟ —— میں بھی تم سے کہہ رہا ہوں اور دوسرے بھی، مگر تم ایک ہی جگہ پر ٹکے ہو، —— تم پر قرآن بھی پڑھا جاتا ہے، اگلے لوگوں کے قصے سنائے جاتے ہیں، —— رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی سنائی جاتی ہیں، مگر تم ٹس سے مس نہیں ہوتے، —— نہ ہی تم بدلتے ہو، اور نہ ہی ڈرتے ہو، —— اور نہ ہی تمہارے عمل بدلتے ہیں، —— جو شخص مجلسِ وعظ میں حاضر ہو اور:

- —— غیرت حاصل نہ کرے،
- —— نصیحت قبول نہ کرے،

جان لو! وہ ایک بہترین جگہ پر تو ہے، مگر اچھی جگہ والوں میں سب سے بُرا ہے۔

اولیاء اللہ کو حقارت سے دیکھنا تیری کم نگاہی ہے:

اے بیٹا! اولیاء اللہ کو حقارت سے دیکھنا تیری کم نگاہی ہے، —— مجھے معرفت الٰہی حاصل ہوتی تو ان کے مقام کو سمجھتا اور مرتبہ سے واقف ہوتا، —— تجھے اعتراض ہے کہ یہ لوگ:

- —— تہمت لگائے گئے ہیں،
- —— ہمارے ساتھ کیوں نہیں ملتے جلتے،
- —— ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے،

تیرا یہ کہنا اس لئے ہے کہ تو خود اپنے ہی نفس سے جاہل ہے، —— جب تجھے اپنے نفس کی پہچان کم ہے تو لوگوں کے مرتبہ کی پہچان بھی کم ہوگی، —— اس لئے تو غافل ہے، —— تجھے دُنیا اور اس کے انجام کی معرفت جس قدر کم ہوگی، اسی قدر آخرت کے

انجام کی معرفت کم ہوگی، —— اور آخرت کی معرفت جس قدر کم ہوگی، اسی قدر ذاتِ الٰہی سے جاہل رہے گا، ——

اے دُنیا میں مشغول ہونے والے! —— عنقریب قیامت کے دن تیرا نقصان اور ندامتیں تجھ پر ظاہر ہو جائیں گی، ——

قیامت کا دن:

○ —— ہار جیت کا دن ہے، ○ —— رسوائی اور شرمندگی کا دن ہے،

○ —— نقصان اور خسارے کا دن ہے،

قیامت کے دن سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کر لے، —— تجھ پر اللہ کا جو کرم ہے اور نرم رویہ ہے، اس سے کچھ گمان نہ کر، —— خطاؤں اور نافرمانیوں نے تمہاری بہت بری حالت ہے، —— گناہ اور نافرمانیاں بندے کو کفر تک لے جاتے ہیں، جیسے بیماری موت کا پیغام لاتی ہے، —— تجھے چاہئے کہ موت کے آنے سے پہلے توبہ کرے، —— موت کے فرشتے کے آنے سے پہلے اللہ سے رجوع کر لے۔

اولیاء اللہ کی آزمائش بلندی درجات کے لئے ہے:

اے جوانو! توبہ کرو، —— کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں ڈال کر تمہیں آزماتا ہے، تاکہ تم اس کی طرف رجوع کرو، مگر تم کچھ سمجھتے نہیں، —— اپنے گناہوں پر برابر اصرار کر رہے ہو، —— ان دنوں چند ایک مخصوص بندوں کے علاوہ جو بھی کسی مصیبت میں ہے، اسے آزمایا جا رہا ہے، —— اس کے لئے آزمائش:

○ —— عذاب ہے، نعمت نہیں، ○ —— گناہوں کی سزا ہے،

○ —— درجات اور مقامات کا بڑھنا نہیں،

اولیاء اللہ کی آزمائش اسی لئے ہے تاکہ اللہ کے ہاں ان کے درجات بلند ہوں، —— وہ آزمائش پر صبر کرتے ہیں، کیونکہ ان کا مقصود اللہ کی ذات ہے، —— اس آزمائش پر جب وہ پورے اُترتے ہیں تو ان کی حکومت کامل ہو جاتی ہے، —— جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو ان کا اعتقاد یہی رہتا ہے کہ وہ ہلاکت میں ہیں۔

یہی التجا ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا هُلْكَ نَسْئَلُكَ الْقُرْبَ مِنْكَ وَالنَّظَرَ اِلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فِي الدُّنْيَا بِقُلُوْبِنَا وَفِي الْاٰخِرَةِ بِاَعْيُنِنَا○

''الٰہی! ہمیں ہلاک نہ کر، —— ہم دُنیا اور آخرت میں تجھ سے تیرے قرب اور تیری نظرِ رحمت کا سوال کرتے ہیں، —— دُنیا میں تیرا دیدار دل کی آنکھوں سے کریں، —— اور آخرت میں تیرا دیدار سر کی آنکھوں سے کریں۔''

صبر کے ساتھ بلا، ہر نیکی کی بنیاد اور جڑ ہے:

اے لوگو! اللہ کی رحمت اور کشائش سے نااُمید نہ ہو، کہ کشائش قریب ہے، —— نااُمید نہ ہو، کہ بنانے والا (صانع) تو اللہ

کی ذات ہے،—— مایوس نہیں ہونا چاہئے، تمہیں نہیں معلوم کہ وہ اس خستہ حال کے بعد کوئی بہتر حالت پیدا کر دے،—— بلا سے مت بھاگو، بلا پر صبر کرو،—— صبر کے ساتھ بلا ہر نیکی کی بنیاد اور جڑ ہے،—— نبوت اور رسالت،—— ولایت اور معرفت الٰہی،—— اور محبت کی جڑ بلا ہی ہے،—— جب تک بلا پر صبر نہ کرو گے تمہارے لئے کوئی بنیاد نہیں،—— بنیاد ہی سے عمارت کی بقا ہوتی ہے،—— کیا تو نے کوئی ایسا گھر دیکھا ہے جس کی بنیاد نہ ہو اور ریت کے ٹیلے پر واقع ہو،—— تو بلا اور آفتوں سے اس لئے بھاگتا ہے کہ ولایت اور معرفت اور قربِ الٰہی کی ضرورت نہیں،—— صبر کرو اور عمل کرتے رہو، تا کہ تم اپنے دل اور باطن اور روح کے ساتھ قربِ الٰہی کے دروازے تک پہنچ سکو،——

علماء اور ولی اور ابدال نبیوں کے وارث ہیں،—— جو کہ رہبر و رہنما ہیں، اور پیغام کے پہنچانے والے ہیں،—— اور اللہ کے ولی ان کے آگے آگے اُن کی خبر دینے والے ہیں،—— ایمان والا اللہ کے سوا نہ کسی سے ڈرتا ہے، اور نہ اس کے غیر سے کوئی توقع یا اُمید رکھتا ہے،—— اس کے دل اور باطن میں اعلیٰ درجہ کی قوت رکھی گئی ہے،—— ایمان والوں کے دل اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے قوت والے کیسے نہ ہوں، حالانکہ وہ اس کی طرف پہنچے ہوئے ہیں، اور ہمیشہ اسی کے پاس رہتے ہیں،—— ان کا جسم (قالب) زمین پر ہے، جبکہ دل (قلوب) اللہ سے وابستہ ہیں،—— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ط ○ (سورہ ص)

''بے شک وہ ہمارے ہاں برگزیدہ اور عزت والوں میں سے ہیں۔''

وہ اپنے اہلِ خانہ اور اہلِ زمانہ سے عزت والے اور ممتاز ہوتے ہیں،—— ان کے باطن متمیّز اور جسم روشن ہیں، اسی لئے وہ:

○—— خلقت سے الگ رہتے ہیں، ○—— خواہشوں سے کنارہ کش ہیں،

○—— یہ آگے قدم رکھتے ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے سبزہ اُگتا ہے۔

○—— ان کا واپسی کا ارادہ ہی نہیں، ○—— تنہائی سے پیار کرتے ہیں،

○—— ویرانوں، جنگلوں، چٹیل میدانوں اور دریا کے کناروں کو آبادی پر ترجیح دیتے ہیں،

○—— جنگل کی سبزیاں کھاتے ہیں، ○—— جنگل کے تالابوں سے پانی پیتے ہیں،

○—— جنگلی وحشیوں کی مانند ہو جاتے ہیں،

اس عالم میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو قرب عطا کرتا ہے،—— انہیں اپنا مونس بنا لیتا ہے،—— ان کے ظاہری جسم رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ قائم ہیں،—— ان کے باطن اللہ سے جُڑے ہیں،—— وہ خدمت الٰہی میں رات دن خلوت میں کھڑے ہیں،—— مشتاقوں کی راحت اور ان کے اُنس کی خوشی اللہ کی معیّت میں ہے،——

معرفت الٰہی کا دارومدار قلب و باطن کی صحت و صفائی پر ہے:

اے بیٹا! مٹھاس کے لئے کڑواہٹ، سدھار کے لئے بگاڑ، اور صفائی کے لئے میلا لازم ہے،—— اگر تو مکمل صفائی چاہتا

ہے تو خلقت کو دل سے جدا کر دے، اور دل کو حق سے ملا دے، —— دُنیا سے منہ موڑ لے، اہل وعیال کو چھوڑ دے، انہیں اللہ کے سپرد کر دے، —— اپنے دل سے ان سب کو نکال دے اور ان سے الگ ہو جا، —— آخرت کے دروازے کے قریب ہو، اور اس کے اندر چلے جا، —— اگر اللہ کو وہاں نہ پائے تو اُلٹے پاؤں بھاگ آ، —— اور اس کا قرب طلب کر، —— اگر وہ مل جائے تو اس کے ہاں ہر طرح کی صفائی ہو جائے گی، —— اللہ کے چاہنے والے کو اس کے غیر سے کچھ سروکار نہیں ہوتا، ——

جنت، راحت کے ان طلب گاروں اور ان تاجروں کا گھر ہے، جنھوں نے دُنیا کو جنت کے بدلے بیچ دیا ہے، —— اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ ○ (سورہ زخرف)

''اور جنت میں تو وہی چیزیں ہیں جنہیں نفس مانگتے ہیں اور آنکھوں کی لذتیں ہیں۔''

یہاں دل کی خواہش، باطن کی طلب، باطن الباطن کی مانگ کا کوئی ذکر نہیں، —— جنت روزہ داروں کے لئے ہے، —— شب بیداروں کے لئے ہے، جنہوں نے شہواتِ دُنیا کو چھوڑ دیا ہے، اور اُخروی لذتوں کے تمنائی ہیں۔ —— جنھوں نے:

○—— کھانے کے بدلے کھانے کو، ○—— باغ کے بدلے باغ کو،

○—— گھر کے بدلے گھر کو،

بیچ دیا ہے، —— میں تم سے (نیک) اعمال کا طالب ہوں، باتوں کا نہیں، ——

وہ عارف جو خاص طور سے اللہ ہی کے لئے عمل کرنے والا ہے، اس کی مثال اہرن (سندان) کی سی ہے، کہ جس پر:

○—— ہر وقت ضرب پر ضرب لگائی جاتی ہے، ○—— لوہا گرم کر کے کوٹا جاتا ہے،

اور وہ بولتا تک نہیں، —— اور اس عارف کی مثال زمین کی طرح ہے، کہ جس پر:

○—— لوگ چلتے پھرتے ہیں، ○—— طرح طرح کی تبدیلیاں آتی ہیں،

○—— تمام تصرّفات ہوتے ہیں،

اور اس کے ہونٹ سِلے رہتے ہیں، —— اللہ والے اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے، اور نہ کسی کی سُنتے ہیں، —— ان کے دل زبان نہیں رکھتے، —— وہ اپنے آپ سے اور غیروں سے مٹ چکے، —— ان کا رہن سہن سدا سے ایسا ہے، —— اللہ جب چاہتا ہے ان کے ظاہر ہونے کے اسباب کر دیتا ہے، ——

○—— ان کے دلوں کو زبان بخش دیتا ہے، جیسے وہ اپنے آپ میں نہ ہوں،

○—— شہنشاہِ حقیقی اپنے رافت اور رحمت کے ہاتھ میں لے لیتا ہے،

○—— انہیں اپنے لئے بناتا ہے اور وجود عطا کرتا ہے،

○—— ان کا ہونا اُسی کے لئے ہے، اس کے غیر کے لئے نہیں،

جیسا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو بنایا تھا، اور ان سے ارشاد فرمایا:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ (سورہ طٰہٰ) ——''میں نے تمہیں خاص اپنے لئے بنایا''۔

اور اپنے لئے فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ (سورہ الشوریٰ)

''اس کی مثل کوئی شے نہیں، وہ سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے''۔

- ——راحت بغیر مشقت کے،
- ——انس بغیر وحشت کے،
- ——نعمت بغیر رنج کے،
- ——خوشی بغیر غم کے،
- ——مٹھاس بغیر تلخی کے،
- ——شاہی بنا تباہی،

حاصل ہوتی ہے، ——

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۝ ——''وہاں تو صرف حق تعالیٰ ہی کی سلطنت ہے''۔

جو شخص حال کو پہنچا، اسے بہت جلد راحت حاصل ہوتی ہے، آرام ملتا ہے، ——

اب جس حالت میں تم ہو، دُنیا میں اس حالت میں ہرگز راحت نہیں پا سکتا، ——دُنیا تو آفتوں اور جھوٹ کا گھر ہے، تجھے اس سے نکل جانا چاہئے، ——ضروری ہے کہ تم اسے اپنے ہاتھ سے اپنے دل سے نکال پھینکو، ——اگر ایسا کرنے کی تجھ میں قدرت نہ ہو تو دُنیا کو اپنے ہاتھ میں چھوڑ دے، اور اسے اپنے دل سے نکال ڈال، ——جب تجھے قوت مل جائے تب دُنیا سے الگ ہو جا، ——دُنیا کو ہاتھ سے چھوڑ دے، اور فقیروں اور مسکینوں کو جو خدا کا کنبہ ہے، دے دے، ——اس کے باوجود جو تیرا نصیب ہے، تجھے ضرور ملے گا، ——تیرے مقدر کا لکھا ضائع نہ ہوگا، ——خواہ تو غنی ہے یا فقیر، ——چھوڑ دینے والا ہے یا رغبت کرنے والا، ——معرفت الٰہی کا دارومدار قلب اور باطن کی صحت وصفائی پر ہے، ——قلب و باطن کی صفائی علم سیکھنے، اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور اللہ کی سچی طلب سے ہوتی ہے۔

ظاہری اور باطنی فقہ کا حصول:

اے بیٹا! کیا تم نے سنا نہیں پہلے سمجھ پیدا کر، پھر گوشہ نشین ہو، ——پہلے ظاہری فقہ حاصل کر، پھر باطنی فقہ کی طرف توجہ کر، ——پہلے ظاہری فقہ پر عمل کر، تا کہ ایسے علم پر عمل کا قرب حاصل ہو جسے تم نہیں کیا (یعنی باطنی علم)، ——یہ ظاہری علم، ظاہر کی روشنی ہے، اور باطنی علم، باطن کی روشنی ہے، ——یہ روشنی تیرے اور تیرے ربّ کے بیچ ایک نور ہے، ——(علم پر عمل کرنے سے تمہارا راستہ تمہیں اللہ کے قریب کر دے گا،)——تم میں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو دروازہ ہے، کشادہ ہوگا، ——اور وہ دروازہ جو تمہارے لئے خاص ہے، کھول دیا جائے گا، ——

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

"اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر، —— اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا کر، —— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین!"

تیرھویں مجلس

(منعقدہ ۴/ذیعقدہ ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء، بمقام: مدرسہ قادریہ)

آخرت کو دُنیا پر مقدّم کر، دونوں میں فائدہ ہوگا:

بیٹا! آخرت کو دُنیا پر مقدّم کر، دونوں میں فائدہ ہوگا، —— لیکن جب دُنیا کو آخرت پر مقدّم کرے گا تو تُو دونوں میں نقصان اُٹھائے گا، —— اور یہ تیرے عذاب کا باعث ہوگا، —— جس کا تجھے حکم نہیں ملا، اس میں کیوں لگتا ہے، —— اگر دُنیا میں نہ لگو گے تو اللہ کی مدد حاصل ہوگی، —— اس کے حصول کی توفیق عنایت فرمائے گا، —— جب اس سے کوئی چیز لے گا اس میں برکت رکھ دی جائے گی، —— ایمان والا دُنیا و آخرت دونوں کے لئے عمل کرتا ہے، —— دُنیا کے کام ضرورت کے مطابق انجام دیتا ہے، —— وہ اتنی مقدار پر گزر کرتا ہے جتنی کسی سوار کو توشہ کی ضرورت ہوتی ہے، وہ دُنیا سے (ضرورت سے) زیادہ حاصل نہیں کرتا، —— جاہل اپنی ساری توانائیاں دُنیا کے لئے، اور عارف کی ساری کوششیں آخرت، اور پھر اللہ کے لئے ہوتی ہیں، ——

تیرے سامنے جب دُنیا سے ایک روٹی آ جائے، اور تیرا نفس تجھ سے جھگڑنے لگے، اور کی خواہش کرے، تو اس لمحے اس کی طرف دیکھ جسے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہیں، —— تیرے لئے فلاح ہے نہ نجات، جب تک کہ تو اپنے نفس سے اللہ کے لئے عداوت اور بغض نہ رکھے، —— صدیق لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں، —— آپس میں صدق اور قبول کی خوشبو سونگھتے ہیں، ——

- —— اے اللہ اور اس کے صدیقوں اور نیکوں سے منہ موڑنے والے!
- —— خلقت کی طرف توجہ کرنے والے!
- —— خدا کا شریک ٹھہرانے والے!

تیرا دھیان ان کی طرف کب تک رہے گا، —— وہ تمہیں کیا نفع دے سکتے ہیں؟، —— ان کے ہاتھ میں نہ نفع اور نہ ضرر، —— نہ عطا ہے، نہ منع، —— جمادات اور ان میں کچھ فرق نہیں، —— ان سے نفع اور نقصان کی کیا اُمید رکھتے ہو، ——

- —— شہنشاہِ حقیقی ایک ہی ہے،
- —— نفع و نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے،
- —— حرکت و سکون دینے والا ایک ہے،
- —— مسلّط کرنے والا بھی ایک ہی ہے،
- —— مسخر کرنے والا ایک ہی ہے،
- —— عطا کرنے والا ایک ہی ہے،

○ — عطا سے روکنے والا ایک ہی ہے، ○ — پیدا کرنے والا ایک ہی ہے،
○ — رزق دینے والا ایک ہی ہے یعنی اللہ کی ذاتِ پاک!
○ — وہی قدیم ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا،
○ — وہی خلقت سے پہلے، اور تمہارے ماں باپ اور مال والوں سے پہلے موجود تھا،
○ — وہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں، اور ان کے درمیان ہے، پیدا کرنے والا ہے،
○ — لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ٥

''اس کی مثل کوئی نہیں، وہی سب کی سننے والا، اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

اے مخلوقِ الٰہی! — تجھ پر سخت افسوس ہے، کہ اپنے خالق کو جیسا کہ پہچاننا چاہیے تم نہیں پہچانتے، — قیمت کے دن اگر اللہ نے مجھے کچھ اختیار بخشا تو تمہارے شروع سے اخیر تک سب بوجھ اٹھالوں گا، —

اے قرآن پڑھنے والے! زمین وآسمان والوں کو چھوڑ کے میرے سامنے پڑھ! — میں اس کی خوب سمجھ رکھتا ہوں، — جو کوئی علم شریعت پر عمل کرتا ہے تو اس کے اور اللہ کے درمیان دروازہ کھل جاتا ہے، جس کے ذریعے سے اس کا دل بارگاہِ الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے، — لیکن اے عالم! تو تُو قیل وقال کرنے اور مال جمع کرنے میں لگا ہے، مگر اپنے علم پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہیں، — اس حال میں تیرے ہاتھ علم کا ظاہر لگتا ہے، اس کا باطن نہیں، — اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جب کسی کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے، تو پہلے اسے علم عطا کرتا ہے، پھر اس کے دل میں عمل اور عمل کے لئے اخلاص ڈالتا ہے، اور یوں اسے اپنے سے اپنی طرف اور قریب کر دیتا ہے، — پھر اسے علمِ قلوب اور اسرار کی تعلیم دیتا ہے، پھر اسے اپنے غیر کے سوا اپنے لئے خاص کر لیتا ہے، اور اسے اپنا برگزیدہ بنالیتا ہے، — جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ بنا کر ارشاد فرمایا:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ٥ (طٰہٰ) — ''میں نے تمہیں خاص اپنے لئے بنایا۔''

○ — نہ اپنے غیر کے لئے، ○ — نہ خواہشوں اور لذتوں اور عادتوں کے لئے،
○ — نہ زمین کے لئے، نہ آسمان کے لئے، ○ — نہ جنت اور دوزخ کے لئے،
○ — نہ سلطنت کے لئے اور نہ تباہی کے لئے،

تمہیں کوئی چیز مجھ سے نہیں روک سکتی، — اور نہ کوئی شغل اپنی طرف کھینچ سکتا ہے، — نہ میری طرف سے کوئی صورت تمہیں قید کر سکتی ہے، — اور نہ کوئی مخلوق میرے اور تمہارے درمیان حجاب بن سکتی ہے، — اور نہ کوئی خواہش مجھے بے پرواہ کر سکتی ہے، —

گناہ کی نجاست توبہ اور اخلاص کے پانی سے دھو:

اے بیٹا! گناہ کر کے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بلکہ اپنے کپڑوں سے گناہ کی نجاست کو توبہ کے پانی سے دھو

دے،— توبہ اخلاص سے کر، اور اس پر استقامت اختیار کر،— اور دین کے کپڑے میں جو گناہ کی بدبو پڑی ہے، اسے معرفتِ الٰہی کی خوشبو سے پاک اور معطر کر،— تو جس مقام پر ہے، اس سے بچ اور ڈر،— اس حالت میں تو جس طرف بھی رُخ کرے گا، درندے اور تکلیفیں تیرے اردگرد ہوں گے، جو تجھے ضرر دیں گے،— تو ان سے اپنا رُخ پھیر کر اللہ کی طرف اپنے دل سے رجوع کر،— اپنی عادت اور حرص اور خواہش سے نہ کھا،— ان پر دو عادل گواہوں کی گواہی لے یعنی کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،— پھر ان پر دوسرے دو گواہ اور طلب کر یعنی قلب اور امرالٰہی کی گواہی لے،— جب کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قلب کی اجازت مل جائے تو چوتھے کی اجازت یعنی امرالٰہی کا انتظار کر،— رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح نہ ہو، کہ جو وہ جمع کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ کیا لگے گا، خالق یا مخلوق!— یہ چیز تنہائی اور آرزو اور تمنا اور تکلف اور بناوٹ سے ہاتھ نہیں لگتی،— بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو سینوں کے اندر قرار پکڑتی ہے، اور عمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے،— اس عمل سے کہ جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو نہ کہ اس کے غیر کی،—

دعویٰ طالبِ حق ہونے کا، طلب مخلوق کی ہے:

اے بیٹا! عافیت و آرام یہی ہے کہ عافیت چاہنا چھوڑ دے،— تونگری یہی ہے کہ تونگری کی طلب ترک کر دے،— دوا یہی ہے کہ دوا کی تمنا نہ رہے،— کامل دوا یہ ہے کہ:

○— اپنے سب معاملات اللہ کے سپرد کر دے،

○— تمام اسباب سے قطع تعلق کر لے،

○— اعزاء و اقارب سے دلی طور پر جدا ہو جا،

○— زبانی اقرار کی بجائے اللہ کو دل سے ایک جان،

توحید اور زُہد دونوں کا جسم اور جان سے تعلق نہیں،— بلکہ،

○— توحید دل میں، ○— زُہد دل میں، ○— تقویٰ دل میں،

○— معرفت دل میں، ○— علم الٰہی دل میں، ○— محبت الٰہی دل میں،

○— قربت الٰہی دل میں ہے،—

تو عقل کر، حرص نہ کر، بناوٹ اور تکلّف نہ کر،— تو حرص اور بناوٹ، تکلّف اور جھوٹ، ریا اور نفاق میں گھر گیا ہے،— تمہارا کامل مقصود یہی ہے کہ خلقت کو اپنی طرف کھینچ لو،— تمہیں نہیں معلوم کہ جب تم دل سے ایک قدم خلقت کی طرف چلتے ہو تو خدا سے کس قدر دور جا پڑتے ہو،— تمہیں دعویٰ تو طالب حق ہونے کا ہے، جبکہ دل میں طلب مخلوق کی ہے،— تمہارا حال اس شخص کی طرح ہے جس نے کہا کہ میرا ارادہ مکہ معظمہ جانے کا ہے، اور چل دیا خراسان کو، چنانچہ مکہ سے دور ہوتا چلا گیا،— تجھے یہ دعویٰ ہے کہ میرا دل مخلوق سے الگ ہو چکا ہے تو پھر مخلوق کا ڈر خوف کیونکر ہے، اور مخلوق سے کوئی

اُمید کس لئے ہے،—

○—تمہارا ظاہر زُہد ہے جبکہ باطن میں خلقت کی رغبت ہے،—

○—تمہارا ظاہر حق کا ہے جبکہ باطن خلقت کا ہے،

یہ امر زبان درازی سے حاصل نہیں ہوتا،— ایسی حالت میں نہ خلقت ہے نہ دُنیا،— نہ آخرت اور نہ ماسوا اللہ،—

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ واحد ہے، واحد کو پسند کرتا ہے،— واحد ہے، شریک کو ناپسند کرتا ہے،— تیرے ہر امر کی تدبیر وہی کرتا ہے،— جو کچھ تجھے کہا جائے، قبول کر،— مخلوق تو عاجز ہے جو تمہیں کوئی نفع یا نقصان نہیں دے سکتی، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تیرے نفع یا نقصان کو ان کے ہاتھوں پر جاری فرما دیتا ہے،— اللہ ہی کا فعل تجھ میں اور ان میں تصرّف کرتا ہے،— تیرے نفع ونقصان کی جو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ کا قلم اس کے علم کے مطابق تیرا نصیب لکھ چکا ہے،—

توحید والے صالحین باقی خلقت پر اللہ کی حجت ہیں،— ان میں سے ہے:

○—بعض وہ ہیں جو اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ دُنیا سے الگ تھلگ ہیں،

○—بعض وہ ہیں جو باطنی طور پر دُنیا سے قطع تعلق کیے ہوئے ہیں، اور ظاہر میں دولت والے ہیں، ان کے باطن پر دُنیا کا ذرّہ سا بھی اثر نہیں دیکھتا،

دلوں کی صفائی والے ہی اس پر قدرت رکھتے ہیں،— اور ایسوں ہی کو خلقت کی سلطنت عطا کر دی جاتی ہے،— یہی فرد بہادر و بے باک ہے،— بہادر وہی ہے جس نے ماسوا اللہ سے اپنا دل پاک کیا،— اور اللہ کے دروازے پر توحید و شرع کی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا،— مخلوقات میں سے کسی کو اپنے دل کی طرف آنے کی اجازت نہیں دیتا،— مقلّب القلوب ہی اس کے قلب میں جلوہ فرما ہے،— شرع اس کے ظاہر کو مہذّب کرتی ہے،— توحید و معرفت اس کے باطن کو تہذیب سکھاتے ہیں، اور علم الٰہی ظاہر و باطن پر اسرار کا اظہار کرتا ہے،—

اے بندے!— اس بات میں کوئی فائدہ نہیں کہ: اس نے یہ کہا، اور ہم نے یہ کہا،— تو:

○—کسی چیز کو حرام کہتا ہے جبکہ تو اسے خود کرتا ہے،

○—کسی چیز کو حلال کہتا ہے جبکہ تو اسے خود نہیں کرتا،

تو سر سے پاؤں تک ہوس ہی ہوس ہے،— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْجَاهِلِ مَرَّةً وَّلِلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ○

”جاہل کے لئے ایک دوزخ اور عالم کے لئے سات دوزخ ہیں۔“

جاہل کے لئے ایک دوزخ ہے کیونکہ وہ علم نہیں رکھتا،— اور عالم کے لئے سات دوزخ اس لئے ہیں کہ وہ علم رکھتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا،— اس سے علم کی برکت اٹھ جاتی ہے اور اس کے خلاف حجت باقی رہتی ہے،— علم پڑھ، پھر اس پر عمل

کر، — خلقت سے جدا ہو کر محبت الٰہی میں مشغول ہو، — جب تیری خلوت اور محبت صحیح ہو جائے گی تو تمہیں اپنے قریب اور نزدیک کر کے اپنی ذات میں فنا کر دے گا، — فنا فی اللہ کے بعد اگر چاہے تو تمہیں مشہور کر کے خلقت پر ظاہر کرے، اور تیرے نصیب کا لکھا پورا کرنے کے لئے تجھے مخلوق میں واپس کر دے، — تیرے بارے میں اپنے علم سابق اور تقدیر سابق کی ہوا کو حکم دے گا، — وہ ہوا تیری خلوت کی دیواروں پر چلے گی اور انہیں گرا دے گی، — اور یوں خلقت پر تیرا حال کھول دے گی، — ایسی حالت میں تم خلقت کے دوران اللہ کے ساتھ ہو گے، اپنے ساتھ نہیں، — اپنے نصیب کو نفس اور حرص اور خواہش کے بغیر حاصل کرو گے، — وہ تجھے قسمت کا لکھا پورا کرنے کے لئے واپس کر دیتا ہے تا کہ اس کا عملی قانون تم میں باطل نہ ہو جائے، — تو اپنا نصیب حاصل کرے گا کیونکہ تمہارا دل اللہ کی ذات کے ساتھ ہے، — سنو، پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اے اللہ اور اس کے پیاروں سے بے خبرو! —

اللہ اور اس کے ولیوں پر اُنگلی اُٹھانے والو! —

حق تو وہی حق تعالیٰ ہے اور تم مخلوق باطل ہو، — حق دلوں اور باطنوں اور اسرار میں ہے، جبکہ باطل نفسوں اور خواہشوں اور حرصوں اور عادتوں اور دُنیا اور ماسوا اللہ میں ہے، — قلب کے لئے فلاح ونجات نہیں جب تک کہ وہ قدیم وازلی، دائم وابدی اللہ کے قرب سے متصل نہ ہو، —

اے منافق! تو جھگڑا نہ کر، — جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے بہتر نہیں، — تُو تو روٹی اور سالن اور شیرینی اور کپڑوں اور گھوڑے اور اپنی حکومت کا بندہ ہے، — سچا دل خلقت سے گزر کر خالق کی طرف سفر کرتا ہے، — راستے میں بہت سی چیزیں دیکھتا ہے، اور انہیں سلام کرتا ہوا (رکے بغیر) اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے، — باعمل علماء اپنے علم کی وجہ سے اگلے علماء کے نائب ہیں، اور انبیاء کرام کے وارث ہیں، — اور جو بقیۃ السلف ہیں وہ ان کے پیش رو ہیں، — خلقت کو شریعت کے شہر میں عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور انہیں اس کی ویرانی سے روکتے ہیں، — وہ اور انبیاء کرام قیامت کے دن ایک جگہ اکٹھے ہوں گے، — انبیاء کرام ان علماء کو اللہ تعالیٰ سے انکی پوری پوری مزدوری دلائیں گے، —

جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، اللہ نے اس کی مثال گدھے سے دی ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ؕ — ''گدھے کی مثل جو کتابیں اٹھاتا ہے۔''

کیا گدھا ان علمی کتابوں کو اٹھا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے؟ — سوائے اس بات کے کہ مشقت اور غم اٹھائے، — بے عمل علماء کا یہی حال ہے، ان کے ہاتھ کیا آتا ہے؟ — جسے زیادہ علم ہو اُسے چاہیے کہ اللہ سے زیادہ خوف کرے اور زیادہ اطاعت کرے، —

اے علم کا دعویٰ کرنے والے!

○ — خوفِ الٰہی سے تیرا رونا کہاں ہے، ○ — تیرا ڈر اور دہشت کہاں ہے،

○— گناہوں کا اقرار کہاں ہے،

○— عبادت میں رات دن ایک کرنا کہاں ہے،

○— اپنے نفس کو ادب سکھانا کہاں ہے، ○— اللہ کے لئے حُب اور بغض کہاں ہے،

تیری ہمت تو قمیص اور دستار، کھانا اور نکاح، گھر اور دکانیں، خلقت میں اٹھنا بیٹھنا، اور ان سے محبت ہے،— اپنی ہمت کو ان سب چیزوں سے الگ کر دے،— اگر یہ سب کچھ تیرے نصیب میں ہے تو اپنے وقت پر مل کر رہے گا،— تیرا دل انتظار کی تکلیف سے آرام پائے گا، اور حرص کی گرانی سے راحت اٹھائے گا، اور اللہ کی معیّت میں قائم رہے گا،— جس سے تجھے فراغت مل چکی، اس چیز میں مشقت اٹھانے کا کیا فائدہ!

تیری خلوت فاسد ہے، تیرا اخلاص وتوحید صحیح نہیں:

اے بیٹا! تیری خلوت فاسد ہے، صحیح نہیں،— پلید ہے پاک نہیں،— تیرے دل نے تیرے ساتھ کیا' کیا جبکہ اس کا نہ اخلاص درست ہے نہ توحید صحیح ہے،—

○— اے ایسے سونے والو! جن سے غفلت نہ کی جائے،

○— اے ایسے اعراض کرنے والو! جن سے اعراض نہ کیا جائے،

○— اے ایسے بھول جانے والو! جو نہ بھلائے جاؤ گے،

○— اے وہ چھوڑنے والو! جو نہ چھوڑے جاؤ گے،

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلوں پچھلوں سے جاہلو!—

تم تو کٹی ہوئی پرانی لکڑی کی طرح ہو جس کا کچھ فائدہ نہیں،— سوچو اور سنبھلو!!

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما،— اور آخرت میں بھلائی عطا فرما،— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

چودھویں مجلس

(منعقدہ ۷/ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح، بمقام: مدرسہ قادریہ)

علماء و اولیاء و صلحاء کی توہین کرنے والا منافق ہے:

اے منافق! اللہ تیرے وجود سے زمین کو پاک کرے، کیا تیرے لئے تیرا نفاق کافی نہیں،— تو علماء و اولیاء و صلحاء کی

ت کر کے ان کا گوشت کھاتا ہے، — تو اور تیرے بھائی جو تجھ جیسے منافق ہیں، کی زبانوں اور گوشت کو کیڑے کھائیں — تمہارے ٹکڑے اور ریزے کر ڈالیں گے، — زمین تمہیں بھینچ کر پیس ڈالے گی اور چور چور کر دے گی، — (اس نجات کی صورت نہیں، —)

جو شخص اللہ اور اس کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان نہیں رکھتا، اور ان کی تواضع نہیں کرتا، اس کے لئے فلاح ونجات ں، — حالانکہ وہ (حقیقت میں) رئیس اور امیر ہیں، پھر تم ان کی تواضع کیوں نہیں کرتے، ان کی نسبت تم کیا چیز ہو، — نے سارے عالم کا انتظام حل وعقد ان کے حوالے کر رکھا ہے، —

— انہیں کی برکت سے آسمان سے بارش اُترتی ہے، اور زمین سبزہ اُگاتی ہے،

— تمام مخلوق ان کی رعایا ہے،

— ان میں سے ہر ایک پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہے، آفتوں اور مصیبتوں کی ہوائیں انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں،

— وہ رضائے الٰہی اور مقام توحید سے ذرہ بھی حرکت نہیں کرتے،

— راضی برضا رہتے ہیں، —

— اپنے اور دوسرے کے لئے اللہ کی رضا کے طالب رہتے ہیں،

تم اللہ کے حضور توبہ کرو اور اس سے عذر کرو، — اس کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرو، — اس کے سامنے عاجزی ساری کرو، — تمہارے بالمقابل کیا شے ہے، اگر تم اسے پہچان لیتے تو آج تمہاری یہ حالت نہ ہوتی، — اللہ کی بارگاہ میں ب رہو جیسا کہ تم سے پہلے لوگ باادب رہتے تھے، — ان سے موازنہ میں تم ہیجڑے اور عورتیں ہو، — تم تو اتنے بہادر ہو کہ تمہارا نفس اور عادتیں اور خواہشیں حکم چلاتی ہیں، — دین کی بہادری یہ ہے کہ اللہ کے حقوق کامل طور پر ادا کئے جائیں، تم ل حکمت اور اہلِ علم کے کہے کی توہین نہ کرو، — ان کا کلام تو دوا ہے، — ان کا کہا تو وحی الٰہی کا خلاصہ ہے، — بظاہر ہارے پیچھے میں کوئی نبی موجود نہیں کہ اس کی اتباع کر سکو، — جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں کی پیروی کرو ے تو گویا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تابعداری کی، — جب تم نے انہیں دیکھ لیا، گویا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ تم کی زیارت کی، —

تم پرہیزگار عالموں کی صحبت اختیار کرو، کیونکہ اس میں تمہارے لئے برکت ہے، — ایسے عالموں کی صحبت سے بچو جو علم کھتے ہیں مگر اپنے علم پر عمل نہیں کرتے، — ان کی صحبت میں بیٹھنا خسارے کی بات ہے، — جو شخص تم سے پرہیزگاری اور میں بڑا ہے، اس کی صحبت برکت کا باعث ہے، — ایسے شخص کی صحبت سے بچو جو تم سے عمر میں بڑا ہے مگر پرہیزگار اور عالم ں ہے، — ایسے شخص کی صحبت تیرے لئے شرمندگی کا باعث ہے، —

تو جو بھی عمل کر اللہ کے لئے کر، اس کے غیر کے لئے نہیں، — جو کچھ چھوڑنا ہے، اللہ ہی کے لئے چھوڑ، اس کے غیر کے

لئے نہ ترک کر،—

○—غیر اللہ کے لئے عمل کرنا کفر ہے،

○—غیر اللہ کے لئے ترک کرنا ریاکاری ہے،

جو شخص اسے نہ پہچانے اور اس کے غیر کے لئے عمل کرے، وہ حرص میں گرفتار ہے،—عنقریب موت آ کر تیری حرص کی دھجیاں اڑا دے گی،—

تیرے لئے افسوس ہے، تو دل کو خدا سے جوڑ، اور غیر سے ناطہ توڑ،—رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ تَسْعُدُوْا ○

''تمہارے اور ربّ کے بیچ میں جو تعلق ہے، اسے جوڑو، سعادت پاؤ گے۔''

تمہارے اور ربّ کے درمیان جو تعلق ہے، صالحین کے دلوں کے ساتھ اس کی حفاظت کرو۔

صابر فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشیں ہوں گے:

اے بیٹا! اگر تم غنی اور فقیر کے آنے پر الگ الگ سلوک کرو تو تم فلاح نہیں پا سکتے، دونوں سے ایک سا سلوک کر،—صابر فقراء کی تعظیم کرو، ان سے برکت حاصل کرو، ان سے ملاقات کو باعثِ برکت جانو، ان کے پاس بیٹھنے کو سعادت سمجھو،—رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْفُقَرَآءُ الصُّبَّرَ جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ○

''صابر فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشین ہوں گے۔''

دُنیا میں اپنے دلوں سے اور آخرت میں اپنے بدنوں سے اللہ کے ہم نشیں ہوں گے،—یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل دُنیا سے بے رغبت ہیں اور دُنیا کی زیب و زینت سے منہ موڑے ہوئے ہیں،—امارت پر اپنے فقر کو ترجیح دی اور اس پر صبر کئے رہے،—ان کی یہ حالت جب کامل ہوگئی تو آخرت نے انہیں اپنی طرف بلاوا بھیجا، اور انہیں اپنا آپ پیش کیا،—آخرت کی پیش کش قبول کرتے ہوئے اس سے جا ملے،—ملنے پر یہ کھلا کہ یہ بھی غیر اللہ ہے،—وہ اس سے الگ ہو گئے، اپنے دلوں کا رُخ ان سے پھیر لیا اور اللہ سے شرم کے مارے آخرت سے بھاگ پڑے،—قدیم کو چھوڑ کر غیر اللہ کے پاس کیسے ٹھہرتے، اور حادث اشیاء کے پاس کیسے رُکتے اور ان سے کیسے مانوس ہوتے،—اپنے سب اعمال اور نیکیاں اور سب طرح کی عبادتیں آخرت کے حوالے کر دیں، اور اپنے مولیٰ کی طلب میں سچائی کے بازوؤں کے ساتھ اُڑ گئے،—پنجرہ آخرت کے پاس چھوڑ آئے، اور وجود کے قفس سے نکل کر اپنے بنانے والے کی طرف پرواز کر آئے، اور رفیق اعلیٰ کے طالب ہوئے،—اول و آخر، اور ظاہر و باطن کو تلاش کرتے ہیں اور اس کے قرب کے بُرج میں جا پہنچتے ہیں،—یوں ان لوگوں میں مل جاتے ہیں کہ جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ○ (سورہ ص)

''اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب و معززین سے ہیں۔''

○ — ان کے دل اوران کی ہمتیں ہمارے پاس ہیں،

○ — ان کے باطن اوران کی سمجھیں ہمارے پاس ہیں،

○ — ان کی دُنیا اورآخرت ہمارے پاس ہیں۔

اہل اللہ کو جب یہ مقام ومرتبہ مل جاتا ہے تو ان کے لئے نہ دُنیا کچھ معنی رکھتی ہے نہ ہی آخرت کی کوئی اہمیت رہتی ہے، — زمین وآسمان اوران دونوں کے بیچ میں جو کچھ ہے، ان کے دلوں اور باطنوں کی نسبت لپیٹ دیا جاتا ہے، — وہ غیر کی ذات سے فنا ہو کر اللہ کی ذات میں موجود ہو جاتے ہیں، — یوں انہیں فنا سے بقا کا مرتبہ مل جاتا ہے، — اگر دُنیا میں ان کا حصہ باقی ہو تو انہیں آدمیت اور بشریت کے لباس میں واپس کیا جاتا ہے، تاکہ دُنیا کے لئے ان کی جو قسمت لکھی جا چکی ہے، سے پورا کر سکیں، اور علم اور قضاوقدرِ الٰہی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو، — اس وقت وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے علم اور قضاوقدر کے ساتھ حسنِ ادب سے پیش آتے ہیں، — اور جو کچھ انہیں دیا جاتا ہے اسے زُہد وترک کی راہ پر چل کر حاصل کرتے ہیں، اس میں نفس اور خواہش اور ارادے کا کوئی دخل نہیں رکھتے، — سارے حالات میں ظاہری حکم ان کے ہاں محفوظ رہتا ہے، — دُنیا میں خلقت کے ساتھ کسی قسم کا بخل نہیں کرتے، — اگر ان کے بس میں ہو تو ساری خلقت کو اللہ کا مقرّب کر دیں، — ان کے دلوں میں مخلوقات اور نئی پیدا ہونے والی اشیاء میں سے کسی شے کی ذرّے سے زیادہ اہمیت نہیں ہوتی، —

○ — جب تک دُنیا کا ساتھ رہے گا، آخرت کا ملنا نصیب نہ ہوگا، —

○ — اور جب تک آخرت کا ساتھ رہے گا، مولیٰ کا ملنا نصیب نہ ہوگا، —

○ — عقل سے کام لے، ہوشیار ہو جا اور عمل کرنے والا ہو جا، — تو ان میں سے ہے جو اللہ کے ہاں اپنے علم کے باعث گمراہ ہو گئے، — اپنے مال سے فقیروں کو خیرات کرنا، یہ بھی اللہ سے ملا دینے والا عمل ہے، — کیا تمہیں نہیں معلوم کہ صدقہ دینا اللہ سے معاملہ کرنا ہے، جو ہر طرح سے غنی بھی ہے اور کریم بھی ہے، — کیا جو غنی وکریم سے معاملہ کرے گا، گھاٹا اٹھا سکتا ہے، — یقیناً نہیں!

○ — تو اللہ کی راہ میں ایک ذرّہ خرچ کرے گا، وہ اس کا ایک پہاڑ کر دے گا،

○ — تو اس کی راہ میں ایک قطرہ خرچ کرے گا، وہ اس کے بدلے سمندر کر دے گا،

وہ دُنیا وآخرت میں اپنی عطا سے تجھے سرفراز کرے گا، اور تیرا اجر وثواب پورا پورا دیا جائے گا۔

دُنیا وآخرت کی بجائے اُس سے اُسی کو مانگیں:

اے لوگو! جب تم اللہ سے لین دین رکھو گے تو تمہاری کھیتیاں پھلیں پھولیں گی، نہریں بہہ نکلیں گی، — تمہارے درختوں

پر پتے اور شاخیں نکلیں گی، اور پھلی خوب آنے سے درخت لد جائیں گے،— نیک کام کرنے کے لئے شوق دلاؤ، بدی سے بچنے کی ترغیب دو،— یوں اللہ کے دین کی مدد کرو، دین کے دشمنوں سے دشمنی کرو،— سچا آدمی (صدیق) جو نیکی کے کاموں میں اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ رکھتا ہے، اس کی صداقت، خلوت اور جلوت، خوشی اور غمی، سختی اور نرمی میں ہمیشہ یاد رہتی ہے۔

اپنی حاجتیں خالق سے طلب کرو، مخلوق سے نہ مانگو،— (بفرضِ محال) اگر مخلوق ہی سے مانگنا پڑ جائے تو اللہ کے پاس اپنے دلوں سے حاضر ہو جاؤ، وہ تمہیں کسی خاص سمت اور جہت سے طلب کرنے کے لئے تمہارے دل میں ڈال دے گا،— اور اگر تمہیں دیا جائے یا روک دیا جائے، تو (یہ دونوں صورتیں) اللہ کی طرف سے ہوں گی، نہ کہ مخلوق کی جانب سے،— اللہ کے ولیوں نے اپنے دل سے رزق کی فکر کو نکال ڈالا ہے،— انہیں معلوم ہے کہ مقدر میں جو رزق ہے، وہ وقت مقررہ پر ضرور ملے گا،— انہوں نے طلب کو چھوڑ دیا ہے اور مالک کے در پر ڈیرہ لگا لیا ہے،— اللہ کے فضل سے وہ اس کے علم اور قرب کی وجہ سے ہر چیز سے لاپرواہ ہو گئے ہیں،— یہ مقام و مرتبہ پا کر وہ خلقت کے لئے قبلہ اور بادشاہ کے دربار میں ان کے داخلے کے لئے خطیب بن جاتے ہیں،— اپنے دلوں کے ہاتھوں سے تھام کر انہیں اللہ تک لے جاتے ہیں، پھر ان کی قبولیت کے لئے اور اللہ کی رضا کی خلعت دلوانے کے لئے محنت و مشقت برداشت کرتے ہیں۔

اللہ کے عارف کامل علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے وہ بندے جن کی بندگی خاص اللہ کے لئے ثابت ہو چکی ہے، وہ اللہ سے نہ دنیا کی طلب کرتے ہیں اور نہ آخرت کی، وہ اس سے اسی کو چاہتے ہیں، اس کے غیر کو نہیں،— دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِ جَمِیْعَ الْخَلْقِ اِلٰی بَابِکَ ھٰذَا اَبَدًا سُوَالِیْ وَالْاَمْرُ اِلَیْکَ ○

''اے اللہ! ساری مخلوق کو اپنے دروازے کی طرف ہدایت کر، میرا تو ہمیشہ تجھ سے یہی سوال ہے، آگے تیرا اختیار ہے۔''

یہ دعا سب کے لئے ہے، اللہ اس پر مجھے ثواب عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جو چاہتا ہے، کرتا ہے،— جب دل کا حال درست ہو جاتا ہے تو خلقت کے لئے رحمت و شفقت سے بھر آتا ہے،—

صدیقین کون ہیں؟

اللہ کے ایک ولی نے فرمایا کہ نیکی کا عمل بکثرت کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا صدیقوں کے سوا اور کوئی شخص نہیں ہے، صغیرہ اور کبیرہ سب گناہوں کو چھوڑنے والا صدیق ہے،— تمام خواہشیں چھوڑ دیتا ہے، مشکوک چیزوں سے نہایت احتیاط سے پرہیز کرتا ہے، اور عام خلقت کے لئے جو کچھ مباح ہے اسے ترک کر دیتا ہے،— اور خالص حلال کا طالب رہتا ہے،— صدیق بڑے دنوں اور لمبی راتوں میں اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے،— خلق کے منافع سے لاعلم ہوتا ہے،— ضرورت کے وقت اس کے لئے اللہ کی طرف سے خرقِ عادت کا حکم ہوتا ہے،— اور ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے کہ جہاں کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا،— اسے لینے کا حکم ہوتا ہے،— اسے تمام چیزیں خالص اور صفا ملتی ہیں، کیونکہ:

- وہ ایک عرصہ تک محروم رکھا گیا،
- اس کی حسرتیں سینے پر توڑی گئیں،
- اس نے اپنی اغراض کے عدم حصول پر صبر کیا،
- ہر حالت میں کیا گیا سوال اس کے منہ پر مارا گیا،
- دعا کرتا تھا، کچھ قبولیت نہ ہوئی،
- سوال کرتا اور اس کا سوال پورا نہ کیا جاتا،
- شکوہ وشکایت کرتا لیکن گلہ بڑھتا چلا جاتا،
- خوشی کو طلب کرتا اور نہ پاتا،
- بچنا چاہتا لیکن مصیبت سے نکلنے کی راہ نہ پاتا،
- خدا پرست ہو کر خالص عمل کرتا، ولیکن جس کے لئے عمل کرتا، اس کا قرب نہ پاتا، گویا کہ وہ ایمان والا اور خدا پرست نہیں۔

باوجود ان سب باتوں اور نظر انداز کئے جانے کے وہ ہمیشہ مدارات اور صبر کا دامن تھامے رہا، — اس پر یہ کھل چکا تھا کہ اس کا صبر اس کے دل کی دوا ہے اور اس کے باطن کی صفائی اور قرب الٰہی کا سبب ہے، — اور یہ کہ اس آزمائش کے بعد اسے خیر حاصل ہوگی، — اس کا یہ خیال بھی تھا کہ یہ آزمائش اس لئے ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ:

- کون ایمان والا ہے اور کون منافق،
- کون خدا پرست (موحد) ہے اور کون بت پرست (مشرک)،
- کون مخلص ہے اور کون ریاکار،
- کون بہادر ہے اور کون بزدل،
- کون ثابت قدم ہے اور کون ڈگمگانے والا،
- کون صبر کرنے والا ہے اور کون گھبرانے والا،
- کون حق والا ہے اور کون باطل،
- کون سچا ہے، اور کون جھوٹا،
- کون دوست ہے اور کون دشمن،
- کون فرماں بردار ہے اور کون نافرمان،

تا کہ ہر ایک کی الگ الگ پہچان ہو جائے۔

اپنا دل اللہ کے لئے خالی اور خالص رکھ:

ایک ولی اللہ نے فرمایا کہ دُنیا میں اس طرح رہو کہ جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج کرتا ہے، — بلاٹل جانے کی اُمید پر دوا کی تلخی کو برداشت کرتا ہے اور صبر کرتا ہے، — تم پر ساری مصیبتیں اور تکلیفیں اس لئے ہیں کہ مخلوق کو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور اس سے نفع ونقصان، اور عطا اور منع کے بارے میں ان پر نظر رکھتے ہو، — مصیبتوں سے نجات اور ساری دوا اس میں ہے کہ:

- O — تیرے دل سے خلقت نکل جائے،
- O — قضاوقدر کے نازل ہونے پر تو ثابت قدمی سے جمارہے،
- O — خلقت پر برتری اور ریاست کا طالب نہ رہے،
- O — اپنا دل اللہ کے لئے خالی اور خالص رکھ،
- O — اپنا باطن اس کے لئے صاف رکھ،
- O — تیری ہمّت اسی کی طرف بلند ہوتی رہے،

جب یہ بات تیرے لئے ثابت ہوجائے تو تمہارا دل بلند ہوگا، اور نبیوں، پیغمبروں، شہیدوں، صالحین اور مقرّب فرشتوں کی صفوں میں شامل ہوجائے گا، — اس حالت کی برقراری وبقا جس قدر ہوگی، اتنی ہی عظمت وبزرگی ملے گی، — بلندی ملے گی، ترقی ملے گی، — حکومت ملے گی، امارت ملے گی، — اس وقت:

- O — تیری طرف وہ چیز آئے گی کہ آئے گی،
- O — والی ہوگے جس چیز کے ہوگے،
- O — دیا جائے گا، جو دیا جائے گا،

جو شخص اس کلام کے سننے، اور اس پر ایمان لانے اور اس کے اہل کا احترام کرنے سے محروم رہا تو ایسا شخص بے نصیب ہے۔

اے (میری طرف سے غفلت برت کر) مجھے چھوڑنے والو! —

اور اپنی معیشتوں میں مشغول ہونے والو! —

(سن لو!)، — (ذریعہ) معاش میرے پاس ہے، — نفع میرے پاس ہے، — آخرت کا سامان میرے پاس ہے، — کبھی میں آواز دینے ولا ہوں، — کبھی رہنمائی کرنے والا ہوں، — کبھی سودا طے کرانے والا ہوں، — کبھی اسباب اور مال ومتاع کا مالک ہوں، — میں ہر ایک کو اس کا حق ادا کرتا ہوں، — جب مجھے آخرت کی کوئی چیز ملے تو میں اکیلے نہیں کھاتا، کیونکہ جو کریم ہوتا ہے وہ تنہا کھانے والا نہیں ہوتا، — جس پر اللہ کا کرم آشکارا ہوگیا، وہ بخیل نہیں ہوتا، — جسے اللہ کی پہچان ہوگئی، ماسوا اس کے لئے ذلیل ہے، — بخل تو نفس سے ہوتا ہے، — مخلوق کے نفس کی نسبت عارف کا نفس مردہ ہے

ہے۔۔۔۔ اس کا نفس تو اللہ کے وعدے پر اطمینان والا اور تسکین والا ہے،۔۔۔ اور اس کے عذاب سے خوف رکھنے والا ہے۔

التجا ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَا رَزَقْتَ الْقَوْمَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

"الٰہی! جو کچھ تو نے اپنے پیاروں کو عنایت فرمایا ہے، ہمیں بھی عنایت فرما،۔۔۔ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر،۔۔۔ اور آخرت کی بھلائی عطا کر،۔۔۔ اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ، آمین!۔"

پندرہویں مجلس

(منعقدہ ۹ ذیعقد ۵۴۵ھ بروز اتوار بمقام خانقاہ شریف)

ایمان والا سامانِ آخرت کرتا ہے، کافر سارا فائدہ لیتا اور مزے اُڑاتا ہے:

ایمان والا حسب ضرورت لیتا ہے، کافر سارا فائدہ لیتا اور مزے اڑاتا ہے،۔۔۔ ایمان والا تھوڑے سے گزر اوقات کرتا ہے، اور بہت سا مال آخرت کے لئے آگے بھیجتا رہتا ہے،۔۔۔ جتنا سامان مسافر اپنی ضرورت کے مطابق اٹھا سکے، اسی قدر وہ اپنے نفس کے لئے رکھ لیتا ہے،۔۔۔ اس کا سارا مال، اور پوری ہمت اور دل آخرت میں لگے ہوئے ہیں،۔۔۔ اس کا دل دُنیا سے کٹ کر اسی طرف لگا ہوا ہے،۔۔۔ وہ اپنی سب عبادتیں آخرت میں بھیجتا ہے، دُنیا اور دُنیا والوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا،۔۔۔ اگر اس کے پاس اچھا کھانا ہو تو وہ اس نیت سے فقیروں کو کھلا دیتا ہے کہ اُسے آخرت میں اس سے بہتر کھلایا جائے گا،۔۔۔

مومن عارف عالم کا دلی مقصود قربِ الٰہی کا دروازہ ہے،۔۔۔ اور یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں اللہ سے واصل ہو جائے،۔۔۔ ایمان والے کے دل کے قدموں اور باطن کی سیر کی انتہا قربِ الٰہی ہے،۔۔۔

میں تجھے قیام اور قعود، اور رکوع اور سجود اور بے خوابی اور محنت ومشقت میں دیکھتا ہوں،۔۔۔ لیکن تیرے دل کا یہ حال ہے کہ وہ:

- ۔۔۔ نہ تو اپنی جگہ سے عروج وترقی کرتا ہے،
- ۔۔۔ نہ اپنے وجود کے گھر سے نکلتا ہے،
- ۔۔۔ نہ اپنی عادت سے باز آتا ہے،

تو مولیٰ کی طلب میں سچائی دکھا کہ تیری سچائی (صدق) تجھے بہت سی مشقت سے بے پروا کر دے گی،۔۔۔ اپنے وجود کے انڈے کو صدق کی چونچ سے کھٹک دے،۔۔۔ جن دیواروں سے تجھے خلقت دکھائی دیتی ہے، اور جن کے بیچ میں تو قید ہے، توحید اور اخلاص کی کدالوں سے ان دیواروں کو گرا دے،۔۔۔ طلب کے جس پنجرے سے تو چیزوں کا طالب ہوتا ہے، اپنے

زُہد کے ہاتھ سے اسے توڑ ڈال، ــــ اپنے دل کے ساتھ اڑ جا اور قرب الٰہی کے دریا کنارے اتر جا، ــــ اس وقت سابقہ تقدیر الٰہی کا ملاح عنایت الٰہی کی کشتی لے کر آئے گا اور تجھے اس پر سوار کر کے اللہ تک پہنچا دے گا، ــــ یہ دُنیا دریا ہے اور بندے کا ایمان اس کے لئے کشتی ہے، ــــ اسی لئے حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نصیحت ارشاد فرمائی:

"بیٹا! دُنیا دریا ہے اور ایمان کشتی، ــــ عبادات ملاح، ــــ اور کنارا آخرت ہے۔"

اے گناہوں پر اصرار کرنے والو! ــــ عنقریب تم پر وہ وقت آنے والا ہے کہ نہ آنکھیں تمہاری ہوں گی، نہ کان تمہارے ہوں گے، ــــ تم اپاہج اور محتاج ہو گے، ــــ خلقت کے دل تم پر سخت ہو جائیں گے، ــــ تمہارا سارا مال اسباب نقصانوں اور تاوانوں اور چوریوں میں چلا جائے گا، ــــ عقل سے کام لو، ــــ اپنے ربّ کی طرف پلٹ آؤ، اس کے حضور میں توبہ کرو، ــــ مال پر بھروسہ نہ کرو، نہ اسے اس کا شریک ٹھہراؤ، ــــ نہ اس کے ساتھ ٹھہرو، ــــ مال کو دلوں سے نکال دو، ــــ اسے اپنے گھروں اور جیبوں کے اندر اپنے غلاموں اور وکیلوں کے پاس رکھوا دو ــــ اور موت کے انتظار میں رہو، ــــ حرص کو کم کر دو اور اُمیدوں کو گھٹا دو، ــــ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان والا، اللہ کی معرفت رکھنے والا، اللہ سے دُنیا و آخرت نہیں مانگتا، وہ اپنے مولیٰ سے مولیٰ ہی کو طلب کرتا ہے۔

اللہ کی طرف اپنے دل سے رجوع کرو:

اے بیٹا! تو اپنے دل سے اللہ کی طرف رجوع کر، ــــ توبہ کرنے والا وہی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو، ــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ ○ "اپنے ربّ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔"

یعنی اپنی ہر چیز کو اس کے حوالے کر دو، ــــ اپنے نفس اس کے سپرد کر دو، ــــ نفس کو اس کی قضا اور قدر، اس کے امر و نہی، اور اس کے تصرّفات کے سامنے ڈال دو، ــــ اپنے دلوں کو اس کے حضور میں بے زبان، ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کے بغیر، کسی بھی چون و چرا کے بغیر، کسی جھگڑے اور مخالفت کے بغیر ڈال دو، ــــ اس کی موافقت اور تصدیق کرتے رہو اور یوں کہو:

"امر الٰہی سچا ہے، ــــ تقدیر سچی ہے، ــــ قضا[1] سچی ہے۔"

جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارے دل اس کی طرف رجوع کر کے اس کا مشاہدہ کرنے لگیں گے، ــــ پھر کسی چیز سے مانوس نہ ہوں گے بلکہ عرش الٰہی سے لے کر فرش کی تہہ تک کی تمام چیزوں سے وحشت کھائیں گے، ــــ ساری خلقت سے الگ ہو کر اور نئی پیدا ہونے والی سب چیزوں سے تعلق توڑ کر اللہ کی طرف دوڑیں گے، ــــ

پیرو مرشد کا ادب وہی کر سکتا ہے جو ان کی صحبت میں رہا ہو، ــــ اور اللہ کے ساتھ ان کے جو احوال تھے، ان میں سے بعض

[1] یعنی جو کچھ ہونے والا تھا وہ پہلے لکھا جا چکا تھا۔

سے آگاہ ہو، ــــ اللہ والے تعریف اور برائی کی پرواہ نہیں کرتے، ــــ وہ تعریف کو گرمی اور رات کی طرح سمجھتے ہیں، اور برائی کو سردی اور دن کی طرح خیال کرتے ہیں، ــــ اور انہیں اللہ ہی کی طرف سے سمجھتے ہیں، اس لئے کہ ان دونوں کو لانے کے لئے اللہ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا، ــــ جب ان پر یہ بات ثابت ہوگئی تو وہ تعریف کرنے والوں کے آگے نہیں پڑتے، ــــ اور برائی کرنے والوں کے پیچھے نہیں بھاگتے، ــــ سب سے ایک سے رہتے ہیں، کسی سے مشغول نہیں ہوتے، ــــ ان کے دلوں سے خلقت کا اچھا اور بُرا جاننا نکل گیا ہے، ــــ وہ کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ ہر ایک سے رحمت سے پیش آتے ہیں۔

صِدق کے بغیر علم کا کچھ نفع نہیں:

صدق کے بغیر علم تجھے کیا نفع دے گا، ــــ علم دے کر اللہ نے تجھے راہ سے ہٹا دیا، ــــ تیرا علم سیکھنا اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا سب خلقت کے لئے ہے، تاکہ وہ تمہاری دعوت کریں، اور تمہارے لئے اپنا مال خرچ کریں، ــــ اپنے گھروں اور مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں، ــــ یہ بات مان لو کہ تمہیں ان سے یہ سب حاصل ہو جائے گا، لیکن جب تمہیں موت اور عذاب اور قبر کی تنگی اور خوف تمہارے اور ان کی بیچ میں حائل ہو جائیں گے، اور وہ تمہاری کسی طرح سے کوئی مدد نہ کرسکیں گے، ــــ اور جو کچھ تو نے ان کے مالوں سے کمایا، وہ تیرے نہیں اوروں کے کام آئے گا، ــــ البتہ اس کا حساب وعذاب تمہارے ذمہ ہوگا۔

اے بد بخت!، ــــ اے محروم! ــــ تو ان میں سے ہے جو دُنیا میں کام کرنے والے ہیں، اور تکلیف اٹھانے والے ہیں، ــــ اور قیامت کے دن دوزخ میں تکلیف اٹھانے والا ہوگا، ــــ

عبادت ایک صنعت ہے، اولیاء وابدال جو کہ مخلص اور اللہ کے مقرّب ہیں، وہی اس کے اہل ہیں، ــــ وہ دل سے باعمل عالم ہیں، زمین میں اللہ کے نائب اور نبیوں اور رسولوں کے وارث ہیں، تم نہیں ہو، ــــ اے حرص کے بندو! ــــ اے زبان درازی اور باطن کی جہالت سے ظاہری فقہ میں مشغول رہنے والو! ــــ سمجھ سے کام لو، علم حاصل کرو، اور اس پر عمل بھی کرو۔

زبانی ایمان کافی نہیں، دل کی گواہی لازم ہے:

اے بیٹا! تو کچھ بھی نہیں جب تک تیرا اسلام صحیح نہ ہو، ــــ تو اسلام کی کسی چیز پر نہیں، ــــ کلمہ شہادت جو کہ اسلام کی بنیاد ہے، وہ بھی تیرے لئے کافی نہیں، ــــ زبان سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کہتا ہے، (لیکن عمل سے اس کی نفی کرتا ہے) یعنی تو جھوٹ بولتا ہے، ــــ تیرے دل میں معبودوں کی ایک جماعت ہے:

- ــــ وقت کے حاکم اور محلّہ کے سرکردہ سے ڈرنا تیرا معبود ہے،
- ــــ اپنی آنکھ اور کان اور ہاتھ کی گرفت پر اعتماد کرنا تیرا معبود ہے،
- ــــ نفع ونقصان اور منع وعطا کے لئے خلقت کی طرف متوجہ ہونا تیرا معبود ہے،

بہت سے لوگ ان چیزوں پر توکّل کئے بیٹھے ہیں، ــــ جبکہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ پر بھروسہ ہے، ــــ ان کا اللہ کو

یاد کرنا زبانی کلامی ہے، دل سے نہیں، — اس معاملہ میں جب انہیں پرکھا جائے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور جھگڑنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں:

''ہمیں ایسا کیوں کہتے ہو، — کیا ہم مسلمان نہیں!''

کل قیامت کے دن سب سامنے آ جائے گا، — رسوائی اور خسارہ ظاہر ہو جائیں گے، —

تجھ پر افسوس ہے کہ لَآ اِلٰـہَ کہتے ہو، (یعنی کوئی معبود نہیں) ، یہ کلی نفی ہے، — اِلَّا اللّٰہ کہتے ہو، (یعنی اللہ ہی معبود ہے، کوئی اور نہیں) ، یہ کلی اثبات ہے — گویا خدا کے لئے نہ کہ اس کے غیر کے لئے، — اور جب تیرے دل نے اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ کیا تو تُو کلی اثبات میں جھوٹا ہو گیا، — اور جس پر تو نے بھروسہ کیا، وہی تیرا معبود ٹھہرا، — ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں، دل ہی سب کچھ ہے، —

○ — وہی مومن (ایمان والا) ، ○ — وہی موحّد (توحید والا) ،

○ — وہی مخلص، وہی متقی و پرہیز گار، ○ — وہی زاہد، وہی (موقن) (یقین رکھنے والا)

○ — وہی عارف، وہی عامل، ○ — وہی امیر، وہی بادشاہ،

باقی سب اعضاء اس کے تابعدار اور لشکر ہیں، — جب تم لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو، تو پہلے دل سے کہو، پھر زبان سے، — اللہ ہی پر توکل کرو اور اس کے غیر کا سہارا چھوڑ دو، — ظاہری طور پر شرعی حکم کی تعمیل میں رہو اور باطنی طور پر اللہ کے ساتھ لگے رہو، — بھلائی اور برائی کو ظاہر پر چھوڑ دو، — اور باطن کی بھلائی اور برائی کے پیدا کرنے والے کے ساتھ جوڑ دو، — جس نے اسے پہچان لیا، اس کا فرماں بردار ہو گیا، — اس کے سامنے زبان بولنا بھول گئی، — اللہ اور اس کے نیک بندوں کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے والا بن گیا، — اس کا فکر اور غم اور گریہ زاری دوگنا ہو گئے، — خوف اور دہشت بڑھ گئے، — بدعملی پر شرمندگی ہونے لگی، حیا آنے لگی، — اگلے گناہوں اور خطاؤں پر شرم آنے لگی، — جو کچھ معرفت اور علم اور قرب الٰہی پایا تھا، اس کے زوال کا خوف اور ڈر رہو گیا، — کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، — اور لَا یُسْـئَلُ عَمَّـا یَفْعَلُ وَھُمْ یَسْـئَلُوْنَ (سورہ الانبیاء) — یعنی ''جو کچھ وہ کرے اس کی کوئی پوچھ نہیں، اور ان سے پوچھ ہوگی'' — عارف دونگاہوں کے درمیان تردد میں رہتا ہے، — جب وہ عمل کے لئے اپنی اگلی کوتاہی اور بے حیائی اور نادانی اور غرور کی طرف دیکھتا ہے، — شرم کے مارے مرا جاتا ہے، — اس کی پکڑ سے ڈرا جاتا ہے، اور آئندہ کی طرف دیکھتا ہے کہ:

○ — آیا وہ مقبول ہوتا ہے یا مردود،

○ — جو کچھ عطا فرمایا گیا ہے وہ چھین لیا جائے گا، یا بحال رہے گا،

○ — قیامت کے دن ایمان والوں کی صحبت ملتی ہے یا کافروں کی،

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَعۡرَفُكُمۡ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّكُمۡ لَهٗ خَوۡفًا ○

''میں تم سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا ہوں، ــــ اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا۔''

اہلِ عرفان میں سے گنے چُنے ہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں بجائے خوف کے امن نصیب ہوتا ہے، ــــ جو کچھ ان کے مقدر میں طے ہو چکا ہے، وہ انہیں سنا دیا جاتا ہے، ــــ انہیں اپنے انجام اور ٹھکانے کا پتہ ہوتا ہے، ــــ لوحِ محفوظ پر جو کچھ ان کے لئے لکھا ہے، ان کا باطن اسے پڑھ لیتا ہے، ــــ باطن سے دل کو خبر ہو جاتی ہے، لیکن اس آگاہی کے ساتھ اسے چھپانے کی ہدایت بھی کر دیتا ہے تا کہ نفس کو اس امر کا بالکل علم نہ ہو، ــــ

اس امر کا آغاز اسلام لانا، احکام پر عمل پیرا ہونا اور منع کئے ہوئے سے باز رہنا اور آفتوں پر صبر کرنے سے ہے، ــــ اور اس امر کی انتہا یہ ہے کہ:

○ ــــ ماسوا اللہ کو چھوڑ دینا، ○ ــــ مٹی اور سونا، تعریف اور برائی برابر ہوں،

○ ــــ دینا اور نہ دینا، ایک ہوں، ○ ــــ جنت اور دوزخ، نعمت اور مصیبت برابر ہوں،

○ ــــ امیری اور فقیری، خلقت کا وجود اور عدم ایک ہو جائیں۔

جب یہ حالت کامل ہو جائے، تب اللہ اس کا ہو جاتا ہے، ــــ اللہ کی طرف سے اسے خلقت کی سرداری اور ولایت کا فرمان آ جاتا ہے، ــــ پھر جو بھی اسے دیکھتا ہے، اللہ کی ہیبت اور اللہ کی طرف سے اُسے ملنے والی نورانیت کی تمنا کرتا ہے،

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِي الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، ــــ اور آخرت کی بھلائی عطا کر، ــــ اور دوزخ کے عذاب سے بچا، آمین!''

سولہویں مجلس

(منعقدہ ۱۱ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء، بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیا کی لذت اس کی اہانت کرنے میں ہے:

آپ نے درس دینے سے پہلے کچھ گفتگو فرمائی، پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت (خواجہ) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دُنیا کی اہانت کرو، اللہ کی قسم! دُنیا کی لذت اس کی اہانت کرنے میں ہے۔''

قرآن وسُنّت پر عمل اللہ ورسول کی پہچان کا ذریعہ ہے:

اے بیٹا! تیرا قرآن مجید پر عمل کرنا تجھے اس کے اتارنے والے کی پہچان کرائے گا، ــــ تیرا سُنّت پر عمل کرنا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کرائے گا، ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہمّت اور قلب مبارک سے اللہ کے ولیوں کے دلوں

کو گھیرے رہتے ہیں، ——

○ —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے دلوں کو معطر اور خوشبودار بنانے والے ہیں، ——
○ —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے باطنوں کو صفائی اور آپ ہی ان کو زینت بخشنے والے ہیں، ——
○ —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے قرب کا دروازہ کھلوانے والے ہیں، ——
○ —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کا بناؤ سنگھار کرنے والے ہیں، ——
○ —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی باطنوں اور دلوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سفیر اور پیام بر ہیں، ——

جب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک قدم بڑھے گا، تیری فرحت بڑھ جائے گی، —— جسے یہ حال نصیب ہو اس پر لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر گزار ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا اس کے لئے ضروری ہے، —— اس کے سوا خوش ہونا خوش فہمی ہے، ہوس ہے، —— دُنیا میں جاہل خوش جبکہ عالم دُنیا میں غم زدہ رہتا ہے، —— جاہل تقدیر سے جھگڑتا ہے، مناظرہ کرتا ہے، جبکہ عالم تقدیر کی موافقت کرتا ہے، اور راضی برضا رہتا ہے۔

اے مسکین! تقدیر الٰہی سے جھگڑا اور فساد نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائے گا، —— مقصود یہی ہے کہ تو افعال الٰہی پر راضی رہے، اور اپنے دل سے خلقت کو نکال دے، اور دل سے خلقت کے خالق سے مل جا، —— خالق سے دل اور باطن اور باطن الباطن سے ملاقات کر، —— اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں کی ہمیشہ تابع داری کرتے رہو، —— اگر تو یہ خدمت گزاری ہمیشہ کر سکتا ہے تو کرتا رہ، —— اسی میں تیرے لئے دُنیا اور آخرت کی بھلائی ہے، —— اگر تو ساری دُنیا کا مالک ہو جائے اور تیرا دل ان کے دلوں جیسا نہ ہو تو تُو گویا ایک ذرّے کا بھی مالک نہیں، —— جو اللہ کے لئے اپنے دل کی اصلاح کرے، دُنیا و آخرت اس کے ساتھ ہوئے، وہ اللہ کے حکم سے عوام اور خواص پر حکومت کرتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مقابل دُنیا دار کی کیا حیثیت ہے:

تجھ پر افسوس، تو اپنی قدر کو پہچان، اولیاء اللہ کے مقابل تیری کیا حیثیت ہے، —— تیرا سارا مقصود تو کھانا پینا، نکاح کرنا اور دُنیا کو جمع کرنا اور پھر اس پر حرص کرنا ہے، —— تو دُنیا کے کاموں میں بڑا سرگرم ہے جبکہ آخرت کے کاموں میں ناکارہ ہے، —— اپنے گوشت کو موٹا تازہ کر کے کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض کا نوالہ بنا رہا ہے —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً يَا بَنِيْ اٰدَمَ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ وَاجْمَعُوْا لِلْاَعْدَاءِ ۝

''اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز صبح وشام آواز دیتا ہے: ''اے اولادِ آدم! تم مرنے کے لئے پیدا ہوتے ہو، —— ویرانی کے لئے عمارت بناتے ہو، اور دشمنوں کے لئے مال جمع کرتے ہو۔''

ایمان والے کے ہر کام میں نیک نیتی ہوتی ہے، وہ دُنیا میں کوئی کام حصولِ دُنیا کے لئے نہیں کرتا، —— دُنیا میں آخرت کے

لئے عمارت بناتا ہے، — وہ مسجدیں، پل، مدرسے اور سرائیں بناتا ہے، — مسلمانوں کے رستوں کو درست کرتا ہے، — ان کے علاوہ اگر وہ کچھ بناتا ہے تو بیوی بچوں، بیواؤں اور محتاجوں اور ضرورتوں کے لئے ہے، — یہ سب وہ اس لئے کرتا ہے کہ اس کے بدلے میں اس کے لئے آخرت میں محل تیار ہو سکیں، — وہ یہ سب اپنی خواہش اور حرص اور نفس کے لئے نہیں کرتا۔ — اولادِ آدم کی حالت جب سدھر جائے تو اپنی تمام حالتوں میں اللہ کے ساتھ رہتا ہے، — فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مقام حاصل کرتا ہے، — اس کا دل نبیوں اور رسولوں سے مل جاتا ہے، — جو کچھ انبیاء کرام لے کر آئے تھے، وہ ان کو اپنی زبان سے، اپنے عمل سے اور ایمان و یقین کے ساتھ قبول کرتا ہے، — اسی لئے وہ دُنیا و آخرت میں ان سے ملا ہوا رہتا ہے، —

اللہ کی یاد میں رہنے والا ہمیشہ زندہ ہے، — وہ ایک مقام کی زندگی سے دوسرے مقام کی زندگی حاصل کرتا ہے، — اس کے لئے موت ایک لمحے کی ہے، — ذکرِ الٰہی جب دل میں جگہ بنا لیتا ہے تو بندہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، اگرچہ زبان سے ذکر نہ کرے، — جو بندہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں رہتا ہے تو اللہ کی موافقت اور اس کے کاموں سے راضی رہتا ہے:

○ — اگر گرمی کے موسم میں موافقت نہ کرے تو گرمی ستائے گی،

○ — اگر سردی کے موسم میں موافقت نہ کرے تو سردی ستم ڈھائے گی،

دونوں موسموں میں موافقت اختیار کرنا ان کی تکلیف اور سختی کو دور کرتی ہے، — اسی طرح تمام بلاؤں مصیبتوں اور آفتوں میں موافقتِ الٰہی پریشانی اور تنگی، تکلیف اور تنگ دلی اور بے چینی کو ان کے نزول کے وقت دور کر دیتی ہے۔

اللہ والے ہر حال میں مغفرت و نجات کی اُمید رکھتے ہیں:

اولیاء اللہ کے معاملات کیسے عجیب اور ان کے احوال کیا ہی اچھے ہیں، — اللہ کی طرف سے انہیں جو کچھ بھی پہنچتا ہے، وہ انہیں پسند ہوتا ہے، — اللہ تعالیٰ نے انہیں معرفت کی شراب پلا دی ہے، — انہیں اپنے لطف و کرم کی گود میں سلاتا ہے، اپنے اُنس سے انہیں مانوس بناتا ہے، — اللہ کے قرب میں رہنا انہیں محبوب ہے، ماسوا اللہ سے دور رہنا انہیں مرغوب ہے، — اس کے حضور میں مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں، — اللہ کی ہیبت ان پر حاوی ہو چکی ہے، — وہ جب چاہتا ہے انہیں اٹھا کر کھڑا کر دیتا ہے، اور زندہ و ہوشیار بنا دیتا ہے، — ذاتِ الٰہی کے سامنے وہ ایسے ہیں جیسے اصحابِ کہف اپنے غار میں تھے۔ جن سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۝ (سورۂ کہف)

"اور ہم ان کی دائیں اور بائیں کروٹیں بدلتے ہیں۔"

مخلوق میں وہ سب سے زیادہ عقل رکھتے ہیں، — وہ اپنے ربّ سے ہر حال میں مغفرت اور نجات کی اُمید رکھتے ہیں، اور یہی ان کی زندگی کا مقصود ہے۔

جو کچھ بھی تیرے پاس ہے سب مستعار ہے:

تجھ پر افسوس ہے کہ تیرے عمل تو دوزخیوں جیسے ہیں اور جنت کی اُمید لگائے بیٹھے ہو، — جنت لالچ کرنے کی جگہ نہیں ہے اور تو اس کے لئے لالچ کر رہا ہے، — جو چیز تجھے چند دن کے لئے عاریتاً ملی ہے، اس پر غرور نہ کر، وہ چیز تجھ سے عنقریب لے لی جائے گی۔ تمہیں زندگی مستعار عنایت فرمائی تا کہ تو اس میں اللہ کی اطاعت کرے، لیکن تم اسے اپنا سمجھ کر اس میں جو چاہتے ہو عمل کرتے ہو، — جس طرح زندگی تیرے لئے مستعار ہے، اسی طرح عافیت تیرے لئے مستعار ہے، — غنا اور امن اور عزت تیرے لئے مستعار ہیں، اور اللہ کی نعمتوں میں سے جو کچھ تیرے پاس ہے وہ سب مستعار ہے، — تم ادھار ملی ہوئی ان چیزوں میں حد سے نہ بڑھو کیونکہ تم سے ان سب کے بارے میں استفسار کیا جائے گا، — تمہیں جو بھی نعمتیں میسر ہیں، سب اللہ کی طرف سے ہیں، — ان کے ذریعے سے اللہ کی اطاعت پر مدد چاہو، — جن چیزوں کی طرف تمہارا دل کھنچتا ہے، اولیاء اللہ کے نزدیک اللہ کے قرب سے دور کرنے والی ہیں، — وہ دُنیا و آخرت میں ذاتِ الٰہی کے ساتھ سلامتی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

وَافِقِ الْحَقَّ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ وَلَا تُوَافِقِ الْخَلْقَ فِی الْحَقِّ ۝

''خلقت کے معاملے میں اللہ کی موافقت کرو، — اور حق تعالیٰ کے معاملے میں خلقت کی موافقت نہ کرو۔''

جو ٹوٹا سو ٹوٹ گیا، جو جُڑ گیا سو جُڑ گیا، — اللہ کی موافقت کرنا اس کے نیک بندوں سے سیکھو جو اس کے ہر کام میں موافقت کرنے والے ہیں۔

سترہویں مجلس

(منعقدہ ۱۴ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز جمعہ صبح کے وقت بمقام مدرسہ قادریہ)

رزق کی فکر چھوڑ، وہ تجھے خود تلاش کرتا ہے:

تو اپنے رزق کی فکر مت کر، تیرے رزق کو تلاش کرنے سے بڑھ کر رزق کو تیری تلاش ہے، — آج کے دن کا رزق مل جائے تو آنے والے کل کے رزق کے لئے پریشان مت ہو، — جس طرح تو نے گزرے ہوئے کل کو چھوڑ دیا، کہ وہ دن گزر گیا، — تجھے کیا خبر کہ آنے والے کل کا دن آئے کہ نہ آئے، اس لئے تو آج کے دن میں مشغول رہ، — اگر تم اللہ کو پہچان جاتے تو رزق کی طلب میں اس کی طرف سے غافل نہ ہوتے بلکہ اسی کے ساتھ مشغول رہتے، — اس کی ہیبت تجھے رزق کی تلاش سے روک دیتی، — جسے اللہ کی پہچان (معرفت) ہو جاتی ہے، اس کی زبان بند ہو جاتی ہے، — اللہ کے سامنے اس کی پہچان رکھنے والے (عارف) کی زبان ہمیشہ گنگ رہتی ہے، — حق تعالیٰ خلقت کی اصلاح کے لئے واپس لوٹا دیتا ہے، —

پھر اس کی زبان سے بولنے کی پابندی اٹھا لیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بکریاں چرایا کرتے تھے تو ان کی زبان میں لکنت اور عجلت، رکاوٹ اور توتلا پن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب خلقت کی اصلاح کے لئے انہیں لوٹایا تو ان کے قلب پر الہام فرمایا، —— آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝

''میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔''

گویا وہ بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کر رہے تھے کہ جب تک میں جنگل میں بکریاں چرا رہا تھا، مجھے اس بات کی حاجت نہ تھی، اب چونکہ مجھے مخلوق کے ساتھ مشغول رہنے اور ان سے بات چیت کی ضرورت ہے، اس لئے میری زبان سے لکنت دور کر دے، —— چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے گرہ اٹھا دی گئی، —— پھر جتنی دیر میں کوئی شخص جتنے کلمات بولتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اتنی دیر میں نوے فصیح کلمات بول لیتے تھے جو کہ اچھی طرح سمجھ میں آسکیں۔ بچپن میں آپ نے فرعون اور حضرت آسیہ کے سامنے قبل از وقت کلام کرنا چاہا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ میں دہکتا انگارہ رکھوا دیا تاکہ آپ خاموش رہیں۔

بندے کے دل کی آبادی اسلام سے ہے:

اے اللہ کے بندے! میں دیکھتا ہوں کہ تجھے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے محبوب بندوں اولیاء اور ابدال جو کہ نبیوں کے جانشین ہیں، اور خلقت میں ان کے خلیفہ ہیں، کی بہت ہی کم معرفت ہے۔

○ —— تو معنی سے خالی ہے، حقیقت کو کچھ نہیں سمجھتا،

○ —— تو بغیر پرندے کے پنجرہ ہے، ○ —— تو خالی اور ویران مکان ہے،

○ —— تو ایسا درخت ہے جس کے سوکھنے سے پتے جھڑ گئے ہوں۔

بندے کے دل کی آبادی اسلام سے ہے، —— اس کی حقیقت کی تحقیق یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے، —— (چنانچہ) تو اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے حوالے کر دے، وہ تیرے نفس اور تیرے غیر کو تیرے حوالے کر دے گا، تو دلی طور پر اپنی ذات اور خلقت سے نکل جا، اپنے آپ اور اپنے غیر سے برہنہ وجدا ہو کر خالق کے سامنے کھڑا ہو، —— پھر اللہ کو جب منظور ہوگا تجھے لباس پہنا کر خلقت کی طرف لوٹا دے گا، —— پس تو اپنی ذات میں اور خلقت کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کو بھیجنے والے ربّ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے اس کے حکم کی تعمیل کرے گا، —— اس کے بعد ہر حکم کا منتظر رہے گا اور ہر حکم کی موافقت کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے گا، —— ہر وہ شخص جو اللہ کی ذات کے سوا خالی ہو کر اپنے قلب اور باطن کے قدموں کے بل اس کے حضور میں کھڑا ہو، —— زبانِ حال سے وہی کہے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ (سورہ طٰہٰ)

''الٰہی! میں نے تیری طرف آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے۔''

میں نے تیری خوشنودی کے لئے ساری مخلوق اور دُنیا و آخرت کو چھوڑ دیا، ــــ تمام اسباب اور ارباب کو چھوڑ دیا، ــــ تیری طرف جلدی سے نہایت عاجزی سے بڑھا تا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور اس سے پہلے جو مخلوق کے ساتھ ٹھہرا رہا، (مخلوق کے ساتھ رہنے کے گناہ کو) بخش دے۔

اے جاہل! تجھے ان باتوں سے کیا غرض:

- ــــ تو تو اپنے نفس اور دُنیا اور خواہشوں اور مخلوق کا بندہ ہے،
- ــــ تو خلقت کو اللہ کا شریک بنانے والا بندہ ہے، کیونکہ نفع ونقصان میں تیری نگاہ انہی کی طرف اٹھتی ہے،
- ــــ تو جنت کا بندہ ہے اور اس میں داخل ہونے اُمید رکھتا ہے،
- ــــ تو جہنم کا بندہ ہے، اس میں داخل ہونے سے ڈرتا ہے،

تو اس خدا سے جو کہ دلوں اور نگاہوں کو پلٹ دینے والا ہے، ــــ اور ہر چیز کو ایک حرفِ کُن کہہ کر پیدا کرنے والا ہے، تو اس خدا سے کہاں بھاگ رہا ہے، ــــ

اطاعت کے قبول ہونے کی دعا کرنا:

اے بیٹا! تو اپنی اطاعت پر ناز اور غرور نہ کر، اور اطاعت کے باعث اللہ سے منہ نہ موڑ، بلکہ اللہ سے اپنی اطاعت کے قبول ہونے کی دعا کر، اور اس بات سے ڈر اور خوف کر کہ کہیں تجھے وہ معصیت کی طرف منتقل نہ کر دے، ــــ وہ کون ہے جو تجھے اس سے بے خوف کر رہا ہے کہ:

- ــــ تیری اطاعت سے کہہ دیا جائے، معصیت بن جا،
- ــــ تیری صفائی سے کہہ دیا جائے، تو مکدّر ہو جا۔

عارف الٰہی کسی چیز پر نہیں ٹھہرتا، اور نہ کسی چیز سے دھوکہ کھاتا ہے، ــــ وہ اس وقت تک امن میں نہیں ہوتا جب تک کہ:

- ــــ اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ دُنیا سے نکل جائے،
- ــــ اللہ اور اس کے درمیان جو معاملات ہیں، اللہ کی حفاظت میں رہتے ہوئے دُنیا سے نکل جائے۔

جو عمل بھی کرو، دل اور اخلاص سے کرو:

اے لوگو! جو عمل بھی کرو، دل اور اخلاص سے کرو، ــــ ظاہری اخلاص یہ ہے کہ ماسوا سے قطع تعلق کر لیا جائے، اللہ کی معرفت اس کا اصل مقصود ہے، ــــ میں تم میں سے اکثر کو اقوال وافعال اور خلوت وجلوت میں جھوٹ بولنے والا دیکھ رہا ہوں، ــــ نہ تم ثابت قدم ہو اور نہ تمہارے دعویٰ کا کوئی گواہ ہے، ــــ تمہارے اقول ہیں، افعال نہیں، ــــ اگر افعال ہیں تو اخلاص ہے نہ توحید، ــــ پرکھنے کا جو معیار (کسوٹی) میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر تو اس سے دوری کرے، ــــ اور اگر تجھے یہی پسند ہے تو اس سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ ــــ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ قبول کر لے تو یہ چیز کھوٹی ہے، بیکار ہے، ــــ تیری

چاندی کے ٹکڑے عنقریب پگھلاتے اور آگ دھکاتے وقت رسوا اور ظاہر ہو جائیں گے، — کہا جائے گا:

''دیکھو یہ چاندی سفید ہے اور یہ قلعی سیاہ ہے، — یہ ملمع اور ملاوٹ کردہ ہے''، —

قیامت کے دن ہر ایک رُخ پھیرنے والا اخراب حال میں نکالا جائے گا، — اسی طرح تمہارے منافقانہ عملوں کے بارے میں حکم ہوگا، جو عمل غیر اللہ کے لئے کیا ہے۔ باطل ہے، — تم محبت اور دوستی کے ساتھ عمل کرو اور صحبت اختیار کرو، اور اسی اللہ کو طلب کرو جس کی مثل کوئی شے نہیں، — جیسا کہ ارشاد باری ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ (سورہ الشوریٰ)

''اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔''

پہلے نفی کرو پھر اثبات کرو، —

○ — جو چیزیں اس کی شان کے لائق نہیں، ان کی نفی کرو،

○ — جو اس کی شان کے لائق ہیں، ان کا اثبات کرو، —

یعنی جو چیز اس نے اپنے لئے پسند فرمائی اور جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے پسند فرمایا، — جب تم ایسا کرو گے تو اللہ کو کسی کے مشابہ جاننا یا بے کار معطل سمجھنا تمہارے دل سے دور ہوگا، —

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی صحبت میں نہایت تعظیم اور تکریم اور عزت کے ساتھ بیٹھو، — اگر تم فلاح و نجات چاہتے ہو تو تم میں سے جب بھی کوئی آئے تو حسنِ ادب کے ساتھ آئے، ورنہ نہ آیا کرے، — تم ہمیشہ فضولیات میں رہتے ہو، — تو جس گھڑی میرے پاس آؤ، سب فضول کام چھوڑ آیا کرو، — بعض اوقات میری محفل میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو قابلِ احترام اور حسنِ ادب کے لائق ہوتے ہیں، اور یہ سب تمہاری عقل و فہم سے باہر ہے، —

○ — باورچی اپنے پکائے ہوئے کو جانتا ہے،

○ — نانبائی اپنی روٹی کو پہچانتا ہے،

○ — صانع کو اپنی صنعت کی پہچان ہے، اور

○ — دعوت دینے والا اپنے مہمانوں اور حاضر ہونے والوں کو خوب پہچانتا ہے۔

دُنیا نے تمہارے دلوں کو اندھا کر دیا ہے، اسی لئے تمہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا، اس سے بچو، — وہ تمہیں تمہارے نفس پر رفتہ رفتہ قدرت دے گی، اور تمہیں اپنے اندر داخل کر لیتی ہے، آخر کار تمہیں ذبح کر ڈالے گی، — پہلے تمہیں اپنی شراب اور بھنگ پلائے گی، پھر تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیتی ہے، اور تمہاری آنکھوں میں گرم سلائی پھیرتی ہے، — جب اس شراب اور بھنگ کا نشہ اُترے گا اور افاقہ ہوگا، پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ دُنیا نے تمہارے ساتھ کیا ہاتھ کیا ہے، — یہ دُنیا کی محبت اور اس

کے پیچھے دوڑنے والے اور اس کے جمع کرنے کی حرص کا نتیجہ ہے، ـــــ یہ دُنیا کا چلن ہے، اس سے بچو۔

دُنیا سے محبت رکھنے والے کے لئے ہرگز فلاح نہیں:

اے بیٹا! دُنیا سے محبت رکھنے والے کے لئے کچھ بھی فلاح نہیں، ـــــ تو آخرت اور ماسوا اللہ سے محبت کرتا ہے، جبکہ دعویٰ اللہ کی محبت کا کرتا ہے، ـــــ اس میں تیرے لئے کوئی صحت اور نجات نہیں، ـــــ حاصل کلام یہ ہے کہ عارف باللہ کا محبت کرنے والا نہ اِس کو نہ اُس کو کا ورنہ ماسوا اللہ کو چاہتا ہے، ـــــ جب اس کی محبت کامل اور ثابت ہوجاتی ہے تو اس کے نصیب میں لکھے دُنیا کے عیش میسر آتے ہیں، جو خوشگوار اور کافی ہوتے ہیں، ـــــ جب آخرت میں پہنچے گا تو جو کچھ پس پشت ڈال رکھا تھا، انہیں اللہ کے دروازے پر پہلے ہی سے موجود پائے گا، ـــــ کیونکہ اس نے یہ سب کچھ اللہ ہی کی رضا کے لئے چھوڑ دیا تھا، ـــــ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ان کے نصیب کی سب چیزیں عنایت فرماتا ہے، حالانکہ وہ ان سب چیزوں سے کنارہ کش ہوتے ہیں، ـــــ

دل کے حظ (مزہ) باطنی ہیں اور نفس کے ظاہری، ـــــ نفس کو اس کے حظوں سے روکنے کے بعد ہی قلب کے حظ حاصل ہوتے ہیں، ـــــ جب نفس کو اس کے حظوظ سے روک دیا جاتا ہے، تب قلب کے حظوظ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ـــــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب دل بھی اپنے حظات سے بے پرواہ ہوجائے تو نفس پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے، ـــــ اس بندے سے کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس کو قتل نہ کر، ـــــ اس وقت نفس کو اس کے حصے (کے حظات) حاصل ہوجاتے ہیں، اور وہ مطمئن ہو کر انہیں لے لیتا ہے، ـــــ اب یہ نفسِ مطمئنہ ہے۔

تو ان لوگوں سے قطع تعلق کر لے جو تجھے دُنیا کی رغبت دلاتے ہیں، ـــــ تو ان لوگوں کی صحبت اختیار کر جو تجھے دُنیا سے نفرت دلائیں، ـــــ ہر جنس اپنے ہم جنس کو چاہتی ہے، ایک دوسرے کے پاس آتا ہے، ـــــ محبت والا محبت والوں کے پاس جاتا ہے تا کہ اس کا محبوب ان کے پاس مل جائے، ـــــ اللہ کو چاہنے والے اسی کے لئے محبت رکھتے ہیں، اسی لئے اللہ بھی ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے، ـــــ انہیں ایک دوسرے سے قوت عنایت کرتا ہے، ـــــ خلقت کو دعوتِ الٰہی دینے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، ـــــ خلقت کو ایمان اور توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں، ـــــ ان کے ہاتھ پکڑ کر اللہ کے رستے پر کھڑا کر دیتے ہیں، ـــــ

- ـــــ جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنا،
- ـــــ جس نے احسان کیا اس کے ساتھ احسان کیا جائے گا،
- ـــــ جو کسی کو دے، اسے بھی دیا جائے گا۔

دوزخیوں کے سے کام کرنے سے دوزخ ہی ملے گا، ـــــ جیسا کرو گے قیامت کے دن ویسا ہی بدلہ ملے گا، ـــــ جیسے تم ہو گے ویسے تم پر حاکم مقرر کئے جائیں گے، ـــــ تمہارے عمل ہی تمہارے حاکم ہیں، ـــــ دوزخیوں کے سے عمل کر کے جنت کی اُمید رکھتے ہو، ـــــ جنتیوں کے سے عمل کئے بغیر جنت کی اُمید کیسی! ـــــ جنت والے تو وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں اہلِ دل ہیں

جنہوں نے دُنیا میں رہ کر ظاہری اعضاء کے علاوہ اپنے دلوں سے عمل کئے تھے، — دل کی موافقت کے بغیر عمل کیا چیز ہے، — ریاکار ظاہری اعضاء سے عمل کرتا ہے، جبکہ مخلص اپنے دل اور ظاہری اعضاء سے عمل کرتا ہے، — دل کا عمل پہلے ہوتا ہے، دوسرے اعضاء کا بعد میں — ایمان والا زندہ اور منافق مردہ ہے، — ایمان والا صرف اللہ کے لئے عمل کرتا ہے جبکہ منافق خلقت کے لئے عمل کرتا ہے، اور اپنے عمل پر خلقت سے تعریف اور عطا چاہتا ہے، — مومن کا عمل ظاہر و باطن، جلوت وخلوت، راحت میں، تکلیف میں، ہر جگہ ہر حال میں ایک سا ہوتا ہے، — منافق کا عمل صرف جلوت میں (لوگوں کے سامنے) اور راحت میں ہے، — اس پر مصیبت آ جائے تو نہ تو اس کا عمل رہتا ہے نہ اللہ کی صحبت ومعیّت، — نہ اللہ پر ایمان رہتا ہے نہ اس کے رسولوں پر اور نہ اس کی کتابوں پر، — نہ اسے قیامت کا دن یاد رہتا ہے، نہ ہی حساب کتاب، — اس کا اسلام صرف اس لئے ہوتا ہے کہ دُنیا میں اس کی جان و مال سلامت رہیں، نہ اس لئے کہ آخرت میں اس آگ سے محفوظ رہے جو عذاب الٰہی ہے، — اس کی نماز اور روزہ اور علم پڑھنا لوگوں کے دکھاوے کے لئے ہے، وگرنہ خلوت میں وہی مشغل ہے وہی کفر ہے (جو اس کا معمول ہے)، — التجا یہی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ ھٰذِہِ الْحَالَةِ نَسْئَلُكَ اِخْلَاصًا فِی الدُّنْیَا وَاِخْلَاصًا غَدًا ۔ آمِیْن۝

''الٰہی! ہم اس حالت میں تیری پناہ مانگتے ہیں، — اور تجھ سے دُنیا وآخرت میں اخلاص کے طلب گار ہیں۔''

خاص اللہ ہی کے لئے عمل کر، اس کی نعمتوں کے لئے نہیں:

اے بیٹا! اپنے اعمال میں اخلاص کو لازمی سمجھو، — خالق اور مخلوق سے اپنے عمل کا بدلہ مانگنے سے اپنی نظریں ہٹا لے، — تو خاص اللہ ہی کے لئے عمل کر، اس کی نعمتوں کے لئے نہیں، — تو ان لوگوں میں سے ہو جا جو اس کی ذات کو چاہتے ہیں، — اس کی رضا مانگ تاکہ تجھے تیرا مقصود مل جائے، — جب اس کی رضا مل گئی تو دُنیا میں بھی جنت مل جائے گی اور آخرت میں بھی، — دُنیا میں اس کا قرب اور آخرت میں اسی کی زیارت، — اور جس جزا کا وعدہ کیا گیا ہے تو وہ ایک بیج اور ضمانت ہے۔

نفس و مال اور جنت اور اللہ کے سوا جو کچھ ہے، سب اُسی کا ہے:

اے بیٹا! اپنی جان اور مال، اُس کے حکم اور تقدیر اور قضا کے ہاتھ میں سونپ دے، — آج سودا خریدار کے حوالے کر دے، وہ کل تجھے اس کی قیمت چکا دے گا، — اللہ کے بندوں نے اپنی جانیں، مال اور سودا سب اس کے حوالے کر دیا، اور کہا:

''نفس و مال اور جنت اور تیرے سوا جو کچھ ہے، سب تیرا ہے — ہم تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔''

گھر سے پہلے ہمسایہ، اور راستہ چلنے سے پہلے رفیق تلاش کرو، — اے جنت کے طالب گار! اس کی خریداری اور آبادی آج کے دن ہے، کل نہیں، — جنت کی نہروں کی کھدائی کا آغاز آج ہی کے دن ہے کل نہیں۔

قیامت کے دن ایمان کے مطابق ثابت قدمی ہوگی:

اے لوگو! قیامت کے دن دل اور آنکھیں پھٹ جائیں گے،—— اس دن قدم لڑکھڑائیں گے،—— اس دن ہر مسلمان اپنے ایمان اور تقویٰ کے بل بوتے کھڑا ہوگا،—— قیامت کے دن ثابت قدمی ہر کسی کے ایمان کے مطابق ہوگی،—— اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہوگا کہ کیوں ظلم کیے،—— اور فسادی اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا کہ کیوں فساد کیا اور اپنی اصلاح نہ کی،—— اپنے مالک سے نافرماں ہو کر کیوں بھاگ نکلا،——

اے بیٹا! عمل پر غرور نہ کر، اعمال کا دارمدار خاتمہ پر ہے،—— تم پر لازم ہے کہ اللہ سے خاتمہ بالخیر کا سوال کیا کر، اور یہ کہ وہ تجھے اپنی طرف محبوب ترین اعمال کے ساتھ اٹھائے، اور ایمان پر موت نصیب کرے،—— تو اس بات سے بچتا رہ کہ توبہ کرکے توبہ نہ توڑ دے اور پھر گناہ کی طرف لوٹ جائے،—— کسی کے کہے سنے میں آکر توبہ نہ توڑنا،—— اپنے نفس اور حرص اور عادت کی موافقت کر کے اللہ کی مخالفت نہ کرنا،—— اللہ کی نافرمانی تو آج بھی تجھے دُنیا میں ذلیل کرے گی اور قیامت کے دن بھی رسوا کرے گی، اور کوئی تیری مدد نہ کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا بِطَاعَتِكَ وَلَا تَخْذُلْنَا بِمَعْصِيَتِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''اے اللہ! اپنی اطاعت پر ہماری مدد کر،—— اور اپنی نافرمانی پر رسوا نہ کر،—— اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا کر،—— اور آخرت میں بھلائی عطا کر،—— اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین!''

اٹھارہویں مجلس

(منعقدہ ۱۶/ ذیعقدہ ۵۴۵ھ بروز اتوار بوقت صبح بمقام خانقاہ شریف)

ظاہری جہاد اور باطنی جہاد:

حضرت شیخ قدس سرہٗ العزیز نے کچھ کلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دو جہادوں کی خبر دی ہے:

○—— ایک ظاہری جہاد ہے، اور ○—— ایک باطنی جہاد،

باطنی جہاد یہ ہے کہ نفس اور خواہش اور شیطان اور طبیعت سے لڑو،—— گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرو،—— حرام خواہش کو چھوڑ کر توبہ پر ثابت قدم رہو،——

ظاہری جہاد یہ ہے کہ کافروں سے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے روکنے والے ہیں، جنگ کرو،—— ان کی تلواروں اور تیروں اور نیزوں کا مقابلہ کرو،—— یہاں تک کہ قتل ہو جاؤ یا قتل کر ڈالو،——

باطنی جہاد، ظاہری جہاد سے بہت سخت اور مشکل ہے کیونکہ وہ ایک لازم شے ہے اور بار بار آنے والی ہے، ــــ اور باطنی جہاد، ظاہری جہاد سے کیونکر سخت نہ ہو، اس لئے کہ:

○ ــــ اس میں نفس کو لبھانے والی چیزوں، حرام چیزوں کو چھوڑنا ہے، اور

○ ــــ تمام شرعی احکام کو بجالانا اور تمام ممنوعات سے باز رہنا ہے۔

چنانچہ جو شخص دونوں جہادوں میں احکام الٰہی پر عمل پیرا ہوا، اسے دُنیا اور آخرت دونوں کی جزائیں حاصل ہوئیں، ــــ شہید کے بدن پر لگنے والے زخم ایسے ہیں کہ کسی کے ہاتھ میں فصد کھولی جائے، ــــ ان زخموں سے شہید کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی، ــــ اور جو شخص نفس سے جہاد (مجاہدہ نفس) کرنے والا ہے، اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہے، اس کے لئے موت ایسی ہے جیسے کسی پیاسے کو ٹھنڈا پانی مل جائے۔

اللہ کے محبوب بندے کے لئے ہر لحظہ ایک خاص امر و نہی ہے:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں کسی چیز کی تکلیف نہیں دیتا مگر تمہیں اس سے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے، ــــ اللہ کے محبوب بندے کے لئے ہر لحظہ ایک خاص امر و نہی ہے، جو دوسری مخلوق اور منافقوں کے علاوہ نفس پر قلبی اعتبار سے لازم ہے، ــــ اہلِ نفاق جو اپنی نادانی کے باعث اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، وہ (اللہ و رسول کی اس دشمنی کی وجہ ہے) دوزخ میں ضرور داخل ہوں گے، ــــ اور یہ لوگ

○ ــــ دوزخ میں کیوں نہ داخل ہوں گے حالانکہ دُنیا میں اللہ کی مخالفت کرتے رہے اور اپنے نفسوں اور خواہشوں اور حرصوں اور عادتوں اور شیطانوں کی موافقت میں لگے رہے، ــــ اور آخرت پر دُنیا کو اختیار کرتے رہے۔

○ ــــ یہ دوزخ میں کیسے نہ داخل ہوں گے، انہوں نے قرآن کو سنا اور اس پر ایمان نہ لائے، ــــ نہ اس کے حکموں پر عمل کیا، اور نہ ان چیزوں سے رُکے، جن سے روکا گیا تھا۔

اللہ والوں کو تمنا ہے کہ ربانی تابعداری سے کسی وقت بھی خالی نہ رہیں:

اے لوگو! قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور اس پر عمل کرو، ــــ

○ ــــ اپنے اعمال اخلاص کے ساتھ بجالاؤ، ــــ

○ ــــ اعمال میں ریاکاری اور نفاق کو دخل نہ دو،

○ ــــ اعمال پر خلقت سے تعریف اور اس سے بدلہ نہ مانگو،

مخلوق میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں (یعنی خاص افراد ہیں) جو قرآن مجید پر ایمان لائے، اور اس پر خاص اللہ کے لئے عمل پیرا ہوئے، ــــ اسی لئے اخلاص والے تھوڑے ہیں اور نفاق والے بہت، ــــ اللہ کی تابعداری میں تم کتنے کاہل ہو، اور اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن شیطان مردود کی تابعداری میں کتنے زیادہ مستعد ہو، ــــ اللہ والوں کی تو یہی تمنا ہے کہ اللہ کی

تابعداری میں کسی وقت بھی خالی نہ رہیں،--- انہیں پتہ ہے کہ تکلیفوں اور قضاؤں اور بلاؤں کو برداشت کرنے (ان پر صبر کرنے) سے دُنیا وآخرت میں بھلائی بکثرت حاصل ہوتی ہے،--- وہ اللہ تعالیٰ کے تصرّفات اور تبدیلیوں میں ہمیشہ اس کی موافقت کرتے رہتے ہیں:

O--- کبھی صبر میں اور کبھی شکر میں، O--- کبھی قرب میں اور کبھی دوری میں،

O--- کبھی رنج میں اور کبھی راحت میں، O--- کبھی غنا میں اور کبھی فقر میں،

O--- کبھی صحت میں اور کبھی مرض میں،

ان سب کی تمنائیں یہی ہیں کہ اپنے دلوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھیں،--- اہلِ دل کی آرزو یہی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ رہ کر اپنی اور خلقت کی سلامتی کی تمنا کرتے ہیں،--- اور خلقت کی اصلاح وفلاح کے لئے سوالی رہتے ہیں،---

اللہ کی اطاعت میں سب طرح کی سلامتی ہے:

اے بیٹا! تو صحیح و درست بن، فصیح ہو جائے گا،--- تو حکم میں صحیح بن، ہر حکم مانتا رہ، علم میں فصیح ہو جائے گا،--- باطن میں صحیح ہو، ظاہر میں فصیح ہو جائے گا،--- اللہ کی اطاعت میں سب طرح کی سلامتی ہے،--- اطاعت یہی ہے کہ اس کے تمام حکموں کی تعمیل کرو، اس کے منع کردہ سے باز رہو، اور قضا الٰہی پر صبر کرو،--- جو شخص اللہ کے حکموں پر عمل کرتا ہے، اللہ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے،--- اور جو اس کی اطاعت کرتا ہے، ساری مخلوق اس کی مطیع ہو جاتی ہے،--- وہ سب کو اس کا تابع فرماں بنا دیتا ہے۔

جو کچھ اپنے لئے چاہتے ہو، دوسرے کے لئے بھی وہی چاہو:

اے لوگو! میری نصیحت قبول کرو، کیونکہ میں تمہاری بھلائی چاہنے والا ہوں،--- میں اپنے آپ سے اور تم سب سے اپنی تمام حالتوں میں جدا ہوں،--- جن کاموں میں تم مشغول ہو، میں اس سے الگ ہوں،--- میرے اور تمہارے درمیان اللہ جو کچھ کرتا ہے، اس کے لئے میں سیر کرتا رہتا ہوں،--- تم مجھ پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ جو کچھ جو اپنے لئے چاہتا ہوں، وہی کچھ تمہارے لئے چاہتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یَکْمُلُ الْمُؤْمِنُ اِیْمَانُہٗ حَتّٰی یُرِیْدَ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ مَا یُرِیْدُہٗ لِنَفْسِہٖ o

''مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں، جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔''

یہ فرمان ہے ہمارے امیر اور سردار اور بزرگ اور ہمارے سفیر اور شفاعت کرنے والے، جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک ہونے والے نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا ہیں،--- جو شخص جو چیز اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے اگر

ی چیز اپنے مسلمان بھائی کے لئے نہ چاہے، تو اس سے اس کے ایمان کے کمال کی نفی ہوتی ہے، — جب تم اپنے نفس کے لئے اچھے کھانے اور عمدہ لباس اور بہتر مکان اور اچھے مواقع اور بہت سا مال چاہو، — اور اپنے مسلمان بھلائی کے لئے اس کے برعکس چاہو، تو تم اپنے کمال ایمان کے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔

اے کم سمجھ والے! تیرا ہمسایہ فقیر ہے، تیرے گھر والے فقیر ہیں، اور تیری ملکیت میں جو مال ہے وہ اس قدر ہے کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے، — اس مال پر تجھے ہر روز نفع حاصل ہوتا ہے، یہ نفع در نفع کا معاملہ ہے، — تیرے پاس اتنا مال ہے جو تیری حاجت سے زیادہ ہے، — ایسے حال میں ضرورت مندوں کو نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ تو ان کی تنگی پر رضا مند ہے، کیونکہ نفس اور حرص اور شیطان تیرے پیچھے لگے ہیں، اس لئے نیکی کا کام تجھ پر آسان نہیں ہے، — اس کے ساتھ ساتھ:

- — حرص کی قوت ہے،
- — خواہشوں کی کثرت ہے،
- — دُنیا کی محبت ہے،
- — اور ایمان کی قلت ہے۔

تو (غیر محسوس طور پر) اپنے نفس، اپنے مال اور خلقت کے باعث شرک میں مبتلا ہے، — تجھے اس کی ذرا بھی خبر نہیں کہ تجھے دُنیا کی کتنی رغبت ہے اور دُنیا کی حرص کتنی بڑھ گئی ہے، — جو موت کو اور اللہ سے ملنے کو بھول گیا، وہ حلال اور حرام میں کچھ فرق نہیں کرتا، — تو ان کافروں کی طرح ہو گیا جنہوں نے کہا:

قَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيٰى وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ ○ (سورۃ الجاثیہ)

''اور کہنے لگے: زندگی تو یہی دُنیا کی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں، ہمیں تو صرف زمانے کی گردش مارتی ہے۔''

گویا تو بھی انہیں لوگوں میں سے ایک ہے مگر تو نے:

- — اسلام کا زیور پہن لیا ہے،
- — کلمہ پڑھ کر اپنا خون بچا لیا ہے،
- — نماز روزے میں مسلمانوں کی طرح عادت سے ہو عبادت سے نہیں،

لوگوں پر اپنی پرہیزگاری ظاہر کرتے ہو، حالانکہ تیرا دل نافرمان ہے، — ایسا کرنے سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر شام کو حرام سے افطار کرنا بے فائدہ ہے:

اے لوگو! سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر شام کو حرام مال سے روزہ افطار کرنا بے فائدہ ہے، — دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو نافرمانی میں گزار دیتے ہو، — اے حرام کھانے والو! — دن میں اپنے نفسوں کو پانی پینے سے باز رکھتے ہو اور شام کو مسلمانوں کے خون سے روزہ افطار کرتے ہو، — تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو بدکاری کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَخْذُلُ اُمَّتِیْ مَا عَظَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ ٥

''میری امت جب تک ماہ رمضان کی تعظیم کرتی رہے گی، رسوانہ ہوگی۔''

رمضان المبارک کی تعظیم یہ ہے کہ اس میں پرہیز گار رہو، ـــــ اور یہ کہ شرعی حدود کی حفاظت کرتے ہوئے روزے رکھو، ـــــ اور روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔

اے بیٹا! روزے رکھو، اور افطار کے وقت اپنی افطاری سے کچھ فقیروں کو بھی دو، اور یوں ان کی غم خواری کرو، ـــــ اکیلے نہ کھاؤ، کیونکہ جس نے اکیلے کھایا، اوروں کو نہ کھلایا اسے محتاجی اور تنگ دستی کا خوف ہے۔

اسلام کی سب شرائط بجالاؤ یا مسلمان کہلانا چھوڑ دو:

اے لوگو! تم خود تو پیٹ بھر کر کھاتے ہو، اور تمہارے پڑوسی بھوکے رہتے ہیں، ـــــ اور تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم ایماندار ہیں، ـــــ تمہارا ایمان صحیح حالت میں نہیں ہے، ـــــ (کیسی عجیب بات ہے کہ) تمہارے پاس کھانا کثرت سے ہو اور تمہارے گھر والوں سے بچ رہے، ایسے میں دروازے پر کھڑا سائل محروم لوٹ جائے، ـــــ جلد ہی تجھے اپنا پتہ چل جائے گا، ـــــ جلد ہی تو اس سائل جیسا ہو جائے گا، اور ویسا ہی محروم لوٹایا جائے گا جیسے کہ تو نے قدرت ہونے کے باوجود اسے محروم لوٹایا تھا۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو کیوں نہ کھڑا ہوا، اور جو کچھ تیرے سامنے موجود تھا، اس میں سے لے کر فقیر کو کیوں نہ دیا، ـــــ تو دو اچھی باتیں جمع کر لیتا:

○ ـــــ تواضع سے کھڑا ہوتا، ○ ـــــ اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں دیتا،

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

○ ـــــ سائل کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرماتے،

○ ـــــ اونٹنی کو اپنے ہاتھ سے چارہ کھلاتے،

○ ـــــ بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہتے،

○ ـــــ اپنے کرتے کی سلائی اپنے ہاتھ سے کیا کرتے۔

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا کس طرح دعویٰ کرتے ہو، ـــــ حالانکہ عملی طور پر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کے مخالف چلتے ہو، ـــــ تمہارا دعویٰ تو لمبا چوڑا ہے جس کا کوئی گواہ نہیں، ـــــ ایک مثل مشہور ہے:

''یا تو تم خالص یہودی ہو جاؤ یا توریت پر فریفتہ ہونا چھوڑ دو۔''

اسی طرح میں تم سے بھی کہتا ہوں:

''یا تو اسلام کی سب شرائط بجالاؤ یا مسلمان کہلانا چھوڑ دو۔''

اسلام کی سب شرائط کا بجالانا تم پر لازم ہے، ـــــ پھر اسلام کی حقیقت کو ثابت کرو، ـــــ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ:

○ —— شریعت کے سامنے سر جھکا دو یعنی اللہ کے سامنے تسلیم ورضا اختیار کرو،

○ —— آج دُنیا میں مخلوق سے غم خواری کرو گے تو کل قیامت کے دن اللہ اپنی رحمت سے تمہاری غم خواری کرے گا،

○ —— تم زمین والوں پر رحم کرو تا کہ آسمان والا تم پر رحمت فرمائے۔

کچھ مقام پانا ہے تو نفس کا ساتھ چھوڑ دے:

اس کے بعد سرکار غوث الاعظم قدس سرۂ العزیز نے کچھ بات کی، پھر فرمایا:

جب تک اپنے نفس کے ساتھ قائم رہے گا، تب تک اس مقام تک پہنچے گا، —— جب تک نفس کی خواہش کے مطابق اسے لذتیں پہنچائے گا، تو اس کی قید میں رہے گا، —— نفس کو اس کا پورا حق دے، اس کے حصہ (کی لذت) سے باز رکھ، —— نفس کو اس کا حصہ دینے میں نفس کی بقا ہے، —— اور نفس کو اس کا حصہ (لذت) پہنچانے سے اس کی بربادی ہے۔ ——

نفس کا ضروری حق یہ ہے کہ اسے کھانا کھلایا جائے، پانی پلایا جائے، لباس پہنایا جائے، اور رہنے کے لئے ٹھکانہ دیا جائے، —— جبکہ نفس کا حصہ لذتیں اور اس کی خواہشیں ہیں (اس سے نفس کو باز رکھ۔) —— نفس کا حق شریعت کے ہاتھ سے لے، اور اس کا حصہ جو علم خداوندی میں سابق ہو چکا ہے، قضا وقدر کے سپرد کر دے۔

نفس کو مباح چیزیں کھلاؤ، اور حرام سے بچاؤ، —— نفس کو شرع کے دروازے پر بٹھاؤ، اور اس کے لئے شریعت کی پابندی کرنا ضروری قرار دے دو، —— اس صورت میں تم نے فلاح ونجات حاصل کر لی۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَمَا اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ○ (سورہ الحشر)

"رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ عنایت کریں، لے لو، —— اور جس چیز سے روکیں، رُک جاؤ۔"

تھوڑے پر صبر کر کے اس پر اپنے نفس کو ٹھہرا لو، —— بعد میں اگر تقدیر اور علم الٰہی کے ہاتھوں تیرے پاس بہت زیادہ آ جائے تو اس میں تو محفوظ ہو گا، —— اگر تھوڑے پر صبر کر لو گے تو نفس برباد نہ ہو گا، اور جو اس کے نصیب کا ہے وہ کہیں نہ جائے گا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"ایمان والے کے لئے اتنا کافی ہے جتنا بکری کے بچے کے لئے، یعنی مٹھی بھر خشک گھاس اور ایک گھونٹ پانی۔"

مومن قوت لا یموت کھاتا ہے اور زادِ راہ کی مانند لیتا ہے، جبکہ منافق خوب مزے اُڑاتا ہے، —— مومن اس وجہ سے تھوڑا کھانا لیتا ہے کہ وہ ابھی رستے میں ہے، ابھی منزل پر نہیں پہنچا، —— اسے پتہ ہے کہ منزل پر پہنچنے پر اس کی تمام ضرورتیں پوری ہو جائیں گی، —— جبکہ منافق کے لئے نہ کوئی منزل ہے نہ مقصد، —— تمہاری طرف سے دنوں اور مہینوں میں کس قدر کوتاہی ہے، —— اپنی زندگی بلا مقصد اور بے فائدہ گزار کر ضائع کر رہے ہو، —— یہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ دُنیا (کے معاملے) میں تم (کوئی کمی) کوتاہی نہیں کرتے، جبکہ اپنے دینوں میں کوتاہی (کر کے نقصان) کر رہے ہو، —— اس کے برعکس کرو گے تو اچھے ہو گے۔ دُنیا کسی کے ساتھ نہیں رہی، (اپنی عادت کے مطابق) تمہارے ساتھ بھی نہیں رہے گی۔

اپنی آخرت برباد کر کے کسی کی دُنیا آباد نہ کرو:

اے لوگو! کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے زندہ رہنے کا کوئی پروانہ آ گیا ہے؟ —— کس قدر ناقص سمجھ کے مالک ہو، —— جو شخص:

- —— اپنی آخرت برباد کر کے کسی کی دُنیا آباد کرتا ہے،
- —— وہ دوسروں کے لئے دُنیا جمع کر کے اپنا دین خراب کرتا ہے،
- —— اپنے اور خدا کے درمیان دوری ڈالتا ہے،
- —— اپنے جیسی مخلوق کی خاطر اللہ کی ناراضی مول لیتا ہے،

اگر وہ جان لے اور یہ یقین کر لے کہ عنقریب وہ مرنے والا ہے، —— اسے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، —— اور اللہ تعالیٰ سب طرح کے اعمال کا حساب لینے والا ہے، —— تو وہ ضرور اپنے بہت سے اعمال میں سیدھی راہ پر آ جاتا۔

حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ بیٹا! جب تم بیمار پڑتے ہو تو نہیں جانتے کہ بیماری کیسے آئی، —— اسی طرح مر جاؤ گے تو خبر نہ ہو گی کہ موت کیسے آ گئی، —— میں تمہیں ڈراتا ہوں اور منع کرتا ہوں، —— نہ تم خدا کا خوف کرتے ہو اور نہ اپنی بری حرکتوں سے باز آتے ہو، ——

اے بھلائی سے غائب رہنے والو! —— دُنیا میں شغل کرنے والو! —— دُنیا عنقریب تم پر حملہ کر کے تمہارا گلا گھونٹ دے گی، اور جو کچھ دُنیا کے ہاتھ سے جمع کیا ہے، وہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا، —— دُنیا کی جن لذتوں سے تم نے مزے اڑائے، وہ بھی کام نہ دیں گی، بلکہ یہ سارے کا سارا تمہارے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔

تحمل اور قطع شر کو اپنی عادت بنا لے:

بیٹا! تحمل اور قطع شر کو اپنی عادت بنا لے، —— کلموں سے ملتے جلتے دوسرے کلمے ہیں، —— جب کوئی تجھ سے ایک کلمہ کہے، پھر تو اس کا جواب دے، تو اس کی طرف سے اس سے ملتے جلتے دوسرے کلمے آ جائیں گے، —— اس طرح سے بات بڑھ جائے گی اور دونوں میں لڑائی کا فساد برپا ہو جائے گا۔

مخلوق میں ایسے لوگ گنے چنے ہیں جو خلقت کو خالق کے دروازے کی طرف دعوت دینے کی اہلیت رکھتے ہیں، —— اگر ان کی باتیں قبول نہ کی جائیں تو وہ خلقت کے خلاف اللہ کی دلیل ہیں، —— خاصانِ خدا ایمان والوں کے لئے نعمت ہیں، اور منافق جو اللہ کے دین کے دشمن ہیں، (خاصانِ خدا) ان کے لئے عذاب ہیں، ——

التجا ہے:

اَللّٰھُمَّ طَیِّبْنَا بِالتَّوْحِیْدِ وَ بَخِّرْنَا بِالْفَنَاءِ عَنِ الْخَلْقِ وَ مَا سِوَاکَ فِی الْجُمْلَۃِ۝

''اے اللہ! ہمیں توحید کی خوشبو عنایت فرما، — اور مخلوق و ماسوا اللہ سے فنا کر کے معطر فرما۔''

اے توحید والو! — اے شرک والو! — مخلوق میں سے کوئی شے تمہارے ہاتھ میں نہیں، ساری مخلوق عاجز ہے، — بادشاہ ہو یا رعایا، — شہنشاہ ہو یا امیر وفقیر، سب کے سب اللہ کی تقدیر کے قیدی ہیں، — ان کے دل اس کی دسترس میں ہیں، — جدھر چاہتا ہے ادھر کو پھیر دیتا ہے،

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (سورہ شوریٰ)

''اس کی مثال کوئی شے نہیں، اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے۔''

تم اپنے نفسوں کو موٹا نہ کرو، کیونکہ وہ تمہیں کھالیں گے، — (یہ ایسے ہی ہے کہ) جیسے کوئی شکاری کتے کو پالے اور اس کی پرورش کر کے موٹا کرے، اور اس کے ساتھ اکیلا ہی رہے، — پھر یقیناً وہ کتا اسے کھالے گا، — تم اپنے نفسوں کی باگیں ڈھیلی نہ چھوڑو، اور نہ اس کی چھریاں تیز ہونے دو، — وہ تمہیں ہلاک ہونے کے لئے جنگلوں میں ڈال دیں گے اور تمہیں دھوکا دیں گے، — انکی جڑیں کاٹ ڈالو، اور نفسوں کو اپنی خواہش میں نہ چھوڑو۔

التجا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝

''الٰہی! ہمارے نفسوں کی سرکشیوں پر ہماری مدد فرما، — اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

اُنیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۸ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت شام، بمقام مدرسہ قادریہ)

اس کی ذات کے طالب بن کر اس کی اطاعت کرو:

اللہ تعالیٰ اگر جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو بھی اس کی ذات اس لائق ہے کہ اس کا خوف کیا جائے اور اسی سے اُمید رکھی جائے، — اس کی ذات کے طالب بن کر اس کی اطاعت کرو، — اس کے عذاب اور ثواب سے کیا غرض، — اطاعت یہی ہے کہ

- ○ — احکام الٰہی پر عمل کیا جائے اور
- ○ — اس کے منع کردہ کاموں سے منع رہا جائے،
- ○ — اس کی قضاؤں پر صبر کیا جائے۔

اس کے حضور توبہ کرو، —— اس کے سامنے گریہ وزاری کرو، —— آنکھوں اور دل کے آنسوؤں سے اس کے سامنے عاجزی کرو، —— رونا عبادت ہے، کیونکہ وہ کمال درجہ کی عاجزی وانکساری ہے، —— جب تیری نیت نیک ہوگی، اور توبہ کر کے نیک اعمال ہمیشہ کرے گا، تو اللہ تجھے اس کا نفع عطا فرمائے گا، —— وہ تو مظلوموں کا بدلہ لینے والا ہے، اپنے تابعداروں کے لئے اس کی رحمت وراحت وہاں ظاہر ہوگی، —— دُنیا وآخرت میں اس کی محبت کو لازم سمجھو، —— جن ضروری چیزوں کی تجھے حاجت ہے، ان سب سے بڑھ کر اس کی محبت جانو، —— اس کی محبت ہی تجھے نفع دے گی، —— مخلوق میں سے ہر ایک تجھے (اپنے فائدے کے لئے) اپنے لئے چاہتا ہے، —— جبکہ ربّ تعالیٰ تجھے تیرے لئے ہی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔

نفس اللہ کی منشاء کے خلاف کرتے ہیں:

اے لوگو! تمہارے نفس خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور تم اس سے بے خبر ہو، —— (اپنے تئیں) وہ اللہ تعالیٰ پر حکم چلاتے ہیں، اور جس کام کو کرنا اللہ کی منشاء ہے، نفس اس کے خلاف کرتے ہیں، —— اللہ کے دشمن شیطان مردود سے دوستی رکھتے ہیں، اللہ سے دوستی نہیں رکھتے، —— جب قضائے الٰہی نازل ہوتی ہے تو نہ اس کی موافقت کرتے ہیں، نہ اس پر صبر کرتے ہیں، —— بلکہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں، —— نفسوں کو اسلام کی خبر نہیں بلکہ اسلام کے نام پر قناعت کئے ہوئے ہیں، —— نام کا اسلام نفسوں کو کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ اس پر کچھ نفع ملے گا۔

اللہ سے خوف کر، اس سے نڈر نہ ہو:

بیٹا! اللہ سے خوف کر، اس سے نڈر نہ ہو، —— حتیٰ کہ تو اس سے ملاقات کرے اور تیرا دل اور بدن اس کے سامنے ثابت قدم رہیں، اور امان کا پروانہ تیرے ہاتھ میں ہو، —— امان کا پروانہ مل جانے پر تم بے خوف ہو سکتے ہو، ——

○ —— امان کا پروانہ ملنے پر بکثرت بھلائی ملے گی،

○ —— امان مل جانے پر بھلائیاں برقرار رہیں گی،

کیونکہ وہ نعمت دے کر واپس نہیں لیا کرتا، —— اللہ تعالیٰ جب کسی کو بزرگی عطا کرتا ہے تو اسے اپنا قرب عطا کر کے اپنے نزدیک کر لیتا ہے، —— جب اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسی چیز القا فرماتا ہے جو خوف کو دور کر کے قلب اور باطن کو اطمینان اور سکون بخش دیتا ہے، —— سکون اور اطمینان کی یہ حالت بندے اور خدا کے درمیان ہمیشہ رہتی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے، —— جاہل! تو حق سے منہ موڑ کر اسے اپنے دل کے پس پشت ڈال دیتا ہے اور مخلوق کا بندہ بن جاتا ہے، —— اللہ والے اللہ کے قرب میں رہے، انہیں اپنی پہچان کروا دی، انہوں نے اسے پہچان لیا، —— ان میں سے جو کوئی اللہ کو پہچان لیتا ہے، (عارف الٰہی ہو جائے) تو اپنے نفس، خواہش، طبیعت اور شیطان کی جنگ سے فارغ ہو جاتا ہے، اور ان دشمنوں اور اپنی دُنیا سے چھوٹ جاتا ہے، —— اللہ تعالیٰ ان پر اپنے قرب کے دروازے کھول دیتا ہے، —— جب وہ کسی کام کے

کرنے کی آرزو کرتا ہے تو اسے حکم ہوتا ہے کہ واپس جا کر مخلوق کی خدمت کرو، — مخلوق کو ہماری راہ دکھاؤ، — ہمارے چاہنے والوں اور ارادت مندوں کی خدمت کرو، — تم اللہ والوں کے کام سے بے خبر ہو، — اپنے نفسوں کے لئے جو کہ تمہارے دشمن ہیں، روشنی کو اندھیرے سے ملاتے ہو، — اپنی بیویوں کو راضی کر کے خدا کو ناراض کرتے ہو، — تم میں بہت سے ایسے ہیں جو اللہ کی خوشی پر اپنی بیویوں اور اولاد کی خوشی کو ترجیح دیتے ہیں، — میں تمہاری یہ سب حرکتیں اور سکون اور ساری فکر محض بیوی بچوں کے لئے دیکھتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی کوئی فکر و خبر نہیں۔

تجھ پر افسوس! تجھے مردوں میں نہ شمار کرنا چاہیے، — مرد کامل اپنی مردانگی میں اللہ کی رضا کے سوا کوئی کام نہیں کرتا، — تیرے دل کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں اور باطن کی صفائی بھی مکدّر رہے، — تو اپنے ربّ سے حجاب میں ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں، — اس لئے بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

''ان حجاب والوں پر افسوس ہے جو نہیں جانتے کہ ہم حجاب میں ہیں، —''

ہر بلا خدا کی دوری اور غیر خدا کو اختیار کرنے سے آتی ہے:

تجھ پر افسوس! تیرے برتن میں ٹوٹا ہوا کانچ ہے، اور تو اسے کھا رہا ہے، — حرص اور بھوک کے غلبے، خواہش اور کثرت لالچ سے تمہیں اس کا علم نہیں ہے، — کچھ ہی دیر میں تیرے معدے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تجھے مار ڈالے گا، — ہر بلاء خدا کی دوری اور غیر خدا کو اختیار کرنے سے آتی ہے، — اگر تو خلقت کی پرکھ کرتا تو اس سے نفرت کرتا اور خالق سے محبت کرتا، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِخْتَبِرْ تَقِلْهُ يَعْنِي تُبْغِضُ ○

''آزمالے اور اسے دشمن سمجھ۔''

یعنی تمہاری دوستی اور دشمنی اور نفرت بغیر آزمائش کے ہے، — عقل پرکھ کرتی ہے، تمہارے پاس عقل نہیں، — دل پرکھتا ہے، تمہارے پاس دل ہی نہیں، — دل ہی فکر کرتا ہے، دل ہی ذکر کرتا ہے، نصیحت پکڑتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ (سورہ ق)

''بے شک اس میں دل والوں کے لئے نصیحت ہے، — یا وہ جو اسے کان لگا کر دل کی حضوری سے سنے۔''

عقل ہی منقلب ہو کر قلب بن جاتی ہے، — اور قلب، منقلب ہو کر باطن بن جاتا ہے، — اور باطن منقلب ہو کر فنا ہو جاتا ہے، — اور فنا منقلب ہو کر وجود بن جاتا ہے، —

حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی شہوتیں اور رغبتیں تھیں لیکن وہ اپنے نفسوں کی مخالفت کرتے رہتے تھے اور اپنے ربّ کی رضا کے طالب رہتے تھے، — حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں ایک ہی خواہش کی اور لغزش

کھائی، —— پھر ایسی توبہ کی کہ اس خواہش کا نام تک نہ لیا، باوجود یکہ حضرت آدم علیہ السلام کی خواہش نیک تھی۔ کیونکہ آپ نے اس امر کی خواہش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ہمسائیگی سے جُدا نہ ہو، —— انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ اپنے نفسوں اور شہوتوں اور حرصوں کی مخالفت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے حقیقی مجاہدے اور نفسوں کو مشقت میں ڈال کر فرشتوں سے ملے، —— نبی اور رسول اور اولیاء اللہ ہمیشہ صبر کرتے رہے، تمہیں بھی صبر کر کے ان کی موافقت کرنی چاہیے۔

بیٹا! دشمن کی ضرب پر صبر کرو، تم بھی جلد ہی اسے ضرب لگا کر مار ڈالو گے، اور اس کا سامان لے لو گے، —— پھر اس کے صلے میں بادشاہ سے خلعت اور جاگیر پاؤ گے۔

ہر ایک کے ساتھ تمہاری نیت نیک ہونی چاہیے:

بیٹا کوشش کرو کہ تم سے کسی کو ایذا نہ پہنچے، —— ہر ایک کے ساتھ تمہاری نیت نیک ہونی چاہیے، —— شرع کے حکم سے جسے ایذا دو گے تو یہ ایذا پہنچانا تمہارے لئے عبادت ہے، —— عقل والوں، شریفوں اور صدیقوں پر تو صور پھونکا جا چکا، —— اور ان کے نفسوں پر قیامت قائم ہو گئی، —— اپنی ہمتوں کے ساتھ انہوں نے دُنیا سے منہ موڑ لیا، —— اپنی تصدیق کے ساتھ پل صراط سے بھی گزر گئے، —— اپنے دلوں کے ساتھ سیر کر کے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، اور راستے میں کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں:

''ہم اکیلے نہ تو کھائیں گے نہ ہی پئیں گے، —— کیونکہ کریم اکیلے نہیں کھایا کرتا۔''

یہ کہہ کر وہ اُلٹے پاؤں دُنیا کی طرف لوٹ آئے۔ تا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور انہیں وہاں کی خبریں سناتے ہیں، —— ان کے سب کام آسان کر دیتے ہیں، —— جس شخص کا ایمان قوی ہو اور جس کا ایمان مضبوط ہو تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی جتنی خبریں دی ہیں، وہ اپنے دل سے دیکھ لیتا ہے، —— جنت دوزخ اور جو کچھ ان میں ہے، سب کو دیکھ لیتا ہے، —— وہ صور اور جو فرشتہ اس پر متعین ہے، دیکھتا ہے، —— وہ سب چیزوں کو ان کی حقیقت سے پہچانتا ہے، —— وہ دُنیا اور اس کے زوال کو دیکھتا ہے، —— دُنیا والوں کی دولتوں کے انقلاب کو دیکھتا ہے، —— مخلوق کو دیکھتا ہے کہ گویا قبروں میں پڑی ہے، —— جب قبروں پر گزرتا ہے تو اس کے اہل کے عذاب اور نعمتوں کو محسوس کرتا ہے، —— وہ قیامت اور جو کچھ اس میں قیام و موافقت سے ہونے والا ہے، سب کو دیکھتا ہے، —— وہ اللہ کی رحمت اور اس کا عذاب دیکھتا ہے، —— وہ فرشتوں کو کھڑے ہوئے، اور نبیوں اور رسولوں اور ابدال اور اولیاء کو اپنے اپنے مرتبہ پر دیکھتا ہے، —— وہ جنت والوں کو جنت میں ملاقات کرتے ہوئے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں عداوت کرتے ہوئے دیکھتا ہے، —— جس کی نظر صحیح ہو جاتی ہے وہ اپنے سر کی آنکھوں سے مخلوق کو، اور دل کی آنکھوں سے مخلوق کی طرف صادر ہونے والے اللہ کے فعل کو دیکھتا ہے، —— وہ اللہ کے حرکت دینے اور اس کی مخلوق کے سکون دینے کو دیکھتا ہے، —— یہ اولیاء اللہ کی نظر عزت ہے،

بعض اولیاء کرام میں ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کسی شخص کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو:

○ — اس کے ظاہر کو سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، —
○ — اس کے باطن کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور
○ — اپنے مالک اللہ تعالیٰ کو باطن کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

جو خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بنتا ہے (اس کی خدمت کی جاتی ہے)، — تقدیر الٰہی کی موافقت کرتا ہے

○ — خواہ تقدیر اسے جنگل میں ڈالے یا دریا میں،
○ — خواہ ہموار زمین پر ڈالے یا پہاڑ پر،
○ — اسے میٹھا کھلائے یا کڑوا،

یہ عزت وذلت، امیری وفقیری، عافیت و بیماری ہر عالم میں اس کی موافقت کرتا ہے، — وہ ہر امر میں تقدیر کے ساتھ چلتا ہے، یہاں تک کہ تقدیر جب یہ جان لے کہ بندہ اب تھک گیا، تو اتر کر اسے اپنی جگہ سوار کر لیتی ہے، اور اس کی ہمرکاب ہو کر اس کی خدمت اور تواضع کرتی ہے، اس لئے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ اس کی تعظیم اللہ کے لئے ہے، — اس شخص پر یہ سب برکتیں اس وجہ سے ہیں کہ اس نے اپنے نفس اور خواہشوں، حرص اور عادات اور شیطان مردود اور بُرے ہم نشینوں کی مسلسل ومتواتر مخالفت کی ہے۔

التجا ہے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُوَافَقَةَ قَدَرِكَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

”الٰہی! ہمیں سب احوال میں اپنی تقدیر کی موافقت نصیب فرما، — ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔“

بیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۱/ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز جمعہ، بوقت صبح، بمقام مدرسہ قادریہ)

نفاق بڑھ جائے تو اخلاص کم ہو جاتا ہے:

اے شہر کے رہنے والو! تم میں نفاق بہت بڑھ گیا ہے، اور اخلاص کم ہو گیا ہے، — باتیں بہت ہیں عمل کوئی نہیں، — عمل کے بغیر قول کسی کام کا نہیں، بلکہ وہ تم پر دلیل ہے قرب خداوندی کا رستہ نہیں۔ عمل کے بغیر قول ایسا ہے کہ:

○ — جیسے دروازے کے بغیر کوئی گھر ہو،
○ — یا ایسا خزانہ جس سے کچھ خرچ نہ کیا جائے،

○ — وہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا کوئی گواہ نہیں،

○ — صورت تو ہے مگر روح کے بغیر،

○ — ایسا بت ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں، نہ ہی پکڑنے کی قوت و طاقت ہے،

تمہارے بڑے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے روح کے بغیر جسم، — روح کیا ہے: —

○ — اخلاص و توحید، اور

○ — قرآن و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدم رہنا۔

غفلت نہ کرو، اپنی حالت کو بدل لو، بھلائی پاؤ گے، — احکام الٰہی پر عمل کرو، منع کئے گئے سے باز رہو، — تقدیر الٰہی کی موافقت کرو، — مخلوق میں سے گنتی کے افراد ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں کو انس اور مشاہدہ اور قرب الٰہی کی شراب پلائی جاتی ہے، جس سے مست ہو کر وہ تقدیر کے غموں اور بلاؤں کی تکالیف محسوس نہیں کرتے، — تنگی اور مصیبتوں کے سب دن گزر جاتے ہیں، انہیں اس کا پتہ بھی نہیں چلتا، — وہ اللہ کی حمد اور شکر گزاری کرتے رہتے ہیں، — مصائب و آلام کے نزول کے وقت وہ اپنے آپ ہی میں نہ تھے کہ ربّ تعالیٰ پر اعتراض کرتے، — جیسے تم پر آفتیں آتی ہیں ویسے ہی اللہ والوں پر آتی ہیں، —

○ — بعض ان میں سے وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں، اور

○ — بعض وہ ہیں جو آفات سے اور ان پر صبر سے غائب ہو جاتے ہیں، انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی۔

تکلیف کا ماننا ایمان کی کمزوری ہے، اور یہ ایمان کے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے، — جب تکلیف پر صبر آنے لگتا ہے تو یہ ایمان اٹھتی جوانی کی مثل ہوتا ہے، — تقدیر الٰہی پر موافقت کرنا ایمان کی بلوغت کی نشانی ہے، — راضی برضاء الٰہی ہو جانا اس کے قرب کے وقت ہوتا ہے، — وہ اپنے علم سے اللہ کی طرف دیکھتا ہے، — جب قلب اور باطن کا وجود اللہ کے پاس ہو، تب غیبت وفنا ہوتے ہیں، — یہ حالت مشاہدے اور آپس میں بات چیت کی ہے، ایسے شخص کا باطن اور وجود فنا ہو جاتا ہے، اور خلقت کے نزدیک محو ہو جاتا ہے، — وہ اللہ کی حضوری میں ہوتا ہے، وہاں محو ہو کر پوری طرح سے پگھل جاتا ہے، — اسے بقا مل جاتی ہے، — پھر اللہ جب چاہتا ہے اسے زندہ کرتا ہے، اور جب چاہتا ہے اسے خلقت کی طرف واپس کر دیتا ہے، — اس کے بکھرے ہوئے اور متفرق اجزاء کو جمع کرتا ہے، جیسے قیامت کے دن مخلوق کے ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اجسام کو جمع کرے گا، — ان کی ہڈیاں اور گوشت اور بال اکٹھے کرے گا، — پھر اسرافیل علیہ السلام کو ان میں ارواح پھونکنے کا حکم کرے گا، یہ بات تو عام مخلوق کے لئے ہے، لیکن اپنے پیاروں کو بلا واسطہ لوٹاتا ہے، — ایک نظر میں انہیں فنا کرتا ہے اور ایک نظر میں لوٹاتا ہے، —

اللہ کی محبت آسان نہیں جو ہر ایک اُس کا دعویٰ کرنے لگے:

محبت کی شرط یہ ہے کہ تمہارا ارادہ محبوب کے ارادے کے ساتھ ہو، — دُنیا و آخرت میں مخلوق اور کوئی چیز تجھے اس محبوب

سے نہ روک سکے، ــــ اللہ کی محبت آسان بات نہیں جو ہر ایک اس کا دعویٰ کرنے لگے،

○ــــ کتنے لوگ ہیں جو محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، جبکہ محبت ان سے کوسوں دور ہوتی ہے، اور

○ــــ کتنے لوگ ہیں جو محبت کا دعویٰ نہیں کرتے، حالانکہ محبت انہیں حاصل ہے۔

مسلمانوں میں سے تم کسی کو حقیر و ذلیل نہ سمجھو کیونکہ ان میں اسرارِ الٰہی بیج کی طرح بکھیر دیئے گئے ہیں۔ اے مسلمانو! اپنے نفسوں میں تواضع اختیار کرو، اور اللہ کے بندوں پر غرور و تکبر نہ کرو، ــــ اپنی غفلتوں سے ہوشیار ہو جاؤ، تم غفلت میں ایسے پڑے ہو گویا کہ تمہارا حساب کتاب ہو چکا ہے اور تم پل صراط سے گزر چکے ہو اور جنت میں اپنے مکان دیکھ لئے ہیں، ــــ یہ کیسی خود فریبی ہے، کچھ خیال کرو، ــــ تم میں سے ہر ایک کثیر گناہوں کے باعث اللہ کا نافرمان ہے۔ اس کے باوجود اسے (انجام کی) کوئی فکر نہیں، ــــ نہ وہ ان سے توبہ کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی نافرمانیاں بھلا دی گئیں، جبکہ وہ تاریخوں اور وقت کے ساتھ تمہارے اعمال نامے میں درج ہیں۔ چھوٹے بڑے، کم یا زیادہ سب گناہوں کا حساب و عذاب ہوگا، ــــ

اے غافلو، ہوشیار ہو جاؤ!، ــــ

اے سونے والو، بیدار ہو جاؤ! ــــ

اللہ کی رحمت حاصل کرو۔ اے بندو! ــــ جس کسی نے گناہ اور لغزشیں بکثرت کیں اور ان پر اصرار کرتا رہا، نہ توبہ کی اور نہ شرمندہ ہوا، ــــ اگر اس نے اپنے کئے کا تدارک نہ کیا تو سمجھو کفر کا قاصد اس کے پاس آ گیا۔

○ــــ اے آخرت کے بغیر دُنیا کو طلب کرنے والے۔

○ــــ اے خالق کے بغیر مخلوق کو طلب کرنے والے۔

تو محتاجی کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور امیری کے سوا کسی کی آرزو نہیں کرتا۔

رزق کا معاملہ منشاءِ الٰہی پر موقوف ہے:

تجھ پر افسوس ہے! رزق قسمت کا ہے جو زیادہ یا کم نہیں ہوتا، نہ ہی آگے یا پیچھے ہوتا ہے، ــــ تم اللہ کی ضمانت میں شکایت کرتے ہو، ــــ جو چیز نصیب میں نہیں اس کی طلب پر حرص کرتا ہے، ــــ تیری حرص نے تجھے اہلِ علم کے پاس حاضر ہونے اور نیکی کی محافل میں جانے سے روک رکھا ہے، تجھے اس بات کا خوف ہے کہ تیرا نفع کم اور مال تھوڑا ہو جائے گا۔

تجھ پر افسوس ہے! جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں بچہ تھا، تو تجھے کون کھلاتا تھا، ــــ آج تجھے اپنے آپ اور خلقت پر، ــــ اپنی اشرفیوں اور روپوں پر، ــــ اپنے لینے اور دینے پر، ــــ شہر کے حاکم پر،

○ــــ جس جس پر تجھے اعتماد اور بھروسہ ہے، وہی تمہارا خدا ہے، ــــ

○ــــ اور جس جس سے تجھے ڈر خوف ہے،

○ــــ جس سے تجھے کوئی آرزو یا کچھ اُمید ہے،

○ ـــ جس سے تم نفع یا نقصان دیکھو اور یہ نہ سمجھو کہ اس کے ہاتھوں سے اللہ ہی کراتا ہے، وہی تمہارا رب ہے، تجھے جلد ہی اپنے متعلق پتہ چل جائے گا، ـــ اللہ تعالیٰ تم سے سننے اور دیکھنے اور پکڑنے کی قوت و ہمت چھین لے گا، ـــ تمہارا مال اور جس پر اللہ کے سوا بھروسہ تھا، جاتے رہیں گے، ـــ خلقت اور تمہارے بیچ میں قطع تعلق کر دے گا اور تمہاری طرف سے خلقت کے دل سخت کر دے گا، ـــ تمہاری طرف سے ان کے ہاتھ روک دے گا، ـــ تمہارا کاروبار ٹھپ کر کے رزق کے دروازے بند کر دے گا، ـــ ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف مارے مارے پھرو گے، ـــ تجھے ایک لقمہ تو کیا ایک ذرّہ بھی نہ ملے گا، ـــ جب اسے پکارو گے، تجھے قبول نہ کرے گا، ـــ یہ ساری مصیبت:

○ ـــ تمہارے شرک اور غیر اللہ پر بھروسہ کرنے،

○ ـــ ماسوا اللہ سے نعمت طلب کرنے،

○ ـــ نعمت سے گناہوں پر مدد چاہنے،

کی وجہ سے ہے، ـــ ایسے لوگوں کے ساتھ میں نے خود ایسا برتاؤ ہوتے دیکھا ہے، ـــ غالباً یہ لوگ نافرمانوں میں سے تھے، ـــ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توبہ کر کے اپنی بداعمالی کا تدارک کر لیتے ہیں، ـــ اللہ بھی ان کی توبہ قبول کر کے نظر رحمت فرماتا ہے، اور ان سے لطف و کرم کا معاملہ کرتا ہے، ـــ

اے خلقِ خدا! توبہ کرو، ـــ اے عالمو! ـــ اے فقیہو! ـــ اے زاہدو! ـــ اے عابدو!

تم میں سے ہر ایک شخص توبہ کا محتاج ہے، ـــ تمہارے جینے اور مرنے کی سب خبریں میرے پاس ہیں، ـــ

○ ـــ اگر تمہارے ابتدائی افعال شک و شبہ والے ہوں اور مجھ سے چھپے ہوں تو تمہاری موت کے وقت وہ سب مجھ پر کھل جاتے ہیں۔

○ ـــ اگر تمہارا کسی کا اصل مال مجھ سے پوشیدہ ہو جائے تو میں اس کے نکاس کو دیکھتا ہوں، ـــ

○ ـــ اگر اس کا خرچ بیوی بچوں اور اللہ کے فقیروں اور مخلوق کی اصلاح و فلاح پر ہوا، تو میں جان لیتا ہوں کہ اس مال کی اصل حلال ہے، ـــ

○ ـــ اگر خاصانِ خدا صدیقوں پر خرچ ہوا ہو تو جان لیتا ہوں کہ اس کے حصول کے اصل اللہ پر توکل ہے، اور یقیناً یہ مال حلال ہے، ـــ

میں تمہارے ساتھ بازاروں میں نہیں رہتا، لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے مالوں کو اس طریقے سے اور دوسرے طریقوں سے بھی مجھ پر ظاہر کر دیتا ہے۔

دل میں غیر کا خوف رسوائی کا باعث ہے:

بیٹا! اس بات سے بچو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اپنے غیر کو نہ دیکھے تا کہ تمہاری رسوائی نہ ہو، ـــ اس بات سے بھی بچو

کہ وہ تمہارے دل میں اپنے غیر کا خوف، غیر سے اُمید اور غیر کی محبت نہ دیکھے، --- اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک کرو، --- ہر نفع یا نقصان غیر کی بجائے اسی سے دیکھو، اس لئے کہ تم اللہ کے گھر میں ہو اور اسی کی مہمانی میں ہو۔

صحیح محبت وہی ہے جو اللہ کی محبت میں تغیر نہ لائے:

بیٹا! تم جو خوبصورت چہرے دیکھتے ہو، اور تم انہیں چاہنے لگتے ہو، یہ محبت ناقص ہے، اس پر پکڑ ہو سکتی ہے، صحیح محبت وہی ہے کہ جو اللہ کی محبت میں تغیر نہ لائے، --- اللہ کی محبت وہ ہے جو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو، --- یہی محبت صدیقوں اور روحانیوں کی ہے، ان کی محبت ایمان سے نہیں بلکہ یقین اور آنکھ سے ہے، --- ان کے دل کی آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے ہیں، --- جو کچھ غیب میں ہے، وہ دیکھتے ہیں، وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں کہ جس کی شرح وہ خود بیان نہیں کر سکتے۔

التجا ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّتَکَ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِیَۃِ ○

''الٰہی! ہمیں عفو و عافیت کے ساتھ اپنی محبت عطا فرما۔''

تمہاری قسمتیں دُنیا میں مقررہ اوقات تک اللہ تعالیٰ کے پاس امانت ہیں، --- کسی کی مجال نہیں کہ مالک کی اجازت مل جانے کے بعد تمہارے حوالے ہونے سے روک دے، --- مخلوق اور ان کی عقل کی خرابی پر دُنیا ہنستی ہے اور مذاق اڑاتی ہے، --- ایسے شخص پر ہنستی ہے:

○ --- جو ایسی چیز کا خواہاں ہے جو اس کے نصیب میں نہیں، اور
○ --- جو مالک کی اجازت کے بغیر قسمت کا لکھا مانگتا ہے۔

دُنیا خود بخود تمہاری تابع کیوں کر ہو سکتی ہے:

اے لوگو! اگر تم دُنیا کے دروازے سے منہ پھیر لو، اور اللہ کے دروازے کی طرف رُخ پھیر لو تو دُنیا خود بخود تمہاری تابع فرماں ہو جائے گی، --- اللہ سے عقل کی طلب کرو، --- دُنیا جب اولیاء اللہ کی طرف آتی ہے تو وہ اُس سے کہتے ہیں: ''چلی جا،

○ --- دوسروں کو دھوکہ دے، ہم نے تجھے پہچان لیا اور دیکھ لیا ہے،
○ --- ہمارا تجربہ نہ کر، ہمیں تیری آزمائش خوب معلوم ہے،
○ --- ہم پر پرکھنے کی مشقت نہ ڈال، تیرے سکے کھوٹے ہیں،
○ --- تیری زینت خالی بت پر ہے جو لکڑی سے بنا ہے، جس میں روح نہیں،
○ --- تیرا ظاہر ہے باطن نہیں، صورت ہے سیرت نہیں،
○ --- دیکھنے اور پرکھنے کی چیز اصل میں آخرت ہے''۔

اولیاء اللہ پر دُنیا کے عیب جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ اس سے کنارہ کر لیتے ہیں، ـــ اور جب مخلوق کے عیب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ ان سے غائب ہو جاتے ہیں، ان سے بھاگتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں، ـــ جنگلوں اور بیابانوں اور ویرانوں اور غاروں میں جنوں اور فرشتوں کے ساتھ جو زمین پر چلنے والے ہیں، ان سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ فرشتے اور جنات ان کے پاس غیر صورتوں میں آتے ہیں:

○ ـــ کبھی وہ زاہدوں اور راہبوں کی صورت میں داڑھی سمیت ظاہر ہوتے ہیں،

○ ـــ کبھی مردوں کی صورت میں،

○ ـــ کبھی وحشی جانوروں کی صورت میں،

جس صورت پر چاہیں ظاہر ہوتے ہیں، ـــ فرشتوں اور جنات کے لئے صورتیں بدلنا ایسے ہے جیسے تم میں سے کسی کے گھر میں مختلف طرح کے کپڑے لٹکے ہوئے ہوں، جسے چاہا پہن لیا، ـــ

مرید صادق جو اللہ تعالیٰ کی ارادت میں سچا ہوتا ہے، اپنی ابتدائی حالت میں مخلوق کے دیکھنے سے تنگ آتا ہے، اور ان کی بات نہیں سننا چاہتا، ـــ دُنیا کا ایک ذرّہ دیکھنے سے بھی تنگی محسوس کرتا ہے، خلقت میں سے کچھ دیکھنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا، ـــ شروع شروع میں اس کا دل حیران اور عقل غائب اور آنکھیں چڑھی رہتی ہیں، ـــ رحمتِ الٰہی کا ہاتھ اس کے دل کے سر پر آجانے تک حالت یہی رہتی ہے، ـــ اس وقت اس پر ایک نشہ سا چھا جاتا ہے، پھر وہ ہمیشہ مست رہتا ہے، ـــ قربِ الٰہی کی مہک اس کے دماغ میں پہنچتی ہے، تب اسے افاقہ ہوتا ہے، ـــ اب وہ توحید اور اخلاص اور معرفتِ الٰہی میں اپنے علم اور محبت کے ساتھ قرار پکڑ لیتا ہے، ـــ اسے خلقت کی وسعت اور ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے، ـــ اسے اللہ کی طرف سے قوت حاصل ہوتی ہے، کسی مشقت کے بغیر مخلوق کا بوجھ اٹھا لیتا ہے، ـــ ان کے قریب ہو جاتا ہے، انہیں چاہتا ہے، ـــ اس کا پورا شغل ان کی اصلاح وفلاح ہوتا ہے، ـــ (اس کے باوجود) وہ اللہ کی طرف سے ایک لحہ بھی غافل نہیں ہوتا، ـــ زاہد مبتدی آغاز میں خلق سے بھاگتا ہے، ـــ جبکہ زاہد جو اپنے زُہد میں کامل ہو ان باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا، نہ ہی مخلوق سے گریز کرتا ہے، بلکہ ان کا طالب بنتا ہے، ـــ کیونکہ وہ عارف باللہ ہو چکا ہوتا ہے، ـــ جسے اللہ کی پہچان ہو جاتی ہے وہ کسی شے سے نہیں بھاگتا، ـــ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، ـــ زاہد مبتدی بدکاروں اور نافرمانوں سے بھاگتا ہے، جبکہ انتہائی مقام والا زاہد انہیں طلب کرتا ہے، ـــ وہ انہیں کیوں نہ طلب کرے اس کے پاس ان کی پوری دوا ہے، ـــ اسی لئے زاہدوں میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَضْحَكُ فِيْ وَجْهِ الْفَاسِقِ اِلَّا الْعَارِفُ ○

''فاسق کے چہرے پر عارف کے سوا کوئی نہیں ہنستا۔''

جو اللہ کی معرفت میں کامل ہو جاتا ہے وہ اللہ کی خبر دینے لگتا ہے، ـــ لوگوں کو راستہ دکھانے لگتا ہے، ـــ وہ ایک جال

ہے جو دُنیا کے سمندر سے خلقت کو شکار کرتا ہے، اسے دُنیا کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا، — اسی ایسی قوت عطا ہوتی ہے کہ ابلیس کو لشکر سمیت شکستِ فاش دے دیتا ہے اور مخلوق کو اس سے بچا لیتا ہے، —

اے زاہد بن کر جہالت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے والے، آگے آ، اور جو کچھ میں کہتا ہوں، اُسے سن! — اے روئے زمین کے زاہدو! آگے آؤ اور اپنے خلوت خانے ویران کردو، اور مجھ سے قریب ہو جاؤ، — تم اپنی خلوت میں کسی اصل کے بغیر بیٹھے ہو، — تمہیں کچھ نہیں ملا، آگے آؤ اور حکمت ودانائی کے ثمرات پاؤ، — اللہ تم پر رحم کرے، تمہارا آنا میرے کسی نفع کے لئے نہیں، بلکہ تمہارے ہی لئے ہے، —

حاجت روائی کے لئے محنت کرو، صنعت سیکھو:

اے بیٹا! تو ضرورت مند ہے، اپنی حاجت روائی کے لئے محنت کرو، صنعت سیکھو، — ہزار بار بناؤ اور ہزار بار توڑو تا کہ تو ایسی عمارت بنائے جو پھر نہ ٹوٹے، — جب تو بنانے اور توڑنے میں فنا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایسی عمارت بنائے گا جو کبھی نہ ٹوٹے گی۔

اللہ کے طالبوں کی جان ومال سے خدمت کرو:

اے لوگو! تمہیں کب سمجھ آئے گی، اسے کب پاؤ گے جس کی طرف میں سیر کرتا ہوں، — اللہ کے طالبوں اور مریدوں کی تلاش کرو، جب وہ مل جائیں تو اپنی جانوں اور مالوں سے ان کی خدمت کرو، — اللہ کے سچے مریدوں اور عاشقوں کے لئے خاص خوشبوئیں ہیں، اور خاص علامت ان کے چمکتے روشن چہرے ہیں، — تمہارے اندر اور تمہارے دیکھنے میں نقص ہے، اور سمجھ میں نقص ہے، اس میں بڑی آفتیں ہیں، — تمہارے نزدیک:

○ — صدیق وزندیق، ○ — حلال وحرام، ○ — زہر وتریاق،
○ — مشرک وموحّد، ○ — مخلص ومنافق، ○ — تابع فرمان ونافرمان،
○ — طالبِ مولیٰ اور طالبِ مخلوق

میں کوئی فرق نہیں، — علم رکھتے ہوئے عمل کرنے والے مشائخ کرام کی خدمت کرو تا کہ تمہیں سب چیزوں کی حقیقت کا عرفان کرادیں، — اللہ کی معرفت کے حصول کی کوشش کرو، — جب اسے پہچانو گے تو غیر کو بھی پہچان لوگے، — پہلے معرفت حاصل کرو، پھر محبت کرو، — اگر دل کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے تو دل کی آنکھوں سے دیکھو، — نعمتیں جب اس کی طرف سے سمجھو گے تو ضرور اس سے محبت پیدا ہوگی، — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یُغَذِّیْکُمْ مِّنْ نِّعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِیْ ۝

"اللہ سے محبت کرو کیونکہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے، — اور مجھے چاہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے چاہتا ہے۔"

مانگے، بن مانگے ملنے والی سب نعمتوں کا شکر ادا کرو:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی نعمتیں عطا فرمائیں جب تم ماں کے پیٹ میں تھے، اور اس سے نکلنے کے بعد غذا عطا فرمائی، — پھر اس نے عافیت اور سب طرح کی قوت اور اطاعت عنایت فرمائی، — اپنی اطاعت تمہارے نصیب میں کی، — تمہیں مسلمان بنایا اور اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار بنایا، چنانچہ اس کا شکر ادا کرو اور محبت کرو، — جب تم نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرو گے تو تمہارے دلوں سے مخلوق کی محبت جاتی رہے گی، — اللہ کا عارف، اللہ کا محبّ، اللہ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا وہی شخص ہے جو نیکی اور بدی سب اسی کی طرف سے جانتا ہے، — مخلوق میں سے جو اس سے بھلائی و برائی کرتا ہے، وہ اس کی طرف نہیں دیکھتا، —

○ — مخلوق میں سے اگر کوئی اس سے بھلائی کرتا ہے تو اسے اللہ کی تسخیر سمجھے، —

○ — اگر مخلوق میں سے کوئی اس سے برائی کرے تو اسے اللہ کی مسلّط کردہ جانے، —

اس کی نظر ہمیشہ خلق سے نکل کر خالق پر پڑے، — اس کے باوجود وہ شرع کا پابند رہے، — کسی بھی حالت میں شرعی حکم کو ساقط نہ ہونے دے، — عارفِ الٰہی کا دل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہمیشہ منتقل ہوتا رہتا ہے، — یہاں تک کہ مخلوق سے بے رغبتی، پھر انہیں چھوڑ دینا اور ان سے رُخ پھیر لینا طاقت پکڑ جاتا ہے، — اللہ کی رغبت ہو جاتی ہے، اللہ کی ذات پر توکل قوی ہو جاتا ہے، — خلقت سے لین دین کی عادت جاتی رہتی ہے، — جو کام خلقت سے حاصل ہوتا ہے، اسے اللہ کے ہاتھ سے جانتا ہے، — اس کی عقل جو مخلوق اور خالق میں مشترک ہے، مضبوط اور موکد ہو جاتی ہے، اور دوسری عقل بڑھا دی جاتی ہے، — وہ خاص عقل اللہ کی طرف سے ہے (یعنی جزوی عقل سے کلی عقل بن جاتی ہے)۔

ڈر، کہیں مخلوق کی محتاجی میں نہ موت آ جائے:

اے خلقت کے محتاج! — اے خلقت کے مشرک! — ڈر، کہیں مخلوق کی محتاجی میں نہ موت آ جائے، — ایسی حالت میں اللہ تیری روح کے لئے اپنا دروازہ نہ کھولے گا، اور نہ اس کی طرف نظرِ رحمت ڈالے گا، — کیونکہ جو غیر پر بھروسہ کرنے والا ہو، اللہ ایسے مشرک سے سخت نالاں ہے، — تجھے چاہئے کہ تو:

○ — پہلے نفس سے الگ ہو جا، ○ — پھر خلق سے الگ ہو جا،

○ — پھر دُنیا سے الگ ہو جا، ○ — پھر آخرت سے جدا ہو جا،

○ — بالآخر ماسوا اللہ سے الگ ہو جا۔

پھر اگر چاہو کہ مالک کے ساتھ خلوت ہو تو اپنے وجود اور اپنی تدبیر اور اپنی بکواس کو دور کرو، —

تجھ پر افسوس! تو اپنے خلوت خانہ میں بیٹھا ہے اور تیرا دل لوگوں کے گھروں میں ہے، — ان کے آنے اور ان کے ہدیوں کا منتظر رہتا ہے، — تیری عمر بے کار گئی، صورت سے بھی بے صورت رہا، — اپنے نفس کو کسی چیز کا اہل نہ سمجھ، یہاں تک

کہ اللہ اسے اہل نہ بنادے، —— جب تک اللہ کی طرف سے اہلیت نہ آئے، تم اور خلقت از خود اہلیت حاصل نہیں کر سکتے، —— اللہ اگر تم سے کسی امر کا ارادہ کرے تو اس کے لئے تمہارے لئے سامان کر دیتا ہے، —— اگر تمہارا باطن صحیح نہ ہو اور قلب ماسوا اللہ سے خالی نہ ہو تو صرف خلوت تمہیں نفع نہیں دے سکتی۔

التجا ہے:

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا اَقُوْلُ وَانْفَعْھُمْ بِمَا اَقُوْلُ وَیَسْتَمِعُوْنَ ○

''الٰہی! جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے مجھے نفع عطا فرما، —— اور انہیں بھی میری نصیحت سے نفع عطا فرما، —— اور وہ میری نصیحت ہوش سے سن کر قبول کریں۔''

اکیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۵/ ذیقعدہ ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت شام بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیا آخرت سے حجاب ہے، اور آخرت اللہ سے حجاب ہے:

دُنیا آخرت سے حجاب ہے، اور آخرت، دُنیا و آخرت کے ربّ سے حجاب ہے، —— ہر ایک مخلوق اپنے خالق سے حجاب ہے۔ جس چیز پر ٹھہر جاؤ وہی حجاب ہے، —— چنانچہ تو خلقت اور دُنیا اور ماسویٰ اللہ کی طرف توجہ نہ کر، یہاں تک کہ اپنے باطن کے قدموں اور ماسویٰ اللہ کو چھوڑ چھاڑ کر سب سے برہنہ و الگ ہو کر اللہ کے دروازے پر حاضر نہ ہو جاؤ، —— اس حال میں کہ ذاتِ الٰہی میں حیران، اسی سے فریاد کر، اسی سے مدد کے طالب ہو کر سابقہ تقدیر و علم الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ، —— پس جب تیرے دل اور باطن کا وہاں پہنچ جانا ثابت و متحقق ہو جائے گا، اور یہ دونوں بارگاہِ الٰہی میں داخل ہو کر مقرّب بن جائیں، اور نزدیک ہو جائیں، تو وہ تجھے زندگی بخشے گا اور خلقت کے دلوں پر حاکم بنا دے گا اور تجھے ان پر امیر مقرر کر دے گا، اور تمہیں مخلوقات کے دلوں کے امراض دور کرنے کے لئے طبیب بنا دے گا۔ اس وقت تو مخلوق اور دُنیا کی طرف توجہ کرو، —— تمہاری توجہ خلقت کے حق میں نعمتِ خداوندی ہوگی، —— تیرا ان کے ہاتھوں سے دُنیا کو لے لینا، اور فقیروں کو لوٹا دینا، اور اس میں سے اپنا حصہ لینا تمہارے حق میں اطاعت و عبادت اور سلامتی کا باعث ہے۔ —— جو دُنیا کو اس طرح سے حاصل کرے گا، دُنیا اسے کوئی نقصان نہ دے گی، بلکہ وہ دُنیا میں سلامتی کے ساتھ رہے گا اور جو کچھ اس کے نصیب میں ہے وہ دُنیا کی خرابیوں سے پاک وصاف رہے گا۔

اولیاء اللہ کے چہرے پر ولایت کی علامت اہلِ نظر ہی پہچانتے ہیں:

اولیاء اللہ کے چہروں پر ایک خاص علامت ہوتی ہے جنہیں اہلِ نظر ہی پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ولایت کا اظہار اشارت۔

ہوتا ہے زبان سے نہیں ــــ جو شخص نجات کا طالب ہے اسے چاہئے کہ اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے، اور اپنے دل سے خلقت اور دُنیا کو ایسے نکال دے جیسے بال گندھے ہوئے آٹے اور دودھ سے نکل جاتا ہے۔ اسی طرح آخرت اور ما سوا اللہ سے نکل جائے۔ اب اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر ہر ایک حق دار کو اس کا حق ادا کرے، اور دُنیا و آخرت سے اپنا نصیب بھی حاصل کرے۔ اس حال میں کہ تو دروازے پر ہے اور دُنیا اور آخرت تیرے سامنے ہاتھ باندھے خادم بنے کھڑے ہیں۔

تو دُنیا سے اپنا نصیب یوں نہ کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو، بلکہ تو اسے بادشاہ کے دروازے پر اس طرح سے کھا کہ تو بیٹھا ہوا ہو اور دُنیا تیرے سامنے سر پر خوانچہ اٹھائے کھڑی ہو۔ تم مخدوم بن کر بیٹھے ہو، اور وہ تمہارے سامنے ذلیل ہو۔ دُنیا اس کی خدمت کرتی ہے جو اللہ کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے، اور جو دُنیا کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے، دُنیا اسے ذلیل کرتی ہے۔ تو دُنیا سے غنا اور خداداد عزت کے ساتھ حصہ وصول کر۔

دُنیا و آخرت میں اہل اللہ کی اللہ سے رضا مندی:

اللہ کے خاص بندے اللہ تعالیٰ سے دُنیا میں مفلس رہ کر راضی ہیں، اور آخرت میں اس کے قرب میں رضا مند ہوں گے۔ وہ اللہ کے سوا کسی کے طالب نہیں،

○ ــــ انہوں نے جان لیا کہ دُنیا تقسیم کی جا چکی، انہوں نے دُنیا کی طلب کو چھوڑ دیا،

○ ــــ انہوں نے جان لیا کہ آخرت کے درجات اور جنت کی نعمتیں بھی تقسیم کی جا چکی ہیں، انہوں نے اس کی طلب اور اس کے لئے عمل کو بھی چھوڑ دیا۔

وہ اللہ کی ذات کے سوا کسی اور چیز کو نہیں چاہتے۔ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے، تو اپنی آنکھیں نہ کھولیں گے جب تک کہ جنت میں اللہ کی ذات کا نور نہ دیکھ لیں گے۔

تو تنہائی اور جدائی سے دوستی رکھ، جس کا دل خلقت اور اسباب سے خالی نہ ہو، وہ نبیوں اور صدیقوں اور صالحین کی راہ پر چلنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ وہ قلیل دُنیا پر قناعت کرے اور کثیر کو قدرت کے حوالے نہ کر دے، ــــ تو زیادہ دُنیا کی طلب نہ کر، ورنہ وہ تجھے برباد کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ اگر خود بخود تمہارے اختیار کے بغیر بہت سا عنایت کر دے تو تم اس میں سب طرح سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لوگوں کو اپنے علم اور کلام سے نصیحت کیا کر۔"

اے واعظ! تو اپنے باطن کی صفائی اور دل کے تقویٰ کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کر، ــــ ظاہر کو اچھا بنا کر بُرے باطن کے ساتھ نصیحت نہ کر، ــــ

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں ان کے پیدا کرنے سے پہلے ایمان لکھ رکھا ہے، یہی سابقہ تقدیر ہے، ــــ مگر

سابقہ کے ساتھ ٹھہر جانا اور اس پر بھروسہ کر لینا جائز نہیں ہے بلکہ کوشش اور ہمّت اور طاقت صرف کرنی چاہئے۔ ایمان اور یقین کے حصول کے لئے محنت کر، اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشبوؤں کی طرف توجہ کر اور اس کی رحمت کی چوکھٹ پر پڑا رہ۔ ہاں ہمارے دلوں کو ایمان کے حصول کے لئے کوشش کرنی چاہئے، — عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی محنت اور مشقت کے عطا کر دے،

کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی ذات کے لئے ایسی صفات بیان کرتا ہے جن سے وہ راضی ہے، تم ان کی لا حاصل تاویلیں گھڑتے ہو اور ناجائز رد کرتے ہو، — جتنی وسعت تم سے پہلے صحابہ و تابعین کے علم میں تھی، تمہارے علم میں ایسی گنجائش نہیں، (وہ ہر صفت کو ہر حکم کو بلا حیل و حجت مانتے اور اس پر بلا تاویل و تردید ایمان لاتے تھے، تم بھی ان کی طرح چلو، انہی کی طرح کرو)۔

ہمارا پروردگار عرش پر ہے جیسے کہ اس نے فرمایا بغیر تشبیہ[1] اور بغیر جسم اور بغیر تعطیل کے۔[2]

دعا:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَوَفِّقْنَا وَجَنِّبْنَا الْاِبْتِدَاعَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝

”الٰہی! تو ہمیں رزق دے اور توفیق دے، — اور ہمیں نئی نئی باتیں نکالنے سے بچا، — اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔“

بائیسویں مجلس

(منعقدہ آخری ذیعقدہ ۵۴۵ھ بوقت صبح بمقام خانقاہ شریف)

دُنیا کی محبت دل سے کیسے نکالی جائے:

کسی سائل نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

”میں اپنے دل سے دُنیا کی محبت کیسے نکالوں؟“

آپ نے ارشاد فرمایا: تو دیکھ کہ دُنیا اپنے گردشوں میں اپنے چاہنے والوں اور اُن کے بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے، اُن کے ساتھ کیسی چالیں چلتی ہے، ان کے ساتھ کیسے کھیلتی ہے، انہیں اپنے پیچھے کیسے دوڑاتی ہے، — پھر انہیں ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف ترقی دیتی ہے، یہاں تک کہ انہیں دوسروں سے بلند کر دیتی ہے، اور مخلوق کی گردنوں کا انہیں مالک بنا دیتی ہے، — اور ان پر خزانے اور عجائبات ظاہر کرتی ہے، — اور پھر جب وہ اپنی بلندی، اپنے اختیارات اور اپنی خوش عیشی، دُنیا کو

[1] تشبیہ: کسی کی طرح ہونا، کسی کی مثل ہونا

[2] تعطیل: معطل ہونا، بیکار رہنا، — اللہ تعالیٰ نہ کسی کی مثل ہے اور نہ ہی بیکار،

اپنا خدمت گزار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، — ایسی حالت میں وہ اچانک انہیں پکڑتی ہے اور قید کر لیتی ہے اور دھوکہ دیتی ہے، اور اس بلندی سے انہیں سر کے بل دے مارتی ہے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جان سے مار ڈالتی ہے اور خود کھڑی ہنستی ہے، — ابلیس لعین بھی اس کے پہلو سے کھڑا خوب ہنسی اڑاتا ہے۔ دُنیا کا چلن یہی ہے۔ دُنیا کا یہ برتاؤ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا ہے جو روز قیامت تک جاری رہے گا۔ بہت سے بادشاہوں اور امیروں سے اس کا سلوک ایسا ہی ہے — دُنیا

○ — اسی طرح سے بلند کراتی اور گراتی ہے، —

○ — آگے بڑھاتی ہے، پھر پیچھے ڈالتی ہے،

○ — غنی کرتی ہے، پھر تنگ دست کرتی ہے، —

○ — قریب ہوتی ہے، پھر ذبح کر ڈالتی ہے، —

ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس سے سلامت رہیں اور اس پر غالب آ جائیں — اس پر غالب آ کر اس کی شرارت سے محفوظ رہیں، یہ شاذ و نادر ہیں۔ دُنیا کے مکر و فریب سے وہی بچتا ہے جو اسے پہچان لے اور اس سے اور اس کے حیلوں سے خوف کھائے۔

اے سائل!

○ — اگر تو دُنیا کے عیبوں کو دل کی آنکھوں سے دیکھے گا تو دُنیا کو دل سے نکال دینے پر قادر ہو جائے گا،

○ — اگر تو دُنیا کو سر کی آنکھوں سے دیکھے گا تو اس کے عیبوں سے چشم پوشی کر کے اس کی زینت میں مشغول ہو جائے گا، — تب دُنیا سے کنارہ کشی کرنے اور اسے دل سے نکالنے پر قادر نہ ہو سکو گے، اور وہ تجھے ویسے ہی قتل کر ڈالے گی جیسے اس نے اوروں کو قتل کر دیا،

تو اپنے نفس سے یہاں تک جہاد کر کہ مطمئن ہو جائے، — جب اطمینان ہو گا تو تم دُنیا کے عیب پہچان کر اسے ترک کر دو گے، — نفس کا اطمینان یہ ہے کہ وہ دل کا کہا مانے، اور باطن کے بھی موافق ہو کر دونوں کی اطاعت کرے،

○ — جس چیز کا امر کریں، اسے بجا لائے،

○ — جس چیز سے روکیں، اس سے رک رہے۔

○ — ان کی عطا پر قناعت کرے، اور منع پر صبر کرے۔

جب نفس مطمئن ہو جائے گا تو وہ قلب سے مل کر تسکین حاصل کرے گا، — اس کے سر پر پرہیز گاری کا تاج اور قرب الٰہی کی خلعت دیکھے گا۔

تم ایمان اور دل کی تصدیق کو لازم پکڑو اور اولیاء اللہ کو مت جھٹلاؤ، اور ان سے کسی طرح کا جھگڑا کرنے اور لڑنے سے باز رہو، کیونکہ وہ دُنیا اور آخرت کے بادشاہ ہیں۔ قربِ الٰہی کے مالک ہیں۔ ماسویٰ اللہ ان کی دسترس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو غنی کر دیا ہے، اور اپنے قرب اور اُنس اور اپنے انوار اور کرامت سے انہیں مالا مال کر دیا ہے — وہ دُنیا کی قطعاً پرواہ

نہیں کرتے کہ وہ مردار کس کے قبضے میں ہے، اور اسے کون کھا رہا ہے، --- وہ دُنیا کی ابتداء کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ اس کے انجام اور فنا کی طرف دیکھتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ --- وہ ذاتِ الٰہی ان کے باطن کی آنکھوں کے سامنے رہتی ہے، وہ ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں --- وہ ہلاکت کے خوف اور بادشاہی کی اُمید لئے عبادت نہیں کرتے، --- اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے لئے اور اپنی صحبت کی ہمیشگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ هُوَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ○

''اور پیدا کرتا ہے کہ جس کو تم نہیں جانتے، اپنے ارادے کو پورا کرتا ہے۔''

منافق کے خصائل:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کے یہ خصائل بیان فرمائے ہیں، جو ان خصائل اور علامتوں سے پاک ہے، وہ منافقت سے محفوظ ہے:

○ --- منافق جب بات کرے تو جھوٹ بولے،

○ --- جب وعدہ کرے، زبان سے پھر جائے،

○ --- امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

یہ خصائل ایک کسوٹی ہیں، جو ایمان والے اور منافق میں واضح فرق کرتے ہیں۔ یہ کسوٹی اور آئینہ لے کر اس میں دل کا چہرہ دیکھو۔

○ --- کیا تم ایمان والے ہو یا منافق ○ --- توحید والے ہو یا بُت پرست

دُنیا سب کی سب فتنہ اور مشغلہ ہے مگر اتنی جو آخرت کے لئے نیک نیتی سے لی جائے۔ دُنیا میں تصرّف کرنے کے لئے جب نیت نیک ہو جاتی ہے تو دُنیا سراسر آخرت بن جاتی ہے، --- ہر وہ نعمت جو شکر الٰہی سے خالی ہو وہ دُنیا ہے اور سراسر عذاب ہے، --- اللہ کی نعمتوں کو شکر سے قید کر لو (ایسا کرنے سے نعمت زیادہ ملے گی۔)۔ اللہ کا شکر ہر ایک نعمت کے ساتھ ہے۔

ادائے شکر دو طرح سے ہے:

○ --- اول یہ کہ نعمتوں کے ساتھ عبادت پر مدد حاصل کی جائے، اور ان کے ذریعے حاجت مندوں سے غم خواری کرنا، ان کی مدد کرنا۔

○ --- دوسرے یہ کہ نعمت کے ذریعے نعمت دینے والے کو پہچان کر اس کے نازل فرمانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

بعض اولیاء اللہ سے روایت ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے روکے وہی تمہارے لئے منحوس ہے، ---

○ --- اگر اللہ کی یاد اور اس کا ذکر بھی کسی چیز میں مشغول کرے، وہ بھی بری ہے۔ ---

○— نماز، روزہ، حج اور نیکی کے سب کام اگر اللہ کے لئے نہ ہوں تو وہ بھی تیرے لئے منحوس ہیں، —

○— جو نعمت تمہارے اور اللہ کے درمیان حجاب ہو جائے، وہ نعمت تیرے لئے منحوس ہے۔

نعمت حاصل کر کے گناہوں سے مقابلہ کرتے ہو، اپنی مشکلات میں اس کے غیر سے رجوع کرتے ہو۔ — تیری حرکات و سکنات، ظاہر اور باطن، رات اور دن میں جھوٹ اور نفاق نے جڑ پکڑ لی ہے۔ تم پر شیطان کا وار ہو گیا ہے — اس نے جھوٹ اور برے اعمال کو تمہارے لئے پرکشش بنا دیا ہے — تجھے جھوٹ کی عادت ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ تو نمازوں میں بھی جھوٹ کہتا ہے، کیونکہ تو زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے) تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ تیرے دل میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے۔

○— جس چیز پر تو بھروسہ کرے، وہی تیرا معبود ہے،

○— جس سے ڈرے اور اُمید رکھے، وہی تیرا معبود ہے،

تمہارا دل زبان کے موافق اور قول، فعل کے مطابق نہیں ہے، — تو اپنے دل سے اللہ اکبر ہزار بار کہہ اور زبان سے ایک بار) تجھے شرم نہیں آتی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہو (کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا) حالانکہ اللہ کے سوا تمہارے ہزار معبود ہیں۔ تو جن بے ہودہ خیالوں میں ہے، سب سے اللہ کی طرف توبہ کر، — وہ شخص جو علم تو رکھتا ہے مگر عمل نہیں کرتا، محض علم کے نام پر قناعت کئے ہوئے ہے، اسے کیا فائدہ ہو گا! — جب تو کہتا ہے: ''میں علم رکھتا ہوں''۔ — تو جھوٹ کہتا ہے، — تو اپنے نفس کے لئے اس بات پر کیسے راضی ہو گیا کہ دوسروں کو تعلیم کرتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ ''جو کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہو۔''

تجھ پر افسوس ہے کہ:

○— اوروں کو سچ بولنے کا حکم دیتا ہے اور خود جھوٹ بولتا ہے،

○— دوسروں کو توحید کا حکم دیتا ہے اور خود بتوں کو پوجتا ہے،

○— اوروں کو اخلاص کی تلقین کرتا ہے اور خود ریاکار منافق ہے،

○— انہیں گناہ ترک کرنے کی تاکید کرتا ہے اور خود نافرمانی کرتا ہے،

تیری آنکھوں میں شرم و حیا نہیں رہی، — اگر ایمان ہوتا تو کچھ تو شرم و حیا کرتے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ ○ ''حیا ایمان سے ہے۔''

تم میں نہ امانت ہے، نہ یقین نہ ایمان، — علم میں خیانت کی تو امانت جاتی رہی، اللہ کے ہاں بددیانت لکھا گیا، —

ایسی حالت میں تیرے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا نہیں کہ تو توبہ کرے اور توبہ پر ثابت قدم رہے، — جس کا اللہ اور اس کی تقدیر کے ساتھ ایمان صحیح ہے، اس نے اپنے سب کام اسی کے حوالے کر دیئے ہیں، — ان میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، — خلقت اور اسباب کی قید میں پڑ کر مشرک نہ بنو، — یہ حالت جب ثابت اور متحقق ہو گی تو پھر تمام احوال میں سب طرح کی آفات سے سلامت رہو گے، — ایمان سے آگے یقین کا مرتبہ ہے، پھر ولایت کا منصب ہے، پھر ابدالیت، پھر غوثیت، — اور بعض اوقات مقام قطبیت حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات جن وانس، فرشتوں اور ارواح پر فخر کرتا ہے، اسے آگے بڑھاتا ہے اور اپنا قرب عطا کرتا ہے، اور اپنی مخلوق کا والی بنا دیتا ہے، مخلوق کا مالک وحاکم وقادر بنا دیتا ہے، — اپنا محبوب بنالیتا ہے، مخلوق کا محبوب بنا دیتا ہے۔ یہ مرتبہ اس کی ابتداء اور بنیاد ہے۔ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق اس امر کی بنیاد ہے۔ پہلے اسلام پھر ایمان، پھر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل، — پھر کمال ایمان کے وقت قلبی توحید کے ساتھ عمل میں اخلاص ہو، — ایمان والا اپنی ذات سے اور اپنے عمل سے اور کل ماسویٰ اللہ سے فنا ہو جاتا ہے، — وہ عمل تو کرتا ہے مگر عملوں سے بھی الگ رہتا ہے۔ ہر وقت اپنے نفس سے جہاد کرتا رہتا ہے، سب خلقت کو اللہ سے ایک طرف ڈالے رہتا ہے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ اسے اپنے رستے کی ہدایت کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط ۝ (سورہ العنکبوت)

''جو لوگ ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں، انہیں ہم اپنے کئی رستے بتا دیتے ہیں۔''

تم سب چیزوں میں بے رغبت ہو جاؤ، تو تم اس کی تدبیر پر راضی ہو گئے وہ ان چیزوں کو اپنے دست قدرت میں پلٹا دیتا ہے، — جب اس کی موافقت کرو گے تو انہیں اپنی قدرت کی طرف منتقل کر دے گا، — اس شخص کے لئے خوش نصیبی ہے جو تقدیر کے موافق بنا، اور مقدر کے فعل کا منتظر رہا، اور تقدیر پر عمل پیرا رہا، اور تقدیر کے ساتھ چلا، اور تقدیری نعمتوں کی ناشکری نہ کی اور ہر امر پر شکر گزاری ہی کرتا رہا۔

مقدر کی نعمت کا نشان اللہ کی رحمت اور اس کا قرب ہے، اور اسی کے باعث خلقت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے، — بندے کا دل جب اپنے رب سے واصل ہو جائے تو اللہ اسے مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے، — اسے اپنا قرب عطا کر دیتا ہے، اسے صاحب قدرت اور صاحب ملک بنا دیتا ہے، اس کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ ''تو آج کے دن ہمارے پاس رئیس امانت دار ہے۔''

اسے اپنے ملک، اپنے خدام اور اپنے ملک کے انتظام واسباب میں اپنا نائب (خلیفہ) بنا دیتا ہے اور اسے اپنے خزانوں پر امین بنا دیتا ہے، — اسی طرح جب دل صحیح ہو جائے، اور اس کی شرافت و پاکیزگی ماسویٰ اللہ سے ظاہر ہو جائے تو اسے اپنے بندوں کے دلوں پر، اور اپنی دُنیا و آخرت کی سلطنت پر پورا پورا اختیار دے دیتا ہے، — یوں وہ اپنے مریدوں اور ارادت مندوں کا کعبہ بن جاتا ہے، — سب اسی کی طرف جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں۔ رستہ یہیں تک ہے یعنی علم کا پڑھنا اور

اس پر ظاہری عمل کرنا، ـــ اللہ کی عبادت میں سستی اور بے ہودگی کی عادت نہ ڈال، ورنہ عذاب میں مبتلا ہو جائے گا ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَصَّرَا لْعَبْدُ فِی الْعَمَلِ بْتَلاَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِالْھَمِّ یَبْتَلِیْہِ ○

''بندہ جب عمل میں کوتاہی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

جو چیز قسمت میں نہیں، اسے اس کا رنج پہنچتا ہے:

○ ـــ بیوی بچوں کا رنج، ○ ـــ عزیزوں کا رنج،

○ ـــ پڑوسی کے تکلیف دینے کا رنج، ○ ـــ کاروبار میں خسارے کا رنج،

○ ـــ اولاد کی نافرمانی کا رنج، ○ ـــ اہلیہ کے ساتھ باہم نفرت ہو جانے کا رنج،

جدھر جاتا ہے، نقصان اٹھاتا ہے، ـــ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس نے اللہ کی عبادت میں کوتاہی کی، اور اس سے منہ پھیر کر دُنیا اور خلقت میں مشغول ہوا، ـــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ○ (سورۃ النساء)

''اگر تم شکر گزار اور ایماندار بنو تو اللہ نے تمہیں عذاب دے کر کیا لینا ہے۔''

اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بداعمالی پر قضاوقدر سے حجت حاصل کرے (اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے) کیونکہ ہر طرح کا تصرّف اور حکم کا اختیار اللہ ہی کے لئے ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء)

''وہ جو کچھ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں، دوسرے پوچھے جائیں گے۔''

تعلق باللہ کو ہر تعلق پر فوقیت دو:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ سے منہ پھیر کر کب تک اپنے نفس اور اہل وعیال میں مشغول رہے گا، ـــ بعض اہل اللہ نے فرمایا:

''جب تیرا بچہ چھوہارے کی گٹھلیاں بنانا سیکھ جائے تو اس سے توجہ ہٹالے اور اپنے نفس کو ربّ کے ساتھ مشغول کرو۔''

اس کلام سے آپ کی مراد یہ ہے کہ جب بچہ یہ جان لے کہ گٹھلی بھی کسی کام آ سکتی ہے اور اس کی کوئی قیمت ہے، تم جان لو کہ اس نے اپنے نفس کی تمام ضرورتوں اور معاش کو حاصل کرنا جان لیا ہے۔ اور یہ کہ اپنی ذات کے لئے خود مشقت اٹھا سکے۔ اس پر مشقت اٹھانے میں اپنا وقت ضائع نہ کرو، اسے اب تیری حاجت نہیں رہی، ـــ تو اپنی اولاد کو ہنر اور کسب سکھا، اور خود اللہ کی عبادت کے لئے فارغ ہو جاؤ، ـــ کیونکہ بیوی اور بچے تجھ سے اللہ کے عذاب کو نہ ٹال سکیں گے، ـــ اپنے نفس، اپنی اولاد اور اہل کے لئے قناعت کو لازم پکڑ لے، اس کے بعد صرف ضروریات کو حاصل کرو، ـــ تم اور وہ سب اللہ کی عبادت کے لئے

فارغ ہو جاؤ، — اگر مقدر میں تمہارے رزق کی فراخی ہے تو وہ بھی اپنے وقت (مقررہ) پر ہو کر رہے گی، — تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھے گا اور خلقت کے شرک سے بچ جاؤ گے، — اگر تمہارے مقدر میں کشائش نہیں تو تم اپنے زُہد اور قناعت کے باعث سب چیزوں سے غنی ہو چکے ہو۔

ایمان والا قناعت کرنے والا جب کسی دُنیاوی چیز کا محتاج ہوتا ہے تو وہ اپنی عاجزی وگریہ زاری، ذلت اور توبہ اور سوال کے قدموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتا ہے، — اللہ تعالیٰ اگر اس کی ضرورت کو پورا کر دے تو اس عطا پر شکر ادا کرتا ہے، — اگر ضرورت پوری نہ ہو تو منع کر دینے میں موافقت کر کے اس کے ارادہ پر کوئی اعتراض اور جھگڑا نہیں کرتا، بلکہ صبر کرتا ہے۔ وہ اپنے دین اور ریا کاری اور منافقت اور فریب کاری سے غنا کا طالب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اے منافق تو ہے، — ریا اور نفاق اور نافرمانی، یہ فقر اور ذلت، دربارِ الٰہی سے ہٹا دیئے جانے کے اسباب ہیں۔

ریا کار منافق دُنیا کو دین کے بدلے حاصل کرتا ہے، اور اہل ہونے کے بغیر صالحین کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کرتا ہے، انہی کی طرح کلام کرتا ہے، انہی کی طرح لباس پہنتا ہے، مگر ان کے جیسے عمل نہیں کرتا، — ان سے اپنی نسبت کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ ان کے نسب سے نہیں ہے۔ تمہارا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ (کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا) کا دعویٰ ہے، تیرا اللہ پر توکل اور بھروسہ اور اپنے دل کا غیر خدا سے پھیر لینا، یہ گواہ ہیں۔

اے جھوٹو! سچ بولو، — اپنے مالک سے بھاگنے والو!، رجوع کرو، — اپنے دلوں سے اللہ کے دروازے کا ارادہ کرو، — اس سے صلح کرو اور اس سے معذرت کرو۔ صرف ایمان کی حالت میں شرعی اجازت سے دُنیا حاصل کرو، — ولایت کی حالت میں امرِ الٰہی کے ہاتھ سے کتاب وسُنّت کی گواہی حاصل کرو — ابدالیت وقطبیت کے حال میں اللہ کے فعل سے حاصل کرو، — اپنا سب کچھ اسی کے سپرد کر دو۔

بد نصیبی سی بد نصیبی ہے:

بیٹا تمہیں اپنے نفس پر کوئی حیا نہیں، اپنے نفس پر آنسو بہاؤ کہ تم ثواب اور خیر کی توفیق سے محروم کر دیئے گئے، — اس بات پر کوئی شرم نہیں کرتے کہ آج مخلص ہو اور کل کو مشرک، —

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ وَمَنْ اَمْسُهُ خَيْرًا مِّنْ يَوْمِهٖ فَهُوَ مَحْرُوْمٌ ○

''جس کا آج اور گزرا کل ایک سے ہیں، وہ نقصان میں ہے، — اور جس کا گزرا کل آج کے دن سے بہتر تھا، وہ محروم ہے۔''

(یعنی ہر موجودہ دن کا عمل گزرے کل کی نسبت بہتر ہو، ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے)

اپنی سی کوشش تو کر، اللہ مدد کرنے والا ہے:

اے بیٹا! تو کیا کچھ نہیں کر سکتا، اور کچھ کئے بغیر چارہ نہیں، ـــ تو اپنی سی کوشش تو کر، اللہ مدد کرنے والا ہے، وہی تکمیل کو پہنچائے گا، ـــ تو جس دریا میں ہے اس میں ہاتھ پاؤں چلاتا رہ، موجیں اٹھا کر اُلٹ پلٹ کر کنارے پر لے آئیں گی، ـــ تیرا کام دعا مانگنا ہے، قبول کرنا اللہ کا کام ہے، ـــ قبولیت اسی کی طرف سے ہے، ـــ کوشش کرنا تمہارا کام ہے، اور توفیق دینا اللہ کا کام ہے، ـــ نافرمانی ترک کرنا تیرا کام ہے، مہربانی کرنا اللہ کا کام ہے، ـــ تو اپنی طلب کو صادق رکھ، ـــ تم اس کے قرب کے دروازے پر جگہ پاؤ گے، اس کی رحمت کا ہاتھ تیری طرف بڑھے گا، ـــ اس کا لطف وکرم اور محبت تیرے مشتاق ہوں گے، ـــ اولیاء اللہ کے مطلوب کا مقصود یہی ہے۔

اے نفسوں اور عادتوں اور خواہشوں اور شیطانوں کے بندو! میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں، میرے پاس حق درحق، خلاصہ درخلاصہ، صفائی در صفائی کے سوا کچھ نہیں، ـــ ہاں! ماسوی اللہ سے توڑتا ہوں اور اللہ سے جوڑتا ہوں، ملاتا ہوں، ـــ مجھے تمہاری حرص وہوس منظور نہیں۔

اے منافقو! ـــ اے جھوٹے دعوے دارو! ـــ میں تمہارے چہروں پر حیا نہیں پاتا، میں تم سے کیسے شرم وحیا کروں، ـــ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتے، اس سے بے حیائیاں کرتے ہو، ـــ اس کی نظر میں اور جو فرشتے تم پر موکل ہیں، ان کی نظر میں ذلیل وخوار ہوتے ہو، ـــ میرے پاس سچائی ہے جس سے میں ہر وقت اس کافر اور منافق کا سر کاٹتا ہوں جو نہ توبہ کرتا ہے اور نہ اپنے کئے پر ندامت اور پشیمانی کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا کہ سچائی زمین پر اللہ کی تلوار ہے، جس چیز پر پڑے اسے کاٹ ڈالتی ہے، ـــ میری بات مانو، میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں تمہیں تمہارے ہی لئے چاہتا ہوں۔ ـــ میں تمہارے ساتھ مردہ ہوں اور اللہ کے ساتھ زندہ ہوں، جس نے میری صحبت اختیار کی اور اسے سچا مانا، اس نے نفع پایا اور نجات پائی، ـــ اور جس نے مجھے جھٹلایا اور میری صحبت کو جھٹلایا وہ دُنیا وآخرت میں محروم ہوا اور عذاب سے دوچار ہوگا ـــ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑا کرنا چھوڑ دینا، اس پر اعتراض کرنے سے باز رہنا، اور اس کی تدبیر پر راضی رہنا، معرفت الٰہی کے اسباب میں سے ہے۔ اسی لئے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مریدوں سے ارشاد فرمایا:

"اگر تم اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہتے ہو تو اس کی تدبیر اور تقدیر پر راضی ہو جاؤ، اور اپنے نفس اور خواہش اور اپنے ارادے کو تدبیر اور تقدیر میں شریک نہ بناؤ۔"

اے تندرست جسموں والو! ـــ اے عمل سے فارغ رہنے والو اور بے فکر ہو جانے والو! اللہ کے ہاں تمہارا کیا کیا نقصان ہو رہا ہے، تمہیں کونسی چیز اللہ سے بچائے گی، ـــ اگر تمہاری دلوں کو اس کی خبر ہو جائے تو تم ندامت سے حسرت میں گھر جاؤ، ـــ چنانچہ بیدار ہو جاؤ، ہوشیار ہو جاؤ۔

وہ جو اپنا انجام بھلائے بیٹھے ہیں:

اے لوگو! تم عنقریب مرنے والے ہو، ـــ اس سے پہلے کہ تم پر رویا جائے، تم اپنے نفسوں پر رولو، ـــ تمہارے گناہ کثیر ہیں اور انجام کیا ہوگا، ـــ تمہارے دل دُنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور اس کی حرص میں بیمار ہیں، ـــ اس لئے زُہد اختیار کرو، ترکِ دُنیا اور اللہ کی طرف توجہ سے ان کا علاج کرو، ـــ دین کی سلامتی اصل سرمایہ ہے اور نیک عمل اس کا منافع ہیں، ـــ جو چیز سرکش بنائے اس کی طلب چھوڑ دو، اور جو کچھ تمہیں کفایت کرے اس پر قناعت کرو، ـــ عقل مند کسی چیز پر خوشی کا اظہار نہیں کرتا، کیونکہ حلال کا حساب اور حرام کا عذاب ہے، ـــ وہ لوگ کثیر ہیں جو حساب اور کتاب کو بھلائے بیٹھے ہیں۔

دل والوں کی صحبت سے دل ملتا ہے:

اے اللہ کے بندے! جب تجھے دُنیا کی کوئی چیز ملے اور اس سے تمہارا دل گھٹن محسوس کرنے لگے تو اسے چھوڑ دے، ـــ لیکن تیرے پاس تو دل ہی نہیں، ـــ تو مجسم حرص اور نفس اور خواہش ہے، ـــ دل والوں کے پاس بیٹھو تاکہ تمہیں بھی دل مل جائے، ـــ تمہارے لئے پیر کامل کی ضرورت ہے جو کہ دانا ہو، ـــ احکام الٰہی پر چلنے والا ہو، ـــ تجھے راستہ بتائے، تجھے تہذیب اور علم سکھائے، اور سب طرح سے خیر خواہ ہو، ـــ تم نے ناچیز کے بدلے سب کچھ خرید لیا، اور سب کچھ دے کر ناچیز کو خرید لیا، ـــ آخرت کے بدلے دُنیا کو خریدا اور دُنیا کے بدلے آخرت کو بیچا، ـــ تو ہوس در ہوس ہے، عدم در عدم ہے، جہل در جہل ہے، ـــ چوپایوں کی طرح کھاتا ہے، نہ تحقیق کرتا ہے نہ تفتیش کرتا ہے، حلال ہے کہ حرام!، ـــ نہ جستجو نہ حساب کا خدشہ، ـــ نہ نیت نہ سوال، ـــ نہ حکم کا انتظار نہ فعل کا کھٹکا! ـــ

ایمان والا شرع سے پرکھ کر کے کھاتا ہے، ـــ ولی کامل کو کھانے یا نہ کھانے کا دل کی طرف سے امر یا نہی ہوتا ہے ـــ ابدال کو کسی چیز کا فکر نہیں ہوتا بلکہ چیزیں خود اس میں اپنا اثر کرتی ہیں، وہ عالم غیب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں، اور اسی میں فنا رہتے ہیں۔ انہیں ماسویٰ اللہ سے کچھ غرض نہیں ہوتی، ـــ ولی حکم کے پابند ہوتے ہیں جبکہ ابدال کے اختیار سلب ہیں، ـــ یہ سب کچھ شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ ہے۔

جو شخص اپنی ذات سے اور خلقت سے فنا ہو جاتا ہے، وہی شرعی حدود کی حفاظت کرتا ہے، ـــ اس کے بعد قدرت کے سمندر میں آواز کرتا ہے، اس کی موجیں کبھی اُبھارتی ہیں اور کبھی ڈبوتی ہیں، اور کبھی کنارے پر لا ڈالتی ہیں، ـــ اور پھر کبھی گہرے پانیوں میں لے جاتی ہیں، ـــ پھر اس کا حال اصحاب کہف کی طرح ہو جاتا ہے جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۝ (سورہ کہف)

''اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ پلٹا دیتے ہیں۔''

ان کے لئے عقل ہے، نہ تدبیر، نہ حس و ادراک اور ـــ وہ لطف اور قرب کے گھر میں ظاہری اور باطنی طور پر آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں، ـــ یہی حال اس مقربِ الٰہی کا ہے کہ ماسویٰ اللہ سے اس کے دل کی آنکھیں بند ہیں، ـــ وہ اُسی کے لئے

دیکھتا ہے، اور اسی میں دیکھتا ہے، اور اسی سے سنتا ہے۔

دعا:

اَللّٰھُمَّ اَفْنِنَا عَمَّ سِوَاكَ وَاَوْجِدْنَا بِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

''اے اللہ! ہمیں اپنے ما سوئی سے فنا کر، اور اپنے ساتھ وجود عنایت فرما، ـــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ''۔ آمین!

تیئسویں مجلس

(منعقدہ ۱۲/ذی الحجہ ۵۴۵ھ بروز صبح جمعۃ المبارک بمقام مدرسہ قادریہ)

دلوں کا زنگ کیسے دور ہو سکتا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دلوں پر زنگ آ جاتا ہے، ان کی چمک قرآن مجید کی تلاوت اور موت کو یاد کرنا اور ذکر الٰہی کی مجالس میں حاضر ہونا ہے، ـــ

دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کا تدارک کر لیا تو بہتر، ورنہ زنگ آلودگی کے بعد سیاہی آ جاتی ہے، ـــ نور ربانی سے دور ہو کر دُنیا سے محبت اور دُنیا کا مال بغیر کسی پرہیز کے جمع کرتا ہے، اس بد پرہیزی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے، ـــ کیونکہ جس کے دل میں دُنیا کی محبت جگہ کر لے، اسکا تقویٰ جاتا رہتا ہے، ـــ وہ حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر مال جمع کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی آنکھوں کی شرم جاتی رہتی ہے۔

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرو، اور جو دوا آپ نے تجویز فرمائی ہے، اس سے دلوں کے زنگار دور کر کے دلوں کو چمکا لو، ـــ اگر کسی کو کوئی مرض لاحق ہو جائے اور اس کے تدارک کے لئے طبیب نے جو دوا تجویز کی ہو، جب تک اس دوا کو استعمال نہ کرے گا، اس کی زندگی خوش گوار نہ ہوگی، ـــ

اپنی خلوت اور محفل میں اللہ کی طرف نگاہ رکھو، ـــ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو گویا کہ تم اس کو دیکھتے ہو، ـــ اگر تم نہیں دیکھ سکتے تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے، ـــ جو شخص اللہ کو دل سے یاد کرتا ہے درحقیقت وہی ذاکر ہے، ـــ جو دل سے یاد نہ کرے وہ ذاکر نہیں ہے، ـــ زبان دل کے تابع اور اس کی خدمت گزار ہے، ـــ ہمیشہ وعظ سنتے رہا کرو کیونکہ جب دل وعظ سے غائب ہو جاتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے، ـــ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ سب حالتوں میں امر الٰہی کی تعظیم کرے۔

ساری بھلائی دو کلموں میں چھپی ہے:

بعض اہل اللہ نے ارشاد فرمایا:

"ساری بھلائی دو کلموں میں ہے:"

○ — اللہ کے حکم کی تعظیم، ○ — مخلوقِ الٰہی پر شفقت،

باری تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے ارشاد فرمایا:

اِرْحَمْ حَتّٰی اَرْحَمَكَ اِنِّیْ رَحِیْمٌ مَنْ رَحِمَ رَحِمْتُهٗ وَاَدْخَلْتُهٗ جَنَّتِیْ فَیَاطُوْبٰی لِلرُّحَمَاءِ○

"تو دوسروں پر رحم کرتا کہ میں تجھ پر رحم کروں کیونکہ میں رحیم ہوں، — جو شخص رحم کرے اس پر رحم کرتا ہوں اور اپنی جنت میں داخل کرتا ہوں۔ رحم کرنے والوں کے لئے بڑی خوش خبری ہے۔"

تمہاری عمر توان باتوں میں ضائع ہوئی:

○ — انہوں نے یہ کھایا اور ہم نے یہ کھایا، ○ — انہوں نے یہ پیا اور ہم نے یہ پیا،

○ — انہوں نے یہ پہنا اور ہم نے یہ پہنا، ○ — انہوں نے یہ جمع کیا ہے ہم نے یہ جمع کیا۔

جو شخص فلاح اور نجات کا طالب ہے اسے چاہئے کہ اپنے نفس کو خواہشوں اور حرام اور شک شبے والی چیزوں سے روکے، اور صبر کرے، — امر الٰہی کے ادا کرنے پر اور نہی سے رکنے پر صبر کر کے تقدیر الٰہی کی موافقت کرے۔

اولیاء اللہ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کیا، اس سے دور رہ کر نہیں، — اسی کے لئے اور اسی کے بارے میں صبر کیا تا کہ اسی کے ساتھ رہیں، — انہوں نے اسی کو طلب کیا تا کہ اس کا قرب حاصل ہو، — وہ اپنے نفسوں اور حرصوں اور خواہشوں اور عادتوں کے گھروں سے نکل گئے اور شریعت کو ساتھ لے کر اپنے ربّ کی طرف سفر پر نکل گئے، — دوران سفر آفتیں، دہشتیں، مصیبتیں، غم، بھوک، پیاس، برہنگی، ذلت اور حقارت ستانے آئیں، انہوں نے کسی کی کوئی پرواہ نہیں کی، اپنے سفر کو ثابت قدمی سے جاری رکھے رہے، — وہ جس ارادے سے چلے تھے، اس میں تبدیلی نہ آئی، ان کے قدم آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کی رفتار میں سستی نہ آئی، وہ اسی طرح محو سفر رہے، یہاں تک کہ ان کے دل اور جسم (قلب و قالب) کو بقائے دوام مل گئی۔

اللہ سے ملاقات کا شوق ہے تو:

اے لوگو! اللہ سے ملنے کے لئے عمل کرو اور ملاقات سے پہلے اس سے شرم و حیا کرو، — ایمان والا پہلے اللہ سے، پھر خلقت سے حیا کرتا ہے، مگر جو بات دین کے متعلق ہو اور شرعی حدود کو توڑے، اس میں حیا کرنا جائز نہیں، — بلکہ دین الٰہی کی تعمیل میں کوئی شرم نہ کرے اس کی حدود کو قائم کرے اور اس کے امر بجالائے۔ — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ○ (سورہ نور)

"اللہ کے دین کی تعمیل میں ان پر رحم نہ آ جائے۔"

جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تابع داری صحیح ہو جائے، آپ اسے اپنی زرہ اور خود پہناتے ہیں، اور اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈالتے ہیں، — اپنے خصائل اور اخلاق کے ساتھ اسے سجاتے ہیں، اور اپنی خلعت اسے پہناتے

ہیں، ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں، ـــ اور خوش کیوں نہ ہوں کہ وہ شخص آپ کی امت سے ہے، ـــ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، ـــ اسے اپنی امت میں اپنا نائب اور رہنما اور اسے اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرف بلانے والا ب نادیتے ہیں؟ ـــ اصل رہنمائی کرنے والے اور دعوت دینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پاس بلالیا تو اپنی امت میں ایسے شخص کھڑے کر دیئے جو آپ کے سچے جانشین اور خلیفہ بنیں، ـــ لاکھوں میں سے ایسے گنے چنے ہی ہوتے ہیں، ـــ ایسے لوگ مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں، ان کا کام خلقت کی خیر خواہی ہے، ـــ ان سے تکلیف پہنچنے پر صبر کرتے ہیں، ـــ منافقوں اور بدکاروں کے منہ پر مسکراتے ہیں، ان کے لئے طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں، تا کہ انہیں ان کی بداعمالی سے چھڑا کر اللہ کے دروازے پر لے جائیں، ـــ اسی لئے بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

''بدکار کے منہ پر عارف باللہ ہی ہنستا ہے، ـــ''

اس کے منہ پر ہنس کر وہ اس پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسے جانتا ہی نہیں، ـــ حالانکہ عارف اس کے دین کے گھر کی بربادی، اس کے دل کے چہرے کی سیاہی اور اس کے دھوکے کی کثرت اور اس کے میلے پن کو خوب جانتا ہے، ـــ فاسق و منافق دونوں کو یہی گمان رہتا ہے کہ ان کی حالت اس سے پوشیدہ ہے، اور وہ اس کی پہچان میں نہیں آئے، ـــ ایسا قطعاً نہیں کہ ان کی کوئی عزت ہی نہ ہو، کہ ان کا حال چھپا رہے، وہ عارف سے چھپے نہیں رہتے، ـــ وہ انہیں ایک لمحہ میں، نظر، کلام اور حرکت سے پہچان لیتا ہے، وہ ان دونوں کے ظاہر و باطن کو پہچان لیتا ہے، اس امر میں کوئی شک نہیں۔

تم پر افسوس ہے کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم صدیقوں اور باعمل عارفوں سے چھپے رہ سکتے ہیں، تم کب تک اپنی عمریں فضول باتوں میں ضائع کرتے رہو گے، ـــ ایسے لوگوں کی تلاش کرو جو تمہیں آخرت کا راستہ بتادیں۔

اے گمراہو! ـــ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، ـــ اے مردہ دلو! ـــ

اسباب کو اللہ کا شریک سمجھنے والو! ـــ

اپنی قوت و طاقت اور اپنے معاش اور راس المال اور اپنے شہر کے بادشاہوں کے پوجنے والو! ـــ

اور جن طرفوں کو وہ جاتے ہیں، یہ سب لوگ اللہ سے دور اور حجاب میں ہیں، ـــ جو شخص نفع و نقصان کو اللہ کے غیر سے جانے، وہ اللہ کا بندہ نہیں بلکہ اللہ کے غیر کا ہے، ـــ ایسا شخص دنیا میں غصے اور حجاب کی آگ میں ہے، اور قیامت کے دن دوزخ کی آگ ہوگا، ـــ پرہیزگاروں، توحید والوں، اخلاص والوں اور توبہ کرنے والوں کے سوا کوئی شخص محفوظ نہ ہوگا، ـــ پہلے دل سے توبہ کرو، پھر زبان سے، ـــ توبہ (کا مطلب) حکومت کا بدلنا ہے، ـــ نفس اور حرص اور خواہش اور شیطان اور برے ہم نشینوں کی حکومت بدل جاتی ہے۔ اور انہیں تمہارا غلام بنادیتی ہے۔ جب توبہ کرو گے تو تمہارا دل، تمہارا سننا اور دیکھنا اور زبان اور سب اعضاء پلٹ جائیں گے ـــ تمہارا کھانا پینا حرام اور شبے کے گدلے پن سے پاک ہوگا، ـــ بیچنے اور

خریدنے میں اور اپنے کاروبار میں پرہیزگار بنو گے تو اپنا مقصود اصلی اللہ تعالیٰ کو بنالینا، اور بُری عادتیں اپنا گھر چھوڑ دیں گی، عبادت گناہوں کو دور کرے گی، اور اطاعت اس کا مکان حاصل کرلے گی، ـــــ پھر شریعت کی درستی اور شہادت کے ساتھ حقیقتاً ثابت و مضبوط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس حقیقت پر شریعت شہادت نہ دے، وہ بے دینی ہے، ـــــ

جب یہ امر تمہارے لئے ثابت ہو جائے تو بُرے اخلاق اور خلقت کو دیکھنے سے فنا ہو جاؤ گے، ـــــ اس وقت تمہارا ظاہر محفوظ ہو جائے گا اور تیرا باطن اللہ کے ساتھ مشغول ہوگا، ـــــ جب تیری یہ حالت کمال کو پہنچ جائے تو پھر دُنیا چاہے اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ تیرے پاس آئے، اور اپنا سب کچھ دے ڈالے، اور اگلی پچھلی سب مخلوق بھی تیری تابع ہو جائے تو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے، ـــــ نہ تجھے اللہ کے دروازے سے پھیر سکیں گے، کیونکہ تم:

○ ـــــ اللہ کے ساتھ قائم ہو، ○ ـــــ اسی کی طرف متوجہ ہو،

○ ـــــ اسی میں مشغول ہو، ○ ـــــ اسی کا جلال اور جمال دیکھتے ہو،

جلال کو دیکھ کر خوف الٰہی کی لپیٹ میں آجاؤ گے، ـــــ جمال کو دیکھ کر حواس بحال ہو جائیں گے، ـــــ جلال کو دیکھ کر حواس اُڑ جاتے ہیں اور جمال کو دیکھ کر اُمید بندھ جاتی ہے، ـــــ جلال کو دیکھ کر مٹ جاؤ گے اور جمال کو دیکھ کر ثابت ہو جاؤ گے، ـــــ بشارت ہو اس شخص کو جو اس کھانے کا مزہ چکھے۔

التجا یہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنَا مِنْ طَعَامِ قُرْبِكَ وَاسْقِنَا مِنْ شَرَابِ اُنْسِكَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

''الٰہی! ہمیں اپنی قربت کا کھانا کھلا، اور اپنے اُنس کا شربت پلا، ـــــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــــ اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔'' آمین!

چوبیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۴ رذی الحجہ ۵۴۵ھ اتوار کی صبح بمقام خانقاہ شریف)

تدبیر و علم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی صائب ہے:

اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور علم میں اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں کو شریک نہ بناؤ، ـــــ اپنے اور پرائے کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، ـــــ بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

''خلقت میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرو، اور اللہ سے خلقت کی موافقت نہ کرو، ٹوٹے کو توڑو، جُڑے کو جوڑو''

اللہ سے موافقت اس کے نیک بندوں اور موافقت والوں سے سیکھو، ـــــ علم عمل کے لئے بنایا گیا ہے۔ صرف یاد کرنے

اور مخلوق کو سنانے کے لئے نہیں ہے، ـــ علم پڑھ اور عمل کر، پھر دوسرے کو بتا، ـــ جب علم پڑھا اور عمل کیا تو علم تمہاری طرف سے خود کلام کرے گا، ـــ اگر تم خاموش رہے تو عمل کی زبان علم کی زبان سے زیادہ کلام کرے گی، ـــ اسی لئے بعض اہل اللہ نے فرمایا:

"جس کی آنکھ کا اشارہ تمہیں نفع نہ دے، اس کے وعظ سے بھی نفع نہ ہوگا۔"

جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو وہ اس علم سے خود بھی نفع حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نفع پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے پاس حاضر ہونے والوں کے حالات میں سے جس قدر ضروری چاہتا ہے، مجھ سے کہلوا دیتا ہے، ـــ ورنہ میرے اور تمہارے درمیان عداوت ہے کیونکہ میری آبرو اور مال سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ میرے پاس اور کچھ نہیں، اگر میرے پاس اور کچھ ہوتا تو اس سے بھی تم کو نہ روکتا، ـــ میرے اور تمہارے درمیان صرف خیر خواہی اور نصیحت ہے، ـــ میں اپنے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں، ـــ تقدیر کے ساتھ موافقت کرو ورنہ بھرکس نکال دے گی، اس کے اختیار کے ساتھ ساتھ چلو ورنہ وہ تجھے کاٹ ڈالے گی، ـــ کوئی بے جا حرکت نہ کرو، اس کے سامنے بیٹھ رہو، یہاں تک کہ تم پر رحم کرکے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لے، ـــ

اولیاء اللہ کے معاملہ کی ابتداء کسب سے ہوتی ہے، وہ دُنیا کی بقدر ضرورت شریعت کے ہاتھ اسے لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کے جسم کسب سے تھک جاتے ہیں تو توکل آ کر ان کے دلوں پر مہر لگا کر ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیتا ہے (وہ فکر دُنیا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں) ـــ ان کا دُنیاوی نصیب ان کے پاس خوشگواری سے کثیر مقدار میں بغیر کسی محنت ومشقت کے خود چلا آتا ہے، ـــ مقربین الٰہی میں سے ہر ایک آخرت میں بغیر ارادہ وخواہش کے جنت کی نعمتیں حاصل کرے گا، بلکہ وہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی موافقت کرے گا جیسے کہ دُنیا میں اپنے نصیب پر موافقت کرتا تھا، ـــ اللہ تعالیٰ ان کے نصیب دُنیا اور آخرت میں پورے عنایت فرماتا ہے، کیونکہ وہ اپنے بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا ہے۔

اللہ کے ساتھ جینا چاہتے ہو تو اپنے آپ سے مر جاؤ:

اے بیٹا! تجھے تیری سوچ کے اندازے پر عطا کیا جائے گا، تو جتنی فکر کرے گا، اسی قدر پائے گا، ـــ اپنے دل کے ساتھ ما سوا اللہ سے دور رہو، یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے قریب ہو جائے، ـــ تو اپنی ذات اور مخلوق کی طرف سے مر جا، تیرے اور حق تعالیٰ کے درمیان جو پردے ہیں، اٹھا دیئے جائیں گے۔

اگر تو کہے: "میں کیسے مروں؟" ـــ اس کا جواب یہ ہے: "اپنے نفس اور خواہش اور حرص اور عادت کی تابعداری سے مر جا، خلقت کو چھوڑ اور اسباب سے نا اُمید ہو جا، ـــ شرک چھوڑ دے اور اللہ کے سوا کسی سے سوال مت کر، ـــ اپنے سب اعمال اللہ کے لئے کر، نعمتوں کی طلب نہ رکھ، ـــ اس کی تدبیر اور قضا اور افعال پر راضی ہو جا، ـــ جب تو ایسا کرے گا تو اپنے آپ سے مر جائے گا اور اللہ کے ساتھ زندہ ہو جائے گا، ـــ تمہارا دل اس ذات کا مقام ہوگا، وہ اسے جدھر چاہے پھیر دے، اس کے

کعبہ قرب کے پردوں کو تھامے اس کا ذکر کر رہا ہوگا اور ماسوی اللہ کی کچھ خبر نہ ہوگی، ـــ دُنیا اور آخرت میں جنت کی کنجی کلمہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے، اپنے سے اور غیر سے اور کل ماسوی اللہ سے شرعی حدود کی حفاظت کر کے فنا ہو جاؤ۔

اولیاء اللہ کی جنت ور دوزخ:

اولیاء اللہ کی جنت اللہ کا قرب ہے اور دوزخ اللہ سے دوری ہے، ـــ نہیں کرتے اُمید اسی جنت کی، اور نہیں ڈرتے مگر اسی دوزخ سے، ـــ ان کے نزدیک آگ کی جلن ہے کیا چیز کہ اس سے ڈریں، وہ ہر وقت قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں، ان کے پاس کھوٹ ہی کیا ہے جو دوزخ سے ڈریں، ـــ آگ تو ایمان والے سے پناہ مانگتی ہے اور اس سے بھاگتی ہے، پھر وہ محبین مقربین اور مخلصین سے کیوں نہ بھاگے گی، ـــ ایمان والے کا دُنیا اور آخرت میں کیا ہی اچھا حال ہے، ـــ اسے علم ہو جائے کہ اللہ اس سے راضی ہے، پھر وہ دُنیا میں کسی حال پر ہو اُسے کچھ پرواہ نہیں، ـــ وہ جہاں بھی اترتا ہے اپنا نصیب پا لیتا ہے، اور اس پر خوش رہتا ہے، ـــ جدھر دیکھتا ہے، اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اس کے پاس تاریکی نہیں رہتی، ـــ اس کے سب اشارے اللہ کی طرف ہیں، اسی پر بھروسہ اور توکل ہے، ـــ

ایمان والے کو ستانا، ستانے والے کی محتاجی کا سبب ہے:

ایمان والے کو ستانے سے بچو، کیونکہ اس کا ستانا، ستانے والے کے جسم میں زہر قاتل اور اس کی محتاجی اور سزا اور عذاب کا سبب ہے۔ ـــ او جاہل! تو اللہ اور خاصانِ خدا سے نادان ہے، ان کی غیبت اور بدگوئی کا مزہ نہ چکھ، وہ زہر قاتل ہے، ـــ بچا اپنے آپ کو، اور پھر بچا اپنے آپ کو ان کی بددعا سے، ڈر، گریز کر، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اور ان کا کچھ نہیں بگڑے گا، کیونکہ ان کے رب کو ان کے لئے بڑی غیرت ہے، ـــ اے منافق! نفاق کا شک تیرے دل میں جونک کی طرح لگا ہے۔ تیرے ظاہر و باطن کا مالک بن گیا ہے۔ ـــ سب حالتوں میں توحید اور اخلاص کا استعمال کر، تجھے شفا ہو کر شک جاتا رہے گا، ـــ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اکثر شرعی حدود کو توڑتے ہو اور اپنے تقویٰ کے ذرّوں کو تار تار کرتے ہو، ـــ اپنے توحید کے کپڑوں کو ناپاک کرتے ہو اور نورِ ایمان کو بجھاتے ہو، ـــ اپنے سب فعلوں اور حالوں میں اللہ کے دشمن بنے ہوئے ہو، ـــ تم میں سے جب کوئی فلاح پائے اور نیک عمل بھی کرے تو وہ غرور اور خلقت کے دکھلاوے کے ساتھ اور خلقت سے ستائش کی تمنا لئے ہوتا ہے، ـــ تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کا ارادہ کرے، اسے چاہئے کہ خلقت سے گوشہ نشین ہو جائے، کیونکہ عملوں کی طرف دیکھنا عملوں کو ضائع کرنا ہے ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِالْعُزْلَۃِ فَاِنَّھَا عِبَادَۃٌ وَّاِنَّھَا دَابُ الصَّالِحِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ o

''تم تنہائی کو لازم پکڑو، کیونکہ وہ عبادت ہے اور تم سے پہلے نیکوکاروں کی عادت ہے۔''

لوگو! تم ایمان کو لازم پکڑو، پھر یقین، پھر فنا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ وجود کو، نہ کہ اپنے اور اپنے غیر کے ساتھ، ـــ یہ سب شرعی حدود کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے ساتھ، اور کلام الٰہی کی رضا تلاوت کئے گئے،

سنے گئے، پڑھے گئے کے ساتھ، — جو شخص اس کے سوا کچھ کہے، اس کی کوئی عزت نہیں ہے، — یہ وہی ہے جو صحیفوں اور تختیوں میں ہے، — اللہ تعالیٰ کا کلام ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں اور دوسری طرف ہمارے ہاتھوں میں ہے، — تمہیں لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ رہو اور اسی کی طرف سب سے الگ ہو کر لگو۔ اور اسی کے ساتھ علاقہ رکھو، کیونکہ دُنیا اور آخرت کی مشقت میں وہی تمہارے لئے کافی ہے۔ زندگی اور موت میں وہی حفاظت کرنے والا ہے، — تمام حالتوں میں مصائب کو وہی دور کرنے والا ہے۔ — تو اس سیاہی کو سفیدی سے لازم پکڑ یعنی لکھے ہوئے پر عمل کر، — اس کی خدمت کرتا کہ وہ تیری خدمت کرائے، — اور وہ تیرے دل کے ہاتھ کو پکڑ کر اللہ کے روبرو کھڑا کر دے، — اس پر عمل تیرے دل کے دونوں بازوؤں پر پر لگائے گا، ان کے ساتھ تو اپنے ربّ کی طرف پرواز کرے گا۔

اسلام ہے، اللہ کا امر اللہ کے سپرد کر دینا:

اے صوف پوش! — پہلے تو اپنے باطن کو صوف پہنا، پھر قلب کو پھر نفس کو، پھر اپنے بدن کو، — زُہد کی ابتداء اسی طرح سے ہوتی ہے، ظاہر سے باطن کی طرف نہیں، — جب باطن صفا ہو جائے تو دل اور نفس اور دیگر ظاہری اعضاء اور کھانے پینے اور پہننے کی طرف صفائی پہنچ جائے گی۔ حتیٰ کہ تمام احوال میں ظاہر ہو جاتی ہے، — پہلے مکان کے اندرونی حصے کی تعمیر ہوتی ہے، وہ مکمل ہو جائے تو دروازے کی عمارت تعمیر ہوتی ہے، — ظاہر باطن کے بغیر کچھ نہیں، خلقت بغیر خالق کے، دروازہ بغیر مکان اندرونی کے کچھ نہیں، اور ویرانے پر تالا لگانا کچھ نہیں۔

اے دُنیا کو آخرت کے بغیر، اور خلقت کو خالق کے بغیر طلب کرنے والے! — تو جن مشغلوں میں لگا ہے، قیامت کے دن بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاؤ گے، — یہ جو مال اسباب تیرے پاس ہے وہاں اس کا خریدنے والا کوئی نہیں، — تیرا مال ریا اور نفاق اور گناہ ایسی چیزیں ہیں، بازار آخرت میں جن کی ذرا بھی کھپت نہیں، — پہلے اپنا اسلام صحیح کرو، پھر نصیب طلب کر، — لفظ اسلام، استسلام سے نکلا ہے، استسلام یہ ہے کہ تو اللہ کا امر اللہ کے سپرد کر دے، اپنا نفس اسی کو سونپ دے اور اسی پر بھروسہ کر، — اپنی قوت اور طاقت کو بھلا دے، اور تیرے پاس جو کچھ دُنیا کا مال ہے اللہ کی اطاعت میں صرف کر دے، اطاعت وعبادت کے عمل کر کے اسی کے سپرد کر کے بھول جاؤ، — تیرا عمل ایسے اخروٹ کی طرح ہے جس میں مغز نہ ہو، جس عمل میں اخلاص نہ ہو وہ بغیر مغز کے چھلکا ہے، یا لکڑی ہے جسے کھینچ کر لایا گیا ہو، — روح کے بغیر جسم اور صورت معنی کے بغیر ہے، یہی منافقوں کا عمل ہے۔

مخلوق کے ساتھ رہنا اور ہے، خالق کے ساتھ رہنا اور ہے:

اے بیٹا! ساری خلقت ایک آلہ ہے اور اللہ تعالیٰ صانع ہے یعنی بنانے والا، اور وہی تصرّف کرنے والا ہے، — جس نے اسے سمجھا اور اس پر اعتقاد رکھا، وہ آلہ کی قید سے رہائی پا گیا، اور ان میں تصرّف کرنے والے کو دیکھ لیا، — خلقت کے ساتھ رہنا نفرت اور تکلیف اور مشقت ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہنا خوشی اور راحت اور نعمت ہے، — تم پہلے

لوگوں کے راستے سے الگ جا پڑے، تمہارے اور ان کے درمیان کوئی نسبت نہ رہی، —— تم نے اپنی رائے پر قناعت کر لی ہے اور اپنے لئے استاد عارف ادب سکھانے والا نہ پکڑا۔

اے رستے سے بھٹک جانے والے! ——

اے وہ شخص جسے شیطانوں، انسانوں اور جنوں نے اپنا کھیل بنا رکھا ہے!

اے نفس اور حرص اور خواہش کے بندے!

تجھ پر افسوس ہے تو حق سے گونگا بن گیا ہے، —— تو اللہ سے مدد مانگ، ندامت اور عذر کے قدموں سے اس کی طرف رجوع کرتا کہ دشمنوں سے تیری جان چھڑائے، اور ہلاکت کے دریا کی موج سے نجات دے، —— تو جس امر میں پھنس گیا ہے اس کے انجام کی فکر کر، —— اسے چھوڑ دینا تیرے لئے آسان ہے، —— تم غفلت کے درخت کے سائے میں بیٹھ رہے ہو، اس کے سائے سے نکل آؤ، —— تم نے سورج کی روشنی دیکھ لی ہے، اور اس کی روشنی میں راستہ پہچان لیا ہے، ——

- —— غفلت کا درخت جہالت کے پانی سے پرورش پاتا ہے،
- —— جبکہ بیداری اور معرفت کا درخت فکر کے پانی سے سینچا جاتا ہے،
- —— توبہ کا درخت آب ندامت سے پروان چڑھتا ہے،
- —— محبت کا درخت موافقت کے پانی سے پرورش کیا جاتا ہے،

جس نے نافرمانی کی، اس نے اللہ کو بھلا دیا:

اے بیٹا! بچپنے کی عمر میں تم کچھ عذر بھی کر لیتے تھے، اب جوان ہو جبکہ عمر چالیس برس ہو گئی یا کچھ اس سے بھی بڑھ گئی، —— جو کم سن بچے کھیلتے ہیں تو وہی کھیل کھیلے جا رہا ہے، —— جاہلوں سے میل ملاپ سے بچو، بچوں اور عورتوں کے ساتھ خلوت چھوڑ دو، ——

عمر رسیدہ پرہیزگاروں کی صحبت اختیار کرو، جاہل نوجوانوں کی صحبت سے بھاگو، لوگوں سے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو جا، —— جب ان میں سے کوئی تمہارے پاس آئے تو اس کا طبیب بن جا، —— خلقت کے ساتھ ایسے رہو جیسے کوئی مہربان باپ اپنی اولاد پر۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کرو، کیونکہ اس کی عبادت ہی اس کا ذکر ہے، —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ ذَكَرَهٗ وَاِنْ قَلَّتْ صَلَاتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَقِرَاءَتُهُ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ عَصَاهُ قَدْ نَسِيَهٗ وَاِنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَقِرَاءَتُهُ الْقُرْاٰنَ ○

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، پس تحقیق اس کا ذکر کیا، اگرچہ اس کی نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن کم

ہو، — اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پس تحقیق اسے بھلا دیا، اگرچہ اس کی نماز اور روزہ اور تلاوتِ قرآن بکثرت ہو۔"

ایمان والا اپنے ربّ کا تابعدار ہے اور اس کی موافقت کرنے والا ہے، اس کے ساتھ صبر کرنے والا ہے، — وہ ا لذتوں اور کلام اور کھانے پینے اور پہننے اور جملہ تصرّفاتِ الٰہی میں ٹھہرا رہتا ہے، اور منافق اپنے سب احوال میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

جو خوبی تجھ میں نہیں اسے اپنے نفس کے لئے ثابت کر:

اے بیٹا! تو اپنے معاملے میں غور وفکر کر، جو خوبی تجھ میں نہیں اسے اپنے نفس کے لئے ثابت کر، — تم:

○ — نہ صادق ہو نہ صدیق، ○ — محبّ ہو نہ موافق،

○ — نہ راضی بہ رضا نہ عارف،

تم نے معرفتِ الٰہی کا دعویٰ کر رکھا ہے، لیکن یہ تو بتا اس کی معرفت کی علامت کیا ہے، — تو اپنے قلب میں حکم اور نورِ الٰہی سے کیا چیز دیکھتا ہے، — اولیاء اللہ اور انبیاءِ کرام کے جانشین ابدالوں کی کیا علامت ہے، — تمہارا گمان ہے کہ جو کچھ بھی دعویٰ کرو گے اسے تسلیم کر لیا جائے گا، — عارف کی صفات میں سے یہ ہے کہ:

○ — آفتوں پر صبر کرے،

○ — اللہ تعالیٰ کی قضاؤں اور قدروں سے اپنے تمام احوالِ نفس، اپنے اہل وعیال اور ساری خلقت میں راضی برضا رہے

اللہ اور اس کے غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی:

اے بیٹا! اللہ کی محبت اور اس کے غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ○ (سورۃ الاحزاب)

"اللہ نے کسی سینے میں دو دل نہیں بنائے۔"

دُنیا اور آخرت جمع نہیں ہو سکتیں، اور نہ ہی خالق ومخلوق ایک دل میں جمع ہو سکتے ہیں، — فنا ہونے والی چیزیں چھوڑ دے تا کہ غیر فانی تمہیں مل جائے، — جنت کے حصول کے لئے اپنی جان اور مال خرچ کرو، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ○ (سورہ توبہ)

"اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں۔"

پھر اپنے دل سے ماسویٰ اللہ کی رغبت دور کر دے تا کہ قربِ الٰہی حاصل ہو اور دُنیا وآخرت میں اسی کی صحبت میں رہو، —

اے اللہ کے محبّ! اس کی تقدیر کے ساتھ چلو، جدھر کو بھی چلائے، — اور دل کو جو قربِ الٰہی کا مکان ہے، ماسویٰ اللہ

پاک صاف کرو،۔۔۔ اس کے قرب کے دروازے پر توحید اور اخلاص اور سچائی کی تلوار لے کر بیٹھو، اسے اللہ کی ذات کے سوا کسی کے سامنے نہ کھول، اور دل کے کسی گوشہ میں غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو۔

اے تماش بینو! میرے پاس تماشہ نہیں،۔۔۔

اے مجسم چھلکو! ۔۔۔ میرے پاس مغز کے سوا کچھ نہیں،

میرے پاس اخلاص ہے نفاق نہیں،۔۔۔ سچ ہے جھوٹ نہیں،۔۔۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے تقویٰ اور اخلاص چاہتا ہے، تمہارے ظاہری اعمال نہیں دیکھتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ (سورۃ الحج)

''اللہ کو ان کے گوشت اور نہ خون پہنچتے ہیں لیکن خدا کو تم سے تقویٰ پہنچتا ہے۔''

اے اولادِ آدم! دُنیا و آخرت میں سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تمہارا شکر اور تقویٰ، اور اس کی طرف اشارے اور خدمات کہاں ہیں؟ ۔۔۔ روح کے بغیر عمل کرتے ہوئے تم تھکتے نہیں ہو،۔۔۔ اعمال کے لئے روحیں بھی ہیں، اور روح کیا ہے، اخلاص!

پچیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۹/ ذی الحجہ ۵۴۵ھ)

زاہدوں جیسا لباس پہننے سے زُہد حاصل نہیں ہوتا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی خوشبو آپ کے ناک میں پہنچتی تھی تو آپ اپنی ناک بند کر لیتے اور فرماتے: ''یہ بھی دُنیا ہی سے ہے'' ۔۔۔ اپنے اقوال وافعال میں زُہد کا دعویٰ کرنے والو! یہ تم پر حجت ہے،۔۔۔ زاہدوں جیسا لباس تو پہن لیا جبکہ تمہارے باطن دُنیا کی رغبت اور حسرت سے پُر ہیں۔ اگر تم یہ کپڑے اتار ڈالو اور تمہارے دلوں میں جو رغبت ہے، اسے ظاہر کرو تو یہ تمہارے لئے اچھا ہو، اور ایسا کرنا تمہیں نفاق سے دور لے جاتا۔

جو شخص اپنے زُہد میں سچا ہے، اس کا نصیب اسے ملتا ہے، اسے حاصل کر کے اپنے ظاہر کو اس سے آراستہ کرتا ہے،۔۔۔ اس حال میں اس کا دل دُنیاوی زُہد اور اس کے سوا دوسری چیزوں سے بے رغبتی سے بھرا ہوا ہوتا ہے،۔۔۔ اسی لئے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام دوسرے انبیاء کرام سے زیادہ زاہد تھے۔۔۔ سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

''تین چیزیں تمہاری دُنیا سے میری محبوب بنائی گئیں:

○ ــــ خوشبو، ○ ــــ عورتیں، ○ ــــ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں کی گئی۔''

یہ چیزیں باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے رغبتی کے (ان چیزوں میں اور دوسری چیزوں میں) آپ کی محبوب بنائی گئیں۔ کیونکہ یہ آپ کے نصیب میں پہلے ہی علم الٰہی میں مقرر ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اتباع امر کے لئے حاصل کرتے تھے۔ اور اُمر کا بجالانا اطاعت وعبادت ہے، ــــ جو شخص اس صفت پر اپنا نصیب حاصل کرے، عبادت ہی میں ہے، اگرچہ ساری دُنیا سے نفع حاصل کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

اے جہالت کے قدموں پر زاہد بننے والو! ــــ سنو اور تصدیق کرو، جھٹلاؤ نہیں، اس زُہد کو سیکھو تا کہ اپنی جہالت کی بنا پر تقدیر کا رد نہ کرنے لگو، ــــ جو شخص علم سے جاہل ہے اور اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہو رہا ہے، اور اپنے نفس اور حرص اور شیطان کے کلام کو قبول کرتا ہے، وہ ابلیس کا بندہ اور اس کا تابعدار ہے۔ اس لئے ابلیس کو اپنا پیر بنا رکھا ہے، ــــ

اے جاہلو! ــــ اے منافقو! ــــ،

کس چیز نے تمہارے دل سیاہ کر دیئے ہیں، اور کس چیز نے تمہاری ہوا گندی کر دی، ــــ اور تمہاری زبان درازی اور لہجے کی سختی کتنی بڑھ گئی ہے، جن فضول باتوں میں تم مبتلا ہو، ان سب سے توبہ کرو، ــــ اللہ اور اس کے خاص بندوں میں طعن نہ کرو، جو اللہ کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ ان کو دوست رکھتا ہے، اور ان پر دُنیا میں جو نصیب لکھ دیا گیا ہے، اسے حاصل کرنے پر ان پر اعتراض نہ کرو، ــــ کیونکہ وہ امر سے حاصل کرتے ہیں اپنے خواہش سے نہیں، ــــ اُولیاء اللہ کے پاس محبت الٰہی اور اس کا شوق ہے، ماسویٰ اللہ سے بے رغبتی ہے، اور ظاہر باطن سب سے منہ پھیر کر بے قرار ہیں۔ لیکن نصیب لکھنے والے نے ازل سے ان کا نصیب لکھ دیا ہے، جن کا کھانا ان کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ ــــ ان کے لئے دُنیا میں قیام، دُنیا کی رہائش اور دُنیاوی چیزوں کا استعمال اور جھٹلانے والوں کو دیکھنا بہت ہی سخت مصیبت ہے۔

ظاہری نیت کو چھوڑ کر باطن میں مشغول ہو:

اے بیٹا! جب تک تو اپنے نفس اور خواہشوں کے گھیرے میں ہے، خلقت سے کلام کرنا چھوڑ دے، بولنے سے مر جا، ــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے جب کسی امر کا ارادہ کرے گا تو تمہیں اس کے لئے تیار کر دے گا، ــــ جب چاہے گا تجھے زندگی بخش دے گا اور تجھے ثابت قدم کر دے گا اور تجھے کلام کرنے کے لائق بنا دے گا، ــــ اس صورت میں وہی ظاہر کرنے والا ہے تو نہیں، ــــ تو اپنی جان اور کلام اور سب احوال اس کی قدر کے سپرد کر دے اور اس کے عمل میں مشغول ہو، ــــ تو:

○ ــــ عمل بغیر کلام، ○ ــــ اخلاص بغیر ریا، ○ ــــ توحید بغیر شرک،

○ ــــ گمنامی بغیر ذکر، ○ ــــ خلوت بغیر جلوت، ○ ــــ باطن بغیر ظاہر ہو جا۔

ظاہری نیت کو چھوڑ کر باطن میں مشغول ہو، ــــ تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے، اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تیری

ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں)۔ میں تو اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے، ـــــ یہ حاضر کے لئے خطاب ہے۔ گویا تو کہتا ہے:

○ ـــــ اے میرے نزدیک!، ○ ـــــ اے مجھے جاننے والے!،

○ ـــــ اے مجھ سے قریب! ○ ـــــ اے میرے اوپر گواہ!،

اپنی نمازوں اور دیگر حالات میں اسے اسی نیت اور اسی صفت سے مخاطب کرو۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ○

''اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھتے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھتے، وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔''

رب کی پہچان کے لئے رزق حلال ضروری ہے:

بیٹا! رزق حلال سے اپنے دل کی صفائی کرو، تو بے شک اپنے ربّ کو پہچان لو گے، ـــــ اپنے لقمے، اپنے کپڑے اور اپنے دل کو صاف کرو تو صفائی والے ہو جاؤ گے، ـــــ تصوف لفظ صفا سے نکلا ہے، نہ کہ صوف کے پہننے والے سے، ـــــ سچا صوفی جو اپنے دعویٰ تصوف میں صادق ہوتا ہے، وہ اپنے دل کو ماسوا اللہ سے صاف کر لیتا ہے، ـــــ یہ بات لباس بدلنے سے، اور چہرے زرد کرنے سے اور میل کچیل جمع کرنے اور نیک لوگوں کی حکایتیں بیان کرنے سے، اور تسبیح و تہلیل میں انگلیاں ہلانے سے حاصل نہیں ہوتی ہے، ـــــ اس کا حصول طلب صادق اور دُنیا سے بے رغبتی اور خلقت کو دل سے نکال دینے اور اسے ماسوی اللہ سے خالی کر کے ہوتا ہے، ـــــ

ایک اہل اللہ سے روایت ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا: بعض راتوں میں مَیں نے سوال کیا:

''اے اللہ! جو چیز میرے لئے نفع بخش ہے، اور تجھے نقصان نہ دے، اس سے محروم نہ کر۔''

اسی کو بار بار دہراتا رہا، پھر میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھے کہتا ہے:

''جو بھی عمل تیرے لئے نفع بخش ہے اسے کئے جا، اور جو نقصان دہ ہے، اسے نہ کر۔''

اپنی نسبتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح کرو، جس کی تابعداری صحیح ہوئی اسی کی نسبت صحیح ہوئی ـــــ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں آپ کی امت سے ہوں، ـــــ تابعداری کے بغیر کچھ نفع نہ دے گا۔

جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں تابعداری کرو گے تو دار آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہو گے، ـــــ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ○ (سورہ حشر)

''اور رسول اللہ جو چیز تمہیں عنایت فرمائیں، لے لو، ـــــ اور جس چیز سے منع کریں، رک جاؤ۔''

جس چیز کے کرنے کا حکم ہے اسے بجالاؤ، اور جس چیز سے منع کیا ہے، منع ہو جاؤ، — اس صورت میں اپنے دلوں کے ساتھ دُنیا میں قریب ہو جاؤ گے، اور آخرت میں اپنے نفسوں اور جسموں کے ساتھ قریب ہو گے۔

اے زاہدو! — اپنے نفسوں اور خواہشوں سے زُہد کر کے اپنی رائے پر ضد کئے بیٹھے ہو، اسے مستقل سمجھتے ہو، — تابعداری کرو اور ان مشائخ و عارفان الٰہی کی صحبت اختیار کرو جو عالمان باعمل ہیں، اور نصیحت کے لئے خلقت کی طرف توجہ رکھتے ہیں، — وہ اپنے دلوں سے دُنیا کی طمع کو زائل کر چکے ہیں، اور اپنے دلوں کو تم سے پھیر کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے، — وہ خود بھی اللہ ہی پر توجہ کرنے والے ہیں، اور غیر سے نفرت رکھتے ہیں۔

خوف اور اُمید کی کشمکش اور سلامتی:

بیٹا! اپنی ہستی کے مٹ جانے سے پیشتر اپنے دل کے ساتھ ربّ کی طرف رجوع کر، — تو تُو صالحین کے حالات میں اور ان کے تذکرہ اور ان کی تمنا پر قناعت کر بیٹھا ہے، اور تیری مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص پانی کو مٹھی میں لے کر اپنا ہاتھ کھولے تو کچھ بھی نہ پائے، ایسا نہ بن —

تجھ پر افسوس ہے کہ (تو سمجھتا نہیں) آرزو تو حماقت کا جنگل ہے، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكَ وَالتَّمَنِّي فَإِنَّهُ وَادِي الْحُمُقِ ○

''اپنے آپ کو آرزو سے بچاؤ کیونکہ وہ حماقت کا جنگل ہے۔''

شریروں کے کام کرتے ہو اور بھلائی والوں کے درجات کی آرزو رکھتے ہو، — جس کی اُمید خوف پر غالب آ ئی وہ بے دین بنا، — اور جس کا خوف اُمید پر غالب آیا، وہ مایوس ہوا، — سلامتی، خوف اور اُمید کے درمیان ہے، — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ وَزِنَ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ وَرِجَائُهُ لَاعْتَدَلَا ○

''اگر ایمان والے کا خوف اور اُمید تولے جائیں تو دونوں برابر اُتریں گے۔''

ایک ولی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا، — آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک قدم پُل صراط پر رکھا، دوسرا جنت میں، — اللہ کا آپ پر سلام ہو، آپ فقیہہ اور زاہد اور پرہیز گار تھے، — آپ نے علم پڑھا اور اس پر عمل کیا، — علم کا حق عمل سے پورا کیا، اور عمل کا حق اخلاص سے ادا کیا، — اور اللہ نے ان کا حق اپنی رضا کی صورت میں ادا کیا، جو ان کا مقصود تھا، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے باعث آپ کی خوشنودی نصیب ہوئی۔ اسی لئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی، — ان پر اور تمام صالحین پر اور ہم سب پر بھی اللہ کی رحمت نازل ہو، —

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرے اور شریعت کو ایک ہاتھ میں اور قرآن مجید کو دوسرے ہاتھ میں نہ

...ے، اور ان کے طریقے سے اللہ کی طرف نہ پہنچے تو خود بھی گمراہ اور ہلاک ہوگا، اور دوسروں کو بھی گمراہ اور ہلاک کرے (خود بہکا ہے اور دوسرے کو بہکاتا ہے)۔۔۔ قرآن وحدیث دونوں حق تعالیٰ کی طرف راستے ہیں ۔۔۔ قرآن مجید اللہ کا پتہ بتا ہے اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راستہ دکھاتی ہے۔

دعا یہی ہے:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی ہم میں اور ہمارے نفسوں میں دوری ڈال دے، ۔۔۔ اور ہم کو دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ۔۔۔ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، ۔۔۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔'' آمین!

چھبیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۰ / ذی الحجہ ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

مصیبتوں کو چھپانا عرش کا ایک خزانہ ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ کُنُوْزِ الْعَرْشِ کِتْمَانُ الْمَصَائِبِ یَا مَنْ یَشْکُوْا ○

''مصیبتوں کو چھپانا عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

اے خلقت کی طرف اپنی مصیبتوں کا شکوہ کرنے والے! خلقت کے پاس شکایت کرنا تجھے کیا نفع دے گا۔ جو نہ تجھے نفع دے سکتی ہے اور نہ نقصان، ۔۔۔ اگر تو ان پر بھروسہ کرے گا تو حق تعالیٰ سے شرک کرے گا، وہ تجھے اللہ کے دروازے سے دور کریں گے اور غضبِ الٰہی میں ڈال دیں گے اور تجھے اس سے حجاب میں ڈال دیں گے، ۔۔۔

اے جاہل! تو علم کا دعویٰ کرتا ہے، اور دُنیا کو ماسوٰی اللہ سے طلب کرتا ہے، یہ تیری جہالتوں کی ایک مثال ہے، ۔۔۔ تو خلقت سے شکایت کر کے مصیبتوں سے خلاصی چاہتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے! حریص کتا شکار کی حفاظت کرنا سیکھتا ہے اور اپنی سابقہ عادت اور حرص کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح شکاری پرندہ باز یا شکرا تعلیم کے باعث اپنی عادت کے خلاف کرتا ہے، ۔۔۔ پہلے جن شکاروں کو خود کھاتا تھا ان سے رک جاتا ہے، تمہارے نفس کو اس طرح سے سکھانا چاہتا ہے، اسے سکھاؤ اور سمجھاؤ تاکہ تمہارے دین اور جسم کو نہ کھائے، ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی جو امانتیں اس کے پاس رکھی ہوئی ہیں ان میں خیانت نہ کرے، ۔۔۔ ایمان والے کے پاس دین اس کا گوشت اور خون ہے ۔۔۔ تعلیم سے پہلے نفس کی مصاحبت نہ کرو، ۔۔۔ جب سیکھ لے اور سمجھ جائے اور اطمینان کا اظہار کرے تو اس وقت اس کا ساتھ دے، اور جدھر کو متوجہ کرے، ہر حال میں اس کا ساتھ دے، اس سے الگ نہ ہو، ۔۔۔ جب مطمئن ہوگا تو بردباد علم والا ہو

گا، جو کچھ مقدر سے ملے گا اپنے نصیب پر راضی رہے گا، تب میدے کی روٹی اور جو کی روٹی میں فرق نہ کرے گا، ۔۔۔ نفسانی خواہشیں اس سے دور ہو جائیں گی، ۔۔۔ کھانے سے، نہ کھانا اس کے نزدیک محبوب ہوگا۔ نیکی کے کام اور اطاعت اور خیرات میں تمہاری موافقت کرے گا۔ اس کی عادت بدل جائے گی، سخی، کریم، تارک الدُنیا اور آخرت کی رغبت کرنے والا ہو جائے گا، ۔۔۔ جب آخرت کو بھی ترک کر کے مولیٰ کی طلب کرو گے تو وہ بھی طلب کرنے گا، ۔۔۔ اس کے دروازے کی طرف تمہارے دل کے ساتھ چلے گا، ۔۔۔ اس موقع پر تیرے پاس سابقہ امر الٰہی آئے گا اور کہے گا:

''نفس جو نہیں کھاتا تھا اب کھالے، ۔۔۔ اور جو نہیں پیتا تھا اب پی لے۔''

عقل والا مریض، طبیب کے ہاتھ کے سوا نہیں کھاتا اور نہ اس کے امر سے باہر ہوتا ہے، ۔۔۔ ہمیشہ اس کا حکم مانتا اور ادب کرتا ہے، اسی کی بات قبول کرتا ہے، ۔۔۔ اس کی موجودگی اور رغبت میں اپنی حرص کو چھوڑ دیتا ہے۔

اے حریص! ۔۔۔ اے جلد باز! ۔۔۔ جو کچھ تیرے لئے پیدا کیا گیا ہے، تیرے سوا کون کھا سکتا ہے، ۔۔۔ تیرا لباس اور تیرا مکان اور تیری عورت منکوحہ جو تیرے نصیب کے ہیں، کیا کوئی پہن سکتا ہے، یا رہ سکتا ہے، یا اپنے نکاح میں لا سکتا ہے، ۔۔۔ یہ کیسی جہالت ہے کہ نہ تجھے قرار ہے، نہ سمجھ ہے نہ ایمان ہے اور نہ اللہ کے وعدے پر تصدیق ہے، ۔۔۔ نادان! جب کسی کریم شخص سے معاملہ کرے تو ادب سے رہ، اجرت اور غنا طلب نہ کر، ۔۔۔ بے ادبی کر بغیر اور بے مانگے دونوں چیزیں مل جائیں گی، ۔۔۔ جب اسے معلوم ہو جائے گا کہ تو نے حرص اور طلب اور بے ادبی ترک کر دیئے ہیں، تو دوسرے لوگ جو تجھ سے معاملہ رکھنے والے ہیں ان کو الگ کر دے گا اور تجھے ان سے بلند جگہ پر بٹھائے گا اور تجھے خوش کر دے گا، ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اعتراض اور جھگڑا کرنے والے کی مصاحبت نہیں کرتا، ۔۔۔ جو شخص حسنِ ادب کو ملحوظ رکھ کر ظاہری اور باطنی سکون اختیار کرے اور ہمیشہ موافقت کرے، اس کا ساتھ دیتا ہے، ۔۔۔ جو شخص تقدیر الٰہی کی موافقت کرے اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مصاحبت رہتی ہے، ۔۔۔ عارف باللہ اللہ کو چاہنے والا اور اس کے ساتھ قائم رہنے والا ہے اس کے غیر کے ساتھ نہیں ۔۔۔ اسی کی موافقت کرنے والا ہے، غیر کا نہیں، ۔۔۔ اسی کے ساتھ زندہ ہے، اس کے غیر سے مردہ!

ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے:

اے بیٹا! جب تو کلام کرے تو نیک نیتی سے کرو، اور خاموش رہو تو نیک نیتی سے خاموش رہو، ۔۔۔ جو شخص عمل سے پہلے نیت نیک نہ کرے اس کا عمل نہیں ہے، ۔۔۔ نیک نیت کے بغیر اگر کلام کر دیا خاموش رہو تو گناہ میں مبتلا رہے گا۔ کیونکہ نیت ٹھیک نہیں ہوتی تیری خاموشی اور کلام سنتِ نبوی کے خلاف ہیں، ۔۔۔ حالات میں تبدیلی اور رزق کی تنگی پر ایک لقمہ کی وجہ سے تم اللہ تعالیٰ سے بددل ہو جاتے ہو، ۔۔۔ ایک نعمت کے زوال سے تمام نعمتوں کی ناشکری کرنے لگتے ہو، ۔۔۔ گویا تم بڑے زور والے ہو کہ اللہ پر حکم چلاتے ہو کہ یہ کر، اور یہ نہ کر: ۔۔۔ اور ایسا کیوں کیا، اور ویسا کرنا چاہیے تھا: کہتے ہو: ۔۔۔ ایسا کلام اللہ سے دوری، اس کو غصہ کرنے اور راندۂ درگاہ ہونے کا باعث ہے۔

اے فرزندِ آدم! تو ہے کون، تیری حقیقت کیا ہے، تو ایک ذلیل و حقیر پانی سے پیدا کیا گیا ہے، — اپنے ربّ کے سامنے ذلیل رہ اور اس کی تواضع کر، — اگر تو پرہیز گار نہیں تو اللہ کے ہاں تیری کوئی عزت نہیں، اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک تیری کوئی وقعت نہیں، — دُنیا حکمت سے بھری پڑی ہے، جبکہ آخرت سب کی سب قدرت سے قائم ہے۔

رزقِ حلال، علم ضروری اور عمل میں اخلاص فرض ہے:

اے لوگو! تم پر نگہبان مقرر ہیں، اور تم اللہ تعالیٰ کی وکالت میں رہتے ہو، تمہیں کچھ خبر نہیں، — عقل مند بنو اور اپنے دل کی آنکھیں کھولو، — جب تمہارے گھر میں بہت سے لوگوں کی جماعت آئے تو پہلے خود کلام نہ کر، بلکہ اس کا کلام جواب ہو، اور غیر ضروری سوال نہ کرو۔

- — توحید فرض ہے،
- — طلبِ حلال فرض ہے،
- — ضروری علم کی طلب فرض ہے،
- — علم میں اخلاص فرض ہے،
- — عمل پر معاوضہ کا چھوڑنا فرض ہے،

کوئی بھی عمل بدلے کی نیت سے نہ کر، فاسقوں اور منافقوں سے دور بھاگ' نیکوکاروں اور صدیقوں سے میل جول رکھو، — اگر یہ مشکل درپیش آئے کہ صالح اور منافق میں فرق نہ کر سکو، تو رات کو اٹھو اور دو رکعت نفل ادا کرو، — پھر بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگو:

یَا رَبِّ دُلَّنِیْ عَلَی الصَّالِحِیْنَ مِنْ خَلْقِكَ دُلَّنِیْ عَلٰی مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلَیْكَ وَیُطْعِمُنِیْ مِنْ طَعَامِكَ یَسْقِیْنِیْ مِنْ شَرَابِكَ وَ یَکْحَلُ عَیْنَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ قُرْبِكَ وَ یُخْبِرُنِیْ بِمَا رَایٰ عِیَانًا تَقْلِیْدًا۔

(یہ رفعِ مشکل کا عمل ہے)

"اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے صالحین کی طرف میری رہنمائی فرما، — ایسا شخص ظاہر کر جو تجھ پر میرے لئے رہبری کرے، — تیرے کھانے سے کھانا کھلائے، اور تیرے پانی سے پانی پلائے، — اور میرے دل کی آنکھوں میں تیرے قرب کے نور کا سرمہ لگائے، — اور جس چیز کا خود مشاہدہ کرتا ہے اس کی مجھے خبر دے، — اور سنی سنائی بات نہ بتائے۔"

اولیاءاللہ تمام موجودات پر خبردار ہوتے ہیں:

اہل اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھاتے ہیں، اور انسِ الٰہی کا شربت پیتے ہیں اور اس کے قرب کے دروازے کا مشاہدہ کرتے ہیں، — صرف خبر پر قناعت نہیں کرتے بلکہ کوشش کرتے ہیں (مسلسل مجاہدہ اور ریاضت کرتے ہیں)، اور صبر کے ساتھ اپنے آپ اور مخلوق سے سفر کرتے ہیں، یہاں تک کہ سنی ہوئی خبر ان کے نزدیک آنکھوں دیکھی (مشاہدہ) بن گئی، — اور جب وہ ربّ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں تو اس نے انہیں ادب اور تہذیب سکھائی، اور حکمتیں اور اپنے علوم سکھائے، اور اپنے امور

مملکت پر انہیں مطلع فرمایا، اور انہیں بتایا کہ زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اس کے سوا:

- نہ کوئی عطا کرنے والا ہے، ○ نہ ہی روکنے والا ہے،
- نہ اس کے سوا کوئی حرکت دینے والا ہے، ○ نہ ہی سکون دینے والا ہے،
- نہ کوئی اندازہ کرنے والا ہے، ○ نہ ہی کوئی حکم لگانے والا ہے،
- نہ کوئی عزت دینے والا ہے، ○ نہ ہی کوئی ذلت دینے والا ہے،
- نہ کوئی غلبے والا ہے، ○ نہ کوئی اپنے بس میں رکھنے والا ہے،
- نہ اس کے سوا کوئی زبردست قدرت والا ہے، ○ نہ کوئی قہر والا ہے،

جو کچھ اللہ کے پاس ہے سب دکھاتا ہے، چنانچہ وہ ان کو اپنے دل اور باطن کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ دنیا اور دُنیا کی سلطنت کی ان کی نزدیک نہ کوئی قدر اور نہ وزن رہتا ہے۔

دعا یہی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا كَمَا اَرَيْتَهُمْ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! ہمیں بھی عفو و عافیت کے ساتھ ویسا ہی دکھا دے جیسا کہ ان کو دکھلایا ہے، ـــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

تقویٰ دوا ہے اور اسے چھوڑ دینا بیماری ہے:

اے لوگو! تقویٰ کو چھوڑ دینے سے توبہ کرو، ـــ تقویٰ دوا ہے اور اسے چھوڑ دینا بیماری ہے، توبہ کرو، کیونکہ توبہ دوا ہے اور گناہ بیماری ہے، ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تم کو یہ بات نہ بتاؤں کہ تمہاری بیماری کیا ہے، اور تمہاری دوا کیا؟۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا توبہ ہے۔''

توبہ ایک درخت ہے، ذکر کی مجلسیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے لئے شفا ہے، ـــ تم ایمان کی زبان سے توبہ کرو، یقیناً تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی، ـــ تم توحید اور اخلاص کی زبان سے کلام کرو تو بے شک تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی، ـــ اللہ کی طرف سے تم پر مصیبتیں آئیں تو ایمان کے ہتھیار سے مقابلہ کرو، ایمان ہی تمہیں بچانے والا ہے۔

خطبہ غوثیہ:

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لا مکانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ہر مجلس میں خطبہ شروع میں تین بار: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرماتے، ــــ ہر بار تھوڑی دیر کے لئے سکوت فرماتے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے ــــ (نوٹ: یہ خطبہ زیر نظر کتاب کے شروع میں پیش کیا گیا ہے۔) ــــ پھر آپ وعظ شروع فرماتے اور غیبی فتوحات جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک پر جاری فرماتا، بغیر تقریر اور بغیر کسی تمہید کے وعظ شروع فرما دیتے ــــ اپنی مجالس میں حدیث شریف یا حکماء کے کلام میں سے کوئی کلمہ حکمت جو آپ کو یاد ہوتا ــــ اولاً اسے تبرکاً اپنے کلام میں پڑھا کرتے اور وعظ شروع کرتے اور اپنے وعظ کو اسی پر جاری کرتے تھے۔

ستائیسویں مجلس

(منعقدہ ۷؍ جمادی الآخر ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

ڈرتا ہے تو اللہ سے ڈر، اس کے غیر سے نہیں:

عقل سے کام لے، جھوٹ نہ بول، ــــ تو کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، حالانکہ تو اس کے غیر سے ڈرتا ہے، ــــ

○ ــــ جن اور انسان اور فرشتے سے نہ ڈر،

○ ــــ بولنے والے اور چپ رہنے والے حیوانوں سے نہ ڈر،

جو عذاب دینے والا ہے اس سے ڈر، یعنی صرف اللہ سے ڈر، ــــ عقل والا اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، ــــ غیر اللہ کا کلام سننے سے بہرا ہے، اس کے نزدیک تو تمام مخلوق بیمار و عاجز اور محتاج ہے، ــــ یہ اور ان جیسے وہ عالم ہیں کہ جن کے علم سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، جو شریعت اور حقیقت اسلام کا علم رکھتے ہیں، وہی دین کے طبیب اور اس کی شکستگی اور خرابی کو دور کرنے والے ہیں، ــــ اے شکستہ دین والے! ــــ تو ان علماء کے پاس جا تا کہ تیری شکستگی کو جوڑ دیں، ــــ جس نے بیماری اتاری ہے، وہی دوا نازل کرتا ہے، ــــ لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ ہی مصلحت کو خوب جاننے والا ہے، ــــ تو اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں تہمت نہ دے، دوسرے کی نسبت اپنے نفس پر ملامت اور تہمت لگا، یہی بہتر ہے، تو اپنے نفس سے کہدے:

○ ــــ اللہ کی اطاعت پر عطا ہے، ○ ــــ نافرمان کے لئے عصا و سزا ہے،

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے مال و عزت واپس لے لیتا ہے، ــــ اگر وہ صبر کرے تو اس کا مرتبہ بلند کر کے خوش کر دیتا ہے، اپنے کرم سے مالا مال کر دیتا ہے اور اپنی ذات میں فنا کر دیتا ہے۔

دعا یہی ہے:

○ — اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْقُرْبَ مِنْكَ بِلَا بَلَاءٍ اُلْطُفْ بِنَا فِيْ قَضَآئِكَ وَ قَدْرِكَ اَكْفِنَا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَكَيْدَا الْفُجَّارِ اِحْفَظْنَا كَيْفَ شِئْتَ وَ كَمَا شِئْتَ نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا نَسْئَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِلْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالْاِخْلَاصِ فِي الْاَعْمَالِ اٰمِيْنَ○

''اے اللہ! ہم تجھ سے تیری قربت کا سوال بغیر آزمائش کے چاہتے ہیں، — اپنی قضا و قدر میں ہم پر مہربانی فرما، — شریروں کی شرارت اور بدکاروں کے مکر سے بچا، — اور جس طرح سے اور جیسے چاہے ہماری حفاظت فرما، — ہم تجھ سے دین و دُنیا اور آخرت کی معافی و عافیت چاہتے ہیں — نیک اعمال کی توفیق اور ان میں اخلاص عنایت فرما۔ آمین!۔''

ریا کار کو اخلاص والا ہی پہچان سکتا ہے:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا، اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، — آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا''، — کہا: ''اُس کا ارادہ ہے، نماز کے لئے پاک جگہ ڈھونڈتا ہوں'' — آپ نے فرمایا: ''اپنا دل صاف کر واور جہاں چاہو نماز پڑھو''، — ریا کار کو اخلاص والے کے سوا اور کوئی نہیں پہچان سکتا، کیونکہ وہ پہلے اس میں گرفتار تھا، اب نجات پائی ہے۔

ریا اولیاء اللہ کی راہ میں ایک گھاٹی ہے جس پر سے انہیں ضرور گزرنا پڑتا ہے، — خود پسندی اور منافقت شیطانی تیر ہیں جنہیں وہ دلوں کی طرف برساتا رہتا ہے، — مشائخ کی بات قبول کرو اور ان سے راستہ چلنا سیکھو، — جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے، کیونکہ وہ ایسے راستے سے گزر چکے ہیں، — ان سے نفسوں اور خواہشوں اور عادات کی آفات دریافت کرو، کیونکہ وہ ان کی آفات کو جھیل چکے ہیں اور ان کی مشکلات اور سختیوں کو پہچان گئے ہیں، — ایک مدت تک اس حال میں رہ کر آہستہ آہستہ انہیں مغلوب کر کے ان پر غالب اور قابض ہوئے، — شیطان کے وسوسے سے دھوکہ نہ کھا، اس کے پھونک مارنے کے جھانسے میں نہ آ، اور نفس کے تیروں سے شکست نہ کھا، — نفس تجھ پر شیطان کے تیر چلاتا ہے، نفس کے راستے ہی شیطان تجھ پر غالب آتا ہے، — شیطان جن، تجھ پر شیطان انسان کے ذریعے قابو پاتا ہے، تیرا نفس اور وہ برے ہم نشیں ہیں، ان دشمنوں پر اللہ سے فریاد کر اور اسی سے مدد مانگ، کیونکہ وہ تیری فریاد سنے گا۔

جب تو اسے پالے، اور جو کچھ اس کے پاس ہے، اسے دیکھ لے اور اس سے لطف اٹھالے تب اللہ کی طرف سے اہل وعیال اور مخلوق کی طرف متوجہ ہو، اور انہیں اللہ کی طرف بلا، اور اس طرح سے پکار:

اِئْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ''اہل وعیال سمیت میرے پاس چلے آؤ۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کی دسترس میں جب ملک وسلطنت آئے تو اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اپنے اہل سمیت میرے پاس چلے آؤ۔

محروم وہی ہے کہ جو اللہ سے محروم رہا، اور دُنیا و آخرت میں اس سے قرب جاتا رہا — اپنی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:

یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ فِتُّكَ فَاتَكَ كُلَّ شَيْءٍ ○

''اے ابن آدم! اگر میں نہ ملا تو تجھے کچھ بھی نہ ملا۔''

اللہ تجھے کیسے ملے، حالانکہ تو اس سے اور اس کے نیک بندوں سے اعراض کرنے والا ہے۔ انہیں اپنے قول وفعل سے تکلیف دینے والا ہے، تو ان سے ظاہر و باطن سے اعراض کرنے والا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَذِيَّةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نَّقْضِ الْكَعْبَةِ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً ○

''کسی مومن کو ستانا اللہ کے نزدیک کعبہ اور بیت المعمور کے شہید کردینے سے پندرہ گنا زیادہ گناہ ہے۔''

اے اللہ کے فقیروں کو ہمیشہ ستانے والے! اس حدیث کو، یہی لوگ اللہ پر ایمان لانے والے، نیکوکار، اللہ کی معرفت رکھنے والے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والے ہیں، --- تجھ پر افسوس ہے، تو عنقریب مرجائے گا، تجھے گھسیٹ کر گھر سے نکال دیا جائے گا، اور جس مال پر تو اکڑتا پھرتا ہے، لوٹ لیا جائے گا، نہ تجھے نفع دے گا اور نہ تجھ سے کوئی مصیبت دور کر سکے گا۔

اٹھائیسویں مجلس

(منعقدہ ۹ رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام خانقاہ شریف)

بلا پر صابر رہنا، فقر پر شاکر رہنا شرط محبت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَّهٗ جَآءَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ اِنِّيْ اُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ لَهٗ اِتَّخِذِ الْبَلَاءَ جِلْبَابًا اِتَّخِذِ الْفَقْرَ جِلْبَابًا لِاَنَّكَ تُرِيْدُ تَتَّصِفُ بِصِفَتِيْ تَتَّصِفُ بِيْ لِاَنَّ مِنْ شَرْطِ الْمَحَبَّةِ الْمُوَافَقَةُ○

''ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا، اس نے عرض کی کہ میں آپ سے اللہ کے لئے محبت رکھتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ ایک چادر بلا کی اور ایک چادر فقر کی بنالے کیونکہ تو میری صفت سے موصوف ہونا چاہتا ہے، محبت کی شرط یہی ہے کہ مطلوب ومحبوب سے سب طرح موافقت ہو جائے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تصدیق کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب مال قربان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بن کر فقر میں شریک ہوئے۔ ایک گودڑی سے گزر فرماتے، ظاہر اور باطن، اندر اور باہر سے ہر طرح سے آپ کی موافقت کی۔

اے جھوٹے! تم نیک لوگوں اور اولیاء اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو، اور ان سے اپنے درہم ودینار چھپاتے ہو اور چاہتے ہو کہ ان سے قربت اور مصاحبت حاصل ہو جائے، --- عقل کر و ایسی محبت جھوٹی ہے، --- محبت والا اپنے محبوب سے کوئی چیز

نہیں چھپاتا، اسے ہر چیز پر اختیار دے دیتا ہے۔

فقر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم تھا اور آپ کے ساتھ لگا ہوا تھا، اور آپ سے الگ نہ ہوتا تھا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنْ سَیْلِ الْمَآءِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ ○

''جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے، فقر اس کی طرف پانی کے بہاؤ سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے۔''

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں (حیات) رہے: دنیا ہم پر تنگ اور مکدّر رہی، جب آپ کا وصال ہو گیا تو دُنیا ہم پر ایک دم برس پڑی —— چنانچہ فقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شرط ہے اور بلا محبتِ الٰہی کی شرط ہے۔

ایک ولی اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَكُلُّ الْبَلَاءِ بِالْوَلَاءِ كَیْلَا یَدَّعِیَ مَحَبَّةَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مَعَ كِذْبِهٖ وَنِفَاقِهٖ وَرِیَائِهٖ ○

''سب طرح کی بلا محبت کے ساتھ مسلّط کر دی گئی، تاکہ کوئی جھوٹا، منافق اور ریا کار محبت کا دعویٰ نہ کرے۔''

اے جھوٹے! تو اپنے دعویٰ اور جھوٹ سے باز آ، —— اپنے دماغ میں یہ وسوسہ نہ لا، اگر تو سچائی کے ساتھ اس میدان میں آیا ہے تو بہتر، ورنہ ہمارے پیچھے نہ لگ، —— صراف کے پاس کھوٹے سکے نہ لے کے جا، وہ نہ لے گا بلکہ تجھے رسوا کرے گا، —— سانپ اور درندے سے محبت نہ جتلا، وہ دونوں تجھے مار ڈالیں گے، —— اگر تو (اماں حوا کی طرح) سانپ کا زہر اتارنے والا ہے تو بلا کھٹک سانپ کی طرف قدم بڑھا، —— اگر قوت وطاقت ہے تو درندے کے منہ میں ہاتھ ڈال، —— اللہ کی راہ سچائی کی محتاج ہے، اور سچائی کے ساتھ نورِ معرفت کی ضرورت ہے، —— معرفت کا آفتاب صدیقوں کے دلوں پر رات دن طلوع رہتا ہے، کسی وقت غروب نہیں ہوتا۔

خلقت کے ہاں برائی، خالق کے ہاں بھلائی:

بیٹا! منافقین جو اللہ کے غصے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ان سے رُخ پھیر لے، عقل سے کام لے اور بہت سے اہلِ زمانہ کے پاس نہ جا، وہ انسان کے لباس میں بھیڑیئے ہیں، —— فکر کا آئینہ اٹھا اور اس میں دیکھ، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ تجھے اُن منافقوں کو اپنی ذات کی بصیرت عنایت فرمائے، —— میں نے مخلوق اور خالق کو دیکھ لیا ہے، مخلوق کے پاس شر اور برائی پائی اور خالق کے ہاں خیر وبھلائی پائی، ——

دعا یہی ہے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَ ارْزُقْنِیْ خَیْرَكَ دُنْیَا وَّاٰخِرَةً

''الٰہی! ہمیں مخلوق کی شرارتوں سے سلامتی میں رکھ، —— اور دُنیا اور آخرت میں اپنی بھلائی عطا فرما۔''

میں تمہیں اپنے لئے نہیں چاہتا بلکہ تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں، — تمہاری رسیوں میں تمہارے لیے ہی بل دیتا ہوں اور مضبوط کرتا ہوں، — تم سے اگر کچھ لیتا ہوں وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے، نہ کہ اپنے لئے، — مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے، مجھے تمہارے عطیوں کی کچھ پرواہ نہیں، — میرے پاس نیک کمائی اور اللہ پر توکل ہے، میں تمہارے ہدیوں کے انتظار میں نہیں رہتا، جس طرح کہ ریاکار اور منافق منتظر رہتا ہے، جو کہ تم پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جانے والا ہے، — میں تو اہلِ زمین کے لئے کسوٹی ہوں، — عقل سے کام لو اور میرے سامنے اپنے کھوٹے مال کو نہ لاؤ، — اللہ کی توفیق نے مجھے اس کا اہل کر دیا ہے کہ تمہارے کھرے اور کھوٹے کی خوب پہچان کر سکوں، —

اگر تم نجات چاہتے ہو تو میرے ہتھوڑے کا اہرن بن جا، تاکہ تمہارے نفس سے حرص اور عادت اور شیطان اور تمہارے دشمنوں اور برے ہم نشینوں کا سر کچل ڈالوں، — ان دشمنوں پر اللہ کی مدد چاہو، — فاتح اور منصور وہی ہے جسے ان پر مدد دی جائے، — اور محروم وہی ہے جو انہی کا ہو رہے، — آفتیں بہت ہیں اور ان کے اتارنے والا ایک ہے، — بیماریاں کثیر ہیں، طبیب ایک ہے، — اے بیمار نفس والو! اپنے نفس طبیب کے حوالے کر دو، جو کچھ وہ کرے اس پر تہمت نہ دھرو، — وہ تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے، وہ تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ تم پر مہربان ہے، — اس کے سامنے بے زبان بن کر رہو، جھگڑا نہ کرو، اس عالم میں تم دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر لو گے۔

اولیاء اللہ بڑی خاموشی اور بڑی گمنامی اور بڑی مدہوشی میں رہتے ہیں۔ — جب وہ درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں، اور وہ اس پر ثابت قدم رہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں قوت گویائی عطا فرما دیتا ہے، جس طرح کہ قیامت کے دن جمادات کو گویائی عطا فرمائے گا، — اولیاء اللہ،

- ○ — نہیں بولتے جب تک بلائے نہ جائیں،
- ○ — نہیں لیتے جب تک دیئے نہ جائیں،
- ○ — نہیں خوش ہوتے جب تک خوش نہ کئے جائیں،

ان کا ہر کام اللہ کی رضا کے تابع ہوتا ہے، — انکے دل ان فرشتوں کے دلوں سے مل گئے ہیں جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ (سورہ تحریم)

"جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جس کا حکم دیا جائے۔"

وہ فرشتوں سے جا ملے، اور:

- ○ — مرتبہ میں فرشتوں سے بڑھ گئے،
- ○ — معرفت الٰہی اور اس کے علم میں فرشتوں پر فوق ہو گئے،

فرشتے ان کے تابعدار اور خادم ہیں، وہ اولیاءاللہ سے فائدہ لیتے ہیں، — کیونکہ اہل اللہ کے دلوں پر حکمتیں مسلسل اترتی رہتی ہیں، — ان کے دل سب آفتوں سے محفوظ ہیں، — آفتیں ان کے اعضاء اور اجسام اور ان کی نفسوں پر آتی ہیں مگر ان کے دل سلامت رہتے ہیں، — اگر تم بھی ان کے مرتبہ ومقام کو پانا چاہتے ہو تو پہلے اسلام کی حقیقت کے بارے میں پوچھ، اور اسے لازمی اختیار کر، — پھر ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو اور ان سے دُور ہو جاؤ، — پھر مکمل تقویٰ اختیار کر، — پھر دُنیا کے حلال اور مباح میں بے رغبتی کرو، — پھر اللہ کے فضل کے ساتھ بے پرواہ ہو جاؤ، — پھر اس کے فضل میں زُہد اور اس کے قرب میں بے نیاز ہو جاؤ، — جب اس کے قرب کے ساتھ بے نیازی تیرے لئے موزوں ہو جائے تو تم پر اس کے فضل کی بارش ہونے لگے گی، — تجھ پر ہر طرح کے دروازے کھول دے گا:

○ — لطف کا دروازہ، ○ — رحمت کا دروازہ، ○ — احسانوں کا دروازہ۔

پھر وہ تجھ پر دُنیا کو تنگ کر دے گا، — پھر اس کی انتہا تک اُسے فراخ کر دے گا، — یہ وسعت اولیاءاللہ اور صدیقین میں سے کسی کو ہی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ان کی پرہیز گاری اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کسی شے میں مشغولیت انہیں اللہ تعالیٰ سے غافل اور جدا نہیں کرتی، — اکثر اولیاءاللہ پر دُنیا تنگ ہی رہتی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ہی لئے فارغ رکھنا چاہتا ہے، اپنے قرب اور اپنی ہی طلب میں رکھتا ہے، — وہ ہر دم اسی کی طرف ملتفت رہتے ہیں۔ ماسویٰ اللہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں رہتا، — (فرضِ محال) اللہ تعالیٰ اگر انہیں دُنیا عطا فرما دیتا تو وہ اس میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتے، — اہل اللہ کے لئے فقر اور تنگ دستی اکثر غالب رہے ہیں، یعنی کشادگی اور فراخی، ان کے لئے نادر و نایاب ہیں، اور نادر پر کسی طرح کا حکم نہیں لگ سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زُہد نہایت ہی کامل ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہی (چنیدہ) لوگوں میں سے ہیں کہ جن پر دُنیا پیش کی گئی، — آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت الٰہی میں لگے رہے اور دُنیا میں مشغول نہ ہوئے، — کامل زُہد اور کامل اعراض کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیاوی لذائذ کی طرف متوجہ نہ ہوئے، — آپ پر زمین کے کل خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں، آپ نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیں:

رَبِّ اَحْیِنِیْ مَسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مَسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ مَعَ الْمَسَاکِیْنِ ○

"میرے رب! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ، — اور مسکین رکھ کر موت دینا، — اور مسکینوں (محتاجوں) کے ساتھ میرا حشر فرمانا۔"

آپ کا زُہد نہایت ہی کامل ہے، ورنہ اپنی قسمت کے لکھے ہوئے کو ترک کرنے میں کون قادر ہے، — ایمان والا حرص کے بوجھ سے سکون میں رہتا ہے، نہ حرص کرتا ہے نہ جلد بازی کرتا ہے، — اپنے دل سے دُنیاوی چیزوں کی خواہش نکال دیتا ہے، اور باطن میں بھی ان سے بے پروائی کرتا ہے، اور حکم الٰہی کی تعمیل میں رہتا ہے، یہ سمجھ لو قسمت کا لکھا جاتا نہیں، خود طلب

کرنے سے کیا فائدہ ہے، رزق خود بخود پیچھے چلا آتا ہے، اور بڑی عاجزی سے قبولیت کر لینے کا سوال کرتا ہے۔

اللہ کے راستے پر چلنے کے لئے ایمان کی ضرورت ہے:

بیٹا! تمہیں ایسے ایمان کی ضرورت ہے جو اللہ کے راستے پر چلائے، —— اور ایسا یقین جو تمہیں ثابت قدم رکھے، —— اس راستہ میں چلنے سے پہلے تمہیں مال وزر کی تھیلی کی ضرورت ہے، اور آخر کار ایمان کی حاجت، بخلاف مکہ مکرمہ کو جانے والے راستہ کے، —— اس لئے کہ یہ راستہ ایمان اور مال وزر کے جمع کئے بغیر فرض نہیں ہوتا، —— اس راستہ پر ایمان کے بعد مال آنے پر چلنا ہوتا ہے، —— بعض اولیاء اللہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا راستہ ایمان اور تھیلی کا محتاج ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ کی طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اس کے ابتدائی دور میں آپ کی کمر سے پانچ سو دینار کی تھیلی بندھی رہتی تھی۔ آپ اس میں سے خرچ کرتے اور علم سیکھتے تھے، اس پر ہاتھ مار کر فرمایا کرتے تھے:

''اگر تو نہ ہوتی تو لوگ مجھے پاؤں سے روند ڈالتے اور رومال بنا لیتے۔''

جب آپ علم سیکھ کر فارغ ہوئے اور اللہ کی معرفت حاصل کر لی، جتنے دینار بچے تھے ایک ہی دن میں فقیروں پر تقسیم کر دیئے، اور فرمایا:

''اگر آسمان لوہے کا بن جائے کہ بارش کی ایک بوند بھی نہ برسائے، —— اور زمین پتھر کی ہو جائے کہ سبزے کا ایک دانہ بھی نہ اگائے، اس پر بھی اگر میں رزق کی فکر کروں تو میں پکا کافر ہوں۔''

نیک کمائی اور سبب کے ساتھ تعلق کو لازم جانو، اس کے بعد جب ایمان قوی ہو جائے، پھر سبب کو چھوڑ کر مسبب کی طرف چلا آ۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ابتدائی احوال میں کسب کرتے رہے اور قرض بھی لیتے رہے، اور اسباب کے ساتھ پابند بھی رہے، —— آخر کار توکل اختیار کیا —— ابتدائی اور انتہائی احوال میں انہوں نے کسب اور توکل کو شرعی اور حقیقی طور پر جمع کیا، وہ دونوں کے جامع رہے۔

کسب چھوڑ کر لوگوں کے مال اور اسباب پر بھروسہ نہ کر:

اے محروم! اپنے ہاتھ سے کسب کو چھوڑ کر لوگوں کے مال و اسباب پر بھروسہ نہ کر، کہ ان سے بھیک مانگے اور قدروں کی نعمت کی ناشکری کرے، —— کیونکہ اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو کر تجھے اپنے سے دور کر دے گا، —— کسب کا چھوڑ دینا اور لوگوں سے بھیک مانگنا ہی بندے کے لئے عذاب الٰہی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی جب حکومت جاتی رہتی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی طرح سے آزمایا۔ ان میں ایک آزمائش لوگوں سے بھیک مانگنا بھی تھا، —— اپنے دور حکومت میں آپ کسب کر کے کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر تنگی کی تو

حکومت سے باہر نکال دیئے گئے، رزق کے سب ذرائع محدود کر دیئے گئے، یہاں تک کہ لوگوں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئے، ـــ اس آزمائش کا سبب یہ بھی تھا آپ کے محل میں ایک عورت آپ سے در پردہ چالیس دن تک بت پرستی کرتی رہی، لہٰذا اس کے بدلے میں آپ کو "ایک دن کے بدلے ایک دن" چالیس دن تک قید میں رکھا گیا، ـــ اولیاء اللہ جب تک اللہ سے ملاقات نہ کر لیں، تب تک:

○ ـــ نہ ان کے غم کو خوشی نصیب ہوتی ہے،

○ ـــ نہ ان کے سر سے بوجھ اترتا ہے،

○ ـــ نہ ان کی آنکھوں کو قرار آتا ہے،

○ ـــ نہ ان کی مصیبت کو تسلی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات دو قسم کی ہے:

○ ـــ ایک دُنیا میں، ان کے دلوں اور باطنوں کے لئے، ـــ یہ بہت نادر ہے۔

○ ـــ دوسری آخرت میں، جب اپنے ربّ سے ملاقات کریں گے تو انہیں راحت اور خوشی حاصل ہو گی، اس سے پہلے ہمیشہ مصیبتوں میں پڑے رہے۔

اس کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے نفس کے بارے میں کچھ کلام فرما کر ارشاد کیا:

بیٹا! نفس کو شہوتوں اور لذتوں سے روکو، اسے پاک روزی کھلاؤ، جو کہ پلید نہ ہو، ـــ نفس کو حلال غذا کھلاؤ تا کہ وہ نفس غرور میں نہ آجائے اور ناک منہ چڑھا کر بے ادب نہ ہو جائے، دعا یہی ہے:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنَا بِكَ حَتّٰى نَعْرِفَكَ ○ آمِيْنَ!

"الٰہی! ہمیں اپنی معرفت عطا فرما تا کہ ہم تجھے پہچان لیں۔ آمین!"

انتیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۱ / جمادی الآخر ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیادار کی تعظیم دین کے ضیاع کا باعث ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَعْزَعَ لِغَنِيٍّ طَلَبًا لِّمَا فِيْ يَدَيْهِ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ ○

"جو شخص کسی مال دار کے مال کی خواہش لئے اس کی تعظیم کے لئے اپنے جگہ سے اٹھا، اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔"

منافقو سنو! یہ حال ایسے شخص کا ہے جو مال والوں کے سامنے جھکے، اور ان کی امارت کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھے، ـــ

اور جو شخص ان کے لئے نماز، روزہ اور حج کرے، اور ان کی چوکھٹ کو بوسہ دے، اس کا کیا حال ہوگا، ——
شرک کرنے والو! —— اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہیں کیا خبر ہے، ایمان لاؤ اور توبہ کرو، اور اس پر ثابت قدم رہو تا کہ تمہارا ایمان درست ہو جائے، اور یقین میں استقامت ہو اور تمہاری توحید نشو ونما پا کر اپنی شاخیں عرش تک پھیلا دے۔

ایمان کی ترقی' مخلوق اور کسب کمائی سے بے پرواہ کر دے گی:

اے بیٹا! جب تیرا ایمان ترقی کر لے اور اس کا درخت بلند ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنے آپ سے اور خلقت سے اور تیرے کسب کمائی سے بے پرواہ کر دے گا، —— تیرے نفس اور قلب اور باطن کو سیر کر دے گا اور اپنے دروازے پر لا کھڑا کر دے گا، —— اس کے ذکر اور قرب اور اُنس سے تیری تنگ دستی تو نگری سے بدل جائے گی۔ جو لوگ دُنیا کو حاصل کرنے اور اس میں مشغول رہنے والے ہیں، تو ان سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ تو کسی دُنیا دار کی پرواہ نہ کرے گا، —— دُنیا دار کو تیرا دیکھنا باعثِ زحمت و تکلیف اور تاریکی ہوگا،

اے علم کا دعویٰ کرنے والے!، —— دُنیا کو دُنیا داروں سے طلب کرنے والے اور ان کے سامنے ذلالت اٹھانے والے!، —— اللہ سے علم پانے کے باوجود بہک گیا، —— علم کی برکت اور اس کا مغز جاتا رہا، صرف چھلکا رہ گیا،

اے عبادت الٰہی کا دعویٰ کرنے والے!، —— تیرا دل خلقت کی عبادت کرتا ہے، انہیں سے خوف اور اُمید رکھتا ہے، —— بظاہر اللہ کی عبادت کرتا ہے، باطن میں خلقت کا بندہ ہے، —— تیری طلب اور خواہش اور دُنیا داروں کے روپے پیسے اور مال اسباب میں ہے، —— ان سے تعریف اور صفت و ثنا کی اُمید رکھتا ہے، ان کی برائی اور بے رخی سے ڈرتا ہے، ان کے نہ دینے کا خوف رکھتا ہے، —— ان کے در پر بار بار جاتا ہے، ان کی خوشامد کرتا ہے، نرم اور میٹھی باتیں کر کے ان سے عطا کی اُمید کرتا ہے۔

تیری زبان تیری دل کی رفیق نہیں:

تجھ پر افسوس! تو مشرک ہے، منافق، ریاکار، بے دین مرتد ہے، —— تجھ پر افسوس ہے کہ اپنا کھوٹا مال کس پر پیش کر رہا ہے، جو آنکھوں کی خیانت اور سینے کے رازوں سے واقف ہے، ——

تجھ پر افسوس! نماز میں کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے مگر جھوٹ کہتا ہے (تیری زبان تیرے دل کی رفیق نہیں)، تیرے دل میں مخلوق اللہ سے بڑی ہے، —— اللہ کے حضور میں توبہ کر، اس کے سوا کسی کے لئے کوئی نیک عمل نہ کر، نہ دُنیا کے لئے نہ آخرت کے لئے، —— تو ان میں سے ہو جا جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ ربانی پرورش کا حق ادا کر، کوئی عمل حمد و ثنا اور منع وعطا کے لئے نہ کر، —— ہر عمل کی غرض و غایت ذاتِ الٰہی ہو، ——

تجھ پر افسوس! تیرا رزق کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا، جو بھلائی اور برائی تیرے مقدر میں لکھی جا چکی ہے، وہ تو آ کے رہے گی، —— جس چیز سے فراغت ہے اس میں مشغول نہ ہو، اس کی عبادت میں لگا رہ، —— اپنی حرص کو کم کر دے اور اُمید کو گھٹا

دے اور موت کو ہر وقت سامنے رکھ، یقیناً نجات پائے گا، ــــ سب احوال میں شریعت کی موافقت کر۔

شرع کی موافقت چھوڑ کر خواہشوں کے پیچھے لگ گئے:

اے لوگو! شرع کی موافقت سے تم محروم ہو گئے، اپنے ظاہر و باطن کے ہاتھوں سے تم نے اسے چھوڑ دیا، ــــ اپنے نفسوں اور خواہشوں کے پیچھے لگ رہے ہو، ــــ اللہ کی بردباری اور شفقت سے تم کس گمان میں پڑ گئے، ــــ وہ گاہے بگاہے دن بدن تمہیں ڈھیل دیتا رہتا ہے، آخرت میں سب طرف سے مار پڑے گی، ــــ پکڑ ہو گی اور پوچھ گچھ ہو گی، ــــ پھر موت آ لے گی، ــــ قبر میں اتار دیا جائے گا، قبر کی تنگی اور اس کا عذاب گھیر لیں گے، یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا، ــــ پھر دوبارہ کھڑا کر کے بڑی کچہری میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت ہر ایک گھڑی اور ہر ایک پل میں جو جو کچھ کیا، ذرّے ذرّے کا حساب ہو گا، چھوٹی بڑی ہر بات کا سوال ہو گا، ــــ تو بے روح کے بت اور قوت و حقیقت کے بغیر سوکھا ہوا چمڑا ہے، ــــ تو سوائے جہنم کی آگ کے کسی قابل نہیں ــــ تیری عبادت میں اخلاص نہیں، ــــ جب عبادت روح کے بغیر ہے تو تیری عبادت اور تو جہنم کی آگ کے سوا کسی کام کے نہیں، ــــ اخلاص کے بغیر عمل بے فائدہ ہے۔ پھر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ تجھے ان میں سے کسی چیز سے کچھ فائدہ نہ ہو گا، ــــ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

اَنْتَ مِنَ الْعَامِلَةِ النَّاصِبَةِ عَامِلَةٌ فِي الدُّنْيَا نَاصِبَةٌ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

یعنی کہ عمل کرنے والے، مشقت اٹھانے والے، غم اٹھانے والے، وہ دُنیا میں عمل کرنے والے ہیں اور قیامت کے دن مشقت اٹھانے والے، ــــ ہاں اگر مرنے سے پہلے توبہ اور معذرت کر لے تو بہتر ہے، ــــ اخلاص کے ساتھ توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام لا کر اللہ کی طرف رجوع کر، ــــ مرنے سے پہلے ایسا کر لے ورنہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، پھر اس میں داخل نہ ہو سکو گے، ــــ اس کے فضل کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اپنے دل کے قدموں سے چل کر رجوع کر، تجھے تیرے نفس اور قوت اور طاقت اور تیرے مال کے سپرد نہ کر دے اور پھر تجھے کسی حالت میں برکت نہ ملے۔

تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا، ــــ تو نے دینار کو اپنا ربّ اور درہم کو اپنی فکر بنا لیا ہے، اور اللہ کو تو بالکل ہی بھلا دیا، ــــ عنقریب تجھے پتہ چل جائے گا اور اپنا انجام دیکھ لے گا۔

تجھ پر افسوس! اپنی دکان اور مال کو اپنے اہلِ وعیال کا حصہ بنا، ــــ ان کے لئے شرع کے مطابق کمائی کر اور دل سے اللہ پر توکّل کر، ــــ اپنا اور اپنے کنبے کا رزق مال اور دکان کی بجائے اللہ سے طلب کر، ــــ تمہارا اور ان کا رزق اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر جاری فرما دے گا۔ اور تمہارے دل کو اس کا فضل اور قربِ اور انس ملے گا۔ تمہارا کنبہ تم سے، اور تم اللہ (کی رحمت) سے تونگر ہو جاؤ گے، ــــ وہ انہیں جس چیز کے ساتھ اور جس طرح سے چاہے تونگر کر دے گا، ــــ اور تیرے دل سے ارشاد ہو گا:

”یہ دل کی بے نیازی تیرے لئے، اور ظاہری مال تیرے کنبے کے لئے ہے۔“

مگر تجھے یہ بات کیسے نصیب ہو، ساری عمر تو شرک میں گزری، حجاب میں اور راندۂ درگاہ رہے، دُنیا اور اس کے جمع کرنے

سے تیرا جی نہیں بھرا، — اپنے دل کے دروازے کو بند کر دے تا کہ کوئی بھی دُنیاوی چیز اس میں داخل ہونے سے مایوس ہو جائے، — اس میں صرف اور صرف اللہ کی یاد کا گزر ہو، — اپنے برے اعمال سے توبہ در توبہ کرو، اور پشیمان وشرمندہ ہو، — اپنی اکڑ اور بے ادبی پر شرمسار ہو، — اور جو کچھ تجھ سے ہوا، اسے یاد کر کے رویا کر، — بخیلی چھوڑ دے اور اپنے کچھ مال سے فقیروں کی غم خواری کرتا رہ، تو عنقریب اپنے مال سے جدا ہو جائے گا، — ایمان والا اور یقین والا اس عمل سے کوتاہی و بخیلی نہیں کرتا، جس کا اجر دُنیا وآخرت میں ملنا ہے، جو کہ اس نعمت کا بدل ہے۔

بخیل وفاسق سخی، شیطان کے محبوب ومبغوض:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ابلیس لعین سے پوچھا کہ ''مخلوق میں تیرا سب سے زیادہ محبوب شخص کون ہے؟'' — اس نے کہا: ''ایمان والا جو بخیل ہو'' — آپ نے پوچھا: ''تیرے نزدیک سب سے برا کون ہے؟'' — اس نے کہا: ''فاسق سخی!'' — آپ نے دریافت فرمایا: کہ ایسا کیوں؟ — اس نے جواب دیا:

''ایمان والے بخیل سے مجھے اُمید ہے کہ اس کا بخل ایک نہ ایک دن اسے گناہ میں مبتلا کر دے گا، — اور سخی فاسق کے بارے میں خوف ہے کہ اس کی سخاوت سے اس کے گناہ نہ مٹ جائیں۔''

تو دُنیا میں دُنیا کے لئے مشغول نہ ہو، — کسب کو مشروع اس لئے کیا گیا تا کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مدد حاصل کی جائے، — تم جب کماتے ہو تو اس سے گناہ پر مدد حاصل کرتے ہو، نماز اور نیکی کے کام چھوڑ دیتے ہو، نہ زکوٰۃ نکالتے ہو، — لہٰذا تم گناہ میں لگے رہے نہ کہ عبادت میں، — تمہاری کمائی رہزنی کی مثل ہوگی، عنقریب موت آئے گی، تو ایمان والا اس سے خوش ہوگا، کافر اور منافق اس سے غم گیں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يَتَمَنّٰى اَنَّهٗ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا وَلَا سَاعَةً لِّمَا يَرٰى مِنْ كَرَامَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ ٥

''ایمان والا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جو عنایتیں دیکھتا ہے، پھر یہی تمنا کرتا ہے کہ دُنیا میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ٹھہرتا۔''

- ○ — کہاں ہیں توبہ کر کے اس پر قائم رہنے والا، —
- ○ — کہاں ہے اللہ سے حیا کرنے والا، —
- ○ — سب احوال میں اس کی طرف دھیان کرنے والا، —
- ○ — کہاں ہے حرام چیزوں سے بچنے والا، —
- ○ — کہاں ہے خلوت وجلوت میں محرموں سے پارسائی کرنے والا، —
- ○ — کہاں ہے اپنے دل اور بدن کی نگاہ نیچی رکھنے والا!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان ہے:

اِنَّ الْعَیْنَیْنِ لَتَزْنِیَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ اِلَی الْمُحَرَّمَاتِ۔

''آنکھیں بھی ضرور زنا کرتی ہیں، ان کا زنا حرام (اجنبی) عورتوں کی طرف دیکھنا ہے۔''

اے مخاطب! تیری آنکھیں (اجنبی) غیر محرم عورتوں اور نوخیز لڑکوں کو دیکھ کر کس قدر زنا کرتی ہیں۔ تو نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔

''اے محبوب! ایمان والوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں۔''

دُنیا کی تلخی آخرت کی نعمتوں کے لئے پی جاؤ:

اے فقر والے! دُنیا کی تنگی پر صبر کر، یہ چند روزہ ہے، ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

''دُنیا کی تلخی کو آخرت کی نعمتوں کے لئے شوق میں گھونٹ گھونٹ کر کے پی جاؤ۔''

تم نہیں جانتے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک تمہارا کیا نام ہے: نیک بخت، ــــ یا بد بخت!، ــــ یہ تو اللہ کے علم ہے اور سابقہ تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، ــــ لیکن تو نڈر نہ بن، اور اللہ کے علم اور سابقے پر بھروسہ نہ کر، کیونکہ اس طرح تو شرعی حد سے نکل جائے گا، ــــ تجھے جو حکم ملا ہے، اس پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کر، ــــ سابق علم سے تجھے کیا غرض، یہ تو غیبی بات ہے جسے نہ تو جانتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا جانتا ہے۔

اللہ والوں نے بستر باندھ دیا اور دُنیا سے الگ ہو گئے، مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر دوسرے خداموں کے ساتھ خدمت میں لگے ہیں، ــــ وہ دُنیا سے جو بھی لیتے ہیں، زادِراہ کی مثل لیتے ہیں، مزے اڑانے کے لئے نہیں، صرف ضرورت کے لئے، ــــ اپنے ابدان عبادت الٰہی پر قائم کر لیں، اور شیطان کے مکر و فریب سے اپنی شرم گاہوں کو بچا سکیں، ــــ ایسا کرنے میں بھی حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی اتباع ہے، ان کی ساری کارگزاری اللہ کے حکم اور سُنّت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی ہے، ــــ اس کے باوجود ان سب مراحل میں نور ہمت سے بلند حوصلہ اور زُہد میں قوی ہیں۔

دعا یہی ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاَعِدْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِهِمْ۔ آمین!

''الٰہی! ہمیں انہی میں سے کر، اور ان کی برکتوں سے ہمیں بھی عطا فرما۔''

دُنیا کی رغبت حائل ہے:

بیٹا! تیرے دل میں جب تک دُنیا کی رغبت ہے، تو صالحین کے احوال کو نہیں پہنچ سکتا، — جب تک مخلوق کے آگے ہاتھ پھیلاتا رہے گا، ان کے ساتھ شرک کرتا رہے گا اور دکھ اٹھاتا رہے گا، — تیرے دل کی آنکھیں نہ کھلیں گی جب تک تو دُنیا اور مخلوق سے بے رغبت نہ ہو جائے، تیرا کچھ کہنا کچھ وزن نہیں رکھتا۔

کوشش کر کہ تجھے وہ دکھائی دینے لگے جو غیر کو دکھائی نہیں دیتا، — خلاف عادت کے ظاہر ہونے سے تو صاحب کرامت ہو جائے۔ اپنے حساب میں آنے والے کو چھوڑ دے، اور وہ کچھ پالے جو تیرے حساب میں نہیں۔ اللہ پر بھروسہ کرو، خلوت اور جلوت میں اس سے ڈرو، تو ایسی جگہ سے رزق دے گا کہ جس کا تمہیں کبھی گمان بھی نہ تھا۔

شروع میں دُنیا کو چھوڑنے اور خواہشیں ترک کرنے سے دل کو تکلیف تو ہوگی، آخر میں اس کے حصول سے تکلیف اٹھانا ہو گی، — پہلی حالت پرہیز گاروں کے لئے ہے، اور دوسری حالت ابدال کے لئے جو کہ طاعت الٰہی تک پہنچنے والے ہیں۔

اے ریا کار!، اے منافق!، اے مشرک!،

ان سے مزاحمت نہ کر کہ کس چیز کو چھوڑا جاتا ہے، — وہ تو گنتی کے لوگ ہیں۔ تو ان کے احوال نہ پوچھ، تیرے ہاتھ کیا آئے گا! — انہوں نے اپنی عادتوں کے خلاف کیا اور تو نے اپنی عادتیں ویسے ہی رکھیں، — اسی لئے ان سے کرامتیں ظاہر ہوئیں اور تجھ سے نہیں، —

- — تو سوتا رہا وہ قیام کرتے رہے،
- — تو کھانے میں رہا، وہ روزے میں رہے،
- — تو چین سے رہا، وہ ڈرتے رہے،
- — تیرے ڈرنے کے وقت وہ امن سے رہے،
- — تیرے بخل کے وقت انہوں نے خرچ کیا،
- — ان کے سارے کام اللہ کے لئے؛ تیرا ہر عمل غیر کے لئے،
- — انہوں نے اللہ کو چاہا اور تو نے غیر کو،
- — انہوں نے سب کچھ اللہ کے سپرد کیا، اور تو نے اس سے لڑائی جھگڑا کیا،
- — وہ اس کی رضا میں راضی رہے اور غنی ہوئے،
- — انہوں نے مخلوق سے گلہ شکوہ کرنے والی زبانیں کاٹ ڈالیں، تو نے ایسا نہ کیا،
- — انہوں نے زمانے کی سختی و تلخی پر صبر کیا، صبر و رضا سے وہی شیرینی بن گئی۔
- — تقدیر کی چھریاں ان کے گوشت کاٹتی رہیں، وہ لاپرواہ رہے، نہ غم ناک ہوئے۔

ان کی نظر تو صرف رنج دینے والے کو دیکھتی ہے، وہ اسی کے ساتھ مدہوش ہیں، ـــ مخلوق ان سے چین میں ہے، ان کے ہاتھوں کوئی دکھی نہیں، ـــ ارشاد ہے کہ ابرار وہی ہیں جو کہ ذرا سی چیونٹی کو بھی دکھ نہیں دیتے، ـــ ابرار اطاعت کے ساتھ اللہ سے واصل ہیں، ـــ خلقت سے نیک برتاؤ اور اہلِ خانہ سے بہتر سلوک کرتے ہیں، ـــ دُنیا و آخرت میں نعمتوں میں ہیں، دُنیا میں قربِ الٰہی کی نعمت، اور آخرت میں جنت کی نعمت اور دیدارِ الٰہی، اور اس کے کلام کی سماعت اور خلعتِ الٰہی کا پہننا ہے، ـــ تیرا، ان کا کیا جوڑ، گناہوں سے توبہ کر، اللہ سے بے حیائی اور ڈھٹائی چھوڑ دے۔

تجھ پر افسوس! شرم و حیا تو اللہ سے ہوتی ہے مخلوق سے نہیں، ـــ اللہ کی ذات تو ہر شے سے پہلے ہے، اور مخلوق حادث جس سے تو شرماتا ہے، اور اللہ جو قدیم ہے اس سے بے شرمی کرتا ہے، ـــ اللہ کریم ہے، اس کا غیر بخیل ہے، ـــ وہی غنی ہے، اس کا غیر محتاج اور تنگ دست، ـــ اس کی عادت عطا ہے، اور غیر کی عادت بخل و مناہی، ـــ اپنی سب حاجتیں اسی کے پاس لے جا، وہ غیر سے اچھا ہے، ـــ اس کی کاری گری سے اس پر دلیل پکڑ، ـــ شرعی حدود کا پاس کر، ـــ اس کا تقویٰ لازم پکڑ، تقویٰ پر مداومت سے اس تک رسائی ہے، ـــ مصنوع کو چھوڑ کر صانع میں مشغول ہو، ـــ اسی کی راہ تلاش کر، اسی کی طلب کر، دُنیا و آخرت کو چھوڑ دے، ان میں سے تجھے جو ملنا ہے، مل کر ہی رہے گا، کہیں جانے کا نہیں، ـــ ماسویٰ اللہ کو چھوڑ دینا تیرے دل کی کدورتیں صاف کر دے گا، ـــ تیرا دل اگر اس کی طرف رہنمائی نہ کرے تو تُو چوپایوں کی طرح بے عقل ہے، ـــ تو دُنیا سے اُٹھ کھڑا ہو اور عقل والوں کے پاس آ، جن کی عقلیں اللہ کی طرف ان کی رہنما ہو گئیں، ـــ ان سے عقل سیکھ، اس سے اپنے نفس اور ربّ کی معرفت حاصل کر۔

دین رہے یا جائے، کچھ پرواہ نہیں، کیسی بے حسی ہے:

تجھ پر افسوس! ـــ تیری عمر کا ضیاع ہو رہا ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں، ـــ آخرت سے اعراض اور دنیا کی طرف توجہ کب تک رہے گی، ـــ

تجھ پر افسوس! ـــ تیرا رزق کوئی اور نہ کھائے گا، ـــ جنت یا دوزخ میں جہاں بھی تیرا ٹھکانہ ہے' کوئی اور نہ وہاں ٹھہرے گا، ـــ تجھے غفلت نے گھیر لیا ہے' اور خواہش نے اسیر کر لیا ہے، ـــ تیرا سارا فکر کھانے پینے' نکاں کرنے' سونے اور دوسری غرضیں پوری کرنے میں ہے، ـــ تیرا مقصد کافروں اور منافقوں سے ملتا جلتا ہے، ـــ حلال یا حرام سے پیٹ بھر لینے پر دل میں کچھ خیال نہیں کہ دین رہا یا گیا، ـــ

اے مسکین!، ـــ اپنی جان پر آنسو بہا، تیرا بچہ مر جائے تو تجھ پر قیامت آ جاتی ہے، لیکن دین مر جائے تو تیری آنکھ نم نہیں ہوتی، تجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی (کیسی بے حسی ہے،) وہ فرشتے جو تجھ پر مقرر ہیں، تیرے دین کا نقصان دیکھ کر روتے ہیں، ـــ تجھے اس سرمائے کے ضیاع پر کوئی رنج نہیں، ـــ گویا تجھے کچھ سمجھ نہیں، اگر ذرا بھی سمجھ ہوتی تو دین کے چلے جانے پر ضرور روتا۔ تیرے پاس سرمایہ ہے مگر تجارت کا سلیقہ نہیں، ـــ یہی عقل اور حیا سرمایہ ہے۔

○ — وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے،

○ — وہ عقل جس سے فائدہ نہ لیا جائے،

○ — وہ زندگی جس سے کچھ مفاد نہ ہو،

اس گھر کی طرح ہے جو اجاڑ ہو، جس میں رہا نہ جا سکے، — اس خزانے کی مثل ہے جس کا پتہ نہ ہو، — اس کھانے کی مانند ہے جو کھایا نہ جائے، — جب تو اپنے اس حال کو نہیں جانتا جس میں تجھے ہونا چاہئے، مگر میں جانتا پہچانتا ہوں، مجھ سے تو پوچھ سہی، — میرے پاس:

○ — ایک شرع کا آئینہ ہے جو کہ حکم ظاہری رکھتا ہے،

○ — ایک معرفت الٰہی کا آئینہ ہے جو کہ علم باطنی رکھتا ہے،

تو غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا، بیداری کے پانی سے اپنا چہرہ دھو ڈال، پھر دیکھ کہ تو کون ہے، آیا:

○ — تو مسلمان ہے یا کافر، ○ — مومن ہے یا منافق،

○ — موحد ہے یا مشرک، ○ — ریا کار ہے، یا اخلاص والا،

○ — اللہ کے موافق ہے یا مخالف، ○ — راضی ہے یا ناراض،

اللہ کو تیری کچھ پرواہ نہیں — اس کا نفع یا نقصان تیری ہی طرف لوٹنے والا ہے، — وہ پاک ذات ہے، کریم و حلیم ہے، فضل فرمانے والا ہے، — ہر چیز اس کے لطف و کرم کی محتاج ہے، اگر وہ ہم پر لطف نہ فرمائے تو ہم سب ہلاک ہو جائیں، — اگر وہ ہمارے قول و فعل کا پورا مقابلہ کرے تو ہم سب اپنے کیے کی بنا پر ہلاک کر دیئے جائیں، —

بھول اور دکھاوے کی عبادت کا اللہ پر احسان جتاتا ہے:

بیٹا! تو بھول اور دکھاوے اور منافقت کی عبادت کا اللہ پر احسان جتاتا ہے، اور نیک بندوں سے الجھتا ہے، باوجود اپنی کوتاہیوں کے عزت و کرامت چاہتا ہے، — تجھے ان کے ذکر سے کیا فائدہ، اور ان کی معرفت کے دعوے کے ذکر سے کیا مطلب، شرم کر! —

اے بھاگنے والے نافرمان غلام! — توحید والوں، اخلاص والوں کے حلقے سے نکلنے والے! — تجھ پر افسوس! — اشارو کہ تیرے ساتھ رویا جائے، — دوسرے تجھے روئیں، — ماتمی لباس پہن کر اپنی مصیبت میں بیٹھ، تاکہ دوسرے تیرے ساتھ بیٹھیں، تیرا دکھ بانٹیں، — تو محروم ہے، تجھے کچھ خبر نہیں، — بعض صالحین نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمَحْجُوْبِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ مَّحْجُوْبُوْنَ ۝

"ایسے حجاب والوں پر افسوس ہے جو اپنے حجاب کے بارے میں نہیں جانتے۔"

تجھ پر افسوس ہے، کس چیز نے تیرا جی بُرا کیا، تو کیا سمجھتا ہے، — تو کس سے گلہ شکوہ کرتا ہے، اور کس کے پاس فریاد کرتا

ہے اور کس کے ساتھ سوتا ہے، — کسی مصیبت میں پڑ کر کس پر بھروسہ کرتا ہے، — تو مجھ سے کہہ، میں تیرا جھوٹ اور منافقت سب جانتا ہوں، تو اور ساری خلقت میرے نزدیک مچھر کی طرح (حقیر) ہے، — تم میں سے جو سچا ہے میں اس کا ادنیٰ خدمت گزار ہوں — اگر وہ چاہے تو مجھے لے جا کر بازار میں بیچ ڈالے یا مکاتب بنالے۔ پس جو جی میں آئے کر گزرے، — میرے پاس جو کپڑے ہیں اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے لینا چاہے تو لے لے، — یا مجھے محنت ومزدوری کرنے کا حکم دے۔ پس وہ کر گزرے، — تجھ میں نہ تو سچائی ہے اور نہ توحید اور نہ ایمان۔ میں تجھے کس کام میں لاؤں؟ — شگاف بند کرنے کے لئے تجھے دیوار میں لگاؤں، — تو تو بیکار لکڑی کی طرح ہے جو صرف آگ جلانے کے کام آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بندے سے اپنی نعمت کا اظہار چاہتا ہے:

اے لوگو! دُنیا ختم ہونے کو ہے، عمریں فنا ہو رہی ہیں، یوم آخرت قریب ہے، — تمہیں اس کا بالکل کوئی غم فکر نہیں، — تمہاری ساری فکر اور مقصد فقط دُنیا کمانا اور دُنیا جمع کرنا ہے، — تم اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہو۔ اگر اس کی طرف سے کوئی برائی آئے تو اس کا اظہار کرتے ہو، اور جب اس کی طرف سے تمہیں کوئی بھلائی اور اچھائی آئے تو اسے چھپاتے ہو، — جب تم اللہ کی نعمت کو چھپاؤ گے اور ان کا شکر نہ ادا کرو گے تو وہ تم سے نعمتیں چھین لے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی عَبْدِہٖ نِعْمَتَہٗ اَحَبَّ اَنْ یَّرٰی ○

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جب نعمت عطا کرتا ہے تو اس سے اپنی نعمت کا اظہار چاہتا ہے۔''

اولیاء اللہ نے (اپنی زندگی کا) ایک ہی مقصد بنالیا ہے کہ اپنے دل کو سب چیزوں سے خالی کر کے اس میں ایک ہی چیز کو آباد کرلیا ہے، — انہوں نے اپنی عبادتوں کو دکھلاوے، منافقت اور شرکت سے خالص کرلیا ہے۔ اپنے بندگی صرف اللہ کے لئے ثابت کردی ہے، — تم ریا اور منافقت کے بندے ہو، — خلقت اور خواہشوں اور لذاتِ نفسانی اور تعریف کے بندے ہو، — تم میں سے ایسا کوئی نہیں جس کی عبادت خالص اللہ کے لئے ہو، — الا ماشاء اللہ گنتی کے چند بندے ہیں۔ تم میں سے:

○ — کوئی دُنیا کی عبادت کرتا ہے اور اس کا دوام چاہتا ہے، اور اس کے زوال سے خوف زدہ ہے،

○ — کوئی مخلوق کی عبادت کرتا ہے اور اس سے خوف زدہ ہے، اور اس سے اُمید لگائے ہوئے ہے۔

○ — کوئی جنت کی عبادت کرتا ہے اور جنت کی نعمتوں کی اُمیدواری کرتا ہے، اور اس کے خالق سے کچھ مطلب نہیں رکھتا۔

○ — کوئی دوزخ کی عبادت کرتا ہے، اور اس سے خوف زدہ ہے، اور اس کے خالق کا (ذرا بھی) خوف نہیں رکھتا۔

خلقت کیا چیز ہے؟ — بہشت کیا چیز ہے؟ — دوزخ کیا چیز ہے؟ — ، اور ماسوا اللہ کیا چیز ہے؟ — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ ○

''اور انہیں تو یہی حکم ہے کہ یکسو ہو کر خالص اللہ کا دین سمجھ کر اسی کی بندگی کریں۔'' (سورہ البینہ)

جنہیں اس کی معرفت حاصل ہے، اور علم رکھتے ہیں، اور عمل کرتے ہیں، وہ اسی کی عبادت کرتے ہیں، اس کے غیر کی نہیں، ـــ انہوں نے ربوبیت اور عبودیت کا پورا حق ادا کیا ـــ انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی محبت میں اسی کی عبادت کی، ـــ اسی کو اپنی مراد سمجھا غیر کو نہیں، اور ماسوا اللہ کو بالکل ترک کر دیا۔

اے دُنیا کے بندو! تمہاری شکلیں تو ہیں، روحیں نہیں،

○ ـــ تم ظاہر پرست ہو اور اولیاء اللہ باطن والے ہیں،

○ ـــ تم الفاظ ہو اور اولیاء اللہ معنی ہیں،

○ ـــ تم (کھلی کتاب کی طرح) ظاہر ہو، اولیاء اللہ صاحبِ راز ہیں۔

اولیاء اللہ، انبیاء کرام علیہم السلام کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے افواج ہیں، ـــ انبیاء کرام علیہم السلام کا بچا ہوا کھانا پینا انہیں اولیاء اللہ کے لئے ہے، ـــ ان کے علموں پر عمل کرتے ہیں، ـــ اولیاء کرام، انبیاء کرام کی خلافت کے لئے اہل ہیں، ـــ اور یہی اولیاء انبیاء کرام کے سچے وارث ہیں، ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ ○

''(باعمل) عالم (ہی) نبیوں کے وارث ہیں۔''

ان علماء نے جب انبیاء کرام علیہم السلام کے علموں پر عمل کیا، یہ ان کے خلیفہ اور وارث اور نائب ہو گئے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ یہ مقام صرف علم پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتا، جس طرح دعوے کا گواہوں کے بغیر کچھ فائدہ نہیں، اس طرح علم کے بغیر عمل کچھ فائدہ نہیں، ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَھْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَہٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ ○

علم عمل کو بلاتا ہے۔ عمل اگر اسے جواب دے تو علم ٹھہر جاتا ہے ورنہ علم جاتا رہتا ہے، اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے، وگرنہ خالی خولی پڑھنا پڑھانا باقی رہ جاتا ہے، ـــ (یعنی) مغز (علم) چلا جاتا ہے اور چھلکا پڑا رہ جاتا ہے۔

اے علم پڑھ کر عمل نہ کرنے والو! ـــ تم میں سے کوئی فصاحت و بلاغت سے عبارت آرائی کرتے ہوئے شعر کہتا ہے، جبکہ علم کے مطابق وہ عمل و اخلاص سے خالی ہاتھ ہوتا ہے، ـــ اگر دل مہذّب ہو جائے تو باقی سب اعضاء بھی مہذّب ہو جائیں، ـــ کیونکہ دل اعضاء کا بادشاہ ہے، بادشاہ مہذّب ہو تو رعایا بھی مہذّب ہو جاتی ہے، ـــ علم چھلکا ہے اور عمل مغز ـــ چھلکے کی حفاظت مغز کی حفاظت کے لئے ہے، مغز کی حفاظت اس لئے کہ روغن نکالا جائے ـــ اگر چھلکے میں مغز نہ ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا ایک سا ہے، ـــ اگر مغز میں روغن نہ ہو تو وہ بھی بیکار ہے، ـــ علم تو جاتا رہا، کیونکہ جب اس پر عمل ہی نہ رہا تو علم نے تو جانا ہی ہے، ـــ ایسے علم کا سیکھنا سکھانا جس پر عمل نہ کیا جائے، کیا فائدہ دے گا۔

اے علم والے! اگر تو دُنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو علم پر عمل کر۔۔۔ لوگوں کو سکھاؤ۔۔۔ اے مال دارو! ۔۔۔ اگر تم دُنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو اپنے مال میں سے کچھ فقیروں کو دے کر ان کی دل جوئی کر۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّاسُ عَیَالُ اللّٰهِ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْفَعُهُمْ لِعَیَالِهٖ ○

''انسان اللہ کا کنبہ ہیں، اور انسانوں میں سے اللہ کو وہی شخص پیارا ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے۔''

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے ایک دوسرے کا محتاج کر رکھا ہے، اس میں اُس کی بہت سی حکمتیں ہیں۔

اے مال والے! تو مجھ سے بھاگتا ہے کہ کہیں کچھ دینا نہ پڑے، میں تجھ سے تیرے ہی لئے لیتا ہوں، ۔۔۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھے بہت سا مال عطا فرمائے گا، جو مجھے تم سے بے پرواہ کر کے تجھے میرا محتاج کر دے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کسی فقیر میں جب بے صبری دیکھتے تو یوں دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَیْنَا فِی الدُّنْیَا وَزَهِّدْنَا فِیْهَا وَلَا تَزْوِیْهَا وَتُرْغِبْنَا فِیْهَا فَنَهْلِكُ بِطَلَبِهَا ○
اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِنَا فِیْ اَقْضِیَتِكَ وَاَقْدَارِكَ ○

''الٰہی! ہم پر دُنیا میں فراخی عطا فرما، ۔۔۔ اور ہمیں اس میں بے رغبتی عنایت فرما، ۔۔۔ اسے ہم پر تنگ نہ کر کہ ہم اس میں رغبت کریں، اور اس کی طلب میں ہلاک ہو جائیں، ۔۔۔ الٰہی! اپنی قضا و قدر میں ہم پر لطف و کرم فرما۔''

تیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۶ رجمادی الآخر ۵۴۵ھ بوقت صبح، بمقام خانقاہ شریف)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف باعثِ بشارت ہے:

اس شخص کے لئے بشارت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کیا، اور ان سب کو اسی سے منسوب کیا۔ اور اپنے نفس کو اور تمام اسباب، اپنی طاقت اور قوت کو بیکار سمجھا۔ عقل والا وہی ہے جو اللہ پر اپنے عمل کا حساب نہ رکھے اور کسی بھی حالت میں اس سے اس کا عوض نہ چاہئے۔

تجھ پر افسوس! علم کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، اور علم کے بغیر زاہد بنا پھرتا ہے، اور علم کے بغیر دُنیا حاصل کرتا ہے، ۔۔۔ یہ حجاب در حجاب اور عذاب در عذاب ہے۔ تو بھلائی اور برائی میں کوئی فرق نہیں کرتا اور نہ نفع و نقصان میں کوئی فرق سمجھتا ہے، دوست اور دشمن کو نہیں پہچانتا، ۔۔۔ یہ سارا بگاڑ اس وجہ سے ہے کہ تو اللہ کے حکم سے بے خبر ہے، اور تو نے باعلم و باعمل مشائخ کرام کی خدمت کرنا چھوڑ دی ہے۔ وہی تجھے اللہ کی راہ دکھا سکتے ہیں، تیری رہنمائی کر سکتے ہیں، ۔۔۔ جو بھی اللہ تک پہنچا ہے، علم ہی کے ذریعہ پہنچا ہے ۔۔۔ دُنیا میں زاہد دل اور جسم کو اس سے موڑ کر واصل باللہ ہوتا ہے، بتکلف زُہد کرنے والا دُنیا کو اپنے ہاتھ

سے نکالتا ہے، --- اور جو زاہد اپنے زُہد میں پختہ ہو، وہ دُنیا کو دل سے نکالتا ہے، --- انہوں نے دُنیا سے دلی طور پر بے رغبتی کی، یہ زُہد ان کی طبیعت میں داخل ہو گیا، --- ان کے ظاہر و باطن باہم مل جُل گئے، ان کی طبیعتوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا، --- ان کی خواہشیں ٹوٹ گئیں، --- ان کے نفس مطمئن ہو گئے، اور ان کے شر کی حالت بھی بدل گئی۔

انبیاء و اولیاء کی پیروی سے ہی زُہد ملتا ہے:

یہ زُہد کوئی صنعت نہیں کہ جسے خود بنا سکو، اور وہ کوئی معمول شے نہیں کہ جسے ہاتھ میں لے لے اور پھینک دے، --- بلکہ یہ ایک دشوار گزار راہ ہے جس کے کئی مرحلے ہیں، --- پہلے جب دُنیا کا چہرہ دیکھو تو اس طرح دیکھو جیسے تم سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور اولیاء و ابدال نے دیکھا ہے کہ جن سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہے۔ دُنیا کا اصلی چہرہ دیکھنا اس طرح نصیب ہو گا کہ اگلے بزرگوں کے اقوال و افعال میں پیروی کرو، --- تب تو بھی وہ کچھ دیکھ سکے گا جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے۔

جب اولیاء اللہ کے قول و فعل، خلوت و جلوت، علم و عمل اور صورت و معنیٰ میں قدم بقدم چلے گا، --- ان جیسے روزے رکھے گا، --- ان کی سی نماز پڑھے گا، --- ان کی طرح لین دین کرے گا، --- ان کی طرح ترک کرنا ترک کرے گا، --- اور ان سے محبت رکھے گا، --- تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نور عنایت فرمائے گا جس سے اپنے نفس اور اپنے غیر کو بخوبی دیکھنے لگے گا، --- وہ نور تمہیں تمہارے اور خلقت کے عیب بتا دے گا، --- پھر تم اپنے نفس اور خلقت سب سے بے پرواہ ہو جاؤ گے، --- جب یہ حالت تمہارے لئے درست ہو جائے گی تو قرب الٰہی کے انوار تمہارے قلب پر وارد ہوں گے۔ تم سچے ایمان والے، یقین والے، عارف و عالم ہو جاؤ گے، --- ہر چیز کو ان کی صورتوں اور باطنوں پر دیکھو گے، --- تم دُنیا کو ویسے ہی دیکھو گے جیسے کہ تم سے پہلے زاہدوں اور اس سے اعراض کرنے والوں نے دیکھی ہے، --- دُنیا ایک بدشکل بوڑھی چڑیل کی شکل میں دکھائی دے گی۔ --- اللہ والوں کے نزدیک دُنیا اسی شکل و صورت پر ہے۔ جبکہ دُنیا کے بادشاہوں کے نزدیک بنی سجی دلہن کی طرح بہترین صورت میں ہے۔ اولیاء اللہ کے نزدیک دُنیا حقیر و ذلیل ہے، وہ دُنیا کے کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں، اس کے چہرے کو نوچ ڈالتے ہیں، --- زور اور طاقت کے ساتھ دُنیا سے اپنے نصیب کا لکھا حاصل کرتے ہیں، اور خود آخرت کے کاموں میں مگن رہتے ہیں۔

حکمِ الٰہی کے بغیر نفس کا کوئی امر قبول نہ کر:

اے اللہ کے بندے! دُنیا میں جب تیرے لئے زُہد درست ہو جائے تو اپنے اختیار اور مخلوق میں زُہد کر، ان سے کسی قسم کا خوف اور اُمید نہ رکھ، --- جس چیز کا نفس کوئی امر کرے، حکم الٰہی آنے تک اسے قبول نہ کر، --- حکم الٰہی کا اکثر نزول تمہارے دل پر بذریعہ الہام یا خواب کے ہو گا، --- جب تمہارے دل کو تمام خلقت سے اعراض اور نفرت ہو گی۔ دل کے سوا تمہارے دیگر اعضاء ساکن ہو جائیں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ کہ یہ امر تجھے نقصان نہ دے گا، --- اصل اعتبار تو دل کے سکون پکڑنے کا ہے، یہ مقام بڑا کٹھن ہے۔ تجھے قرار نہیں آ سکتا جب تک کہ تمہارا نفس اور حرص اور خواہش اور ماسوا اللہ نہ مر جائے، --- اب

اس کے قرب میں زندہ رہو گے --- پہلے مرنا ہے پھر جی اٹھنا، پھر جب وہ چاہے تجھے اپنے لئے زندہ کر دے اور خلقت کی طرف واپس لوٹا دے۔ تا کہ تو ان کی مصلحتوں میں نظر کرے اور انہیں اللہ کے دروازے کی طرف لوٹا لائے۔ اس وقت تجھے دُنیا اور آخرت کی طرف رغبت حاصل ہو گی تا کہ دونوں سے اپنی قسمت کا لکھا حاصل کر سکو۔ اور خلقت کی تکالیف برداشت کرنے کے لئے تمہیں قوت عنایت ہو گی۔ اسی قوت سے انہیں گمراہی سے بچاؤ گے، اور ان میں اللہ کا حکم جاری کرو گے، --- اگر تم خلقت میں واپس نہ آنا چاہو گے تو اس کا قرب تمہارے لئے کافی ہے اور غیر اللہ سے بے نیاز کرنے والا ہے، --- جب تجھے خالق مل گیا تو مخلوق پر تکیہ نہ کرو گے پھر خالق ہی تیرے لئے کافی ہے، جو کہ:

- --- تمام اشیاء کا بنانے والا ہے،
- --- ہر شے کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے،
- --- وہ ہر ایک چیز سے پہلے موجود ہے،
- --- ہر ایک چیز کے بعد رہنے والا ہے،

تیرے گناہ بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں، چنانچہ تجھے ہر لحہ اپنے گناہوں پر توبہ کرتے رہنا چاہئے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو گھمنڈی، لالچی، سراپا حرص، مجسم خواہش اور بے معنی عبارت ہے۔ تو پرانی اور خستہ حال قبروں کی طرف دیکھ، اور ایمان کی زبان سے قبروں والوں سے باتیں کر، کیونکہ وہ تجھے اپنے احوال سے مطلع کریں گے۔

اولیاء اللہ کی ارادت کا محض دعویٰ بے فائدہ ہے:

اے بیٹا! تو اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ کی ارادت کا دعوے دار ہے (محض دعویٰ بے فائدہ ہے، ان جیسا بن) --- میں تجھے چھوڑ دوں اور معیار پر نہ پرکھوں، اور تجھے شرم نہ دلاؤں، --- کیونکہ حکم الٰہی سے میں تم پر محتسب ہوں، --- وہ منافق جو اپنے اقوال وافعال میں جھوٹے ہیں، ان کی گردنیں اڑا دوں گا، --- میں متعدد بار بہت سے مشائخ پر محتسب رہ چکا ہوں۔ یہاں تک کہ میرے لئے حساب لینا درست ہو گیا ہے ---

اے زمین والو! جنہوں نے نمک کے بغیر اپنے اعمال کا آٹا گوندھا ہے، آؤ اس کے لئے نمک لے لو، --- اے نمک کے خریدنے والے، بڑھو! --- اے منافقو! تمہارا آٹا بغیر نمک کے اور بغیر خیر کے ہے، --- وہ علم کے خیر اور اخلاص کے نمک کا محتاج ہے، --- علم و اخلاص سے عمل کی اصلاح کر لو ---

اے منافق! تو نفاق سے گوندھا گیا ہے، یہی نفاق عنقریب تجھ پر آگ بن کر ٹوٹ پڑے گا۔ اپنے دل کو نفاق سے خالص کر، تو یقیناً اس سے خلاصی پالے گا --- جب دل مخلص ہو گیا تو دیگر اعضاء بھی مخلص ہو جائیں گے اور خلاصی پالیں گے، --- دل دوسرے تمام اعضاء کا چرواہا ہے، جب یہ سیدھا ہوا تو وہ بھی سیدھے ہو جائیں گے، --- جب قلب اور دیگر اعضاء راہ راست پر آگئے تو ایمان والے کا ہر معاملہ کامل ہو جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں اور ہمسایوں اور بستی والوں پر چرواہا ہو گا، ---

جتنی قوتِ ایمان سے وہ اپنے مولیٰ کے قریب ہوگا، اتنا ہی اس کا حال بلند ہوگا۔

اللہ کے ساتھ اپنے معاملات درست رکھو:

اے لوگو! اللہ کے ساتھ اپنے معاملات کو درست رکھو، اس سے ڈرتے رہو اور اس کے حکم پر عمل کرو، کیونکہ اس نے اپنے حکم سے تمہیں عمل کے لئے پابند کر دیا ہے، نہ کہ اس علم میں مشغول ہونے کا پابند کیا ہے جو تمہاری نسبت پہلے ازل میں ہو چکا ہے۔ تم اس حکم پر عمل کرو اور اس کا حق پورا ادا کرو۔ —— کیونکہ جب تم اس کے حکم پر عمل کرو گے تو وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں اس کے پاس پہنچا دے گا جس کے لئے تو نے عمل کیا ہے۔ —— اس سے تجھے ایسا علم ملے گا جو اس سے پہلے تجھے حاصل نہ تھا، لہٰذا تم علم کے ذریعے اس کے ساتھ ہو گئے اور اس کے حکم سے خلقت کے ساتھ بھی۔ —— تم نے پہلے علم پر عمل ہی نہیں کیا تو دوسرے کی طلب کرنے لگے، جب تیرے قدم پہلے (علم ظاہر میں) میں قرار پکڑ لیں تو دوسرے (یعنی علم باطن) کی طلب کرو۔

وہی ایمان والا ہے جو ضروری علم سیکھے اور خلقت سے الگ ہو جائے:

اے بیٹا! تجھے نہیں معلوم کہ استاد سے کیسے ملا جاتا ہے، تو اس سے کیسے ملے گا —— پیچھے لوٹ جا اور عقل مندی کر، پہلے علم حاصل کر، پھر عمل کر اور مخلص بن۔ —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَفَقَّهْ ثُمَّ اعْتَزِلْ ○ "فقہ حاصل کر، پھر کنارا کر"

ایمان والا وہی ہے جو ضروری علم سیکھے اور خلقت سے الگ ہو جائے۔ اور اللہ کی عبادت میں گوشہ نشیں ہو جائے —— اس مقام پر وہ خلقت کو پہچان کر اس سے نفرت کرے، اور اللہ کو پہچان کر اس سے محبت رکھے، اس کا طالب بن کر اس کا خدمت گزار بن جائے۔ خلقت پیچھے پڑے تو اس سے بھاگے۔ —— ان کے غیر کو طلب کرے، ان میں بے رغبتی کرے، جبکہ غیر میں رغبت کرے۔ —— یہ بھی جان لے کہ خلقت کے ہاتھوں میں بھلائی ہے نہ برائی، نفع ہے نہ ضرر۔ —— اگر ان کے ہاتھوں سے کچھ بھی واقعہ ہو جائے تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے نہ کہ ان کی طرف سے۔ —— خلقت سے دور رہنا نزدیک رہنے سے بہتر ہے۔ شاخ کو چھوڑ کر جڑ (خدا) کی طرف رجوع کرے۔ جان لے کہ شاخیں بیشمار ہیں اور اصل ایک۔ چنانچہ اسی ایک کو مضبوطی سے تھام لے۔ —— فکر کے آئینے میں دیکھے اور جان لے کہ بہت سے دروازوں پر پھرنے سے ایک ہی دروازے پر ٹھہرنا بہتر ہے۔ —— چنانچہ ایک ہی در پر ٹھہر جائے اور اسی در کا ہو رہے۔ ایمان والا، یقین رکھنے والا، اخلاص والا ہی عقل مند ہے کہ اسے سب عقلوں کی عقل عطا کی گئی ہے۔ اسی لئے وہ لوگوں سے بھاگ کر ان سے الگ تھلگ ہو گیا۔

اکتیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۸/ جمادی الآخر ۵۴۵ھ بوقت عشاء بمقام مدرسہ قادریہ)

رضائے الٰہی کے لئے غصہ لائق تحسین ہے:

رضائے الٰہی کے لئے جو غصہ کیا جائے وہ لائق تحسین ہے، اور جو غیر کے لئے ہو برا ہے، — ایمان والا:

- — اللہ کے لئے غصہ کرتا ہے، اپنے نفس کے لئے نہیں،
- — اپنے دین کی امداد کے لئے بھڑکتا ہے، اپنے نفس کے لئے نہیں،
- — اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ٹوٹتے دیکھ کر غصہ کرتا ہے۔

جیسے چیتے کا شکار کوئی لے جائے تو وہ غضب میں آ جاتا ہے — چنانچہ ایمان والے کے ساتھ اللہ بھی غصے میں آ جاتا ہے، اس کی رضا سے اللہ بھی راضی ہے، — جو شخص ظاہری طور پر اللہ کے لئے غصہ کرے اور باطن میں اپنے نفس کے لئے، ایسا شخص منافق ہے یا منافق کی طرح ہے — جو شے اللہ کے لئے ہوتی ہے، وہ کمال پر پہنچتی ہے، اور بڑھتی چلی جاتی ہے، — اور جو شے غیر اللہ کے لئے ہوتی ہے وہ بدل جاتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے۔

جب کوئی کام کرو تو اپنے نفس اور حرص اور شیطان کو اس سے دور کرو، اسے نہ کرو مگر اللہ کے لئے اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے، — اللہ کی طرف سے یقینی حکم کے بغیر کوئی کام نہ کیا کر، — وہ یقینی حکم شریعت کے واسطے سے ہوگا یا اللہ کی طرف سے تیرے دل پر الہام ہو جائے' یہ الہام بھی شریعت کے مطابق ہونا چاہئے، — تو اپنے نفس اور ساری خلقت اور دُنیا میں زُہد اختیار کر، — اس ذات میں زُہد کر جو تجھے انس دے اور خلقت سے راحت پائے — اولیاء اللہ کو نہ اس کے بغیر انس ہے اور نہ اس کی محبت کے بغیر راحت و آرام، — اس سے قبل کہ تمہارے نفس اور حرص اور وجود کی کدورتوں سے صفائی ہو، تو اولیاء اللہ کے ساتھ ہو جا، —

- — ان کی تائید سے تیری بھی تائید ہوگی،
- — ان کی بصارت سے بصارت پائے گا،
- — جیسے ان پر فخر کیا جاتا ہے، ویسے تجھ پر بھی فخر کیا جائے گا۔
- — بادشاہِ حقیقی اپنی دوسری رعایا سے ممتاز بنا کر تیرے ساتھ فخر کرے گا۔

تو اپنے قلب کو ماسوئی اللہ سے پاک کر، کیونکہ تم ماسوئی کو اپنے دل سے دیکھ لو گے، — پہلے تو اس کا مشاہدہ کرے گا، پھر اس کے افعال دیکھے گا جو اس کی مخلوق میں جاری ہیں، — جیسے دُنیاوی بادشاہوں کے پاس ظاہری نجاست کے ساتھ جانا نا مناسب ہے، اس طرح جو بادشاہوں کا بادشاہ حق تعالیٰ ہے، اس کے سامنے باطنی نجاست کے ساتھ جانا معیوب ہے، تو

خسارے والی نجاست سے بھرا ہوا مٹکا ہے، وہ تجھے لے کر کیا کرے گا — جو کچھ تیرے اندر ہے، اسے پلٹ دے اور پاکیزگی حاصل کر کے پھر بادشاہوں کے ہاں حاضر ہو، — تیرے دل میں گناہ ہیں اور مخلوق سے خوف اور اُمید رکھتا ہے اور دُنیا اور اس کی چیزوں سے محبت رکھتا ہے، یہ سب کچھ دلوں کی نجاستیں ہیں، — جب تک تیرا نفس مر نہ جائے اور اس کی لاش تیری سچائی کے دروازے سے نہ اٹھائی جائے، اس وقت خلقت پر تمہاری توجہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے، لیکن تمہارے نزدیک جب تک ان کا وجود ہے، اور تم انہیں دیکھتے ہو تو ان کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤ، یہاں تک کہ اسے بوسہ نہ دے لیں، — اس وقت تک خاموشی اختیار کر جبکہ تجھے اپنا ہوش نہ رہے۔ تب تجھے خلقت کی کچھ خبر نہ ہوگی، — ان سے ہاتھوں کو بوسہ دینے سے اور ان کے عطا کرنے اور منع کرنے سے، اور ان کی اچھائی برائی کرنے سے روگردانی ہوگی، — جب توبہ صحیح ہو جائے تو ایمان بھی صحیح ہو جاتا ہے، اور بڑھتا ہے۔

اہلِ سُنّت کے نزدیک ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے، — طاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے گھٹتا ہے، — یہ بات عام لوگوں کے حق میں ہے اور خواص کے دلوں سے خلقت نکل جانے سے ان کا ایمان بڑھتا ہے، اور دل میں خلقت کے داخل ہونے سے ایمان گھٹتا ہے، — اللہ کے ہاں سکون کرنے سے ان کا ایمان بڑھتا ہے، غیر اللہ کے ہاں سکون کرنے سے ان کا ایمان گھٹتا ہے، — خواص (اللہ والے):

- ○ — اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں، ○ — اُسی پر اعتماد کرتے ہیں،
- ○ — اُسی سے سہارا لیتے ہیں، ○ — اُسی سے ڈرتے ہیں،
- ○ — اُسی سے اُمید رکھتے ہیں، ○ — اسی کی توحید بیان کرتے ہیں،
- ○ — اسی پر اعتماد رکھتے ہیں، شرک نہیں کرتے،
- ○ — ثابت قدم رہتے ہیں، ○ — توحید ان کے دلوں میں ہے،
- ○ — اپنے ظاہر سے خلقت کی مدارت کرتے ہیں،
- ○ — کوئی نادانی سے پیش آئے تو وہ نادانی نہیں کرتے۔

ان کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ○ (سورہ فرقان)

"اور جب جاہل لوگ ان کو مخاطب کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔"

جاہلوں کی جہالت، اور ان کے نفسوں اور حرصوں اور خواہشوں کے جوش کی حالت میں تم پر خاموشی اور (تحمّل و) بردباری لازم ہے، — لیکن جب وہ معصیتِ الٰہی کریں تو خاموش نہ رہو، ایسے موقع پر خاموش رہنا حرام ہے، — اس صورت میں بات کرنی عبادت ہے اور چپ رہنا معصیّت ہے، — اگر تجھے اچھے کام کرنے کا حکم دینے اور بُرے کام کرنے سے روکنے پر

قدرت ہے تو اس سے کوتاہی نہ کر، — کیونکہ یہ بھلائی کا دروازہ ہے جو تیرے سامنے کھولا گیا ہے، اس میں داخل ہونے کے لئے جلدی کر۔

ایمان والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح گزر بسر کرتا ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل کی گھاس پات کھاتے اور جوہڑوں کا پانی پیتے اور غاروں اور ویرانوں میں پناہ لیا کرتے تھے، — جب سوتے تو پتھر یا بازو کا تکیہ بنالیا کرتے۔

ایمان والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح گزر بسر کرتا ہے، اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہے، — اگر اس کے لئے دُنیا سے کچھ نصیب ہے تو وہ خود بخود اس کے پاس آ جاتا ہے۔ بظاہر اسے پہنتا ہے، اور اسے اپنے نفس کو سونپ دیتا ہے، — جبکہ اس کا دل پہلے ہی قدم پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتا ہے، اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیونکہ زُہد جب دل میں جگہ بنالیتا ہے تو دُنیا یا دنیا کی چیزوں کے آنے سے اس کا کچھ نہیں بدلتا۔

ایمان والا اگر دُنیا، اور اہلِ دُنیا اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی رغبت رکھتا تو:

- ○ — ان سے ایک پل بھی صبر نہ کرتا،
- ○ — رات دن انہی میں مشغول رہتا،
- ○ — نہ عبادت کرتا نہ ریاضت،
- ○ — نہ اللہ کا ذکر کرتا نہ اس کی تابعداری،

اللہ تعالیٰ نے اس کے نفس کے عیب اسے دکھا دیئے۔ اس نے ان سے توبہ کی، اور گئے دنوں میں اس سے جو نافرمانیاں سرزد ہوئیں، اس پر شرمندہ ہوا، — اللہ نے اسے دُنیا کے عیب کتاب اللہ، سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کے ذریعے بتلا دیئے۔ چنانچہ دُنیا و مافیہا سے بے رغبتی حاصل ہوئی۔ جب ایک عیب نظر آیا تو دوسرے بہت سے عیب نظر آ گئے، یہ معلوم ہو گیا کہ دُنیا فنا ہونے والی ہے۔ اس کی عمر تھوڑی ہے، — دُنیا کی نعمتیں زوال والی ہیں، اس کی رونق بدلنے والی، اس کے اخلاق برے ہیں، — دُنیا کا ہاتھ ذبح کرنے والا ہے۔ اس کا کلام زہر قاتل ہے۔ وہ مزہ لے کر چھوڑ دینے والی ہے۔ دُنیا کا کوئی ٹھکانہ، اس کا عہد اور اصل نہیں۔ — اس میں رہنا ایسا ہے جیسے پانی پر گھر بنانا —

ایمان والا دُنیا کو اپنے دل کا قرار اور گھر نہیں بناتا۔ پھر ایمان والا درجے میں ترقی کرتا ہے اور اس کی طاقت قوی ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ دُنیا کی طرح آخرت کو بھی اپنے دل کا قرار نہیں بناتا، بلکہ دُنیا اور آخرت میں قربِ الٰہی کو اپنے دل کا قرار بناتا ہے۔ اپنے دل اور باطن کے لئے مقامِ قرب میں عمارت بناتا ہے، — اب اسے دُنیا کی عمارت نقصان نہیں دیتی خواہ وہ ہزار گھر بھی بنائے، — کیونکہ وہ اسے اپنے لئے نہیں بناتا، اوروں کے لئے بناتا ہے۔ اس میں امرِ الٰہی کی تعمیل کرتا ہے، اس کی قضا و قدر کی موافقت کرتا ہے۔ — اس کا عمارت بنانا خلقت کی خدمت کے لئے ہے تا کہ انہیں

راحت وآرام پہنچائے، — کھانا پکانے اور روٹی لگانے میں رات دن ایک کر دیتا ہے۔ دوسروں کو کھلاتا ہے۔ خود اس میں سے ایک ذرّہ بھی نہیں کھاتا۔ اس کے لئے خاص طعام ہے، جس میں کوئی غیر شریک نہیں ہوتا۔ اپنے کھانے کے وقت کھاتا ہے، — غیر کے کھانے کے وقت روزے سے ہوتا ہے۔ زاہد کھانے اور پینے سے روزہ دار ہوتا ہے۔ غیر معروف عارف سے اپنے محبوب کے سوا سب سے روزے دار رہتا ہے، — وہ تو بخار میں مبتلا ایسا مریض ہے جو کہ طبیب کے ہاتھ کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ سے نہیں کھاتا۔ محبوب سے دوری اس کی بیماری ہے، قرب الٰہی اس کی دوا ہے، — زاہد کا روزہ دن میں ہوتا ہے جبکہ عارف کا روزہ رات دن کا ہے۔ اس کے روزے کا افطار وصال الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا — عارف ساری زندگی روزے سے ہوتا ہے اور ہمیشہ بخار میں مبتلا، — وہ اپنے دل کے ساتھ ہمیشہ کے لئے روزہ دار ہے اور باطن کے ساتھ دائمی بخار والا ہے، — اسے معلوم ہے کہ اللہ سے ملنے اور اس کے قرب میں اس کی شفا ہے۔

خلقت کو دل سے نکالنے میں نجات ہے:

اے بیٹا! اگر تجھے اپنی نجات اور بہتری کی طلب ہے تو خلقت کو اپنے دل سے نکال دے، — اس سے نہ کوئی خوف کر نہ کوئی اُمید رکھ، — نہ اس سے اُنس پکڑ، اور نہ اس میں سکون وقرار جان، — سب سے دوری اختیار کر اور بھاگ جا، ان سے الگ رہو گویا کہ وہ مردار ہیں، — جب یہ حالت تیرے لئے صحیح ہو جائے تو ذکر الٰہی کے وقت تمہارے لئے اطمینان صحیح ہوگا، اور غیر اللہ کی یاد کے وقت تم بے قرار ہو جاؤ گے۔

بتیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۱ ر جمادی الآخر ۵۴۵ھ بوقت صبح جمعۃ المبارک)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

حکم الٰہی کی تعمیل کر، جس چیز سے روکا ہے، اس سے منع رہ، — ان آفتوں پر صبر کر، اور نوافل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کر، — تیرا نام بیدار اور کارگزار رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرنے کے لئے عمل کر، — عمل کے دروازے میں حاضری میں کوشش کر کے تکلف برتنا چھوڑ دے۔ حضوری عمل کا دروازہ ہے، وہی تیرے لئے استعمال کرنے والا ہے، — اس سے سوال کر اور اس کے سامنے عاجزی کرتا کہ وہ تیرے لئے فرماں برداری کے اسباب فراہم کر دے، کیونکہ جب اس نے تجھ سے کوئی کام لینا ہوگا تو تیرے لئے تیار کر دے گا۔ تیری حیثیت کے لائق جلدی کا امر کر دیا ہے، — اپنی طرف سے توفیق کو تیرے لئے متوجہ کر دیا ہے۔

○ — امر ظاہر ہے اور توفیق باطن ہے،

○ — گناہوں سے منع کرنا، باز رہنا ظاہر ہے، اور ان سے پرہیز کرنا باطن۔

اس کی توفیق سے تعمیل احکام کی جاتی ہے، اس کی نگہبانی وحفاظت سے گناہوں کو چھوڑا جاتا ہے۔ — اللہ کی قوت ومدد سے صبر کرتا ہے، — میرے پاس عقل اور ثابت قدمی، نیت اور پختہ ارادے سے آؤ، — مجھ پر تہمت لگانے کو ترک کر کے اور میرے بارے میں نیک گمان کر کے حاضر ہو، — اس وقت میں جو کچھ کہوں گا تمہیں فائدہ دے گا، اور تم اس کا مفہوم بھی سمجھ سکو گے۔

اے مجھ پر تہمت لگانے والے! جس حال پر میں ہوں، قیامت کے دن تجھ پر سب ظاہر ہو جائے گا۔ میں جس حال میں ہوں، مجھ سے مزاحمت یا جھگڑا نہ کر، تیرے دل کو صدمہ ہوگا اور وہ مغلوب ہوگا — دُنیا کے بوجھ میرے سر پر ہیں، اور آخرت کے میرے دل پر، اور حق تعالیٰ کے بوجھ (اس کی معرفت اور قرب) میرے باطن پر ہیں، — ہے کوئی جو میرا مددگار بنے، جرأت اور بہادری کر کے مجھ سے آگے بڑھے اور اپنے سر کو خطرے میں ڈالے۔

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ اس کی ذات کے سوا مجھے کسی کی احتیاج نہیں، تم عقل سے کام لو اور اولیاء اللہ کا ادب واحترام کرو، کہ وہ قوموں میں سے گنے چنے ہیں اور بزرگی والے ہیں، شہروں اور لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے والے ہیں، — انہی کے دم سے زمین کی نگہبانی ہے، ورنہ تمہاری منافقت اور شرک اور ریاکاری کے باوجود کون ہے جو حفاظت کرے — اے منافقو! — اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنو! — اے دوزخ کا ایندھن بننے والو!!

اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ ○ اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ وَاَیْقِظْھُمْ وَارْحَمْنِیْ وَارْحَمْھُمْ فَرِّغْ قُلُوْبَنَا وَجَوَارِحَنَا لَکَ وَاِنْ کَانَ وَلَا بُدَّ فَا الْجَوَارِحُ لِلْعِیَالِ فِیْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالنَّفْسُ لِلْاُخْرٰی وَالْقَلْبُ وَالسِّرُّ لَکَ۔ آمین! ○

"الٰہی! مجھ پر اور ان پر توجہ ڈال! — مجھے اور ان سب کو بیدار کر، — مجھ پر اور ان پر رحم فرما! — ہمارے دلوں اور اعضاء کو اپنے لئے خالی کر۔ اگر مصروفیت کے سوا چارہ نہ ہو تو اعضاء کو اہلِ خانہ کے لئے دُنیا کے کاموں میں، — نفس کو آخرت کے لئے اور قلب وباطن کو اپنے لئے وقف کر دے۔ آمین!"

عمل کے دروازے پر ثابت قدمی سے کھڑا رہ:

بیٹا! تجھ سے کچھ نہیں ہونے کا، حالانکہ کچھ کئے بغیر چارہ نہیں۔ تجھ سے اکیلے کچھ نہ ہو پائے گا، تیرا حاضر ہونا ضروری ہے۔ عمل کے دروازے پر ثابت قدمی سے کھڑا رہ۔ تاکہ مالک تجھے تعمیر کے کام میں لگا لے۔ تیری اور توفیق کی مثال اس طرح سے ہے کہ تو مزدور ہے اور توفیق کام لینے والی، اور کام کا مالک اللہ کی ذات ہے۔ تجھے تابعداری جلدی اور تیزی سے کرنے کا حکم دیا۔ اس کی طرف سے یہی توفیق ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ خلقت کے خوف سے اور اسی سے اُمید لگا کے تو نے اپنے نفس کو قید کر رکھا ہے۔ اپنے پاؤں سے یہ

زنجیریں کاٹ دے۔ تا کہ اللہ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جائے۔ اور اللہ کے سامنے مطمئن ہو جائے، — تو دُنیا اور اس کی خواہشوں اور عورتوں اور دُنیاوی چیزوں سے بے رغبت کر، — اگر سابقہ علم الٰہی میں ان چیزوں میں سے تجھے کچھ ملنا ہے، تو وہ تیرے امر اور طلب کے بغیر تجھے مل جائے گا، — اللہ کے ہاں تجھے زاہد کا نام دیا جائے گا۔ اگر تجھے نگاہِ عنایت سے دیکھے گا تو تیرے نصیب کا لکھا جانے کا نہیں۔ جب تک تو اپنے ہاتھوں کی چیزوں اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرے گا، اس وقت تیرے پاس غیب سے کچھ نہ ملے گا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِتِّكَالِ عَلَى الْاَسْبَابِ وَالْوُقُوْفِ مَعَ الْهَوَسِ وَالْاَهْوِيَةِ وَالْعَادَاتِ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ فِيْ سَائِرِ الْاَحْوَالِ ○ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"الٰہی! ہم اسباب اور حرص اور خواہشوں اور عادتوں پر بھروسہ کرنے سے پناہ مانگتے ہیں، — اور سب حالتوں کی برائی سے تیری پناہ کے طالب ہیں
اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

تینتسویں مجلس

(منعقدہ ۲۳/ جمادی الآخر ۵۴۵ھ بروز صبح اتوار بمقام خانقاہ شریف)

اللہ کے محبوب کو دیکھنا، اللہ کو دیکھنا ہے:

جس نے اللہ کے محب کو دیکھا تو اس نے یقیناً اللہ کو دیکھ لیا۔ جس نے اپنے دل سے اللہ کو دیکھا، وہ اپنے باطن سے اس کے حضور میں داخل ہوا۔ — ہمارا پاک پروردگار موجود ہے، جسے دیکھا جا سکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ○

"عنقریب تم اپنے ربّ کو دیکھو گے جیسے چاند اور سورج کو دیکھتے ہو۔"

بھیڑ اسے دیکھنے میں حائل نہیں ہو سکتی، — وہ آج دل کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، اور قیامت کے دن سر کی آنکھوں سے دیکھو گے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے۔"

اس کے چاہنے والے اس سے راضی ہیں، اس کے غیر سے نہیں۔ ماسوئ اللہ کو چھوڑ کر صرف اُسی سے مدد چاہتے ہیں۔ فقر کی تلخی ان کے لئے شیرینی ہے۔ دُنیا میں ان کے پاس فقر اور رضائے الٰہی ہے' فقر ان کے لئے نعمتِ خداوندی ہے، ان کی ثروت ان کے فقر میں ہے، — ان کی بیماریوں میں نعمت اور لذت ہے، ان کی وحشت میں انس ہے، ان کا قرب سب سے دوری میں ہے، اور انکی مصیبت میں راحت ہے۔ اے مصیبتوں پر صبر کرنے والو!، — اے اللہ کی رضا پر راضی رہنے والو! — اپنے نفسوں اور خواہشوں سے فنا ہونے والو! تمہارے لئے بشارت ہے۔

اللہ علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے:

اے لوگو! تقدیر الٰہی کے ساتھ موافقت کرو، — اپنے اور دوسروں سے متعلق اس کے افعال میں راضی رہو، — تم میں جو سب سے زیادہ عقل والا ہے، اس پر اپنے علم اور عقل کو ظاہر نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

''اللہ کو علم ہے اور تم کو علم نہیں۔''

اللہ کے سامنے اپنی عقل اور علم سے مفلس بن کر افلاس کے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ، — تہی دست بن جاؤ تا کہ تمہیں اس کا علم حاصل ہو، — حیرت میں گم ہو جاؤ خود پسندی چھوڑ دو، اس میں حیران ہو جاؤ تا کہ تمہیں اس کا علم ہو جائے۔

○ — پہلا مقام حیرت کا ہے اور دوسرا مقام علم کا۔ پھر تیسرا مقام معلومات الٰہی تک رسائی ہے۔

○ — اول ارادہ ہے، پھر مراد کا حصول ہے۔

سنو اور اس پر عمل کرو — میں تمہاری رسیاں بٹ رہا ہوں۔ تمہاری ڈھیلی رسیوں میں بل دیتا ہوں، — جو رسیاں ٹوٹ گئی ہیں انہیں جوڑتا ہوں — مجھے اپنی نہیں تمہاری فکر ہے، مجھے اپنا غم نہیں، تمہارا غم ہے، — میں ایک پرندے کی طرح ہوں، جہاں کہیں گروں گا، دانہ اٹھالوں گا۔ — اے پھینک دیئے گئے پتھرو! اے بیکارو!، —

اے نفس کے اسیرو، اور خواہش کے غلامو! مجھے صرف تمہاری ہی فکر ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَ ارْحَمْهُمْ ○ ''الٰہی! مجھ پر اور ان پر رحم فرما۔''

چونتیسویں مجلس

(منعقدہ ۲/رجب المرجب ۵۴۵ھ بروز صبح منگل بمقام خانقاہ شریف)

اولیاء اللہ کا شغل سخاوت اور خلقِ خدا کو آرام پہنچانا ہے:

اولیاء اللہ کا شغل سخاوت کرنا اور خلق خدا کو آرام پہنچانا ہے، — وہ لٹانے والے اور بخشش کرنے والے ہیں۔ اللہ کے

فضل اور رحمت سے جو کچھ انہیں ملتا ہے، اسے سمیٹ لیتے ہیں ــــ فقیروں اور مسکینوں پر جو کہ تنگ دست ہیں، بخشش کرتے ہیں، ــــ جو قرض دار قرض ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے، ان کے قرض ادا کرتے ہیں۔ وہی بادشاہ ہیں۔ دُنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں، کیونکہ شاہانِ دُنیا صرف لوٹتے ہیں، بخشش نہیں کرتے۔

اولیاء اللہ کے پاس جو موجود ہوتا ہے، اسے خلقت پر خرچ کر ڈالتے ہیں، اور جو موجود نہ ہو اس کے منتظر رہتے ہیں (یعنی کب ہاتھ آئے اور کب اللہ کی راہ میں خیرات کریں) وہ صرف اللہ کے دستِ قدرت سے لیتے ہیں، مخلوق کے ہاتھوں سے نہیں، ــــ ان کے اعضاء کی کمائی خلقِ خدا کے لئے ہوتی ہے، اور ان کے دلوں کی کمائی ان کی اپنی ذات کے لئے، ــــ وہ صرف اللہ ہی کے لئے خرچ کرتے ہیں، خواہشوں اور نفسانی اغراض کے لئے نہیں، ــــ نہ ہی ان کی غرض اپنی تعریف وتوصیف ہوتی ہے۔

تو اللہ کی ذات پر اور خلقت پر تکبر کرنا چھوڑ دے، کیونکہ تکبر ان ظالموں کی صفات سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ منہ کے بل دوزخ کی آگ میں جھونک دے گا۔

- ــــ جب تو نے اس کی حکم عدولی کر کے اسے غصہ دلایا، تو نے تکبر کیا،
- ــــ جب مؤذن نے نماز کے لئے پکارا اور تو اذان پر نماز کے لئے کھڑا نہ ہوا، تو تُو نے اللہ پر تکبر کیا،
- ــــ مخلوق میں سے جب کسی پر ظلم کیا تو بھی اللہ پر تکبر کیا۔

تو اس کے حضور رجوع کر اور اخلاص سے توبہ کر، اس سے پہلے کہ وہ تجھے اپنی کسی کمزور اور عاجز مخلوق کے ذریعے ہلاک کر دے جیسا کہ نمرود جیسے بادشاہ اس نے ہلاک کر دیئے جب انہوں نے اللہ پر تکبر کیا تھا، ــــ تو اخلاص کے ساتھ توبہ کر ــــ انہوں نے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے:

- ــــ انہیں عزت دینے کے بعد ذلیل کر دیا،
- ــــ امارت کے بعد تنگ دست کر دیا،
- ــــ نعمت دینے کے بعد انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا۔
- ــــ زندگی کے بعد انہیں موت سے ہمکنار کر دیا،

خوفِ خدا والوں میں سے ہو جا، ظاہری و باطنی شرک کو چھوڑ دے، ــــ ظاہری شرک بت پرستی ہے، اور باطنی شرک خلقت پر بھروسہ کرنا اور انہیں نفع دینے والا اور نقصان دینے والا خیال کرنا ہے۔ دُنیا میں گنے چنے لوگ ایسے بھی ہیں کہ:

- ــــ جن کے ہاتھوں میں دُنیا ہے اور اس سے پیار نہیں کرتے،
- ــــ وہ دُنیا کے مالک ہیں، دُنیا ان کی مالک نہیں،
- ــــ دُنیا انہیں چاہتی ہے، وہ اسے نہیں چاہتے،

○ — دُنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے، وہ دُنیا کے پیچھے نہیں دوڑتے،

○ — دُنیا سے خدمت لیتے ہیں، اس کی خدمت نہیں کرتے،

○ — وہ اس سے جدا ہوتے ہیں، وہ ان سے جدا نہیں ہوتی،

○ — وہ دُنیا میں تصرّف کرتے ہیں، دُنیا ان میں تصرّف نہیں کرتی، —

انہوں نے اپنا قلب اللہ کے لئے درست کرلیا ہے، — دُنیا کے بس میں نہیں کہ ان کے قلب کو فاسد کردے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ وَقَالَ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِمَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَشَارَ بِاَنَّهٗ يُفَرِّقُهَا بِيَدِيْهِ

''صالح شخص کے لئے صالح مال کیا ہی اچھا ہے'' — مزید فرمایا:

''دُنیا میں کوئی بھلائی نہیں ہے، مگر اس شخص کے لئے جس نے دُنیا کو ایسا کہا اور ایسا کہا'' — آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس کی تقسیم نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایسے اور ایسے ہو۔

تم خلقت کی بھلائی کے لئے دُنیا کو اپنے ہاتھوں میں رکھو، مگر اپنے دل سے اسے نکال رکھو، — ایسی حالت میں تمہیں کچھ نقصان نہ دے گی، نہ ہی اس کی نعمتیں اور خوش نمائی فریب دے سکیں گی، — عنقریب تم دُنیا سے چلے جاؤ گے، تمہارے بعد وہ بھی نہ رہے گی۔

اپنی رائے پر تکیہ کر کے گمراہی نہ سمیٹ:

اے بیٹا! اپنی رائے پر تکیہ کر کے مجھ سے بے پرواہ نہ ہو۔ کیونکہ تو گمراہ ہوجائے گا، — جس نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا وہ گمراہ ہوا اور ذلیل ہوا اور اس نے ٹھوکر کھائی، — جب تو اپنی رائے پر تکیہ کر کے بے پرواہی کرے گا تو تُو ہدایت وحمایت الٰہی سے محروم ہوجائے گا۔ کیونکہ تو نے ہدایت کو طلب ہی نہ کیا اور نہ اس کے سبب میں داخل ہوئے۔ تم کہتے ہو کہ میں عالموں کے علم سے بے پرواہ ہوں حالانکہ تم خود علم کے مدعی ہو، — تو بتا! عمل کہاں ہے، اس دعوے کی پہچان اور صداقت کیا ہے' مصیبت پر صبر کرنے سے اور اخلاص سے عمل کرنے سے تیرے علم کے دعوے کی پہچان ہوگی — اس سے تیری حالت میں کبھی تبدیلی نہ آئے اور گھبرا کر واویلا نہ کرے، — نہ اس مصیبت پر خلقت سے شکایت کرے۔ تو اندھا ہو کر بینائی کا دعویٰ کیسے کرتا ہے، — تو کم عقل اور نا سمجھ ہو کر عقل وسمجھ کا دعویٰ کرتا ہے۔ اپنے جھوٹے دعوے سے اللہ کے پاس رجوع کر، توبہ کر۔ — اس کے سوا سب کو چھوڑ دے، سب سے منہ پھیر اور سب کے خالق کی طلب کر، تجھے کیا پڑی کوئی ٹوٹے، کوئی جڑے: — مالک ہو یا کنگال ہو، تو خاص طور پر اپنے نفس کی حفاظت کر حتیٰ کہ وہ مطمئن ہوجائے اور اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔ اس مقام پر تو غیر کی طرف دھیان کر۔ اپنی مراد کے رستے کو لازم پکڑ، دُنیا وآخرت میں اللہ کی صحبت طلب کر، — پرہیز گاری اور ماسوئ اللہ سے

تنہائی و یکسوئی اختیار کر، ہمہ وقت محورہ۔ اپنے نفس کو امر و نہی کے سوا کسی چیز میں ثابت نہ کر۔ کیونکہ وہی تجھے ان میں ثابت رکھنے والا ہے۔

اے مردو! — اے عورتو! — تم میں سے جس کسی کے پاس ایک ذرّہ اخلاص، ایک ذرّہ تقویٰ اور ایک ذرّہ صبر و شکر ہو ٹھیک وہی نجات پائے گا — میں ان خصلتوں میں تمہیں مفلس و محتاج دیکھ رہا ہوں۔

پینتیسویں مجلس

(منعقدہ ۵/ رجب المرجب ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

پاک کلام اس کی طرف چڑھتا ہے، نیک عمل کو وہ بلند کرتا ہے:

اے غرور کرنے والو! تم پر افسوس ہے، تمہاری عبادتیں زمین میں داخل نہیں ہوتیں بلکہ آسمان کی طرف چڑھتی ہیں، —

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ۝

''پاک کلام اس کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل کو وہ بلند کرتا ہے۔''

ہمارا پاک پروردگار (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) عرش پر استویٰ کیے ہوئے اور ملک پر حاوی ہے، — اس کا علم سب چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، — اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی سات آیتیں قرآن مجید میں بیان کی ہیں۔ تیری جہالت اور تکبر کے باعث میں انہیں محو کرنے کی طاقت اور قدرت نہیں رکھتا، میں انہیں نہیں مٹا سکتا، —

- — تو مجھے اپنی تلوار سے ڈراتا ہے، میں ڈرنے والا نہیں ہوں،
- — تو مجھے اپنے مال کی رغبت دلاتا ہے، میں رغبت کرنے والا نہیں ہوں،
- — میں تو صرف اللہ سے ڈرتا ہوں، اس کے غیر سے خوف نہیں کھاتا، —
- — اسی سے اُمید رکھتا ہوں، اس کے غیر سے نہیں، —
- — اسی کی عبادت کرتا ہوں، اس کے غیر کی نہیں، —
- — اسی کے لئے عمل کرتا ہوں اس کے غیر کے لئے نہیں، —

میرا رزق اسی کے پاس اسی کے دستِ قدرت میں ہے، — سب کچھ اسی کا ہے، بندہ اور جو کچھ بندے کی دسترس میں ہے، سب اس مالک کا مال ہے۔

آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے والے، ایمان لانے والے:

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا (زیر نظر خطبہ منعقدہ ۵/ رجب ۵۴۵ھ تک): میرے ہاتھ پر پانچ سو آدمی ایمان

لائے، اور بیس ہزار سے زیادہ نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، — پھر فرمایا:

یہ سب کچھ ہماری نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے سبب سے ہے۔ — اللہ غیب کا جاننے والا ہے، وہ جس رسول کو منتخب فرماتا ہے، اس کے سوا اپنے غیب پر وہ کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ○ (سورہ الجن)

''وہی غیب کا جاننے والا ہے، سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا۔''

اسی کے پاس غیب ہے، اس سے قریب ہوتا کہ اس کو اور جو کچھ اس کے پاس ہے، دیکھے، — اور اپنے اہل اور مال اور شہر اور عورت اور اولاد کو چھوڑ دے، ان میں سے اپنے قلب سے نکل جا، اور سب سے الگ ہو جا، اور ربّ تعالیٰ کے دروازے پر پہنچ جا، — اس کے دروازے پر پہنچے تو اس کے غلاموں اور سلطنت اور ملک میں مشغول نہ ہو، —

- ○ — اگر وہ تیرے سامنے طباق رکھیں تو نہ کھا،
- ○ — اگر وہ تجھے کسی حجرہ میں ٹھہرائیں تو نہ ٹھہر،
- ○ — اگر وہ تیرا نکاح کرائیں تو نکاح نہ کر،

سفر کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں سمیت، اور مشقت اور غبار سفر اور اُلجھے بالوں کے ساتھ جب تک تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کرے، تب تک تو ان میں سے کسی شے کو قبول نہ کر، — پھر اللہ تعالیٰ ہی تیری حالت بدلے گا:

- ○ — وہی کھلانے والا، پلانے والا،
- ○ — وحشت میں غم خوار اور کشادگی کرنے والا،
- ○ — مصیبت سے آرام دینے والا،
- ○ — خوف میں امن دینے والا،

ہو جائے گا، — اس کی قربت میں تجھے غنا، اور اس کے دیدار میں تجھے کھانا پینا اور لباس ملے گا۔ خلقت سے محبت کا مفہوم کیا ہے:

- ○ — ان سے خوف کھانا،
- ○ — ان سے اُمید رکھنا،
- ○ — ان پر بھروسہ کرنا،
- ○ — ان کی طرف جھکنا،

خلقت سے محبت کا یہی مفہوم ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔

چھتیسویں مجلس

(منعقدہ ۲ ررجب ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیا کے بازار میں وہی بیچو اور خریدو جس کا آخرت میں نفع ہو:

یہ دُنیا بازار ہے، ایک پل کے بعد اس میں کوئی نہ رہے گا، رات کو سب بازار والے چلتے بنیں گے، — کوشش کرو کہ اس

بازار میں وہی چیز بیچو اور خریدو جس کا آخرت کے بازار میں نفع ہو۔ کیونکہ پرکھنے والی اللہ کی ذات ہے جو بصیر ہے، — آخرت کے بازار میں اللہ کی توحید اور عمل میں اخلاص کا سکہ چلتا ہے، اور وہی تمہارے پاس کم یاب ہے۔

جلد بازی سے کچھ ہاتھ نہیں آتا:

اے اللہ کے بندے! عقل کر جلد بازی نہ کر، — جلد بازی سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا، — جلد بازی سے مغرب کا وقت صبح سویرے نہیں آجاتا۔ تو صبر کیوں نہیں کرتا، کسی کام میں جُت جا، یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو جائے اور تو وقت پر نماز ادا کرے، اور جو تیرے من میں ہے وہ پالے، — عقل کر، اللہ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ادب واحترام سے رہ۔ خلقت پر ظلم کر کے ایسی چیز نہ مانگ جو تیرے لئے ان کے پاس نہیں ہے، — وکیل کی بات اس وقت تک نہیں مانی جاتی جب تک کہ اسے وکالت کی اجازت نہ ملے۔ اس کے بعد عطا و بخشش دیکھ لوگے، — اجازت نامے سے پہلے ایک ذرّہ بھی نہیں ملتا۔ نہ ذرّہ، نہ کوئی تھیلی، نہ دریا، نہ قطرہ کچھ بھی اس کے اذن بنا نہیں ملتا، جب تک کہ وہ خلقت کے دلوں میں الہام نہ کر دے، — تو عقل کر، یہی عقل کی بات ہے، اللہ کے حضور میں ثابت قدم رہ۔ رزق تو اللہ نے نصیب میں لکھ دیا ہے، اور اسی کے دست قدرت میں ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ قیامت کے دن اللہ سے کس منہ سے ملے گا، حالانکہ تو دُنیا میں اس سے جھگڑتا ہے — تو اس سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف دھیان کرتا ہے اور اس کے ساتھ شرک کرتا ہے، اپنی ضرورتیں خلقت کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اپنے کاموں میں خلقت پر بھروسہ کرتا ہے۔ بہت سے سوالیوں کے لئے خلقت کی محتاجی عذابِ خداوندی ہے۔ گناہوں کی وجہ سے وہ اپنا دامن پھیلاتے ہیں۔ ان میں سے ایسے بہت کم ہیں کہ جن کے حق میں سوال کرنا باعث نفرت نہ ہو۔ — عذاب کی حالت میں سوال کرو گے تو محروم رہو گے، تم پر عطائیں روک دی جائیں گی۔

اے بیٹا! میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اپنے ضعف کی حالت میں کسی سے کچھ نہ چاہو۔ نہ ہی تیرے پاس کچھ ہو،

- — نہ تو کسی کو پہچانے، نہ تجھے کوئی پہچانے،
- — نہ تو کسی کو دیکھے، نہ تجھے کوئی دیکھے،
- — تجھ میں کچھ ہمت ہے کچھ دے، کسی سے نہ لے،
- — خود خدمت کر اور کسی سے خدمت نہ لے،

اولیاء اللہ نے اللہ کے ساتھ اور اللہ ہی کے لئے عمل کیا ہے، — اللہ تعالیٰ نے دُنیا و آخرت میں انہیں اپنے عجائباتِ قدرت دکھائے، اپنی مہربانی اور اپنی محبت کا اظہار کیا۔

اسلام، ایمان اور ایقان آپس میں جُڑے ہیں:

بیٹا! — اسلام نہیں تو ایمان نہیں، — ایمان نہیں تو ایقان نہیں، — ایقان نہیں تو اللہ کی معرفت اور اس کا علم بھی

نہیں، — یہ درجات مرحلہ وار حاصل ہوتے ہیں۔ جب اسلام صحیح ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے لئے تیری فرماں برداری قابلِ قبول ہو گی — یہ استسلام ہے۔ اپنے سب احوال میں حدود شرعی کی حفاظت کر اور انہیں اپنے اوپر لازم کر کے سب اللہ کے سپرد کر دو، — اپنا اور دوسروں کا معاملہ اسی کے سپرد کر دو، — خالق اور مخلوق کے ساتھ حسنِ ادب رکھو۔

نہ خود ظلم کرو اور نہ ظالم کی مدد کرو:

اپنے نفس اور غیر پر ظلم نہ کرو، کیونکہ ظلم کے باعث دُنیا و آخرت میں کئی اندھیرے جمع ہو جاتے ہیں، — ظلم دل کو تاریک کر ڈالتا ہے، چہرے اور اعمال نامہ کو سیاہ کر دیتا ہے، — چنانچہ نہ خود ظلم کرو اور نہ ظالم کی مدد کرو، —

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُنَادِیْ مُنَادٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الظُّلَمَةُ اَیْنَ اَعْوَانُ الظُّلَمَةِ اَیْنَ مَنْ بَرٰی لَھُمْ قَلَمًا اَیْنَ لَاقَ لَھُمْ دَوَاةً اِجْمَعُوْھُمْ وَاجْعَلُوْھُمْ فِیْ تَابُوْتٍ مِنْ نَّارٍ ○

''قیامت کے دن آواز دینے والا آواز دے گا:

○ — کہاں ہیں ظالم، اور کہاں ہیں اس کی مدد کرنے والے،

○ — کہاں ہیں وہ جنہوں نے ان کے لئے قلم تیار کیا تھا،

○ — کہاں ہیں وہ جنہوں نے انکی دوات میں صوف ڈالا تھا،

ان سب کو اکٹھا کرو، اور آگ کے صندوق میں بند کر دو۔''

تو خلقت سے بھاگ کر کنارہ کشی کر لے، اور اس بات کی کوشش کر کہ تو نہ مظلوم ہو اور نہ ظالم بن، — اگر ہو سکے تو مظلوم بن ظالم نہیں (اگر کوئی ظلم کرے تو صبر سے کام لے)، — کمزور و مقہور بنو، قاہر و زور آور نہیں، — مظلوم کے لئے اللہ کی مدد ہے جبکہ خلقت میں سے کوئی اس کی مدد کرنے والا نہ ہو، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ظُلِمَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ نَاصِرًا غَیْرَ الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهٗ یَقُوْلُ لَاَ نْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ.

''جب کسی پر ظلم ہوا اور کوئی اس کی مدد کرنے والا نہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے میری مظلوم بندے! میں تیری ضرور مدد کروں گا'' — اگر چہ کچھ دیر بعد ہو۔''

صبر، نصرت اور رفعت اور عزت کا باعث ہے — التجا یہی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الصَّبْرَ مَعَكَ وَ نَسْئَلُكَ التَّقْوٰی وَالْکِفَایَةَ وَالْفَرَاغَ مِنَ الْکُلِّ وَالْاِشْتِغَالَ بِكَ وَرَفْعَ الْحُجُبِ ○

''الٰہی! ہم تیرے ساتھ صبر کا سوال کرتے ہیں، — اور تجھ سے تقویٰ اور کفایت اور سب سے فراغت اور تیرے

ساتھ مشغول ہونا۔ ـــ اور تیرے اور ہمارے درمیان جو حجاب حائل ہیں، ان کے اٹھا لینے کا سوال کرتے ہیں۔''

اللہ کے بندو! تمہارے اور اللہ کے درمیان جو واسطے ہیں، انہیں اٹھا لو، کیونکہ واسطوں پر ٹھہرے رہنا حرص ہے۔ ملک اور سلطنت اور غنا اور عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔

اے منافق! تو کب تک دکھاوے اور منافقت سے کام لے گا، جس کے لئے تو منافقت کرتا ہے، اس سے تجھے کیا حاصل ہوگا؟ ـــ تجھ پر افسوس ہے تو اللہ سے شرم کیوں نہیں کرتا۔

عنقریب اس سے ملنے پر ایمان کیوں نہیں رکھتا، ـــ ظاہری طور پر تو اس کے لئے عمل کرتا ہے اور باطن میں اس کے غیر کے لئے، ـــ تو ـــ فریب دینا چاہتا ہے اور اس کے حلم کی وجہ سے اس سے بخشش بھی چاہتا ہے، ـــ تو ایسی حرکت سے باز آ اور اپنی اس حرکت کی تلافی کر، ـــ اللہ کے لئے اپنی نیت ٹھیک کر۔ کوشش کر کہ اللہ کے لئے کی گئی نیک نیت کے بغیر تو ایک بھی نوالہ نہ کھائے اور نہ ایک قدم چلے اور نہ کسی طرح کا کوئی کام کرے، ـــ جب تو اس طرح سے کرنے لگے گا تو پھر جو بھی عمل کرے گا، اللہ ہی کے لئے ہوگا، اس کے غیر کے لئے نہیں، ـــ تجھ سے ہر تکلیف دور ہو جائے گی، اور یہ نیک نیت بندے کے لئے عادت بن جائے گی، ـــ جب اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی عبودیت صحیح ہو جائے گی تو پھر کسی معاملے میں بھی تکلف کی ضرورت نہ رہے گی۔ کیونکہ اس کا اللہ سے تعلق ہو گیا ہے، ـــ جس کا اللہ سے تعلق ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کی کارسازی فرماتا ہے، اور اس بندے کو غنی کر دیتا ہے اور خلقت سے حجاب میں رکھتا ہے۔ اسے خلقت کی حاجت نہیں رہتی، ـــ سختی اور مشقت اسی وقت تک ہے جب تک کہ تو سفر کے لئے ارادے اور قصد میں ہے، ـــ راہ طریقت پر چلتے چلتے تو اس تک جب پہنچ جائے گا، تیرے سفر کی مسافت طے ہو جائے گی، تو قرب الٰہی کی منزل پر پہنچ چکا۔ تیرا تکلف اس وقت دور ہو جائے گا۔ اس کا انس تیرے دل میں گھر کر لے گا اور دن بدن بڑھنے لگے گا۔ پہلے کم ہوگا، پھر رفتہ رفتہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اور تیرے دل کی ہر سمت میں پھیل جائے گا۔ اللہ کا انس جب پوری طرح سے بڑا ہوگا تو قرب الٰہی سے بھر جائے گا اور اس میں غیر کے لئے نہ کوئی گنجائش رہتی ہے نہ داخلے کا راستہ ـــ

اگر تو اس مقام کو پانا چاہتا ہے تو احکامِ الٰہی پر عمل پیرا رہ اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان سے باز رہ ـــ اچھائی، برائی، امیری، غریبی، عزت و ذلت، دُنیا و آخرت کے کم یا زیادہ سب کام اسی کے سپرد کر دو، ـــ عمل کرو اور ایک ذرّہ برابر صلے کی تمنا نہ کرو ـــ تو عمل کئے جا، تیرا مقصود فقط اللہ کی رضا اور اس کا قرب ہو ـــ دُنیا و آخرت میں اس کی رضا اور قرب ہی جزا ہے، صلہ ہے۔ دُنیا میں قرب دل کے لئے ہے اور آخرت میں بدن کے لئے ہے۔ عمل کر اور ذرّہ و دیناروں کی رغبت نہ کرو۔ اپنے عمل کی طرف نظر رکھ، بلکہ تمہارے اعضاء تو عمل میں مصروف ہوں اور دل عمل کرانے والے میں مشغول ہو، ـــ جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو تمہارے دل کے لئے آنکھیں ہوں گی جن سے تو دیکھے گا۔

○ ـــ معنی، صورت اپنا لیں گے، ○ ـــ غائب، حاضر بن جائے گا،

○ —— خبر، مشاہدہ بن جائے گی،

بندہ جب اللہ کے لئے خود کو اہل ثابت کر لیتا ہے تو اللہ اس کے ہر حال میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

○ —— اللہ اس میں تغیّر کرتا اور اسے بدلتا ہے،

○ —— ایک حال سے دوسرے حال پر لاتا ہے،

○ —— وہ سرتاپا باطن ہو جاتا ہے،

○ —— وہ مجسم ایمان اور یقین اور معرفت اور قرب اور مشاہدہ بن جاتا ہے،

○ —— وہ دن بغیر رات کے، —— روشنی بغیر تاریکی کے، —— صفائی بغیر میلے پن کے، ——
دل بغیر نفس کے، —— باطن بغیر دل کے، —— فنا بغیر وجود کے، ——
غائب بغیر حضور کے ہو جاتا ہے۔

○ —— وہ خلقت اور اپنے نفس سے غائب ہو جاتا ہے۔

اس سب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ہے —— جب تک کہ اللہ اور تیرے بیچ میں ایسا کامل انس نہ ہو جائے، کلام نہ کر، —— خلقت سے ایک قدم آگے چل، تو ان سے ہونے والا نفع ونقصان دیکھ چکا، ان کو پرکھ چکا، —— نفس سے ایک قدم دور ہو کر دیکھ اور اس کی موافقت نہ کر۔ اسے بھی تو نے جانچ لیا، اللہ کی رضا کے لئے نفس سے دشمنی کر، —— نفس اور خلقت دو آگ کے سمندر ہیں، دونوں ہلاک کر دینے والے جنگل ہیں۔ تو پختہ ارادہ کر کے ہلاک کر دینے والے اس جنگل سے نکل جا۔ اور سلطنت الٰہی میں داخل ہو جا۔ نفس اور خلقت میں مبتلا رہنا بیماری ہے اور انہیں ترک کر کے اللہ سے ملنا دوا ہے، —— اللہ نے بیماری بھی اتاری ہے اور اس کی دوا بھی، —— سب بیماریاں اللہ کے پاس ہیں، اور اسی کے دست قدرت میں دوا ہے، اللہ کے سوا کوئی اس کا مالک نہیں۔ اگر:

○ —— وحدت پر صبر کرو گے تو وحدت کا انس حاصل ہوگا،

○ —— فقر پر صبر کرو گے تو غنا پاؤ گے۔

○ —— پہلے دُنیا کو ترک کر، پھر آخرت کو طلب کر،

○ —— پھر آخرت کو ترک کر، اور قربِ مولیٰ کو طلب کر،

○ —— پہلے خلقت کو چھوڑ، پھر خالق کی طرف رجوع کر۔

تجھ پر افسوس ہے۔ تو کیوں نہیں سوچتا کہ:

○ —— خلقت اور خالق، دُنیا و آخرت، دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

○ —— رات اور دن، سیاہی اور سفیدی، دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

یہ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتے، نہ ہی اُن کے جمع ہونے کا تصور ہو سکتا ہے، نہ ہی یہ صحیح ہو سکتا ہے نہ ہی اس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے، — یا تو خلقت کو اختیار کر یا خالق کو، — یا دُنیا کو اپنا لے یا آخرت کو، — ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ:

○ — خلقت تیرے ظاہر میں ہو اور خالق تیرے باطن میں،

○ — دُنیا تیرے ہاتھ میں ہو اور آخرت تیرے دل میں،

دونوں تیرے دل میں یکجا ہو جائیں، ایسا ہونا ناممکن ہے، تو اپنے نفس کے لئے دونوں میں سے جسے چاہے پسند کر لے۔

○ — اگر دُنیا کی طلب ہے تو آخرت کو دل سے نکال دے،

○ — اگر آخرت کی طلب ہے تو دُنیا کو دل سے نکال دے،

○ — اگر اللہ کی ذات تیری مطلوب ہے تو دُنیا و آخرت اور ماسوا اللہ کو دل سے نکال دے۔

کیونکہ تیرے دل میں ماسوا اللہ کا ایک ذرّہ بھی ہوا تو تُو قربِ الٰہی کو نہیں دیکھ پائے گا، — نہ اس کے ساتھ اُنس ثابت ہو گا، نہ اس کی طرف سے کوئی سکون مل سکے گا، —

○ — جب تک تیرے دل میں ایک ذرّہ برابر بھی دُنیا ہوگی، تو آخرت کو نہ دیکھ پائے گا،

○ — جب تک تیرے دل میں ایک ذرّہ برابر بھی آخرت ہوگی، تو قربِ الٰہی کو نہ پائے گا۔

عقل سے کام لے، تو سچائی کے قدموں کے بغیر اللہ کے دروازے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جانچنے والا بڑا دانا اور خبر رکھنے والا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے، خلقت سے چھپتا پھرتا ہے، خالق سے کیسے چھپ سکے گا۔ خلقت سے چھپنا تجھے کیا فائدہ دے گا، تو عنقریب خلقت کے نزدیک رسوا ہو جائے گا، — تیرے ذرائع معاش تیری جیب اور تیرے گھر سے نکال لئے جائیں گے، — اے کانچ کے ٹکڑے کو اپنے کھانے کے برتن میں چھوڑ دینے والے! جب کھائے گا تو تجھے پتہ لگ جائے گا، — اے زہر کے کھانے والے! اس کا اثر جلد ہی تیرے جسم میں ظاہر ہونے لگے گا، —

○ — حرام کا کھانا تیرے دین کے بدن کے لئے زہر ہے،

○ — نعمتوں پر شکر نہ کرنا تیرے دین کے لئے زہر ہے،

شکر کرنا چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ جلد ہی تجھے محتاج کر دے گا، تو خلقت کے سامنے ہاتھ پھیلانے، اور اس کے دل سے تیرے لئے نرمی اٹھا لینے کی صورت میں سزا دے گا، —

اے اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے! عنقریب تیرا علم تجھے بھول جائے گا، — تیرے دل سے اس کی برکت اٹھ جائے گی، — اے جاہلو! — اگر تم اللہ کو پہچان لیتے تو اس کی جزا و سزا کو جان لیتے، — تم اللہ اور اس کی خلقت سے بڑے ادب سے حسنِ سلوک کرو، اور بے مقصد کے کام میں بات کرنا کم کر دو۔

چہ معنی دارد؟

ایک ولی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک نوجوان کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے کہا:
''اگر تو محنت مزدوری کرتا تو تیرے لئے کتنا اچھا تھا!''
اسے نصیحت کرنے پر مجھے یہ سزا دی گئی کہ میں چھ ماہ تک شب بیداری سے محروم رہا۔

اپنی حالت کو بدلو تو تبدیلی آئے:

اے بیٹا! بیکار کی باتیں چھوڑ کر کام کی باتوں میں لگ جا، — اپنے دل سے نفس کو نکال دے تا کہ تجھے بھلائی ملے۔ کیونکہ نفس ہی میلا ہے جو اوروں کو میلا کرنے والا ہے، اسے نکال دینے سے ہی صفائی آ سکے گی — اپنی حالت کو بدلو گے تو تبدیلی آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۝ (سورہ رعد)

''اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلے۔''

اے بندے، سن!، — اے لوگو، سنو!، — اے شرع کے مکلفو، سنو! — اے عقل والو! — اے بالغو! — اللہ کا کلام اور اس کی خبریں سنو! — کیونکہ وہ کلام کرنے والوں میں سب سے سچا ہے، — اپنے نفسوں سے اللہ کی ناپسندیدہ چیزیں دور کرو، تا کہ جو کچھ اس سے چاہتے ہو وہ تمہیں عطا کرے، — راستہ کھلا اور وسیع ہے، تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اس پر کیوں نہیں چلتے۔

اے لولے لنگڑو! — اے اپاہجو! — اٹھو کھڑے ہو جاؤ، اللہ کا دامنِ رحمت تھام لو، اچھے عمل کرو، غفلت نہ کرو، — دینِ متین کی رسی کے دونوں سرے جب تک تمہارے ہاتھ میں ہیں، اللہ سے ایسی مدد چاہو کہ تمہارے نفسوں کی اصلاح ہو جائے، — تم ان پر سوار ہو جاؤ ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائیں گے، نفس دُنیا میں برائی کا حکم کرنے والا ہے اور آخرت میں ملامت کرنے والا ہے، — جو چیز تمہیں اللہ سے روکے، اس سے یوں بھاگو جیسے حملہ کرنے والے درندے سے بھاگتے ہو، —

- — اللہ سے معاملہ طے کر لے، اس سے جو معاملہ کرتا ہے، فائدے میں رہتا ہے۔
- — جو اس سے محبت رکھتا ہے، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔
- — جو اللہ کا ارادہ کرتا ہے، اللہ اس کا ارادہ کرتا ہے۔
- — جو اس کے قریب ہو، وہ اس کے قریب ہو جاتا ہے۔
- — جسے اس کی معرفت نصیب ہوئی، اسے اپنے نفس کی معرفت نصیب ہوئی۔

میری سنو اور اسے قبول کرو، — کیونکہ روئے زمین پر میرے سوا اور کوئی نہیں جو میری طرح سے بات کرتا ہو، — میری دوسری حالت یہ ہے کہ خلقت کو خلقت کے لئے چاہتا ہوں اپنے لئے نہیں، — اگر آخرت کی تمنا کرتا ہوں تو اپنے لئے نہیں

انہی کے لئے ،۔۔۔جس جس کلمے سے میں بات کرتا ہوں، اس سے صرف اللہ ہی کی رضا چاہتا ہوں، ۔۔۔دُنیا اور آخرت اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، میرے سامنے کیا وقعت رکھتے ہیں، ۔۔۔وہ میری سچائی کو خوب جانتا ہے کیونکہ وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے۔میرے پاس چلے آؤ، ۔۔۔

○۔۔۔میں کسوٹی (پرکھنے والا) ہوں،

○۔۔۔میں بھٹی اور ٹکسال (سکہ ڈھالنے والی مشین) کا مالک ہوں۔

غیر خدا میں خدا کو دیکھنا خود فریبی ہے:

اے منافق! تو کیا بے ہودہ باتیں کر رہا ہے، ۔۔۔تیری الٹی سیدھی ہانکنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔تو کب تک مَیں، مَیں کے چکر میں پڑا رہے گا، ۔۔۔تو ہے کون!

تجھ پر افسوس ہے، تیری نظر تو غیر خدا پر ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں، ۔۔۔تو غیر خدا سے انس رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے انس کرتا ہوں، ۔۔۔

○۔۔۔تو اپنے نفس کو راضی بررضا بتلاتا ہے' حالانکہ وہ فساد کرنے والا ہے، ۔۔۔

○۔۔۔تو اپنے نفس کو صبر کرنے والا کہتا ہے جبکہ ایک مچھر تجھے بے چین کر کے، ۔۔۔ناشکرا بنا دیتا ہے۔

مصیبتوں اور تکلیفوں کی کثرت تیرا گوشت جب تک مردہ نہ کر دے کہ آفتوں کی قینچیاں اسے کاٹ ہی نہ سکیں، تو اس وقت تک بات نہ کر، ۔۔۔اس مقام پر تو سراپا خلوت ہو جائے گا۔دُنیا اور آخرت تیرے دل کو خالی کر دیں گے، اور دُنیا و آخرت اور جو کچھ ان میں ہے، ان سب کے لئے تو معدوم ہو جائے گا، ۔۔۔احکام کی فرماں برداری اور نافرمانی سے بچے رہنے کے لئے تیرا وجود ہوگا۔کیونکہ اللہ تمہیں وجود دے گا اور اس کا فعل تمہیں حرکت و سکون عطا کرے گا، ۔۔۔تو اس کے ساتھ اپنی ذات سے غائب رہے گا۔جب تک تیرے لئے کوئی مقام صحیح ثابت نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ بندے کی ظاہری صورت کو نہیں چاہتا، بلکہ اس کے باطن کو چاہتا ہے کہ اس کی توحید اخلاص کے ساتھ کرے، ۔۔۔دُنیا و آخرت کی محبت اپنے دل سے نکال دے، اور سب چیزوں کو دل سے دور کر دے، ۔۔۔جب یہ مقام پورا ہو جائے گا تو اللہ اسے اپنا محبوب بنا لے گا، اسے اپنا قرب عطا کرے گا اور اسے اوروں سے بلند کر دے گا۔

○۔۔۔ يَا وَاحِدُ وَحِّدْنَا لَكَ خَلِّصْنَا مِنَ الْخَلْقِ وَاسْتَخْلِصْنَا لَكَ صَحِّحْ دَعَاوِيْنَا بِبَيِّنَةٍ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ طَيِّبْ قُلُوْبَنَا وَ يَسِّرْ اُمُوْرَنَا اِجْعَلْ اُنْسَنَا بِكَ وَوَحْشَنَا مِمَّنْ سِوَاكَ اِجْعَلْ هُمُوْمَنَا هَمًّا وَّاحِدًا وَّ هُوَالْهَمُّ بِكَ وَ الْقُرْبُ مِنْكَ دُنْيَانَا وَاُخْرَانَا ○

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''اے (خدائے) واحد! ہمیں اپنی توحید سکھا، اور ہمیں اپنی خلقت سے نجات دے، اور اپنے لئے خالص بنا

لے، ـــ ہمارے دعوے کو اپنے فضل اور رحمت کے گواہوں کے ساتھ صحیح کر، ـــ ہمارے دلوں کو پاک کر دے اور مشکلوں کو آسان کر، ـــ اپنا انس ہمارا نصیب کر، غیر سے وحشت عطا فرما، ـــ ہماری سب فکروں کو ایک ہی فکر بنادے کہ ہماری دُنیا اور آخرت، تیرا فکر اور تیرا قرب ہو۔

اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائیاں عطا کر، ـــ اور آخرت میں بھلائیاں عطا کر، ـــ اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

سینتیسویں مجلس

(منعقدہ ۵ رجب ۵۴۵ھ بوقت صبح جمعہ، بمقام مدرسہ قادریہ)

بیماروں کی عیادت اور جنازے میں شرکت کرنا آخرت کی یاد دلاتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَشَیِّعُوا الْجَنَائِزَ فَاِنَّهٗ یُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَةَ ۝

"بیماروں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گے۔"

اس فرمان مبارک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصود ہے کہ آخرت کو یاد کیا کرو، کیونکہ تم آخرت کی یاد سے بھاگتے ہو اور دُنیا سے محبت کرتے ہو ـــ جلد ہی تم سے پوچھے بنا دُنیا اور تمہارے بیچ میں حجاب آ جائے گا، ـــ جو چیزیں تمہاری خوشی کا باعث ہیں وہ تمہارے ہاتھوں سے لے لی جائیں گی، ـــ اور جو چیزیں تمہیں ناپسند ہیں اور تمہارے لئے کراہت کا باعث ہیں، وہ تمہارے پاس آ جائیں گی ـــ خوشی کے بدلے تمہیں رنج اور دکھ ملے گا۔

اے غفلت کے مارے! ـــ اے نادان! ہوش کر، ـــ تو دُنیا کے لئے نہیں بنا بلکہ آخرت کے لئے بنایا گیا ہے، ـــ اے غافل! ضروریات کی تو بات الگ، تو نے شہوتوں اور لذتوں، اور دینار پر دینار جمع کرنے کو اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ اور اپنے اعضاء کو کھیل کود میں مشغول کر لیا ہے، ـــ اگر کوئی یاد دلانے والا تجھے آخرت اور موت کی یاد دلائے تو اپنے سر کو اِدھر اُدھر ہلاتے ہوئے کہتا ہے کہ اس نے میری عیش مجھ پر تنگ کر دی ہے۔

سفید بالوں کی شکل میں تیرے پاس موت سے ڈرانے والا آ گیا، جبکہ تو سفید بال کٹوا دیتا ہے یا انہیں سیاہ کر کے ان کی رنگت بدل دیتا ہے، ـــ

- ـــ (سوچ) جب موت آ جائے گی تو تُو کیا کر سکے گا ـــ
- ـــ جب موت کا فرشتہ اپنے ساتھیوں سمیت آ دھمکے گا، تو اسے کیا دے کر لوٹا سکے گا، ـــ
- ـــ جب تیرا رزق ختم ہو جائے گا، اور (جینے کی) مدت پوری ہو جائے گی، تو کیا حیلہ بہانہ کرے گا ـــ

○ ــــ تو اس حرص سے الگ ہو جا، دُنیا کی بنیاد عمل پر ہے۔ اس میں جب عمل کرے گا تو (اجر میں) تجھے آخرت ملے گی۔ ــــ اگر کچھ عمل نہ کیا تو اجر کچھ نہ ملے گا۔

○ ــــ دُنیا، عمل کا گھر ہے، ○ ــــ آفتوں پر صبر کرنا مشقت کا گھر ہے،

○ ــــ آخرت، راحت و آرام کا گھر ہے۔

سچا ایمان والا دُنیا میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈال کر ضرور آرام پاتا ہے، ــــ لیکن ہوس کا مارا آرام کے لئے جلد بازی کرتا ہے جبکہ توبہ کے لئے ٹال مٹول کرتا ہے، ــــ اسی طرح دنوں، مہینوں اور برسوں میں تاخیر کرتا چلا جاتا ہے، حالانکہ تیری زندگی کی مدت ختم ہوئی چاہتی ہے۔ عنقریب تجھے ندامت ہوگی اور پچھتائے گا کہ میں نے نصیحت کیوں نہ مانی اور ہوش کیوں نہ کی، ــــ اسے جانا اور توجہ کیوں نہ کی، ــــ تجھے سچی راہ بتائی گئی لیکن تو نے اُسے سچ نہ جانا۔

تجھ پر افسوس! تیری زندگی کا شہتیر ٹوٹ چکا، اور اے غرور والے! تیری زندگی کی دیواریں ایک دوسری پر گری پڑتی ہیں، جس گھر میں تو ہے، ویران ہو چلا ہے، ــــ اس گھر سے دوسرے گھر میں چل، ــــ آخرت کا گھر طلب کر، اپنا مال اسباب اس کی طرف لے چل، یہ مال اسباب تیرے نیک اعمال ہیں، دُنیا میں نیک اعمال کر، ــــ آخرت کی طرف جانے سے پہلے اپنے نیک اعمال بھیج دے تاکہ وہاں پہنچنے پر تجھے مل جائیں، ــــ

اے دُنیا پر اکڑنے والے! بے مقصد کاموں میں مشغول ہونے والے! ــــ

اے بیوی (جیسی نعمت) چھوڑنے والے! ــــ اور خادمہ سے لطف اٹھانے والے!

تجھ پر افسوس ہے آخرت کے ساتھ دُنیا جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ان کو نہیں پسند نہیں کرتی، ــــ اس خادمہ (دُنیا) کو اپنے دل سے نکال دے، جبکہ تو نے دیکھ لیا کہ آخرت کیسے ملتی ہے، تیری طرف کیسے آتی ہے اور کیسے تیرے دل پر غلبہ کرتی ہے، ــــ جب تیری یہ حالت ہو جائے تو قربِ الٰہی تجھے بلائے گا، ــــ اس وقت آخرت کو چھوڑ دینا اور مولیٰ کو طلب کرنا، ــــ اس موقع پر دل کو صحت اور باطن کی صفائی کامل ہو جائے گی۔

دل کی تندرستی ہو تو اللہ اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں:

اے بیٹا! جب تیرا دل تندرست ہو جائے گا تو اللہ اور اس کے فرشتے اور علم والے گواہی دیں گے، ــــ تیرے لئے ایک دعویٰ کرنے والا کھڑا کر دیا جائے گا، جو تیرے لئے مفید شہادت دے گا۔ اپنے نفس کی صحت پر شہادت دینے کی تجھے کوئی ضرورت نہ ہوگی، ــــ جب تجھے اس میں کمال حاصل ہوگا تو پہاڑ کی طرح اٹل ہو جاؤ گے، جسے حوادث کی ہوائیں نہ ہلا سکیں گی، نہ ہی نیزے (بھالے) اسے توڑ سکیں گے، نہ ہی خلقت کا دیکھنا اور ان سے میل جول کچھ اثر کرے گا۔ نہ تیرے دل میں کوئی وسوسہ آ سکے گا، نہ کوئی تیرے باطن کے اُجلے پن کو میلا کر سکے گا۔

خلقت کی رضامندی چاہنے والا اللہ کا نافرمان ہے:

اے لوگو! جو شخص اپنے کسی عمل سے خلقت کی رضامندی چاہے، اور اس کی قبولیت کا خواہاں ہو، اس سے الگ رہو، ــــ وہ نافرمان غلام ہے جو مالک سے بھاگا ہوا ہے، وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا اور اس کا ناشکر گزار ہے، ــــ اس کی نعمت کی آڑ میں اس کی درگاہ سے دھتکارا ہوا اور لعین ہے، ــــ خلقت تجھ سے، تیرا دل، تیرا دین اور بھلائی چھین لے گی اور تجھ سے رب کو بھلا کر تجھے مشرک بنا دے گی، ــــ

○ ــــ خلقت تجھے اپنے لئے چاہتی ہے، تیرے لئے نہیں،

○ ــــ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے لئے چاہتا ہے، اپنے لئے نہیں،

جو تجھے تیرے لئے چاہتا ہے اسی کو طلب کر، اور اسی میں مشغول رہ۔ کیوں کہ اس کے ساتھ مشغول ہونا اس سے بہتر ہے جو تجھے اپنے لئے چاہتا ہے، ــــ قربِ الٰہی کے علاوہ تجھے اگر کچھ درکار ہے، تو اسے اللہ سے ہی طلب کر، خلقت سے نہ مانگ، ــــ کیونکہ خلقت میں اللہ کے نزدیک وہی ناپسندیدہ ہے جو دُنیا کو خلقت سے مانگے، ــــ اس کی ساتھ فریاد اسی کی طرف کر، کیونکہ وہی غنی ہے اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے ــــ حکم الٰہی کے بغیر مخلوق اپنے لئے اور نہ دوسرے کے لئے کسی نفع یا نقصان کی مالک نہیں، ــــ تو اللہ کی طلب کر اور اسی سے لو لگا، وہ تجھے چاہنے لگے گا، ــــ

○ ــــ آغاز میں تو چاہنے والا ہوگا اور وہ چاہا جانے والا (یعنی مطلوب)

○ ــــ انتہا میں وہ چاہنے والا ہوگا اور تو چاہا جانے والا۔

بچپن میں بچہ اپنی ماں کا طالب ہوتا ہے، اور جب بڑا ہو جائے تو اس کی ماں اس کی طالب ہوتی ہے، ــــ اللہ پر تیرے ارادے کی سچائی جب ظاہر ہو جائے گی تو وہ تجھے چاہنے لگے گا، اور جب اپنے ساتھ تیری محبت کو سچا جان لے گا تو وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا، ــــ تیرے دل کی رہنمائی کرے گا اور تجھے اپنے قریب کر لے گا۔

تجھے فلاح کیسے حاصل ہو جبکہ تو نے اپنے دل کی آنکھوں پر اپنے نفس اور حرص اور خواہش اور شیطان کے ہاتھ رکھ چھوڑے ہیں، ــــ دل کی آنکھوں سے ان ہاتھوں کو ہٹا دے، پھر ان چیزوں کی اصلیّت تم پر روشن ہو جائے گی، ــــ اپنے نفس سے مجاہدہ کر اور اس کی مخالفت کر کے اسے الگ کر، تاکہ شیطان اور حرص اور خواہش کے ہاتھ کو اپنے دل سے ہٹا سکے، ــــ

تجھے اللہ تک رسائی ہو جائے گی، ــــ ان ہاتھوں کو ہٹا دے، اللہ تعالیٰ اور تیرے درمیان کے حجاب اٹھ جائیں گے، چنانچہ تو اس سے:

○ ــــ ماسویٰ اللہ کو دیکھنے لگے گا، ○ ــــ اپنے نفس کو بھی دیکھ لے گا،

○ ــــ اپنے عیب دیکھ کر ان سے بچے گا، ○ ــــ غیر کے عیب دیکھ کر ان سے بھاگے گا،

جب تجھے یہ کمال حاصل ہو جائے گا، اللہ تجھے اپنا مقرّب بنا لے گا، وہ کچھ عنایت کرے گا جو نہ کبھی تیری آنکھوں نے

دیکھا اور نہ ہی کانوں نے سنا، نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہو، ـــ تیرے دل اور باطن کی شنوائی اور بینائی تیز ہو گی، قلب اور باطن صحیح ہو جائیں گے، ـــ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی کرامت خلعت عنایت فرمائے گا، ـــ اپنی ولائت سے مالک و حاکم بنا دے گا، ساری خلقت پر تیرا حال ظاہر کر دے گا، ـــ تجھے اپنے قرب کا نگہبان اور محافظ بنا دے گا، فرشتے تیرے خادم ہوں گے، ـــ نبیوں اور رسولوں کی روحوں کی زیارت کا شرف حاصل کرے گا، ـــ خلقت میں سے کوئی بھی چیز تم پر چھپی نہ رہے گی۔

دُنیا طلبی چھوڑ دے، یہ تیرا پیٹ نہ بھرے گی:

بیٹا! اس مقام کی طلب اور تمنا کر، ـــ اسی کو اپنا محور فکر بنا، اور دُنیا کی طلب چھوڑ دے یہ تیرا پیٹ نہ بھرے گی، ـــ اللہ سے مشغول رہ، وہی تیرا پیٹ بھرے گا۔ جب تجھے یہ مقام مل جائے تو دُنیا و آخرت میں غنا اور بے نیازی حاصل ہو گی، ـــ

اے غافل!

- ـــ جو پیار کرتا ہے اس سے پیار کر،
- ـــ جو طالب ہے، اس کو طلب کر،
- ـــ جو مشتاق ہے، اسی کا اشتیاق کر،
- ـــ جو تیرا ارادہ رکھتا ہے، تو اسی کا ارادہ رکھ،

کیا تو نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ٥

"اللہ کو ان سے محبت ہے، انہیں اللہ سے محبت ہے۔"

اور تو کیا حدیثِ قدسی میں اس کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَاِنِّيْ اِلٰى لِقَائِكُمْ لَاَشْوَقُ ٥

"اور میں تم سے ملنے کا بہت شوق رکھتا ہوں۔"

- ـــ اللہ نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو کھیل کود میں مت لگ۔
- ـــ اس نے تجھے اپنے لئے بنایا ہے، اس کے غیر سے پیار نہ کر۔

اگر غیر سے پیار کرو تو صرف شفقت اور رحمت اور مہربانی جائز ہے، ـــ نفسوں کی محبت جائز ہے لیکن غیر کو نہ دلوں سے پیار جائز ہے نہ باطن سے جائز ہے، ـــ

- ـــ حضرت آدم علیہ السلام کا دل جب جنت کی محبت میں مشغول ہوا، اور اسی میں رہنا پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے جدا کر دیا، اور انہیں پھل کھانے کی سزا میں نکال باہر کیا۔

ان کا دل حضرت حوا علیہا السلام کی طرف مائل ہوا، ان سے بھی جدا کر دیئے گئے۔ اور ان میں تین سو سال کے سفر کی دوری ڈال دی، ــــ حضرت آدم علیہ السلام کو سراندیپ میں اور حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔

○ ــــ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام سے پیار و محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں جدائی ڈال دی۔

○ ــــ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مائل ہوئے تو ان پر کیا کیا جھوٹ اور بہتان لگے اور جو قصہ پیش آیا وہ سب پر ظاہر ہے۔ چند دن تک جدائی پڑی رہی۔

چنانچہ اے مخاطب! اللہ تعالیٰ ہی میں مشغول ہو، غیر اللہ سے تعلق ختم کر دے، اللہ کے سوا کسی غیر سے الفت اور محبت نہ رکھ، ــــ خلقت کو اپنے دل سے باہر نکال کر اس سے الگ کر دے، دل کو فقط اللہ کے لئے خالی رکھ۔

اے جھوٹے!، ــــ اے کاہل!، ــــ کسی کی بات پر کم ہی سننے والے! ــــ اگر تو میری بات مان لے اور میرے کہے پر عمل کرے تو تیرا یہ عمل تیری جان کے فائدے کے لئے ہوگا، ــــ اور اگر تو میری بات پر عمل نہ کرے تو اس میں تیرے ہی نفس کا نقصان اور وبال ہے، ــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ○ (سورہ بقرہ)

"دنفس ہی کے لئے بھلا ہے جو کچھ وہ عمل کرے، اور نفس ہی کے لئے برا ہے جو کچھ وہ عمل کرے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ○ (بنی اسرائیل)

"اگر تم نے اچھے عمل کئے تو اپنے ہی نفسوں کے لئے، اور اگر برے عمل کئے تو اپنے ہی لئے کئے۔"

کل قیامت کے دن نفس ہی جنت میں اعمال کا ثواب پائیں گے، اور دوزخ میں اعمال کا عذاب پائیں گے، ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَعْطُوْا خِرَقَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

"اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ، اپنا کپڑا ایمان والوں کو پہناؤ۔"

اپنا کھانا جب تو پرہیزگاروں کو کھلائے گا، اور اس کے دنیاوی کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے گا، تو یوں اس کے عمل میں شریک ہو جائے گا، اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ کیونکہ تم نے:

○ ــــ اس کے مقصد کے لئے اس کی مدد کی،

○ ــــ اس کے بوجھ کو اس سے اٹھالیا،

○ ــــ اس کے رب کی طرف اس کے قدم تیز رفتار کرا دیئے۔

اور جب تو اپنا کھانا کسی منافق، ریاکار اور نافرمان کو کھلائے گا، اور اس کے دُنیاوی کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے گا، اور یوں اس کے کاموں میں شریک ہو جائے گا، اور اس کے عذاب میں کوئی کمی نہ آئے گی، کیونکہ تم نے:

○ —اللہ کی نافرمانی کرنے میں اس کی مدد کی،

○ —اس کے رب کی طرف اس کے قدم سست رفتار کرا دیئے،

اس کی برائی تیری طرف لوٹے گی۔

اے جاہل!،—علم سیکھ! جو عبادت علم کے بغیر ہو اس میں بھلائی نہیں ہے اور نہ علم کے بغیر یقین میں خیر وخوبی ہے،— علم سیکھ اور عمل کر، اس طرح تو دُنیا و آخرت میں فلاح پائے گا،—علم سیکھ کر اس پر عمل کرنے پر اگر تجھے صبر نہ آئے تو فلاح کیسے پا سکے گا،—جب تو اپنے آپ کو مکمل طور پر علم کے سپرد کر دے گا، وہ بھی تجھے اپنا کچھ حصہ دے گا۔

علم سیکھنے کا ایک انداز یہ بھی ہے:

کسی نے ایک عالم سے استفسار کیا کہ آپ کو جو علم ہے، وہ کیسے حاصل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ کوے کے سویرے اٹھنے،—گدھے کے صبر،—خنزیر کی حرص،—اور کتے کی خوشامد سے حاصل کیا،—اس طرح کہ میں:

○ —سویرے ہی اٹھ کر علماء کے دروازے پر پہنچتا جس طرح کہ کوا سویرے ہی اڑ جاتا ہے،

○ —ان کے ڈالے ہوئے بوجھوں پر ویسے ہی صبر کرتا جس طرح کہ گدھا بوجھ اٹھانے پر صبر کرتا ہے،

○ —علم سیکھنے پر ایسی حرص کرتا جیسے کہ کھانے کی چیز پر خنزیر حرص کرتا ہے،

○ —اساتذہ کی اس طرح سے خوشامد کرتا جیسے کہ کتا اپنے مالک کے دروازے پر کھانے کے لئے چاپلوسی کرتا ہے۔

اے علم سیکھنے والے! اگر تو علم سیکھنا چاہتا ہے اور فلاح پانا چاہتا ہے تو اس عالم کی بات پر توجہ دے اور اس پر عمل کر،—علم زندگی ہے اور جہالت موت!—جو عالم اپنے علم پر عامل ہو اور عمل میں مخلص ہو اور علم سکھانے پر صبر کرنے والا ہے تو ایسے عالم کے لئے موت نہیں،—کیونکہ جب وہ مرتا ہے تو اپنے ربّ سے جا ملتا ہے،—اللہ کے ہاں اسے ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے۔

دعا یہی ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَالْاِخْلَاصِ فِیْهِ ○

”الٰہی! ہمیں علم اور اس میں اخلاص عنایت فرما۔“

اڑتیسویں مجلس

(منعقدہ ۷/رجب ۵۴۵ھ بروز اتوار بوقت صبح بمقام خانقاہ شریف)

افضل الذکر کی کثرت شیطان کو دُبلا کر دیتی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَضْعِفُوْا شَیَاطِیْنَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْعُفُ بِھَا کَمَا یَضْعِفُ اَحَدُکُمْ بَعِیْرَہٗ بِکَثْرَۃِ رُکُوْبِہٖ وَشِیْلِ اَحْمَالِہٖ عَلَیْہِ ○

''(افضل الذکر) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے شیطانوں کو دُبلا کرو، کیونکہ شیطان اس سے دُبلا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے شریر اونٹ کو بکثرت سوار ہونے اور بکثرت بوجھ لادنے سے دُبلا کرتا ہے۔''

اے لوگو! تم محض لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کہنے سے اپنے شیطان کو دُبلا نہ کرو بلکہ یہ الفاظ اخلاص کے ساتھ ادا کر کے شیطان کو دُبلا کرو، — توحید الٰہی انسان اور جن کے شیطانوں کو جلا ڈالتی ہے، کیونکہ توحید شیطانوں کے لئے آگ اور توحید والوں کے لئے نور ہے، — تو کس زبان سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے جبکہ تو اپنے دل میں بے شمار معبود رکھے ہوئے ہے، — ذاتِ الٰہی کے علاوہ تو جس پر بھروسہ یا اعتماد کرتا ہے، وہی بت ترا معبود ہے، — زبان سے توحید کا اقرار تجھے دل کے شرک کی ساتھ کچھ فائدہ نہ دے گا، — دل میں نجاست ہو تو جسم کی پاکی بے کار ہے۔ توحید والا اپنے شیطان کو دُبلا کرتا ہے، جبکہ مشرک کو اس کا شیطان دُبلا کرتا ہے، — سب باتوں اور سب کاموں کی جان اور مغز اخلاص ہے، کیونکہ اخلاص سے خالی دل ایسے ہی ہے جیسے کوئی پوست مغز کے بغیر ہو، — چھلکا تو صرف جلانے ہی کے کام آتا ہے۔

اے مخاطب! میری بات سنو، اور اس پر عمل کرو، — ایسا کرنے سے تمہاری طبعی آگ سرد ہو گی، اور تمہارے نفس کی شان کو توڑ ڈالے گا، — ایسی جگہ نہ جا جہاں تیرے تن کی آگ بھڑک اُٹھے، اور تمہارے دین اور ایمان کا گھر برباد ہو جائے، — طمع، اور حرص اور شیطان بھڑک اٹھے تو تمہارے دین اور یقین اور ایمان کو برباد کر دیں گے، — ان منافقوں، بناوٹ کرنے والوں، اور ملمع سازوں کی باتوں پر کان مت دھرو — کیونکہ طبیعت ملمع کی ہوئی، حرص والی اور بناوٹی باتوں کی طرف کھینچتی ہے، جس طرح کہ نمک کے بغیر خمیرے آٹے کی روٹی پیٹ میں تکلیف کرتی ہے اور خانہ جسم کو تباہ کر دیتی ہے۔

علم کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا، کامل مردانِ خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے، — یہ کامل مرد کون ہیں، مردان خدا ہیں! — پرہیز گار، دُنیا سے رغبت نہ کرنے والے، نبیوں کے وارث، عارف، عامل اور مخلص، — تقویٰ کے سوا سب کچھ حرص اور بے کار ہے۔ دُنیا اور آخرت میں ولایت پرہیز گاروں کے لئے ہے۔ دُنیا اور آخرت میں بنیاد اور عمارت انہی کے لئے ہے، — اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے پرہیز گاروں، توحید والوں اور صابروں کو ہی پیار کرتا ہے، — اگر تیرا دل صحیح ہوتا تو

ان مردانِ حق کو پہچان لیتا اور ان سے پیار کرتا، ـــ ان کی صحبت میں بیٹھتا، ـــ دل اگر اللہ کی معرفت سے روشن اور منور ہو، تو ہی طبیعت درست ہو سکتی ہے۔ ـــ دلی سکون اس وقت تک میسر نہ ہوگا تاوقتیکہ اللہ کی معرفت صحیح نہ ہو جائے، اور اس کی طرف سے صحت اور بھلائی نہ آ جائے، ـــ حرام چیزوں سے آنکھیں بند کر، اور نفس کو شہوتوں سے روکے رکھ۔ نفس کو حلال لقمے کی عادت ڈال، ـــ مراقبہ الٰہی سے اپنے باطن کی حفاظت کر، اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی حفاظت کر، ـــ اس حالت میں تیری خاطر صحیح ثواب والی ہوگی، اور اللہ کی معرفت بھی صحیح طرح سے حاصل ہوگی، ـــ میں تو عقلوں اور دلوں کی تربیت کرتا ہوں، نفسوں، طبیعتوں اور عادتوں سے مجھے کچھ غرض نہیں، نہ ہی ان کی کوئی خوبی والی بات ہے۔

ایمان کا ایک حصہ صبر میں اور دوسرا شکر میں ہے:

اے بیٹا! علم سیکھ اور مخلص بن! ـــ تا کہ نفاق کی قید اور جال سے رہائی ملے، ـــ تو علم کو خلقت اور دُنیا کے لئے نہ حاصل کر، بلکہ اللہ کے لئے حاصل کر، ـــ اللہ کے لئے علم سیکھنے کی علامت یہ ہے کہ امر و نہی کے وقت تجھے اللہ کا ڈر اور اسی کا خوف ہو، ـــ اللہ کی طرف متوجہ رہ اور اسی کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کر، ـــ بغیر کسی لالچ اور طمع کے خلقت کی تواضع کر، اللہ ہی کے لئے دوستی کر، اسی کے لئے دشمنی کر

- ـــ غیر اللہ کے لئے جو دوستی ہو، وہی دشمنی ہے۔
- ـــ غیر اللہ کے لئے استقامت زوال کا موجب ہے،
- ـــ غیر اللہ کے لئے دینا محرومی کا باعث ہے،

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ صَبْرٌ وَنِصْفٌ شُکْرٌ ○

"ایمان کے دو حصے ہیں: ایک حصہ صبر اور ایک حصہ شکر ہے۔"

اگر مصیبت میں صبر اور نعمت پر شکر نہیں تو ایمان والا نہیں، ـــ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ سب کچھ اللہ کے حوالے کر کے اس کی رضا پر راضی رہے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِ قُلُوْبَنَا بِالتَّوَکُّلِ عَلَیْکَ بِالطَّاعَةِ لَکَ بِالذِّکْرِ لَکَ بِالْمُوَافَقَةِ لَکَ بِالتَّوْحِیْدِ○

"الٰہی! ہمارے دلوں کو اپنے توکل اور اپنی اطاعت اور اپنے ذکر اور اپنی موافقت اور اپنی توحید کے ساتھ زندہ کر دے۔"

اللہ کے ایسے خاص بندے کہ جن کے دلوں میں ایسی زندگی ہے، اگر روئے زمین پر نہ پھیلے ہوئے ہوتے تو تم سب کا ہلاک ہو جانا یقینی تھا۔ کیونکہ ان کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ زمین والوں سے عذاب ٹال دیتا ہے۔

ظاہری طور پر نبوت اٹھ گئی ہے مگر اس کے معنی قیامت تک باقی رہیں گے ورنہ زمین کس طرح سے اور کیونکر باقی

رہتی، — زمین پر چالیس ابدال (ہر وقت موجود رہتے) ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جن میں نبوت کے معنی میں سے معنی موجود ہیں، ان کے دل نبیوں کے دلوں جیسے ہیں۔ انہیں میں سے اللہ اور اس کے رسولوں کے خلیفے زمین پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کو نیابت میں استادوں کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ○ — "(باعمل) علماء (ہی) نبیوں کے وارث ہیں۔"

وہ حفاظت اور عمل اور قول وفعل میں نبیوں کے سچے وارث ہیں — فعل کے بغیر قول کے کچھ معنی نہیں، — اور گواہوں کے بغیر دعویٰ سننے کے لائق نہیں۔

اے بیٹا! قرآن وسُنّت دونوں تیرے گواہ ہیں، ان دونوں پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنا لے، — میں تمہارے عالموں کو جاہل اور زاہدوں کو دُنیا کی طلب کرنے والے، — دُنیا میں رغبت کرنے والے، خلقت پر بھروسہ کرنے والے اور اللہ کو بھول جانے والے دیکھ رہا ہوں۔

اللہ کے سوا اوروں پر بھروسہ کرنا لعنت کا باعث ہے — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

○— مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ كَانَتْ ثِقَتُهٗ بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِهٖ ○

"لعنتی ہے لعنتی ہے جو اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے۔"

○— مَنْ تَعَزَّزَ بِمَخْلُوْقٍ فَقَدْ ذَلَّ ○

"جو مخلوق سے عزت چاہے، وہ ذلیل ہے۔"

مصائب پر بے صبری سے نہ دین رہے نہ ایمان:

تجھ پر افسوس ہے جب تو خلقت سے نکلے گا تو خالق کے ساتھ رہے گا، اپنے نفع اور نقصان کو جان لے گا، اپنے اور بیگانے کے فائدے کی تمیز ہو گی، — اللہ کے دروازے پر ہمیشہ ثابت قدمی کے ساتھ رہو، اپنے دل سے اسباب کو دور کر دے، دُنیا وآخرت کی بھلائی دیکھ لے گا، — جب تک خلقت یا آخرت اور ماسویٰ اللہ اور ریا کاری کو دل سے نکال نہ دے، اور ان میں سے کسی کا ایک ذرّہ بھی دل میں نہ رہے، تب تک یہ مقام نہیں پا سکتا، — جب تو مصائب پر صبر نہ کرے گا، نہ تیرا دین رہے گا، نہ ایمان، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ ○

"صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے۔"

صبر کے معنی ہیں کہ تو:

○— کسی سے گلہ وشکوہ نہ کرے،

○— کسی سبب سے واسطہ نہ رکھے،

○ — کسی مصیبت کے آنے کو ناپسند نہ کرے،

○ — ان کے زوال کو پسند نہ کرے،

فقر اور فاقے کی حالت میں جب بندہ اللہ کے لئے تواضع کرے، — اپنی مراد پر اس کے ساتھ صبر کرے، — کسی مباح معاش سے عار وانکار نہ کرے، — عبادت اور کسب میں رات دن ایک کر دے، — ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے، — اس کے اہلِ خانہ کو اس طرح سے غنی کر دیتا ہے کہ جس کا اسے کبھی خیال بھی نہ آیا ہو، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ○ (سورہ طلاق)

"جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کشائش کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جس کا بندے کو گمان بھی نہیں ہوتا۔"

تیری مثال پچھنے لگانے والے کی ہے جو دوسرے کی بیماری کو خارج کرتا ہے اور جو بیماری اس کے اندر ہے اسے نہیں نکالتا، — میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو ظاہری علم میں ترقی کر رہا ہے جبکہ باطن میں صرف جاہل ہے۔

توریت میں لکھا ہے کہ:

مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا فَلْيَزْدَدْ وَجَعًا ○

"جو علم میں ترقی کرے، اس کا درد بھی بڑھنا چاہئے۔"

یہ درد کیا ہے! — اللہ تعالیٰ سے خوف، — اور اللہ اور اس کے بندوں کے لئے عاجزی کرنا، — اگر تجھے علم نہیں تو علم سیکھ۔ جب تجھے علم نہیں تو عمل کیسے ہوگا، جب اخلاص اور ادب اور مشائخ کے ساتھ حسن ظن نہیں، تو تجھے کچھ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے، — تو نے دُنیا اور اس کے مال کو اپنا مقصد بنا رکھا ہے — جلد ہی تیرے اور دُنیا کے بیچ میں حجاب آ جائے گا، — اولیاء اللہ سے تجھے کیا نسبت! —

○ — ان کا مقصود صرف ایک ہی ہے،

○ — وہ اپنے باطن اور ظاہر میں صرف اللہ کا مراقبہ کرتے ہیں،

○ — دلوں کو مہذب بناتے ہیں جیسے ظاہری اعضاء کو تہذیب سکھاتے ہیں،

ان کی یہ حالت جب کامل ہو جائے تو انہیں سب خواہشوں سے کفایت کرتی ہے، — پھر ان کے دل میں صرف ایک ہی خواہش رہ جاتی ہے اور وہ ہے صرف اللہ کی طلب اور اس کی قربت ومحبت!

مسکینوں کو راضی کرنے میں اللہ کی رضا پنہاں ہے:

شکایت ہے کہ بنی اسرائیل پر ایک بار کوئی آفت آئی۔ تمام قوم اپنے اس وقت کے نبی کے پاس آئی اور کہنے لگی: "ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس پر ہمارے عمل کرنے سے اللہ کی ذات ہم سے راضی ہو جائے، اور ہم پر آئی

ہوئی آفت ٹل جائے۔‘‘

اللہ کے اس نبی نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی پر وحی بھیجی:

’’بنی اسرائیل سے کہہ دیں کہ اگر میری رضا چاہتے ہو تو مسکینوں کو راضی کرو۔ اگر انہیں راضی کر لو گے تو میں تم سے راضی ہو جاؤں گا، ـــ اگر انہیں ناراض کیا تو میں بھی ناراض ہو جاؤں گا۔‘‘

اے غافلو سنو! ـــ تم ہمیشہ مسکینوں کو ناراض کرتے ہو، اور اللہ کو راضی بھی کرنا چاہتے ہو، ایسی حالت میں وہ تم سے راضی نہ ہوگا، بلکہ اس کی ناراضی میں کروٹیں لیتے رہو گے، ـــ نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری سخت کلامی پر ثابت قدم رہو، ـــ ثابت قدم رہنا ہی ثمر بار ہے، ـــ میں مشائخ کے کلام اور ان کی سختی اور تندی سے کبھی نہ بھاگتا تھا بلکہ اندھا اور گونگا بن جایا کرتا، ـــ ان کی سختیوں پر خاموشی رہتا تھا، تو ان کی باتوں پر کبھی صبر نہ کرتا، ـــ اور یہ چاہتا ہے کہ (کسی طرح س) نجات مل جائے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونے والا، نہ ہی اس میں کوئی عزت ہے۔

○ ـــ جب تک اپنے نفع ونقصان کے معاملے میں تقدیر الٰہی کی موافقت نہ کرے گا،

○ ـــ جب تک اپنے حصے اور نصیب کی تہمتوں سے خلاصی نہ پائے گا،

○ ـــ جب تک مشائخ کی صحبت اختیار کر کے ان کی اتباع اور موافقت نہ کرے گا۔

تجھے فلاح نہ ملے گی، ـــ جیسا کرنے کے لئے تمہیں کہا ہے، اس پر عمل کر کے ہی دُنیا و آخرت کی فلاح مل سکے گی، ـــ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں، اسے سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ عمل کے بغیر کسی بات کا سمجھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اخلاص کے بغیر عمل لالچ کے سوا کچھ نہیں۔ طمع کے سارے حرف خالی ہیں، ان میں کوئی نقطہ نہیں، ـــ عام لوگوں کو تیرے کھوٹ کی پہچان نہیں، سنار ہی تیرے کھوٹ سے لوگوں کو آگاہ کرے گا تا کہ تیرے شر سے بچے رہیں ـــ اگر تو اللہ کے ساتھ صبر کرتا تو اس کے عجیب عجیب لطف کے نظارے کرتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب گرفتاری اور غلام اور اسیری اور ذلت پر صبر کیا، اور اپنے رب کے فعل کے موافق رہے تو آپ کی شرافت اور نجابت صحیح ثابت ہوئی تو آپ بادشاہ بن گئے۔ ذلت سے عزت کی طرف اور موت سے زندگی کی طرف لوٹائے گئے، ـــ اسی طرح اگر تم:

○ ـــ شریعت کی تابعداری کرو، ○ ـــ اللہ کے ساتھ صبر کرو،

○ ـــ اسی سے ڈرو، اسی سے اُمید رکھو، ○ ـــ اپنے نفس اور خواہش اور شیطان کی مخالفت کرو،

تو جس حالت میں ہو، اس سے دوسری حالت میں بدلے جاؤ، ـــ جس چیز کو ناپسند کرتے ہو، اس کی جگہ پسند کی چیز عطا کی جائے گی، ـــ کوشش کر اور مشقت اٹھا، تجھ سے کچھ نہیں ہوتا، جبکہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے، ـــ کوشش کرنے سے بھلائی حاصل ہو جائے گی، ـــ جسے طلب ہوتی ہے، وہ کوشش کرے تو مطلوب کو پا سکتا ہے، ـــ حلال کا لقمہ کھانے کی کوشش کر، یہ

دل کو روشن کرتا ہے، دل کی تاریکیاں دور کرتا ہے، — جو عقل:

○ — اللہ کی نعمتوں کی پہچان کرائے، ○ — ان کے شکر کی توفیق دلائے،
○ — اس کی نعمتوں کا اقرار کرائے، ○ — نعمتوں کی قدر پر مدد کرے،

وہ عقل فائدہ کرنے والی ہے۔

اللہ نے سب چیزیں بانٹ دی ہیں:

بیٹا! جس نے یقین کی آنکھ سے پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزیں بانٹ دی ہیں، اور ان سے فارغ ہو چکا ہے، تو وہ حیا کرتے ہوئے اس سے کچھ نہیں مانگتا، — اپنے مطالبے کو چھوڑ کر اس کے ذکر میں لگ جاتا ہے، — نہ اپنے نصیب کے لئے سوال کرتا ہے نہ ہی دوسروں کے نصیب کے لئے سوال کرتا ہے۔ وہ گمنامی میں سکون پاتا ہے، حسنِ ادب کو اپنا کر اعتراض اٹھانا چھوڑ دیتا ہے، — کم یا زیادہ کے بارے میں خلقت سے گلہ نہیں کرتا۔ خلقت سے گداگری دل کے ساتھ ایسے ہے جیسے زبان سے ہو۔ دراصل میرے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

تجھ پر افسوس! اللہ کے غیر سے سوال کرتے ہوئے ذرا شرم نہیں کرتا، حالانکہ اوروں کی نسبت وہ تجھ سے زیادہ قریب ہے، — خلقت سے اس شے کا طالب ہے جس کی تجھے کوئی حاجت نہیں۔ تیرے پاس بڑا خزانہ ہے، پھر بھی ایک دانے اور ایک ذرّے پر فقیروں سے اُلجھتا ہے، — مرنے پر تیری رسوائی ہوگی، — تیرے چھپے عیب کھل جائیں گے، ہر طرف سے پھٹکار پڑے گی، — اگر تجھے عقل ہوتی تو ایمان کا ایک ذرہ حاصل کر لیتا، اور اس کے ذریعے اللہ سے مل جاتا، — نیک لوگوں کی صحبت میں رہتا اور ان کے اقوال اور افعال سے ادب سیکھتا۔ حتیٰ کہ تیرا ایمان قوی اور یقین کامل ہو جاتا، اللہ تعالیٰ تجھے اپنا مخلص بنا لیتا۔ ادب اور امر و نہی پر تیرا جو عمل دل سے ہوتا، اس کا والی و کارساز بن جاتا۔

اے ریاکاری کے بت کو پوجنے والے! تو دُنیا و آخرت میں قربِ الٰہی کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا، — اے خلقت کو اللہ کا شریک سمجھنے والے!، — دلی طور پر اس کو چاہنے والے!، تو خلقت سے منہ پھیر لے، کیونکہ ان سے نہ کوئی فائدہ ہے نہ نقصان، نہ کوئی عطا ہے نہ کوئی محرومی! دل میں رچے ہوئے شرک کے ساتھ اللہ کی توحید کا دعویٰ نہ کر، — اس سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا، ایسا دعویٰ کرنا کسی کام کا نہیں۔

انتالیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۲ رجب ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح، بمقام خانقاہ شریف)

دُنیا و آخرت کی بادشاہی کے لئے خود کو اللہ کے سپرد کر دے:

اگر تو دُنیا و آخرت کا مالک بننا چاہتا ہے تو اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دے، — اس طرح تو امیر بھی ہو جائے گا اور اپنے

نفس اور غیر پر حاکم بھی ہو جائے گا، — میں تجھے نصیحت کر رہا ہوں، میری نصیحت کو مان لے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں، میری بات کی تصدیق کر، —

○ — جب تو جھوٹ بولے اور دوسروں کو جھٹلائے تو تجھے جھٹلایا جائے گا،

○ — جب تو سچ بولے اور دوسروں کو سچا جانے تو تُو سچا ٹھہرے گا، اور تجھ سے سچ کہا جائے گا۔

○ — تو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا۔

اپنے دین کے مرض کی دوا مجھ سے لو اور استعمال کرو، صحت وتندرستی ہو جائے گی، — اگلے لوگ اولیاء اللہ اور صالحین کی جستجو میں مشرق تا مغرب سفر میں رہتے، یہی لوگ دلوں اور دین کے طبیب ہیں، — ان میں سے جب کوئی مل جاتا تو اس سے اپنے دینوں کی دوا طلب کرتے تھے۔ آج تمہارا حال یہ ہے کہ فقہاء، علماء اور اولیاء اللہ سے جو ادب اور علم سکھانے والے ہیں، ان سے دور بھاگتے ہو، — ایسی حالت میں تمہارے ہاتھ دوا نہ لگے گی، — میرا علم اور میری طب تمہیں کیا فائدہ دیں گے، میں تو ہر روز تیرے لئے ایک بنیاد بناتا ہوں، اور تو اسے گرا دیتا ہے، — مسلسل تیرے مرض کی دوا تجویز کرتا ہوں مگر تو اسے استعمال میں نہیں لاتا، — تجھے منع کرتا ہوں کہ یہ لقمہ نہ کھا، اس میں زہر ہے، — وہ نوالہ لے اس میں شفا ہے، — لیکن تو میری مخالفت کر کے وہی لقمہ کھاتا ہے جسے کھانے سے منع کرتا ہوں۔ جلد ہی تیرے دین وایمان کی عمارت میں اس کا زہریلا اثر ظاہر ہوگا، — میں تجھے سمجھاتا رہوں گا، تیری تلوار کی مجھے کچھ پرواہ نہیں، نہ ہی تیرے سونے کے ہدیہ کی حاجت ہے۔

جسے اللہ کا ساتھ میسر ہو، وہ کسی سے کسی بھی حالت میں بالکل نہیں گھبراتا،

○ — نہ جنوں سے نہ انسانوں سے، ○ — نہ زمین کے کیڑوں مکوڑوں سے،

○ — نہ ہی درندوں اور زہریلے جانوروں سے، ○ — نہ مخلوقات میں سے کسی چیز سے،

مشائخ کرام جو عالمانِ باعمل ہیں، کو حقیر مت جانو، — تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں سے واقفیت نہیں رکھتے جو:

○ — اللہ کی معیّت میں رہنے والے ہیں،

○ — اس کے افعال سے راضی رہنے والے ہیں،

ہر طرح کی سلامتی اس کی رضا میں راضی رہنے، اپنی آرزو کو کوتاہ کرنے اور دُنیا سے بے رغبت رہنے میں ہے، — جب تم اپنے نفس میں ایمان کی کمزوری پاؤ تو اپنی اُمیدیں کوتاہ کر دو اور موت کی یاد میں رہو، —

اللہ کے قریب کیسے ہُوا جائے، اُس کا محبوب کیسے بنا جائے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا تَقَرَّبَ الْمُتَقَرِّبُوْنَ اِلَیَّ بِاَفْضَلَ مِنْ اَدَآءِ مَا فْتَرَضْتُ عَلَیْهِمْ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ

بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّمُؤَیِّدًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ یُبْصِرُ جَمِیْعَ اَفْعَالِہٖ۝

''میرا قرب حاصل کرنے والوں نے فرضوں کو اچھی طرح سے ادا کر کے میری قربت حاصل کی، میرا (خالص) بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں، — جب اسے محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ اور ہاتھ اور مددگار ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے، — وہ اپنے سب کاموں کو اللہ ہی سے دیکھتا اور سمجھتا ہے۔''

اللہ ہی کی مدد سے اپنی سب طاقت اور قوت اور نفس اور غیر کے دیکھنے سے نکل جاتا ہے۔ اس کی تمام حرکتیں اور طاقت اور قوت نہ اپنے نفس سے ہوتی ہیں اور نہ ہی خلقت سے، بلکہ اللہ کے ساتھ ہوتی ہیں، — وہ اپنے نفس اور دُنیا اور آخرت سے مکمل طور پر الگ ہو جاتا ہے، — وہ مجسم طاعت بن جاتا ہے۔ اور طاعت سے اس سے قریب ہو جاتا ہے۔ اس کی طاعت اس کے لئے محبت الٰہی کا سبب بن جاتی ہے۔

○ — طاعت کے سبب سے اللہ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے، اور قرب عطا کرتا ہے، — جبکہ معصیّت کی وجہ سے اس پر غضب کرتا ہے اور اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

○ — طاعت کے سبب سے اس بندے کو انس حاصل ہوتا ہے، — جبکہ معصیّت کی وجہ سے وحشت ہوتی ہے[1]۔

کیونکہ جو نافرمان اور بدکار ہوتا ہے وہ وحشت میں پڑ جاتا ہے، — بھلائی شریعت کی پاسداری سے حاصل ہوتی ہے، جبکہ شریعت کی مخالفت سے برائی حاصل ہوتی ہے، — جس کے سب احوال میں شرع کی رفاقت نہ ہو تو وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ایک ہے، — عمل کر اور کوشش کر، محض عمل پر تکیہ نہ کر، — کیونکہ:

○ — عمل کو چھوڑ دینے والا لالچی ہے،

○ — عمل پر تکیہ کرنے والا خود پسند اور گھمنڈی ہے۔

○ — ایک قوم دُنیا اور آخرت کے درمیان کھڑی ہے،

○ — ایک قوم جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑی ہے،

○ — ایک قوم خلقت اور خالق کے درمیان کھڑی ہے،

اگر تو زاہد ہے تو دُنیا و آخرت کے درمیان کھڑا ہے، — اگر تو خائف (خوف خدا) رکھنے والا ہے تو جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا ہے، — اگر تو عارف ہے تو خلقت اور خالق کے درمیان کھڑا ہے، — کبھی خلقت کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی خالق کی طرف، — آخرت میں جو کچھ ہے، اس کا احوال اور حساب لوگوں کو بتلاتا ہے، — سنی سنائی بات نہیں کرتا بلکہ آنکھوں

[1] یہاں اولیاء اللہ کے قرب و مراتب کی طرف اشارہ ہے، اور ان کا کن فیکون کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

دیکھنے کی خبر دیتا ہے، —— مشاہدے کے سامنے خبر کوئی چیز نہیں۔

محبوبانِ الٰہی، اس سے ملنے کے منتظر رہتے ہیں، ہر حال میں اسی کی تمنا کرتے ہیں، موت سے نہیں ڈرتے، کیونکہ وہ تو محبوب سے ملانے والی ہے۔ دُنیا سے:

○ —— جدا ہو جا، اس سے پہلے کہ جدا کیا جائے،

○ —— رخصت ہو جا، اس سے پہلے کہ رخصت کیا جائے،

○ —— چھوڑ دے، اس سے پہلے کہ تجھے چھوڑ دیا جائے،

تیرے گھر والے اور ساری خلقت تجھے کچھ نفع نہ دیں گے، —— مباح شے لینے کے لئے بھی اگر نفس خواہش کرے، اس سے بھی توبہ کر۔

تقویٰ دین کا لباس ہے:

اے لوگو! تم ہر حال میں تقویٰ اختیار کرو، —— تقویٰ دین کا لباس ہے، تم مجھ سے اپنے دین کا لباس مانگو، —— میری فرماں برداری کرو کیونکہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر ہوں، —— کھانے پینے، نکاح اور دیگر سب احوال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں بردار ہوں، —— میں ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے مجھے پیدا کیا ہے، وہ پورا نہ ہو جائے، —— سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، مجھے تیری تعریف اور برائی، تیرے کچھ دینے اور نہ دینے، تیری بھلائی اور برائی، تیری آنے اور نہ آنے کی کوئی پروہ نہیں، —— تو تُو جاہل ہے اور جاہل کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی، جب تو جہالت میں اللہ کی عبادت کرے گا تو تیری عبادت قبول نہ کی جائے گی، کیونکہ اس میں جہالت ملی ہوئی ہے، اور جہالت سے ہر حال میں خرابی ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى جَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ

''جو شخص اللہ کی عبادت جہالت سے کرے گا تو جہالت کی وجہ سے اصلاح کی نسبت فساد زیادہ کرے گا۔''

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کئے بغیر نجات نہیں ہے۔

جس کا کوئی پیر نہیں، اس کا پیر شیطان ہے:

اللہ کے کسی ولی نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ شَيْخٌ فَاِبْلِيْسُ شَيْخُهٗ ○

''جس کا کوئی پیر نہیں، اس کا پیر شیطان ہے۔''

جو مشائخ کرام کتاب وسُنّت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم اور اس پر عمل پیرا ہیں، ان کی پیروی کرو، —— ان سے حسن ظن رکھو اور ان سے علم سیکھو، ان کے سامنے حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت سے پیش آؤ گے تو فلاح پا لو گے، —— اگر کتاب وسُنّت صلی

اللہ علیہ وسلم اور مشائخ عارفین کی پیروی نہ کرو گے تو فلاح نہ پا سکو گے۔ کیا تو نے نہیں سنا:

مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَاٰیِہٖ ضَلَّ ○ ''جس نے اپنی رائے پر بھروسہ کیا، وہ بہک گیا۔''

جو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اس کی صحبت میں اپنے نفس کو تہذیب سکھا۔ اس کی اصلاح کر کے دوسروں کی اصلاح کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

○—— اِبْدَأ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْلُ○

''پہلے اپنے نفس کی اصلاح کر، پھر اپنے اہلِ خانہ کی۔''

○—— لَا صَدَقَةَ وَذُوْ رَحِمٍ مُّحْتَاجٌ○

''قرابت دار محتاج ہوں تو غیر کو صدقہ دینے کا کچھ اجر نہیں۔''

چالیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۴ رجب ۵۴۵ھ بروز صبح اتوار بمقام خانقاہ شریف)

اللہ تعالیٰ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہٖ خَیْرًا فَقَّھَہٗ فِی الدِّیْنِ وَبَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ○

''اللہ تعالیٰ کسی بندے سے جب بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، اور اس کو نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔''

دین کی سمجھ نفس کی معرفت کا باعث ہے۔ جس نے رب کو پہچان لیا اس نے سب چیزوں کو پہچان لیا۔ اسی سے اللہ کے لئے بندگی درست ہو جاتی ہے، اور غیر اللہ کی بندگی سے آزادی مل جاتی ہے۔ تجھے فلاح ملے گی نہ نجات، جب تک کہ تو:

○—— اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ پر، ○—— دین کو اپنی خواہشوں پر،
○—— آخرت کو اپنی دُنیا پر، ○—— خالق کو مخلوق پر

ترجیح نہ دے گا، —— دین اور آخرت پر اپنی خواہشوں کو، —— اور خلقت کو خالق پر مقدم سمجھنا تیری ہلاکت کا باعث ہے، اسی پر عمل کر، —— اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہر امر میں کفایت کرنے والا ہے مگر تو اس سے حجاب میں ہے، —— تیری دعا قبول نہیں، حکم الٰہی کی تعمیل کی جائے تو قبولیت ہوتی ہے۔ جب تو حکم الٰہی کے مطابق چلے گا تو وہ تیرے سوال کے وقت تیری التجا قبول کرے گا، —— کھیتی کرنے کے بعد ہی کھیت وجود میں آتا ہے، چنانچہ کھیتی کرتا کہ تو کھیت کاٹ سکے۔ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ○ ——"دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

تو یہ کھیتی کر، اس کھیتی کے لئے دل کی زمین ہے اور ایمان کا بیج ہے۔ اسے پانی دینا، نگہبانی کرنا اور اسے اعمال صالحہ کے ذریعے سیراب کرنا، —— دل کی زمین میں نرمی و شفقت و رحمت ہوگی تو بیج اُگے گا، اور اگر دل کی زمین سخت اور کھاری ہے تو ایسی زمین میں کچھ نہیں اُگتا۔ اور اگر تو کھیت کو پہاڑ کی چوٹی پر بونا چاہے گا تو وہاں کھیتی نہیں ہوگی۔ ایسا کرنا بربادی کے بہت قریب ہے، —— اپنی رائے سے کام نہ لے، ایسی کھیتی کرنے کے لئے اس کے جاننے والوں سے سیکھ، —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى كُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَهْلِهَا ○

"ہر صنعت میں اس کے نیک ماہروں سے مدد لیا کرو۔"

تو دُنیا کی کاشت کاری میں لگا ہے آخرت کی کاشت کاری میں نہیں۔ کیا تجھے نہیں پتہ کہ دُنیا کے چاہنے والا فلاح نہیں پاتا۔ اور آخرت کے چاہنے والا اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔

○ —— اگر آخرت کو چاہتے ہو تو دُنیا کو ترک کر دے۔

○ —— اگر ذاتِ الٰہی کو چاہتے ہو تو دُنیا کی لذتیں، اور خلقت کی خوشی و ناخوشی کو چھوڑ دے، تیری رسائی ہو جائے گی۔

تمہارے لئے یہ حالت جب درست ہو جائے تو دُنیا و آخرت، لذّات اور خلقت، رغبت و نفرت کے تابع ہو جائیں گے، کیونکہ اصل تو تمہارے پاس ہے اور سب شاخیں اس اصل کے تابع ہیں۔

عقل کر، نہ تجھے ایمان ہے، نہ عقل ہے نہ تمیز ہے، —— تو خلقت کے ساتھ قائم ہے اور انہیں اللہ کا شریک بنائے بیٹھا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے گا تو برباد ہو جائے گا —— توبہ نہ کرنے پر:

○ —— خاصانِ خدا کی راہ چھوڑ دے،

○ —— ان کے دروازے سے ہٹ جا،

○ —— دل کی بجائے اپنے شانے ہلا ہلا کر ان کی مزاحمت نہ کر،

○ —— اپنے جھوٹے دعووں اور خواہشوں اور نفاق کے ساتھ انکی مخالفت نہ کر،

اولیاء اللہ میں دل اور باطن کے ذریعہ شامل ہو سکتا ہے، اس کے لئے توکل کے کندھوں کے ساتھ، مصیبتوں پر صبر کر کے اپنے نصیب پر راضی ہونا ہوگا۔

پریشانیوں میں ثابت قدمی اختیار کر:

بیٹا! اللہ کے سامنے اپنے محبت کے قدموں پر کھڑا رہ، تجھے کیسی ہی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے، تیز بارشیں اور سخت

ہوائیں اپنی جگہ سے ہلا نہ سکیں، اور نہ صدموں کے نیزے تجھے زخم لگا سکیں، ــــ ظاہری اور باطنی طور پر ثابت قدم رہ، ایسی جگہ کہ جہاں نہ خلقت، نہ دُنیا وآخرت ہو، ــــ نہ حقوق ہوں نہ لذات ہوں، نہ چون وچرا نہ ماسویٰ اللہ، ــــ ایسی جگہ کہ جہاں:

O ــــ نہ خلقت کی دیکھ بھال سے مکدّر رہو، O ــــ نہ اہل وعیال کے لئے فکر معاش ہو،

O ــــ نہ کسی کی بیشی سے دل میں کچھ خیال آئے،

O ــــ نہ کسی کے برائی کرنے سے اور نہ کسی کی جہالت سے دل میں رنج ہو۔

O ــــ نہ کسی کے آنے، نہ آنے سے کوئی تبدیلی محسوس ہو۔

اللہ کے ساتھ تیرا ساتھ اس طرح سے ہو کہ جو انسان یا فرشتہ یا کسی جن کی سمجھ سے باہر ہو، اور نہ ساری خلقت کی عقل میں آئے، ــــ

ایک ولی اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

اِنْ كُنْتَ تَصْدُقُ وَاِلَّا فَلَا تَتَّبِعْنَا ۝

''اگر تو اپنی طلب میں سچا ہے تو بہتر، ورنہ ہمارے ساتھ نہ ہو۔''

جو کچھ میں نے تجھ سے کہا ہے ان سب کی بنیاد صبر اور اخلاص ہیں، ــــ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے نفاق برتوں اور نرمی سے بات کروں تو اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے اور غرور کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ تو بھی کوئی شے ہے، ــــ نہیں اس کی کوئی وقعت نہیں۔

میں آگ ہوں، اور آگ پر سمندل (آگ کا کیڑا) ہی ٹھہر سکتا ہے، ــــ جو آگ میں رہتا ہے، وہیں انڈے بچے دیتا ہے، اور اسی میں اٹھتا بیٹھتا ہے، ــــ تو کوشش کر کہ تو مصیبتوں، مشقتوں اور سختیوں کی آگ میں سمندل بن جا، اور قضا وقدر کے ہتھوڑوں پر صبر کر، ــــ تا کہ تو میری صحبت اور میری سخت باتیں سننے پر ثابت قدم رہ سکے۔ اور ظاہری اور باطنی، علانیہ اور چھپے طور پر عمل کرے:

O ــــ پہلے اپنی خلوت میں، O ــــ پھر اپنی جلوت میں، O ــــ پھر اپنے وجود میں،

اگر اس طرح سے تیرا یہ حال صحیح ہو جائے تو دُنیا وآخرت میں اللہ کی مشیّت سے اور تقدیر الٰہی سے تجھے فلاح مل جائے۔ ــــ خلقت میں سے جو چیز اللہ کے لئے ہو اور اس میں اللہ کا کوئی حق ہو، میں اس کے لئے کوئی رعایت یا لحاظ نہیں کر سکتا۔ ــــ اللہ کے حکم کے بغیر مخلوق میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ بلکہ خلقت سے اللہ کا حق حاصل کرنے کے لئے اللہ سے طاقت حاصل کرتا ہوں، ــــ

اور کسی طرح کی کمزوری نہیں پاتا، ــــ میں اپنے نفس کے ساتھ قوی ہوں اور خلقت کے حوالے سے نفس کے موافق ہوں، ــــ ایک ولی اللہ نے فرمایا:

وَافِقِ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ وَلَا تُوَافِقِ الْخَلْقَ فِی اللّٰہِ اِنْکَسَرَ مَنِ انْکَسَرَ وَانْجَبَرَ مَنِ انْجَبَرَ○

''خلقت کے حوالے سے اللہ عزوجل کے موافق کرو، ـــ اور اللہ تعالیٰ کے حوالے سے خلقت کے موافق نہ کر، جو ٹوٹا ہے، ٹوٹا رہے، جو جڑا ہے وہ جڑا رہے۔''

میں تیری کیسے پرواہ کروں حالانکہ تو:

○ ـــ اللہ کا نافرمان ہے،

○ ـــ اس کے اوامر نواہی کی اہانت کرنے والا،

○ ـــ اس کی قدر وقضا میں اس سے جھگڑنے والا،

○ ـــ رات اور دن اس کی مخالفت کرنے والا،

ہے، بے شک تو اس کے غضب میں اور اس کی لعنت میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذَا اُطِعْتُ رَضِیْتُ وَاِذَا رَضِیْتُ بَارَکْتُ وَلَیْسَ لِبَرْکَتِیْ نِھَایَةٌ وَاِذَا عُصِیْتُ غَضِبْتُ وَاِذَا غَضِبْتُ لَعَنْتُ وَتَبْلُغُ لَعْنَتِیْ اِلَی الْوَلَدِ السَّابِعِ○

''جب تو اطاعت کرے تو میں راضی ہوتا ہوں، ـــ اور میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں، ـــ اور میری برکت بے انتہا ہے، ـــ جب تو نافرمانی کرے تو مجھے غصہ آ جاتا ہے، ـــ اور جب مجھے غصہ آ جاتا ہے تو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہوں، ـــ اور میری لعنت ساتویں پشت تک پہنچتی ہے۔''

یہ دور دین کو انجیر کے بھاؤ میں بیچنے والوں کا ہے، ـــ آرزوؤں کو دراز کرنے اور حرص کو قوی کرنے کا ہے، ـــ کوشش کر تو ایسے لوگوں میں سے نہ ہو جائے جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا○ (سورہ الفرقان)

''اور ہم نے انہیں ان کے عملوں کی طرف توجہ دلائی، ان کے عملوں کو اڑتے ہوئے غبار کی طرح کر دیا۔''

ہر وہ عمل جس سے اللہ کی ذات کے سوا کوئی دوسرا امراد ہو تو وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح ہے۔

اللہ سے واصل ہونے کے لئے خلقت سے الگ ہو جا:

تجھ پر افسوس ہے، اگر:

○ ـــ تیرا کام عام لوگوں سے چھپا رہ سکتا ہے خواص سے نہیں چھپ سکتا،

○ ـــ تیرا کھوٹ دیہاتی سے چھپا رہ سکتا ہے، سنار سے نہیں چھپ سکتا،

○ ـــ تیرا حال جاہل سے چھپا رہ سکتا ہے، عالم سے نہیں چھپ سکتا،

تو عمل کر اور عمل میں اخلاص کر، اللہ کے ساتھ مشغول ہو جا، بے فائدہ چیزوں میں مشغول نہ ہو۔ تیرے نفس کے علاوہ

دوسروں سے کچھ فائدہ نہیں، سب بیکار و بے مقصد ہیں، تو اس کے ساتھ مشغول نہ ہو، ـــــ خاص طور سے اپنے نفس کی اصلاح کر، تاکہ تو اس پر غالب آ سکے، اسے ذلیل واسیر کر کے اپنی سواری بنا لے، ـــــ تاکہ تو اس پر سوار دُنیا کے میدانوں سے گزر کر آخرت کی طرف پہنچ جائے، ـــــ خلقت سے الگ ہوتا کہ اللہ سے واصل ہو جائے، ـــــ جب تو اس مقام پر پہنچ کر قوت حاصل کر لے گا، ـــــ تب اوروں کو اپنے پیچھے سوار کر کے اس دُنیا سے نکال لے جائے گا اور مولیٰ کے حضور میں پیش کر دے گا، ـــــ اور اسے حکمت کے لقمے کھلائے گا، ـــــ

تو سچی بات کرنا لازم کر لے، تاویل نہ کر، اس لئے کہ تاویل کرنے والا فریبی ہوتا ہے، ـــــ نہ خلقت سے خوف کر، نہ اس سے کچھ اُمید رکھ، ـــــ کیونکہ یہ ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے، ـــــ اپنی ہمت کو بلند کرے گا تو تجھے بلندی عطا ہو گی، ـــــ اللہ تعالیٰ تیری ہمت اور تیری سچائی اور اخلاص کے مطابق عطا فرمائے گا، ـــــ کوشش کر کے آگے بڑھ اور طلب کر، کیونکہ کوئی شے تیرے ہاتھ نہیں آتی، مگر جو کچھ ملنا ہے وہ تو مل کے رہے گا، ـــــ نیک اعمال کے لئے تکلیف اٹھائی پڑے تو تکلیف اٹھا جیسے کہ رزق حاصل کرنے کے لئے تکلیف اٹھاتا ہے، ـــــ عام لوگوں سے شیطان یوں کھیلتا ہے جیسے کوئی گھڑ سوار اپنے گیند سے کھیلتا ہے، ـــــ جدھر چاہتا ہے لوگوں کو گھماتا پھرتا ہے، ـــــ جیسے تم اپنے چوپائے کو جدھر جی چاہے گھماتے پھرتے ہو، ان کے دلوں کی گردنیں دبا کر ان سے جس طرح کی چاہے خدمت لیتا ہے، ـــــ خلوتوں سے انہیں نکال لاتا ہے، محرابوں سے باہر کرتا ہے، اور اپنی خدمت میں ٹھہرا لیتا ہے۔ اس سارے کام میں نفس شیطان کی مدد کرتا ہے اور اس کے لئے اسباب مہیا کرتا ہے۔

باطن کو ہر حال میں اللہ کی فرماں برداری اور موافقت میں رکھ:

اے بیٹا! اپنے نفس کو بھوک اور شہوتوں اور لذتوں اور فضولیات سے روکنے کے چابک سے مار۔ اور دل کو خوف اور مراقبہ کے چابک سے تنبیہ کر، ـــــ اپنے نفس اور قلب اور باطن کو استغفار کی عادت ڈال، ـــــ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا گناہ ہے، ـــــ انہیں ہر حال میں اللہ کی فرماں برداری اور موافقت میں رکھ۔

اے کم سمجھ والے! تقدیر کا رد کرنا یا اسے بدلنا اور مٹا دینا تیرے بس میں نہیں، لہٰذا اس کیخلاف ارادہ نہ کر، ـــــ جب تقدیر کا لکھا ہو کر رہتا ہے تو تُو ارادہ چھوڑ دے، ـــــ کسی چیز کے لئے اگر ارادہ ہوتا ہے، اور وہ پورا نہیں ہوتا تو اس کے لئے اپنے نفس اور قلب کو کیوں مصیبت میں ڈالتا ہے، ـــــ اپنا سب کچھ اپنے ربّ کے سپرد کر دے، توبہ کے ہاتھ سے اس کی رحمت کا دامن تھام لے۔ اگر اس پر ثابت قدم رہے گا تو دُنیا تیرے دل اور سر کی آنکھ سے دور ہو جائے گی۔ اس کی خواہشوں اور لذتوں کا چھوڑنا تیرے لئے آسان ہو جائے گا۔ اس کے ڈسنے اور ڈنگ مارنے کا شکوہ نہ کرے گا، اور تیرا نفس مصیبتوں، تکلیفوں میں حضرت آسیہ سلام اللہ علیہا زوجہ فرعون کی طرح صبر کرنے والا ہو جائے گا۔

فرعون کو جب اپنی زوجہ آسیہ سلام اللہ علیہا کے ایمان لے آنے کا پختہ یقین ہو گیا تو اس نے انہیں سزا دینے کا حکم سنایا۔ ان کے ہاتھوں پیروں میں لوہے کی میخیں ٹھونک دیں اور کوڑوں سے مارنے لگا، ـــــ حضرت

آسیہ سلام اللہ علیہا نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آپ نے جنت کے دروازے کھلے ہوئے پائے، اور دیکھا کہ فرشتے ایک عالی شان محل تیار کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آ پہنچے۔ ان سے کہا: ''یہ محل آپ ہی کے لئے ہے'' یہ سن کر آپ ہنس دیں۔ اور ان سے تکلیف کا احساس جاتا رہا، ــــ بارگاہ الٰہی میں التجا کی:

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۝

''میرے رب! اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنوا دے۔''

صبر کرنے سے تم بھی ایسے ہو جاؤ گے، کیونکہ تم:

- ــــ اپنے قلب و یقین کی نظر سے اللہ کا فضل دیکھو گے،
- ــــ دُنیا کی آفتوں، مصیبتوں پر صبر کرو گے،
- ــــ اپنی طاقت اور ہمت سے باہر نہیں جاؤ گے،
- ــــ تمہارا لین دین اور تمہارا چلنا رکنا سب اللہ کی طاقت و قوت سے ہوگا،
- ــــ اس کے روبرو فنا ہو جاؤ گے،
- ــــ اپنے سب معاملے اسی کے سپرد کر دو گے،
- ــــ اپنے اور خلقت کے بارے میں اس کے موافق ہو گے،
- ــــ نہ اس کے حکم کے ساتھ حکم چلاؤ گے، نہ اس کے اختیار کے ساتھ اپنا اختیار جتاؤ گے۔

جس نے یہ حال پہچان لیا وہ کبھی غیر کی طلب نہ کرے گا، نہ اس کے سوا کچھ تمنا رہے گی، ــــ عقل والا اس حال کی تمنا کیسے نہ کرے، اس لئے کہ اللہ کی صحبت اس کے بغیر میسر نہیں آتی۔

اکتالیسویں مجلس

(تاریخ و مقام منعقدہ نا معلوم)

جو کچھ بھی محبوب کی طرف سے آئے وہ سب شیریں ہے:

جان لو کہ سب چیزیں اللہ کے حرکت دینے سے حرکت میں آتی ہیں، اور اسی کے سکون دینے سے سکون میں آتی ہیں۔ جب یہ بات یقینی ہو جاتی ہے تو خلقت کے ساتھ شرک کرنے سے جو بوجھ محسوس ہوتا ہے، اس سے (آزاد ہو کر) بندہ آرام پاتا ہے اور خلقت اس سے آرام پاتی ہے۔ کیونکہ نہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے، نہ ہی اپنی ذات کے حوالے سے ان سے کچھ تقاضا کرتا ہے۔ ــــ خلقت سے تمہارا شرعی تقاضا ہوتا ہے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ تم شریعت کی رو سے ان سے تقاضا کرو گے اور روئے علم الٰہی انہیں معذور سمجھو گے، ــــ اس لئے کہ حکم شریعت اور علم الٰہی کو ایک جگہ اکٹھا کر لو، ــــ خلقت میں فعل الٰہی کو دیکھنا

ایک ایسا عقیدہ ہے جسے حکم شریعت نہیں توڑتا، ـــ کیونکہ اللہ ہی تقدیر مقرر کرنے والا ہے اور اللہ ہی تقاضا کرنے والا ہے۔

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ ○ (سورہ الانبیاء)

"جو کچھ وہ کرے اس سے سوال نہیں، اور دوسروں کے لئے پرسوال کیا جائے گا۔"

ہر ایک مسلمان، یقین والے، توحید والے، اللہ سے راضی، قضا وقدر میں اور اپنے اور غیر میں اس کی صنعت کاری کی موافقت کرنے والے کا یہی اعتقاد ہے۔

اللہ کو تیرے نفس اور صبر کی کوئی پرواہ نہیں، لیکن وہ دیکھتا ہے کہ تو کیا کرتا ہے، اور اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا ہے، ـــ سچا محبت یا والا کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا،

○ ـــ وہ اپنا سب کچھ اپنے محبوب کے حوالے کر دیتا ہے،

○ ـــ اپنا نفس اور مال اور عاقبت اسی کے سپرد کر دیتا ہے،

○ ـــ اپنے اور غیر کے بارے میں اسی کو اختیار دے دیتا ہے،

○ ـــ اپنے محبوب کے تصرّفات میں تہمت نہیں دھرتا ہے،

○ ـــ نہ اس سے جلدی چاہتا ہے، نہ اسے بخیل جانتا ہے،

جو کچھ محبوب کی طرف سے آئے، اس کے لئے سب شیریں ہے، ـــ سب سمتیں سمٹ کر محبوب کی سمت مرکوز ہو جاتی ہیں، ـــ

اے محبت الٰہی کا دعویٰ کرنے والے! تیرے لئے محبت کامل نہ ہوگی جب تک کہ ہر طرف سے کٹ کر صرف محبوب کے لئے نہ ہو رہے، ـــ ایسے میں تیرا محبوب عرش تا فرش کی خلقت کو تیرے دل سے نکال دے گا، ـــ تجھے دُنیا و آخرت کی محبت نہ رہے گی، اپنے آپ سے وحشت اور محبوب سے اُنسیت! ـــ لیلیٰ کے عاشق مجنوں کی طرح ہو جائے گا۔

لیلیٰ کی محبت میں مجنوں کی وارفتگی:

مجنوں کے دل میں لیلیٰ کی محبت نے جب گھر کر لیا تو خلقت سے جدا ہو کر تنہائی اختیار کی۔ وحشی جانوروں میں جا ٹھہرا۔ آبادی کو چھوڑ کر ویرانے میں جا بسا۔ خلقت کی مدح و مذمت سے بے پرواہ، ـــ اس کے لئے خلقت کا بولنا، نہ بولنا، رضا و ناراضی ایک برابر ہو گیا۔

ایک دن کسی نے پوچھا: "تو کون ہے؟" ـــ کہا: "لیلیٰ!" ـــ پھر پوچھا: "کہاں سے آیا" ـــ کہا: "لیلیٰ!" ـــ پھر پوچھا: "کہاں جائے گا؟" ـــ کہا: "لیلیٰ!"

وہ لیلیٰ کے ماسوا سے اندھا ہو گیا، ـــ اس کے غیر کے کلام سے بہرہ ہو گیا۔ ملامت کرنے والے کی ملامت نے لیلیٰ سے نہ پھیرا، ـــ نصیحت کرنے والے کی نصیحت نے لیلیٰ سے نہ موڑا، ـــ کسی دل والے نے کیا خوب کہا ہے:

وَاِذَا تَسَا عَدَتِ النُّفُوْسِ عَلَى الْهَوٰی
فَالْخَلْقُ تَضْرِبُ فِیْ جَدِیْدٍ بَارِدٍ

''نفسوں پر جب محبت چھا جاتی ہے تو خلقت کی نصیحت ٹھنڈے لوہے پر ضربوں کی طرح لگتی ہے۔''

یہ دل جب اللہ کو پہچان لیتا ہے اور اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اس کے قریب ہو جاتا ہے، —— خلقت اور اس کے پاس ٹھہرنے سے وحشت محسوس کرتا ہے، —— اسے آبادی سے کوئی لگاؤ نہیں رہتا، —— حیرت میں گم ویرانے کی طرف نکل جاتا ہے، —— حکم شرع کے سوا کوئی اور اسے نہیں روک سکتا۔ امر و نہی اسے اسیر رکھتے ہیں۔ تقدیری امر کے آنے تک شرع اسے پابند رکھتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْنَا مِنْ يَدِ رَحْمَتِكَ فَنَغْرَقَ فِيْ بَحْرِ الدُّنْيَا
وَبَحْرِ الْوُجُوْدِ يَا مَانِحَ الْكَرَمِ وَالْاٰرَآءِ وَالسَّابِقَةِ اَدْرِكْنَا ۝

''اے اللہ! ہمیں اپنی رحمت کے ہاتھ سے جُدا نہ کر، ورنہ ہم دُنیا اور وجود کے دریا میں غرق ہو جائیں گے، —— اے کرم کرنے والے! —— عقل اور نصیب بخشنے والے! ہماری مدد فرما۔''

بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں:

اے بیٹا! جو میرے کہے پر عمل نہ کرے گا، میرے کہے کو نہ سمجھے گا، —— عمل کرے گا تب ہی سمجھ سکے گا، —— جب تک وہ مجھ سے اچھا گمان نہ کرے گا اور وہ میرے کہے پر ایمان نہ رکھے گا، اور اس پر عمل نہ کرے گا تو میری بات کو کیسے سمجھے گا، —— تو میرے سامنے بھوکا کھڑا ہے اور مجھ سے کھانا نہیں کھاتا، پھر تیرا پیٹ کیسے بھرے گا! —— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَّرِضَ لَيْلَةً وَّاحِدَةً وَّهُوَ رَاضٍ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ صَابِرٍ عَلٰى مَا نَزَلَ بِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۝

''جو شخص ایک رات بیمار پڑا کہ وہ اللہ عزوجل سے راضی اور جس بیماری سے دوچار ہوا اس پر صبر کیا، تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جب پیدائش کے وقت اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا تھا''

تجھ سے کچھ ہو نہیں پاتا، حالانکہ کچھ نہ کچھ ضرور چاہیے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے:

○ —— تھوڑی دیر ٹھہرے رہو ایمان تازہ کریں (یعنی ٹھہر جاؤ ایک گھڑی ذائقہ چکھیں۔)

○ —— ٹھہر جاؤ، ایک گھڑی کے لئے باب قرب میں داخل ہو جاؤ،

ایسا فرمانا خیر خواہی کے لئے تھا۔ پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ یقین کی آنکھ سے دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے تھے —— ہر مسلمان ایمان دار نہیں، اور ہر ایمان دار یقین والا نہیں ہوتا۔ اسی لئے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''معاذ ہمیں کہتے ہیں، آؤ ایک گھڑی ٹھہرو، ایمان لائیں، — کیا ہم ایمان والے نہیں ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''معاذ کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔''

اے نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور دُنیا کے بندے! — اللہ اور اس کے نیک بندوں کے ہاں تیری کچھ قدر نہیں۔ جو شخص آخرت کے لئے عبادت کرتا ہے، میں اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا، جبکہ وہ شخص دُنیا کے لئے عبادت کرتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ عمل کے بغیر زبانی بکواس سے کیا پائے گا۔

○— تو جھوٹ بولتا ہے اور خود کو سچا کہتا ہے۔

○— تو شرک کرتا ہے اور خود کو خدا پرست بتاتا ہے۔

○— تو باطل پر ہے اور اس کی صحت کا عقیدہ رکھتا ہے،

○— تیرے پاس کھوٹ ہے اور تیرا عقیدہ ہے کہ وہ جوہر ہے،

تیرے ساتھ میرا مشغلہ یہی ہے کہ میں تجھے جھوٹ سے روکوں اور سچ کو حکم دوں، — کھرے کھوٹے کی پہچان کے لئے میرے ہاتھ میں تین کسوٹیاں ہیں:

○— قرآن مجید، ○— سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ○— میرا قلب،

آخری کسوٹی میں سب شکلیں (کھوٹے) ظاہر ہو جاتے ہیں، — اس مقام پر قلب اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ کتاب وسُنّت پر حقیقی طور پر عمل پیرا نہ ہو، —

○— علم کے ساتھ عمل، علم کا تاج ہے،

○— علم پر عمل کرنا، علم کا نور ہے،

○— صفائی کی صفائی ہے، مغز کا مغز ہے، جوہر کا جوہر ہے۔

○— علم پر عمل، دل کو صحیح اور پاک کر دیتا ہے۔

جب دل صحیح ہو جاتا ہے، سب اعضاء صحیح ہو جاتے ہیں، — جب دل پاک ہو جاتا ہے، سب اعضاء پاک ہو جاتے ہیں، — جب دل پر خلعت پہنایا جاتا ہے، بدن کو خلعت پہنایا جاتا ہے، — جب گوشت کا یہ ٹکڑا صحت مند ہو، سارا بدن صحت مند ہو جاتا ہے، — دل کی صحت وتندرستی سے باطن صحت مند ہو جاتا ہے، — باطن وہ شے ہے کہ جو اللہ اور بندے کے بیچ میں ہے۔

○— باطن ایک پرندہ ہے اور دل اس پنجرہ،

○ — دل ایک پرندہ ہے اور بدن اس کے پنجرہ،

○ — بدن ایک پرندہ ہے اور دل اس کا پنجرہ،

قبر خلقت کا ایک ایسا پنجرہ ہے جس میں بالآخر سب کو داخل ہونا ہے۔

بیالیسویں مجلس

(منعقدہ ۱۹ر رجب ۵۴۵ھ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

تقویٰ اور ذاتِ الٰہی پر توکّل اور بھروسہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَکْرَمَ النَّاسِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَقْوَی النَّاسِ فَلْیَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَغْنَی النَّاسِ فَلْیَکُنْ وَاثِقًا بِمَا فِیْ یَدِ اللّٰہِ اَوْثَقَ عَلٰی مَا یَدِہٖ مَنْ اَحَبَّ الْکَرَامَۃَ دُنْیَا وَاٰخِرَۃً فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ○

''جو شخص یہ چاہے کہ سب لوگوں میں زیادہ عزت والا ہوا سے چاہئے کہ تقویٰ اختیار کرے، — اور جو یہ چاہے کہ وہ سب سے زیادہ غنی ہو جائے، اسے چاہئے کہ وہ اپنی دسترس کی چیزوں کی بجائے ان چیزوں پر بھروسہ کرے جو دستِ قدرت کے قبضے میں ہیں، — جو دُنیا وآخرت میں عزت وبزرگی چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ تقویٰ اختیار کرے۔'' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ○

''تم میں سے اللہ کے ہاں وہی عزت والا ہے جو تقویٰ شعار ہے۔''

تقویٰ میں عزت واکرام ہے، نافرمانی میں ذلت ورسوائی ہے، — جو شخص اللہ کے دین میں قوت چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اللہ پر توکّل رکھے۔ کیونکہ توکّل:

○ — دل کو درست رکھتا ہے، ○ — اسے قوی اور مہذّب بناتا ہے،

○ — (راہ سلوک میں) عجائباتِ قدرت دکھاتا ہے۔

تو اپنے درہم ودینار اور اسباب پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ تجھے کمزور اور عاجز کر دیں گے، — اللہ پر ہی توکّل کر کیونکہ وہ تجھے قوی کر دے گا اور تیری مدد کرے گا، اور تیرے ساتھ مہربانی فرمائے گا، — اور ایسی جگہ سے فتح دے گا، جہاں کا تجھے کبھی گمان بھی نہیں ہوا۔ اور تیرے دل کو اتنی طاقت دے گا، اتنی کہ تجھے نہ دُنیا کیا آنے کی پرواہ ہوگی نہ اس کے جانے کی، — نہ خلقت کی توجہ کرنے کی اور نہ اس کی بے رخی کی کچھ پرواہ ہوگی، — اب تو سب سے زیادہ قوی ہوگا۔

جب تو اپنے مال واسباب، اہل ومرتبہ پر بھروسہ کرنے لگے گا تو اللہ کی ناراضی اوران چیزوں کے زوال کا باعث بن جائے گا، — کیونکہ غیرتِ الٰہی کو یہ بات گوارا نہیں کہ تیرے دل میں اپنے غیر کو دیکھے، — جوشخص دُنیا وآخرت میں غنی بننا چاہتا ہے، اسے چاہئے:

○ — اللہ ہی سے ڈرے، کسی کی پرواہ نہ کرے،

○ — اسی کے دروازے پر ٹھہرے، کسی کے دروازے پر جانے سے گریز کرے،

○ — نگاہوں کو غیر کی طرف نظر کرنے سے روکے،

ان نگاہوں سے میری مراد دل کی آنکھیں ہیں بدن کی آنکھیں نہیں، — جو کچھ تیری دسترس میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر، کیونکہ وہ زوال پذیر ہیں، — اللہ کے بھروسہ کو نہ چھوڑ، اسے کبھی زوال نہیں، — تیری جہالت اللہ کے بجائے دوسروں پر بھروسہ کے لئے ترغیب دے رہی ہے — اللہ پر تیرا بھروسہ کامل تونگری ہے اور غیر پر بھروسہ کرنا سراسر تنگ دستی ہے۔

○ — اے تقویٰ کو ترک کرنے والے! تو دُنیا وآخرت کی عزت واکرام سے محروم ہو گیا، —

○ — اے خلقت واسباب پر تکیہ کرنے والے! تو دُنیا وآخرت میں اللہ کی قوت اور بھروسے سے محروم ہو گیا، —

○ — اے اپنی دسترس کی چیزوں پر بھروسہ کرنے والے! تو دُنیا وآخرت میں اللہ کے ساتھ تونگری سے محروم ہو گیا۔

بھلائی کی بنیاد صبر پر ہے:

اے بیٹا! اگر تو پرہیز گار، توکّل کرنے والا اور اللہ پر بھروسہ کرنے والا بننا چاہتا ہے تو صبر کو اختیار کر، کیونکہ صبر ہر بھلائی کی بنیاد ہے، — جب صبر کے لئے تیری نیت صحیح ہو گی تو اللہ کی ذات کے لئے صبر کرے گا۔ اس صبر کا بدلہ یہ ہے کہ دُنیا وآخرت کے لئے تیرے دل میں اللہ کی محبت اور قرب داخل ہو جائیں گے، — صبر اللہ سے اس کی قضا وقدر میں موافقت کرنے ہے، جو کچھ کہ اس کے علم میں پہلے سے ہے، اور خلقت میں سے کوئی بھی اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہ بات ایمان والے، یقین والے ثابت ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے مقدر پر مجبوراً نہیں بلکہ اختیاری طور پر خود صبر کیا صبر پہلے پہل اضطراری ہے، اختیاری ہے۔

صبر کے بغیر تو ایمان کا دعویٰ کیسے کرتا ہے۔ — اللہ کی رضا کے بغیر تو معرفت کا کیسے مدعی ہے۔ یہ شے فقط سے حاصل نہیں ہوتی، — تیری بات اس وقت تک قابلِ اعتبار نہیں جب تک کہ:

○ — اللہ کا دروازہ نہ دیکھ لے، ○ — اس کی دہلیز پر سر نہ رکھ دے،

○ — تقدیر کے قدموں کے روندنے پر صابر نہ بن جائے،

○ — فائدہ ونقصان تیرے بدن کی کھال کی بجائے تیرے دل کا وجود نہ روند ڈالیں،

اور تو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے گویا کہ تو بے خود ومتوالا ہے، گویا کہ تو روح کے بغیر بدن ہے۔ یہ عالم:

○ — ایسے سکون کا محتاج ہے کہ جس میں حرکت نہ ہو،
○ — ایسی گم نامی کا محتاج ہے جس کا ذکر نہ ہو،
○ — قلب و باطن اور معنی اور باطن در باطن کی حیثیت سے یوں غائب ہونے کا محتاج ہے جس میں خلقت کے ساتھ م حضور موجودگی نہ ہو۔
○ — میں تم سے بہت کچھ کہتا سنتا ہوں مگر تم اس پر عمل نہیں کرتے،
○ — جو دوا میں تجویز کرتا ہوں اسے استعمال نہیں کرتے؛
○ — بڑی وضاحت کے ساتھ باتیں کرتا ہوں لیکن تم انہیں نہیں سمجھتے،
○ — میں تمہیں بہت کچھ دُنیا چاہتا ہوں، مگر تم نہیں لیتے۔
○ — میں تمہیں بہت نصیحت کرتا ہوں لیکن ذرا کان نہیں دھرتے۔

کس چیز نے تمہارے دلوں کو سخت کر دیا ہے اور اپنے ربّ سے کس چیز نے جاہل بنا دیا ہے، — اگر تم اپنے رب پہچان رکھتے، اور اس سے ملاقات پر تمہارا ایمان ہوتا، اور تم موت اور اس کے بعد کے حالات جو یقیناً رونما ہوں گے، کو یاد کر تو تم قطعاً ایسے نہ ہوتے —
○ — کیا تم نے اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب کی موت کا حال نہ دیکھا،
○ — کیا تم نے اپنے حکمرانوں کا مرنا نہ دیکھا،

پھر بھی تم نے ان سے کوئی سبق نہ سیکھا، — اپنے نفسوں کو دُنیا کے طلب کرنے اور دُنیا میں ہمیشہ ٹھہرنے کی محبت کیوں نہ ٹوکا، — اپنے دلوں کی حالت کو کیوں نہ بدلا، — اور انہیں بدل کے خلقت کو اپنے دلوں سے کیوں نہ باہر نکال کیا — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

''اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔''

تم کہتے ہو عمل نہیں کرتے، اور اگر کبھی کرتے بھی ہو تو اخلاص نہیں ہوتا، — عقل کرو، اللہ کے حضور بے ادب نہ بنو، ادب سے رہو، — مدد چاہو تو ہوشیار رہو، پرکھ کرو اور استقامت سے کام لو، اور غور کرو، — جس حالت میں تم مشغول ہو یہ حالت آخرت میں فائدہ نہ دے گی، — تم اپنے نفسوں پر بخل کرتے ہو۔ اگر سخاوت کرو تو وہ کچھ پاؤ جو انہیں آخرت میں فائدہ مند ہو۔ تم مٹ جانے والی چیزوں میں مشغول ہو، اور رہ جانے والی چیزیں چھوڑ بیٹھے ہو، — مال جمع کرنے اور بیوی بچوں میں مشغول نہ رہو، عنقریب تمہارے اور ان کے بیچ حجاب آ جائے گا، — دُنیا کی طلب اور خلقت میں عزت کے لئے مشغول نہ رہو، اللہ کے سامنے یہ چیزیں کچھ کام نہ آئیں گی۔

تیرا دل شرک سے ناپاک ہے۔ اللہ کے بارے میں شک کرنے والا، اس پر تہمت لگانے والا، اور اپنی سب حالتوں میں اس پر اعتراض کرنے والا ہے، — لہٰذا اللہ نے تیرا یہ حال دیکھا تو تجھے اپنا دشمن جانا، اور اپنے خاص بندوں کے دل میں تیرے لئے نفرت ڈال دی۔

اللہ کے لئے غیرت کا ایک نظارہ:

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے تھے، ان کا بیٹا ان کا ہاتھ تھام کر لے جاتا، — ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے:

''میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے کو نہ دیکھوں۔''

اتفاق سے ایک دن آنکھوں سے پٹی ہٹائے گھر سے نکلے۔ اچانک ایک کافر پر نظر پڑ گئی، وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سبحان اللہ! — اللہ کے لئے ان کی کیسی غیرت تھی، — تو کس دل سے غیر کی عبادت کرتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، — کیسے (مزے لے لے کر) اس کی نعمتیں کھاتا ہے اور اس کی ناشکری کرتا ہے، یہ سب کرتے ہوئے تجھے احساس تک نہیں ہوتا، — تمہارا کافروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے، اس لئے نہ تمہارے دلوں میں ایمان ہے نہ اللہ کے لئے غیرت۔ توبہ و استغفار کر اور اللہ سے حیا اور غیرت کر، — اس کے سامنے بے شرمی نہ کر، دلیری کا پہناوا اتار دے، —

مباحات کا خواہش اور شہوت سے حاصل کرنا غافل کرتا ہے:

دُنیا کی حرام اور شبہ والی چیزوں سے بچو، اس کے ساتھ ساتھ مباح چیزیں جو خواہش و شہوت کے ساتھ ملیں، ان سے بھی پرہیز کرو، — کیونکہ مباحات کا خواہش اور شہوت کے ساتھ حاصل کرنا اللہ سے غافل کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ — ''دُنیا ایمان والے کے لئے قید خانہ ہے۔''

قیدی، قید خانے میں کیسے خوش رہ سکتا ہے، اس کے لئے کوئی خوشی نہیں، — بظاہر اس کے چہرے پر خوشی ہے لیکن دل میں رنج و غم ہے۔ ظاہری طور پر خوش ہے جبکہ باطن اور خلوت میں اور معنی کے اعتبار سے مصیبتیں اسے کاٹ کھائے جا رہی ہیں — کپڑوں کے نیچے زخموں پر پٹیاں بندھی ہیں، اور وہ اپنے زخموں کو مسکراہٹ کے کرتے میں چھپائے ہوئے ہے کہیں کوئی اس کے حال کو نہ جان لے، —

اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر ایسے شخص پر فخر کرتا ہے، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کئے جاتے ہیں، — ان میں سے ہر بندہ اللہ کے دین کی دولت اور اپنے باطن میں نہایت دلیر ہے، — وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں، اور تقدیر کی تلخیوں کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ — ''اللہ صابروں کو چاہتا ہے۔''

وہ محبت کی پرکھ کرنے کے لئے آزماتا ہے، جتنی زیادہ اس کی فرماں برداری کرے گا اور حتیٰ الوسع نافرمانی سے بچے گا، اتنی ہی محبت اور زیادہ ہوگی، — اور جتنا اس کی بلاؤں پر صبر کرے گا، اسی قدر قرب اور بڑھے گا۔ ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں

''اللہ اپنے محبوب کو عذاب دینے سے انکاری ہے لیکن اسے بلا میں مبتلا کر کے صبر کی توفیق سے دیتا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ وَكَانَ الْاٰخِرَةُ

''جیسے کہ دُنیا تھی ہی نہیں، جیسے کہ آخرت سدا سے ہے۔''

دُنیا کی طلب چھوڑ کر ذاتِ الٰہی کے طالب بنو:

اے دُنیا کی طلب کرنے والو! — اے دُنیا سے پیار کرنے والو!، — میری طرف آؤ، تاکہ تمہیں دُنیا کے عیب دکھلاؤں اور حق کا راستہ دکھاؤں، اور ان لوگوں سے ملاؤں جو ذاتِ الٰہی کے طالب ہیں، — تم مجسم ہوس بنے ہوئے ہو۔ میری بات سنو اور اس پر عمل کرو، اور اخلاص سے عمل کرو، — میرے کہنے پر عمل کرو گے، اور اس پر عمل کرتے ہوئے جب دُنیا سے چلے جاؤ گے۔ تو اعلیٰ علیین کی طرف بلند مراتب کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے، — جب وہاں نظر دوڑاؤ گے تو میرے کہے گئے کی اصلیت اور حقیقت سامنے آجائے گی۔ تب میرے لئے دعائے خیر کرو گے، اور جن باتوں کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں، ان کی اصلیت وحقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اے لوگو! اپنے دلوں میں مجھ پر تہمت نہ دھرو، میں کھیلنے کودنے والا اور دُنیا کا طالب نہیں، — میں تو جو کچھ بھی کہتا ہوں سچ ہی کہتا ہوں، اور سچ ہی کی طرف اشارہ کرتا ہوں، — میں زندگی بھر صالحین کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے ان کی خدمت کرتا رہا، آج مجھے اسی خدمت کا صلہ مل رہا ہے، — میں اپنے وعظ ونصیحت کی اُجرت نہیں مانگتا، میرے کہے ہوئے کی قیمت یہی ہے کہ اس پر عمل کرو، — میرا کہا ہوا خلوت اور اخلاص کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسی کے شایانِ شان ہے، — حیلوں اور اسباب کے جاتے رہنے سے نفاق بھی جاتا رہتا ہے، نفسوں کی بجائے ایمان وایقان کی تربیت کی جاتی ہے، وہی پھلتے پھولتے ہیں، — خواہشوں کے لئے جو کچھ بھی خرچ کیا جاتا ہے وہ ایمان دار کے لئے ہے، منافق کے لئے نہیں۔

جاہل کی زبان دل کے آگے، عاقل وعالم کی زبان دل کے پیچھے:

اے لوگو! بے ہودہ آرزؤں اور حرص کو چھوڑ دو، اللہ کی یاد میں لگ جاؤ، — فائدہ دینے والوں سے بات کرو، نقصان دینے والوں سے چپ رہو، — جب بات کرنا چاہو تو پہلے اس میں سوچ بچار کر لو، پھر نیک نیتی کے ساتھ بات کیا کرو، — اسی لئے کہا گیا ہے:

''جاہل کی زبان اس کے دل کے آگے ہے، عاقل وعالم کی زبان اس کے دل کے پیچھے۔''

تُو چپ سادھ لے، — اللہ تعالیٰ جب:

○ — تجھے بلوانا چاہے گا تو بلوا لے گا۔
○ — تجھ سے کچھ کام لینا چاہے گا تو اس کے لئے تجھے تیار کردے گا۔

اس کی معیت اور صحبت کے لئے گونگا ہونا شرط ہے، — جب گونگائی کامل ہو جائے گی، اللہ چاہے تو گویائی مل جائے گی، اور اگر وہ چاہے تو آخرت تک گونگا ہی رکھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے:

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کُلَّ لِسَانُهٗ ○

''اللہ کو پہچان لینے والے کو بولنے سے روک دیا جاتا ہے۔''

ہر چیز میں اللہ پر اعتراض کرنے سے اس کے ظاہر و باطن کی زبان بند ہو جاتی ہے، — جھگڑے بغیر وہ ہر کام میں موافق ہو جاتا ہے۔ ہر حال میں اس کی رضا پر راضی رہتا ہے، اس کے دل کی آنکھیں غیر کی طرف دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہیں۔ اس کا باطن پاش پاش ہو جاتا ہے، اس کے معاملات درست نہیں رہتے، اس کا مال بکھر جاتا ہے، — اپنے وجود اور دُنیا و آخرت سے نکل جاتا ہے، اس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ پھر اگر اللہ چاہے تو اسے زندہ کر دیتا ہے، غیر موجود ہونے کے بعد دوبارہ موجود کر دیتا ہے، — فنا کے ہاتھ سے اسے فنا کرتا ہے، پھر بقا کے ہاتھوں دوبارہ زندہ کر دیتا ہے، تاکہ طالب بقاالٰہی ہو جائے، — پھر اسے خلقت کی طرف لوٹا دیتا ہے تاکہ اسے خلقت کی محتاجی سے نکال دے اور فقر سے غنا کی طرف لائے، — غنا دراصل اللہ کی ذات سے متصل ہونے کا نام ہے۔ — اور اللہ کی ذات سے دوری اور اس کے غیر سے غنا طلب کرنا فقر و محتاجی ہے، — غنی وتونگر وہی ہے جو اللہ کے قرب میں ظفریاب ہو، اور فقیر ومحتاج وہ ہے جو قرب الٰہی کے دروازے سے دور جا پڑا، — جو بندہ اس غنا کا طالب ہو تو دُنیا و آخرت اور جو کچھ ان میں ہے اور ماسویٰ اللہ سب کو ترک کر دے، — سب چیزوں کو اپنے دل سے آہستہ آہستہ نکال ڈالے، اور جو کچھ تھوڑا بہت تمہارے پاس ہے، اس کے چکر میں نہ پڑو، — یہ جو کچھ تمہارے پاس موجود ہے اللہ نے اسے تمہارے لئے سفر خرچ بنا دیا ہے تاکہ اسے اس کی راہ میں چلنے کے لئے توشہ سفر بناؤ۔ — اس نے اپنی نعمتیں تمہیں اس لئے عطا کی ہیں کہ انہیں اس کی طرف نسبت دو، — اور تمہیں علم اس لئے عطا فرمایا ہے کہ اس پر عمل کرو اور اس کے نور سے ہدایت پاؤ، —

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قُلُوْبَنَا اِلَیْكَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! ہمارے دلوں کو اپنی طرف ہدایت دے، — اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

تینتالیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۱/رجب ۵۴۵ھ صبح اتوار بمقام خانقاہ شریف)

فلاح ونجات اللہ کی موافقت اور نفس کی مخالفت میں ہے:

اے بیٹا! تیرا فلاح ونجات کا ارادہ ہے تو اللہ کی موافقت کر اور نفس کی مخالفت کر، — طاعت الٰہی میں نفس کی موافقت کر اور معصیت الٰہی میں نفس کی مخالفت کر، — خلقت کی پہچان کرنے میں نفس تیرے لئے حجاب ہے، اور اللہ کی معرفت میں خلقت تیرے لئے حجاب ہے، —

- — جب تک خلقت کے ساتھ رہے گا، خالق کو نہ پہچان سکے گا،
- — جب تک دُنیا کے ساتھ رہے گا، آخرت کو نہ پہچان سکے گا،
- — جب تک آخرت کے ساتھ رہے گا، ربِ آخرت کو نہ پہچان سکے گا۔

جیسے دُنیا وآخرت یکجا نہیں ہو سکتے، ویسے ہی مالک ومملوک یکجا نہیں ہو سکتے، — اسی طرح سے خالق وخلقت کا یکجا ہونا غیر ممکن ہے، — نفس بدی کی راہ چلانے والا ہے، یہ اس کی فطرت ہے، اس کی اصلاح میں کچھ وقت لگے گا، — قلب کے موافق ہو جانے تک اس کی اصلاح میں لگا رہ، — ہر حال میں اس سے مجاہدہ کر، اسے اس ارشادِ الٰہی سے حجت ودلیل نہ بنا۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ (سورہ شمس)

"اللہ نے ہر نفس کو نیکی وبدی الہام کر دی ہے۔"

یہ ندا اللہ کی طرف سے آئے گی جبکہ:

- — نفس کدورتوں سے پاک ہو،
- — نفس کا شر زائل ہو جائے،
- — قلب، ذکر اور طاعت الٰہی سے پھل پھول جائے،

جب تک نفس کے لئے یہ بات حاصل نہ ہو تو اس کی کدورت اور شرارت کی وجہ سے قربِ الٰہی کی اُمید نہ رکھ، — نفس جب تک نجاستوں سے پاک نہ ہوگا اسے بادشاہ حقیقی کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے، تو نفس کی اُمید کم کرتا کہ تیری مرضی کے مطابق تیری اطاعت کرے۔ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سنایا کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَاِذَا مَسَّيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اسْمُكَ غَدًا ۝

"جب تو صبح کرے تو اپنے نفس سے شام کی بات نہ کر، اور جب شام کرے تو اپنے نفس سے صبح کی بات نہ کر، — کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ کل تیرا کیا نام ہوگا، — (زندہ یا مردہ) —"

تو اپنے نفس پر غیر سے زیادہ مہربان ہے حالانکہ تو نے ہی اسے بگاڑا ہے، غیر کس لئے اس پر مہربانی کرے گا اور اس کا خیال رکھے گا، — تیری آرزو اور حرص کی قوت نے تجھے نفس کے ضیاع کے لئے مائل کر دیا ہے، — تو:

- — آرزو کے کم کرنے،
- — حرص کے کم کرنے،
- — موت کو یاد کرنے،
- — مراقبہ الٰہی کا ذکر کرنے،
- — صدیقوں کی انفاس وکلمات سے علاج کرنے،
- — کدورت سے پاک ذکر کرنے کے لئے کوشاں ہو۔

نفس سے کہو کہ تیری نیک کمائی تیرے فائدے کے لئے اور تیری بد کمائی تیرے نقصان کے لئے ہے، — ذرا سوچ سمجھ کر عمل کر، کوئی بھی تیرے ساتھ عمل نہ کرے گا، اور نہ اپنے عمل میں سے تجھے کچھ دے گا، — عمل ومجاہدہ لازمی ہیں، — وہی دوست ہے جو تجھے باز رکھے، وہی دشمن ہے جو راہ سے ہٹائے۔

میں تجھے خلقت کے پاس دیکھتا ہوں خالق کے پاس نہیں، تو نفس اور خلقت کے حقوق ادا کر رہا ہے جبکہ خالق کے حقوق نظر انداز کئے ہوئے ہے، — نعمتیں اللہ نے دی ہیں اور شکر غیر اللہ کا ادا کر رہا ہے۔ تیرے پاس جو نعمتیں ہیں وہ کس کی عطا کردہ ہیں، — کیا غیر اللہ نے دی ہیں۔ جو اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور اس کی عبادت کرتا ہے، —

- — جب تجھے علم ہے کہ تیرے پاس کی نعمتیں اللہ نے عنایت کی ہیں تو اللہ کا شکر کہاں ہے! —
- — جب تجھے علم ہے کہ اسی نے پیدا کیا ہے تو اس کی فرماں برداری کرنے اور نافرمانی سے بچنے میں تیری عبادت کہاں ہے! —
- — اس کی بلا پر صبر کہاں ہے! — تو اپنے نفس سے اتنا جہاد کرتا کہ وہ راہِ راست پر آ جائے، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:
- — وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت)

”جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیتے ہیں۔“

- — يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (سورہ محمد)

نیز فرمایا:

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔“

تو اپنے نفس کو کھلا نہ چھوڑ، نہ اس کی فرماں برداری کر، تجھے نجات مل جائے گی — اس کے سامنے ہنسی نہ کر، — اس کی ہزاروں باتوں میں سے ایک کا جواب دے تا کہ اسے کچھ تہذیب آ جائے، — نفس جب تجھ سے خواہشوں اور لذتوں کی تمنا کرے تو اسے ٹال دے، — کچھ دیر کرو اور اس سے کہو کہ ان کے پانے کا مقام جنت ہے — نفس کو رکاوٹ کی تلخی پر صبر کرنے کی عادت ڈال یہاں تک کہ عطائے الٰہی نصیب ہو، — جب اسے صبر کی عادت ہو جائے اور وہ صبر کرنے لگے تو اللہ اس کے

ساتھ ہوگا، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ — ''اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔''

نفس کی کوئی بات نہ مان، وہ تو نافرمانی پر اُکسائے گا، — نفس سے دوستی ترک کر دے اور اس کے خلاف چل، — اس کے خلاف چلیں تو یہ درست رہتا ہے۔

اے معرفت الٰہی کا دعویٰ کرنے والے!، — تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ تو اپنے نفس پر قائم ہے۔

○ — نفس اور حق دونوں جمع نہیں ہوتے،

○ — دُنیا اور آخرت دونوں جمع نہیں ہوتے،

جو بندہ اپنے نفس کے ساتھ ٹھہرا اس کا اللہ کے ساتھ ٹھہرنا باقی نہ رہے گا، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ دُنْیَا اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَاَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ اِصْبِرْ ○

''جس نے دُنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا، — اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دُنیا کو نقصان پہنچایا۔''

صبر سے کام لے، جب صبر کامل ہوگا تو رضائے الٰہی کامل ہوگی، — جب تجھے فنا نصیب ہوگی تو، —

○ — تجھے سب کچھ علم ہو جائے گا، ○ — ہر بات میں شکر گزار ہوگا،

○ — دوری قرب سے بدل جائے گی، ○ — شرک، توحید ہو جائے گا،

○ — تو خلقت کی طرف سے نہ فائدہ پائے گا نہ نقصان،

○ — مخالف چیزیں دکھائی نہ دیں گی،

○ — سب دروازے اور سمتیں ایک ہو جائیں گی، صرف ایک ہی جہت رہ جائے گی۔

یہ ایسی حالت ہے کہ بہت سی خلقت اسے سمجھ ہی نہیں سکتی، بلکہ یہ حالت خاص لوگوں میں لاکھوں میں سے کسی ایک کو حاصل ہوتی ہے۔

کوشش کر روح کے بدن سے نکلنے سے پہلے ہی تیرا نفس مر جائے:

اے بیٹا! کوشش کر کہ تو اللہ کے سامنے یہیں مر مٹے: — اور یہ کوشش کر کہ روح کے بدن سے نکلنے سے پہلے ہی تیرا نفس مر جائے، — نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت کرنے میں ہے، — جلد ہی اس کی عاقبت نیک ہوگی۔ تیرا صبر فنا ہو جائے گا مگر اس کی جزا باقی رہنے والی ہے۔ (تجربے کی بات ہے) میں نے صبر کیا اور صبر کی عاقبت نیک پائی ہے۔ میں مر گیا، پھر اس نے مجھے زندہ کیا، اس نے مجھے پھر مارا اور میں غائب ہو گیا، — غائب ہونے کے بعد پھر مجھے وجود عطا کیا، — میں اس کی معیت میں فوت ہوا اور اس کی معیت میں مالک بنا — میں نے اختیار اور ارادہ چھوڑ دینے میں نفس سے جہاد کیا۔ حتیٰ کہ

مجھے اللہ کی معیّت حاصل ہوگئی — اب تقدیرِ الٰہی میرا ہاتھ تھامتی ہے، اس کا احسان میرا مددگار ہے، اس کا فعل مجھے لئے لئے پھرتا ہے، — غیرتِ الٰہی میری حفاظت کرتی ہے، اور اس کی مشیّت میری اطاعت کرتی ہے، سابق علم الٰہی مجھے آگے بڑھاتا ہے، اور میرا رب مجھے بلند کئے جارہا ہے۔

تجھ پر افسوس! تو مجھ سے بھاگتا ہے، جبکہ میں تجھ پر کوتوال ہوں۔ میں تیرے نفس کا محافظ ہوں، — تیرا ٹھکانہ میرے پاس ہے، میرے پاس ٹھہر جا ورنہ ہلاک ہو جائے گا، — اے جاہل، بیوقوف!، — پہلے میرے پاس آ، پھر بیت اللہ شریف کا حج کرنا، — میں کعبہ کا دروازہ ہوں، میرے پاس آ تا کہ میں تجھے حج کا طریقہ بتاؤں کہ حج کیسے کرتے ہیں، — اور میں تجھے بتاؤں کہ ربِ کعبہ سے کیسے بات کرنی ہے۔ — جب مطلع صاف ہوگا، غبار بیٹھ جائے گا، تم پر حقیقت کھل جائے گی۔

اے سیاست دانو! میری حفاظت میں آ جاؤ، اللہ نے مجھے کامل قوت عطا فرمائی ہے، — اولیاء اللہ تمہیں وہی حکم دیتے ہیں جیسا کہ اللہ کے حکم سے میں تمہیں حکم دیتا ہوں اور اس سے روکتے ہیں جس چیز سے انہیں اللہ نے روکا ہے، — تمہاری خیر خواہی ان کے سپرد کی گئی ہے، وہ نصیحت کرنے میں اپنی امانت ادا کرتے ہیں، — تم دارِ حکمت (دُنیا) میں عمل کرو، تا کہ دارِ قدرت (آخرت) تک پہنچ سکو، — دُنیا دارِ حکمت ہے اور آخرت دارِ قدرت، — حکمت کو آلات واسباب اور اوزاروں کی ضرورت ہے جبکہ قدرت اس کی محتاج نہیں، فضلِ الٰہی نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ دارِ قدرت، دارِ حکمت سے الگ ہو جائے، — آخرت میں اشیاء کسی سبب کے بغیر وجود پائیں گی، وہاں تمہارے اعضاء بول رہے ہوں گے، — اللہ کی جو نافرمانیاں تم نے کی ہیں، تمہارے اعضاء ان کی گواہی دیں گے، تمام راز کھل جائیں گے، اور تمام چھپی باتیں ظاہر ہو جائیں گی، تم چاہو خواہ نہ چاہو تمہاری مرضی نہ چلے گی، — خلقت میں سے کوئی بھی ٹھنڈے دل کے بغیر داخل نہ ہوگا' اس پر حجت قائم ہوگی' جس پر کوئی عذر نہ کر سکے گا' اور ٹھنڈے دل سے داخل ہو جائے گا، — اپنے نامہ اعمال کو فکر کی زبانوں سے پڑھو، پھر نافرمانیوں پر توبہ کرو اور فرماں برداریوں پر شکر ادا کرو، — نافرمانیوں کے کھاتے اکٹھے کر کے دیکھو، ان کی سطروں پر توبہ کا قلم پھیر دو اور یہ سطریں کاٹ دو۔

میں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے لئے:

اے بیٹا! تو میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور میری صحبت میں بھی رہا۔ میں نے جو بات تجھ سے کہی، تو اسے نہ مانے تو میں کیا کہوں، — تجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا، — حقیقت کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے تو نے ظاہر پرستی کی طرف رغبت کی۔ — جو شخص میری صحبت کا طالب ہو، وہ میری بات مانے اور اس پر عمل کرے، جیسے میں کروں ویسے ہی وہ کرے، ورنہ میری صحبت میں نہ آئے، ایسے میں اسے فائدے کی جگہ نقصان ہوگا، —

○ — میں ایک مہذب دسترخوان ہوں، پھر بھی کوئی مجھ سے کھانا نہیں چاہتا،

○ — میں کھلا ہوا دروازہ ہوں، لیکن اس میں داخل کوئی نہیں ہوتا،

میں تمہارے ساتھ کیا عمل کروں، کتنی بار کہوں، تم سنتے ہی نہیں، ــــ میں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے لئے، ــــ میں نہ تم سے ڈرتا ہوں اور نہ ہی کوئی اُمید رکھتا ہوں، نہ ویرانے اور آبادی میں کوئی فرق کرتا ہوں، ــــ اسی طرح زندہ اور مردہ، امیر وفقیر، بادشاہ اور رعایا سب ایک جیسے ہیں، ــــ حکم تو تمہارے غیر کے ہاتھ میں ہے۔

میں نے جب اپنے دل سے دُنیا کی محبت نکال دی تو مجھے یہ مقام حاصل ہو گیا، ــــ جب تیرا دل دُنیا کی محبت سے معمور ہے تو تیرے لئے توحید کیسے صحیح ہو سکتی ہے، ــــ کیا تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نہیں سنا:

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ ۝

''دُنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔''

تو جب تک ابتدائی حالت میں عبادت گزار ہے، طالب اور سالک ہے، دُنیا تیرے حق میں خطا کی جڑ رہے گی، ــــ جب تیرے قلب کی سیر کی انتہا ہو جائے گی تو وہ قربِ الٰہی سے واصل ہو جائے گا۔ تیرا دُنیا کے لئے لکھا نصیب تیرے لئے محبوب بنا دیا جائے گا، اور غیر کے نصیب کیلئے تیرے دل میں نفرت پیدا کر دی جائے گی ــــ تیرا نصیب اس لئے تیرے لئے محبوب بنایا جائے گا تا کہ تو اپنے بارے میں اللہ کے ازلی علم کو ثابت کرنے کیلئے اپنا نصیب اچھی طرح سے حاصل کر لے، اس پر قناعت کرے اور تیری غیر کی طرف توجہ نہ ہو، اور تیرا دل اللہ کے حضور میں قائم ہو جائے، ــــ دُنیاوی نصیب میں اسی طرح تصرّف کرے جس طرح کہ جنت والے جنت میں تصرّف کریں گے، ــــ اللہ کی طرف سے جو بھی حکم جاری ہوگا، تجھے پسند ہوگا، کیونکہ تو:

○ ــــ اسی کے ارادے سے ارادہ کرے گا،

○ ــــ اس کے اختیار سے اختیار کرے گا،

○ ــــ اسی کی تقدیر کے ساتھ چلے گا،

ماسوئی اللہ سے تیرا دل ہٹ جائے گا، دُنیا و آخرت تجھ سے دور ہو جائیں گے، ــــ تیرا یہ اپنے نصیب کو حاصل کرنا اور اسے محبوب رکھنا اپنی طرف سے نہیں بلکہ حکمِ الٰہی کے تحت ہوگا۔

دکھاوے کے لئے عمل کرنے والا منافق اپنے عمل پر مغرور رہتا ہے، دن کو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے، رات کو شب بیداری کرتا ہے، روکھی سوکھی کھاتا ہے اور موٹا لباس پہنتا ہے۔ ظاہری اور باطنی اعتبار سے تاریکی میں ہے، اپنے ربّ کی طرف ایک قدم بھی دل سے نہیں بڑھتا۔ وہ تو فقط عمل کرنے والوں، غم اٹھانے والوں اَلْعَامِلَةُ النَّاصِبَةُ میں سے ہے۔ اس کی اندرونی حالت صدیقین، صالحین، واصلانِ حق اور اولیاء اللہ سے ڈھکی چھپی نہیں۔ خلقت میں سے خواص تو آج بھی اسے جانتے اور پہچانتے ہیں، قیامت کے دن عوام بھی اس کا اصل چہرہ دیکھ لیں گے، ــــ خواص جب بھی اسے دیکھتے ہیں، دل ہی دل میں اس کے لئے غصہ کرتے ہیں، لیکن وہ اللہ کی پردہ پوشی سے اس کی عیب پوشی کرتے ہیں نہ اور اسے دُنیا والوں پر ظاہر نہیں کرتے۔

تو اپنے نفاق کے ساتھ اولیاء اللہ میں شامل نہ ہو، جب تک تو اپنی زنار کو نہ توڑ ڈالے اور نئے سرے سے اسلام نہ لائے،

اور توبہ کو دل کے ساتھ ثابت نہ کرے، اور اپنی عادت اور حرص اور اپنے وجود اور نفع پانے اور دفع ضرر کے گھر سے نہ نکل آئے، ـــ واعظ بن کے اولیاء اللہ کے حالات نہ سنا: ـــ یہ کسی کام کا نہیں جب تک کہ تو اپنے آپ سے باہر نہ نکلے۔ اپنے نفس اور حرص اور عادت کو دروازے پر نہ چھوڑے، ـــ اور دل کو دہلیز پر اور باطن کو بادشاہ کے حضور میں مقام خلوق میں نہ چھوڑے، تیرا کلام نامسموع ہے، زبان نہ ہلا۔ بنیاد کو پختہ کر لے، بنیاد جب مضبوط ہو جائے تو جلدی سے عمارت بنا، ـــ یہ بنیاد کیا ہے، دین اور دل کی سمجھ علم اور فقہ، ـــ زورِ بیان اور زبان کی فقہ نہیں، ـــ زبان کی سمجھ خلقت اور بادشاہوں کے قریب کرتی ہے، جبکہ دل کی سمجھ قرب الٰہی کی مجلس کا صدر بناتی ہے اور تیرے قدم اللہ کے قریب کرتی ہے' دل کی سمجھ کو اختیار کر۔

علم کی طلب تو رکھتا ہے مگر اس پر عمل کی تڑپ نہیں رکھتا:

تجھ پر افسوس تو اپنے وقت کو علم کی طلب میں ضائع کرتا ہے، اس پر عمل نہیں کرتا۔ تو جہالت کے قدم پر حرص میں ہے، ـــ اللہ کے دشمنوں کی خدمت کرتا ہے اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے، اللہ کو تیری اور تیرے شرک کی کوئی پرواہ نہیں، ـــ اسے اپنے ساتھ کوئی شریک قبول نہیں۔ کیا تجھے نہیں پتہ کہ تو اسی کا بندہ کہلائے گا جس کے ہاتھ میں تیری باگ ہوگی، ـــ اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے:

- ـــ اپنے دل کی ڈور اللہ کے ہاتھ میں دے دے،
- ـــ اسی کی ذات پر حقیقی بھروسہ کر،
- ـــ اپنے ظاہر و باطن سے اس کی خدمت کر،
- ـــ اس پر تہمت نہ رکھ، کیونکہ وہ ہر تہمت سے بری ہے،
- ـــ وہ تیری مصلحت تجھ سے زیادہ جانتا ہے،
- ـــ وہ جانتا ہے اور تو نہیں جانتا ہے،

تجھ پر لازم ہے کہ اس کے سامنے گم نام، آنکھیں بند کئے، سر کو جھکائے، گونگا بنا خاموش رہے، یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے تجھے بولنے کا حکم آ جائے، ـــ اب تو اپنے ارادے سے نہیں، اس کے ارادے سے بول، ـــ ایسے میں تیرا بولنا دلوں کے مرض کی دوا، باطن کے لئے شفا اور عقلوں کے لئے روشنی ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَ دُلَّهَا عَلَيْكَ وَ صِفْ اَسْرَارَنَا وَ قَرِّبْهَا مِنْكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo

''اے اللہ! ہمارے دلوں کو منور کر، ـــ انہیں اپنا راستہ بتا، اور ہمارے باطن کو صفا کر، ـــ اپنی تائید سے دلوں کو قوی کر، ـــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، ـــ اور آخرت کی بھلائی عطا کر، ـــ اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

چوالیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۳ رجب ۵۴۵ھ بروز شام منگل بمقام مدرسہ قادریہ)

مومنین کاملین کے ذکر اذکار:

مومن دُنیا میں غریب ہے اور زاہد آخرت میں غریب، — عارف زاہد (طالب مولیٰ) ماسوا اللہ میں غریب، — دُنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے چاہے کیسی ہی رزق میں فراخی اور مکان میں وسعت ہو، اہل وعیال کی کثرت ہو، — اس کے اہل وعیال اس کے مال اور مرتبہ میں ہر طرح کے مزے اڑاتے پھرتے، خوشیاں مناتے ہیں اور اس کے اردگرد ہنستے کھیلتے ہیں، — لیکن وہ باطنی طور پر قید خانے میں ہے۔ اس کے چہرے پر خوشی اور دل میں غم رہتا ہے، — اس نے دُنیا کی حقیقت کو پہچان کر اپنے دل سے طلاق دے دی، —

○ — پہلے اس نے دُنیا کو ایک طلاق رجعی دی، کیونکہ اسے خوف تھا کہ کہیں اغیار ارادے کو نہ بدل دیں، —

○ — ابھی وہ اس حال میں تھا کہ آخرت نے اس پر اپنا دروازہ کھول دیا، اس کے چہرے کی چمک دمک اور حسن کی بجلی اس پر ظاہر ہوئی۔ اس وقت اس نے دُنیا کو دوسری طلاق دے دی، —

○ — اس کے بعد آخرت اس کے گلے سے جھول گئی، چنانچہ اس نے دُنیا کو تیسری طلاق دے دی۔ اور آخرت کے ساتھ رہنے سہنے لگا۔

○ — ابھی وہ اسی کیفیت میں تھا کہ اس پر قربِ الٰہی کا نور چمکا، اس نے آخرت کو بھی طلاق دے دی۔ اور قربِ الٰہی کے مزے لوٹنے لگا۔

دُنیا نے سوال کیا: ''تم نے مجھے کیوں طلاق دی'' — جواب دیا: ''مجھے تجھ سے اچھی مل گئی'' — پھر آخرت نے پوچھا: ''تو نے مجھے کیوں چھوڑا'' — کہا: ''تو خدا کی بنائی ہوئی ہے صورت والی ہے، تیرا وجود ہے تو اسی سے مگر تو غیر خدا حادث ہے، لہٰذا تجھے کیسے نہ چھوڑتا'' —

اب اس کے لئے اللہ کی معرفت ثابت ہوگئی، وہ ماسوا اللہ سے آزاد ہو گیا، اور دُنیا و آخرت میں غریب ہو گیا، اور ہر ایک سے غائب ہو کر ہر چیز سے محو وفنا ہو گیا، — فنا کے اس عالم میں دُنیا آ کر اس کے خدمت میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ بڑی توجہ سے اس کی خدمت کرتی ہے اور تعمیل ارشاد کے لئے حاضر رہتی ہے، — جو زینت اپنے چاہنے والوں کو دکھاتی تھی، اس سے خالی ہو کر آتی ہے، — ایسا اس لئے کیا گیا تا کہ اس کی توجہ اس کی طرف نہ ہونے پائے، — شہنشاہ بیگم جب کسی بندے سے پیار کرتی ہے تو اپنے تحفے نذرانے بوڑھی عورتوں اور سیاہ فام حبشی لونڈیوں کے ذریعے بھیجتی رہتی ہے تا کہ اس پر غیرت اور حفاظت رہے، —

تو پوری طرح سے اپنے رب کی طرف توبہ کر، — آنے والے کل کو گزرے کل کے ہاں اس کے پہلو میں چھوڑ دے، کیا خبر آنے والا کل اس حال میں آئی کہ تو مر چکا ہو۔

اے مالدار! — تو اللہ کو چھوڑ کر مال میں مشغول نہ ہو، کیا خبر کل تو فقیر ہو جائے، — تو کسی کے ساتھ نہ رہ بلکہ سب کے پیدا کرنے والے کے ساتھ رہ، — وہ ایسا ہے کہ اس کی طرح کا کوئی نہیں، اس کے غیر سے راحت چاہے گا، راحت نہ ملے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا رَاحَةَ الْمُؤْمِنِ مِنْ دُوْنِ لِقَاءِ رَبِّهٖ ○

"اللہ کی ملاقات کے سوا مومن کے لئے راحت نہیں ہے۔"

جب وہ خلقت اور تیرے درمیان خرابی اور ویرانی ڈال دے، اور اپنے اور تیرے درمیان میں تعلقات قائم کر لے، تو سمجھ لے اس نے تجھے پسند کر لیا، — تو اس کی پسندیدگی کو برامت سمجھ، جو بندہ اللہ کے ساتھ صبر کرتا ہے وہ الطاف الٰہی کے عجائبات کا نظارہ کرتا ہے، — اور جو فقر پر صبر کرے اسے امیری مل جاتی ہے۔

نبوت اکثر بکریاں چرانے والوں کو ملی ہے، اور ولایت غلاموں اور غریبوں کو ملی ہے، — بندہ جس قدر اللہ کے سامنے جھکتا ہے، اللہ اسی قدر اسے عزت دیتا ہے، — اور جس قدر اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے، اللہ اسی قدر اسے بلندی دیتا ہے، —

○ — اللہ ہی عزت دینے والا اور ذلت دینے والا ہے،

○ — اللہ ہی پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے،

○ — اللہ ہی توفیق دینے والا اور ہر مشکل آسان کرنے والا ہے،

اگر اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو ہم ہرگز نہ اسے پہچان سکتے۔

ہر کوئی اپنے پیارے کی طرف جھکتا ہے:

اے اپنے اعمال پر اترانے والو! — تم کتنے جاہل ہو، اگر اس کی توفیق نہ ہوتی نہ تم نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ روزہ رکھ سکتے تھے اور نہ ہی صبر کر سکتے، — تمہیں تو شکر منانا چاہئے نہ کہ اترانا چاہئے، — اکثر بندے اپنی عبادتوں اور عملوں پر (غرور کی وجہ سے) خلقت سے اپنی تعریف و مدح سرائی چاہتے ہیں، اور دُنیا اور دُنیا والوں کی توجہ کے طالب ہیں، — وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں اور خواہشوں کے تابع ہیں، — دُنیا نفسوں کو پیاری ہے اور آخرت دلوں کی پیاری ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ باطنوں کا محبوب ہے، — کلیہ یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے پیارے کی طرف جھکتا ہے، — حکم کی مضبوطی کے بعد دلوں میں حکم ڈالا گیا ہے، کیونکہ حکم اس امر سے پہلے تھا، — شرعی علوم پر گرفت مضبوط ہوئے بغیر باطنی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ شرعی علوم پر گرفت مضبوط ہوئے بغیر باطنی علم کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ کیونکہ شریعتِ مطہرہ جس حقیقت کی شہادت نہ دے، وہ بے دینی اور الحاد

ہے، — تو کتاب اللہ اور سنّت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں سے اللہ کی طرف پرواز کر، — اس کے حضور میں یوں حاضر ہو کہ تیرا ہاتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مددگار اور رہبر و استاد بنا لے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو اختیار دے کہ تجھے زینت دے کر آراستہ کر کے اللہ کے سامنے پیش فرمائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ارواح کے حاکم ہیں، اور مریدوں کے مربی و سرپرست ہیں، محبوبوں کے سردار اور صالحین کے بادشاہ ہیں، — اور خلقت کے درمیان احوال و مقامات کو تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں سب کا امیر بنایا ہے، اور یہ سب امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیئے ہیں، — بادشاہ کے دربار سے جس لشکر کو خلعت دیئے جاتے ہیں تو اس کی تقسیم امیر لشکر کے ہاتھ سے ہوتی ہے، — توحید عبادت ہے اور شرک نفس کی عادت! — تو عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لے اور عادت کو ترک کر دے، — تو جب خلافِ عادت کرے گا تو اللہ کی طرف سے بھی خلافِ عادت برتاؤ ہوگا۔ (یعنی خرقِ عادت یعنی کرامت کا ظہور ہوگا۔) — تو اپنی حالت کو بدل دے تاکہ اللہ بھی تیرے لئے تبدیلی کر دے، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ○ (سورہ رعد)

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل لیں۔“

تو نفس اور خلقت کو اپنے دل سے نکال دے اور ان کے خالق سے لبریز کر لے تاکہ تجھے منصبِ تکوین پر فائز کرے، — یہ ایسی شئے نہیں جو دن کے روزوں اور رات کے ذکر و نماز سے حاصل ہوتی ہو، اس کے لئے دلوں کی پاکی اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

”صیام و قیام اس دستر خوان کا سرکہ اور ترکاری ہے، اصل کھانا تو ان کے علاوہ ہے۔“

سچ فرمایا، یہ دونوں اوّل تو کھانا ہیں، ان کے بعد دستر خوان پر رنگ برنگ کا کھانا آتا ہے، — صیام و قیام کے بعد کھانا کھانا، پھر ہاتھوں کا دھونا، پھر اللہ سے ملاقات کرنا ہے، — اس کے بعد خلعت اور جاگیر عطا کرنا، اور امارت و نیابت اور ملکوں اور قلعوں کا حوالے کرنا ہے، — بندے کا دل جب اللہ کے لئے درست ہو جائے اور اس کے قرب میں ٹھہر جائے تو روئے زمین پر اسے سلطنت و بادشاہت عنایت کی جاتی ہے، — خلقت کو خالق کی طرف دعوت کا کام سونپا جاتا ہے، — خلقت کی ایذا رسانیوں پر صبر کرے۔ باطل کو پلٹ کر حق کو ظاہر کرے، — اللہ ہی اسے عطا فرماتا ہے، اور وہی غنی بنا دیتا ہے۔ کیونکہ جب وہ دیتا ہے تو یقینی طور پر غنی بنا دیتا ہے، اس کا پیٹ حکمتوں سے بھر دیتا ہے، — اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں اور عارفوں کے دلوں کی زمین سے حکمت کی نہریں جاری فرما دیتا ہے جو اللہ کے علم کی وادی سے عرش عظیم اور لوحِ محفوظ سے جوش مارتی ہیں، جو

اللہ کی پہچان نہیں رکھتے اور اس سے گریزاں ہیں، ان مردہ دلوں کی طرف پہنچتی ہیں، ـــ

دلوں کی مُردنی یا زندگی، کھانے کے حرام یا حلال ہونے پر ہے:

اے بیٹا! حرام کی روزی تیرے دل کو مردہ کردے گی اور حلال کی روزی سے زندگی ملے گی، ـــ

○ ـــ ایک لقمہ ایسا ہے جو تیرے دل کو روشن کردیتا ہے،

○ ـــ ایک نوالہ ایسا ہے جو تیرے دل کو تاریک کردیتا ہے،

○ ـــ ایک لقمہ وہ ہے جو دُنیا کے ساتھ مشغول کرتا ہے،

○ ـــ ایک لقمہ وہ ہے جو آخرت کے ساتھ مشغول کرتا ہے،

○ ـــ ایک لقمہ وہ ہے جو دُنیا وآخرت سے بے رغبت کرتا ہے،

○ ـــ ایک لقمہ خالق کے ساتھ مشغول کرتا ہے۔

حرام کی روزی دُنیا میں مشغول کرتی ہے اور تیرے لئے گناہوں کو محبوب بنا دیتی ہے، ـــ مباح روزی آخرت کی طرف لگاتی ہے، اور طاعت وعبادت کو تیرے لئے محبوب بنا دیتا ہے، ـــ حلال روزی تیرے دل کو اللہ کے قریب کرتی ہے، ـــ ان روزیوں کا علم اللہ کی معرفت سے ہوتا ہے، ـــ

○ ـــ اللہ کی معرفت دل سے ہوتی ہے کتابوں سے نہیں، ـــ

○ ـــ وہ اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے خلقت کی طرف سے نہیں، ـــ

○ ـــ اس کی معرفت اس کی فرماں برداری سے حاصل ہوتی ہے۔

○ ـــ اللہ کی ذات کو سچا جاننے اور سچا ماننے سے حاصل ہوتی ہے،

○ ـــ اللہ کو یکتا سمجھنے اور اس پر بھروسہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے،

○ ـــ ساری خلقت سے الگ ہوجانے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

تو اللہ کو کیسے پہچان سکتا ہے، حالانکہ تجھے کھانے پینے، پہننے اور جماع کرنے کے سوا کسی اور کی پہچان نہیں ہے، ـــ اس میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتا، خواہ لذت میں یہ کیسے ہوں، ـــ کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد نہیں سنا:

مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهٗ وَمَشْرَبُهٗ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ اَدْخَلَهٗ○

"جو اپنے کھانے پینے میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتا، اللہ بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اسے دوزخ کے دروازوں میں سے کس دروازے سے داخل کرے۔"

کچھ توقف کرنے کے بعد حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

کسی چیز کی پرواہ نہ کر، ہر چیز سے بے پرواہ ہو جا — نہ اللہ سے کوئی چیز روکے نہ اس کی خلقت پابند کرے، — سوائے اس کے کہ تو ان سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق بات کرے، دل جوئی سے ان پر صدقہ کرے، تیرا عمل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق ہو:

مُدَارَاۃُ النَّاسِ صَدَقَۃٌ ○ — ''لوگوں کی دل جوئی کرنا صدقہ ہے۔''

○ — اللہ کی عطا سے ان پر عطا کرے،

○ — اپنے اکرام سے ان کی تعظیم کرے،

○ — نرمی اور مہربانی سے پیش آئے،

○ — ان کے لئے تیرا پہلو جھکا رہے،

تیرے اخلاق کلی طور پر خالق کے اخلاق سے ہوں، تیرا ہر فعل اس کی مشیّت کے مطابق ہو گا۔

مشائخ دو طرح کے ہیں:

مشائخ دو طرح کے ہیں:

(۱) ایک مشائخ شریعت (۲) ایک مشائخ طریقت و معرفت

○ — شیخ شریعت (یعنی حکم کا شیخ) تجھے خلقت کے دروازے پر لے جائے گا،

○ — شیخ طریقت (یعنی علم کا شیخ) تجھے قربِ الٰہی کے دروازے پر لے جائے گا،

گویا کہ دو دروازے ہیں جن میں لازمی طور پر داخل ہونا ہو گا:

○ — ایک خلقت کا دروازہ، ○ — ایک خالق کا دروازہ

ایک دُنیا کا دروازہ ہے، ایک آخرت کا دروازہ ہے، — ایک دوسرے کے تابع ہے۔ پہلے خلقت کا دروازہ ہے، پھر خالق کا دروازہ ہے، — جب تک پہلے دروازے سے نہ گزرے گا، اگلا دروازہ نہ دیکھ سکے گا، — اپنے دل کے ساتھ دُنیا سے نکل آ تا کہ آخرت میں داخل ہو سکے، — شیخ شریعت کی خدمت کر تا کہ وہ تجھے شیخ طریقت کی طرف لے جائے۔ خلقت سے الگ ہو تا کہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکے۔ یہ کئی درجے ہیں، ایک کے بعد دوسرا درجہ ہے، — دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ سب چیزیں ضدیں اور مخالف ہیں، تو انہیں جمع کرنے کا شوق نہ کر، تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا، — تو اپنے دل کو جو اللہ کا گھر ہے، اللہ کے غیر سے خالی کر دے، اس میں ماسوا اللہ کو جگہ نہ دے، — جس گھر میں تصویر ہو، وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ تیرے دل میں بہت سی تصویریں اور بت ہیں، اللہ تعالیٰ تیرے دل میں کیسے داخل ہو، — اللہ کے سوا ہر چیز بت ہے، ان بتوں کو توڑ دے اور اس گھر کو پاک و ستھرا کر، اور گھر والے کو گھر میں دیکھ، — ایسے عجائبات نظر آئیں گے جو پہلے نظر نہ آئے تھے۔

اَللّٰھُمَّ وَ فِقْنَا لِمَا یُرْضِیکَ عَنَّا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

''الٰہی! ہمیں اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرما، ـــ اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، ـــ اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، ـــ اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

پینتالیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۶/رجب ۵۴۵ھ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

خلقت پر بھروسہ کرنے والا ملعون ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُوْنٌ مَّلْعُوْنٌ مَّنْ کَانَتْ ثِقَتُہٗ بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِہٖ o

''ملعون ہے، ملعون ہے، جس کا اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ ہے۔''

بہت سے لوگ اس لعنت کا شکار ہیں، بہت سی خلقت میں سے کوئی ایک ہوگا جس کا اللہ پر بھروسہ ہو، ـــ اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا، اور جس نے اپنے جیسی خلقت پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے کہ جس نے مٹھی میں پانی بند کیا، ہاتھ کھولا تو کچھ نہ پایا۔

تجھ پر افسوس! خلقت ایک دن یا دو دن یا تین دن، ایک مہینہ یا ایک سال، حد دو سال تک تیری ضرورتیں پوری کرے گی، بالآخر اکتا کر تجھ سے منہ پھیر لے گی، ـــ تو اللہ کی صحبت اختیار کر اور اپنی سب حاجتیں اسی پر پیش کر۔ وہ تجھ سے کبھی نہ اکتائے گا، نہ دُنیا و آخرت میں تیری حاجت روائی سے گھبرائے گا، ـــ توحید کے ماننے والے کے لئے اس کی توحید کی قوت کے باعث نہ ماں باپ باقی رہتے ہیں، اور نہ دوست نہ دشمن، نہ مال نہ مقام رہتا ہے، ـــ کسی شے میں نہ سکون ملتا ہے نہ قرار، ـــ اللہ کے دروازے اور اس کے احسانوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

اے درہم و دینار پر بھروسہ کرنے والے! یہ جلد ہی تیرے ہاتھ سے نکل جائیں گے، ان کا وبال رہ جائے گا، ـــ جیسے دوسرے کے ہاتھ میں نہ رہے، ان سے چھین کر تجھے دیئے گئے تا کہ ان کے ذریعے اللہ کی اطاعت پر مدد حاصل کرے، ـــ مگر تو نے انہیں اپنا بت بنالیا، ـــ

اے جاہل! اللہ کے لئے علم سیکھ اور اس پر عمل کر، وہ تجھے ادب سکھا دے گا، ـــ علم زندگی ہے اور جہل موت ہے، ـــ علم مشترک سیکھنے کے بعد صدیق جب فارغ ہوتا ہے تو اسے علم قلوب اور علم باطن جو کہ علم خاص ہے، اس میں داخل کر دیا جاتا ہے، ـــ جب اس علم خاص میں وہ دسترس حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کے دین کا بادشاہ ہو جاتا ہے، ـــ بادشاہ گر کی رضا سے حکم دیتا ہے، باز رکھتا ہے، عطا کرتا ہے، روکتا ہے، ـــ اللہ کی مشیت سے خلقت کا بادشاہ بن جاتا ہے، ـــ اس کے حکم سے حکم دیتا

ہے، جس چیز سے منع کیا ہے، اس کے کرنے سے منع کرتا ہے، — اللہ کے امر کے ساتھ لیتا ہے اور اسی کے امر کے ساتھ دیتا ہے، — حکم کے مطابق وہ خلقت کے ہمراہ ہوتا ہے، اور علم کے مطابق خالق کے ہمراہ، — حکم دربار الٰہی کے دروازے کا پاسبان ہے، اور علم گھر میں داخل اور اس کا اندرون ہے، — حکم عام ہے اور علم خاص ہے، — عارف اللہ کے دروازے پر کھڑا ہے، — اس کے سپرد معرفت کا علم اور ایسے امور سے خبرداری ہے کہ جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

○ — اسے عطا کرنے کا حکم ہوتا ہے، تو وہ عطا کرتا ہے،

○ — اسے روک لینے کا حکم ہوتا ہے تو وہ روک لیتا ہے،

○ — کھانے کا امر ہوتا ہے تو کھالیتا ہے،

○ — بھوکا رہنے کا امر ہوتا ہے تو بھوکا رہتا ہے،

○ — کسی پر توجہ دینے کا حکم ملتا ہے، کسی سے اعراض کا،

○ — کسی سے نذر لینے کا حکم ہوتا ہے، کسی پر خرچ کا،

○ — اس کی مدد کرنے والا منصور ہوتا ہے،

○ — اسے حقیر سمجھنے والا رسوا ہوتا ہے،

اہل اللہ تمہاری طرف محض تمہارے لئے اور تمہارے فائدے کے لئے آتے ہیں، انہیں اپنی کوئی حاجت نہیں ہوتی، — خلقت میں سے وہ کسی کے محتاج نہیں، — وہ مخلوق کی رسیاں بٹتے رہتے ہیں، ان کی عمارتیں مضبوط کرتے ہیں، ان پر شفقت ومہربانی کرتے ہیں، — وہ اللہ کی طرف سے دُنیا وآخرت کے سردار ہیں، — وہ جو کچھ تم سے لیتے ہیں تمہارے ہی لئے لیتے ہیں اپنے لئے نہیں، — خلقت کی خیرخواہی ان کا شیوہ ہے کیونکہ جو چیز اللہ کی طرف سے ہے وہ ہمیشہ قائم رہتی ہے، — اور جو غیر اللہ کی طرف سے ہو وہ ہمیشہ نہیں رہتی، —

علم اور باعمل علماء کی خدمت کر اور اس پر صبر کر، — پہلے پہل جب تو علم کا خادم ہوگا، پھر علم تیرا خادم ہوگا، اور تمہاری اس خدمت پر علم صبر کرے گا جیسے تو نے اس کی خدمت پر صبر کیا، — علم کی خدمت کرنے پر جب تو صبر کرے گا تو تجھے دل کی سمجھ اور نور باطن عطا کیا جائے گا۔

اے لوگو! تم اپنے سارے کام اللہ کے سپرد کر دو، وہ تم سے بہتر جاننے والا ہے، — اس کی کشائش کے منتظر رہو، ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک کثیر کشائش ہے۔ اللہ کی خدمت کرو، اسی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرو اور خلقت کے سب دروازے بند کر دو، — وہ تمہیں ایسے عجائبات دکھائے گا جو تمہارے خیال وشمار میں نہیں آسکتے۔

تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ اگر تجھے مخلوق کے ہاتھوں سے نفع پہنچانا چاہے گا تو نفع پہنچا دے گا، اور اگر اس کے ہاتھوں سے نقصان پہنچانا چاہے گا تو نقصان ہوگا، — اس لئے کہ:

○ — وہی دلوں کو مسخر کرنے والا اور نرم یا سخت کرنے والا ہے،

○ — وہی زندہ کرنے والا اور وہی مارنے والا ہے،

○ — وہی عطا کرنے والا اور وہی روکنے والا ہے،

○ — وہی عزت دینے والا اور وہی ذلت دینے والا ہے،

○ — وہی بیمار بنانے والا اور وہی عافیت دینے والا ہے،

○ — وہی پیٹ بھرنے والا اور وہی بھوکا رکھنے والا ہے،

○ — وہی کپڑے پہنانے والا اور وہی برہنہ رکھنے والا ہے،

○ — وہی احسان کرنے والا اور وہی وحشت میں ڈالنے والا ہے،

○ — وہی اول ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے وہ باطن ہے،

○ — سب کچھ وہی ہے، دوسرا نہیں۔

ان باتوں پر دل سے اعتقاد رکھ اور مخلوق کے ساتھ ظاہری زندگی اچھائی کے ساتھ بسر کر، کیونکہ پرہیز گاروں اور صالحین کا شیوہ یہی ہے، — سب احوال میں خوفِ خدا رکھتے ہیں، خلقت کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آتے ہیں۔ ان کی سمجھ کے مطابق اپنے دلوں کی بات کرتے ہیں۔ ان کا خلق نیک ہے، کتاب وسنّت کے مطابق حکم دیتے ہیں۔ اگر وہ مان لیں تو ان کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ اگر حکم نہ مانیں تو خلقت اور اولیاء اللہ میں دوستی اور محبت بالکل نہیں رہتی۔ اللہ کے امر و نہی کے معاملے میں خلقت کا لحاظ نہیں کرتے، —

تو اپنے دل کو مسجد بنا لے، اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو، — جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○ (سورہ جن)

''بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

بندہ جب کسی درجے میں ترقی کرتا ہے تو:

○ — اسلام سے ایمان کی طرف، ○ — ایمان سے یقین کی طرف،

○ — یقین سے معرفت کی طرف، ○ — معرفت سے علم کی طرف،

○ — علم سے محبت کی طرف، ○ — محبت سے محبوبیت کی طرف،

○ — طالب سے مطلوب کی طرف،

ترقی کرتا ہے، — تو اس وقت:

○ — جب غافل ہوتا ہے تو غفلت پر نہیں چھوڑ دیا جاتا،

○—جب بھولتا ہے تو اسے یاد دلایا جاتا ہے،
○—اگر سو جائے تو بیدار کر دیا جاتا ہے،
○—غافل ہوتا ہے تو ہشیار کر دیا جاتا ہے،
○—جب پیٹھ پھیرتا ہے تو متوجہ کر دیا جاتا ہے،
○—جب خاموش ہو جائے تو بلوایا جاتا ہے،

چنانچہ وہ ہمیشہ بیدار اور صاف رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل کا آئینہ ایسا صاف ہو گیا کہ اس کا اندرونی حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے، اور اسے یہ بیداری و ہوشیاری نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ میں ملی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جاگتا اور آنکھیں سوتی تھیں۔ جیسے سامنے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے سے دیکھتے تھے،—ہر ایک کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری تک تو پہنچ ہی نہیں سکتا۔ نہ ہی کوئی آپ کے خصائص میں شرکت کی قدرت رکھتا ہے،—سوائے اس کے کہ آپ کی امت کے ابدال و اولیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خوردہ کھانے اور پینے کے دستر خوان پر آتے ہیں،—اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاماتِ عالیہ کے سمندروں میں سے ایک قطرہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامات کے پہاڑوں میں سے ایک ذرّہ عطا کر دیا جاتا ہے،—کیونکہ وہ:

○—آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں،
○—آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں،
○—آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مددگار ہیں،
○—آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ بتانے والے ہیں،
○—آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور علم شرع کے پھیلانے والے ہیں،

ان پر اور ان کے وارثوں پر قیامت تک اللہ کی رحمت اور سلام نازل ہوتا رہے۔ آمین!

سب کو چھوڑ کر اسی ایک کے ہو رہو:

مومن نے دُنیا پر نظر ڈالی، اسے چاہا اور طلب کیا، اس سے اپنے دل کو بھر لیا، دُنیا نے اس کے دل کا مالک ہونا چاہا، مگر مومن نے اسے طلاق دے دی،—اس کے بعد آخرت کو طلب کیا، حتیٰ کہ اسے بھی پا لیا، اس سے اپنے دل کو بھر لیا، اسے گمان ہوا کہیں یہ اسے پابند نہ کر لے اور ذاتِ الٰہی سے نہ روک لے، اس نے اسے بھی طلاق دے دی، اور دُنیا کے پہلو میں بٹھا دیا، اور آخرت کا فرض ادا کر دیا،—اور خود اللہ کے دروازے پر جا کھڑا ہوا اور وہاں خیمہ لگا لیا اور اس کی چوکھٹ کو تکیہ بنا لیا۔

سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی کر، جنہوں نے پہلے تاروں سے منہ موڑا، پھر چاند اور پھر سورج سے توجہ ہٹائی، پھر فرمایا:

لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ○ — ''میں چھپ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اور یہ کہ:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ○ (سورہ الانعام)

''میں اپنا چہرہ اسی ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں دین حق کا ماننے والا ہوں، اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔''

چوکھٹ الٰہی پر اس کا تکیہ مدتوں لگا رہا، اور اللہ نے ظاہری طور پر اس کی طلب کو سچ جان لیا تو اس پر اپنے قرب کا دروازہ کھول دیا، اور اس کے دل کو اپنے حضور میں داخل ہونے کی اجازت دے دی، — دُنیا و آخرت میں اس پر جو کچھ گزری ہے، اس کا اور اپنا حال سنا دیتا ہے، — حالانکہ اللہ بندے سے زیادہ جانتا ہے، — جو گزری اسے سب کہہ دیتا ہے، اللہ اسے اپنا قرب اور اُنس عطا فرماتا ہے اور اس سے بات کرنے کا شرف بخشتا ہے، اپنی رضا کی خلعت عنایت فرماتا ہے، اور اسے اپنے علم وحکمت سے مالا مال کر دیتا ہے — اس کے طلاق یافتہ دُنیا وآخرت کو نئے سرے سے عقد کر دیتا ہے۔ — اس کے اور دُنیا وآخرت کے درمیان عہد اور شرائط لکھ لی جاتی ہیں۔ جن میں اسے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچانے کی شرط بھی ہے۔ اور ان دونوں کو اس کا خدمت گزار بنا دیا، تاکہ اس کے نصیب کا لکھا اسے ادا کرتی رہیں، — دونوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی، اس کے حق میں حکم بدل گیا، — اس کے دل کا مقام اللہ کے قریب ہو جاتا ہے، سب ماسویٰ اللہ اس سے الگ ہو گئے، وہ اللہ کا بندہ آزاد ہو گیا ماسویٰ اللہ سے آزاد، — زمین وآسمان میں کوئی چیز اس کی مالک نہیں، اور وہ سب چیزوں کا مالک ہو گیا، بادشاہ ہو گیا، — اللہ کے سوا کوئی اس کا مالک نہ رہا، قرب الٰہی کا دروازہ اس کے لئے کھلا ہے۔ اس کے لئے عام اجازت ہے۔ کوئی دربان اور چوکیدار اسے نہیں روک سکتا۔

اے بیٹا! اللہ والوں کا خدمت گزار بن جا کیونکہ دُنیا وآخرت دونوں ان کے خدمت گزار ہیں، — وہ جب جو کچھ ان دونوں سے لینا چاہتے ہیں، حکم الٰہی سے حاصل کر لیتے ہیں، — وہ تمہیں دُنیا ظاہری طور پر عنایت کرتے ہیں اور آخرت باطنی طور پر۔

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ دُنْيَا وَ اٰخِرَة ○

''الٰہی! ہمارے اور ان کے درمیان دُنیا و آخرت کی پہچان کرا دے۔''

چھیالیسویں مجلس

(منعقدہ ۲۸؍رجب ۵۴۵ھ صبح اتوار بمقام خانقاہ شریف)

دُنیا کا بازار عنقریب بند ہو جائے گا:

دُنیا ایک بازار ہے جو عنقریب بند ہو جائے گا، — تم خلقت کے فضل پر نگاہ ڈالنے والے دروازے بند کر دو، اور اللہ کے فضل کے دروازے کھول دو، — دل کی صفائی اور باطن کا قرب مل جائے تو اپنے خاص کاموں میں کمائی اور اسباب کے دروازے بند کر لو، — جو کام عام طور سے تمہارے اہل وعیال اور متعلقین کے لئے ہیں، ان پر یہ دروازے بند نہ کرو، — تمہاری کمائی اور نفع اور تحصیل معاش اوروں کے لئے ہو، جبکہ خاص اپنے لئے اس کے فضل کے طبق سے طالب ہو، — اور اپنے نفسوں کو دُنیا کے ساتھ بٹھا دو اور اپنے قلبوں کو آخرت کے ساتھ، اور اپنے باطن کو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ بٹھا دو، — اور یہ کہتے رہو:

اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ۝ — ''جو ہم چاہتے ہیں تو جانتا ہے۔''

اولیاء اللہ نبیوں کے نائب ہیں:

ابدال، اولیاء اللہ نبیوں کے نائب ہیں، وہ جو کچھ تمہیں حکم دیں اسے قبول کرو، کیونکہ وہ تمہیں اللہ کے حکم سے حکم کرتے ہیں، اور ان کے منع کرنے سے منع فرماتے ہیں، — انہیں بلوایا جائے تو بولتے ہیں، — دیئے جائیں تو لیتے ہیں، — اپنے نفسوں اور عادتوں سے کوئی حرکت نہیں کرتے ہیں، — اپنی خواہشوں کو اللہ کے دین میں شریک نہیں کرتے ہیں، — اپنے اقوال وافعال میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ ارشاد باری سن لیا ہے:

وَمَا اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰـکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۝ (سورہ حشر)

''جو کچھ رسول دیں، اسے لے لو، اور جس چیز سے روکیں، رُک جاؤ۔''

انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کی یہاں تک کہ انہیں بھیجنے والے کے پاس پہنچا دیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کے قریب کر دیا۔ انہیں دربار الٰہی سے القاب اور خلعتیں دلوائیں اور خلقت پر حکومت عطا کروا دی۔

محبت، موافقت سے ہے اور عداوت، مخالفت سے:

اے منافقو! — تمہارا گمان ہے کہ دین ایک قصہ کہانی ہے اور دین ایک مہمل اور بے کار امر ہے، — تمہاری اور

تمہارے شیطانوں اور تمہارے برے ہم نشینوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيَّ وَ عَلَيْهِمْ وَخَلِّصْهُمْ مِنْ ذُلِّ النِّفَاقِ وَ قَيْدِ الشِّرْكِ ○

''الٰہی! میری اور ان کی توبہ قبول فرما، اور انہیں نفاق کی رسوائی اور شرک کی قید سے رہائی عطا فرما۔''

تم اللہ کی عبادت کرو، حلال کی کمائی سے اس کی عبادت پر مدد حاصل کرو۔

○— بے شک اللہ فرماں بردار ایمان والے، حلال کی روزی کھانے والے بندے کو دوست رکھتا ہے۔

○— اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو کھائے اور کام کرے، — اور جو کھائے اور کام نہ کرے۔

○— وہ اسے دوست رکھتا ہے جو کما کر کھائے، — اور اس سے دشمنی رکھتا ہے جو کہ نفاق سے کھائے اور خلقت پر توکل کرے۔

○— وہ توحید والے کو دوست رکھتا ہے اور مشرک کو دشمن۔

○— وہ تسلیم و رضا والے کو دوست رکھتا ہے اور جھگڑا کرنے والے سے ناخوش۔

○— دوستی کی شرط پر موافقت کرتا ہے اور دشمنی کی شرط پر مخالفت۔

اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دو، اور دنیا و آخرت میں اس کی تدبیر کے ساتھ خوش رہو۔

ایک بار میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں نے اللہ سے اس کے رفع کرنے کی دعا مانگی۔ لیکن اس نے اس کے علاوہ ایک اور مصیبت مجھ پر ڈال دی، اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ اس اثناء کسی کی آواز سنائی دی:

''ہم نے تجھے شروع میں نہ کہہ دیا تھا کہ تیری حالت تسلیم (و رضا) کی ہونی چاہئے۔''

چنانچہ مارے ادب کے میں چپ ہو گیا۔

تجھ پر افسوس ہے تو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر دوستی اس کے غیر سے رکھتا ہے، — اللہ تعالیٰ سراپا صفا ہے، اس کا غیر مجسم کدورت! — تیری غیر اللہ سے دوستی جب صفائی کو مکدر کر دے گی، تو تجھ پر کدورت ڈال دی جائے گی، — تیرے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ جب وہ دونوں تھوڑی سی فطری پدری محبت کے ساتھ اپنے بیٹوں کی طرف مائل ہوئے تو دونوں کا ان بچوں ہی کے ساتھ امتحان لیا۔ — اور ہمارے نبی مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں نواسوں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کی طرف جب مائل ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا:

''کیا آپ ان سے پیار کرتے ہیں؟''

فرمایا: ''ہاں!'' — یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

''ان میں سے ایک کو زہر پلایا جائے گا، اور دوسرے کو شہید کیا جائے گا۔''

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی محبت دل سے نکال دی، اور دل کو اپنے مولیٰ سے لگا لیا، — دونوں کے ساتھ جو خوشی تھی، غم سے بدل گئی، اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، ولیوں اور نیک بندوں کے دلوں پر بڑی عزت رکھنے والا ہے، انہیں غیر کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا۔

اے نفاق سے دُنیا کے طالب! — اپنا ہاتھ کھول، اس میں کچھ بھی نہ پائے گا، — تجھ پر افسوس کہ تو نے محنت اور کمائی کو چھوڑ دیا، اور دین کے بدلے لوگوں کے مال کھانے لگا۔

محنت مزدوری تمام نبیوں کا ذریعہ معاش تھا۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کا کوئی پیشہ نہ ہو، — آخر کار انہوں نے اذنِ الٰہی سے خلقت سے کچھ لیا، — اے دُنیا کی شراب، اور اس کی شہوتوں اور حرص میں بدمست! — عنقریب تجھے اپنی قبر میں ہوش آ جائے گا، اب بھی سمجھ جا۔

سینتالیسویں مجلس

(منعقدہ یکم شعبان ۵۴۵ھ صبح منگل بمقام مدرسہ قادریہ)

علم سیکھ، پھر اخلاص سے عمل کر:

علم سیکھ، پھر اخلاص سے عمل کر، — اپنے آپ سے اور خلقت سے خالی ہو جاؤ۔

قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ○

"کہہ دو کہ اللہ ہی ہے، پھر انہیں ان کی بے ہودہ سوچ میں لگے رہنے دو۔"

تم کہو جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّھُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○ (سورۃ شعراء)

"رب العالمین کے سوا یہ سب میری دشمن ہیں۔"

جب تک نفع ونقصان میں تیری نظر خلقت پر پڑتی رہے تو انہیں چھوڑ دے، اور انہیں دشمن سمجھ — جب تیری توحید درست ہو اور شرک کی نجاست تیرے دل سے نکل جائے تو خلقت کی طرف لوٹ آ اور ان سے میل جول کر، — اور اپنے علم سے انہیں نفع پہنچا، انہیں اپنے ربّ کا دروازہ بتا، — خاص لوگوں کی موت صرف مخلوق سے موت ہے، اپنے ارادے اور اختیار سے موت ہے۔ جسکے لئے یہ موت صحیح ہو، اسے اپنے ربّ کے ساتھ حیاتِ ابدی مل گئی، — اس کی موت ایک لمحہ کا سکتہ، ایک لمحے کی غشی اور ایک لمحے کے لئے غائب ہونا ہے، ذرا سی دیر سونا ہے پھر ہمیشہ کی بیداری ہے، — اگر تو ایسی موت چاہتا ہے تو معرفت وقربِ الٰہی کی شراب پی کر آستانۂ الٰہی پر سورہو، تاکہ وہ تجھے اپنی رحمت اور احسان کے ہاتھ سے تھام لے، وہ تجھے ہمیشہ کی زندگی عطا فرما دے، —

○—ایک کھانا نفس کے لئے ہے، ○—ایک کھانا دل کے لئے ہے،

○—ایک کھانا باطن کے لئے ہے،

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (یَعْنِیْ یُطْعِمُ سِرِّیْ مَعَانِیْ یُطْعِمُ رُوْحِی الرُّوْحَانِیَّۃَ) یُغَذِّیْنِیْ بِغِذَاءٍ یُّخَصُّنِیْ○

''میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (یعنی میرے باطن کو معانی کی غذا اور میری روح کو روحانیت کی غذا کھلاتا ہے۔) مجھے غذا عطا فرماتا ہے جو میرے ہی لئے خاص ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قلب اور قالب کے ساتھ تشریف لے گئے، ترقی و معراج حاصل کی۔ بعد میں قالب کو روک لیا، ایسی حالت میں آپ لوگوں میں بھی موجود رہے،— قلب و باطن سے عروج و معراج فرماتے رہتے تھے،— یہی حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان حقیقی وارثوں کا ہے جنہوں نے علم و عمل اور اخلاص کو جمع کیا اور خلقت کو تعلیم و تلقین دیتے رہے۔

علم کا عمل کے بغیر، اور عمل کا اخلاص کے بغیر کچھ اعتبار نہیں:

اے لوگو! اولیاء اللہ کا پس خوردہ کھاؤ، ان کے برتنوں میں جو باقی ہے، پی لو،— اے علم کے دعوے دارو! علم کا عمل کے بغیر اور عمل کا اخلاص کے بغیر کچھ اعتبار نہیں،— عمل کے بغیر علم اور اخلاص کے بغیر عمل، روح کے بغیر بدن کی طرح ہے،— تیرے اخلاص کی یہ علامت ہے کہ تو خلقت کی تعریف اور مذمت و برائی کی طرف توجہ نہ کرے، ان کے مال و اسباب کو حرص و لالچ کی نظر سے نہ دیکھے،— بلکہ ربوبیّت کا حق ادا کرے،— تیرا عمل:

○—نعمت کے لئے نہیں، نعمت دینے والے کے لئے ہو۔

○—ملک کے لئے نہیں، مالک کے لئے ہو،

○—باطل کے لئے نہیں، حق کے لئے ہو۔

خلقت کے پاس جو کچھ ہے یہ محض چھلکا ہے، اور خالق کے پاس ہو کچھ ہے وہ سراپا مغز ہے،— جب اللہ کے بارے میں تیری سچائی، اس کے لئے تیرا اخلاص اور اس کے سامنے تیری حضوری صحیح ہو جائے گی، تب وہ تجھے اس مغز کے روغن سے کھانا کھلائے گا،— اور وہ تجھے مغز در مغز، باطن در باطن اور حقیقت در حقیقت سے مطلع کرے گا،— اس وقت تو ہر اک شے سے برہنہ ہو جائے گا۔

○—یہ برہنگی دل کے لئے ہے، بدن کے لئے نہیں،

○—زُہد قلب کے لئے ہے، قالب کے لئے نہیں،

○—اعراض باطن کا ہوتا ہے ظاہر کا نہیں،

○ ــ باطنوں پر نظر ہے، بدنوں پر نہیں،

○ ــ دیکھنا ذاتِ الٰہی کا ہے، خلقت کا نہیں،

دارومدار اس پر ہے کہ تو خلقت کے ساتھ نہیں خالق کے ساتھ ہو، ــ تمہاری نظر میں دُنیا اور آخرت کی نفی ہو جائے، نہ دُنیا رہے نہ آخرت، سوائے اللہ کی ذات کے، ــ

اللہ کی مخلوق میں سے اس کے مخصوص محب ہیں جو کلمہ حق کی بلندی کے لئے کافروں کی تلواروں سے شہید ہوتے ہیں، بدنی تکلیفیں اٹھا کر کتنی خوشی محسوس کرتے ہیں، لذتیں پاتے ہیں، ــ اور جو محبت کی تلوار سے شہید ہوتے ہیں ان کا حال کیا ہوگا۔ گناہوں کی وجہ سے بدنوں اور جسموں پر بربادی مسلط کر دی جاتی ہے، ــ کیا تو نے ویران گھروں کو نہیں دیکھا جنہیں ان کے رہنے والوں کے گناہ خراب و برباد کر گئے، کیونکہ گناہ شہروں کو ویران اور بندوں کو ہلاک کر دیتے ہیں، ــ تیرا بھی ایسا ہی حال ہے، تیرا بدن ایک شہر ہے، تیرے گناہ و نافرمانی کرنے سے اس میں خرابی آ جائے گی، ــ

○ ــ جب تو گناہ کرے تو تیرا جسم خراب ہوگا،

○ ــ پھر تیرے دین کا جسم برباد ہوگا،

○ ــ تو اندھا، بہرا اور اپاہج ہوگا،

○ ــ تیری قوت جاتی رہے گی، طرح طرح کی بیماریاں گھیر لیں گی۔

تجھے محتاجی آئے گی، جو تیرے مال کے گھر کو ویران و برباد کر دے گی، ــ وہ تجھے تیرے دوستوں اور دشمنوں کی طرف لے جائے گی اور در بدر پھرائے گی۔

اے منافق! افسوس ہے تجھ پر، ــ اللہ کو دھوکہ نہ دے، اس کے ساتھ مکر و فریب نہ کر، ــ عمل کر کے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اللہ کے لئے ہے جبکہ مخلوق کے لئے ہے، ــ انہیں دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے، ان سے نفاق کر کے خوشامد و چاپلوسی کرتا ہے۔ اور اپنے ربّ کو فراموش کر دیتا ہے۔ تو عنقریب دُنیا سے مفلس ہو کر نکلے گا، ــ اے باطن کے مریض سوچ اور غور کر! اس مرض کا علاج معالجہ کر، ــ اس کی دوا تجھے اللہ کے نیک بندوں سے ہی مل سکے گی، ان سے دوا لے کر استعمال کر، اس سے تجھے دائمی عافیت اور ہمیشہ کی تندرستی حاصل ہوگی، ــ تیری حقیقت اور قلب اور باطن کا علاج ہو جائے گا۔ اللہ کے ساتھ تیری خلوت ہو جائے گی، تیرے دل کی دونوں آنکھیں کھل جائیں گی، تو اپنے ربّ کو دیکھ سکے گا، ــ تو اللہ کے ان محبوب بندوں میں سے ہو جائے گا جو اس کے دروازے پر کھڑے ہیں، اللہ کے سوا غیر کو نہیں دیکھتے ہیں۔ جس دل میں بدعت ہو وہ ذاتِ الٰہی کا دیدار کیسے کر سکتا ہے۔

شریعت پر چلو، نئی راہ نہ نکالو:

اے لوگو! ــ شریعت پر چلو، نئی راہ نہ نکالو، ــ موافقت کرو، مخالفت نہ کرو، ــ فرماں برداری کرو، نافرمانی نہ کرو، ــ

مخلص رہو، مشرک نہ بنو، ـــ اللہ کی توحید قائم کرو، اس کا دروازہ نہ چھوڑو، ـــ اسی سے مانگو، غیر سے سوال نہ کرو، ـــ اسی سے مدد چاہو، اس کے غیر سے مدد نہ مانگو، ـــ اللہ پر توکّل کرو، غیر کا سہارا نہ ڈھونڈو،

تم اے خاص لوگو! ـــ اپنے نفسوں کو اللہ کے سپرد کردو، تمہارے لئے اور تمہارے غیروں کے لئے اس کی جو تدبیر ہے، اس پر راضی ہوجاؤ، ـــ اس سے سوال کرنے کی بجائے اس کے ذکر میں مشغول ہوجاؤ، ـــ کیا تم نے وہ ارشاد باری نہیں سنا جو اس نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا:

مَنْ شَغَلَهٗ ذِكْرِيْ عَنْ مَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ يَا مَنِ اشْتَغَلَ بِذِكْرِهٖ ○

''جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے روک رکھا، میں سوال کرنے والوں سے کہیں زیادہ اسے عنایت کروں گا۔''

اے ذکر الٰہی میں مشغول ہونے والے، اور اپنے دل کو اسی کے لئے منکسر بنا لینے والے! ـــ کیا تو اس کی عطا سے راضی نہیں ہے کہ وہ تیرا جلیس و ہم نشین ہوجائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

○ ـــ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ ○ ''جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں۔''

○ ـــ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ اَجْلِيْ ○

''میں ان کے پاس ہوں جن کے دل میرے لئے شکستہ ہیں۔''

اللہ کے قریب ہونا ہے تو دل کو اس کے ذکر میں لگا:

اے بیٹا! اللہ کے قریب ہونا ہے تو دل کو اس کے ذکر میں لگا، ـــ تیرا دل تجھے اللہ کے قرب کے گھر میں داخل کردے گا اور اس کا مہمان بنا دے گا، ـــ مہمان کی آؤ بھگت کی جاتی ہے، خاص طور سے شاہی مہمان کی، ـــ ملک و سلطنت کے دھندوں میں پڑ کر تو کب تک اس بادشاہ سے غافل رہے گا، ـــ جلد ہی اپنی سلطنت و حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، عنقریب آخرت میں حاضر ہوگا اور یہ سوچے گا کہ دُنیا تو کبھی تھی ہی نہیں، آخرت ہی سدا سے ہے۔

مجھے خالی ہاتھ دیکھ کر نہ بھاگ، میں تجھ سے اور تمام مشرق و مغرب والوں سے بے پرواہ ہوں، ـــ میں تجھ سے تیرے لئے ہی نفع چاہتا ہوں، تمہاری رسیاں بٹتا رہتا ہوں، ـــ تو بدعت نہ کر اور اللہ کے دین میں کوئی ایسی بات نہ نکال جس کی کوئی اصل نہ ہو، ـــ دو عادل گواہوں کتاب اور سُنّت کی پیروی کرتا رہ، یہ دونوں تجھے اللہ تک پہنچادیں گے، ـــ اگر تو بدعتی ہوگیا تو تیری عقل اور خواہش تیری گواہی دیں گے اور تجھے ضرور دوزخ میں پہنچائیں گے، ـــ اور تجھے ہامان اور فرعون اور ان کے لشکر سے ملادیں گے، ـــ (نعوذ باللہ!)

تو تقدیر الٰہی کے ساتھ حجت کرتا ہے جو قبول نہ کی جائے گی، ـــ علم و تدریس اور اخلاص کی درس گاہ میں داخل ہو جا، ـــ پہلے علم سیکھ، پھر عمل کر، پھر مخلص بن جا، ـــ تجھ سے کچھ نہیں ہوتا، جبکہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔ دُنیا طلب کرنے کے

بجائے علم وعمل کی طلب میں تمام تر کوشش ہونی چاہیے، — عنقریب تجھ سے کوشش بھی منقطع ہو جائے گی۔ ایسے کام میں کوشش کر جس کا تجھے فائدہ ہو، — اس اثناء میں ایک شخص وجد میں آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہوا، اور عرض کرنے لگا:

''اس دلہن کا پیش خیمہ کیا تھا جو اس کا ایسا نصیبہ ہو گیا۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''شب وصال سے پہلے بادشاہ و مالک کی ایک نگہِ لطف!''

دُنیا سے آگے بڑھ کر رضائے الٰہی تک پہنچ جا:

اے بیٹا! دُنیا سے آگے بڑھ کر رضائے الٰہی تک پہنچ جا، تا کہ وہ تجھ سے راضی ہو جائے، — کیونکہ وہ راضی ہو کر تجھے اپنا محبوب بنالے گا، — تو اپنے قلب سے رزق کا غم نکال دے۔ رزق بغیر مشقت اور تکلیف اٹھانے کے اللہ کی طرف سے تیرے پاس آ جائے گا، — دل سے ہر طرح کے غم نکال دے، سب غموں کا ایک غم بنالے، وہ ہے اللہ کا غم! — جب تو ایسا کرے گا وہ تیرے سب غموں کو کفایت کرے گا، — تیرا غم وہ ہے جو تجھے غم میں ڈالے،

○ — اگر تیرا غم دُنیا کے لئے ہے تو دُنیا کا ساتھی ہے،
○ — اگر تیرا غم آخرت کے لئے ہے تو آخرت کا ساتھی ہے،
○ — اگر تیرا غم مخلوق کے لئے ہے تو انہی کے ساتھ ہے،
○ — اگر تیرا غم حق تعالیٰ کے لئے ہے تو دُنیا و آخرت میں اسی کے ساتھ ہے۔

اڑتالیسویں مجلس

(منعقدہ ۸ رشعبان ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء، بمقام مدرسہ قادریہ)

اللہ کے غضب سے بچو، یہ خسارے کا سودا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا يُحِبُّوْنَ وَبَارَزَاللهَ بِمَا يَكْرَهُ لَقِيَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ○

''جس شخص نے اپنا بناؤ سنگھار ایسی چیز سے کیا جسے لوگ پسند کرتے ہیں، — اور اللہ سے ایسی چیز سے مقابلہ کیا جسے وہ ناپسند کرتا ہے، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہو گا۔''

اے منافقو! کلام نبوت سن لو، — دُنیا کے بدلے میں آخرت کا سودا کرنے والو! — مخلوق کے بدلے خالق کو بیچنے والو! — اور باقی کے بدلے فانی کو مول لینے والو! — تمہاری یہ تجارت بڑے خسارے کی ہے، تمہارا اصل مال بھی جاتا

رہا۔۔۔ تم پر افسوس! تم اللہ کے غصے اور غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہو، کیونکہ جو ایسی چیز سے اپنی زینت بناتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر غصہ فرماتا ہے۔۔۔ تو مکاری چھوڑ دے، اپنے ظاہر کو شرعی آداب سے مزیّن کر، اور خلقت کو باطن سے نکال کر باطن کو سنوار۔۔۔ خلقت کے دروازے بند کر دے اور اسے اپنے دل سے فنا کر ڈال۔۔۔ یوں سمجھ کہ خلقت پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ان کے ہاتھوں سے نفع اور نقصان نہ دیکھ۔۔۔ تو نے قلب کی زینت چھوڑ دی اور قالب کی زینت میں لگ گیا۔ دل کی زینت توحید اور اخلاص اور اللہ پر بھروسہ کرنے اور اس کے ذکر کرنے اور اس کے غیر کو بھلا دینے میں ہے۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ هُوَ الَّذِیْ لَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ عَلَيْهِ ٥

''نیک عمل وہی ہے جس پر تعریف کی اُمید نہ کی جائے کہ لوگ تیری تعریف کریں۔''

اے آخرت کے لحاظ سے بیوقوفو، دیوانو! ۔۔۔ اور دُنیا کے لحاظ سے عاقلو! ۔۔۔ یہ عقل ایسی ہے جو تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ تو ایمان کو حاصل کرنے میں کوشش کر، تجھے ایمان حاصل ہو جائے گا۔۔۔ توبہ کر اور عذر کر اور شرمسار ہو، اپنی آنکھوں سے رخساروں پر آنسو بہا۔۔۔ اللہ کے خوف سے رونا گناہوں اور غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ جب دل سے توبہ کرو تو سچی توبہ کا نور چہرے پر چمکنے لگے گا، تیرا چہرہ روشن ہو جائے گا۔

جب تک قدرت ہے راز چھپانے کی کوشش کرتا رہ:

اے بیٹا! اپنے راز کی حفاظت کر، جب تک تجھے قدرت ہے تو حفاظت کی کوشش کرتا رہ۔۔۔ جب تو مغلوب ہو جائے اور راز ظاہر ہو ہی جائے، تب تو معذور ہے۔ کیونکہ محبت پردے اور ستر کی دیواروں کو گرا دیتی ہے، اور حیا اور وجود اور خلقت کی نظر کرنے کی دیواروں کو خراب اور ویران کر دیا کرتی ہے۔

خود ساختہ وجد والے کو باہر نکال دینے کا حکم ہے، اور جو بے اختیار وجد میں آ جائے، اس کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنایا جاتا ہے کیونکہ بناوٹ نفسانی امر ہے اور غلبہ بے اختیاری امر ہے۔۔۔ وہ مخلوق کے دکھانے کا ہے اور وہ ربّ والا ہے۔۔۔ کوشش کر تو نہ ہو وہی ہو۔۔۔ کوشش کر کہ نقصان کے ازالے اور نفع کے حصول کے لئے تو کوئی حرکت نہ کرے۔۔۔ جب تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک خادم مقرر کر دے گا، اور تیری حفاظت کرتا رہے گا، اور تجھ سے ہر طرح کی تکلیف دور کرتا رہے گا۔۔۔ تو اللہ کے ساتھ ایسا ہو جا جیسے نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ ہے، جیسے چاہتا ہے پلٹ دیتا ہے۔ جیسے کہ اصحاب کہف حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تھے۔۔۔ تو اللہ کے ساتھ بلا وجود اور بے اختیار اور بنا تدبیر کے ٹھہرا رہ۔۔۔ اس کے سامنے اس کی قضاؤں اور قدروں کے مصائب در پیش آتے وقت اس کی تقدیر پر ایمان کے ساتھ ثابت قدم رہ۔ ایمان، تقدیر کے ساتھ قائم رہتا ہے، جبکہ نفاق تقدیر سے بھاگتا ہے۔۔۔ منافق پر جب چند دن اور راتیں گزرتی ہیں اس کا بدن دُبلا ہو جاتا ہے۔ حرص اور عادت اور نفس موٹا ہو جاتا ہے۔

○ — اس کے باطن اور دل کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں، —

○ — اس کے گھر کا دروازہ آباد اور اس کا اندرونی حصہ ویران،

○ — اللہ کا ذکر زباں سے کرتا ہے دل سے نہیں،

○ — اس کا غصہ نفس کے لئے ہے اللہ کے لئے نہیں،

جبکہ مومن کا معاملہ اس کے برعکس ہے:

○ — اللہ کا ذکر زبان و دل دونوں سے کرتا ہے،

○ — اس کی زبان اکثر ساکت اور دل ذاکر ہوتا ہے،

○ — اس کا غصہ اللہ ورسول کے لئے ہے، اپنے نفس اور حرص اور عادت اور دُنیا کے لئے نہیں۔

○ — نہ کسی پر حسد کرتا ہے، نہ کوئی اس پر حسد کرتا ہے۔

○ — نہ خوشحالوں سے ان کی خوشحالی پر جھگڑا کرتا ہے۔

کسی خوشحال سے جھگڑنا خجالت ورسوائی کا باعث ہوسکتا ہے:

اے بیٹا! تو خود کو اس بات سے بچا اور پھر بچا کر تو کسی خوشحال سے جھگڑا کرے، — کیونکہ وہ تو سلامت رہے گا اور بلند مرتبہ ہو جائے گا، تو مارے حسد کے خجل اور ذلیل ہوتا ہے۔ دشمنی و جھگڑے سے ہلاک ہو جائے گا، — جھگڑا کر کے تو اس کے نصیب کو کیسے بدل سکتا ہے۔ حالانکہ جو نعمتیں اسے میسر ہیں، اللہ کے علم میں سابق ہو چکی ہیں۔ جب تو اللہ کے ساتھ اس کے سابق علم میں اپنے اور غیر کے بارے میں جھگڑا کرے گا تو اللہ کی نظر سے گر جائے گا، تیرا عمل تجھے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ — ''عمل کرنے والا محض مشقت اٹھانے والا ہے۔''

تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر لے، — معصوم بندہ عقل اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے گناہوں سے بچا رہتا ہے، — تجھ پر اللہ کی طرف سے جو مصیبت آئی ہے، اس کی وجہ سے وہ اللہ کی طرف آنے کے ارادے سے باز نہیں رہتا، — تو اس مصیبت کا اپنے سے دور ہونے کا انتظار کر اور اللہ سے نا اُمید نہ ہو۔ کیونکہ ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک کشائش ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ○ — ''وہ ہر ایک دن نئی شان میں ہے۔''

وہ ایک قوم کی حالت دوسری قوم کی طرف پلٹا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ صبر کر اور اس کی تقدیر پر راضی رہ۔ کیونکہ:

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ○

''تو نہیں جانتا کہ شائد اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور راہ نکال دے۔''

جب تو بلا پر صبر کرے گا تو تیری بلا ہلکی کر دی جائے گی اور تیرے لئے کوئی ایسی راہ نکال دے گا جسے وہ بھی پسند کرے گا اور

تو بھی راضی ہوگا، — اور جب تو جزع فزع کرے گا اور تقدیر پر اعتراض کرے گا تو وہ تجھ پر بلا اور بھی بھاری کر دے گا، اور تیرے اعتراض کی وجہ سے اس کا غصہ اور عذاب بھی بڑھ جائے گا۔

اے لوگو! تم پر بلا اس لئے نازل ہوتی ہے کہ تم اللہ پر اعتراض کرتے ہو اور اس سے جھگڑا کرتے ہو، اپنے نفسوں اور خواہشوں اور اپنی غرضوں کے ساتھ قائم ہو، — دُنیا کی محبت میں اس کے جمع کرنے کی حرص میں جمے ہوئے ہو۔

اگر دُنیا کے بغیر چارہ نہ ہو تو ......

اے مسلمانو! اگر دُنیا کے بغیر چارہ نہ ہو تو تمہارے نفس کو دُنیا کے دروازے پر رہنا چاہیے، اور تمہارے دل کو آخرت کے دروازے پر، اور تمہارے باطن کو اللہ کے دروازے پر رہنا چاہئے، — یہاں تک کہ

○ — نفس دل بن جائے اور جو مزا دل نے لیا ہے، نفس بھی حاصل کرے، —

○ — اور دل کا باطن بن جائے، اور جو مزا باطن نے لیا ہے، دل بھی حاصل کرے، —

○ — اور باطن ذاتِ الٰہی میں فنا ہو جائے، نہ مزا لے اور نہ مزا دیا جائے، —

○ — ایسے میں وہ کیمیا بن جائے گا، اور ایک درہم جب ہزار مثقال تانبے میں ڈالا جائے گا تو وہ تانبے کو سونا بنا دے گا، — (انسان کمال کی) یہ غایت کلی ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

○ — خوش خبری ہے اس کے لئے جس نے میرے قول کو سمجھا اور اس پر ایمان لایا، —

○ — خوش خبری ہے اس کے لئے جو اس پر اخلاص سے عمل کرے، —

○ — خوش خبری ہے کہ جس نے عمل کو اپنے ہاتھ میں لیا، اور جس کے لئے عمل کیا ہے اس کے قریب کر دے۔

مر کے تو مجھے دیکھے گا، میں تجھ سے تکلیف دور کروں گا:

اے بیٹا! جب تو مر جائے گا تو مجھے دیکھے گا اور پہچانے گا، اپنے دائیں بائیں دیکھے گا کہ میں نے تیرا بوجھ اٹھایا ہوا ہے، اور تجھ سے تکلیف کو دور کر رہا ہوں اور تیرے حق میں سوال کرتا ہوں۔ — تو کب تک خلقت کو اللہ کا شریک ٹھہراتا رہے گا اور اس پر بھروسہ کرتا رہے گا، — تجھ پر واجب ہے کہ تو جان لے کہ ان میں سے کوئی نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان — نہ کوئی فقیر، نہ کوئی غنی، نہ کوئی معزز، نہ کوئی ذلیل، — تو اللہ ہی کو لازم پکڑ، نہ خلقت پر بھروسہ کر، نہ اپنی کمائی اور قوت اور طاقت پر بھروسہ کر، — اللہ کے فضل پر بھروسہ کر، اس پر توکل کر جس نے تجھے کسب پر قدرت عنایت کی ہے، اور خاص اسی نے تجھے رزق دیا ہے، — جب تو ایسا کرے گا تو وہ تجھے اپنے ساتھ سیر کرائے گا، تجھے اپنے عجائباتِ قدرت و عجائبات علم ازلی دکھائے گا، — تیرے قلب کو اپنی طرف ملا لے گا، اس ملاقات کے بعد وہ تجھے گزرے زمانے کی یاد دلائے گا، جس طرح کہ وہ جنت میں اہلِ جنت کو دُنیا یاد دلائے گا، — جب تو سبب کے جال کو توڑ دے گا تو سبب پیدا کرنے والے کی طرف پہنچ جائے گا، — جب تو اپنی عادت کے خلاف کرے گا تو تجھ سے خلافِ عادت ظاہر ہوگا۔

○ — جو خدمت کرتا ہے، وہ مخدوم بنا لیا جاتا ہے،

○ — جو اکرام کرتا ہے، اسی کا اکرام کیا جاتا ہے،

○ — جو قریب ہوتا ہے، اسے قرب دیا جاتا ہے،

○ — جو فرماں برداری کرتا ہے، وہ مطاع بنا دیا جاتا ہے،

○ — جو تواضع کرتا ہے، بلند کیا جاتا ہے،

○ — جو احسان کرتا ہے، اس پر احسان کیا جاتا ہے،

○ — جو حسنِ ادب اختیار کرتا ہے، اسی کو قرب نصیب ہوتا ہے،

حسنِ ادب تجھے قریب کر دے گا جبکہ بے ادبی و گستاخی دور کر دے گی، — حسنِ ادب اللہ کی اطاعت ہے، اور گستاخی، اللہ کی بے ادبی و نافرمانی ہے۔

اپنے نفس کے محاسبہ میں تاخیر نہ کرو:

اے لوگو! اللہ کے سامنے اپنے نفسوں کو پیش کرو اور ان کے محاسبہ میں تاخیر نہ کرو، — اس میں اپنے نفسوں کے لئے آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں جلدی کرو، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَسْتَحِیْ اَنْ یُّحَاسِبَ الْمُتَوَرِّعِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ فِی الدُّنْیَا ○

''جن نیک بندوں نے دُنیا میں پرہیز گاری اختیار کی، ان کا حساب کرتے ہوئے شرم فرمائے گا۔''

یعنی حساب نہ لے گا، تو پرہیز گاری اختیار کر ورنہ کل تیری گردن میں رسوائی کی رسی ہو گی، — تو دُنیا میں اپنے تصرفات میں پرہیز گاری کر، ورنہ دُنیا و آخرت میں تیری خواہشیں حسرتوں سے بدل جائیں گی۔ — دُنیا آگ کا گھر اور درہم غم فکر کا گھر ہے، جبکہ تو نے انہیں حرام طریقہ سے حاصل کیا ہو، اور حرام طریقہ سے خرچ کیا ہو، — جو کچھ میں تجھے کہہ رہا ہوں، قیامت کے دن تجھ پر ظاہر ہو جائے گا۔ آج تو اندھا اور بہرہ ہے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ ○ — ''کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔''

تو اپنے دل کو دُنیا کی محبت سے خالی کر کے برہنہ ہو جا، اسے بھوکا پیاسا رکھ، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے پہنائے، کھلائے اور پلائے — اپنا ظاہر و باطن اللہ کے سپرد کر دے، تدبیر کو چھوڑ دے، — وہی ہو تو نہ رہے، ہمیشہ خدمت گزار رہ، کیونکہ دُنیا عمل کا گھر ہے اور آخرت اجرت وعطا اور بخشش کا گھر ہے، — اکثر صالحین کا یہی طرزِ عمل ہے، یہاں عمل کریں وہاں بدلہ پائیں، — انہیں صالحین میں سے کچھ وہ بھی ہیں جنھیں دُنیا میں کام کرنے سے وہ نکال دیتا ہے، — ان پر رحم اور احسان فرماتا ہے اور آخرت سے پہلے ہی دُنیا میں بھی انہیں راحت بخشتا ہے، ان کے فرائض ادا کر لینے کو کافی سمجھتا ہے اور انہیں نوافل سے راحت دیتا ہے، کیونکہ فرائض تو کسی بھی حال میں کسی بھی مقام پر ساقط نہیں ہوتے، — ایسا مرتبہ ہزاروں بندگانِ خدا میں سے

کسی ایک کا ہی ہوتا ہے اور وہ بہت ہی کامیاب ہیں۔

دُنیا سے منہ پھیر لے، دُنیا میں ہی راحت پائے گا:

اے بیٹا! زُہد کر اور دُنیا سے منہ پھیر لے، دُنیا میں ہی راحت پائے گا، —— اور دُنیا سے جو کچھ تیرے نصیب میں ہوگا وہ تجھ تک ضرور پہنچ کر رہے گا، —— تیرا نصیب تیرے پاس پہنچے بغیر نہ رہے گا، حالانکہ تو معزز و مکرم سوال کیا گیا ہوگا —— ایسے میں خود نصیب تجھ سے قبول کے لئے عرض کرے گا، —— تو اپنے نفس اور خواہش نفس کے ساتھ نہ کھا، کیونکہ یہ ایک حجاب ہے جو تیرے دل کو اللہ سے روکتا ہے، —— مومن اپنے نفس کو اپنے نفس کے لئے نہ کھلاتا اور نہ پہناتا ہے اور نہ کوئی فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ کھاتا ہے کہ اللہ کی اطاعت پر قوت حاصل ہو، —— اس لئے کھاتا ہے کہ اس کے ظاہری قدم اللہ کے سامنے جمے رہیں، اسے خواہش نفسانی سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا، —— ولی اللہ، اللہ کے حکم سے کھاتا ہے، —— اور ابدال جو قطب کا وزیر ہوتا ہے، اللہ کے فعل سے کھاتا ہے، —— اور قطب کا کھانا اور تمام تصرّفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے اور تصرّفات کی مانند ہوتے ہیں، —— ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ قطب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور نائب اور آپ کی امت میں خلیفہ ہے، —— وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے، قطب باطنی خلیفہ ہے، اور مسلمانوں کا امام جو ان کا بادشاہ ہے وہ ظاہری خلیفہ ہے، اور اس کی خصوصیت یہ ہے جس کی اطاعت و متابعت ترک کرنا حلال نہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کا بادشاہ عادل ہو تو وہ قطبِ زمانہ ہوتا ہے، یہ مت سوچ لینا کہ ولایت یا قطبیت کوئی آسان کام ہے، —— تم پر فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے ظاہری افعال کا شمار اور نگہداشت کرتے ہیں۔ جبکہ باطنی افعال کی نگہداشت اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے، —— تم میں سے ہر ایک قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا ہر ایک کے ساتھ وہ فرشتے ہوں گے جو دُنیا میں اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھ رہے تھے۔ ان کے پاس ننانوے رجسٹر ہوں گے، ہر ایک رجسٹر حدِ نظر تک دراز ہوگا۔ اس میں نیکی اور بدی اور جو کچھ اس سے دُنیا میں صادر ہوا، سب کچھ لکھا ہوگا، —— ہر ایک کو ان سب کو پڑھنے کے لئے کہا جائے گا، خواہ اس نے دُنیا میں اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہوگا، اور وہ اسے پڑھے گا، —— چونکہ دُنیا حکمت کا گھر ہے اور آخرت، قدرت کا گھر ہے۔ دُنیا اسباب و ذرائع کی محتاج ہے، آخرت کو اس کی کوئی ضرورت نہیں —— اگر کوئی دفتر کے لکھے سے انکاری ہوگا تو اس کے اعضاء بول کر اس لکھے کی تصدیق کریں گے، —— ہر ایک عضو نے جو کچھ دُنیا میں کیا، اس پر الگ الگ بات کرے گا، —— تم ایک بڑے امر کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور تمہیں اس کی خبر نہیں، —— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون)

''تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے، اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آ ؤ گے'' ——

اُنچاسیویں مجلس

(منعقدہ ۲۱ رشعبان ۵۴۵ھ بروز جمعہ بمقام مدرسہ قادریہ)

خلقت کے مقابل اللہ کی موافقت کرو:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک سائل آیا۔ اس نے کھانے کی چیز کا سوال کیا، — آپ کے ہاں دس انڈوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ سب انڈے سائل کو دے دے، — اس نے اسے نو انڈے دے دیئے اور ایک چھپالیا۔ غروب آفتاب کا وقت ہوا تو کسی نے آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا ''یہ ٹوکری لے جاؤ''، — آپ خود دروازے پر گئے، اس سے ٹوکری لے کر دیکھا اس میں انڈے تھے، گِنے تو وہ انڈے نوے نکلے، آپ نے خادمہ سے پوچھا:

''تو نے سائل کو کتنے انڈے دیئے تھے؟''

اس نے بتایا کہ میں نے سائل کو نو انڈے دیئے تھے، ایک آپ کے روزہ افطار کرنے کے لئے رکھ لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تو نے ہمیں دس انڈوں کا نقصان دیا۔''

اولیاء اللہ کا اپنے ربّ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی قرآن و حدیث میں آیا ہے اس پر ایمان رکھتے تھے اور اس کی تصدیق کرتے تھے، — وہ قرآن کے بندے تھے، اپنی حرکات و سکنات اور اپنے لین دین میں شریعت کی ذرّہ برابر بھی مخالفت نہیں کرتے تھے، — ان کا معاملہ اپنے ربّ کے ساتھ تھا، اور اپنے معاملہ میں نفع حاصل کیا، اور اسی پر ٹھہر گئے، — اپنے ربّ کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس میں داخل ہو گئے جبکہ غیر کا دروازہ بند دیکھ کر اسے چھوڑ دیا، — غیر اللہ کے مقابلہ میں اللہ کی موافقت کی، اللہ کے مقابلہ میں غیر اللہ کی موافقت نہ کی، — جس سے اللہ نے نفرت کی، انہوں نے اس سے نفرت کی، اور جس سے اللہ نے محبت کی، انہوں نے اس سے محبت کی۔

اسی لئے بعض اولیاء اللہ نے فرمایا کہ خلقت میں اللہ کی موافقت کرو، اللہ کو خلقت کے موافق نہ بناؤ، — جیسے توڑا ہے، ٹوٹا رہنے دے، جسے جوڑا ہے جڑا رہنے دے۔ اولیاء اللہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے طرفدار رہے ہیں۔ اپنے اور غیر کے مقابلے میں اس کی مدد کرتے رہیں، — اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے ہیں، — شریعت اور اللہ کی حدیں قائم کرنے میں کسی سے خوف نہیں کھاتے ہیں۔

اگر مصیبتیں اور آفتیں نہ ہوتیں تو سبھی عابد و زاہد بن جاتے:

اے بیٹا! جو ہوس تیرے اندر ہے اور جو ہوس تیرے اوپر مسلّط ہے اسے چھوڑ دے، — اور اولیاء اللہ کی ان کے افعال

واقوال میں ان کی تابع داری کر، جن مقامات پر وہ پہنچے ہوئے ہیں، جھوٹے دعوے کر کے وہاں پہنچنے کی تمنا نہ کر، ـــــ جیسے انہوں نے بلا پر صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اگر مصیبتیں اور آفتیں نہ ہوتیں تو سبھی لوگ عابد وزاہد بن جاتے۔ لیکن ان پر جب مصیبت آتی ہے تو اس پر صبر نہیں کرتے، ـــــ بلائیں دروازہ الٰہی اور ان کے درمیان حجاب ہو جاتی ہیں اور وہ محروم رہتے ہیں، ـــــ جو بندہ اللہ کے لئے صبر نہ کرے اس کے لئے عطا نہیں ہے، ـــــ جب رضا وصبر نہ ہوں گے تو یہ اس کی عبودیت سے تیرے نکل جانے کا سبب بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَتَّخِذْ اِلٰهًا سِوَائِیْ ○

''جو شخص میری قضا پر راضی نہیں، اور میری بلا پر صبر نہ کرے، اسے چاہئے کہ میرے سوا کوئی اور معبود بنالے۔''

غیر کو چھوڑ کر اسی کے ساتھ قناعت وصبر کر، تمہارے نصیب میں جو کچھ ہے نفع یا نقصان ہو، وہ ہو کر رہے گا۔ اسلام میں پختہ عقیدہ اختیار کرو تا کہ تم ایمان تک پہنچ جاؤ، ـــــ پھر ایمان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو تا کہ یقین تک پہنچو، ـــــ اب تم وہ چیزیں دیکھ سکو گے جو اس سے پہلے نہ دیکھی تھیں، ان سب چیزوں کی جیسی صورتیں ہیں یقین تمہیں ویسی ہی دکھائے گا۔ خبر مشاہدہ ہو جائے گی، اور قلب کو اللہ کے حضور میں لے جا کر کھڑا کر دے گا۔ دل جب اللہ کے دروازے پر ٹھہرے گا تو اس کی طرف کرامت والا ہاتھ بڑھ کر کرم فرمائے گا۔ جو اسے کریم وصاحب ایثار بنا دیا جائے گا۔ مخلوق پر سخاوت کرے گا، ان پر کسی چیز کے بخل کو روا نہ رکھے گا، ـــــ وہ صحیح قلب جو اللہ کے قابل ہو جاتا ہے، کرم والا ہو جاتا ہے، ـــــ اسی طرح جو باطن کدورت سے صفا ہو جائے، کرم والا ہو جاتا ہے، ـــــ دونوں قلب وباطن ایسے صاحب کرم وکریم کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ ان پر سب کریموں سے کریم نے کرم کیا ہے۔

جو نعمت گناہ میں صرف ہو وہ زوال کا باعث ہے:

اے لوگو! تم کرم وایثار، سخاوت وعطا میں اللہ کی اطاعت کرو، معصیت میں نہیں ـــــ جو نعمت گناہ میں صرف ہو وہ زوال کا باعث ہے۔ تم اللہ کی فرماں برداری کرتے رہو، ـــــ اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے تو حلال کمائی میں لگے رہو، ـــــ تمہارے سب غم فکر اسی کے سبب جمع ہو جائیں، نہ کہ اس کے غیر کی معیت میں، ـــــ اب تمہارا رزق اللہ کے فضل وکرم کے طباق سے ہوگا، ایسی جگہ سے کہ نہ تمہیں اس کا علم ہوگا اور نہ کبھی خیال گزرا ہوگا، ـــــ خلقت کے لئے اللہ سے صرف نفس کا حجاب ہے، جب نفس درمیان سے ہٹ گیا تو حجاب بھی نہ رہا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے ربّ کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ ''الٰہی! تیرے حضور میں پہنچنے کا راستہ کیسے ملے''، ـــــ فرمایا: دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ ـــــ ''نفس کو چھوڑ کر چلے آؤ'' ـــــ تو میں نفس سے اس طرح نکلا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتا ہے، ـــــ

کیونکہ اللہ کی نظر نفس پر ہے غیر پر نہیں، اس لئے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو نفس کے ترک کرنے کا امر ہے

فرمایا،—دُنیا اور ماسوا اللہ سب کچھ نفس کے تابع ہے۔ دُنیا نفس کے لئے ہے اور اسی کی محبوبہ ہے، اور آخرت بھی اسی کی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ○

''جنت میں ہر وہ شے موجود ہوگی جس کی نفس خواہش کرتے ہیں، اور آنکھیں لذت پاتی ہیں۔''

حجاب در حجاب کا معاملہ ہے تیرے ساتھ:

کچھ توقف کرنے کے بعد آپ نے کلام فرمایا: اولیاء اللہ دن بھر مخلوق اور عیال کی مصلحتوں میں ہیں، اور رات کو اپنے ربّ کی خدمت اور اس کے ساتھ خلوت میں،— اسی طرح سے بادشاہ دن بھر غلاموں اور خداموں کے ساتھ لوگوں کی حاجت روائی میں رہتے ہیں، جب رات آتی ہے تو اپنے وزیروں اور خاص لوگوں کی محفل لگاتے ہیں—

اللہ تم پر رحم کرے، جو کچھ میں کہتا ہوں اسے دل کے کانوں سے سنو، اسے یاد کر کے اس پر عمل کرو،— میں جو کچھ بھی کہتا ہوں حق ہی کہتا ہوں اور حق کی طرف سے کہتا ہوں، مجھے اللہ کے راستے کی کیفیت معلوم ہے تاکہ تم اس پر چل سکو،— میں صرف اس بات پر اکتفا کرنے والا نہیں کہ میری بات سن کر اَحْسَنْتَ (تم نے اچھا بیان کیا) کہہ دو، بلکہ اپنے دلوں کی زبان سے اَحْسَنْتَ کہو اور میرے کہے پر عمل کرو،— اپنے عملوں میں اخلاص پیدا کرو، یہاں تک کہ جب میں تمہاری یہ حالت دیکھوں تو کہوں: اَحْسَنْتُم (تم نے اچھا کیا)،—

تو کب تک نفس اور دُنیا اور آخرت اور مخلوق اور ماسوا اللہ سب کے ساتھ رہے گا،

○— مخلوق تیرے نفس کا حجاب ہے،

○— نفس تیرے دل کا حجاب ہے،

○— دل تیرے باطن کا حجاب ہے،

جب تک مخلوق کے ساتھ ہے اپنے نفس کو نہ دیکھ سکے گا، اگر مخلوق کو چھوڑ دے تو اپنے نفس کو دیکھنے لگے گا،— وہ تجھے تیرے ربّ کا اور تیرا دشمن لگے گا، اور تو ہمیشہ نفس سے لڑتا رہے گا، یہاں تک کہ نفس پروردگار کے ساتھ قرار پکڑ لے گا اور اس کے وعدے پر مطمئن ہو جائے گا، اس کے عذاب سے ڈرے، اس کے امر کی تعمیل کرے، اس کی نہی سے منع رہے، اور تقدیر الٰہی سے موافقت کرنے لگے،— اس وقت تیرے قلب اور باطن کے حجاب دور ہوں گے، وہ دیکھیں گے جو پہلے نہ دیکھا تھا،— دونوں قلب و باطن اللہ کو پہچان لیں گے، اسی کو محبوب رکھیں گے، اس کے غیر کے ساتھ نہ ٹھہریں گے۔— عارف باللہ کسی کے ساتھ نہیں ٹھہرتا، وہ تو ہر شے کے خالق کے ساتھ ہی ٹھہرتا ہے۔— اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ نہ کوئی چیز اسے اللہ سے روک سکتی ہے،— اور محبوب کے لئے تو کوئی وجود ہی نہیں، وہ تقدیر و علم الٰہی کی وادی میں گھومتا رہتا ہے۔ بحر علم کی موجیں اسے اوپر نیچے کرتی رہتی ہیں۔ کبھی عالم بالا کی طرف بلند کرتی ہیں، کبھی سطح زمین پر اتارتی ہیں،— حالانکہ وہ غائب اور حیران ہے، بے سمجھ

گونگا بہرا رہتا ہے،—— نہ غیر اللہ کی سنتا ہے نہ غیر اللہ پر نظر ڈالتا ہے،—— وہ اللہ کے حضور بے جان ہے، اللہ جب چاہتا ہے اسے حیات بخشتا ہے، اور جب چاہتا ہے اسے وجود عطا کرتا ہے،—— اولیاء اللہ ہمیشہ قرب کے خیموں میں رہتے ہیں، جب حکم کی نوبت آئے تو حکم کے صحن میں ہو جاتے ہیں، اگر نکلنے کی نوبت آئے تو دروازے پر آ جاتے ہیں۔ خلقت کے حالات معلوم کرتے ہیں، خلقت اور خالق کے درمیان وسیلہ بن جاتے ہیں۔ یہ ان کے ظاہری حالات ہیں، بعض احوال پوشیدہ رکھنا ہوتے ہیں۔

دُنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو اللہ کے ساتھ صبر کرو:

اے لوگو! یہ کیا بات ہے تم سراپا ہوس بنے ہوئے ہو، اپنا وقت بے فائدہ ضائع کر رہے ہو،—— دُنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو اللہ کے ساتھ صبر کرو۔ اگر اسلام کی حقیقت چاہتے ہو تو سر تسلیم جھکا دے، اس کی رضا پر راضی ہو جا،—— اگر قرب الٰہی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اس کے فعل اور تقدیر میں بلا چون و چرا پیش کر دے، اس طرح سے تجھے اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا،—— کسی چیز کو نہ چاہو کیونکہ تمہارا چاہنا صحیح نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ○ —— ''تم نہیں چاہتے مگر اللہ چاہتا ہے۔''

جب تیرا چاہنا پورا نہ ہو تو نہ چاہو، اللہ کے کاموں میں جھگڑا نہ کرو جب تیرا سامان اور مال و عافیت اور اولاد کو لے لے، تیری ہتک عزت کرے،—— اس کے قضاء و قدر اور ارادے اور تبدیلی کے سامنے مسکراتا رہ،—— اگر قرب الٰہی اور صفائی کی طلب ہے تو اس حال پر قائم ہو جا۔ اگر دُنیا میں اپنا دل اس تک پہنچانا چاہتے ہو تو اپنا غم چھپاؤ بظاہر خوش رہو—— لوگوں سے ہنستے مسکراتے اچھے اخلاص سے ملو جلو،—— کیونکہ مخلوق کے خالق کا خُلق بہت اچھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِ فِیْ وَجْهِهٖ وَحُزْنُهٗ فِیْ قَلْبِهٖ ○

''مومن کا چہرہ مسکراتا ہوا ہوتا ہے جبکہ دل غم سے معمور۔''

کسی سے شکایت نہ کر، کیونکہ اگر اللہ کی شکایت کرے گا تو اس کی نظر سے گر جائے گا، اس کے باوجود تیری شکایت بدستور رہے گی، دور نہ ہوگی،—— اپنے عملوں میں سے کسی عمل پر غرور نہ کر، کیونکہ خود پسندی عمل کو فاسد اور خود پسند کو برباد کر دیتی ہے،—— جس کی توفیق الٰہی پر نظر ہوتی ہے، اس کا اپنے کسی عمل پر اترانا جاتا رہتا ہے۔

تو اپنا تمام مقصود اسی کو بنا، اس حالت میں یقیناً وہ اپنی رحمت تیری طرف متوجہ کر دے گا، اور اپنے تک پہنچنے کے لئے تیرے لئے اسباب مہیا کر دے گا،—— اور جب تو اپنے اقوال و افعال میں جھوٹا ہوگا تو اللہ کو اپنا مقصود کل بنانے کی قدرت کہاں رکھے گا،—— خلقت سے تعریف کا طالب، ان کی برائی سے خوفزدہ، طالب الٰہی نہیں بن سکتا۔ اللہ کا راستہ اول تا آخر سچائی ہی سچائی ہے،—— اولیاء اللہ کے لئے تو بلا کذب و بلا ظہور کے سراپا سچائی ہے۔ ان کا اکثر اعمال ان کے اقوال سے بڑھ کر

ہوتے ہیں۔مخلوق میں وہ اللہ کے نائب اور خلیفہ ہوتے ہیں، اور اللہ کی زمین میں سردار اور کوتوال اور حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں، — وہ اس کے منفرد و منتخب بندے ہوتے ہیں۔

اے منافق! تیرا ان سے کیا جوڑ نسبت، ان کی تجھ میں کیا نشانی ہے، تو ان میں نفاق سے داخل نہ ہو، ان کی صف سے دور ہی رہ، — یہ مقام ولایت محض ظاہری سج دھج اور صرف آرزو و قیل وقال سے حاصل نہیں ہو سکتی، خود کو اس کا اہلِ ثابت کر۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo

''اے اللہ! ہمیں اپنے سچے بندوں میں سے کر دے، — اور ہم کو دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

قول، عمل کے بغیر اور عمل، اخلاص کے بغیر مقبول نہیں:

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ کا نام لینے پر، — انکے حالات جان لینے سے، — ان کا سا لباس پہن لینے سے، — اور ان کی طرح باتیں کر لینا کافی نہیں، — ان کی مخالفت میں ایسا کرنا تجھے کچھ فائدہ نہ دے گا، — تو تو:

○ — بنا صفائی کے سراپا کدورت،
○ — خلقت بنا خالق کے،
○ — دُنیا بغیر آخرت کے،
○ — باطل بغیر حقیقت کے،
○ — ظاہر بغیر باطن کے،
○ — قول بغیر عمل کے،
○ — عمل بغیر اخلاص کے،
○ — اخلاص بغیر موافقت سُنّت کے،

ہے، — جس قول پر عمل نہ ہو، اور جس عمل میں اخلاص نہ ہو، اللہ قبول نہیں فرماتا، — اور جو کوئی بھی چیز جو اللہ کی کتاب اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو، مقبول نہیں ہے۔ تیری یہ بناوٹ بغیر ثبوت کے دعویٰ ہے، لہٰذا تیرا کچھ بھی قابلِ قبول نہیں ہے، — اگر جھوٹ کے ساتھ تجھے خلقت میں قبولیت حاصل ہو جائے تو اللہ کے ہاں ہرگز قبول نہیں، — وہ تو دلوں کے اندر کی باتیں جاننے والا ہے، تو اپنے کھوٹے سکے نہ پیش کر کیونکہ پڑتال کرنے والا صاحب عقل و صاحب علم ہے، — وہ تیری صورت کی طرف نہیں بلکہ تیرے قلب کی طرف نظر کرتا ہے، وہ تیرے کپڑوں اور کھانوں اور ہڈیوں کی اندرونی حالت پر نظر رکھتا ہے، وہ تیری جلوت کو نہیں، خلوت کو دیکھتا ہے، — کیا اس بات سے تجھے شرم نہیں آتی کہ جو خلقت کے دیکھنے کی چیز ہے وہ زینت سے معمور ہے، اور جو خالق کے دیکھنے کی چیز ہے وہ نجس سے بھرپور ہے۔

اگر تو فلاح چاہتا ہے تو اپنے سب گناہوں سے توبہ کر، اور توبہ بھی اخلاص سے کر، — خلقت کو اللہ کا شریک بنانے سے توبہ کر، کوئی بھی عمل اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہ کر، — میں تجھے سراپا خطا دیکھتا ہوں کیونکہ تو نفس اور خواہش اور دُنیا اور شہوتوں اور لذتوں کے ساتھ ہے، — ایک مچھر تجھے غصے میں ڈال دیتا ہے، اور ایک نوالہ تجھے غضب ناک کر دیتا ہے، — تو

نفس کی خوشی سے خوش اور نفس کی ناراضی سے ناراض ہوتا ہے، تو نفس کا بندہ ہے، تیری باگ اسی کے ہاتھ میں ہے، — تجھے ان خاصانِ خدا سے کیا نسبت، جن کی بندگی خدا کے لئے ہے، اور اس کی رضا میں راضی رہتے ہیں، — ان پر آفتیں نازل ہوتی ہیں، وہ مضبوط پہاڑوں کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں، — مصیبتیں ان کی طرف اور ان پر اترتی رہتی ہیں، اور وہ صبر وموافقت کی نگاہ سے انہیں دیکھتے رہتے ہیں۔ انہوں نے جسموں کو بلاؤں کے لئے چھوڑ دیا اور خود دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف پرواز کر گئے، — ان کی مثال ایسی ہے جیسے رہنے والوں کے بغیر خیمے اور پرندوں کے بغیر پنجرے خالی ہیں، — ان کی روحیں اللہ کے پاس ہیں اور جسم اللہ کے سامنے ہیں۔

اے اپنے ربّ سے منہ موڑنے والو! — اے خدا سے وحشت کرنے والو! — میرے پاس آؤ، میں اس کے اور تمہارے بیچ میں اصلاح کر دوں، — اس سے تمہارے لئے سوال کروں، تمہیں اس سے امن دلاؤں، — اس کے سامنے انکساری کروں تاکہ تم پر اس کے جو حق ہیں، وہ بخش دے۔

اَللّٰهُمَّ رُدَّنَا اِلَيْكَ وَاَوْقِفْنَا عَلٰى بَابِكَ اجْعَلْنَالَكَ وَفِيْكَ وَمَعَكَ اِرْضَىٰنَا بِخِدْمَتِكَ اِجْعَلْ اَخْذَنَا وَعَطَاءَنَا لَكَ طَهِّرْ بَوَاطِنَنَا عَنْ غَيْرِكَ لَا تَرَنَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا لَا تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا لَا تَجْعَلْ ظَوَاهِرَنَا فِيْ مَعَاصِيْكَ وَ بَوَاطِنَنَا فِي الشِّرْكِ بِكَ خُذْنَا مِنْ نُفُوْسِنَا اِلَيْكَ اِجْعَلْ كُلَّنَا لَكَ اَغْنِيَاءَ بِكَ عَنْ غَيْرِكَ نَبِّهْنَا مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْكَ اَرِدْنَا بِطَاعَتِكَ وَ مُنَاجَاتِكَ لَذِّذْ قُلُوْبَنَا وَاَسْرَارَنَا بِقُرْبِكَ اَحِلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ كَمَا اَحَلْتَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ قَرِّبْنَا اِلٰى طَاعَتِكَ كَمَا قَرَّبْتَ بَيْنَ سَوَادِ الْعَيْنِ وَ بَيَاضِهَا اَحِلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَا تَكْرَهُهٗ كَمَا اَحَلْتَ بَيْنَ يُوْسُفَ وَ زَلِيْخَا فِيْ مَعْصِيَتِكَ ۝

”اے اللہ! ہمیں اپنی طرف واپس بُلا، اور ہمیں اپنے دروازے پر کھڑا کر، — تو ہمیں اپنا بنا لے اور اپنی خدمت میں لے لے، اور اپنی معیت میں رکھ اور اپنی خدمت گزاری میں رکھ اور ہم سے راضی رہ، — ہمارا لین دین اپنے لئے کر، — ہمارے باطن غیر سے پاک کر، — جہاں کے لئے منع کیا ہے وہاں ہمیں نہ دیکھ، اور جہاں رہنے کا تو نے حکم کیا ہے وہاں سے ہمیں غائب نہ دیکھ، — ہمارے ظاہر کو گناہوں سے اور باطن کو شرک سے آلودہ نہ کر، — ہمارے نفسوں سے ہمیں الگ کر کے اپنی طرف بلا، — ہمیں غیر سے علیٰحدہ کر کے اپنے ساتھ غنی کر، غفلت سے بیدار کر، — تیری طاعت ومناجات کا ارادہ کریں، — اپنے قرب سے ہمارے دلوں اور باطنوں کو لذت عنایت کر، — ہم میں اور ہمارے گناہوں میں دوری کر جیسے تو نے آسمان وزمین کے درمیان دوری کی ہے، — ہمیں اپنی طاعت کے قریب کر جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کو قریب کیا ہے، — اپنے ناپسندیدہ کاموں اور ہمارے بیچ میں حائل ہو جا جیسے کہ تو نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کو گناہ سے بچانے کے لئے ایک کو دوسرے سے دور

کر دیا۔“

اس دعا کے بعد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں کو دائمی روزے، دائمی نماز اور دائمی صبر سے گلا ڈالو۔ — بندہ جب اپنے نفس، خواہش اور عادت کو صحیح طرح سے گلا ڈالے تو وہ اور اس کا مولیٰ مزاحمت کے بغیر باقی رہ جاتے ہیں۔ — دل اور باطن اور مولیٰ باقی رہ گئے، اور تنگی کے بغیر وسعت اور بے چارگی کے بغیر عافیت ہی باقی رہ جاتی ہے۔ — عقل سے کام لو اور علم سیکھو، اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو۔

علم سیکھو اور اس پر عمل بھی کرو:

اے بیٹا! پہلے خلقت سے سیکھ پھر خالق سے۔ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِمَا يَعْلَمُ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ لَا بُدَّ مِنَ التَّعَلُّمِ

”جو اپنے علم پر عمل کرے اللہ اسے ایسا علم بتاتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔“

حکم شرعی یہ ہے کہ پہلے خلقت سے علم سیکھے یہ لازم ہے، اس کے بعد خالق سے علم سیکھے جو علم لدنی ہے۔ — وہ علم دلوں سے خاص ہے، وہ راز کہ باطنوں سے خاص ہے۔ — استاد کے بغیر تو کسی علم کے سیکھ لینے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ تو حکمت کے گھر میں ہے۔ — علم طلب کر علم کا طلب کرنا فرض ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ ○

”علم کو طلب کرو اگر چہ وہ ملک چین میں ہو۔“

کامل مشائخ کی صحبت سے دُنیا نہیں آخرت مقصود ہوتی ہے:

اے بیٹا! اس شخص کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر مدد کرے، ایسے شخص سے نہ مل جو تیرے مقابلے میں نفس کی مدد کرے۔ — اگر تم جاہل اور منافق، نفس و عادت والے پیر کی صحبت میں رہو گے تو تیرے مقابل تیرے نفس کا مدد کرنے والا ہوگا۔ — کامل مشائخ کی صحبت سے دُنیا نہیں آخرت مقصود ہوتی ہے۔ —

○ — اگر کوئی شیخ خواہش و عادت کا پیرو ہوگا تو اس کی مصاحبت دُنیا کے لئے ہوگی،
○ — اگر کوئی شیخ صاحبِ قلب ہوگا تو اس کی مصاحبت آخرت کے لئے ہوگی،
○ — اگر کوئی شیخ صاحبِ باطن ہوگا تو اس کی مصاحبت مولیٰ کے لئے ہوگی۔

اے مشیخت و صدارت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے! — مرشدانِ کامل سے جو اپنے احوال میں مخلص ہیں، سے مزاحمت کرنے والے! — جب تک تو دُنیا اور نفس اور حرص کی طلب میں رہے گا، تو ایک بچے کی طرح ہے، یہ صرف عادت ہے۔ ایسا نفس بہت ہی کمیاب ہے جو دُنیا سے منہ موڑ لے، اور کسی بے چینی کے بغیر اختیار رکھتے ہوئے چھوڑ دے۔ — کیا کوئی نفس

مطمئن ہو کر قلب کی طرح ہو سکتا ہے، ایسا ہونا تو بہت ہی شاذ و نادر ہے۔ نفس کے حق میں یہ مقام تب صحیح ہے کہ جب دُنیا و آخرت اور ماسوئی اللہ سے اندھا ہو جائے۔ — بندہ اللہ کے جس قدر قریب ہو گا، اسی قدر اندیشہ اور خطرہ اور خوف محسوس کرے گا۔ — اسی لئے لوگ بادشاہ کی نسبت وزیر سے زیادہ خوفزدہ رہتے ہیں، کیونکہ بادشاہ کی نسبت وزیر ان سے زیادہ نزدیک ہے۔ — اخلاص کے بغیر مومن خدا تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ بڑے خطرے میں گھر جاتا ہے۔ اولیاء کرام بڑے خطرے میں پڑے رہتے ہیں، انہیں خوف سے اس وقت تک سکون نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کر لیں — جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کا خوف اور زیادہ ہو گیا — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰہِ اَشَدُّکُمْ لَہٗ خَوْفًا ○

"میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں۔"

اللہ اپنے دوستوں کو پرکھتا رہتا ہے تا کہ انہیں صفائی عنایت کرے، وہ ہمیشہ تغیر و تبدل سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

○ — ڈرتے ہیں اگر چہ امن کی حالت میں ہوں،

○ — کانپتے ہیں اگر چہ انہیں سکون عطا فرمایا گیا ہو،

اپنے نفسوں پر ایک ذرّے اور رائی کے ایک دانے، اور ذرا سی غفلت اور غیر کی طرف تھوڑی سی توجہ پر بھی جھگڑتے رہتے ہیں۔

○ — جب جس قدر انہیں سکون ملتا ہے، اسی قدر پرواز کرتے ہیں،

○ — جس قدر انہیں تونگری عطا ہوتی ہے، اتنے ہی محتاج ہوتے ہیں،

○ — جس قدر انہیں امن بخشتا ہے، اتنے ہی خوف سے دوچار ہوتے ہیں،

○ — جس قدر ان پر اللہ کی عطا ہوتی ہے، اسی قدر رکتے ہیں،

○ — جس قدر وہ انہیں ہنساتا ہے، اسی قدر وہ روتے ہیں،

○ — جس قدر انہیں خوش کرتا ہے، اسی قدر غمگین ہوتے ہیں،

○ — دوسروں کی حالت پلٹ جانے سے اور انجام کار خراب ہونے سے ڈرتے ہیں۔

انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ کے کسی کام بارے میں سوال نہ کیا جائے، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ○ (سورہ الانبیاء)

"جو کچھ وہ کرتا ہے نہ پوچھا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا جو وہ کرتے ہیں۔"

تو اے غافل! گناہ و مخالفت کر کے حق سے مقابلہ کرتا ہے اور پھر بے خوف ہے، — عنقریب:

○ — تیرا امن، خوف سے، ○ — تیری وسعت تنگی سے،

○—— تیری عافیت بیماری سے، ○—— تیری عزت ذلت سے،
○—— تیری بلندی پستی سے، ○—— تیری تونگری محتاجی سے،

بدل جائے گی، —— یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لے کہ بروز قیامت اللہ کے عذاب سے تیرا امن، دُنیا میں تیرے خوف کے اندازے پر ہوگا، —— اور آخرت میں خوف، دُنیا میں امن کے اندازے پر ہوگا، —— لیکن تم تو دُنیا کے دریا میں ڈبکیاں لگا رہے ہو، غفلت کے کنوئیں میں بے حس وحرکت پڑے ہو، —— یہی وجہ ہے کہ تمہارا جینا بالکل چوپایوں کے جینے کی طرح ہے، —— کھانے پینے، نکاح اور سونے کے علاوہ تمہیں کچھ نہیں معلوم، —— اولیاء اللہ پر تمہارے سب احوال کھلے ہیں، دُنیا اور اس کے جمع کرنے اور رزق طلب کرنے کی ہوس نے تجھے اللہ کے راستے اور اس کے دروازے سے روک رکھا ہے۔

اے حرص کے ہاتھوں رسوا ہونے والے! سب دُنیا والے اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ جو چیز تیرے نصیب میں نہیں ہے تیرے لئے حاصل کرسکیں گے۔

چنانچہ جو نصیب میں ہے، اور جو نصیب میں نہیں ہے اسے طلب کرنا چھوڑ دے، —— ایک سمجھ دار کے لئے یہ بات کیسے بہتر ہو سکتی ہے کہ وہ اپنا وقت ایسی چیز کے لئے ضائع کرے کہ جس سے اللہ فارغ ہو چکا ہے —— تو اپنے دل سے خلقت کو بالکل نکال دے، نفع ونقصان، لین دین، تعریف وبرائی، عزت وذلت، اقبال وادبار میں خلقت کی طرف نہ دیکھ، —— یہ اعتقاد رکھ کہ نفع ونقصان اللہ کی طرف سے ہے، اور نیکی وبدی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، جو خلقت کے ذریعے عمل میں لاتا ہے۔ —— جب تجھے اس کا یقین محکم ہو جائے تو تُو مخلوق اور خالق کے بیچ میں سفیر ہو جائے گا، اور مخلوق کے ہاتھ پکڑ کر اللہ کے دروازے پر لائے گا۔ انہیں خیال کر کہ تیری طرف سے وہ معدوم اور لا پتہ ہیں۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والے جنہیں جہالت کی آنکھ سے دیکھے گا، ان کا علاج وغیرہ کرے گا اور ان کے تکلیف پہنچانے پر صبر سے کام لے گا۔

اپنے پروردگار کی فرماں برداری کرنے والے اہلِ علم ہی عقل والے ہیں، اور اللہ کے نافرمان، جاہل ودیوانے ہیں، —— گناہ گار نے اپنے پروردگار کی پہچان نہ کی، اس لئے اس کا نافرمان ہوا،

○—— اگر وہ اللہ سے جاہل نہ ہوتا تو ہرگز اس کی نافرمانی نہ کرتا،
○—— اگر وہ اپنے نفس کو پہچانتا اور جانتا کہ وہ برائی کی طرف لے جانے والا ہے، تو کبھی اس کی موافقت نہ کرتا۔

میں نے تجھے شیطان اور اس کے چیلوں سے کس قدر ڈرایا ہے، کہ تو اس کی صحبت اختیار نہ کر، اس کی بات نہ مان، —— شیطان کے چیلوں میں نفس اور دُنیا اور خواہشیں اور عادتیں اور برے ہم نشیں شامل ہیں۔ تو ان سب سے بچ کے رہ کیونکہ یہ سب تیرے دشمن ہیں، اللہ کے سوا تیرا چاہنے والا کوئی نہیں، —— کیونکہ وہ تجھے صرف تیرے لئے چاہتا ہے۔ جبکہ غیر تجھے اپنے لئے چاہتا ہے، —— جب تو اپنے نفس کو خلوت میں گم کر دے اور طالبوں کے ساتھ طلب کرے تو تیری خلوت وتنہائی اللہ سے مانوس ہوگی، —— جب تو:

○ —اپنے نفس کو دُنیا کے ساتھ، ○ —دل کو آخرت کے ساتھ،

○ —اور باطن کو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ،

چھوڑ دے گا، اس وقت تیری خلوت اللہ کے ساتھ مانوس ہوگی، —لیکن جب تک نفس اور غیر کا وجود تیرے نزدیک رہے گا تو خلوت نہ پا سکے گا، تیرا خلوت اختیار کرنا بے کار ہوگا۔

اللہ کی معیّت میں خلوت جب ہو سکتی ہے جب اس کے غیر سے مکمل طور پر قطع تعلق ہو، —تو اسے جب ہی پا سکتا ہے جب اس کے غیر سے بغض رکھنے لگے، —

○ —کب صفا ہوگا کہ صفا اور اہلِ صفا کو دیکھے،

○ —کب صدق کرے گا کہ صدق اور اہلِ صدق کو دیکھے،

○ —کب مخلص ہوگا کہ اللہ کا دروازہ دیکھے اور اہل اللہ کے ہمراہ رہے،

جب اپنے حال کو ثابت کرے گا تو مردانِ خدا دکھائی دیں گے، —جب تو بادشاہ کے دروازے پر پہنچے گا تو اس کے خدمت گزار اور وہاں کے رہنے والے دیکھے گا، —تو نے شاہی دروازہ ابھی دیکھا نہیں، پھر تجھے اس کے نوکر چاکر کیسے دکھائی دیتے۔ تیری بات کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ تو اس کے دروازے کو نہ دیکھ لے گا تجھے اس کے غلام کیسے دکھائی دیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا دیدار نہ کرے، —اب سچ تجھے اٹھائے گا اور آگے بڑھائے گا اور بیدار کرے گا، —جبکہ جھوٹ تجھے واپس بھی کر دے گا اور غافل بھی، سچوں کے ساتھ ہو جا تاکہ جو معاملہ ان کے ساتھ ہوا ہے تیرے ساتھ بھی ہو، —تو اپنے اقوال اور افعال میں سچ کو اپنا، اور سب احوال میں صبر سے کام لے، —صدق کیا ہے:

○ —اللہ کو ایک جاننا، ○ —اخلاص اختیار کرنا،

○ —اللہ پر توکّل کرنا،

توکّل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب، احباب اور ارباب سے ناطہ توڑ لینا، اور قلب و باطن کی حیثیت سے اپنی طاقت اور قوت سے الگ اور دور ہو جانا، —اگر اس سے ملنا چاہتے ہو تو غیر سے ملنا چھوڑ دے، اپنے آپ اور غیر سے منہ موڑ لے، —ہر حادث شے سے اعراض کرتا کہ اس کے خالق تک پہنچ سکے۔ جب تک تو اپنے اور ان کے ساتھ ہے، تیرے لئے فلاح نہیں، —قربِ الٰہی کے لئے بھیڑ بھاڑ قابلِ برداشت نہیں، وہ یکجائی چاہتا ہے۔ —تم میں سے لاکھوں کروڑوں میں سے قیامت تک کوئی ایک آدھ ہی میری بات کو سمجھنے والا ہوگا اور اس پر عمل کریگا۔ تم لوگ تو محض برکت کے لئے حاضر ہوتے ہو۔ میں تو دُنیا و آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کا اُمیدوار ہوں، —دُنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے، جب اپنے قید خانے کو بھولتا ہے تو اسے وسعت محسوس ہوتی ہے۔ مومن قید خانے میں ہیں اور عارف مستی و مدہوشی میں قید خانے سے غائب ہیں، —اللہ تعالیٰ نے انہیں

○ــــ اپنے شوق کی شراب، ○ــــ اپنے انس کی شراب،
○ــــ اپنی طلب کی شراب، ○ــــ مخلوق سے غفلت کی شراب،
○ــــ اور اپنے ساتھ بیداری کی شراب

پلائی ہے، ــــ اللہ نے یہ شرابیں جب انہیں پلا دیں، وہ خلقت سے الگ ہو گئے، اور اللہ کی معیّت میں مدہوش ہو گئے، ــــ قید خانے اور قیدیوں سے غائب ہیں۔ ان کی جنت اور جہنم ان کے لئے دُنیا میں ہی بنادی گئی، ــــ

○ــــ اللہ سے جھگڑا اور اس کی مخالفت ان کے لئے دوزخ ہے، اس کی رضا میں راضی رہنا ان کی جنت ہے، ــــ

○ــــ اللہ سے غفلت ان کے لئے دوزخ ہے، بیداری ان کی جنت ہے، ــــ

عوام کے حق میں قیامت حساب وکتاب کا نام ہے، ــــ خواص کے حق میں قیامت مشاہدہ وعتاب کا نام ہے، ــــ ایسا کیوں نہ ہو۔ حالانکہ انہوں نے دُنیا میں ہی اپنے نفسوں پر قیامت کو قائم کرلیا ہے۔ پٹنے سے پہلے ہی رو چکے ہیں، ــــ پہلے سے رولینا پٹائی والے دن فائدہ دے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے خواب میں پوچھا:

''اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔''

آپ نے فرمایا:

''اپنے روبرو کھڑا کر کے مجھے فرمایا: اے سفیان! کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ تو پھر بھی میرے خوف سے بکثرت روتا رہا۔ کیا تجھے مجھ سے شرم نہ آئی۔''

تو اپنی عادت اور حرص اور شیطان کو چھوڑ دے اور ان کی طرف مائل نہ ہو، ــــ جب یہ ثابت ہو جائے تو اپنے اور بُرے دوستوں کے درمیان عداوت قائم کر اور جب تک وہ تجھ سے موافقت نہ کریں تو ان سے دوستی نہ کر۔

توبہ دولت کا کایا پلیٹ ہے، جس بندے نے توبہ کی اور توبہ سے پہلی حالت کو نہ بدلا، تو وہ شخص اپنی توبہ میں جھوٹا ہے، ــــ جب تو بدلے گا تو تجھ پر تبدیلی کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ○ (سورہ رعد)

''بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔''

دُنیا میں کسی پر ظلم نہ کر کیونکہ آخرت میں پوچھ گچھ کی جائے گی، ــــ دُنیا میں عدل کرتا کہ تجھے جنت کے راستہ سے دور نہ کر دے، ــــ ظالموں نے جب عدل کو چھوڑ دیا تو اہلِ عدل کے طریق سے عدل کیا گیا اور انہیں جنت کے راستہ سے دور کر دیا گیا جو کہ عدل والوں کا گھر ہے، ــــ تو ہر چیز کو اس کی جگہ پر چھوڑ دے تا کہ تجھے اللہ کے قریب جگہ ملے۔ یہ آخر زمانہ ہے۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے خود کو بدل لیا ہے، ــــ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کی طرف سے نہ کچھ ایسا بدل دیا جائے، ــــ لازم

ہے کہ چیزوں میں تبدیلی آئے لیکن بعض کے حال چھپا کے رکھے جاتے ہیں، —— اے اللہ کی مخلوق! —— میں تمہاری بہتری اور نفع کا طالب ہوں، —— میری تمنا ہے کہ:

○ —— دوزخ کے دروازے بند ہو جائیں، یا بالکل مٹ جائے، اور

○ —— یہ کہ اللہ کی خلقت میں سے کوئی نہ اس میں جائے۔

○ —— جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں، اور یہ کہ خلقت میں سے کسی کو بھی نہ روکا جائے۔

میری یہ آرزو اس لئے ہے کہ اللہ کی اپنی خلقت پر جو رحمت وشفقت ہے، مجھے اس کے بارے میں پتہ چل گیا ہے، —— میرا وعظ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے دلوں کی اصلاح اور تہذیب ہو جائے۔ وعظ وتقریر میں الٹ پھیر کرنا میرے پیش نظر نہیں۔ میری سخت کلامی سے نہ بھاگو، —— میری پرورش اور تربیت کرنے والے ایسے لوگ تھے جو اللہ کے دین کے معاملے میں بہت سخت تھے —— میرا کلام بھی سخت ہے اور میرا طعام بھی بے مزہ ہے، —— جو کوئی میرے سے اور میرے جیسوں سے بھاگے گا، فلاح نہ پائے گا، —— اگر دین کے حوالے سے گستاخی کرے گا میں تجھے نہ چھوڑ دوں گا، اور نہ یہ کہوں گا کہ یوں کر، —— مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تو میرے پاس آئے یا نہ آئے، —— میں اللہ سے قوت کا طالب ہوں تم سے نہیں، تمہارے حساب اور شمار سے مجھے کچھ غرض نہیں، میں اس سے الگ ہوں، —— میں جس حال میں ہوں اسے منہ کی زبان سے نہیں بیان کیا جاسکتا، صرف دل کی زبان سے بیان ہوسکتا ہے۔ میرا دھیان دائیں بائیں اور پیچھے کو نہیں ہوتا صرف سامنے ہوتا ہے۔ میں بغیر کمر کے سینہ ہوں، —— میں نبیوں رسولوں اور سلف صالحین کا پیروکار ہوں، میری ساری دوڑ قرب الٰہی کے دروازے کی طرف انہی کے دم سے ہے، —— اپنے گناہوں اور بے ادبی سے توبہ کرو، میں اس توبہ سے تمہارے دلوں کی زمین میں بیج بو رہا ہوں، یہ ایک عمارت کی بنیاد بنانے والی بات ہے، —— میں شیطان کی عمارت گرا کر رحمان کی عمارت بنا رہا ہوں، اور تمہیں تمہارے مولیٰ اور ربّ کے ساتھ ملا رہا ہوں، —— میں چھلکے کی بجائے مغز کے ساتھ قائم ہوں، بظاہر یہ ایک چھلکا ہے مگر میں اس کی پرورش میں مشقت نہیں اٹھانا چاہتا، میں تو تمہارے مغز کی پرورش کرتا ہوں، اور تمہارے چھلکے دور کرتا ہوں، —— میں تمہاری پرورش کرتا رہوں گا تاکہ تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

جو کچھ رسول عطا فرمائیں لے لو، جس سے منع، منع رہو:

اے لوگو! دُنیا کے لئے میری صحبت میں نہ بیٹھو بلکہ صرف آخرت کے لئے۔ جب میرے ساتھ تمہاری صحبت آخرت کے لئے صحیح ہو جائے گی تو ضمنی اور عارضی طور پر دُنیا بھی مل جائے گی، —— تم زُہد اختیار کرتے ہوئے اسے حسب ضرورت بے رغبتی کے ساتھ لوگے، —— اس کے لئے میں تمہارا ضامن ہوں کہ تم سے دُنیا کا حساب نہیں لیا جائے گا، —— تم:

○ —— آخرت کو دُنیا پر، ○ —— باطن کو ظاہر پر،

○ —— حق کو باطل پر، ○ —— باقی کو فانی پر،

مقدّم رکھو، — پہلے ترک کرو پھر حاصل کرو: — عادت اور خواہش اور نفس کے ہاتھوں سے لینا چھوڑ دو بلکہ دل اور باطن کے ہاتھ سے لو، — خلقت کے ہاتھ سے لینا چھوڑ دو، اور خالق کے ہاتھ سے لینے کی عادت ڈالو، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کرو، اور جو کچھ! روہی فرمائیں اسے قبول کرو، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا o (سورہ حشر)

''جو کچھ رسول دیں، اسے لے لو، اور جس چیز سے منع کریں، اس سے باز رہو۔''

اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے وقت درندے بن جاؤ اور ان کی نہی کے وقت بیمار ولاچار ہو جاؤ، — قضاوقدر کے آنے پر مردہ بن جاؤ، سر جھکا دو، اور اس کے ساتھ ہی لوگوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آؤ، — اللہ سے اپنے لئے وہ چیز نہ مانگو جو اس کے علم کے خلاف ہو، اور اپنے اور دوسروں کے لئے اس کے احکام قضاوقدر کی موافقت کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْقَلَمَ قَالَ لَهٗ اُكْتُبْ قَالَ مَا الَّذِیْ اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبْ حُكْمِیْ فِیْ خَلْقِیْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِo

''جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: ''اے قلم، لکھ!'' — قلم نے عرض کیا: ''مولیٰ کیا لکھوں؟'' — فرمایا: ''خلقت کے بارے میں قیامت تک میرے جو حکم ہیں، سب لکھ دے۔''

اے دلوں کے مردو! نفسوں کے ساتھ زندہ رہنے والو! — تمہارے دل مر گئے، ان کی مصیبت میں رہنے کی بجائے تم لوگوں کی مصیبت کی طرف متوجہ ہو، — دلوں کی موت کیا ہے: اللہ اور اس کے ذکر سے غافل ہو جانا! — جو بندہ اپنے دل کو زندہ کرنا چاہتا ہے، وہ دل کو ذکر الٰہی میں لگا دے، — اور اس کے اُنس کے لئے شوکت وحکومت اور خلقت میں تصرّفات کرنے میں توجہ کے لئے متوجہ کر دے۔

اے بیٹا! اللہ کا ذکر پہلے دل سے کر پھر جسم سے کر، پھر دل سے ہزار بار اور زباں سے ایک بار کر، — اس کا ذکر:

○ — آفتوں کے آنے کے وقت صبر کے ساتھ،
○ — دُنیا کے آنے کے وقت ترک کے ساتھ،
○ — آخرت کے آنے کے وقت قبول کے ساتھ،
○ — حق کے آنے کے وقت توحید کے ساتھ،
○ — غیر کے آنے کے وقت اعراض کے ساتھ

کر، — اگر تو اپنے نفس کی لگام کو ڈھیلی کرے گا تو وہ تجھے لالچ دلائے گا اور تجھے گرا دے گا۔ چنانچہ اسے تقویٰ کی لگام سے قابو کر، اور فضول کی قیل وقال کو چھوڑ دے، —

موت کا ذکر تیرے دل کو صفا کرے گا، اور دُنیا کو تیرا مبغوض بنا دے گا، — تیرے دل سے حجاب اٹھا دے گا، چنانچہ تو خلقت کو فانی، مردہ، ہلاک شدہ اور عاجز پائے گا کہ ان میں نہ تو کوئی فائدہ ہے نہ کوئی خسارہ۔

پچاسویں مجلس

(منعقدہ ۱۸؍شعبان ۵۴۵ھ جمعہ کی صبح، بمقام مدرسہ قادریہ)

اگر تو دُنیا کو پہچان لیتا تو اس کی ہرگز طلب نہ کرتا:

اپنی اور دوسروں کی درستی و اصلاح میں کوشش کر، اپنے سے قال اور قیل اور دُنیا کی ہوس کو چھوڑ دے، جہاں تک ہو سکے دُنیا کی فکروں سے آزاد ہو، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ ○

''جہاں تک ہو سکے دُنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ۔''

اے دُنیا سے ناآشنا! اگر تو دُنیا کو پہچان لیتا تو ہرگز تو اس کا طالب نہ بنتا، —

○ — اگر وہ تیرے پاس آئے گی تو تجھے مصیبت میں ڈال دے گی،

○ — اگر وہ تجھ سے پیٹھ پھیر لے گی تو تجھے حسرت میں ڈال دے گی،

اگر تو اللہ کو پہچان لیتا تو اس کے ساتھ غیر کو بھی پہچان لیتا، لیکن تو تُو اللہ اور اس کے رسولوں اور نبیوں اور اس کے ولیوں سے ہی جاہل ہے۔

تجھ پر افسوس! اس دُنیا میں جو پہلے لوگوں پر گزری ہے، تو ان سے عبرت کیوں نہیں حاصل کرتا، — دُنیا سے خلاصی طلب کر، اس کا لباس اتار کر دور بھاگ جا، — نفس کا لباس اتار اور اللہ کے دروازے کی طرف دوڑ جا، — اگر تو اپنے نفس سے الگ ہو گیا تو سب ماسوی اللہ سے الگ ہو گیا، — ماسوی اللہ اگر نفس کے تابع ہے تو اپنے نفس سے دور ہو، اور اپنے ربّ کا دیدار کر، — سب کچھ اس کے سپرد کر کے سلامتی والا ہو جا، اس کی راہ میں مجاہدہ کر کے ہدایت پا، — اس کا شکر ادا کر اور زیادہ نعمت حاصل کر، خود کو اور مخلوق کو اسی کے حوالے کر دے، — اور اپنے اور غیر کے بارے میں اللہ پر اعتراض نہ کر، — اللہ کے ولی:

○ — نہ اللہ کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ رکھتے ہیں،

○ — نہ اس کے اختیار کے ساتھ اپنا اختیار رکھتے ہیں،

○ — نہ اپنے نصیب کی طلب میں حرص کرتے ہیں،

○ — نہ لوگوں کے رزق کی طرف نظر کرتے ہیں،

دُنیا و آخرت میں اگر اولیاء اللہ کی صحبت چاہتا ہے تو ان کے اقوال و افعال اور ارادوں میں موافقت کر۔ میں دیکھ رہا ہوں تو سب کام الٹ کر رہا ہے، — رات دن اللہ کے مخالف چلنے اور اس سے جھگڑا کرنے کو معمول بنا لیا ہے۔ تو اللہ سے کہتا ہے کہ ایسا کر اور ایسا نہ کر، گویا کہ وہ بندہ ہے اور تو معبود۔ اس کی ذات پاک ہے، وہ بڑا حلیم ہے، — اگر اس کا حلم نہ ہوتا تو جس حالت میں اب تو ہے۔ اپنا حال اس کے برعکس دیکھتا،

اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی سامنے اپنے ظاہر و باطن میں سکون کر۔ ظاہری سکون حرکتوں سے اور باطنی سکون خطروں سے پتہ چلتا ہے۔ سوال کرنا میرے نزدیک گستاخی ہے اور میں اسے رخصت شمار کرتا ہوں، — تو حکم پر عمل کر اور منع کئے ہوئے سے باز رہ اور تقدیر کے موافق چل۔ اس کے سامنے بات کرنے سے اپنے ظاہر و باطن کو پرسکون رکھ۔ یوں دُنیا و آخرت کی بھلائی پالے گا، — مخلوق سے کسی قسم کا سوال مت کر کیوں کہ وہ خود عاجز و محتاج ہیں۔ اپنے اور دوسروں کے لئے کسی نفع یا نقصان کے مالک نہیں۔ تو اللہ کے ساتھ صبر کر، اسے جلدی میں نہ ڈال، — نہ اسے بخیل بتا، نہ اس پر کوئی تہمت دھر، وہ تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے، اور تجھ پر تجھ سے زیادہ شفیق ہے، — اسی لئے بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

''مجھ پر میری طرف سے کیا چیز ہے، جو کچھ ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی موافقت کرو، وہ تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس کام میں تمہاری مصلحت ہو اسی کی تمہیں خبر ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

○ — وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ بقرہ)

''ممکن ہے تمہیں کوئی چیز ناپسند ہو جبکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو، — اور ممکن ہے کوئی شے تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو، — اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

○ — يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ — ''اللہ وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔''

○ — وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ (سورہ بنی اسرائیل)

''اور تمہیں تو بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔''

جو شخص اللہ کے راستہ پر چلنا چاہے تو راستہ پر چلنے سے پہلے اپنے نفس کو مہذب کرے، یہی بے ادب ہے جو بدی کا حکم دینے والا ہے۔ وہ اللہ کے پاس کیا عمل کرے گا، اپنی اس سیر میں اسے کیسے ساتھ لے سکتا ہے، — نفس سے جہاد کر کے اسے مطمئن کر، پھر اسے اللہ کے دروازے کی طرف لے جا۔ تم نفس کی موافقت تب کرنا جب وہ ریاضت کر لے، تعلیم اور حسنِ ادب سے آراستہ ہو جائے۔ اور اللہ کے وعدہ و وعید سے مطمئن ہو جائے، — اس کے بغیر اس کی موافقت نہ کر۔ نفس تو اندھا، گونگا

اور بہرہ ہے جس کے حواس قائم نہیں، اپنے ربّ کا مخالف اور جاہل اور اس کا دشمن ہے۔ اس کی آنکھیں دائمی مجاہدوں اور مسلسل ریاضتوں سے کھلیں گی، — اس کی زبان بولے گی اور اس کے کان سنیں گے، اور اس کا جنون جاتا رہے گا۔ اپنے ربّ سے اس کی عداوت و جہالت جاتی رہیں گی۔ — یہ نفس ساعت بساعت، روز بروز اور سال بہ سال رسیوں اور اولیاء اللہ کی صحبت میں دائم قائم رہنے کا محتاج ہے، — یہ بات ایک ساعت، ایک دن اور ایک ماہ کے مجاہدے سے حاصل نہ ہوگی۔ نفس کو بھوک کے چابک سے پیٹ، اس کا حصہ روک دے اور اس کا حق پورا کر۔ اس پر حملہ کر،

○ — اس کی تلوار لکڑی کی ہے لوہے کی نہیں،

○ — اس کی باتیں ہی ہیں، کام کچھ بھی نہیں،

○ — صرف جھوٹ ہے، سچ بالکل نہیں،

○ — اس کا وعدہ ہے، وفا نہیں،

○ — اسے دوستی کا کچھ پتہ نہیں،

○ — چکر ہے، دولت نہیں،

ابلیس جو نفس کا سردار ہے، ایمان والوں سچوں کے ہاں جو اس کے مخالف اور دشمن ہیں، اسے کوئی طاقت وقوت حاصل نہیں، تو پھر نفس کی ہستی کیا ہے، — یہ نہ سوچ کہ ابلیس اپنی قوت سے جنت میں داخل ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے زور سے جنت سے نکلوا دیا۔ اصل میں اللہ نے اسے اس پر قوت دی، اور اسے سبب بنا دیا، وہ اصل نہ تھا۔

اے تھوڑی عقل والے! کسی مصیبت میں ڈال کر اگر اللہ تجھے آزمائے تو اس کے دروازے سے نہ بھاگ، — وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے، وہ کسی فائدے اور حکمت کے لئے آزماتا ہے، جب کسی مصیبت سے تجھے آزمائے تو ثابت قدم رہ، اپنے گناہوں کو یاد کر اور کثرت سے توبہ واستغفار کر اور اس سے صبر اور ثابت قدمی کا سوال کر، اس کے سامنے کھڑا رہ، اس کے دامنِ رحمت سے لپٹا رہ، اور اسی سے اس بلا سے نجات کا سوال کر، — اس کی مصلحت کے اظہار کے لئے اس سے عرض کر، — اگر تو نجات چاہتا ہے تو ایسی شیخ کی صحبت اختیار کر جو علم الٰہی کا حکم جاننے والا ہوتا کہ تجھے علم بھی سکھائے اور ادب بھی، اور اللہ کا راستہ بتائے، — مرید کے لئے رہبر اور ہادی کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایسے جنگل میں ہے جس میں بکثرت بچھو اور بڑے بڑے سانپ اور مصیبتیں اور پیاس ہے اور ہلاک کرنے والے درندے ہیں۔ وہ رہبر اسے ان آفتوں سے بچائے، اور اسے پانی اور پھل دار درختوں کی جگہ بتائے، — اگر وہ مرید وحشیوں، سانپوں، بچھوؤں اور مصیبتوں سے بھرے جنگل سے رہبر کے بغیر گزرے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

اے رہِ دُنیا کے مسافر! قافلے اور رہبر اور رفیقوں سے دور نہ ہو، ورنہ تیری جان اور مال کا نقصان ہوگا — اے رہِ آخرت کے مسافر! ہمیشہ مرشد رہبر کے ساتھ رہ یہاں تک کہ تجھے منزل تک پہنچا دے۔ راہ میں اس کی خدمت کر، اور حسنِ ادب سے

پیش آ۔اس کی رائے کے خلاف نہ ہو، وہ تجھے علم سکھا کر اللہ کے قریب کردے گا، — تیری شرافت اور سچائی اور دانائی دیکھ کر تجھے:

○— راستے میں اپنا قائم مقام کردے گا،

○— راستے میں امیر اور راہ چلنے والوں کا حاکم بنادے گا،

○— اپنے لشکر کا خلیفہ و جانشین کردے گا،

تو ہمیشہ اسی حال پر رہے گا: — وہ مرشد تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لا کر آپ کے سپرد کردے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں تجھ سے ٹھنڈی ہوں گی، — پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دلوں اور باطنوں اور احوال پر اپنا نائب بنادیں گے، چنانچہ تم اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہو جاؤ گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آپ کا غلام بن کر رہو گے، — کبھی خلقت کی طرف اور کبھی خالق کی طرف آتے جاتے رہو گے، — یہ انفرادیت خلوت نشینی اور صرف تمنا سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ چیز جو سینے میں اپنا مقام بنا چکی ہو، اور عمل اس کی تصدیق کرے، سے حاصل ہوتی ہے، —

اولیاء اللہ سب قبیلوں میں سے چُنے ہوئے ہوتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں میں سے ایک ہی فرد ہوتا ہے، جو اللہ کا کلام دلوں اور باطنوں سے سنتے ہیں، اور اس سننے کی اپنے سب اعضاء کے اعمال سے تصدیق کرتے ہیں۔

اے جاہلو! اللہ کے سامنے توبہ کرو، صدیقین اور سلف صالحین کے راستہ پر چلو، اور ان کے سب اقوال وافعال میں ان کی پیروی کرو، — منافقوں کے راستے پر نہ چلو جو دُنیا کے طالب ہیں اور آخرت سے منہ موڑنے والے ہیں، اللہ کی راہ کو چھوڑنے والے ہیں، کہ جس پر پہلے لوگ تھے، — یہ منافق دائیں بائیں اور پیچھے ہو گئے اور کاہلوں کی راہ تلاش کی، اور اللہ کا راستہ جو صحیح راستہ تھا، جس پر پہلے لوگ تھے، اس راستے سے نہ گزرے۔

دُنیا میں دُنیا کے لئے جینے والے قیامت میں دکھائی نہ دیں گے:

اے بیٹا! یہ لوگ جن سے آج تو دُنیا میں دُنیا کے لئے ملتا ہے، قیامت کے دن تجھے دکھائی نہ دیں گے، — تمہارے درمیان شناسائی نہ رہے گی، — تجھ میں اور تیرے برے دوستوں میں، جن سے ماسویٰ اللہ کے لئے شناسائی رہی، وہ شناسائی کیونکر رہے گی، — اگر تو نے ضرور خلقت کے ساتھ ہی گزارنی ہے تو پرہیز گاروں، زاہدوں، عارفوں اور عاملوں کے ساتھ زندگی گزار۔ جو کہ اللہ کے چاہنے والے اور اس کے طالب ومطلوب ہیں، — ایسے فرد سے میل ملاقات رکھ جو:

○— تجھ سے خلقت کو لے اور خالق کو دے،

○— تجھ سے گمراہی کو لے اور سیدھے راستے پر قائم کرے،

○— تیری آنکھوں پر دُنیا سے پٹی باندھے اور آخرت میں کھولے،

○ــــ تیرے آگے سے دُنیا کا طباق اٹھالے اور اس کے بدلے آخرت کا طباق رکھے،

○ــــ تیرے پاؤں کا ننگا پن دور کردے اور اس کے بدلے جوتا پہنائے،

○ــــ سانپوں اور بچھوؤں اور درندوں کے درمیان سے اٹھا کر تجھے امن اور راحت اور خوشی کی جگہ پر بٹھادے،

ایسے شخص سے میل جول کر جس میں یہ صفات ہوں، اس کی کڑوی باتوں پر صبر کر، اس کے امر و نہی کو قبول کر، ـــ ایسے میں تجھے دُنیا میں ہی بھلائی مل جائے گی، آخرت کا انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ ایک گھڑی کے صبر کا نام ہی بہادری ہے، ـــ ثابت قدم رہ، تجھ سے تو کچھ ہو نہیں سکتا اور تجھے حاجت بھی ہے، ـــ کشکول اور زنبیل خرید کر عمل کے دروازے پر بیٹھ جا، اگر تیرے مقدر میں کوئی کام ہے تو جلد ہی کام پر لگ جائے گا، ـــ سبب کو اس کا حق ادا کر اور پختہ یقین سے عمل کے دروازے پر بیٹھ جا، ـــ فرض محال وہاں سے دوسرے مزدوروں کو لے جائیں اور تجھے نہ لے جائیں، تو اپنی جگہ نہ چھوڑ ہمت سے بیٹھا رہ، حتیٰ کہ تیری ہر ایک سے اُمید ٹوٹ جائے کہ اب کوئی تجھے کام پر نہ بلائے گا، ـــ تب تو اپنے نفس کو توکل کے سمندر میں ڈال دے، سبب اور سبب والے کو جمع کر، ـــ سکھانے والے کے سامنے حسنِ ادب سے پیش ہو، ـــ تیرے بولنے سے بڑھ کر تیری خاموشی ہو، اس سے تیری تعلیم کا اور معلم کے دل میں تیری قربت کا سبب بن جائے گا، ـــ حسنِ ادب قریب کردے گا اور بے ادبی دور کردے گی، ـــ حسنِ ادب سے تیرا کیا واسطہ! جبکہ اہلِ ادب سے تو ملا ہی نہیں ہے۔ ـــ تو کیسے کچھ سیکھ سکتا ہے جبکہ تو معلم سے راضی ہی نہیں ہے، اور نہ تیرا گمان اس میں نیک ہے۔

اکیانویں مجلس

(منعقدہ ۲۰ رشعبان ۵۴۵ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیا ساری حکمت اور عمل ہے، آخرت ساری قدرت ہے:

دُنیا ساری حکمت اور عمل ہے، آخرت ساری قدرت ہے، ـــ دُنیا کی بنا حکمت پر ہے اور آخرت کی بنا قدرت پر، ـــ حکمت کے گھر میں عمل کو نہ چھوڑ، قدرت کے گھر میں اس کی قدرت کو عاجز نہ سمجھ، ـــ حکمت کے گھر میں اس کی حکمت کے ساتھ عمل کر، اس کی قدرت پر بھروسہ نہ کر، ـــ اپنے نفس کے لئے قدرت کو عذر نہ بنا، کیونکہ نفس اسے حجت بنا کر عمل کرنا چھوڑ دے گا، ـــ تقدیر کا عذر تراشنا کاہلوں کی دلیل ہے، تقدیر کا عذر امر و نہی کے غیر میں ہو سکتا ہے، عبادت و فرائض میں نہیں، ـــ

آپ نے دوران گفتگو کچھ توقف فرمایا، پھر ارشاد فرمایا:

ایمان والے کو نہ تو اس دُنیا کی طرف سے سکون ہوتا ہے اور نہ دُنیا میں موجود چیزوں سے۔ دُنیا سے اپنا نصیب لے لیتا ہے اور دل سے اللہ کی طرف یکسو ہو جاتا ہے، یہاں پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے دل سے دُنیا کی سوزش دور ہو جاتی ہے، اور اس کے دل کو دُنیا پر داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے، ـــ اس کے باطن کی سفارت اس کے باطن کو دل کی طرف، اور دل کو

نفس مطمئنہ اور تابع دارا عضاء کی طرف لے جاتی ہے۔ اسے تمام اعضاء پر قابو مل جاتا ہے، —— وہ اسی حال میں ہوتا ہے کہ اچانک اسے اس کے متعلقین سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے، اس میں اور اس کے عیال کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلقت کی شرارتوں سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور سب کو اس کی اطاعت پر لگا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے اور ان کے دلوں میں خود مائل ہو جاتا ہے، —— یہ بندہ تنہا اپنے رب کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے، گویا کہ اس کے لحاظ سے مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی، —— اور گویا کہ اس کے سوا اللہ کی کوئی اور مخلوق ہی نہیں۔

○ —— اس کا رب اس میں فعل کرنے والا اور وہ معمول ہو جاتا ہے،

○ —— حق مطلوب اور وہ طالب بن جاتا ہے،

○ —— وہ اصل اور یہ شاخ ہوتا ہے،

○ —— غیر کو پہچانتا نہیں اور غیر کو دیکھتا نہیں ہے،

○ —— اسے مخلوق سے اوجھل کر دیتا ہے، اور جب چاہتا ہے اسے مخلوق میں اٹھا کر کھڑا کر دیتا ہے۔

○ —— اسے ان کی مصلحتوں اور ہدایت کے لئے وجود عطا کرتا ہے،

اور یہ بندہ اللہ کی رضا کے لئے خلقت کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، ——

اولیاء اللہ دلوں اور باطنوں کے محافظ و نگہبان ہیں، —— غیر کو چھوڑ کے اللہ کی معیّت میں قائم ہیں۔ ان کا ہر عمل اللہ کے لئے ہوتا ہے غیر کے لئے نہیں، —— اے منافق! ان اللہ والوں کی تجھے کیا خبر، نہ ایمان کی خبر اور نہ اللہ کے انس کی کچھ خبر، —— تو سراسر بے خبر ہے، جلد ہی مرے گا اور مرنے کے بعد رسوا ہوگا، —— تو نے زبان کی فصاحت پر انحصار کر لیا جبکہ دل کو گونگا بنا لیا۔ یہ تیرے فائدے کی بات نہیں۔ دل کی فصاحت چاہئے زبان کی نہیں۔ اپنے نفس پر ہزار بار رو اور غیر پر ایک بار!

اے مردہ دل! —— اے اولیاء اللہ سے باغی ہونے والے! —— اے اسراف کرنے والے! اے اپنے آپ میں اور ما سویٰ اللہ میں گم ہو کر اللہ سے دور ہو جانے والے! اس طرح سے رویا کر:

اِلٰهِیْ اِنِّیْ کُنْتُ اَخْرَسَ فَاَنْطَقْتَنِیْ فَانْفَعِ الْخَلْقَ بِنُطْقِیْ وَکَمِّلْ لَهُمُ الصَّلَاحَ عَلٰی یَدَیَّ وَاِلَّا رُدَّنِیْ اِلَی الْخَرَسِ○

"یا اللہ! میں گونگا تھا تو نے مجھے گویائی عطا کی، لہٰذا میری گویائی سے خلقت کو فائدہ عطا فرما، —— اور میرے ہاتھ پر ان کی کامل اصلاح کر دے، ورنہ مجھے پھر گونگا بنا دے۔"

اللہ سے اس کی قدرت کے مطابق سوال کرو:

اے لوگو! میں تمہیں سرخ موت کی طرف بلاتا ہوں، وہ سرخ موت ہے: نفس اور خواہش اور عادت اور شیطان اور دُنیا کی مخالفت کرنا، اور مخلوق سے کنارہ کش ہو جانا اور کل ما سویٰ اللہ کو چھوڑ دینا، —— ان سب احوال میں جہاد کرو اور مایوس نہ ہونا،

کیونکہ:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ ——''وہ ہر دن ایک نئی شان میں ہے۔''

اس کی قدرت کے اندازے پر اس سے مانگو،

○——قدرت کے اعتبار سے مانگو، حکمت کے اعتبار سے نہیں،

○——اس کے علم کی حیثیت پر سوال کرو، اپنے علم کی حیثیت سے نہیں،

○——اپنے دلوں اور باطنوں کے ساتھ سوال کرو، چرب زبانی سے نہیں،

تمہارا سوال تمہارے علم اور قدرت کے اندازے سے بڑھ کر ہو۔——اس کے سامنے تمام چیزوں سے مفلس ہو کر کھڑے ہو۔——اس پر نہ عامل وحاکم بنو، نہ اس پر اپنی اوقات دکھاؤ اور عقل مندی کے جوہر دکھاؤ، اور نہ ہی اپنی ناقص تدبیروں سے اس کی تدبیر کے خلاف کرو۔——جاہلوں کی طرف مائل نہ ہو، جو اپنے علم پر عمل نہ کرے، وہ بندہ جاہل ہے خواہ کیسا ہی علم کا حافظ ہو اور اس کا مفہوم جاننے والا ہو۔——علم سیکھ کر اس پر عمل نہ کرنا تجھے خلقت کی طرف لوٹاتا ہے۔——اور علم سیکھ کر اس پر عمل کرنا تجھے خالق کی طرف لے جاتا ہے، دُنیا سے بے رغبت کرتا ہے اور باطن سے خبردار کرتا ہے۔——ظاہری آرائش سے باز رکھتا ہے اور باطن کی زیبائش کا الہام کرتا ہے۔——اب تیری ولی وکارساز اللہ تعالیٰ ہو جائے گا کیونکہ اب تو اس لائق ہو گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ ——''نیکوں کا والی اللہ ہے۔''

ان کے ظاہر اور باطن کا والی ہے، حکمت کے ہاتھوں سے ان کے ظاہر کی اور علم کے ہاتھوں سے باطن کی تربیت کرتا ہے، ——وہ نہ تو اللہ کے غیر سے خوف کرتے ہیں اور نہ اس سے کچھ اُمید رکھتے ہیں۔ان کا سب لین دین اللہ سے اور اس کے راستہ میں ہوتا ہے۔——وہ غیر سے وحشت کرتے ہیں جبکہ ربّ سے مانوس رہتے ہیں اور اسی سے سکون پاتے ہیں۔——یہ آخری دور ہے، اس میں بہت کچھ بدل گیا ہے، نبوت کا دَور دُور چلا گیا۔——یہ زمانہ نفاق اور فتور کا زمانہ ہے۔

اے منافق! تو مخلوق اور دُنیا کا بندہ ہے، ان کے دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے، اور اپنی طرف اللہ کی توجہ ونظر کو بھلا دیا ہے۔——بظاہر تیرے عمل آخرت کے لئے ہیں جبکہ تیرا ہر عمل اور ارادہ صرف دُنیا کے لئے ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا تَزَيَّنَ الْعَبْدُ بِعَمَلٍ لِلْاٰخِرَةِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُهَا وَلَا يَطْلُبُهَا لُعِنَ فِي السَّمٰوٰتِ بِاِسْمِهٖ وَنَسَبِهٖ اِنِّيْ اَعْرِفُكُمْ۝

''جب بندہ اپنے عمل کو آخرت کے لئے آرائش کرتا ہے اور اس کا مقصود اور ارادہ آخرت نہیں ہوتا تو اس کے نام ونسب کے ساتھ آسمانوں پر لعنت کی جاتی ہے۔''

اے منافقو! میں تمہیں شریعت وطریقت کے طریقوں سے پہچانتا ہوں لیکن اللہ کی عیب پوشی کے باعث تمہاری پردہ داری کرتا ہوں، —— تجھ پر افسوس، تجھے کچھ حیا نہیں، تیرے اعضاء گناہوں اور ظاہری نجاستوں سے پاک نہیں ہیں جبکہ تجھے باطن کی طہارت کا دعویٰ ہے، —— ابھی تو دل ٹھیک طرح سے پاک نہیں ہوا، باطن کیسے پاک ہو گیا، خلقت کے ساتھ تیرا ادب کا طریقہ نہیں جبکہ تجھے خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ کرتا ہے، معلم تجھ سے راضی نہیں ہوا اور نہ تو نے اس کا ادب کیا، نہ اس کے حکموں کو بجالائے، اور تو منبر پر بیٹھ کر صدر بن گیا، وعظ شروع کر دیا، —— تجھے وعظ کہنا جائز نہیں جب تک کہ تو توحید کے پاؤں پر کھڑا ہو اور اللہ کے سامنے استقامت کا مظاہرہ کرے، اپنی ہستی کی خودی سے کنارہ کش ہو کر لطف کی گود میں بیٹھ جائے، اور انس کے بازو تلے چھپ جائے، اور اخلاص کا دانہ چگنے لگے اور مشاہدہ الٰہی کا پانی پئے، —— اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ تو شاہی مرغ بن جائے، —— اس مقام پر تو مرغوں کا نگران بن جائے گا، اور ان پر دانے کا ایثار کر کے، اذان دے کر لوگوں کو رات دن ہوشیار کرنے والا ہو جائے گا، اور انہیں اطاعت الٰہی کے لئے بیدار کرتا رہے گا۔

اے جاہل! تو دفتر کو اپنے ہاتھ سے پھینک دے اور سر کے بل آ کر میرے پاس ادب سے بیٹھ جا۔

○ —— علم مردانِ خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے، دفتروں سے نہیں،

○ —— علم حال سے حاصل ہوتا ہے قال سے نہیں،

○ —— ان سے ملتا ہے جو اپنے وجود اور سب خلقت سے فانی اور اللہ سے باقی ہوں۔

ولایت کا دارومدار تیری فنا پر ہے، تو اپنے آپ سے اور مخلوق سے فنا ہو کر اللہ کے ساتھ وجود حاصل کر، —— غیر سے فنا ہو کر اللہ کے ساتھ اسی کے لئے زندگی کر، اللہ کے ان خادموں کی صحبت میں رہ جو اس کا در کبھی نہیں چھوڑتے، فرمان الٰہی پر عمل کرنا، نہی سے باز رہنا، اور تقدیر میں اللہ کی موافقت کرنا ان کا مشغلہ ہے، —— اپنے آپ میں اللہ کے فعل اور ارادے کے ساتھ گھومتے پھرتے ہیں۔ اپنے اور پرائے کے بارے میں اللہ سے کسی قسم کا جھگڑا نہیں، نہ انہیں کم یا زیادہ اور گھٹیا، بڑھیا پر کوئی اعتراض ہے۔ اللہ کی خدمت سے منہ موڑ کے نفس کی خواہشیں، حرصیں اور غرضیں نہ پوری کر، —— اولیاء اللہ خلقت سے کسی ضرورت کے بغیر رکھ رکھاؤ سے طلب کرتے ہیں۔ انہیں ذاتی طور پر کوئی حاجت نہیں، بلکہ اللہ انہیں مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے الہام فرما دیتا ہے۔ نفس کی پیروی سے نہیں مجبوراً طلب کرتے ہیں، کیونکہ ان کا نفس مطمئن ہو گیا ہے۔ دُنیا سے متعلق ان کا کوئی ارادہ یا شہوت نہیں۔ تیرا گمان ہے کہ ان کا نفس تیرے نفس جیسا جاہل ہے۔ جس نے تجھے صرف اپنی خدمت اور اپنے ارادے اور اپنی حرص کے لئے وقف کر رکھا ہے، —— اگر تجھے کچھ عقل ہوتی تو نفس کی خدمت سے منہ پھیر لیتا اور اپنے ربّ کی خدمت میں لگ جاتا۔ —— نفس تیرا دشمن ہے، اسے جواب دینے سے خاموش رہنا بہتر ہے، اس کی بات کو دیوار پر مار دے، —— اس کی بات ایسے سن جیسے کسی دیوانے بے عقل کی بات سنی جاتی ہے، —— نہ اس کی بات کی طرف اور نہ اس کی شہوتوں اور لذتوں اور خواہشوں کی طلب کے لئے توجہ کر، —— نفس کی بات ماننے میں اس کی اور تیری ہلاکت ہے۔ تیری اور

تیرے نفس کی بہتری اس کے خلاف کرنے میں ہے۔ اللہ کی فرماں برداری میں نفس کو ہر جگہ سے رزق آتا ہے، اور جب اللہ کی نافرمانی کے لئے متکبر ہو جاتا ہے تو رزق کے اسباب نہیں رہتے، وہ طرح طرح کی تکلیفوں میں گرفتار ہو جاتا ہے، جس سے تیری اور اس کی ہلاکت کا سامان ہو جاتا ہے۔ اور نفس دُنیا و آخرت میں خسارہ اٹھانے والا ہو جاتا ہے، — جس کا نفس فرماں بردار اور قناعت کرنے والا ہو جاتا ہے، وہ رضائے الٰہی سے اپنے نصیب کا رزق پالیتا ہے، — یوں،

- — کوئی تکلیف اٹھائے بغیر ماسوی اللہ سے فارغ ہو جاتا ہے،
- — دُنیا اور اس کی فضولیات اور مشقتوں سے سکون پالیتا ہے،
- — اپنے فرائض کو خوش دلی سے ادا کرتا رہتا ہے،

اے دولت والو! میری دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرو، ورنہ وہ نعمتیں چھین لی جائیں گی، — شکر سے نعمت کے پر تراش دے ورنہ تیرے پاس سے اڑ جائے گی، — جو اپنے ربّ کے ہاں مرا ہوا ہے، وہ مردہ ہے، خواہ دُنیا والوں کے لئے وہ زندہ ہو، — اسے زندگی سے کیا لینا دینا جب وہ اسے شہوتوں، لذتوں اور نفسانی حرصوں کے حاصل کرنے میں صرف کرے گا، ایسا بندہ ظاہری طور پر زندہ اور باطنی طور پر مردہ ہے،

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا بِكَ وَاَمِتْنَا عَنْ غَيْرِكَ ۝

''الٰہی! ہمیں اپنے ساتھ زندہ رکھ اور غیر کے ساتھ مردہ رکھ۔''

اے عمر کے بوڑھے، عادت کے بچے! — تو کب تک بچپنے کی عادت سے دُنیا کی فضولیات کے لئے بھاگتا رہے گا، — تو نے دُنیا کی طلب کو زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ تیری طلب وہ ہے جو تجھے پریشان کر کے رکھ دے، — چنانچہ تو اس کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں ڈور ہے:

- — اگر تیری ڈور دُنیا کے ہاتھ میں ہے تو تُو دُنیا کا بندہ ہے،
- — اگر تیری ڈور آخرت کے ہاتھ میں ہے تو تُو آخرت کا بندہ ہے،
- — اگر تیری ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے تو تُو اللہ کا بندہ ہے،
- — اگر تیری ڈور نفس کے ہاتھ میں ہے تو تُو نفس کا بندہ ہے،
- — اگر تیری ڈور خواہش کے ہاتھ میں ہے تو تُو خواہش کا بندہ ہے،
- — اگر تیری ڈور مخلوق کے ہاتھ میں ہے تو تُو مخلوق کا بندہ ہے،

اب خود ہی دیکھ لے کہ تیری ڈور کس کے ہاتھ میں ہے، — تم میں سے زیادہ تر دُنیا کے طالب ہیں، اور چند ایک آخرت کی تمنا رکھتے ہیں، اور دُنیا و آخرت کے مالک کے چاہنے والے شاذ و نادر ہیں، — تو بڑے ادب سے انہی کی صحبت اختیار کر، نہ ان سے جھگڑا کر، نہ ان سے منہ موڑ، — ان کے ساتھ گستاخی نہ کر ورنہ برباد ہو جائے گا۔

عقل کرو، تم اپنے عملوں سے اللہ کو ناراض کر رہے ہو، اس کے ہاں تمہارے عملوں کی مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں، ـــ اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اور سب احوال میں اخلاص سے کام لو گے تو کوئی مقام مل جائے گا، ـــ صدق اور اخلاص اور خوفِ خدا ایسے خزانے ہیں جو کبھی فنا نہ ہوں گے، ـــ اللہ ہی سے اُمید رکھو، اور سب احوال میں اسی کی طرف رجوع کرو، ـــ ایمان کو قائم رکھو وہ تجھے اولیاء اللہ سے ملوا دے گا، ـــ جب تو ان میں سے کسی سے ملے تو اپنا بازو ان کے سامنے جھکا دے، اور اپنا حال اس کے حوالے کر دے، ـــ اس سے کوئی جھگڑا نہ کر، خاموش رہ، اور اپنی بے ادبی سے اسے دکھ نہ دے، ـــ جس بات کا علم نہ ہو اس میں خاموشی بہتر ہے، اور جسے تو نہیں جانتا اس کو تسلیم کرنا ہی اسلام ہے۔

اولیاء اللہ نبیوں کے قائم مقام ہیں:

اے کمزور ایمان والے! نہ تیرے پاس دُنیا ہے نہ آخرت ہے، اس کی وجہ تیری اللہ کے حضور میں گستاخی اور اولیاء اللہ اور ابدال پر تہمت لگانا ہے، جو کہ نبیوں کے قائم مقام ہیں، ـــ انہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو نبیوں اور صدیقوں کو عطا فرمایا، ـــ انبیاء کے اعمال اور علوم ان کے حوالے کیے، انہیں ان کے نفسوں اور خواہشوں سے فنا کیا، اور اپنے ساتھ وجود عنایت فرمایا، ـــ انہیں اپنے ہاں جگہ عطا فرمائی، ان کے دلوں کو ماسوئ اللہ سے پاک کیا، ـــ دُنیا و آخرت اور ساری خلقت ان کی دسترس میں ہے، انہیں اپنی قدرت دکھائی، اپنا حکم اور علم سکھایا، انہیں اپنی طاقت وقوت مرحمت فرمائی، انہیں خدائی قوت حاصل ہے۔ ان کے لئے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○

''نہ گناہ سے بچنے اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ بزرگ وبرتر ساتھ ہے۔''

کہنا درست ہے، ـــ وہ اس قول پر پورے اترے، ـــ چنانچہ انہوں نے اپنی طاقت اور خلقت کی تمام قوتیں فنا کر دیں، اور اللہ کی قوت سے مدد حاصل کی، ـــ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اُرِیْدُ فَصَبِّرْنِیْ عَلٰی مَا تُرِیْدُ○

''الٰہی! جو میں چاہتا ہوں اگر تو وہ نہ کرے، تو مجھے اس پر صبر کرنے والا بنا دے جو تو کرنا چاہتا ہے۔''

علم عمل کو بلاتا ہے:

اے بیٹا! جو دُنیا اللہ سے جھگڑا کر کے ملے، اس سے کہیں اچھا ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہا جائے، ـــ اس کی رضا کی شیرینی صدیقوں کے دلوں میں تمام شہوتوں اور لذتوں سے زیادہ میٹھی ہے، ـــ ان کے خیال میں یہ تمام دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے، سے زیادہ مٹھاس رکھتی ہے۔ اس لئے کہ وہ احوال مختلف ہونے کے باوجود زندگی کو خوش باش رکھتی ہے، ـــ لوگوں سے علم و عمل اور اخلاص کی زبان سے بات کیا کر، جو عمل علم کے بغیر ہو، اس عمل کی زبان کے ساتھ بات نہ کر، کیوں کہ یہ تجھے اور تیرے پاس بیٹھنے والوں کو کچھ فائدہ نہ دے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ ○ — ''علم، عمل کو بلاتا ہے۔''

چنانچہ:

○ — اگر وہ اس کے بُلانے پر آ جائے تو ٹھیک، ورنہ علم چلا جاتا ہے،

○ — علم کی برکت چلی جاتی ہے، تیرے خلاف حجت باقی رہ جاتی ہے،

○ — اپنے علم کے گھمنڈ میں پڑا ہوا عالم رہ جاتا ہے،

○ — تیرے پاس علم کا درخت رہ جاتا ہے، اس کا پھل چلا جاتا ہے،

اللہ سے یہ دعا کر کہ وہ تجھے اپنے دربار کی حاضری اور ادب سے نواز دے، — اور یہ بھی دعا کر کہ اس عطا کو چھپا کے رکھے، اور اس عنایت میں سے کوئی شے ظاہر کرنے کی آرزو نہ کرے، — اللہ اور اپنے درمیان کے اس راز کے اظہار کی خواہش تیری بربادی کا سبب بن سکتی ہے، — اپنے احوال واعمال پر غرور سے خود کو بچا، کیونکہ یہ تجھے سرکشی میں ڈال سکتا ہے اور اللہ کی نظر سے گرا سکتا ہے، — خلقت کو وعظ سنا کر اپنے مشہور ہونے کی خواہش سے بچ جا، یہ تیرے فائدے کی بات نہیں، نقصان دینے والی ہے، — معاملہ صحیح ہونے تک ایک جملہ بھی نہ کہہ، تاکہ اللہ کی طرف سے یقینی امر ہو جائے، —

تو لوگوں کو اپنے گھر کی دعوت کس لئے دیتا ہے جبکہ تو نے ابھی تک کھانا بھی تیار نہیں کیا۔ اس کے لئے پہلے بنیاد درکار ہے پھر عمارت بن سکے گی، — اپنے دل کی زمین کو اس وقت تک کھودتا رہ حتیٰ کہ اس میں سے حکمت کا چشمہ پھوٹ نکلے، پھر اخلاص اور مجاہدوں اور نیک اعمال سے تعمیر کا آغاز کر یہاں تک کہ تیرا محل بلند ہو جائے، اس کے بعد لوگوں کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِ اَجْسَادَ اَعْمَالِنَا بِرُوْحِ اِخْلَاصِكَ ○

''الٰہی! ہمارے اعمال کے جسموں کو اپنے اخلاص کی روح سے زندہ رکھ۔''

خلقت سے خلوت تجھے کیا نفع دے گی جبکہ خلقت تیرے دل میں ہے، بالکل نہیں! — تیری اور تیری خلوت نشینی کی کوئی عزت ووقعت نہ ہوگی، — خلقت کو دل میں لئے ہوئے خلوت کرے گا تو تجھے انس الٰہی کے بغیر اکیلے ہی بیٹھنا ہوگا، — تیری خلوت نشینی بیکار ہوگی کیونکہ نفس وشیطان اور خواہش نفسانی تیرے ساتھی ہوں گے، ایسے میں تمہارا دل اللہ کے ساتھ انس پانے والا ہوگا، — چنانچہ تو اگرچہ اہل وعیال، دوستوں رشتہ داروں کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو، خلقت سے خالی ہوگا، — انس الٰہی جب تیرے دل میں جگہ بنا لے گا تو تیرے وجود کی دیواریں گرا دے گا، — تیری بصیرت کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی، اور تو اللہ کا فعل وفضل دیکھنے لگے گا، غیر کو چھوڑ کر اسی سے راضی رہے گا، — جو بندہ شرع کا پابند ہو کر کسی ایک حال میں ہو، اور تو اس سے اوپر اور نیچے اور فنا اور بقا کی خواہش نہ کرے، — اسے اللہ کی رضا، اس کی موافقت اور عبودیت کی شرط حاصل ہو گئی۔

جو موت سے نصیحت نہ لے، اس کے لئے اور کوئی راہ نہیں:

تجھ پر افسوس! جھوٹ مت بول، اس کی رضا پر راضی رہنے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ ایک مچھر اور ایک لقمے اور ایک جملے اور ذرا سی بے عزتی سے پریشان ہو جاتا ہے، ـــــ جھوٹ نہ بول، نہ میں تیرا جھوٹ سنوں گا، نہ اس پر عمل کروں گا اور نہ ہی اس کی تصدیق کروں گا۔

خلقت میں سے بہت کم لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر الہام کیا جاتا ہے، ان میں وہ کلمات ڈال دیئے جاتے ہیں جو انہی کے لئے خاص ہیں، ـــــ انہیں بھلائی کی اطلاع دی جاتی ہے، اور وہ اسی پر قائم ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیسے نہ ہو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال وافعال میں اتباع کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہری وحی کی شکل میں نازل ہوئے، جبکہ ان کے دلوں پر باطنی وحی ہوتی ہے، ـــــ کیونکہ اولیاء اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور سب احکام میں آپ کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ اگر تم چاہو کہ یہ فرماں برداری تمہارے لئے صحیح اور درست ہو جائے تو موت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو، کیونکہ موت کا ذکر نفس اور شیطان اور حرص اور دُنیا کے چھوڑ دینے میں معاون ہوتا ہے، ـــــ جو موت سے نصیحت نہ لے، اس کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا ۝ ـــــ ''نصیحت کے لئے موت کافی ہے''۔

نصیب کا لکھا مل کر رہے گا خواہ تو رغبت کرے یا نہ کرے،

○ ـــــ اگر تو بے رغبتی کرے تو نصیب کا لکھا باعزت طور پر پہنچے گا،

○ ـــــ اگر تو رغبت کرے تو نصیب کا لکھا باعزت طریقے سے نہ پہنچے گا،

منافق کے پاس جب خلقت موجود ہوتی ہے، تب اللہ سے شرم محسوس کرتا ہے، اور جب تنہا ہو تو بے حیا ہو جاتا ہے اور اللہ سے مطلق شرم نہیں کرتا، ـــــ

تجھ پر افسوس! اگر تیرا ایمان اور عقیدہ صحیح ہوتا کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے، تجھ سے قریب ہے اور تیری حفاظت کر رہا ہے تو ضرور اس سے شرم وحیا کرتا، ـــــ میں تم سے حق کہہ رہا ہوں، نہ مجھے تم سے کوئی ڈر ہے اور نہ ہی کوئی اُمید، ـــــ تم اور کرۂ زمین پر سبھی رہنے والے میرے لئے مچھر اور چیونٹی سے بھی زیادہ کمزور ہو۔ جو بھی کوئی نفع ونقصان ہے اسے میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں تمہاری طرف سے نہیں، ـــــ رعایا اور بادشاہ میرے لئے دونوں برابر ہیں۔ تم اگر اپنے نفسوں اور دوسروں پر کوئی اعتراض اٹھاؤ تو وہ شریعت کے دائرے میں ہونا چاہئے، خواہشِ نفس اور حرص کے دخل سے نہیں، ـــــ

○ ـــــ جس بات میں شریعت خاموش ہو، اس میں تم بھی خاموشی سے شریعت کی موافقت کرو،

○ ـــــ جس معاملے میں شریعت کا واضح حکم ہو، اس میں تم بھی موافقت کرو،

اللہ ہی مدد کرنے والا ہے:

اے بیٹا! اپنے نفس اور خواہش کے دباؤ سے کسی پر اعتراض نہ کر، بلکہ جیسا ایمان کہے ویسا کر، —— اعتراض کرنیوالا حقیقت میں ایمان ہی ہے اور یقین ہی ان شبہات کو دور کرنے والا ہے۔ اللہ ہی مدد کرنے والا ہے، وہی مدد کرے گا اور وہی فخر کرنے والا ہے۔ ارشاد باری ہے:

○ —— اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ○

''اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔''

○ —— اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ○

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔''

جب تو کسی ناپسندیدہ امر پر اللہ سے غیرت کر کے اعتراض کرے گا:

○ —— اللہ اسے دور کرنے میں مدد کرے گا،

○ —— اس کے کرنے والے پر تجھے نصرت عطا کرے گا،

○ —— ان سب کو تیرے لئے ذلیل کر دے گا،

اور تو اگر نفس وخواہش اور شیطان اور اپنی عادت کے ورغلانے سے اعتراض کرے گا تو:

○ —— اللہ تجھے رسوا کرے گا،

○ —— اس کے اہل پر تیری مدد نہ کرے گا،

○ —— اسے دور کرنے پر تجھے قدرت نہ ہوگی۔

حقیقت میں ایمان ہی اعتراض کرنے والا ہوسکتا ہے، —— ہر وہ معترض جس کے اعتراض کی بنیاد ایمان پر نہ ہو وہ معترض ہی نہیں، —— لفظ لَا (نہیں) سے اعتراض کر کے اگر تو چاہتا ہے کہ یہ فقط:

○ —— اللہ کے لئے ہو مخلوق کے لئے نہیں،

○ —— دین کے لئے ہو، نفس کے لئے نہیں،

○ —— اللہ کے لئے ہو، تیرے فائدے کے لئے نہیں،

چنانچہ تو حرص کو ترک کر دے، اخلاص سے عمل کر، —— موت تیری تاک میں ہے، اس کے پل سے لازمی گزرنا ہوگا، —— جس حرص نے تجھے رسوا کیا ہے، اسے چھوڑ دے، جو تیرے نصیب کا لکھا ہے، تجھے ضرور ملے گا، اور جو غیر کے نصیب کا ہے وہ ہر گز نہ ملے گا، —— اللہ کے ساتھ مشغول ہو جا اور دوسروں کے نصیب کی طلب چھوڑ دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ (سورہ طٰہٰ)

''آپ اُدھر اپنی نگاہ نہ ڈالئے کہ ہم نے انہیں ان کی عورتوں سے نفع دیا، دُنیا کی زندگی کی زینت محض ان کی آزمائش کے لئے ہے۔''

اللہ کے عارفوں پر سب سے کٹھن مخلوق کے ساتھ بولنا چالنا اور ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہے، —— اسی لئے ہزار عارفوں میں سے کوئی ایک ہی کلام کرنے والا ہوتا ہے، کیونکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قوت کا محتاج ہے، ان کی قوت کا محتاج کیوں نہ ہو کیونکہ وہ رنگ رنگ کی خلقت میں بیٹھنا چاہتا ہے:

○ —— سمجھداروں اور ناسمجھوں سے ملتا ہے،

○ —— منافق اور مومن سے ملتا ہے،

وہ بڑی سخت آزمائش میں ہے، —— جسے ناپسند کرتا ہے اس پر صبر کرتا ہے، —— اس کے باوجود وہ ہر طرح کے مصائب سے اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، اس کی مدد کی جاتی ہے، کیونکہ وہ حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے مخلوق کے ساتھ کلام کرتا ہے، —— وہ یہ کچھ اپنے نفس اور حرص اور اختیار اور ارادے سے نہیں کرتا، اسے اللہ کی طرف سے کلام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اسی لئے وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، —— اگر تیرا معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کا ارادہ ہے تو اپنے دل سے مخلوق کی قدر نکال دے، ان سے ہونے والے فائدے یا نقصان کو نہ دیکھ، کیونکہ اس کے بغیر اللہ کی معرفت محال ہے، —— تیرے پر افسوس!

○ —— دُنیا کو ہاتھ میں رکھنا جائز ہے، جیب میں رکھنا جائز ہے،

○ —— کسی سبب سے نیک نیت کے ساتھ اسے جمع رکھنا جائز ہے،

○ —— دُنیا کو دل میں رکھنا جائز نہیں،

○ —— اس کا دروازے پر کھڑا ہونا جائز ہے، دروازے کے اندر آنا جائز نہیں،

اس میں تیری کچھ عزت نہیں، —— جب یہ بندہ اپنے وجود اور مخلوق سے فنا ہو جائے تو ایسے لگتا ہے جیسے کہ محو اور گم ہے، —— آفتوں کے نازل ہونے پر اس کا باطن متغیر نہیں، —— امر الٰہی کی بجا آوری کے لئے موجود ہو جاتا ہے، اور نہی آنے پر اس سے منع رہتا ہے، —— نہ کسی چیز کی وہ تمنا کرتا ہے اور نہ کسی شے پر حرص کرتا ہے، —— اس کے دل پر تکوین وارد ہوتی ہے، ہر شے میں تصرّف کا اختیار اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے، تم میں اور ان میں کیا تعلق! ——

اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! —— اللہ کے خاص بندوں سے تعلق توڑنے والو! —— تو ظاہری ظلم اور ظاہری نفاق میں مبتلا ہے، یہ نفاق کب تک چلے گا، —— اے عالمو! —— اے زاہدو! تم کب تک بادشاہوں اور امیروں کے لئے نفاق سے کام لیتے رہو گے، تاکہ ان سے دُنیا کا مال اور اس کی شہوتیں اور لذتیں حاصل کرتے رہو، —— تم اور اس دور کے اکثر حکمران ظالم ہیں اور اللہ اور اس کے بندوں کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اكْسِرْ شَوْكَةَ الْمُنَافِقِيْنَ وَاخْذُلْهُمْ اَوْ تُبْ عَلَيْهِمْ وَاَقْمَعِ الظَّلَمَةَ وَطَهِّرِ الْاَرْضَ مِنْهُمْ اَوْ اَصْلِحْهُمْ اٰمِيْنَ! ○

''الٰہی! منافقوں کی شوکت ودبدبہ کوتوڑ دے اورانہیں ذلیل ورسوا کردے،—یاانہیں توبہ کی توفیق دے،ظالموں کوملیامیٹ کردے اورزمین کوان سے پاک کردے،—یاان کی اصلاح کردے،آمین!''

اے حکمرانو!—اے رعایا!—اے ظالمو!—اے منافقو!—اے مخلصو!—یادرکھو،دُنیاتھوڑی دیر کے لئے ہے اورآخرت سدا کے لئے ہے،—اپنے مجاہدے اورزُہد سے اللہ کے سواسب کوچھوڑ دے،غیراللہ سے دل کوپاک وصاف کر لے،—اس بات سے ڈرتا رہ کہ تجھے:

○—کوئی شکارنہ کرلے، ○—کوئی اسیرنہ کرلے،

○—تجھے تیرے خالق ومالک سے نہ روک لے،

جب تیرے نصیب کے لکھے کاحصہ تیرے پاس آئے توحکم الٰہی اوراس کی موافقت میں زُہد کے قدموں پرکھڑے ہوکر لے لے،دُنیاکی محبت اوراپنے اختیار کے ہاتھوں سے نہ لے،—زُہد میں استقامت بدن میں اثرلاتی ہے،دل میں غم آتا ہے اوربدن میں کمزوری آتی ہے،—یہ غم اورکمزوری جب ثابت ہوجائے تواللہ کی طرف سے اسے فرحت اورمعرفتِ الٰہی عطا ہوتی ہے۔جس سے اس کاغم اورفکر جاتا رہتا ہے۔

○—ایمان والے کادل،خلقت واہل وعیال اورمال سے تنگ رہتا ہے،ظاہری طورپران سے مشغول ہوتا ہے، مگراندرونی طورسے اس کادل بادشاہ کے پیام برکامنتظر رہتا ہے،—اہل وعیال سے رخصت ہوکرشہر کے دروازے پرپہنچ گیا،جبکہ ان کے بیچ میں بیٹھاہواہے۔

○—ایمان والاخلقت کے بیچ میں رہتے ہوئے ان سے رخصت ہوچکا ہے،اس کارہنا سہناخلقت ہی کے ساتھ ہے جبکہ اس کی اصل رگ خالق کے ساتھ ہے۔

توحید جب دل میں گھرکرلیتی ہے توظاہری عمل بھی ٹھیک ہوجاتے ہیں،کیونکہ یہ تیرے ظاہروباطن،تیری تونگری وفقیری، خلقت کے توجہ کرنے اورمنہ موڑنے اوران کی برائی بھلائی سب کوایک ساکردیتی ہے،—توانہیں اپنے دل سے کیونکر نہ نکالے گاحالانکہ تیرادل وسعت کے باوجودان کے لئے تنگ پڑگیا ہے،وہ اللہ اوراس کے ذکراوراس کے شوق سے بھرپور ہوگیا ہے۔اس وقت تواس آیت مبارکہ کے مفہوم کاپیکر بن گیا ہے،

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ○ —''یہاں صرف اللہ سچے کی مملکت ہے۔''

اورتوسچامحبّ،عالم معلم،حکیم محکم،قریب ومقرّب،ادیب مؤدب،خلقت سے بے نیاز یعنی اللہ کی طرف سے کفایت والا ہوجاتا ہے۔

اے جاہل! جہالت چھوڑ کر علم سیکھ لے، — خود پڑھنے سیکھنے کو چھوڑ بیٹھا اور اب دوسروں کو سکھانے میں لگ گیا ہے، — تو تکلیف نہ اٹھا، یہ تیرے بس کی بات نہیں، — اس سے نہ کچھ تجھے فائدہ ہوگا، نہ کسی اور کا کوئی بھلا ہوگا، کیونکہ جو بندہ اپنے نفس کو صحیح طرح سے کچھ نہیں سکھا سکتا وہ کسی اور کو کیا سکھائے گا۔

اللہ کی قدرت کو عاجز نہ جانو:

اے لوگو! اللہ کی قدرت کو عاجز نہ جانو، ورنہ کافروں میں سے ہو جاؤ گے، — جو حکم ہے اس پر عمل کرو، تاکہ یہ عمل تمہیں علم سے ملا دے، — جب عمل ثابت ہو جائے گا تو قدرت میں نظر آ جائے گی، — تب تمہارے دلوں اور باطنوں کے ہاتھ میں سارا جہان دے دیا جائے گا، — تم جو چاہو گے وہ ہونے لگے گا، — دلی طور سے جب اللہ اور تمہارے درمیان کوئی حجاب نہ رہے گا، تمہیں:

- ○ — موجودات پر قدرت عطا کر دے گا،
- ○ — اپنے راز کے خزانوں سے مطلع کر دے گا،
- ○ — اپنے فضل کے دسترخوان سے کھانا کھلائے گا،
- ○ — اپنے انس کا شربت پلائے گا،
- ○ — اپنے قرب کے دسترخوان پر بٹھائے گا،

یہ سب کتاب وسنت کے علم اور اس پر عمل کا ثمرہ ہے، — تو ان دونوں پر عمل کر، ان سے الگ مت ہو حتیٰ کہ تیرے پاس علم کا مالک اللہ آ جائے، اور تجھے اپنے پاس لے لے، — شریعت سکھانے والا جب اپنی طرف سے تیری مہارت کی تصدیق کر دے گا تو تجھے علم طریقت کی کتاب کی طرف منتقل کر دے، — اور جب تو اسے بھی اچھی طرح سے سیکھ لے گا، تب تیرا دل اور باطن قائم کر دیئے جائیں گے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے ساتھ ہوں گے، — انہیں بادشاہ حقیقی، علم کے مالک کے روبرو کھڑا کر دیں گے، اور ان سے فرمائیں گے:

هَا اَنْتُمَا وَرَبُّكُمَا ۝ — ''اب تم دونوں ہو اور تمہارا رب، وہ جانے اور تم۔''

باونویں مجلس

(منعقدہ ۳ رمضان ۵۴۵ھ بروز صبح جمعہ بمقام مدرسہ قادریہ)

اللہ کی طرف دوڑو، سب کام اُسی کی طرف لوٹتے ہیں:

اے لوگو! اللہ کی طرف دوڑو، خلقت اور دُنیا اور ماسوی اللہ سے ناطہ توڑ کے اللہ کی طرف بھاگو! — دلوں سے اللہ کی طرف چلو، کیا تم نے یہ ارشاد باری نہیں سنا:

اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ ——''سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔''

اے بیٹا! مخلوق کو بقا کی آنکھ سے نہ دیکھ بلکہ انکی طرف فنا کی آنکھ سے دیکھ کہ سب فانی ہیں، —— انہیں نفع ونقصان کی آنکھ سے نہ دیکھ بلکہ انہیں ذلت اور عاجزی کی آنکھ سے دیکھ، اس لئے کہ یہ سب اللہ کے سامنے عاجز وذلیل ہیں، —— اللہ کو ایک جان اور اسی پر بھروسہ کر، اور جس بات سے وہ فارغ ہو چکا ہے اس میں بکواس نہ کر، —— دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہونا ہے وہ سب سے فارغ ہو چکا ہے، خلقت میں جو انقلابات اور تغیرات ہونا ہیں، ان سے فارغ ہو چکا ہے، —— مسلمان کا دل ان سب سے فارغ ہے، خاص کر جب وہ تمام اسباب سے بالکل خالی ہو جائے تو وہ اپنے حال میں زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے، —— اگر اس کے پاس اہل وعیال آ جائیں تو اس پر اس کی مدد کی جاتی ہے، اسے ان کے تحمل وبرداشت کے لئے قوت عطا کی جاتی ہے، —— اس کا دل ہر حال میں ماسویٰ اللہ سے فارغ رہتا ہے، مخلوق سے ہمیشہ غائب ودور رہتا ہے، وہ اس سے کسی تغیر وتبدیلی کا تمنائی نہیں ہوتا، —— کیونکہ وہ جانتا ہے کہ:

○ —— جو شے مقدر ہو چکی ہے وہ بدل نہیں سکتی،

○ —— جو شے نصیب میں لکھے جانے سے فارغ ہو چکی ہے، اس میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی،

چنانچہ وہ:

○ —— نہ تو زیادتی کو طلب کرتا ہے اور نہ کمی کو،

○ —— نہ اس میں تاخیر چاہتا ہے نہ اس میں جلدی کا طالب،

کیوں کہ ہر شے اور ہر کام کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہو چکا ہے، —— چنانچہ یہ اور اس کی طرح کے مخلوق میں سے اور لوگ ہی عقل والے اور ہشیار ہیں، —— اور زیادتی وکمی، جلدی اور تاخیر چاہنے والے پاگل اور دیوانے ہیں۔

جو شخص اللہ سے راضی ہوگا، وہ اپنے اور غیر کے سب احوال میں اللہ کی موافقت کرے گا، ——

○ —— اللہ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے، ○ —— اسے اپنی معرفت عطا کرتا ہے،

○ —— باقی عمر اپنے مقصود کی راہ پر اللہ کے ساتھ گزارتا ہے،

○ —— پہلے اسے توفیق دیتا ہے، پھر اپنا مقرب بنالیتا ہے،

اسے حیرت اور پریشانی میں گم دیکھ کر فرماتا ہے: اَنَـــا رَبُّكَ ——''میں تیرا ربّ ہوں۔'' —— جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا:

اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۝ (طٰہٰ) —— ''بے شک میں تیرا ربّ ہوں، تو اپنی جوتیاں اتار دے۔''

موسیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد ظاہری طور پر فرمایا تھا، جبکہ اللہ اپنے عارف کے قلب سے باطنی طور پر ارشاد فرماتا ہے، جسے وہ اس کی رحمت اور لطف اور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجاہت سے سنتا ہے، —— انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے ظاہری

طور پر سامنے آتے ہیں، جبکہ اولیاء کرام کی کرامتیں باطنی طور پر ہوتی ہیں۔

○ — اولیاء اللہ انبیاء کرام کے وارث ہیں،

○ — یہ اللہ کے دین کو قائم کرنے والے ہیں،

○ — اللہ کے دین کی جن اور انسان کے شیطانوں سے حفاظت کرتے ہیں،

تو اللہ اور اس کے رسولوں سے جاہل ہے اور اولیاء اللہ سے ناواقف ہے، —

اے منافق! تجھے کیسے خبر ہو کہ اولیاء اللہ کس حال میں ہیں اور کیا مقام رکھتے ہیں، — تو قرآن مجید پڑھتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتا ہے، — تو عمل کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ عمل کیسے کیا جائے، یہ دُنیا ہے جس کی آخرت نہیں، — (ایسی نالائقی کے باوجود) تو اولیاء اللہ پر انگلیاں اٹھاتا ہے۔ عقل سے کام لے، ادب سیکھ، اور توبہ کر کے لب سی لے، — تجھے نہ اللہ کا پتہ ہے نہ رسولوں کا، اور نہ ہی اولیاء اللہ کا پتہ ہے، نہ اس کے علم کا پتہ ہے کہ وہ تیرے اور مخلوق کے ساتھ کیا سلوک کرے گا، — توبہ کر اور خاموش رہ، اور اپنی عزت کے مطابق قبر میں جانے کی فکر کر، — جیسا کہے ویسا کر، تا کہ تو علم سیکھ لے، — اللہ کے ساتھ چل تا کہ وہ تجھے ایسا نور عطا کرے جس کے ذریعہ تو دُنیا و آخرت دُونوں کو دیکھ سکے، — جو میں کہہ رہا ہوں اسے مان لو اور اس میں کوشش کرو، اور جو کچھ تقدیر میں پہلے ہو چکا اس کا پچھتاوا اور غم کرنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ صرف تمہاری حرص اور کمزوری کے باعث اور کاہلوں کی حجت ہے، — ہم پر لازم ہے کہ ہم تقدیر کے بارے میں بحث و تکرار نہ کریں بلکہ ہم ہمت سے کام لیں اور کوشش کر کے عمل کی عادت ڈالیں، اس چکر میں نہ پڑیں کہ ایسا کیوں کہا، ایسا کیوں کیا اور کس لئے کیا، — نکتہ چینی چھوڑ دیں اور اللہ کے کاموں میں دخل نہ دیں، — ہمارا کام کوشش کر کے عمل کرنا ہے، اللہ جو چاہے، کرے، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورہ الانبیاء)

''جو چاہے وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں، اور انہیں پوچھا جائے گا۔''

جو تیرا یہ معاملہ انتہا کو پہنچے، اور اللہ تیرے دل کو اپنے قریب کر لے اور دُنیا میں تیرا زُہد درست ہو جائے، تو آخرت میں رغبت کرنے لگے گا، — تیرا نام قرب الٰہی کے دروازے پر لکھا ہوا ہوگا:

فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ مِنْ عُتَقَآءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ○

''فلاں کا فلاں بیٹا اللہ کے آزاد بندوں میں سے ہے۔''

چنانچہ یہ ایسی شیے ہے کہ اس میں نہ کسی طرح کا تغیر ہوگا نہ تبدل، اور نہ اس میں کمی بیشی کی جائے گی۔ اب تو اللہ کا شکر زیادہ کرے گا، — بھلائی کے کام اور اطاعتیں اس کے سامنے بڑھ جائیں گی، اس کے باوجود اپنے دل سے اس کا خوف نہ چھوڑ، نہ اس کی قدرت کو عاجز سمجھ، — ارشاد باری ہے:

○ — يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتَابِ ○

''اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے، اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔''

○ —— لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورہ الانبیاء)

''جو چاہے وہ کرے، کوئی پوچھنے والا نہیں، اور انہیں پوچھا جائے گا۔''

اس لکھے ہوئے پرت اکتفا نہ کر، کیونکہ اس نے لکھا ہے، وہی مٹانے پر قادر ہے، جس نے بنایا ہے وہی توڑنے پر قادر ہے، —— تو ہمیشہ اطاعت اور خوف اور دہشت اور بچاؤ کے قدم پر کھڑا رہ، حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے، اور تو دُنیا سے بخیر و عافیت آخرت کی طرف چلا جائے، —— اب تجھے تغیر و تبدّل سے کوئی خوف نہ ہوگا، امن و امان سے ہوگا،

اے اپنی جہالت اور نفاق اور دُنیا کی طلب اور دُنیا کی کشمکش کی وجہ سے اللہ سے مزاحمت کرنے والے! —— تو تُو حرام کھا رہا ہے، پھر تجھے دل کی نورانیت، باطن کی صفائی اور دانائی کے ساتھ بات کرنے کی کیسے تمنّا اور آرزو ہے، —— اولیاء اللہ کا کلام تو ضرورت کے تحت ہوتا ہے، —— ان کی نیند ڈوبے ہوئے کی نیند کی طرح ہے، ان کا کھانا بیماروں کے کھانوں کی مانند ہوتا ہے۔ وہ موت کا وقت آنے تک اسی حال پر رہے ہیں، وہ ان فرشتوں کی مثل ہیں جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○

''وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جس کے لئے حکم ہوتا ہے۔''

یہ فرشتوں کی مثل ہو کر فرشتوں سے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ فرشتے ان کے خادم ہیں، دُنیا و آخرت میں ان کی خدمت گزاری میں رہیں گے۔

اللہ تمہیں اپنی رحمت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے:

اے لوگو! میری بات چیت اگر تمہارے حال کے موافق نہ ہو، اور تمہاری سمجھ میں نہ آ رہا ہو، تو اسے ایمان اور تصدیق سے سنو، —— میری بات چیت دلوں کے لئے عزت اور وقار کا باعث ہے۔ تم اسے دلوں اور باطنوں سے سنو،

○ —— تمہارے ظاہر و باطن کو راحت ملے گی،

○ —— تمہارے نفسوں اور خواہشوں کی آن مٹ جائے گی،

○ —— تمہاری شہوتوں کی آگ بجھ جائے گی،

تمہارے حق میں سب سے بدتر تمہاری شہوتیں ہیں جو تمہارے لئے دُنیا کو دوست بناتی ہیں، اور فقر کو تمہارا دشمن ٹھہرا کر تمہیں ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں، —— ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے جمع کر کے ایک کھلے طباق میں رکھو، اور اسے اٹھا کر سارے بازار میں پھراؤ، —— اس میں ایک شے بھی ایسی نہ ہو جس سے تمہیں شرمندگی ہو۔''

اے جاہل! تو اس پر کفایت نہیں کرتا کہ تو تقویٰ شعار نہیں ہے، بلکہ جب تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر، تو غصے میں سے آ

جاتا ہے، ---- اور جب تجھ سے حق سچ بات کہی جائے تو اسے سن کر سستی کرتا ہے، ---- اور جب کوئی تجھ پر اعتراض کرتا ہے تو تُو اس پر بگڑنے لگتا ہے اور اس پر غصہ نکالتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو بندہ اللہ سے ڈرتا ہے، وہ اپنے غصے کا بدلہ نہیں لیتا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُ اُحِبُّكُمْ كَمَا اَطَعْتُمُوْنِيْ فَلَمَّا عَصَيْتُمُوْنِيْ بَغَضْتُكُمْ ۝

''جو میری فرماں برداری کرتا ہے، اسے دوست رکھتا ہوں، اور جو نافرمانی کرتا ہے، اس سے نفرت کرتا ہوں۔''

O---- اللہ تمہیں اپنی رحمت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے، کسی حاجت یا کسی غرض کی وجہ سے نہیں،

O---- وہ تمہیں تمہارے لئے پیار کرتا ہے، اپنی ذات کے لئے نہیں۔

O---- تمہاری اطاعت کو پسند کرتا ہے، اس لئے کہ اس کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہے۔

تجھے چاہئے کہ تو اس کی طرف مشغول و متوجہ ہو جو تجھے تیرے لئے چاہتا ہے، ---- اور اس سے اعراض کر جو تجھے صرف اپنے لئے چاہتا ہے، ---- ایمان دار ہر شے کو بھلا کر صرف اللہ ہی کو یاد کرتا ہے، چنانچہ زندگی کے ساتھ ساتھ اسے قربِ الٰہی بھی حاصل ہو گیا، ---- اللہ پر اس کا توکل صحیح ہو گیا، ---- دونوں جہانوں کی مشکلات میں اللہ اس کا ضامن و کفیل ہو گیا، ---- مومن کا توکل اور توحید جب صحیح ہو جائیں تو اللہ اس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہے جو معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا،

O---- ان کا تو نام نہیں مگر ان کا حال اور باطن عطا فرماتا ہے۔

O---- اپنے طعام و شراب سے ویسا ہی کھلاتا پلاتا ہے، جیسا انہیں کھلایا پلایا تھا۔

O---- اپنے آستانے کی دہلیز پر ویسے ہی ٹھہراتا ہے جیسے کہ انہیں ٹھہرایا تھا، ---- یہ نہیں کہ انہیں ہو بہو مقام ابراہیمی عطا فرما دیتا ہے۔

ایسے میں مومن کے لئے ابراہیمی نسبت صورت و حقیقت کے لحاظ سے نہیں بلکہ باطن کے لحاظ سے صحیح ہو جاتی ہے۔

تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھے ظالموں کا خدمت گار بنا رکھا ہے، اور تو ہے کہ حرام کھائے چلا جا رہا ہے، آخر کب تک حرام کھاتا رہے گا، ---- یہ حکمران جن کی خدمت گاری میں تو لگا ہے، عنقریب ان کی حکومت ختم ہو جائے گی، ---- اور وہ اللہ کی ذات جس کی حکومت کو کبھی زوال نہیں، اس سے کب تک منہ موڑے رہے گا، ----

ذرا عقل کر اور دُنیا میں تھوڑے پر گزارا کر، تا کہ آخرت میں وافر ملے، ---- اپنے نصیب کا لکھا زُہد کے ہاتھوں سے کھا، ---- تیرا کھانا پینا قدرتِ الٰہی کے فعل کے ہاتھوں سے آستانہ الٰہی کے دروازے پر ہو، ---- یہ کھانا پینا دنیا کے ساتھ نہیں، اس کے ساتھ ہو، ---- یہ کھانا پینا نہ دُنیا کے ہاتھ سے ہو نہ حکمرانوں کی چوکھٹ پر عادت و خواہش و عوام و شیطان کے ہاتھ سے

ہو، ـــــ دُنیا میں رہ کر جب تو کھائے پیئے گا کہ تیرا دل اللہ کے دروازے پر ہو تو فرشتے اور نبیوں کی روحیں تیرے اردگرد ہوں گی، ـــــ سوچنے کی بات یہ ہے کہ دونوں مقامات اور احوال میں کتنا واضح فرق ہے۔

اولیاء اللہ بڑے عقل والے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ہم دُنیا میں اپنے حصے کا رزق نہ رستے میں کھائیں گے، نہ اپنے گھروں میں کھائیں گے، ـــــ ہم تو اس کے دربار میں اس کے سامنے کھائیں گے، ـــــ زاہد جنت میں کھائیں گے اور عارفانِ الٰہی اس کی حضوری میں کھاتے ہیں، ـــــ اللہ کے محبوب نہ دُنیا میں کھاتے ہیں نہ آخرت میں کھائیں گے۔ ان کا تو کھانا پینا اللہ تعالیٰ سے ان کا قرب اور انس ہے، اور اسی کی طرف دیکھتے رہنا ہے، ـــــ انہوں نے دُنیا کو آخرت کے بدلے بیچ ڈالا ہے، اور آخرت کو دُنیا و آخرت کے مالک اللہ تعالیٰ کے قرب کے بدلے بیچ دیا۔ جو لوگ اس کی محبت سے سچے ہیں انہوں نے دُنیا و آخرت کو اللہ کے لئے بیچ دیا ہے، ـــــ وہ اسی کو چاہتے ہیں، اس کے غیر سے کچھ واسطہ نہیں۔ جب یہ خرید و فروخت ختم ہوگئی تو اس کے کرم نے غلبہ کیا اور دُنیا و آخرت بطور انعام لوٹا دیں، اور انہیں ان کے لینے کا حکم دیا، ـــــ انہوں نے سیر شکمی اور بدہضمی کے باوجود تعمیل ارشاد کے لئے حاجت نہ ہوتے ہوئے قبول کرلیا، ـــــ تقدیر کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے حسنِ ادب کے ساتھ قبول کیا، اور کہتے ہیں:

"تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے، ہم غیر سے نہیں تیرے سے راضی ہیں، ـــــ بھوک و پیاس اور برہنگی اور تیری طرف سے جو ذلت و رسوائی پہنچے، اس پر ہم راضی ہیں، ـــــ اور اس پر راضی ہیں کہ تیرے ہی در پر پڑے رہیں۔"

وہ جب اس حال پر راضی ہوگئے اور ان کے نفسوں کو اطمینان ہوگیا تو اللہ نے ان کی طرف رحمت کی نظر کی،

- ـــــ ذلت کے بعد انہیں عزت عطا فرمائی،
- ـــــ فقیری کے بعد تونگری سے نوازا،
- ـــــ دُنیا و آخرت میں اپنے قرب کا اعزاز بخشا،

دُنیا میں مومن زُہد اختیار کرتا ہے، ـــــ اس کا زُہد اس کے باطن کا میل کچیل اور خرابی کو ختم کر دیتا ہے، ـــــ پھر آخرت کے آ جانے سے اس کا دل سکون محسوس کرتا ہے، ـــــ پھر غیرت الٰہی کا ہاتھ حرکت میں آتا ہے اور اس کے دل سے آخرت کو دور کر دیتا ہے، اور اسے مطلع کرتا ہے کہ آخرت میں اللہ کے قرب میں حجاب ہے، ـــــ اس وقت مومن خلقت کو چھوڑ کر شرعی احکام کو بجا لاتا ہے، ـــــ اور اس میں اور عوام میں جو حدود مشترک ہیں، ان کی حفاظت کرتا ہے، ـــــ اس کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، جن سے وہ اپنے نفس اور خلقت کے عیب دیکھنے لگتا ہے،

- ـــــ اپنے ربّ کے سوا کسی کے ہاں نہیں ٹھہرتا،
- ـــــ غیر کی بات پر کان نہیں دھرتا،

○ — غیر اللہ کو کچھ نہیں سمجھتا،

○ — ان کے وعدوں پر اعتبار نہیں کرتا،

○ — غیر اللہ کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا،

○ — غیر اللہ کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا،

اور اللہ کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے، — مسلمان جب یہ کمالات حاصل کر لیتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی بندے کے دل پر ان کا خیال ہی گزرا ہے۔

نفس کی اصلاح سے ہی نفس کا فائدہ ہو سکتا ہے:

اے بیٹا! پہلے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو، اس کی اصلاح کر کے اس کا فائدہ کر، پھر دوسروں کی سوچ، — شمع کی طرح نہ ہو کہ وہ خود کو جلاتی ہے اور غیر کو روشنی دیتی ہے، — تو کسی شے میں اپنی خودی اور خواہش اور نفس کے ساتھ داخل نہ ہو، — اللہ کا جب کسی امر کے لئے ارادہ ہوگا تو اس کے لئے تجھے تیار کر دے گا، — اگر تیرے ہاتھوں خلقت کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوا تو تجھے ان کی طرف لوٹا دے گا، —

○ — تجھے ثابت قدمی اور مدارات کی دولت سے نوازے گا،

○ — خلقت کی تکلیفیں برداشت کرنے کی قوت عطا کرے گا،

○ — تیرے دل میں خلقت کے لئے وسعت دے دے گا،

○ — تیرا سینہ کشادہ کر کے اس میں حکمت و دانائی بھر دے گا،

○ — تیرے باطن کی نگہبانی کرے گا اور اس کی راز داری کرے گا،

اس لمحے تو نہیں وہی وہ ہوگا، — کیا تو نے یہ ارشاد باری نہیں سنا:

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ ۝

''اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔''

تو اللہ کے اس فرمان: اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً پر غور کر، — یوں نہیں فرمایا: اَنۡتَ جَعَلۡتَ نَفۡسَكَ کہ ''تو نے اپنے نفس کو بنایا۔''

اولیاء اللہ کا نہ کوئی اپنا ارادہ ہوتا ہے نہ کوئی اختیار، وہ ہر کام امر و فعل و تدبیر اور اللہ کے ارادے کے تحت کرتے ہیں، — اے سیدھی راہ سے ہٹ جانے والے! تو کسی شے سے حجت نہ پکڑ، تیرے پاس سیدھے راستے کی کوئی دلیل نہیں، — حلال اور حرام دونوں سامنے ہیں، تو اللہ پر کتنا بے حیا بن گیا ہے، اللہ کے لئے تیرا خوف کس قدر کم ہو گیا ہے، کون سی چیز نے تجھے نڈر بنا دیا ہے، — اس کے دیدار کو تو کس قدر ہلکا سمجھ رہا ہے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَفْ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

''اللہ سے ڈر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھتا، وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔''

بیدار لوگ اللہ کو اپنے دلوں سے دیکھتے ہیں، جب ان کی پراگندگی یکجا ہوگئی تو پگھل کر ایک ہی چیز بن گئی، —— اللہ اور اس کے بیچ میں سے حجاب اٹھ گئے، بدن فنا ہو گئے، باطن باقی رہ گئے، —— جوڑ و پیوند ٹوٹ گئے، اور دوست بچھڑ گئے، —— اب ان کے لئے اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ اس کے بغیر نہ ان کے لئے کوئی بات نہ کوئی حرکت، اور نہ کسی شے سے خوشی، —— حتیٰ کہ ان کا یہ معاملہ صحیح ہو گیا تو وہ کامل بن گئے، ان کے حق میں امر پورا ہو گیا۔ پہلے وہ دُنیا کی غلامی اور اس کی بندگی سے نکلے، پھر سب ما سوئی اللہ سے الگ ہو گئے، —— یہ لوگ ہمیشہ اللہ کے معاملے اور اس کی ذات میں آزمائش میں رہے، تاکہ وہ ان کے اعمال کو دیکھے کہ یہ کیسے عمل کرتے ہیں، —— گویا باطن بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر، جبکہ نفس و زبان اور دیگر اعضاء ان دونوں کے خدمت گزار، ——

- باطن دریائے الٰہی سے سیراب ہوتا ہے،
- دل باطن سے سیراب ہوتا ہے،
- نفس مطمئنہ، دل سے سیراب ہوتا ہے،
- زبان نفس مطمئنہ سے سیراب ہوتی ہے،
- اعضاء زبان سے سیراب ہوتے ہیں،

زبان جب سدھر جاتی ہے تو دل سدھر جاتا ہے، اور جب زبان بگڑ جاتی ہے تو دل بھی بگڑ جاتا ہے، —— تیری زبان کو تقویٰ کی لگام اور فضول باتوں اور نفاق سے توبہ کی ضرورت ہے، —— اس پر جب ہمیشگی ہو تو زبان کی فصاحت، دل کی فصاحت کی طرف لوٹ آئے گی، —— دل کو جب یہ کمال حاصل ہو جائے گا وہ منور ہو جائے گا، اور دل سے زبان اور اعضاء روشن ہو جائیں گے، —— اس مقام پر مقرّب کی زبان سے بات کیا کرے گا، —— قرب میں نہ اس کی زبان ہو گی، نہ اس کی دعا نہ ذکر، —— دعا و ذکر اور کلام تو دوری کے عالم میں ہوتے ہیں، قرب کے عالم میں سکون اور گمنامی اور نظارہ جمالِ الٰہی اور اس سے فائدہ اٹھانے میں قناعت ہوا کرتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّرَاكَ فِي الدُّنْيَا بِعَيْنَيْ قَلْبِهٖ وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ بِعَيْنَيْ رَاْسِهٖ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

''الٰہی! تو ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جو دُنیا میں تجھے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے، —— اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، —— اور آخرت کی بھلائی عطا کر، —— اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔'' آمین!

ترپن ویں مجلس

(منعقدہ ۷/رمضان ۵۴۵ھ بروز منگل بوقت عشاء بمقام مدرسہ قادریہ)

آزمائش وبلا ولایت کا خاصہ ہے:

پرکھ پرچول اور آزمائش کے بغیر گزارا نہیں، بالخصوص جو لوگ کوئی دعویٰ کرتے ہیں، — اگر آزمائش اور پرکھ پرچول نہ ہوتی تو مخلوق میں بہت سے لوگ ولایت کا دعویٰ کرتے، — اسی لئے بعض اولیاء اللہ نے فرمایا:

وَكُلُّ الْبَلَاءِ بِالْوَلَايَةِ كَيْ لَا تُدَّعٰى ٥

''ہر طرح کی بلا محبت میں ہے، تا کہ ہر کوئی دعویٰ نہ کر سکے۔''

ولی کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مخلوق کے تکلیف پہنچانے پر صبر کرے اور ان سے درگزر کرے، — اولیاء اللہ

○ — جو کچھ مخلوق سے دیکھتے ہیں ان سے اندھے بن جاتے ہیں،

○ — جو کچھ ان سے سنتے ہیں، اس سے بہرے بن جاتے ہیں،

○ — اپنی آبروؤں کو مخلوق کے لئے ہبہ کر رکھا ہے،

مثل مشہور ہے: حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ٥

''کسی شے کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔''

اولیاء کرام نے اللہ ہی کو محبوب بنالیا ہے، چنانچہ وہ غیر اللہ سے اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ مخلوق سے خوش کلامی اور نرمی اور مدارات سے ملتے ہیں، اور کبھی اللہ کے لئے غیرت کے باعث غضب الٰہی کی موافقت میں مخلوق سے غصہ بھی کرتے ہیں، — اولیاء اللہ روحانی طبیب ہیں، وہ ہر مرض کی دوا جانتے ہیں۔ طبیب ہر مرض کا علاج ایک ہی دوا سے کیا کرتا ہے، — اولیاء کرام دل اور باطن کے لحاظ سے اللہ کے حضور میں اصحاب کہف کی طرح ہیں، — انہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کروٹ دلاتے تھے، اور قدرت ورحمت ولطف کا ہاتھ ان کے پہلو بدلتا ہے۔

○ — ان کی دُنیا، دُنیا کے چاہنے والوں کے لئے ہے،

○ — ان کی آخرت، آخرت چاہنے والوں کے لئے ہے،

○ — ان کا پروردگار، ان کے لئے ہے،

ان کا پروردگار ان سے کسی چیز کا بخل نہیں کرتا، جو چاہیں وہ عطا کرتا ہے، — اگر دُنیا طلب کرو اور ان کے پاس ہو تو وہ اسے خرچ کر ڈالتے ہیں، اور جب ان سے آخرت کا ثواب طلب کرو، وہ اسے بھی صرف کر دیتے ہیں، — دُنیا چاہنے والوں کو

دُنیا عطا کرتے ہیں، اور جو دُنیا کو کم چاہنے والے ہیں انہیں آخرت کا ثواب عنایت فرماتے ہیں، — مخلوق کو مخلوق کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور خالق کو اپنے لئے، — چھلکا سب میں بانٹ دیتے ہیں، کیونکہ ماسویٰ اللہ چھلکا ہے، اور طلب الٰہی اور قرب الٰہی ان کے لئے مغز ہے۔

بعض اولیاء اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا يَضْحَكُ فِيْ وَجْهِ الْفَاسِقِ اِلَّا الْعَارِفُ ○

''فاسق کے منہ پر عارف ہی ہنسا کرتا ہے۔''

عارف ہی اسے نیکی کا امر کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے، اس کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے، — اس امر پر عارفوں کو ہی قدرت حاصل ہے زاہد و عابد و مرید کو نہیں، — یہ اللہ والے گناہ گاروں پر کیوں نہ رحم کریں، وہ بیچارے تو رحم کے قابل تو بہ و معذرت کی جگہ پر ہیں، — عارفوں کا اخلاق، اللہ کے اخلاق سے ہے، لہٰذا وہ گناہ گار کو شیطان اور نفس اور خواہش کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، — کوئی شخص اگر اپنے بچے کو کسی کافر کے ہاتھ میں قید دیکھے تو کیا اسے چھڑانے کی کوشش نہ کرے گا۔ عارف باللہ کے لئے تمام مخلوق اولاد کی مانند ہوتی ہے، — پہلے مخلوق کو شریعت کی زبان سے مخاطب کرتا ہے، احکام سے آگاہ کرتا ہے، پھر علم ازلی جاننے کے باعث ان پر رحم کرتا ہے۔ ان میں جاری اللہ کے افعال دیکھتا ہے، — علم الٰہی کے دروازے سے نکلنے والے وہ امور دیکھتا ہے جو قضاء قدر کے صادر ہونے پر مبنی ہیں، انہیں ظاہر نہیں کرتا چھپا کے رکھتا ہے، — شرعی احکام و مناہی کے ساتھ مخلوق سے خطاب کرتا ہے، — جو علم باطن ہے مخلوق کو اس سے خطاب نہیں کرتا، —

اللہ نے رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں اور ڈرایا دھمکایا تا کہ خلقت پر حجت قائم ہو جائے۔ ان کے بارے میں جو علم الٰہی ہے، اس میں نہ تو دخل دیا جا سکتا ہے، نہ ہی اللہ پر اس سے متعلق کوئی اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے، — حکم کے اندر رعب و دبدبہ ہے جبکہ علم کے اندر ثابت قدمی و استقامت ہے، — تجھے حکم کی بھی ضرورت ہے جو دوسروں اور تیرے درمیان مشترک ہے، اور اپنے لئے تو ایسے علم کا محتاج ہے جو خاص تیرے لئے ہے، — تم میں سے جب کوئی علم ظاہری پر عمل کرتا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم باطن سے اس کی پرورش فرماتے ہیں، جیسے کوئی پرندہ اپنے بچے کے منہ میں دانہ ڈالتا ہے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اس بندے نے اپنے عمل سے قول ظاہری یعنی شریعت کی تصدیق کی، — ابن آدم:

○ — اگر صحیح ہو جائے تو اس کی طرح کا صحیح کوئی نہیں،

○ — اگر صفا ہو جائے تو اس کی مانند صفا کوئی نہیں،

○ — اگر قریب و مقرّب ہو جائے تو اس کی مثل مقرّب کوئی نہیں،

جاہل اپنے سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے، — عاقل اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتا ہے، — اور عارف ظاہری طور پر علم کے ساتھ اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے، — ساری خلقت اس کا لقمہ بن جاتی ہے، سب کے سب اس میں غائب ہو جاتے

ہیں،—— اس کے پاس اللہ کی ذات کے سوا کوئی اور شے باقی نہیں رہتی۔ اس کی زبان پر یہ جاری ہو جاتا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۝

''وہی اول وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن ہے۔''

اللہ ہی کا ظاہر و باطن اور اول و آخر ہو جاتا ہے،—— اس کے پاس کوئی شے غیر اللہ نہیں ہوتی۔ دُنیا و آخرت میں اب اس کی محبت اللہ کے ساتھ ہو جاتی ہے، وہ سب احوال میں اس کی موافقت میں رہتا ہے۔ اللہ کی رضامندی اور اس کے غیر کے غصہ کو پسند کرتا ہے،—— کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جیسے کہ بعض اہل اللہ نے فرمایا:

''مخلوق میں اللہ کی موافقت کر، اللہ کے بارے میں مخلوق کی موافقت نہ کر،—— جسے ٹوٹنا ہو ٹوٹ جائے، جسے جڑا رہنا ہو جڑا رہے تو کسی کی پرواہ نہ کر۔''

تیرا شیطان اور تیری خواہش، تیری عادت اور تیرے بُرے ساتھی سب تیرے دشمن ہیں، ان سے بچ کے رہ تا کہ تجھے ہلاکت میں نہ ڈال دیں،—— تو علم سیکھ تا کہ جان سکے کہ ان سے دشمنی کیسے کرنی ہے اور بچاؤ کیسے کرنا ہے،—— پھر یہ معلوم کر سکے کہ اللہ کی عبادت کیسے کی جائے، کیونکہ جاہل کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ بِجَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ ۝

''جو بندہ جہالت سے عبادت کرتا ہے، وہ اصلاح سے زیادہ فساد کرتا ہے۔''

جاہل کی عبادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ وہ سراپا فساد اور پوری طرح سے ظلمت میں ہوتا ہے،—— بغیر عمل کے علم کا کوئی فائدہ نہیں، عمل میں اخلاص نہ ہو تو بے فائدہ ہے، نہ اس کے کرنے والے سے عمل قبول کیا جاتا ہے،—— تو علم سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے تو علم تیرے خلاف حجت ہے،—— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَاهِلُ يُعَذَّبُ مَرَّةً وَالْعَالِمُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ۝

''جاہل کو ایک بار اور عالم کو سات بار عذاب دیا جائے گا۔''

جاہل سے پوچھا جائے گا کہ کیوں نہ سیکھا، اور عالم سے پوچھا جائے گا کہ علم پر عمل کیوں نہ کیا،—— تو علم پڑھ اور عمل کر اور اوروں کو بتا،—— ایسا کرنا تیرے لئے بھلائیاں جمع کر دے گا،—— جب تو علم کا ایک کلمہ سنے گا اور اس پر عمل کرے تو تجھے دوہرا ثواب ہوگا:

○—— ایک سیکھنے کا، اور ○—— ایک سکھانے کا،

دُنیا تاریکی ہے اور علم دُنیا میں نور ہے،—— جسے علم نہیں وہ اس تاریکی میں مارا مارا پھرتا ہے، اور اصلاح سے زیادہ فساد کرتا ہے،——

اے علم کا دعویٰ کرنیوالے! تو دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے، کو اپنے نفس اور حرص اور شیطان اور اپنے وجود کے ہاتھ سے نہ لیا،

کر، نہ اپنے ریا و نفاق سے لے، — تیرا زُہد صرف ظاہری ہے اور تیری رغبت باطنی، — یہ زُہد بیکار ہے، تجھے اس پر عذاب ہوگا، تو اللہ سے مکر وفریب کرتا ہے، حالانکہ اسے تیری خلوت وجلوت اور جو کچھ تیرے دل میں ہے، اسے سب معلوم ہے، — اللہ کے پاس نہ خلوت ہے نہ جلوت، کوئی پردہ ونہ حجاب، — اب یوں واویلا کر:

''ہائے شرم! — ہائے افسوس! — ہائے رسوائی! — اللہ میرے رات دن کے سب افعال کو کیسے دیکھتا رہتا ہے، اسے سب خبر ہے، اور میں اس کے دیکھنے سے ذرا شرم نہیں کرتا۔''

تو اللہ کے سامنے اپنی بے حیائی سے توبہ کر، — فرائض ادا کر اور ممنوعات سے باز رہ کر اس کا قرب حاصل کر اور مقرّب بن جا، — ڈھکے چھپے، ظاہری وباطنی گناہ چھوڑ دے اور کھلی ہوئی بھلائیاں کرتا رہ، — ایسا کرنے سے تو اس کے دروازے تک پہنچ جائے گا، اور اس سے قریب ہو جائے گا۔ وہ تجھے اپنا محبوب بنالے گا، اور مخلوق کا محبوب بنالے گا، اور پھر ماسوٰی مخلوق کے حب کا محبوب بنالے گا، — پھر اس کا امر مخلوق کی طرف نقل کر دے گا۔ اللہ اور اس کے فرشتے جب تجھے اپنا محبوب بنالیں گے تو کافروں منافقوں کے سوا ساری مخلوق تجھے محبوب رکھے گی، — کافر و منافق اللہ سے محبت میں تیری موافقت نہیں کر سکتے، —

○ — جس شخص کے دل میں ایمان ہے، وہ ایمان والے کو دوست رکھتا ہے،

○ — جس کے دل میں نفاق ہے، وہ ایمان والے سے عداوت رکھتا ہے،

چنانچہ کافروں، منافقوں اور شیطانوں اور ابلیسوں کی دشمنی کو برا نہ جان، — منافق اور کافر انسانوں میں کے شیطان ہیں۔ — ایمان دار یقین رکھنے والا عارف اپنے دل اور باطن اور معنی کے لحاظ سے الگ ہے، — وہ اپنے نفس سے نقصان کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور نہ ہی اپنے نفس کے لئے فائدہ اٹھانے کی قدرت رکھتا ہے، — اللہ کی بارگاہ میں مسلسل پڑا رہتا ہے۔ اس میں کسی طرح کی طاقت وقوت باقی نہیں رہتی، اس کے لئے جب یہ حال صحیح ہو جائے تو اس کے پاس ہر طرف سے خیر ہی خیر آنے لگتی ہے۔

اے مخاطب! اللہ والوں سے صرف دعوے اور خلوت نشینی اور آرزو کی وجہ سے مزاحمت نہ کر، ان کی صفت کا حصہ نہ بن، — صرف دعوے اور آرزو سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا، تیرے لئے بات کرنا مناسب نہیں جب تک کہ اسباب سے اندھا نہ ہو جائے، — کسی مصرف کا نہیں یہاں تک کہ نحیف نہ ہو جائے، — تیرے پاؤں لوگوں کے دروازوں کی طرف دوڑنے سے رک نہ جائیں، — کچھ حاصل نہیں جب تک کہ تیرا دل اور عقل اور چہرہ مخلوق سے خالق کی طرف نہ لوٹ جائے، —

○ — تیری پشت مخلوق کی طرف ہو جائے،

○ — تیرا چہرہ خالق کی طرف ہو جائے،

○ — تیرا ظاہر اور صورت مخلوق کی طرف ہو جائے،

○ــــ تیرا باطن اور مغز اور حقیقت خالق کی طرف ہو جائے،

اس حالت کو پہنچ کر تیرا دل فرشتوں اور نبیوں کے دل سا بن جائے گا۔ تیرے دل کو ان کے طعام سے کھلایا جائے گا، ان کی شراب سے پلایا جائے گا،ــــ اس امر کا تعلق دلوں اور باطنوں اور معنی کے ساتھ ہے صورتوں کے ساتھ نہیں۔

اَللّٰهُمَّ طَيِّبْ قُلُوْبَنَا وَاخْلَعْ عَلٰى اَسْرَارِنَا وَ صِفْ عُقُوْلَنَا فِيْمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ عُقُوْلِ الْخَلْقِ وَ عُقُوْلِنَا ○

''الٰہی! ہمارے دلوں کو پاک کر دے،ــــ اور ہمارے باطنوں کو معرفت کی خلعت عطا کر،ــــ اور ہماری عقلوں کو اپنے اور ہمارے درمیان جو احوال ہیں، مخلوق کی عقلوں سے بڑھ کر صفائی عطا کر۔ آمین!''

کیسی عجب بات ہے کہ قیامت کے دن میں منافقوں کے حق میں بحث و مناظرہ کروں گا،ــــ پھر ایمانداروں کے حق میں کیوں نہ جھگڑا کروں گا۔

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ عَنِ الْكُلِّ اَغْنِنِيْ بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ عَنِ الْمُعَلِّمِ وَ عَنِ الصِّبْيَانِ وَ عَمَّا فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَاجْعَلْ دَارَهٗ دَارِ السِّمَاطِ مَعَ التَّعْلِيْمِ○

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْكَلَامَ قَدْ غَلَبَ عَلَيَّ فَاعْذِرْنِيْ فِيْهِ جَا مَكِّيِيْ قَدْ تَمَّتْ وَ حَصَلَتْ لِيْ مِنْكَ بَقِيَّةُ جَا مَكِيَّةِ الْاَطْفَالِ وَالْاِتْبَاعِ وَالطَّوَارِقِ فَاَسْئَلُكَ تَسْهِيْلَ ذٰلِكَ مَعَ طَيْبَةِ قَلْبِيْ وَ صَفَاءِ سِرِّيْ○

''اے اللہ! مجھے ساری مخلوق سے غنی کر دے،ــــ مجھے اپنے ساتھ رکھ کر تمام ماسوا سے بے نیاز کر دے،ــــ استاد سے، بچوں سے اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے، سب سے بے پرواہ کر دے،ــــ میرا گھر تعلیم کے ساتھ مہمان خانہ بنا دے،

الٰہی! تو جانتا ہے کہ یہ بات غلبہ حال میں میرے منہ سے نکل گئی ہے، اس میں مجھے معذور جان،ــــ میرا پیالہ لبریز ہو گیا ہے، حالانکہ مجھے تیری طرف سے بچوں اور خادموں اور مہمانوں کے پیالوں کا بقیہ ہی حاصل ہو گیا ہے کہ انہیں بھروں۔ چنانچہ میں تجھ سے دل و باطن کی پاکیزگی و صفائی کے ساتھ اس میں آسانی کا سوال کرتا ہوں۔''

اللہ ہی تمہارے ہاتھوں پر جاری کرنے والا ہے:

اے لوگو! تمہارا گمان ہے کہ میں تم سے کچھ لیتا ہوں اور تمہیں دیکھتا ہوں، نہیں ایسی بات نہیں، یہ کوئی کرامت کی بات نہیں،ــــ میں تو اللہ ہی سے لیتا ہوں تم سے نہیں، بلکہ اللہ ہی تمہارے ہاتھوں پر جاری کرنے والا ہے،ــــ جب تک میں تمہارے ساتھ تھا، تمہاری کوئی پہچان نہ تھی، تم سے جدا ہو کر تمہیں پہچاننے لگا،ــــ میں منافقوں کا کھوج لگانے والا اور عارفوں کی پرکھ کرنے والا ہوں،ــــ منافقوں کو ڈنڈے سے نہیں مارتا بلکہ بات ان کے منہ پر مارتا ہوں۔

میرا دستر خوان تمہارے لئے وسیع ہے، میرا کھانا تمہارے فارغ ہونے کے بعد ہوگا۔ میرے لئے نوالہ تمہارے غیر کی طرف سے، ــــ تمہارے جانے کے بعد میرے لئے میرے اس دوست کی طرف سے طباق آتا ہے، جس کے سامنے رہتا ہوں اور اس کا خدمت گزار ہوں، ــــ اے دل کی آنکھوں والو! ــــ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میری آستین چڑھی رہتی ہے اور میری کمر بندھی رہتی ہے۔

کسی سائل نے سوال کیا:

''انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف اللہ کا پیغام لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، ــــ اولیاء اللہ کی طرف اس کا پیغام لانے والے کون صاحب ہیں؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''اولیاء اللہ کی طرف اللہ تعالیٰ بلا واسطہ خود ہی پیغام رساں ہے، ــــ وہ اپنی رحمت ولطف واحسان والہام اور اپنی خاص توجہات سے جو کہ وہ اولیاء کرام کے دلوں اور باطنوں کی طرف رکھتا ہے، ان پر مہربانیاں فرماتا ہے، ــــ وہ اسے اپنے دل کی آنکھوں اور باطن کی صفائی اور ہر وقت کی بیداری سے ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔

اے لوگو! ــــ دُنیا کی محبت اور اس کی حرص، اور دُنیا کو بڑھانے کی اُلفت اللہ اور اس کے اولیائے کرام کی معرفت سے روکتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ حُسْنَ الْکَرَمِ وَ حُسْنَ الْجُوْدِ مِنْ صِفَاتِكَ وَنَحْنُ عَبِیْدُكَ فَاَعْطِنَا ذَرَّۃً مِّنْھُمَا اٰمِیْنَ○

''الٰہی! حسن کرم اور سخاوت تیری صفات سے ہیں، اور ہم تیرے بندے ہیں، ــــ ہمیں بھی ان میں سے ایک ذرّہ عنایت فرما۔''

چون ویں مجلس

(منعقدہ ۱۰ رمضان المبارک ۵۴۵ھ بروز صبح جمعہ بمقام مدرسہ قادریہ)

دُنیا وآخرت دو قدم ہیں:

اے بیٹا! تو نے انہیں دو قدم میں اٹھایا اور پہنچا:

○ ــــ ایک قدم دُنیا سے اور ایک قدم آخرت سے،

○ ــــ ایک قدم اپنے نفس سے، اور ایک قدم مخلوق سے،

اس ظاہر کو ترک کر تو باطن تک پہنچ جائے گا ــــ ہر کام کے لئے ابتداء بھی ہے انتہاء بھی، ــــ تو ابتداء کر، انتہاء تک اللہ پہنچا دے گا، ــــ تیرا کام آغاز کرنا ہے، اللہ کا کام انتہا تک پہنچانا ہے، ــــ تو تیشہ وٹوکری لے کر عمل کے دروازے پر بیٹھ جا۔ تاکہ

تیری تلاش ہوتو کام لینے والے کے قریب ہو، — جبکہ تو اپنے بچھونے پر لحاف اوڑھے قفل لگا کے بیٹھا ہے، — پھر عمل اور عمل کی طرف بلائے جانے کو طلب کر رہا ہے، تو اپنے دل کو نصیحت کے قریب کر اور اسے قیامت کا دن یاد دلا، — اور پرانی، خستہ حال قبروں میں جھانک کر سوچ بچار کر، — یہ منظر تصور میں لا کہ اللہ قیامت کے دن ساری خلقت کو کیسے جمع کرے گا، اور انہیں اپنے سامنے کیسے کھڑا کرے گا، — جب اس سوچ پر ہمیشگی کرے گا تو تیرے دل کی سختی جاتی رہے گی، کدورت سے صفا ہو جائے گا، — جو عمارت بنیاد پر اٹھائی جائے پائیدار و مضبوط رہتی ہے، اگر بنیاد پر نہ ہو تو وہ جلد گر جاتی ہے، — تیرے حال کی عمارت اگر حکم ظاہر پر تعمیر ہوگی تو خلقت میں سے کوئی اسے توڑنے پر قدرت نہ پائے گا، — اور اگر اس کی تعمیر ایسے نہ ہوگی تو تیرا حال پائیدار نہ رہے گا اور تو کسی مقام پر نہ پہنچ سکے گا، — صدیقوں کے دل تیرے سے ہمیشہ ناراض رہیں گے، اور یہ چاہیں گے کہ وہ تجھے نہ دیکھیں۔

اے جاہل! تجھ پر افسوس ہے، کیا دین کوئی کھیل کود ہے یا کوئی دھوکا!، — کیا وہ کھیل ہے، ہرگز نہیں! — اس میں جھکنے سے تیری گردن کی کوئی عزت نہیں، — اے مکار! — تو نے بغیر اہلیت کے اپنے نفس کو مخلوق سے وعظ کرنے کا اہل سمجھ لیا ہے، حالانکہ تو وعظ کرنے کا اہل نہیں، — صالحین میں بھی یہ لیاقت گنے چنے بندوں میں ہوتی ہے، — بولنے کے بجائے ان کا طریقہ خاموش رہنا اور اشارے سے بات کرنا ہے، — ان میں سے وہ خاص ہے جسے بولنے کا حکم ہوتا ہے، چنانچہ وہ بہ امر مجبوری مخلوق کو وعظ سناتے ہیں، — پھر خبر مشاہدہ بن جاتی ہے، اور تیرے دل اور باطن کی صفائی کی نسبت امر بدل جاتا ہے۔: — اسی لئے امیر المومنین حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

''اگر پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہوگا، — جب تک رب کو دیکھ نہ لوں، اس کی عبادت نہیں کرتا، — میرے دل نے مجھے میرا رب دکھا دیا ہے۔''

عالم و عارف و مومن اپنے اپنے حال میں:

اے جاہلو! علماء سے ملو، ان کی خدمت کرو، ان سے علم سیکھو، — علم مردانِ خدا کی زبانوں سے ہی سیکھا جاتا ہے، — علماء کے پاس حسنِ ادب سے بیٹھو، ان پر اعتراض کرنا ترک کر دو اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو، تاکہ ان کے علوم سے تم فائدہ پا سکو اور ان کی برکتیں نازل ہوں اور ان کے فائدے پہنچیں۔

اور عارفوں کی صحبت میں چپ چاپ بیٹھو، اور زاہدوں کی صحبت میں رغبت کے ساتھ بیٹھو۔ عارف ہر گھڑی میں پہلی گھڑی کی نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے، — اس کا خشوع و خضوع ہر گھڑی میں اللہ کے ساتھ نیا اور تازہ ہوتا رہتا ہے اور اس کے لئے عاجز ہوتا ہے، — غائب سے نہیں، حاضر سے عجز کرتا ہے، اس کے قرب میں جتنا اضافہ ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے خشوع میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، — اس کے مشاہدے میں جتنی ترقی ہوتی جاتی ہے، اتنا ہی اس کا گونگا پن بڑھتا جاتا ہے، — جسے اللہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کا نفس، اس کی عادت، اس کی حرص اور وجود کی زبان گونگی ہو جاتی ہے، لیکن اس کے

قلب اور باطن اور حال اور مقام اور عطا کی زبان بولنے لگتی ہے، ـــــ اس پر جو اللہ نے انعام کئے ہیں، اس کا اظہار کرتا رہتا ہے، ـــــ اس لئے:

○ ـــــ ان کی حضوری میں خاموش بیٹھا جائے تا کہ ان سے نفع حاصل ہو،

○ ـــــ ان کے سینوں میں جوش مارتی ہوئی شراب وحدت کو پیا جا سکے،

جو بندہ اللہ کے عارفوں کے ساتھ زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے، اور اپنے ربّ کے سامنے جھک جاتا ہے، ـــــ اسی لئے ارشاد باری ہوا:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ○

''جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے اپنے ربّ کو پہچانا''

نفس ہی بندے اور اس کے ربّ کے درمیان بڑا حجاب ہے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اللہ اور مخلوق کے لئے تواضع اختیار کی، ـــــ اسے پہچان لیا تو اس سے بچنے لگے گا، ـــــ نفس سے واقفیت ہونے پر اللہ کے شکر میں لگ جاتا ہے، اور یہ جان لیتا ہے کہ اس کی پہچان کرا دینے میں اس کے لئے دُنیا و آخرت میں بھلائی چاہی ہے، ـــــ چنانچہ:

○ ـــــ اس کا ظاہر اللہ کے شکر میں اور باطن اللہ کی تعریف میں مصروف ہے،

○ ـــــ اس کا ظاہر پراگندہ اور باطن جمع شدہ ہے،

○ ـــــ حال چھپانے کے لئے اس کے باطن میں خوشی اور ظاہر میں غم ہے،

عارف کا حال مومن کے حال کے برعکس ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں غم اور چہرے پر شادمانی ہوتی ہے۔ وہ ایک ادنیٰ غلام کی طرح دروازے پر کھڑا ہے، اسے نہیں معلوم کہ اس کے ساتھ کیا ارادہ کیا گیا ہے، قبول کر لیا جائے گا یا ٹھکرا دیا جائے گا، ـــــ اس پر دروازہ کھولا جائے گا یا سدا بند ہی رہے گا، ـــــ

جس بندے نے اپنے نفس کو پہچان لیا، وہ ہر حال میں مومن کے حال کے برعکس ہے، ـــــ

○ ـــــ مومن صاحبِ حال ہوتا ہے، ـــــ اور حال بدلتا رہتا ہے،

○ ـــــ عارف صاحبِ مقام ہوتا ہے، ـــــ اور مقام ثابت رہتا ہے،

مومن اپنے حال کے بدلنے اور ایمان چلے جانے کے ڈر سے خوفزدہ رہتا ہے، ـــــ اس کا دل ہمیشہ غمگین رہتا ہے اور غم چھپائے چہرے پر خوشی سجائے پھرتا ہے، ـــــ بات کرتے وقت اس کے لبوں پر ہنسی کھیل رہی ہوتی ہے جبکہ غم کے مارے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔

عارف کے چہرے پر غم رقصاں ہوتا ہے، کیونکہ وہ عذاب خدا سے ڈرانے والا چہرہ لئے مخلوق سے ملتا ہے، انہیں ڈرائے رکھتا ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں انہیں شرعی احکام و شرعی ممنوعات سے آگاہ کرتا ہے۔

اولیاء اللہ نے سن کر عمل کیا، ان کے عمل نے انہیں اللہ کے قریب کر دیا، جو خاص انہوں نے اللہ ہی کے لئے کیا تھا۔ پھر انہیں وہ مقام حاصل ہوا کہ وہ دل کے کانوں سے اللہ کی باتیں بغیر کسی ذریعے کے سننے لگے۔ ایسے میں مخلوق غائب اور سونے والی تھی، جبکہ یہ خالق کے حضور بیدار تھے، —— تیرا دل جب صحیح ہو جائے گا تو تو خلقت سے ہمیشہ غائب اور بے خبر رہ کر خالق سے باخبر ہوگا، اور پھر بیدار رہے گا، —— محفل میں بھی تو گوشہ نشین ہوگا، تیرے باطن پر ہر وقت اللہ کا کرم اور فیض نازل ہوگا، اور تیرا باطن اسے قلب پر ظاہر کرتا رہے گا، —— اور قلب نفسِ مطمئنہ پر، —— اور نفسِ مطمئنہ زبان پر، —— اور زبان اسے مخلوق پر ظاہر کر دے گی، —— اس حالت میں سرشار ہو کر کوئی بات کرے وعظ کرے، —— ورنہ خاموش رہے، ——

اولیاء اللہ کا جنون مشہور ہے، وہ یہ کہ طبعی عادتوں اور نفسانی خواہشوں کے افعال کو ترک کر دینا، اور لذتوں اور شہوتوں سے اندھا ہو جانا، —— یہ نہیں کہ ان کا جنون ایسا ہے کہ جن سے عقلیں جاتی رہتی ہیں —— حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اگر تم اولیاء اللہ کو دیکھو تو انہیں مجنون کہہ دو، —— اور اگر وہ تمہیں دیکھیں تو کہیں کہ یہ لوگ ایک پل کے لئے بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے۔''

تیری خلوت صحیح نہیں ہوئی کیونکہ خلوت تو اسے کہتے ہیں کہ انسان دلی اور باطنی طور پر سب چیزوں سے خالی ہو جائے، —— اور تو دُنیا و آخرت اور ماسویٰ اللہ ہر ایک چیز سے بالکل فارغ ہو جائے، —— اس میں اللہ کے سوا کچھ بھی نہ رہے، —— نبیوں اور رسولوں اور اولیاء اللہ اور صالحین کا یہی راستہ رہا ہے، —— میرے نزدیک نیک کام کا حکم دینا اور برائی کے کاموں سے روکنا ان ہزار عابدوں سے افضل ہے جو تنہائی میں عبادت کرتے ہیں۔

نفس کی نظر کو جھکا لے اور روک لے، تاکہ وہ نظر نفس کی ہلاکت کا باعث نہ بن جائے، مگر نفس، قلب اور باطن کا تابع ہو کر خادم بن جائے، —— اور نفس ان دونوں کی رائے کے خلاف نہ کرے بلکہ ان دونوں کے ساتھ اتحاد کر لے، —— اور یہ نفس اور ان میں کوئی فرق نہ رہے، ——

○ —— جس کا یہ دونوں حکم دیں، نفس بھی وہی حکم دے،
○ —— جس سے یہ منع کریں، نفس بھی اس سے منع کرے،
○ —— جسے یہ دونوں پسند کریں، نفس بھی اسے پسند کرے،

اس حال میں نفسِ مطمئنہ بن جائے گا، اور تینوں کی طلب اور مقصود ایک ہی ہو جائے گا —— اس مقام پر پہنچ کر نفس اس امر کا حق دار ہے کہ اس کے مجاہدوں میں کمی کر دی جائے، —— اللہ تعالیٰ تیرے اور مخلوق کے ساتھ جو کچھ بھی معاملہ کرے، اس میں بحث نہ کیا کر، —— کیا تو نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورہ الانبیاء)

''جو وہ کرے نہیں پوچھا جائے گا، اور ان سب سے پوچھا جائے گا۔''

اگر تیرا برتاؤ حسنِ ادب سے نہ ہوگا تو اللہ کے لئے تیری تابعداری کب صحیح ہوگی، ــــ حسنِ ادب کے بغیر برتاؤ تجھے ذلیل کر کے گھر سے نکلوا دے گا، ــــ اگر حسنِ ادب سے کام لیتے ہوئے تقدیر کے ساتھ موافقت کرے گا تو تجھے باعزت طور پر بٹھایا جائے گا۔ــــ

اللہ سے محبت کرنے والا اللہ کا مہمان ہے، ــــ اور مہمان اپنے کھانے پینے اور لباس پہننے اور اپنے سب احوال میں مہمان داروں پر حکم نہیں چلاتا، خودمختاری و اپنا اختیار نہیں دکھاتا، بلکہ ان سے راضی ہوتے ہوئے موافق و صابر رہتا ہے، ــــ چنانچہ ایسے میں اسے کہا جائے گا کہ تو جو کچھ دیکھتا ہے اور پاتا ہے اس سے خوش رہ، ــــ جسے اللہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کے دل سے دُنیا و آخرت اور ماسویٰ اللہ سب غائب ہو جاتے ہیں، ــــ تیرے لئے لازم ہے کہ:

- ــــ تیرا بولنا صرف اللہ ہی کے لئے ہو، ورنہ خاموشی اختیار کر۔
- ــــ تیرا جینا اللہ کی اطاعت میں ہو، ورنہ مرجانا اچھا ہے،

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا فِيْ طَاعَتِكَ وَاحْشُرْنَا مَعَ اَهْلِ طَاعَتِكَ اٰمِيْنَ! ۝

''الٰہی! ہمیں اپنی طاعت میں زندہ رکھ، اپنی طاعت کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمانا۔ آمین!''

مومن شیخ کامل کی صحبت میں ادب سیکھتا ہے:

ایمان والا اپنے نفس کی اصلاح کے لئے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرتا ہے، ــــ شیخ کامل اسے ادب اور تعلیم سکھاتا ہے۔ بچپن سے لے کر مرنے تک وہ علم سیکھتا رہتا ہے، ــــ ابتداء میں قرآن پاک پڑھانے والا، پڑھاتا اور حفظ کراتا ہے، اس کے بعد تعلیم دینے والا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث اور سُنّت کی تعلیم دیتا ہے، اس کے ساتھ ہی توفیق خیر اس کے شامل حال رہتی ہے، اور وہ علم پر عمل کرتا رہتا ہے، ــــ اس کا عمل کرنا اللہ کو پسند آتا ہے اور اسے اس کے قریب کر دیتا ہے، ــــ اپنے علم پر جب کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے علم کا وارث بنا دے گا جو اسے معلوم نہیں، اور وہ خاص علم اس کے قلب کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دے گا، اور اخلاص اس کے قدموں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا، ــــ اگر تو عمل کرے اور دیکھے کہ تیرا دل حق سے قریب نہیں ہے، اور تجھے عبادت واُنس کی حلاوت حاصل نہیں ہوتی تو جان لے کہ تو عامل نہیں ہے، بلکہ تیرے عمل میں کوئی خلل ہے جو حجاب بن گیا ہے، ــــ یہ خلل کیا ہے؟ ــــ ریا، نفاق اور خود پسندی، ــــ اے عمل کرنے والے! اخلاص کو لازم پکڑ لے، ورنہ مشقت نہ اٹھا، ــــ خلوت اور جلوت میں اللہ کے لئے مراقبہ ضرور کر، ــــ منافق کا مراقبہ صرف جلوت میں ہے، اور مخلص کا مراقبہ خلوت اور جلوت دونوں میں ہے۔

نظر کا اچھا یا بُرا ہونا نیت پر موقوف ہے:

تجھ پر افسوس ہے جب تو کسی حسین یا حسینہ کو دیکھے تو اپنے نفس بد حرص اور خواہش کی آنکھیں بند کر لے اور خیال کر کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے اور یہ آیہ کریمہ پڑھ:

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ ۝ (سورہ یونس) ـــ ''تو کسی شان میں بھی تیرا ربّ تجھے دیکھتا ہے۔''

تو اللہ کے خوف سے ڈر، کسی حرام چیز پر نظر ڈالنے سے نظریں جھکا لے، اور اس کی نظر کو یاد رکھ کہ جس کی نظر اور علم سے تو دور نہیں رہ سکتا، ـــ اگر تو حق تعالیٰ سے مباحثہ اور جھگڑا نہ کرے تو تیری بندگی پوری ہوگئی، اور تو اس کا سچا بندہ بن گیا، اور ان لوگوں میں شامل ہوگیا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۝ (سورہ حجر)

''میرے بندوں میں تیرا کوئی زور نہیں۔''

جب اللہ کے لئے تیرا شکر کرنا ثابت ہو جائے تب اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں ڈال دے گا کہ اپنی زبانوں سے تیری شکر گزاری اور دوستی کا اظہار کریں، ـــ اب شیطان اور اس کے ساتھیوں کو تیری طرف راستہ نہیں رہے گا، ـــ دعا کا ترک کر دینا عزیمت (بڑا درجہ) ہے، اور اس میں مشغول ہونے کی اجازت ہے۔

○ ـــ دعا کرنا ڈوبتے کے لئے سہارا ہے، اور

○ ـــ قیدی کے لئے روشنی کی گزرگاہ، یہاں تک کہ رہا ہو کر بادشاہ کے حضور پیش ہو جائے،

عقل کرو، تم نہ تو دعا کرنا اچھی طرح سے ترک کرتے ہو اور نہ ہی اچھی طرح سے دعا مانگتے ہو، ـــ کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو نیت، عقل اور علم کی محتاج ہو، جسے پہچاننا ضروری ہے، اس کی پیروی کی بھی محتاج ہے، ـــ تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ کے نیک بندوں کے پاس کیا کچھ ہے، اس نہ جاننے کی وجہ سے ان کے متعلق تمہارے خیالات اچھے نہیں، ـــ تم ان سے الجھ کر اپنے دین اور احوال کے سروں کو خطرے میں نہ ڈالو، ـــ ان کے تصرّفات میں ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرو، جب شرع کو ان پر کوئی اعتراض نہیں، تم بھی نہ ان پر اعتراض کرو، ـــ وہ ظاہری اور باطنی طور پر اللہ کے سامنے رہتے ہیں، ـــ جب تک کہ اللہ کی طرف سے انہیں از خود سکون اور سلامتی کی ضمانت نہ مل جائے، ان کے دل بے قرار رہتے ہیں، ـــ

اے روئے زمین پر رہنے والے اللہ کے سب بندو اور زاہدو! ـــ آؤ اور وہ کچھ سیکھو جس کی تمہیں ذرا خبر نہیں، ـــ میری درس گاہ میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جس سے تمہارے دلوں کے دامن خالی ہیں، ـــ

○ ـــ دلوں کی درس گاہ جدا ہے، باطن کی درس گاہ جدا،

○ ـــ نفسوں کی درس گاہ جدا ہے، اعضاء کی درس گاہ جدا،

ان کے لئے درجے، مقام اور قدم جُدا جُدا ہیں، ـــ ابھی تو تیرا:

○ ـــ پہلا قدم ہی درست نہیں ہوا ہے، تو دوسرے قدم تک کیسے پہنچے گا،

○ ـــ تیرا اسلام ہی درست نہیں ہوا ہے، تو ایمان تک کیسے پہنچے گا،

○ ـــ تیرا ایمان ہی درست نہیں ہوا ہے، تو ایقان تک کیسے پہنچے گا،

○ — تیرا ایقان ہی درست نہیں ہوا ہے، تو معرفت وولایت تک کیسے پہنچے گا،

تو عقل کر، تو کچھ بھی نہیں ہے، تم میں سے ہر کوئی ساز و سامان واسباب کے بغیر خلقت پر حکومت کا طالب ہے، — مخلوق پر حکومت وریاست جب ملتی ہے جبکہ ان میں دُنیا و نفس، اور خواہش وحرص اور ارادے میں کوئی رغبت نہ ہو، — تو پہلے زاہد بن پھر حکومت ملے گی، —

○ — ریاست وحکومت آسمان سے اترا کرتی ہے زمین سے نہیں،

○ — ولایت حق تعالیٰ کی طرف سے ملا کرتی ہے، خلقت سے نہیں،

○ — ہمیشہ تابع رہ متبوع نہ بن،

○ — خادم بن کے رہ، مخدوم نہ بن،

ذلت اور گمنامی پر راضی رہنا چاہئے، — اگر اللہ کے علم میں اس کے خلاف ہے تو اپنے مقررہ وقت پر تجھے مل کر رہے گا، — اپنی طاقت اور قوت کو چھوڑ کر تو خود کو اللہ کے حوالے کر دے، — اللہ پر کوئی اعتراض نہ کر، اور مخلوق اور نفس کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، اللہ کے لئے اپنی بندگی کو درست کر، — بندگی کیا ہے؟ — اس کے حکموں پر عمل کرنا، اس کی ممنوعات سے باز رہنا اور آفتوں پر صبر کرنا، — اس کی بنیاد توحید اور اس پر استقامت ہے، اس کی عمارت اعمالِ صالحہ ہیں،

○ — ابھی تیری بنیاد ہی مضبوط نہیں تو عمارت کس چیز پر بنائے گا —

○ — تیری نیت ہی ٹھیک نہیں ہوئی تو بات کیسے کرے گا،

○ — تیرا سکوت ہی تمام نہیں ہوا تو گفتگو کیسے کرے گا،

یہ مخلوق سے وعظ وبات کرنا نبیوں کی نیابت انجام دینا ہے، کیونکہ یہی حضرات ہیں جو مخلوق پر واعظ وخطیب تھے، — وہ جب دُنیا سے چلے گئے تب حق تعالیٰ نے باعمل علماء کو ان کا قائم مقام بنا دیا، اور ان علماء کو ان کا وارث بنا دیا، — جو ان کا قائم مقام بننے کا آرزو مند ہو، اپنے دور میں اسے ساری مخلوق سے زیادہ پاکباز ہونا چاہئے، — اور اللہ کے علم واحکام کا ان میں سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہئے، —

اے اللہ اور اس کے رسولوں اور اس کے ولیوں اور نیک بندوں سے ناواقفو! — تمہارے خیال میں وعظ کرنا، معرفت وولائت کا ہونا آسان کام ہے، — اپنے نفسوں اور اور عادتوں اور اپنی دُنیا وآخرت سے بے خبرو! — تم پر افسوس ہے، گونگے ہو جاؤ اور تب تک خاموش رہو جبکہ تمہیں بلایا جائے، تمہیں اٹھایا جائے، اور کھڑا کیا جائے، اور زندہ کیا جائے، — جس کا علم اس کی خواہش پر غالب آ جائے وہی علم فائدہ دینے والا ہے، — اور یہ علم نافع کیوں نہ ہو گا، کیونکہ اس نے مخلوق کے دروازے بند کر دیئے اور صرف اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھولا جو کہ سب سے بڑا دروازہ ہے، — جب یہ بند کرنا اور کھولنا کسی کے لئے درست ہو جاتا ہے، اس سے مکمل طور سے زحمت جاتی رہتی ہے، اور اسے خلوت الٰہی میسر آ جاتی ہے، — اس کے دل کی طرف خلعت

آنے لگتے ہیں، جواہر نچھاور ہونے لگتے ہیں، اسے کنجیاں دے دی جاتی ہیں، اس سے چھلکے الگ کر دیئے جاتے ہیں، اور مغز ہی مغز باقی رہ جاتا ہے، —— خواہشوں کا راستہ بند اور کمزور اور مغلوب ہو جاتا ہے، اور اللہ کی طرف راستہ کھل جاتا ہے، —— اور یہ بڑا راستہ جو کہ اس کا مقصود و مطلوب راستہ ہے، جو گزشتہ نبیوں اور رسولوں اور ولیوں کا راستہ ہے، ظاہر ہو جاتا ہے، —— یہ بڑا راستہ کیا ہے:

- —— بغیر کدورت کے صفائی کا راستہ،
- —— بغیر شرک کے توحید کا راستہ،
- —— بغیر جھگڑے کے مان لینے کا راستہ،
- —— بغیر جھوٹ کے سچائی کا راستہ،
- —— بغیر سبب کے سبب پیدا کرنے والے کا راستہ،

یہی وہ بڑا راستہ ہے جس پر دین کا دارومدار ہے، جس پر ہمیشہ معرفت کے بادشاہ اور شہنشاہ چلے ہیں، جو کہ مردانِ خدا ہیں، اس کے برگزیدہ اور چنے ہوئے بندے ہیں، اللہ کے دین کے مددگار اور دین کی خاطر محبت وعداوت رکھتے ہیں۔

تجھ پر افسوس ہے تجھے ان سب کے راستہ پر چلنے کا دعویٰ ہے، جبکہ تو اپنے نفس اور مخلوق میں سے بعضوں کو اللہ کا شریک ٹھہرائے ہوئے ہے، ——

- —— تیرا ایمان ہی نہیں ہے، حالانکہ تو غیر سے خوفزدہ اور اُمیدوار ہے،
- —— تیرا زُہد ہی نہیں، جب کہ تو دُنیا کسی اور کی چاہتا ہے،
- —— تجھے توحید کا ذائقہ ہی نہیں، حالانکہ اس کے راستے میں غیر کو دیکھتا ہے،

عارف تو دُنیا و آخرت میں مسافر ہے اور ماسویٰ اللہ سے بے رغبتی کرنے والا ہے، —— اسے غیر اور ماسویٰ اللہ میں کسی طرح کی رغبت نہیں ہے۔

اے لوگو! میری باتیں سنو! —— اپنے دل سے مجھ پر تہمت لگانا چھوڑ دو، —— تم مجھ پر کیسے تہمت دھرتے ہو اور میری غیبت کرتے ہو، —— حالانکہ میں تمہارے لئے شفیق ناصح ہوں، تمہارے بوجھ اٹھاتا ہوں، تمہارے پھٹے ہوئے عمل سیتا ہوں! —— اللہ سے تمہاری خوبیاں قبول کرنے اور تمہاری برائیاں دور کرنے کی سفارش کرتا ہوں، —— جس نے مجھے پہچان لیا، مجھ سے کبھی جدا نہ ہو، حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہو جائے، —— اپنی شہوتیں اور لذتیں اور اپنا کھانا پینا اور لباس مجھے ہی بنا لے، اور میری وجہ سے غیروں سے بے پرواہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو دُنیا کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑتا:

اے بیٹا! تو مجھ سے محبت کیوں نہیں کرتا، میں تجھے تیرے ہی لئے چاہتا ہوں، اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں، —— میں

تیرا فائدہ چاہتا ہوں، دُنیا جو کہ دھوکہ باز ہے اور تجھے قتل کرنے کے درپے ہے، اس کے ہاتھ سے چھڑانا چاہتا ہوں، — اس کے پیچھے کب تک دوڑو گے، دُنیا جلد ہی اپنی طرف متوجہ کر کے تجھے مار ڈالے گی۔ — اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو دُنیا کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑتا، — وہ دُنیا پر ان کے لئے بھروسہ نہیں کرتا، اسی لئے اپنے دوستوں کو دُنیا کے ساتھ اور نہ غیر اللہ کے ساتھ رہنے دیتا ہے، بلکہ اللہ ان کے ساتھ ہے اور وہ اللہ کے ساتھ ہیں، — اولیاء اللہ کے دل ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں، — لہٰذا اللہ ان کے ساتھ، ان کی حفاظت کرنے والا اور ان کا غم خوار ہے، —

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاحْفَظْنَا کَمَا حَفِظْتَھُمْ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

"اے اللہ! تو ہمیں انہیں میں سے کر دے، اور جیسی ان کی حفاظت کی ہے، ویسے ہی ہماری حفاظت فرما — اور دُنیا کی بھلائی عطا فرما، — اور آخرت کی بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!"

اے منافق! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے، — وہی انہیں خلقت میں شہرت دیتا ہے، — وہی اپنی بندوں میں سے جسے چاہتا ہے مخلوق کے دلوں کو جمع کو دیتا ہے، وہی فرماں بردار کرنے والا ہے، — تو اپنے نفاق کے بل بوتے مخلوق کے دل جیتنا چاہتا ہے، جبکہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔

تیرا نصیب وقتِ مقررہ پر نہایت خوشگوار، کفایت و پاکیزہ ملے گا:

اے بیٹا! اپنی شہوتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈال، اور اپنا دل پوری طرح سے ان سے موڑ لے، — ان میں کوئی چیز اللہ کے سابقہ علم میں ہے تو اپنے مقررہ وقت پر خود حاصل ہو جائے گی، — کیونکہ تقدیری امر میں زُہد صحیح نہیں ہوتا، اور نہ اللہ کا علم بدلتا ہے اور نہ متغیر ہوتا ہے، — تیرا نصیب اپنے مقررہ وقت پر نہایت خوشگوار، کافی اور پاکیزگی سے ملے گا۔ تو اسے باعزت طور پر لے گا، ذلیل ہو کر نہیں۔ اس کے ساتھ ہی تجھے اللہ کے پاس زُہد کا ثواب بھی ملے گا، وہ تجھے عزت کی نگاہ سے دیکھے گا کیونکہ اس کی طلب میں تو نے حرص اور عاجزی نہیں کی ہے، — تو جتنا بھی اپنے نصیب سے بھاگے گا وہ تجھے چمٹیں گے اور تیرے پیچھے پیچھے دوڑیں گے، چنانچہ اس میں زُہد کرنا درست نہیں، — لیکن ان کے آنے سے پہلے ان سے اعراض کرنا ضروری ہے، — تو مجھ سے زاہد بننا اور لینا دینا سیکھ، پھر گوشہ نشینی اختیار کر، — احکام الٰہی کو سیکھ اور ان پر عمل کر، پھر سب سے جدا ہو جا، — مگر علمائے ربّانی سے ملاقات رکھ، ان کی صحبت میں بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا گوشہ نشینی سے افضل ہے، — جب تو ان میں سے کسی کو دیکھے تو اسی کا ہو رہے اور اس سے اللہ کے علم اور معرفت میں سمجھ پیدا کر، — ان کی زبانی احکام سن کر فقیہہ بن، علم مردانِ الٰہی کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے، یہ مردانِ خدا کون ہیں، اللہ کے حکم و علم کے جاننے والے ہیں، — جب تیرا یہ حال صحیح ہو جائے تو اکیلے بغیر نفس اور شیطان اور خواہش اور حرص و عادت کے اور مخلوق کی طرف نظر کئے بغیر خلوت اختیار کر۔ تیری یہ

گوشہ نشینی جب صحیح ہو جائے تو فرشتے اور صالحین کی روحیں اور ان کی ہمتیں تیرے گرد جمع ہو جائیں گی، — اگر مخلوق سے تیری تنہائی و علیحدگی و گوشہ نشینی اس طرح سے ہو تو بہت اچھا ہے ورنہ یہ سب نفاق اور فضولیات میں وقت برباد کرنا ہے، — اور تو دُنیا وآخرت میں آگ میں رہے گا، دُنیا میں آفات کی آگ میں، اور آخرت میں اس آگ میں جو کہ منافقوں اور کافروں کے لئے جلائی گئی۔

اَللّٰھُمَّ عَفْوًا وَّغُفْرَانًا وَّسِتْرًا وَّ تَجَاوُزًا وَ تَوْبَةً لَا تَھْتِكْ اَسْتَارَنَا لَا تُؤَاخِذْ بِذُنُوْبِنَا ○ یَا اَللّٰهُ یَا کَرِیْمُ اَنْتَ قُلْتَ وَ ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ ؕ تُبْ عَلَیْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاٰمِیْنَ ○

''الٰہی! میں معافی اور مغفرت اور پردہ پوشی اور تجاوز اور توبہ کا طلب گار ہوں، — تو ہماری پردہ دری نہ فرما، — نہ ہمارے گناہوں پر مواخذہ فرما، — اے اللہ! — اے کریم! — تو نے ارشاد فرمایا: ''اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے'' — ہماری توبہ قبول فرما اور ہمیں معاف فرما دے۔ آمین!''

اللہ کی مقدر فرمائی ہوئی چیزوں میں اس کی موافقت کر:

تجھ پر افسوس! علم کا دعویٰ کرتا ہے اور جاہلوں کی طرح خوشی کرتا ہے اور انہی کی مانند غصہ وغضب کرتا ہے، — تیری دُنیا کے ساتھ خوشی ہے اور مخلوق کی طرف متوجہ ہونا تجھے حکمت ودانائی بھلا دے گا اور تیرے دل کو سخت کر دے گا، — مومن صرف اللہ کے ساتھ خوش اور شادمان ہوتا ہے، — اگر تجھے خوشی ہی کرنا ہے تو جب تیرے پاس دُنیا آئے اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کر کے خوشی کر، — اس سے اللہ کے خادموں کو فائدہ ہو اور ان کی طاعتوں میں ان کی مدد کرے، — رات دن اللہ کے خوف کو لازم پکڑ، آخرکار تیرے قلب وباطن سے کہہ دیا جائے جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام سے کہا گیا:

لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی ○ (سورہ طٰہٰ)

''ڈرو نہ، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا ہوں۔''

تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے، کیونکہ تیرے پاس تو محض علم ہے جو عمل کے بغیر ہے، اس لئے تو ان کا وارث نہیں ہے، — وراثت تب درست ہو سکتی ہے جب علم کے ساتھ عمل اور اخلاص بھی ہوں، — اپنا مقام پہچان، اور جو کچھ تیرے نصیب میں نہیں اس کی طرف ہاتھ مت بڑھا، — اللہ کی مقدر فرمائی ہوئی چیزوں میں اس کی موافقت کر، وہ تیری موافقت کرے گا، اور تیرے ساتھ مہربانی فرماتے ہوئے تجھ سے بوجھ اٹھا لے گا، اور دُنیا وآخرت میں تیرے ساتھ نرمی کرے گا، —

○ — مومن کا جب ایمان قوی ہو جائے تو اسے صاحبِ ایقان کہا جاتا ہے،

○ — جب اس کا ایقان قوی ہو جائے تو اسے عارف کہا جاتا ہے،

○ — جب اس کی معرفت قوی ہو جائے تو اسے عالم کہا جاتا ہے،

○ — جب اس کا علم قوی ہو جائے تو اسے محبّ کہا جاتا ہے،

○ — جب اس کی محبت قوی ہو جائے تو اسے محبوب کہا جاتا ہے،

○ — جب وہ صحیح طرح سے محبوب ہو جائے تو اسے غنی و مقرّب و مستانس کہا جاتا ہے،

وہ اللہ کے قرب سے انس حاصل کرتا ہے، — اللہ تعالیٰ اسے اپنی حکمتوں اور علم اور اپنے اگلے پچھلے لکھے ہوئے اور قضاء وقدر کے رازوں سے آگاہ فرما دیتا ہے، — یہ آگاہی اس کے حوصلے اور اس کے دل کی قوت اور وسعت پر ہوتی ہے جو اللہ اسے عطا فرماتا ہے، — وہ بندہ اپنے ربّ کی محبت میں قائم ہو کر قلبی طور پر مخلوق سے خارج ہو جاتا ہے، — جب اللہ کا سابق علم آتا ہے تو اس کے ساتھ کھانے پینے، لباس اور نکاح کا حصہ ہوتا ہے، یہ اس علم سابق کو اس کے بے سبب غائب ہونے کے نہیں پاتا، — اللہ اسے لینے کے لئے اپنے مقرّب کو نیا وجود عطا کرتا ہے، تاکہ علم ازلی باطل اور بے کار ثابت نہ ہو جائے، — چنانچہ اسے نئی زندگی کے ساتھ پیدا فرما دیتا ہے۔ تاکہ علم ازلی میں جو عمارت تعمیر فرمائی تھی، کہیں وہ گر نہ جائے، — چنانچہ اس محبوب کو اس کے نصیب سے ایسے لقمے کھلائے جاتے ہیں جیسے کہ چھوٹے بچے کو چھوٹے چھوٹے لقمے دیئے جاتے ہیں، یا جیسے کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو منہ میں شہد چٹایا کرتی ہے، گویا کہ اس کے منہ میں خود ہی نصیب رکھ دیا جاتا ہے اور وہ اسے ایسے کھاتا رہتا ہے جیسے کہ مریض کو زبردستی شربت پلایا جاتا ہے، — اور انکے ذریعے بغیر کسی اختیار کے اپنی قوت کی حفاظت کرتا ہے، — بلکہ سابقہ علم الٰہی ایسے مومن، صاحبِ ایقان اور عارف باللہ فانی کی پرورش فرماتا ہے جو اپنے لئے نفع اٹھانے اور نقصان دہ چیزوں کے دور کرنے سے فنا ہو چکا ہو، — رحمت کا ہاتھ اس کے دائیں اور بائیں پہلو بدلتا رہتا ہے، اور مہربانی کا ہاتھ اسے اٹھاتا اور بٹھاتا ہے،

○ — جس شخص نے اللہ کو نہ پہچانا، اور اس کی رحمت کا دامن نہ تھاما اس کی بدنصیبی ہے،

○ — جس بندے نے اللہ سے معاملہ نہ کیا، اور اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ نہ ہوا، اور باطن سے اس کے ساتھ رابطہ نہ کیا، اور اس کے لطف و احسان سے وابستہ نہ ہوا، اس کی بدنصیبی ہے،

اے لوگو! اللہ تعالیٰ صدیقوں کے دلوں کی تربیت کا ان کی نوعمری سے بڑھاپے تک والی و کفیل رہتا ہے، — جب انہیں کسی مصیبت میں ڈال کر آزماتا ہے، پرکھتا ہے، اور انہیں اس پر صابر پاتا ہے تو ان پر اپنا قرب اور نزدیکی بڑھا دیتا ہے، — بلائیں ان پر غلبہ نہیں کرتیں، نہ ان تک پہنچ پاتی ہیں، — مصیبتیں انہیں کیسے لاحق ہو سکتی ہیں جبکہ مصیبتیں تو پا پیادہ ہیں اور اللہ کے ان ولیوں کے دل پرندوں کے بازوؤں پر ہیں، — بدنصیبی ہے ان کے لئے جو انکے دلوں کو دکھ دیتا ہے، — اس پر اللہ کی ناراضی ہے، — اس پر اللہ کا عذاب ہے، — اور بدنصیبی ہے اس کے لئے جو اللہ سے محروم ہو۔

اولیاء اللہ کی خدمت میں عظمت:

اے بیٹا! تو اولیاء اللہ کا خادم و غلام بن اور انہیں ہر ممکن طور پر راضی رکھ، — ان کی خدمت مستقل کرتا رہے گا تو سردار ہو

جائے گا، — جو بندہ اللہ اور اس کے نیک بندوں کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اس کا مقام بلند کرتا ہے، — جب تو اللہ والوں کی خدمت کرنے میں تکلیف اٹھائے گا، اللہ تجھے انہی کی طرف بلند فرمائے گا، اور تجھے ان کا سردار بنا دے گا، — کیا مرتبہ ہوگا اس کا جو اس کی مخلوق میں سے خاص الخاص کی خدمت کرے گا، —

اَللّٰهُمَّ اَجْرِ الْخَیْرَاتِ عَلٰی اَیْدِیْنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ لُطْفِكَ وَ عِنَایَتِكَ۝

''الٰہی! ہمارے ہاتھوں اور زبانوں پر بھلائیاں جاری فرما، — اور ہمیں اپنے لطف وعنایت کا اہل بنا۔ آمین!''

پچپن ویں مجلس

(منعقدہ ۱۷ ررمضان ۵۴۵ھ بوقت صبح جمعہ بمقام مدرسہ قادریہ)

تقدیر الٰہی پر اس کی رضا کا حصول:

جو بندہ تقدیر الٰہی پر اللہ کی رضا کا طلب گار ہے تو وہ موت کو بکثرت یاد کرے، کیونکہ موت کا ذکر آفتوں اور مصیبتوں کو آسان کر دیتا ہے، — اللہ پر اپنے نفس اور مال اور اولاد کے بارے میں تہمت نہ لگا یا کر بلکہ یہ کہا کر:

''میرا رب مجھ سے بہتر جاننے والا ہے''۔

اس حال پر ثابت قدمی سے تجھے اللہ کی رضا اور موافقت کی لذت آئے گی، — تمام آفتیں اپنی جڑ اور شاخوں سمیت ٹل جائیں گی، اور ان کے بدلے میں نعمتیں اور پاکیزہ چیزیں حاصل ہوں گی، — تو جب بھی کسی مصیبت میں اللہ کی رضا کے ساتھ موافقت کرے گا اور اس سے لذت پائے گا، تو تیرے لئے ہر سمت سے نعمتیں آئیں گی۔

تجھ پر افسوس ہے، اے غافل! — تو غیر کی طلب میں اس سے لا پرواہ نہ ہو، تو کب تک اس سے رزق میں کشادگی چاہے گا، ممکن ہے یہ طلب تیرے لئے فتنہ ہو اور اس کی خبر نہ ہو، — تجھے یہ معلوم نہیں کہ کس چیز میں بھلائی ہے، خاموشی اختیار کر اور تقدیر سے موافق ہو، — اللہ کے کاموں میں اس کی رضامندی اور سب احوال میں شکر طلب کر، —

○ — رزق کی کشادگی بغیر شکر کے فتنہ ہے،

○ — رزق کی تنگی بغیر صبر کے فتنہ ہے،

شکر نعمتیں بڑھاتا ہے، اور اللہ کے قریب کرتا ہے، — اور صبر تیرے دل کے قدموں کو استقامت دیتا ہے اور اس کی تائید و مدد کرتا ہے، اور کامیابی و فتح مندی دلاتا ہے، — دُنیا و آخرت میں صبر کا انجام نیک اور حسین ہے، اللہ کی ذات پر اعتراض کرنا حرام ہے، اس سے دل اور چہرہ دونوں سیاہ ہو جاتے ہیں، —

تجھ پر افسوس! اپنے نفس کو اللہ پر اعتراض کرنے سے روک دے، اس کے بجائے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں مشغول کر، تا کہ تیری مصیبتوں کے وقت ٹل جائیں اور آفتوں کی آگ بجھ جائے، — اے اللہ کی طلب کا دعویٰ کرنے والے اور اس

کی رحمت اور محبت کے خزانوں کا علم رکھنے والے! ـــ اس تک پہنچنے سے پہلے تو جب تک راستے میں رہے، اس سے سوال کرتا رہ،

○ ـــ جب راستے میں حیران ہو تو یہ عرض کر:

یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ دُلَّنِیْ○

"اے حیرانوں کے رہبر! میری رہنمائی کر۔"

○ ـــ جب تو آزمایا جائے اور صبر سے عاجز ہو تو یہ سوال کر:

اِلٰھِیْ اَعِنِّیْ وَ صَبِّرْنِیْ وَاکْشِفْ عَنِّیْ○

"الٰہی! میری مدد فرما، اور صبر عطا کر، ـــ اور میری مصیبت کو دور کر۔"

اور جب تو گوہر مقصود کو پالے، تیرے دل کو حضوری مل جائے اور قرب عطا ہو جائے تو اس سے نہ کوئی سوال ہو نہ کچھ زبان کہے، خاموشی ہو اور نظارہ ہو، ـــ تیری مہمان کی حیثیت ہوگی، اور مہمان کسی طرح کی فرمائش نہیں کرتا، بلکہ حسنِ ادب کو ملحوظ رکھتا ہے، ـــ جو کچھ پیش ہو کھالیتا ہے، جو کچھ دیا جائے لے لیتا ہے، ـــ مگر جب میزبان کہے: "کوئی فرمائش کر"! ـــ تب حکم کی تعمیل میں بے اختیار خواہش کا اظہار کر دیتا ہے، ـــ دوری ہو تو سوال، نزدیکی، ہو تو خاموشی۔

اولیاء اللہ، اللہ کے سوا کسی کو نہیں پہچانتے، ـــ دوست احباب سے قطع تعلق ہو جاتا ہے، اسباب کا سلسلہ دلوں سے ٹوٹ جاتا ہے، ـــ اگر ان پر چند دنوں یا چند مہینوں کے لئے کھانا روک دیا جائے تو وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے، نہ ان میں کوئی تبدیلی آتی ہے، کیونکہ اللہ ان کو کھلانے والا ہے، جو چاہتا ہے انہیں کھلاتا ہے، ـــ جسے اللہ کی محبت کا دعویٰ ہو اور اس سے اس کے غیر کو طلب کرے، تو وہ اپنی محبت میں جھوٹا ہے، ـــ لیکن جب محبوب اللہ سے واصل اور اس کی بارگاہ میں مہمان و مقرب ہو جائے تو اس سے کہا جاتا ہے:

"مانگ اور تمنا کر، ـــ سوال کر، کیا چاہتا ہے۔"

کیونکہ یہ اس کی عزت افزائی ہے، ـــ محبّ (عاشق) حالتِ قبض (تنگی، خوف) اور محبوب (معشوق) حالتِ بسط (کشادگی، رحمت و وسعت) میں ہے، ـــ محبّ ناکامی میں اور محبوب عطا و بخشش میں ہوتا ہے، ـــ جب تک بندہ محبّ ہے تو حیرانی و پریشانی میں کوفت اور گزارے کے لئے فکر معاش میں رہتا ہے، ـــ جب حالت بدل جائے، محبّ سے محبوب بن جائے تو اس کے حق میں ماحول بدل جاتا ہے، ـــ ناز و نیاز، خوشحالی، اطمینان اور رزق میں کشادگی آتی ہے، اور مخلوق مسخر ہو جاتی ہے، ـــ یہ سب انعام و اکرام اس کے صبر اور محبت کے عالم میں ثابت قدمی کی برکتیں ہیں، ـــ بندے کی اللہ کے لئے محبت اور اللہ کی بندے سے محبت، مخلوق سے مخلوق کی محبت کی طرح نہیں ہوتی، ـــ

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔"

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ○ (سورہ شوریٰ)

اس نے مثالیں لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان فرمائی ہیں، — تم اس سے عقل سمجھ طلب کرو، اس کی سنگت میں دل کی خوشی چاہو، — کیونکہ وہ جس کے لئے چاہتا ہے خوش دلی کو وسعت دے دیتا ہے، — جس کے لئے چاہتا ہے دلوں کے رزق کو بڑھا دیتا ہے، — اولیاء اللہ میں سے ہر ایک کا دل تمام آسمان اور زمین والوں کی وسعت رکھتا ہے — اس کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح ہو جاتا ہے۔

خصائص حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ابتدائے حال میں حکمت تھا، پھر سراپا قدرت ہو گیا تھا، — موسیٰ علیہ السلام جب اپنے سامان کو نہ اٹھا سکتے تھے، عصا اٹھا لیتا تھا، — جب چلنے سے عاجز ہو جاتے تو آپ کی سواری بن جاتا تھا، — آپ کے بیٹھنے اور سونے کے وقت آپ کی حفاظت کرتا اور تکلیف دہ چیزیں ہٹاتا رہتا، — ضرورت کے وقت وہ عصا درخت بن جاتا اور آپ کے لئے طرح طرح کے پھل پیش کرتا، — اور جب آپ بیٹھتے تو آپ پر سایہ کرتا، —

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا میں قدرت دکھائی، — عصا کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے مانوس کر لیا، ان سے کلام فرمایا اور ان پر احکام جاری کئے اور ارشاد فرمایا:

وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ○ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى ○ فَقَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى ○ فَاَلۡقٰٮهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى ○ قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ۚ سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى ○ (سورہ طٰہٰ)

''اے موسیٰ! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے، — عرض کیا: ''یہ میرا عصا ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، اور اس میں میری اور بھی حاجتیں ہیں''، — فرمایا: ''اسے زمین پر ڈال دو'' — آپ نے عصا ڈال دیا، عاصا ایک بڑا بھاری اژدھا بن گیا، — موسیٰ اس سے ڈر کر بھاگنے لگے، — فرمایا: ''اسے پکڑ لو، ڈرو نہیں، ہم ابھی اسے پھر عصا بنا دیں گے۔''

مقصد اس سے یہ تھا کہ آپ کو قدرت پر مطلع کر دیا جائے، تا کہ آپ کی نظر میں فرعون کی سلطنت ذلیل ہو جائے، اور آپ کو فرعون اور اس کے لشکر سے لڑنا سکھا دے، — اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے لڑائی کے لئے مستعد کیا، آپ کو خلاف عادت (یعنی معجزات) پر مطلع کیا، (اتنے بڑے بار کے لئے) ابتدائے امر میں آپ کا دل اور سینہ تنگ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل اور سینے میں وسعت دے دی۔ اور انہیں شجاعت و ثابت قدمی عطا فرمائی، ان کے ہاتھ میں قدرت رکھ دی اور انہیں حکم اور نبوت اور علم عنایت فرمائے:

اے جاہل! جس کی قدرت ایسی ہو کیا وہ بھلا دینے اور نافرمانی کے قابل ہے، جو تجھے نہ بھلائے، تو اسے مت بھلا، —

جو تجھ سے غافل نہیں تو اس سے غافل نہ ہو، — موت کو یاد رکھ، کیونکہ موت کا فرشتہ روحوں پر متعین کر دیا گیا ہے، — تیرا مال ومتاع واسباب اور جن نعمتوں میں تو ہے، تجھے کہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں، عنقریب یہ سب کچھ تجھ سے لے لیا جائے گا، — ان دنوں کو فضول کاموں میں ضائع کر دینے اور اپنی کوتاہیاں یاد کر کے ندامت اٹھائے گا، — اس وقت کی شرمساری کچھ کام نہ آئے گی، — جلد ہی مرے گا تو میری باتیں اور نصیحتیں یاد آئیں گی اور قبر میں یہ خواہش کرے گا کہ میری مجلس میں آئے اور میری نصیحتیں سنے، — تو میری باتیں قبول کرنے کی کوشش کر، اور ان پر عمل کرتا کہ دُنیا وآخرت میں میرے ساتھ رہے، — میرے ساتھ حسن ظن رکھ تا کہ میری باتیں تجھے فائدہ دیں، — لوگوں کے ساتھ اچھا گمان رکھ اور اپنے نفس سے بدگمانی رکھ، ایسا کرنے سے تیرا بھی فائدہ ہوگا اور دوسروں کو بھی تجھ سے فائدہ ہوگا، — جب تک تو غیر اللہ کے ساتھ رہے گا تو رنج وغم اور شرک وگناہ میں گھرا رہے گا، — مخلوق سے دلی طور پر الگ ہو جا اور اللہ تعالیٰ سے مل جا، — اور پھر وہ دیکھے گا جو نہ آنکھ نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، اور کسی انسان کے دل پر کبھی خیال بھی نہیں گزرا، — جس حال میں تو ہے، یہ نہ صحیح ہے نہ تمام ہے، سراسر ریا ہے، — اس لئے کہ اس کی بنیاد مضبوط نہیں کمزور ہے، — اونچے ٹیلے پر بنائی گئی عمارت گر جائے گی، — اللہ کے حضور توبہ کر، اور جس حال میں اور جس حال پر ہے اسے بدل دینے کی اللہ سے التجا کر، اور یہ کہ دل میں دُنیا کی طلب اور آخرت سے جو روگردانی ہے، اسے دور کر دے، —

اللہ کے اختیار پر صبر کر، اس کا اجر بے شمار ہے:

تجھ پر افسوس! اللہ نے تیرے لئے محتاجی پسند کی ہے اور تو اس سے کشائش چاہتا ہے، — کیا معلوم نہیں کہ وہ تیرے لئے جو پسند کرتا ہے، تو اسے ناپسند کرتا ہے، — تو اللہ کی پسند کو بُرا سمجھتا ہے، — تیرا نفس اور حرص، اور تیری عادت اور شیطان اور تیرے برے دوست انہیں اللہ کا اختیار ناپسند ہے، — نہ ان کی موافقت کر، نہ ان کے غصے اور اعتراض کی طرف توجہ کر، — قلب وباطن جو کرنے کو کہتے ہیں اور جس سے منع کرتے ہیں، اسے سن، — کیونکہ وہ نیکی کے لئے کہتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں، — تو اپنی محتاجی پر خوش رہ، اس لئے کہ اس پر خوش رہنا ہی اصل سرمایہ ہے، — یہ بھی ایک طرح سے اللہ کی تیرے لئے حفاظت ہے کہ تو تقدیر کے خلاف پر قدرت نہیں رکھتا، — اللہ اگر تقدیر کے خلاف کرنے پر قدرت دے دیتا تو غالب امکان یہی ہے کہ تو گناہوں میں پڑ کر ہلاک ہو جاتا، — اگر اس نے تجھے عاجز ومحتاج بنایا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ تجھے گناہوں سے بچائے رکھے، — اللہ کی رضا پر صبر کرنے سے اس قدر ثواب ملے گا کہ سب زمین والے اسے شمار نہ کر سکیں۔ — تو جلد باز ہے اور جلد باز کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا، — جلد بازی شیطان کا کام ہے، اور توقف واطمینان اللہ کی طرف سے ہے، — جلدی کرے گا تو شیطان کا ساتھی اور اس کے لشکر میں سے ہوگا، — اور جب توبہ کر کے ادب بجا لائے۔ ثابت قدم رہے اور صبر کرے تو رحمان کا ساتھی اور اس کے لشکر میں سے ہوگا۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے ہی کہ اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، وہ کرے، — اور جن کاموں سے منع کیا ہے،

ان سے منع رہے، — اور اس کی تقدیروں اور افعال اور تمام بلاؤں اور آفتوں پر صبر کرے، — تم سر سے پاؤں تک مخلوق اور نفس اور حرص ہو، — اور مکمل طور پر غیر حاضر اور مجسم ہوس بن گئے ہو، — تمہیں اللہ اور اس کے پہچاننے والوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، — ان کے لحاظ سے تم دیوانے اور بے حواس ہو، — وہ تو عقل والے ہیں، جب اللہ کے دیوانے کا دیوانہ پن کامل ہو جاتا ہے تو اس کا اس کیفیت سے نکلنے کا وقت قریب آ جاتا ہے، — شروع میں حرکت ہوتی ہے اور انتہاء میں سکون ہے، — اس کا مرض جاتا رہتا ہے اور حکمت اس کی فرماں بردار ہو جاتی ہے۔

سوادِ اعظم کی اتباع میں صراط مستقیم پر چلو:

بیٹا! تو آخرت سے تہی دامن ہے اور دُنیا سے بھرپور ہے، — تیرا یہ حال اور اولیاء اللہ اور صالحین سے تیری دوری، انکی صحبت سے غیر حاضری اور اپنی سوچ پر بھروسہ کرنا مجھے دکھی کرتا ہے، — کیا تجھے نہیں معلوم کہ جو اپنی رائے پر تکیہ کرتا ہے وہ راہ سے بھٹک جاتا ہے، —

○ — ہر علم والے کو اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے،

○ — ہر علم والا، دوسرے علم والے سے زیادہ علم رکھتا ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًاo (سورہ بنی اسرائیل)

"تمہیں علم دیا گیا مگر بہت تھوڑا۔"

سوادِ اعظم کی اتباع کرو اور صراط مستقیم پر چلو، طریقت کا دامن تھامے رہو، شریعت کی فرماں برداری کرو۔ اس سے ہٹ کر نہ چلو، اللہ تک پہنچ جاؤ گے، — فرماں برداری کرو نت نئی راہیں نہ چلو، وہی ایک راستہ کافی ہے، — نفس اور حرص کے ساتھ نہ چلو بلکہ اپنی طاقت اور قوت اور بہادری کے ساتھ حکم پر عمل کرتے جاؤ، — سر تسلیم جھکاؤ اور چالاکی چھوڑ دو، — جلد بازی کی بجائے مستقل مزاجی اور آہستگی اختیار کر، — یہ بات ایسی نہیں جو جلد بازی سے ہاتھ آ جائے، — اس میں مختون اور اللہ کے بندوں کی رفاقت میں صبر کرتے ہوئے مجاہدے اور مشقت کی ضرورت ہے، — یہ کہ تو اللہ کی معرفت رکھنے والے بادشاہوں کی بارگاہ میں رہے، تاکہ:

○ — وہ تیری رہنمائی کریں، ○ — معرفت کا سبق بتائیں

○ — تیرا بوجھ اٹھالیں،

○ — ان کے ہمرکاب چلو، تھک جائے تو تجھے اٹھانے کا حکم دیں یا اپنے پیچھے سوار کرلیں، — اگر تو محب ہے تو اپنے پیچھے بٹھائیں گے، — اگر تو محبوب ہے تو زین پر بٹھا کر خود تیرے پیچھے بیٹھیں گے۔ جس نے اس کا لطف اٹھایا، اسے وہی جانتا ہے۔

○ —اہل اللہ کے پاس بیٹھنا ایک نعمت ہے کیونکہ وہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کے پاس بیٹھا جائے، —
○ —اغیار کے پاس بیٹھنا ایک عذاب ہے کیونکہ وہ لوگ جھوٹے اور منافق ہیں،

تیرے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے لئے مراقبہ کر اور اپنے نفس سے ان چیزوں کا مطالبہ کر جو کہ اس پر حقوق الٰہی اور حقوق العباد سے واجب ہیں، — اگر دُنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے بارے میں اللہ کے علم کا انتظار کر اور اپنے نفس سے اس پر عمل کر، اور نفس سے یہ مطالبہ کر کہ حکم الٰہی پر عمل کر کے گناہ سے بچتا رہے، — آفتیں آنے پر صبر کر، اللہ کی قضا اور قدر پر راضی رہتے ہوئے اس کی نعمتوں کا شکر کرنا واجب سمجھ، — جب تو ایسا کرے گا تو رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور اللہ کی صحبت تیرے لئے صحیح ہو جائے گی، — تجھے سفر میں ہمسفر مل جائے گا اور چشمہ معرفت پالے گا' اور یوں تیرے ہاتھ ایک ایسا خزانہ آ جائے گا کہ تو جہاں کہیں بھی جائے گا' وہ تیرے پیچھے پیچھے چلے گا، — تجھے اس کی کچھ پرواہ نہ ہوگی، کہ کہاں اترا، کیونکہ تو جہاں گرے گا اٹھالیا جائے گا، — حکم اور علم اور قدر، جن وانسان اور فرشتے سب تیرے خدمت گزار ہوں گے، — ہر چیز کو تیرا ڈر ہوگا کیونکہ تو اللہ سے ڈر رکھنے والا ہو گیا، — اور ہر چیز تیری فرماں بردار ہو جائے گی۔ کیونکہ تو اللہ کا فرماں بردار ہو گیا، — جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے ڈرتی ہے، — جو اللہ سے نہیں ڈرتا، وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے، — جو اللہ کی خدمت کرتا ہے، ہر چیز اس کی خدمت کرتی ہے، — اس لئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کا ذرہ برابر عمل بھی ضائع نہیں کرتا، — جیسا تو کرے گا ویسا بدلہ پالے گا، جیسے تم ہو گے، ویسا ہی تم پر حکمران ہوگا، —

اَللّٰھُمَّ عَامِلْنَا بِکَرَمِکَ وَاِحْسَانِکَ وَ تُجَاوُزِکَ وَ لُطْفِکَ بِنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo

''الٰہی! دُنیا وآخرت میں ہم سے اپنے کرم اور احسان اور درگزر کرنے اور لطف کے ساتھ معاملہ فرما، — اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا کر، — اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا کر، — اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ آمین!''

چھپن ویں مجلس

(منعقدہ ۱۹ ر رمضان ۵۴۵ھ بروز صبح اتوار بمقام خانقاہ شریف)

ہر زندگی کی غرض وغایت اور انتہا موت ہے:

اے بیٹا! میں تیرا رہن سہن اللہ والوں کے رہن سہن سے مختلف دیکھتا ہوں جن کا دھیان اللہ کی طرف رہتا ہے اور جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں، — تیرا ملنا جلنا ان سے ہے جو شریر اور فساد کرنے والے ہیں، جبکہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں سے دور دور رہتا ہے، — تو نے اپنا دل اللہ کی ذات سے خالی کر لیا ہے اور اسے دُنیا اور اہلِ دُنیا اور دُنیا کے اسباب کی خوشی سے بھر لیا ہے، — کیا تجھے نہیں پتہ کہ اللہ کا خوف دل کا کوتوال ہے اور اسے منور کرنے والا اور اس کی وضاحت وتفسیر کرنے والا ہے، — اگر تو اس

حال پر ثابت قدم رہا تو دُنیا و آخرت میں سلامتی سے محروم ہو گیا، ــــ اگر تو موت کو کثرت سے یاد کرتا تو دُنیا کے ساتھ تیرا خوش ہونا کم ہو جاتا اور اس میں تیرا زُہد بڑھ جاتا، ــــ جس کا آخر موت ہو وہ کسی چیز سے کیسے خوش رہ سکتا ہے، ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ سَاعٍ غَايَةٌ وَّغَايَةُ كُلِّ حَيٍّ الْمَوْتُ

''ہر سعی کرنے والے کی ایک انتہا ہے، اور ہر زندہ کی غرض و غایت اور انتہا موت ہے۔''

سب خوشیوں اور غموں، امیری اور فقیری، سختی اور نرمی، دکھوں اور بیماریوں کا آخر و انجام موت ہے، ــــ جو مر گیا اس کے لئے قیامت برپا ہو گئی، ــــ جو شے اس کے لئے دور تھی، اب قریب آ گئی، ــــ وہ سب کچھ سراسر حرص ہے جس میں تو مبتلا ہے، ان سب سے تو اپنے دل اور باطن اور باطن الباطن کے ساتھ الگ ہو جا، ــــ دُنیا میں تیرا رہنا ایک مقررہ وقت تک ہے جبکہ آخرت میں رہنا ہمیشہ کے لئے اور نا معلوم وقت تک ہے، ــــ کوشش کر کہ تو سراپا طاعت بن جائے، ایسا کرنے سے تو مکمل طور پر اللہ کا بن جائے گا، ــــ

○ ــــ نفس کا وجود گناہ ہے، اور اس کا گم کر دینا اطاعت ہے،

○ ــــ خواہشوں پر عمل کرنا نفس کا وجود ہے، اور ان سے باز رہنا نفس کا گم کر دینا ہے،

نفسانی خواہشوں سے رک جا، انہیں حاصل نہ کر، ــــ اللہ کی تقدیر اور موافقت کے بغیر خواہشات کو حاصل نہ کر، نہ اپنی خود مختاری سے، نہ اپنی خواہش سے، ــــ خود پر جبر کرتے ہوئے، گویا نہ چاہتے ہوئے زُہد کے ذریعے خواہشیں حاصل کر، ــــ زُہد اور بے رغبتی کے ہاتھ ہلاتے ہوئے مقدر خواہشیں حاصل کر اور انہیں نفس تک پہنچائے، ــــ زُہد ضروری ہے، اور اپنی حالت کے علم سے پہلے اس کی ضرورت ہے، ــــ زُہد و بے رغبتی تاریکی میں ہوتے ہیں اور رغبت و توجہ روشنی میں، ــــ ابتدائی حالت تاریکی ہے اس سے نکلے گا تو روشنی دکھائی دے گی، ــــ قدرت تاریکی ہے اور قدرت والے کے ساتھ تیرا قیام روشنی ہے، تیرا اول معاملہ تاریکی ہے۔

اللہ کی طرف سے جب یہ کھل جائے گا، اور تو اس کے حضور میں ثابت قدم ہو جائے گا تیرا معاملہ روشن ہو جائے گا، ــــ معرفت کے چاند کی روشنی جب پھیلتی ہے تو قدر کی رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے، ــــ لہٰذا اللہ کی معرفت کا آفتاب جب چمک جائے گا تو ہر طرح کی کدورتیں اور تاریکیاں چھٹ جائیں گی، ــــ وہ تمام چیزیں جو تیرے قریب ہیں یا تیرے سے دور ہیں، سب تجھ پر ظاہر ہو جائیں گی، ــــ اس سے پہلے جو تجھ پر مشکل حالات تھے، وہ سارے واضح ہو جائیں گے، ــــ تجھے خبیث اور پاک میں تمیز ہو جائے گی، اور دوسروں کے اور اپنے معاملات کے بارے میں فرق سامنے آ جائے گا، ــــ مخلوق کی مراد اور اللہ کی مراد میں فرق کرنے لگے گا مخلوق کا اور خالق کا دروازہ الگ الگ دیکھنے لگے گا، ــــ اب خالق کے دروازہ پر:

مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ○

''جونہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔''

تیرا دل اللہ کے مشاہدہ کے طعام سے کھائے گا، اُنس کی شراب سے پئے گا، اور قبول کی خلعت سے نوازا جائے گا،— پھر مخلوق کی مصلحتوں کے لئے مخلوق کی طرف لوٹا دیا جائے گا، تا کہ انہیں:

○— گمراہی سے واپس لایا جائے، ○— اللہ کی طرف لوٹایا جائے،

○— گناہوں سے بچایا جائے،

یہ لوٹنا سخت مضبوطی اور دائمی حفاظت اور سلامتی کے ساتھ ہوگا،— اس سے بے خبر اور اس پر ایمان نہ لانے والے! تو مغز کے بغیر چھلکا ہے اور فقط ایک ٹیک لگانے والی لکڑی ہے، جو خستہ حال ہے اور جلانے کے کام آ سکتی ہے،— ہاں مگر توبہ کرنے اور ایمان لانے اور تصدیق کرنے میں نجات ہے،—

تجھ پر افسوس! اگر تو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور تصدیق کرے اور تقدیر کے ساتھ موافقت کرے، تو بھلائی اور سلامتی اور شیرینی پائے،— اگر ایسا نہ کرے تو اس میں کانچ کے ٹکڑے پائے گا جو تیری زبان اور تالو اور جگر کے ٹکڑے کر ڈالیں گے،— میری بات مان لے، یہ طے ہے کہ میں تیری رسیوں کو بل دیتا ہوں، میری بات مان لے اور مجھ سے دشمنی نہ کر،— میرے اور تیرے بیچ میں کس چیز کی عداوت ہے، میں تیری عبادتوں کے لئے ایک مسجد کی طرح ہوں، تیری نجاستیں اور میل کچیل دور کرتا ہوں، تیرے لئے راستہ صاف کرتا ہوں، اس میں تیرے لئے کھانا پینا رکھتا ہوں،— میں یہ سب تیرے ساتھ کرتا ہوں اور اس کا کچھ بدلہ بھی نہیں چاہتا،— میری اجرت، میرے پیالے کا بھرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ کسی دوسرے کے ذمہ ہے،— میرا مشغلہ تو محض اللہ کے لئے طالب علموں کی خدمت کرنا ہے،— جب اللہ کے لئے تیری طلب درست ہو جائے گی تو تیری خدمت بھی میری ذمہ داری میں شامل ہو جائے گی،— جب بندے کا ارادہ اور اس کی طلب مکمل طور پر اللہ کے لئے ہو جائے تو سب چیزیں اس کی خدمت کے لئے مسخر ہو جاتی ہیں،—

عظیم و علیم مالک کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہ:

اے بیٹا! تو اپنے نفس کو خود نصیحت کر، میرا یا کسی اور کا محتاج نہ ہو،— میرا وعظ تیرے ظاہر پر اور تیرا وعظ تیرے باطن پر اثر کرتا ہے،— اپنے نفس کو ہمیشہ موت کے ذکر کی نصیحت کر، تمام اسباب اور علاقوں سے تعلق ختم کر دے، اور سب مالکوں کے مالک، پیدا کرنے والے عظیم علیم سے واسطہ رکھ، اسی کی رحمت اور شفقت کے دامن سے لپٹ جا،— اس کے غیر کی طرف دھیان نہ کر، وہ غیر تجھے اس سے دوری میں ڈال دے گا،— تم میں سے جب کوئی میرے ہاتھ پر نجات پاتا ہے تو میں اس کے لئے نہایت خوش ہوتا ہوں،— اور جب کسی کو نصیحت کروں اور وہ نہ مانے تو اس پر بڑا دکھ ہوتا ہے،— ایمان والا میرے قریب ہوتا ہے اور منافق مجھ سے دور بھاگتا ہے۔

اے منافقو! میں تم پر غصہ کر کے اللہ کی موافقت کرتا ہوں، اس نے مجھے تم پر دہکتی ہوئی آگ بنا دیا ہے،— اگر تم توبہ کرو،

اور جو میں کہوں اسے قبول کرو اور میری سخت کلامی پر صبر سے کام لو، تو میں تم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈک بن جاؤں گا، ــــ

تم پر افسوس ہے کہ تم شرم نہیں کرتے، تمہاری اطاعت اور تابع داری ظاہری ہے جبکہ باطن میں گناہ ہیں، ــــ تم عنقریب بیماری اور موت کے پنجے میں جکڑے جاؤ گے، پھر اللہ کی آگ دوزخ میں قید کر دیئے جاؤ گے، ــــ اے عملوں میں کوتاہی کرنے والو! تم ذرا بھی شرم نہیں کرتے، رات دن فضول باتوں میں بیکار لگے رہتے ہو، ــــ عمل کرنے میں کوتاہی کرنے کے باوجود اللہ کی نعمتوں کی تمنا رکھتے ہو، ــــ اعمالِ خیر کثرت کے ساتھ کرو تا کہ تمہارے نفسوں کو اس کی عادت ہو، ــــ شروع میں ہر نئے کام کرنے والے کے لئے ایک دہشت ہوتی ہے، ــــ آخر کار تم صاف اور خالص ہو جاؤ گے، سب کدورتیں جاتی رہیں گی، ــــ اگر توبہ کرو تو ابتدا اور انتہا دونوں کی ضرورت ہے، ــــ اللہ کی معرفت کے میدان میں اتر آؤ، مقرب ہو جاؤ گے، ــــ

اے اپنے مالک کی خدمت سے بھاگنے والو!

اے اپنی رائے کے ساتھ نبیوں اور رسولوں اور اصفیاء کی رائے سے بے پروائی برتنے والو!

اے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر بھروسہ کرنے والو!

کیا تم نے یہ سنا نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَّنْ كَانَتْ ثِقَتُهٗ بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِهٖ ○

''ملعون ہے ملعون ہے وہ جس کا اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ ہے''۔

نہ دُنیا کو طلب کر، نہ اس کی کسی چیز کے لئے غصہ کر، کیونکہ یہ تیرے دل کو اسی طرح خراب کر دے گا جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے، ــــ

تجھ پر افسوس! تجھ میں دُنیا کی محبت اور تکبر دونوں جمع ہیں، اگر ان دو خصلتوں والا توبہ نہ کرے تو اس کے لئے نجات نہیں، ــــ عقل کر، تو کون ہے اور کیا شے ہے، اور کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، سوچ اور تکبر نہ کر، ــــ تکبر تو وہ کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں سے ناواقف ہے، ــــ اے کم عقل! غرور کر کے بلندی کی تمنا کرتا ہے، اس کے خلاف کر، تجھے بلندی حاصل ہو جائے گی، ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ ○

''جو اللہ کے لئے جھکتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے، اور جو تکبر کرتا ہے، اللہ اسے پست کرتا ہے''۔

جس نے آخرت کو پسند کیا وہ پہلے لوگوں کی صف میں شامل ہوا، اور جس نے تھوڑے کو پسند کیا اسے بہت کچھ ملا، ــــ جو شخص ذلت پر راضی ہوا، اسے عزت ملی، ــــ تو کم تر درجے کو پسند کر لے تا کہ امر تیرے حق میں بدل جائے، ــــ جو تقدیر کے آگے جھکا اور اس پر راضی ہوا، اللہ اسے بلند کرتا ہے جو ہر شے پر قدرت والا ہے، ــــ عاجزی اور حسنِ ادب اللہ سے قریب کرتے ہیں، بے ادبی اور تکبر اللہ سے دور کرتے ہیں، ــــ اطاعت و فرماں برداری تیری اصلاح کرتے ہیں اور تجھے قریب

کرتے ہیں، جبکہ نافرمانی تجھے خراب کرے گی اور اللہ سے دور کردے گی، ــــ

اے بیٹا! دین کو ایک انجیر کے بدلے نہ بیچ، ــــ اپنے دین کو بادشاہوں اور امیروں اور حاکموں کے انجیر اور حرام لقمے کے بدلے نہ بیچ، ــــ جب دین کے بدلے دُنیا کھائے گا تو تیرا دل سیاہ ہو جائے گا، اور سیاہ کیسے نہ ہو کہ تو مخلوق کی عبادت کرنے لگا ہے!

اے رسوا و ذلیل!

اگر تیرے دل میں نورِ ایمان ہوتا تو حرام اور مشکوک اور مباح میں فرق کر لیتا، اور جو چیز دل کو سیاہ کرتی ہے یا روشن بناتی ہے، ــــ اور جو چیز تیرے دل کو اللہ سے قریب کرتی ہے یا دور کرتی ہے، اس میں امتیاز کر لیتا، ــــ

اے جاہل! میں تو اللہ کی ذات پر توکل اور کسب کے سوا کسی اور چیز کو نہیں پہچانتا۔ ایمان کے شروع میں کسب کے ذریعے لین دین ہوتا ہے، پھر ایمان کے طاقت پکڑ لینے پر اللہ اور تیرے درمیان جو واسطے ہیں، انکے اٹھ جانے کے بعد اللہ سے لین دین ہوتا ہے، ــــ دل مضبوط ہو جانے پر اللہ کے حکم سے مخلوق کے ہاتھوں پر لیتا ہے، ــــ اور میرے قول ''براہِ راست'' کے یہ معنی ہیں کہ دل کا وسائط اور شرک کے ساتھ ٹھہراؤ نہ ہو، احکام الٰہی پر عمل کرے، اور مخلوق خدا سے لین دین کرے، جب وہ تعریف یا برائی کریں، یا کوئی قبول یا نا قبول ہو تو کان بند کر لے، ــــ اگر وہ کچھ دیں تو اسے فعل الٰہی کے تحت سمجھے۔

اولیاء اللہ تو غیر اللہ سے گونگے بہرے ہیں، ان کے نزدیک تو صرف اللہ ہی خلقت کا مددگار ہے، اور اللہ ہی رسوا کرنے والا ہے، ــــ اور وہی عطا کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا ہے، وہی فائدہ کرنے والا ہے، ــــ ان کے پاس بغیر چھلکے کے مغز ہے اور بغیر کدورت کے صفائی، ــــ بلکہ صفائی در صفائی اور پاکیزگی در پاکیزگی ہے، ــــ یہی وجہ ہے کہ جو ان کے دلوں سے ساری مخلوق کو باہر نکال دیتی ہے، اور ان کے دلوں میں اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، ــــ ان کے دلوں میں غیر اللہ کے بجائے صرف اللہ کا ذکر خفی باقی رہتا ہے، ــــ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْعِلْمَ بِكَ ○ ــــ ''الٰہی! ہمیں اپنی معرفت عطا فرما۔''

تجھ پر افسوس! تجھے یہ گمان ہے کہ تو اپنی کھوٹ چلانے کے لئے مجھ پر قدرت رکھتا ہے، ــــ اے منافق اگر مجھے شریعت کا حکم نہ ہوتا تو میں تیری طرف توجہ کرتا اور تجھے رسوا کر دیتا، ــــ تو میرے ساتھ الجھ کر خود کو خطرے میں نہ ڈال کیونکہ مجھے اللہ اور اس کے محبوب بندوں کے علاوہ کسی سے شرم و حیا نہیں، ــــ جب کوئی خاص بندہ اللہ کو پہچان لیتا ہے تو ساری مخلوق اس کے دل سے گر جاتی ہے، اور سب اس سے یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے موسمِ خزاں میں درختوں سے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں، ــــ یوں وہ مخلوق کے بغیر اکیلا رہ جاتا ہے، ــــ وہ مخلوق کو دیکھنے سے نابینا، اور اپنے قلب و باطن کے لحاظ سے اس کی بات سننے سے بہرہ ہو جاتا ہے، ــــ نفس جب مطمئن بن جاتا ہے تو اعضاء کی حفاظت اسے سونپ دی جاتی ہے، ــــ اس کے بعد دل اللہ کی طرف سفر کر جاتا ہے، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کی تمنا کرتا ہے، ــــ چنانچہ دُنیا اس کے پاس آتی ہے اور نفس کی خادمہ بن کر اس

کی حاجتوں کی تکمیل کرتی ہے، ــــ جو اللہ کے طالب ہیں ان کے ساتھ اللہ کا یہی برتاؤ ہوتا ہے، ــــ اپنے نصیب کا لکھا حاصل کرنے کے وقت بال بکھیرے ہوئے بدشکل بڑھیا کی شکل میں دُنیا ان کے پاس آتی ہے اور انہیں ان کا پورا حصہ دے جاتی ہے، اور دُنیا ان کی خادمہ ولونڈی بن جاتی ہے، ــــ اولیاء اللہ دُنیا سے اپنے نصیب کا لکھا لیتے رہتے ہیں اور اس کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتے، ــــ

اپنے دل کو اللہ کے لئے خالی کرنا:

اے بیٹا! تو اپنے دل کو اللہ کے لئے خالی کر لے، اور اپنے اعضاء اور نفس کو کنبے کے لئے، محنت ومشقت میں ڈال دے، ــــ اللہ کے حکم کے مطابق چل، اور اس کے فعل سے ان کے لئے کمائی کر، ــــ اللہ کے سامنے سوال کرنا چھوڑ دینا، صبر ورضا کے ساتھ خاموش رہنا، دعا وسوال کرنے اور گڑگڑانے سے بہتر ہے، ــــ

- ○ ــــ اس کے علم میں اپنا علم محو کر دے،
- ○ ــــ اس کی تدبیر میں اپنی تدبیر چھوڑ دے،
- ○ ــــ اس کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ ترک کر دے،
- ○ ــــ اس کی قضا اور قدر کے آنے پر اپنی عقل کو الگ کر دے،

اللہ کو اگر تو اپنا ربّ اور مددگار اور سلامتی دینے والا سمجھتا ہے تو اس کے ساتھ اسی طرح برتاؤ رکھ جیسا کہ میں نے بیان کیا، ــــ اگر تجھے اس تک پہنچنا ہے تو اس کے سامنے خاموشی اختیار کر، ــــ مومن کا دل اور اس کے خیالات وارادے سب ایک ہو جاتے ہیں، اسے صرف ایک ہی خطرہ رہتا ہے جو اللہ کی طرف سے اس کے دل کی طرف آتا ہے، اور کوئی خیال باقی نہیں رہتا، ــــ وہ اللہ کے قرب کے دروازے پر اطمینان سے کھڑا رہتا ہے، ــــ اللہ کی معرفت جب اس کے دل میں قرار پکڑ لیتی ہے تو اس کے سامنے کا دروازہ کھل جاتا ہے، ــــ چنانچہ اندر داخل ہو کر وہ، وہ کچھ دیکھتا ہے جسے بیان کرنا ممکن نہیں۔

خطرہ وخیال قلب کے لئے اور باطن کے لئے اشارہ ہے، یہ ایک خفیہ کلام ہے، ــــ جو بندہ اپنے نفس اور خواہش اور برے اخلاق اور ساری مخلوق سے غنا ہو جائے وہ عافیت اور نعمت وخوشی میں ہے، ــــ اس حال میں اسے اصحاب کہف کی طرح پہلو بدلوائے جاتے ہیں، جن کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ○ (سورہ کہف)

''اور ہم ہی انہیں دائیں اور بائیں پلٹتے ہیں۔''

اے بیٹا! میری باتیں غور سے سن! اور انھیں جھٹلا کر اپنے نفس کو ہر طریقہ سے اور ہر بھلائی سے محروم نہ رکھ، ــــ

ستاونویں مجلس

(منعقدہ ۲۴ ؍رمضان ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

رضا اور موافقت طلب کر، اپنے مقسوم پر قناعت کر:

اے بیٹا! صدق کا ایک ذرّہ مجھ پر صدقہ کر دو، اس کے علاوہ تمہارا سارا مال اور جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے، وہ سب تمہارے لئے حلال ہے، — میں تو صرف صدق و اخلاص چاہتا ہوں جس کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہے، میں تمہیں اپنے لئے نہیں، تمہارے لئے چاہتا ہوں، — اپنی زبانوں کے ظاہری و باطنی لفظوں کو روکو، کیونکہ تم پر فرشتے نگہبان مقرر ہیں، جو تمہارے ظاہر کی نگہبانی کرتے ہیں، اور اللہ تمہارے باطنوں کو نظر میں رکھتا ہے۔

اے دُنیا میں محل اور گھر بنانے والے!، — اور دُنیا کی عمارت میں اپنی عمر کھونے والے! — نیک نیت کے بغیر کوئی عمارت نہ بنا، دُنیا میں عمارت کی بنیاد نیک نیتی ہے، — تیری عمارت نفس وخواہش کی موافقت میں نہ ہو، — جاہل، دُنیا میں نفس وخواہش اور ہوس وعادت کی موافقت کرتے ہوئے، اور اللہ کی قضا اور قدر کی موافقت کے بغیر عمارت بنایا کرتا ہے، — چنانچہ اس کے لئے نیک نیت اچھی نہیں ہوتی اور نہ وہ عمارت اس کے لئے قابلِ مبارک باد ہوتی ہے، اس لئے کہ اس عمارت میں اور لوگ ٹھہریں گے، — قیامت کے دن اسے کہا جائے گا:

"تو نے اسے کیوں بنایا، — کہاں سے خرچ کیا، — اور کیوں خرچ کیا"،

ہر ایک چیز کا حساب لیا جائے گا، — اللہ کے بندے! اللہ کی رضا اور موافقت طلب کر، اپنے مقسوم پر قناعت کر، — جو تیرے نصیب میں نہیں لکھا، اس کی طلب نہ کر، —

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ عُقُوْبَاتِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِہٖ فِی الدُّنْیَا طَلَبُہٗ مَا لَمْ یُقَسَّمْ لَہٗ ۝

"دُنیا میں بندے کے لئے اللہ کا سخت ترین عذاب یہ ہے کہ وہ شے طلب کرے جو اس کے نصیب میں نہیں۔"

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو میرے پاس اس حال میں آتا ہے کہ تو میرے ساتھ اچھا گمان نہیں رکھتا، لہٰذا میری باتوں سے تجھے کیا فلاح مل سکے گی!

تجھ پر افسوس! — تو ایمان والا ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے جبکہ تجھے اللہ اور اس کے نیک بندوں پر اعتراض ہے، — اس لئے تیرا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، اسلام تو استسلام سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں:

○ — سپرد کرنا، ○ — اللہ کی قضا اور قدر کو تسلیم کرنا،

○ — اللہ کے افعال پر راضی رہنا،

○ — کتاب الٰہی قرآن اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا،

یہ سب کرنے سے تیرا اسلام صحیح ہوگا، —— لمبی اُمید شامتِ اعمال ہے، یہی تجھے اللہ کی مخالفت پر اکساتی اور گناہوں میں ڈالتی ہے، —— آرزو کو گھٹائے گا تو بھلائی کو پائے گا، —— چنانچہ اگر تو نجات چاہے تو یہ بات پلے سے باندھ لے، —— جو چیز تقدیر سے آئے، اس کے ہاتھ سے لے لے، شرع کی موافقت کرتے ہوئے اس پر راضی ہو جا، —— اس رضامندی میں نہ نفس اور نہ خواہش، نہ عادت اور نہ شیطان کا کچھ دخل ہو، ان سب پر اللہ کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے، —— یہ نہیں کہ یہ سب ہر طرح سے فنا ہی ہو گئے، —— انبیاء علیہم السلام کے جانے کے بعد ہم میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے، —— مسلمان کا نفس مطمئن، اس کی خواہش مغلوب اور اس کی طبیعت کا جوش سرد اور اس پر مسلّط کردہ شیطان قید ہو جاتا ہے، —— اسی بندہ ایمان کی کوئی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگتی، شیطان اپنی چالاکیاں دکھاتا ہے لیکن وہ کچھ بھی نہیں پاتا، ——

○ — توکّل یہ ہے کہ تو سبب پر نہ ٹھہرے،

○ — توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نفع اور نقصان نہ دیکھے،

تو تو سراپا نفس، حرص کا پیکر اور مجسم عادت بن گیا ہے، —— تجھے توکّل کی خبر ہے نہ توحید کی،

○ — پہلے تلخی ہے پھر شیرینی، ○ — پھر ٹوٹنا، اور پھر جڑنا،

○ — پھر مرنا، اور پھر ہمیشہ کی زندگی، ○ — پہلے ذلت ہے، پھر عزت،

○ — پہلے محتاجی ہے، پھر ثروت،

○ — پہلے ہستی کا مٹ جانا، پھر اللہ کی ذات سے وجود پانا نہ کہ اپنے اختیار سے،

اگر تو اس پر صبر کرلے تو جو کچھ اللہ سے چاہتا ہے، وہ تیرے لئے صحیح ہوگا، —— ورنہ کچھ بھی صحیح نہیں، —— جو چیز تجھے اللہ سے غافل کرے، وہی تیری شامت ہے، اگرچہ فرضوں اور سنّتوں کی ادائیگی کے بعد نفلی نماز یا نفلی روزہ ہی کیوں نہ ہو، —— فرض روزہ ادا کرنے کے بعد اگر نفلی روزہ میں بھوک اور پیاس نے اللہ کے سامنے تیرے دل کی حضوری، اس کے مراقبہ اور اس کے ساتھ پُر آسائش زندگی سے روکا، جس پر اللہ کی صحبت اور قرب کا دارومدار ہے، تو جان لے کہ حجاب کا بندہ اللہ کا بندہ نہیں بلکہ وہ خلقت اور نفس اور اپنی خواہش کا بندہ ہے، ——

عارف الٰہی تو اللہ کے ساتھ اس کی قوت کے جھنڈے تلے اپنے علم و باطن سمیت کھڑا رہتا ہے، —— اور اس کی قضاء وقدر کے ساتھ ساتھ چکر لگاتا ہے، —— جب وہ خود گھومنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اسے گھمایا جاتا ہے، ——

○ — بغیر اس کے حرکت کرنے سے، اسے حرکت دی جاتی ہے،

○ — بغیر اس کے سکون کرنے سے، اسے سکون دیا جاتا ہے،

وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۝ (سورہ کہف)

''اور ہمیں انہیں دائیں اور بائیں پلٹتے ہیں۔''

جب حرکت سے ان کا عاجز ہونا ظاہر ہوا تو اللہ کی طرف سے انہیں حرکت دی گئی، —

○ — حرکت قدرت کے ساتھ ہوتی ہے اور سکون وتسلیم عاجزی کے وقت،

○ — حرکت تیرے وجود کے وقت ہوتی ہے اور سکون تیرے گم ہونے پر،

○ — حرکت شروع کی ماتحتی ہے اور سکون علم میں کہ قضا وقدر میں دم نہ مارے،

جب تو اپنے نفس اور حرص اور عادت اور ساری مخلوق سے الگ ہو جائے گا تو تیرا دل درست شمار ہوگا، — تو خلقت کی قید سے نکل جا، — تیرے نفع ونقصان اور رزق کا مالک اللہ کے سوا کوئی اور نہیں، — ہمیشہ اسی کی اطاعت میں لگا رہ اور اس کے امر ونہی کی تعمیل کرتا رہ، — اللہ کے سوا تیرے ہاتھ میں اور کچھ نہ رہے، اب تو ساری مخلوق میں سب سے بڑھ کر عزت والا اور غنی ہو جائے گا، — اس وقت تو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہو جائے گا، جیسا کہ سب اشیاء کو ان کے سامنے جھکنے اور سجدے کا حکم ہوا تھا، — یہ بات عام لوگوں اور بہت سے خاص بندوں کی عقل سے کہیں اونچی ہے، — کیونکہ اللہ کی معرفت رکھنے والا یہ بندہ اب حضرت آدم علیہ السلام کا ایک ذرّہ اور ان کے مغز سے ہے، —

اے تھوڑے علم والے! — پہلے دین کا علم سیکھ، پھر تنہائی اختیار کر، — اولیاء اللہ نے پہلے دین کا علم سیکھا، پھر اپنے دلوں کو مخلوق سے الگ کر لیا، — انکے ظاہر مخلوق کی اصلاح کے لئے ان کے ساتھ ہیں، اور ان کے باطن اللہ کے ساتھ اس کی خدمت اور صحبت میں ہیں، — چنانچہ اولیاء اللہ موجود بھی ہیں، جدا بھی اور الگ بھی، — وہ حکم میں مخلوق کے ساتھ موجود ہیں، جبکہ ان کے دل مخلوق سے جدا اور الگ ہیں، — ان کے دل سب چیزوں سے جدا اور الگ ہیں، ظاہری طور پر ان کا کام شرع کو مضبوط بنانا ہے، —

○ — کپڑے میلے ہو جائیں تو خود دھو لیتے ہیں، پاک کر کے خوشبو لگا لیتے ہیں،

○ — کپڑے پھٹ جائیں تو خود سی لیتے ہیں، پیوند لگا لیتے ہیں،

یہی لوگ مخلوق کے سردار ہیں، ان میں سے ایک ذرّہ بلند پہاڑوں کی طرح ہے، — ان کے دل:

○ — اللہ کے ساتھ رہتے ہیں، ○ — اس کے سامنے آرام پانے والے،

○ — اس کے خیال میں ڈوبے ہوئے، ○ — اس کے علم میں فکر کرنے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ غِذَاءَنَا ذِكْرَكَ وَغِنَانَا قُرْبَكَ ۝

''الٰہی! ہماری غذا اپنا ذکر کر، — اور ہماری غنا اپنا قرب کر۔'' آمین!

تیرا دل مردہ ہے، تیری صحبت بھی مردہ دلوں کے ساتھ ہے، زندہ دل شریفوں اور ابدالوں کی صحبت اختیار کر، —

○ —تو قبر ہے، اپنے جیسی قبر کے پاس آتا جاتا ہے،

○ —تو مردہ ہے، اپنے جیسے مردہ کے پاس آتا جاتا ہے،

○ —تو اپاہج ہے، تجھ جیسا اپاہج تجھے کھینچ لے جاتا ہے،

○ —تو اندھا ہے، تجھ جیسا اندھا تجھے گھسیٹ لے جاتا ہے،

تو ایمان والوں، یقین والوں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر، ان کے کلام پر صبر کر، اسے قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہو، — اب نجات ہوگی، — مشائخ کرام کی باتیں سن اور ان پر عمل کر، اور ان کا احترام کر، —

میرے ایک مرشد کریم تھے، مجھے جب کوئی مشکل درپیش ہوتی اور میرے دل پر کوئی خطرہ گزرتا، وہ اپنے آپ ہی مجھ سے بیان کر دیا کرتے تھے، مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی، — یہ سب اس لئے تھا کہ میں ان کا احترام کرتا تھا اور اُن کے ساتھ حسنِ ادب کا خیال رکھتا تھا، — مشائخ کی صحبت میں میں کبھی احترام اور حسنِ ادب کے بغیر نہیں رہا، — صوفی بخیل نہیں ہوتا، کیونکہ ہر چیز چھوڑ دینے کا دعویٰ کرنے کے بعد صوفی کے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہتی جس سے بخل کرے، — اگر اسے کوئی چیز دی جائے تو اپنے لئے نہیں لیتا، غیر کے لئے لیتا ہے، — اس کا دل تمام موجودات اور مصوّرات سے صاف ہو چکا ہے، — بخل وہی کرتا ہے جس کے پاس مال ہو، صوفی کی سب چیزیں دوسروں کے لئے ہیں، چنانچہ وہ دوسروں کے مال میں کیوں بخل کرے، — اس کا نہ کوئی سجن نہ کوئی دشمن، — اسے کسی کے تعریف کرنے یا برائی سننے سے کوئی غرض نہیں ہوتی، — دینا اور نہ دینا اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے خیال نہیں کرتا، — نہ اسے زندگی سے خوشی ہے اور نہ موت کا غم ہے، — اللہ کا غصہ و ناراضی اس کی موت ہے، اللہ کی رضا اس کی زندگی ہے، — جلوت میں اس کے لئے وحشت ہے، خلوت میں اس کے لئے موانست ہے، — اللہ کا ذکر اس کی غذا ہے، اللہ کا انس اس کے لئے پانی، — اس حال میں دُنیا کا مال اور جو کچھ دُنیا میں ہے، اس پر بخل نہیں کرتا، کیونکہ صوفی کو کسی شے کی کوئی پرواہ نہیں، —

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

”اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی دے، — اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔“

اٹھاونویں مجلس

(منعقدہ یکم شوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

علم سیکھ کر اس پر اخلاص سے عمل کر:

کتنا علم سیکھے گا اور عمل نہ کرے گا، علم کا دفتر لپیٹ دے، اور اخلاص کے ساتھ عمل کا دفتر پھیلا دے، ورنہ تیرے لئے نجات

نہیں،— تو صرف علم سیکھنے میں لگا ہے، اور اپنے کاموں کے ساتھ اللہ پر دلیر ہو گیا ہے،— تو نے اپنی آنکھوں سے حیا کا پردہ اتار دیا ہے،— دوسرے دیکھنے والوں کی نسبت اللہ کے دیکھنے کو ہلکا سمجھتا ہے،— تو اپنی خواہش سے لیتا اور دیتا ہے،— اپنی خواہش سے روکتا اور اپنی خواہش سے حرکت کرتا ہے،— یہ بات یقینی ہے کہ تیری خواہش تجھے ہلاک کرے گی،— سب احوال میں اللہ سے حیا کر اور اس کے حکم پر عمل کر،— جب ظاہر حکم پر عمل کرے گا تو یہ عمل تجھے اللہ کی معرفت کے قریب کر دے گا،—

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا مِنْ رَقْدَةِ الْغَافِلِیْنَ ○ آمین

''الٰہی! ہمیں غافلوں کی نیند سے بیدار کر۔ آمین!''

جب تو گناہ کرے گا تو تجھ پر آفتیں آ گریں گی،— جب توبہ واستغفار کرے اور اللہ سے مدد چاہے تو وہ آفتیں تجھ پر نہیں بلکہ تیرے سے ہٹ کر گریں گی،

بلا کا آنا ضروری ہے،— لہٰذا اللہ سے دعا کر وہ مصیبت میں تجھے صبر وموافقت عطا فرمادے تاکہ اللہ اور تیرے درمیان میں جو معاملہ ہے محفوظ رہے،— اب خدشہ

○— بدن پر ہو گا قلب پر نہیں،—

○— ظاہر میں ہو گا، باطن کو نہیں،—

○— مال میں ہو گا دین میں نہیں،— اس وقت وہ آفت نعمت لگے گی عذاب نہیں۔

اے منافق! تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں صرف نام پر اکتفا کئے ہوئے ہے معنی کے ساتھ نہیں،— یہ تیرے ظاہر وباطن کا جھوٹ ہے، اسی لئے تو دُنیا وآخرت میں ذلیل ہے،— گناہ گار اور جھوٹا اپنے اپنے نفس میں ذلیل ہیں۔

اے منافق! تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں صرف نام پر اکتفا کئے ہوئے ہے معنی کے ساتھ نہیں،— یہ تیرے ظاہر وباطن کا جھوٹ ہے، اسی لئے تو دُنیا وآخرت میں ذلیل ہے،— گناہ گار اور جھوٹا اپنے اپنے نفس میں ذلیل ہیں۔

اے عالم! دُنیا والوں کے سامنے اپنے علم کو میلا کچیلا نہ کر،— عزیز شے کو ذلیل شے کے بدلے نہ بیچ،— علم عزیز ہے، اور جو دُنیا والوں کے ہاتھ میں ہے وہ ذلیل ہے،— مخلوق کے بس میں نہیں کہ تیرے نصیب کا لکھا تجھے دے سکے،— البتہ تیرے نصیب کا لکھا ان کے ذریعے سے تجھے پہنچتا ہے،— جب تک صبر کا دامن تھامے رہے گا، تیرے نصیب کا لکھا ان کے ذریعے تجھے پہنچتا رہے گا، تو باعزت طریقے سے رہے گا۔

تجھ پر افسوس! جسے اوروں سے رزق دیا جاتا ہے وہ کسی کو رزق کیسے دے سکتا ہے،— تو اللہ کی اطاعت میں لگا رہ اور اس سے

مانگنا چھوڑ دے، ـــ وہ اس کا محتاج نہیں کہ اسے اپنی مصلحت بتائی اور سمجھائی جائے، ـــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَّسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ ۝

''جسے میرے ذکر نے سوال کرنے سے روکا، میں اسے سوال کرنے والوں سے بڑھ کر عطا کروں گا۔''

دل کے بغیر صرف زبانی ذکر کی نہ کوئی عزت ہے نہ کوئی وقعت! ـــ اعلیٰ پائے کا ذکر دل اور باطن کا ذکر ہے، پھر زبان کا، ـــ کسی بندے کا جب ذکرِ الٰہی درست ہو جاتا ہے تو اللہ اس کا ذکر کرتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (سورہ بقرہ)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اور میرا شکر کرو، ناشکری نہ کرو۔''

اللہ کو یاد کرو کہ وہ تجھے یاد کرے، ـــ اسے اتنا یاد کر کہ یاد کرنے کی وجہ سے تیرے سارے گناہ جھڑ جائیں، تو گناہوں سے خالی ہو جائے، اور گناہ کیے بغیر طاعت ہو جائے، ـــ جن لوگوں کو وہ یاد کرتا ہے، اس وقت انکے ساتھ ساتھ تجھے بھی یاد کرے گا، ـــ اس کی یاد تجھے مخلوق کی یاد بھلا دے گی اور تجھے سوال کرنے سے روک دے گی، ـــ تیرا کل مقصود وہی ہو جائے گا، اور دیگر مقاصد تجھے بھلا دے گا، ـــ جب تیرا مقصود وہی ہوگا تو اپنے سب خزانوں کی کنجیاں تیرے دل کے ہاتھ میں دے دے گا، ـــ جو کوئی اللہ کا دوست ہے وہ اس کے غیر کا دوست نہیں، ـــ اللہ کی محبت کے سوا سب کی محبت تیرے دل سے زائل ہو جائے گی، ـــ کسی بندے کے دل میں جب اللہ کی محبت گھر کر لیتی ہے تو اس کے دل میں غیر کی محبت نہیں ٹھہرتی، ـــ اس وجہ سے اس کے سب اعضاء میں خوشی پیدا ہو جاتی ہے، ـــ اس کا ظاہر و باطن وصورت اور معنی اس میں مشغول ہو جاتے ہیں، ـــ اللہ اسے دیوانہ بنا دیتا ہے، اسے اس کی عادت اور آبادی سے نکال دیتا ہے، ـــ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو اللہ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے، ـــ کیا تجھے عقل نہیں کہ اسے دیکھے اور اس کے ذریعے سمجھے، ـــ کیا تو کبھی کسی ایسے بندے کے پاس نہیں بیٹھا جو موت سے دوچار ہو، ـــ قریب ہے کہ تیری باری بھی جلد ہی آ جائے، موت کا فرشتہ آ کر تیری زندگی کا دروازہ کھٹکھٹائے گا، اور اسے اس کی جگہ سے اکھاڑ کر پھینک دے گا، اور تیرے گھر والوں اور دوستوں میں جدائی ڈال دے گا، ـــ اس بات کی کوشش کر تیری موت ایسے حال میں نہ واقع ہو کہ تجھے اللہ سے ملاقات کرنا اچھا نہ لگے، ـــ جو کچھ ہے آخرت کی طرف پہلے بھیج دے، پھر موت کا انتظار کر، ـــ کیونکہ تو اللہ کے ہاں ایسی نعمتیں پائے گا جو کبھی دُنیا میں دیکھی بھی نہیں ـــ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

''الٰہی! ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔''

انسٹھویں مجلس

(منعقدہ ۹ رجب ۵۴۶ھ بروز جمعہ بمقام مدرسہ قادریہ)

حریص کی بات خودغرضی اور خوشامد سے خالی نہیں ہوتی:

حریص کی بات خودغرضی اور خوشامد سے خالی نہیں ہوتی۔ ـــ اس لئے کہ سچ بولنا ممکن نہیں ہے، اس کا بولنا مغز کے بغیر پوست ہے، صورت ہے معنی نہیں۔ ـــ جس طرح لفظ طمع کے حروف ط م ع نقطوں سے خالی ہیں، ایسے ہی لفظ طامع (لالچ کرنے والا) کے حروف بھی نقطوں سے خالی ہیں۔ ـــ

اے اللہ کے بندو! سچ بولو اور فلاح پاؤ، سچے کی ہمت آسمان سے بلند ہے، ـــ کسی کی بات اسے نقصان نہیں دیتی، اللہ اپنے امر پر غالب ہے، جب تجھ سے کسی کام کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے تجھے تیار کر دے گا۔ ـــ

کسی بے ادب نے سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ کہا، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

"تمہارے احوال کی سچائی مجھے بولنے پر مجبور کر دیتی ہے اور تمہارا جھوٹ مجھے خاموش کر دیتا ہے، جیسے تم خریدار ہو، ویسے ہی میں بیچنے والا ہوں۔ ـــ"

عالم کے دو پیر، زاہد کے دو ہاتھ:

اے بیٹا! اگر تیرے پاس علم کا پھل اور برکت ہوتی تو اپنے نفس کی خواہشات اور لذات کے لئے بادشاہوں کے دروازوں پر مارا مارا نہ پھرتا، ـــ عالم کے پاس وہ پیر ہی نہیں ہوتے جن سے وہ مخلوق کے دروازوں کی طرف دوڑے، ـــ اور زاہد کے پاس وہ دو ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے وہ لوگوں کے مال لے، ـــ اور اللہ کے محبّ کے پاس وہ دو آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے وہ غیر اللہ کی طرف دیکھے۔ ـــ

سچا محب جو اپنی محبت میں سچا ہے، اگر اس کی ساری مخلوق سے ملاقات ہو اور مخلوق کی طرف دیکھنا اس کے لئے حلال نہ ہو تو وہ اپنے محبوب کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھتا۔ ـــ

- ـــ اس کے سر کی آنکھوں میں دُنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں،
- ـــ اس کے دل کی آنکھوں میں آخرت کی کوئی قدر و قیمت نہیں،
- ـــ اس کے باطن کی آنکھوں میں اللہ کے سوا کسی کی قدر و قیمت نہیں،

تم عقل سے کام لو، ـــ تمہاری کوئی حقیقت نہیں ہے، تم میں سے کئی چیخنے چلانے والوں کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں، بہت سے واعظوں کا وعظ زبانی جمع خرچ ہوتا ہے دل سے نہیں ہوتا، ـــ منافق کی ٹھنڈی آہیں محض زبان و سر سے ہوتی ہیں جبکہ

سچے آدمی کی ٹھنڈی آہیں اس کے قلب و باطن سے ہیں، — سچے آدمی کا دل اللہ کے دروازے پر اور اس کا باطن اس کے سامنے ہوتا ہے، — وہ ہمیشہ اسی کے دروازے پر چیخ و پکار کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اسی کیفیت میں گھر کے اندر داخل ہو جاتا ہے، —

اللہ کی قسم! تو اپنے سب احوال میں جھوٹا ہے، تو اللہ کے دروازے کو جانے والا راستہ بھی نہیں پہچانتا، تو اوروں کی رہبری کیسے کرے گا، — تو خود آنکھوں سے محروم ہے دوسروں کو راہ کیسے دکھلائے گا، — تجھے تیری حرص اور عادت اور نفس کی پیروی نے، اور دُنیا کی حکومت اور شہوتوں کی محبت نے اندھا کر دیا ہے، — ابھی تو گناہ تیرے ظاہر پر ہی ہیں، تو میرے سامنے آ، — اس سے پہلے کہ وہ گناہ تیرے دل تک پہنچ پائیں، آ گے بڑھ! — ورنہ تو اس پر اصرار کرے گا، اور یہی اصرار کفر ہو جائے گا، — جس شخص کے لئے اللہ کی اطاعت اور بندگی ثابت ہو جائے، وہ اللہ کا کلام سننے پر قادر ہو جائے گا۔

اس کے بعد سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان ستر موسویوں کا ذکر فرمایا جو اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ کلام الٰہی سننے کے لئے منتخب کیے گئے تھے، — فرمایا:

''اللہ نے موسویوں سے خطاب فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کے سوا وہ سب کے سب بے ہوش ہو گئے' پھر اللہ نے جب انہیں ہوش دلایا تو عرض کیا: ''ہم میں اللہ کا کلام سننے کی ہمّت نہیں، چنانچہ آپ، اللہ اور ہمارے بیچ میں واسطہ بن جائیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرتے تھے، اور ان لوگوں کو کلام الٰہی سناتے تھے، — حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوت ایمان اور طاعت اور عبودیت الٰہی کے ذریعہ سے اللہ کا کلام سننے پر قادر ہوئے، — جبکہ وہ لوگ ضعفِ ایمان کے باعث اس پر قادر نہ ہو سکے، — اگر وہ تورات کے احکام قبول کر لیتے، امر و نہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کر لیتے، اور ادب والے بن جاتے، اور اپنی من گھڑت باتوں پر جرأت نہ کرتے تو یقیناً وہ بھی اللہ کا کلام سننے کی قدرت پا لیتے، —

پھر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

○ — میں ہر جھوٹے منافق دجال پر مسلّط ہوں،

○ — میں اللہ کے ہر نافرمان پر مسلّط ہوں،

نافرمانوں میں سب سے بڑا ابلیس ہے، اور ان میں سب سے چھوٹا فاسق ہے، — میں

○ — ہر ایک گمراہ، ○ — گمراہ کرنے والے، ○ — باطل کی طرف بلانے والے سے لڑائی کرنے والا ہوں، اور اس پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ○

(رکنا نہیں ہے گناہ سے، اور نہ ہی طاقت نیکی کی مگر اللہ بلند بزرگ کے ساتھ) — کے ساتھ مدد چاہنے والا ہوں، — تیرے دل میں نفاق جم گیا ہے، تجھے اسلام اور توبہ اور ریاکاری چھوڑنے کی ضرورت ہے، — اسے چھوڑ کر مسلمان بن جا، — میں جس کام میں لگا ہوں، اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو عنقریب بزرگ ہوگا، کثیر ہوگا اور عظمت والا ہوگا، اور اپنے

دونوں پیروں پر کھڑا ہوگا، — اور اپنے بازوؤں سے مخلوق کی چھتوں پر اُڑے گا اور ان کے گھروں میں داخل ہوگا، — اور وہ اسے اپنی آنکھوں اور اپنے دلوں سے دیکھ لیں گے، — اور اگر یہ کام میرے نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور باطل کی طرف سے ہے تو اس کے لئے خرابی اور دوری ہوگی، عنقریب چھوٹا پڑ جائے گا، اور پگھل جائے گا، اور لوٹ جائے گا، اور ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گا، — کیونکہ اللہ تعالیٰ:

○ — جھوٹے کی تائید نہیں کرتا، ○ — منافق کی مدد نہیں فرماتا،

○ — منکر پر عطا نہیں کرتا، ○ — ناشکرے کی نعمت نہیں بڑھاتا،

جو بندہ اپنے نفس کے ساتھ نفاق کرتا ہے، اس سے کچھ کام نہیں ہوسکتا، — بلکہ اس کا نفاق اس کے دین کے جلا دینے کا سبب بن جائے گا، —

اے میرے مریدو! میں نے جو کہنا تھا کہہ چکا، اور تم ہو کہ بھاگ رہے ہو، — سنتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے، — میرا نام سب شہروں میں گونگا مشہور تھا، کیونکہ میں نے خود کو دیوانہ اور گونگا اور خاموش بنا رکھا تھا، لیکن یہ بات قائم نہ رہ سکی، قضا و قدر نے تمہاری طرف نکال دیا، — میں تہہ خانوں میں تھا، مجھے نکال کر کرسی پر بٹھا دیا گیا، — جھوٹ نہ بول، تیرے پاس دو دل نہیں ہیں بلکہ ایک ہی دل ہے، وہ جس شے سے بھر جائے، دوسری کی گنجائش نہیں رہتی، — ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ○ (سورہ الاحزاب)

''اللہ نے کسی بندے میں دو دل نہیں بنائے۔''

○ — ایک ہی دل میں خالق اور مخلوق کی محبت ہو، ہو نہیں سکتا، —

○ — ایک ہی دل میں دُنیا اور آخرت جمع ہوں، ہو نہیں سکتا، —

اگر دل خالق کی طرف ہو اور چہرہ مخلوق کی طرف ہو، ایسا ہوسکتا ہے، — مخلوق کی مصلحتوں کے لئے ان پر رحمت کی غرض سے مخلوق کی طرف متوجہ ہونا جائز ہے، — مگر دل کا لگاؤ خالق ہی سے رہے، —

○ — جو اللہ سے جاہل ہے، ریاکاری کرتا ہے اور نفاق برتتا ہے،

○ — جو اللہ کا جاننے والا ہے وہ ایسا نہیں کرتا،

○ — احمق اللہ کی نافرمانی کرتا ہے،

○ — عاقل اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے،

○ — حریص دُنیا کے جمع کرنے پر ریاکاری کرتا اور نفاق برتتا ہے،

○ — تھوڑی اُمید والا حریص کی مثل نہیں کرتا،

○ — ایمان والا فرض ادا کر کے اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے، اور نوافل پڑھ کر اس کا محبوب بن جاتا ہے۔

اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو نوافل کو جانتے بھی نہیں بلکہ وہ فرائض ادا کرنے میں لگے رہتے ہیں، — پھر نفل ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

''ہم پر فرض اس لئے ہے کہ ہمیں ان کے پڑھنے پر قدرت عطا فرمائی گئی، — ہمارا ہمیشہ عبادت میں لگے رہنا ہم پر فرض ہے۔''

وہ اپنے لئے کسی کام کو نفل نہیں سمجھتا، ہر عبادت کو فرض ہی سمجھتا ہے، — اولیاء اللہ کے لئے:

○ — ایک آگاہ کرنے والا ہے جو انہیں آگاہ کرتا رہتا ہے،

○ — ایک معلم ہے جو انہیں علم سکھاتا رہتا ہے،

اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم کے اسباب مہیا فرماتا رہتا ہے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ اَنَّ الْمُؤْمِنَ عَلٰی قُلَّةِ جَبَلٍ نَّقَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عَالِمًا يُعَلِّمُهٗ ٥

''ایمان والا اگر پہاڑ کی چوٹی پر ہو تو اللہ اس کی تعلیم کے لئے وہاں بھی عالم کو بھیج دے گا۔''

نیک لوگوں کی باتیں لے کر ان سے دوسروں کو نصیحت کرتا ہے، اور اپنے نفس کو چھوڑ دیتا ہے۔ خود کوئی فائدہ نہیں لیتا، — مانگے کی چیز چھپتی نہیں، عاریتاً یا مانگے کا لباس نہ پہن بلکہ اپنے مال کا لباس پہن، — اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کر، اسے پانی دے اور اپنی محنت و کوشش سے اسے پروان چڑھا، — پھر اسے بُن کر سی اور پہن، — غیر کے مال اور اس کے کپڑوں پر خوش نہ ہو، — دوسروں کا کلام لے کر کلام کرے اور اسے اپنا کلام بتائے، تو صالحین کے دل تجھ سے خفا ہوں گے، — اگر تو خود عمل نہ کر سکے تو کچھ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں، — ارشاد باری ہے:

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥

''اپنے عملوں کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کوشش کرو، — اللہ کی معرفت اس کے ساتھ غائب ہو جانے اور اس کے قضا و قدر اور علم و قدرت کے ساتھ قائم ہو جانے کا نام ہے، — معرفت، اللہ کے افعال و مقدّرات میں فنا ہو جانے کا نام ہے، — تیری گفتگو تیرے دل کی بات کو ظاہر کرتی ہے، زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے، — اگر دل کھُل مل گیا ہے تو حق و باطل کوئی فرق نہ کر پائے گا، چنانچہ کبھی بات صحیح ہو گی، اور کبھی باطل، — کبھی تو شے کی حقیقت کو کما حقہ، بیان کرے گا، کبھی اس پر بھی قدرت نہ ہو گی، —

○ — جب دل کا یہ کھلنا ملنا نہ رہے گا، زبان صحیح ہو جائے گی، —

○ — جب دل سے شرک جاتا رہے گا، زبان صحیح ہو جائے گی،

جب وہ شرک میں مبتلا ہو گا تو وہ مخلوق کے ساتھ پابند ہو گا، اس میں تغیّر و تبدّل ہوتا رہے گا، لغزش کرے گا، جھوٹ بولے

گا۔

○ ــــ بعض وعظ کرنے والے وہ ہیں جو اپنے دل سے کلام کرتے ہیں،

○ ــــ بعض وعظ کرنے والے وہ ہیں جو اپنے باطن سے کلام کرتے ہیں،

○ ــــ بعض وعظ کرنیوالے وہ ہیں جو اپنے نفس وخواہش وشیطان اور عادت کی پیروی سے کلام کرتے ہیں،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مُنَافِقِيْنَ ○

''اے اللہ! تو ہمیں ایمان والا بنا، نفاق والا نہ بنا۔''

اگر دل میں ایک شخص کی محبت اور دوسرے کی عداوت ہو تو ایک سے دوستی اور دوسرے سے دشمنی اپنے نفس اور عادت کی پیروی سے نہ کر، ــــ بلکہ دونوں کے معاملے میں کتاب وسُنّت کو حکم بنادے،

○ ــــ اگر وہ دونوں تیرے محبوب کی موافقت کریں تو ہمیشہ اس کی محبت میں قائم رہ،

○ ــــ اگر وہ دونوں اس کی مخالفت کریں تو اس کی محبت سے الگ ہو جا،

○ ــــ اگر وہ دونوں تیرے دشمن کی (جسے تو نے دشمن سمجھا ہے) مخالفت کریں، تو تُو اس کی عداوت سے الگ ہو جا،

○ ــــ اگر وہ دونوں تیرے اس دشمن کی موافقت کریں تو اس کی عداوت میں قائم رہ،

○ ــــ اگر تجھے اس سے قناعت حاصل نہ ہو، اور معاملہ جوں کا توں رہے تو ان کے بارے میں صدیقین کے دلوں سے رجوع کر، اور انہی سے سوال کر، کیونکہ یہی دل درست ہیں۔

جب دل درست ہو جائے تو وہ سب چیزوں سے زیادہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، ــــ دل جب قرآن وسُنّت پر عمل کرے تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، ــــ اور جب وہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے تو اسے دانائی اور بصارت میسر آ جاتی ہے، ــــ اور اس کے نفع ونقصان کی جو چیزیں ہیں، اور جو شے اللہ اور غیر اللہ کے لئے ہے، اور جو حق وباطل ہے، وہ ان سب کو پہچان لیتا ہے، ــــ جب ایک ایمان والے کی نظر کا یہ عالم ہے تو صدیقین ومقربین کی نظر کا عالم کیا ہوگا! ــــ

مومن کی فراست یہ ہے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے:

ایمان والے کے لئے اللہ کی طرف سے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، ــــ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دیکھنے سے ڈرایا ہے، ــــ ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنُ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ○

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

اور عارف مقرّب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے، جس سے وہ اللہ کے قرب کو دیکھتا ہے، اور اللہ کے قرب کا اپنے دل سے مشاہدہ کرتا ہے، ــــ فرشتوں اور نبیوں کی روحوں، اور صدیقین کے دلوں اور روحوں اور ان کے احوال ومقامات کو دیکھتا

ہے، ـــ یہ ساری کرامت دل کے سیاہ نقطے اور باطن کی صفائی کے اندر ہے، ـــ وہ اپنے ربّ کے ساتھ خوشی سے بسر کرتا رہتا ہے، ـــ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہو جاتا ہے، خالق سے لیتا ہے اور مخلوق میں بانٹتا رہتا ہے، ـــ

○ ـــ بعض ان میں سے دل وزبان دونوں کے عالم ہو جاتے ہیں،

○ ـــ بعض ان میں سے دل کے عالم ہوتے ہیں لیکن زبان میں لکنت والے ہیں،

لیکن منافق کی زبان عالم اور دل لکنت والا ہے، اس کا سارا علم زبان میں ہے، اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مُنَافِقٌ عَلِیْمُ اللِّسَان ○

''مجھے اپنی امت پر خوف نہیں، مگر مجھے خوف ہے منافق کی چرب زبان کا۔''

تو کسی چیز پر غرور نہ کر کیونکہ اللہ جو چاہے کرنے والا ہے، ـــ ایک بزرگ سے حکایت منقول ہے کہ وہ اپنے ایک دینی بھائی سے ملنے کے لئے گئے، اسے کہا:

''آؤ بھائی! ہمارے متعلق جو اللہ کے علم میں ہے، اس پر روئیں۔''

اللہ کے اس نیک بندے نے کیسی اچھی بات کہی، یقیناً وہ عارف باللہ تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد سن رکھا تھا:

''تم میں سے کوئی عمل کرنے والا جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد کا فاصلہ رہ جاتا ہے، اسے بدبختی آ لیتی ہے اور وہ اہلِ دوزخ میں سے ہو جاتا ہے، ـــ اور تم میں سے کوئی دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد کا فاصلہ رہ جاتا ہے، اسے خوش بختی آ لیتی ہے اور وہ اہلِ جنت میں سے ہو جاتا ہے۔''

اللہ کے کسی بندے سے کسی نے پوچھا:

''کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟''

فرمایا:

''اگر میں اسے نہ دیکھتا تو اپنی جگہ پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔''

اگر کوئی سوال کرے کہ: ''تو خدا کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟''

میں اسے یہ جواب دوں گا:

''بندے کے دل سے جب مخلوق نکل جائے، اور اس میں اللہ کے سوا کچھ نہ رہے تو اللہ جیسے چاہے اسے اپنا آپ دکھا دے گا، ـــ اپنے قریب کر لے گا، ـــ جس طرح اور چیزیں اسے ظاہری طور پر دکھا دیتا ہے اسے اپنا آپ

باطنی طور پر دکھا دیتا ہے۔ جیسے کہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دیدار کرایا، —— جیسے یہ بندہ (سیّدنا غوث الاعظم) اس کی ذات کو دیکھتا ہے، اور اس کی قربت میں ہے، اور اس سے خواب میں باتیں کرتا ہے، اور کبھی اس کا دل اس سے بیداری میں باتیں کرتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے، —— اپنے وجود کی آنکھیں بند کرتا ہے، اور وہ جس حال پر ہو اپنی دونوں ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے، —— اللہ تعالیٰ اسے ایک معنوی صفت عنایت فرماتا ہے جس سے یہ بندہ اسے دیکھتا ہے، اس کے قریب ہو جاتا ہے' اس کی صفات' اس کی کرامات، اس کا فضل و احسان، اس کے لطف و کرم اور اس کی رحمت اور بخشش کو دیکھتا ہے۔"

جس شخص کی معرفت اور عبودیت ثابت ہو جائے وہ:

اَرِنِیْ —— "دکھا" —— اور لَاتُرِانِیْ —— "نہ دکھا" —— اور اَعْطِنِیْ —— "عطا کر" —— اور لَا تُعْطِنِیْ —— "نہ عطا کر"

نہیں کہتا، وہ تو فنا فی الذات و مستغرق ہو جاتا ہے، —— اس لئے اس مقام پر واصل کہتا ہے:

اَلَیْسَ عَلَیَّ مِنِّیْ —— "مجھ پر مجھ سے تجھے ہی کیا!"

کسی نے کیا ہی اچھا کہا:

اَنَا عَبْدُهٗ وَلَیْسَ لِلْعَبْدِ مَعَ سَیِّدِهٖ اِخْتِیَارٌ وَّلَا اِرَادَةٌ ۝

"میں اس کا بندہ ہوں، بندے کو اپنے آقا کے سامنے نہ کچھ اختیار ہے، نہ کوئی ارادہ ہے۔"

کسی نے ایک غلام خریدا، —— یہ غلام صاحب دیں اور نیک فطرت تھا، —— آقا نے غلام سے پوچھا:

"تو کیا کھانا چاہتا ہے؟"

عرض کیا: "جو آپ کھلائیں!"

پھر پوچھا: "تو کیا پہننا چاہتا ہے؟"

عرض کیا: "جو آپ پہنائیں!"

پھر پوچھا: "میرے گھر میں کہاں ٹھہرنا چاہتا ہے؟"

عرض کیا: "جہاں آپ ٹھہرائیں!"

پھر پوچھا: "کیا کام کرنا پسند کرتا ہے؟"

عرض کیا: "جو آپ فرمائیں!"

اس سوال و جواب پر مالک رو پڑا اور کہنے لگا:

"میرے لئے خوشی کا باعث ہوتا اگر میں اپنے ربّ کے ساتھ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تو میرے ساتھ ہے۔"

یہ سن کر غلام نے کہا:

''اے میرے آقا! کیا غلام کو اپنے آقا کے ساتھ کچھ ارادہ واختیار ہوتا ہے۔''

مالک نے کہا:

''میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا، اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تا کہ میں اپنی جان اور مال سے تیری خدمت کروں۔''

جو شخص اللہ کا عارف ہے، اس کے لئے کوئی ارادہ واختیار باقی نہیں رہتا، — اور کہتا ہے:

اَلَیْسَ عَلَیَّ مِنِّیْ — ''مجھ پر مجھ سے ہے ہی کیا''۔

وہ اپنے اور دوسروں کے معاملے میں قضا وقدر کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتا۔ — اللہ کے بندوں میں سے گنے چنے بندے ہیں جو:

- مخلوق میں بے رغبتی کرتے ہیں، ○ — خلوتوں میں اُنس پکڑتے ہیں،
- تلاوتِ قرآن اور حدیث سے مانوس ہوتے ہیں،

اسی لئے انکے دل سب سے مانوس ہو کر اس کے قریب ہو جاتے ہیں، — جن سے وہ اپنے اور غیر کے نفسوں کو دیکھنے لگتے ہیں، — ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں، — جس حال میں تم ہو ان سے کچھ مخفی نہیں، — تمہارے دلوں کی باتیں بتاتے ہیں، اور جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے، اس کی خبر دیتے ہیں، —

تجھ پر افسوس! — عقل کر، اپنی جہالت کے باعث اولیاء اللہ سے مزاحمت نہ کر، — مکتب سے نکلتے ہی منبر پر چڑھ بیٹھا اور لوگوں پر بڑھ چڑھ کر بولنے لگا، — ذرا سوچ، اس امر میں ظاہری و باطنی استحکام کی ضرورت ہے، پھر ہر ایک سے فنا ہو جانے کی ضرورت ہے، — اس کے بعد دو باتوں کی ضرورت ہے:

- پہلی یہ کہ شہر میں تیرے سوا کوئی اور لوگوں کو وعظ نہ سنائے، لوگوں سے ضرورتاً وعظ بیان کر،
- دوسری یہ کہ: اللہ کی طرف سے تیرے قلب میں وعظ کرنے کا حکم ہوا ہو،

اب تو منبر پر بیٹھ اور مخلوق کو خالق کی طرف لوٹانے کے لئے وعظ کہہ۔

صوفی وہ ہوتا ہے جو......:

تجھ پر افسوس! تو صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، جبکہ سراپا کدورت ہے، — صوفی وہ ہوتا ہے:

- جس کا ظاہر باطن کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بالکل صفا ہو،
- جتنی اس کی صفائی بڑھتی جائے، وہ اپنے وجود کے دریا سے باہر آتا جائے،
- اپنی صفائی قلب سے اپنے اختیار وارادہ اور اپنی ڈھال کو چھوڑتا جائے،

بھلائی کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے تمام اقوال وافعال میں پیروی کرنا ہے، — بندے کا دل جب صاف ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا کہ آپ اسے بعض چیزوں کا حکم دے رہے ہیں اور بعض چیزوں سے منع فرمارہے ہیں، — وہ بندہ سراپا قلب بن جائے گا، اس کا بدن ایک کنارا ہو جائے گا، — اب باطن بغیر ظاہر کے اور صفا بغیر کدورت کے ہوگا، ظاہر کا چھلکا الگ ہو جائے گا، اور وہ سرتا پا مغز باقی رہ جائے گا، — باطنی ومعنوی لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا، — اس کا قلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تربیت پائے گا۔ اس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہوگا، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس سے مخاطب ہوں گے اور اس کے نگہبان ہوں گے، — غیر اللہ کو دل سے نکالنا گڑے پہاڑوں کا اکھاڑنا ہے جس کے لئے مجاہدوں کی کدالوں کی ضرورت ہے، — مشقتوں اور آفتوں کے نزول پر بڑے صبر کرنے کی ضرورت ہے، — جو چیز ہاتھ نہ لگے اس کی طلب نہ کرو، — سپیدی پر جو سیاہی ہے اگر (اس لکھے ہوئے) پر عمل کرو اور مسلمان بن جاؤ تو تمہارے لئے بشارت ہے، — تمہارے لئے خوش خبری ہے کہ تم قیامت کے دن مسلمانوں میں سے ہو، کافروں میں سے نہ ہو، — ہم سب کے لئے مبارک ہے کہ ہم جنت کی زمین پر یا اس کے دروازے پر ہوں، اور تم دوزخیوں میں سے نہ ہو، — تواضع اور انکساری کرو، تکبر نہ کرو، — تواضع بلند کرتی ہے جبکہ تکبر پست وذلیل کرتا ہے، —

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ ○

''جو اللہ کے لئے تواضع کرے اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔''

قلب جب اللہ کے ذکر پر ہیشگی کرتا ہے تو اسے اللہ کی معرفت اور اس کا علم، توحید اور توکل حاصل ہوتے ہیں۔ اور ماسوی اللہ سے اعراض کرتا ہے، — ذکر الٰہی پر ہیشگی دُنیا و آخرت میں ہمیشہ کی بھلائی ملنے کا باعث ہے، — جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو ہمیشہ کے لئے ذاکر ہو جاتا ہے، — اس کی ہر جانب اور سارے بدن پر وہی لکھ دیا جاتا ہے، — پھر آنکھیں سوتی ہیں اور دل اللہ کے ذکر میں لگا رہتا ہے، — یہ مقام اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارثت میں ملتا ہے، —

صالحین میں سے کوئی بزرگ رات میں بہ تکلف سویا کرتے، اور بغیر کسی حاجت کے اس کے لئے تیاری کرتے تھے، — ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ فرمانے لگے:

''میرا قلب اس حال میں اللہ کو دیکھتا ہے۔''

آپ نے سچ فرمایا، کیونکہ سچا خواب اللہ کی طرف سے وحی ہوتا ہے، لہٰذا ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کی نیند میں مضمر تھی، —

ساٹھویں مجلس

(منعقدہ ۱۳؍رجب ۵۴۶ھ بروز منگل بوقت عشاء، بمقام مدرسہ قادریہ)

بے فائدہ چیز کا چھوڑ دینا بھی اسلام کی ایک خوبی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ

''بے فائدہ چیز کا چھوڑ دینا بھی اسلام کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔''

جس کا اسلام صحیح اور ثابت ہو جائے وہ فائدے کی چیزوں پر راغب ہو جاتا ہے اور بے فائدہ چیزوں سے منہ موڑ لیتا ہے، — بے فائدہ کاموں میں لگنا بیکار اور حریصوں کا کام ہے، — وہ اپنے ربّ کی رضا سے محروم ہے جو اس کے حکم پر عمل نہ کرے اور وہ کام کرے جس سے اسے منع کیا گیا ہے، — یہی اصل محرومی، اصلی موت اور ہر طرح کا نقصان ہے، — دُنیا میں تیرے مشغول ہونے کے لئے نیک نیتی کی ضرورت ہے، ورنہ تو اللہ کے غضب کا شکار ہو جائے گا۔ پہلے دل کی پاکیزگی میں مشغول ہو کیونکہ یہ فرض ہے، پھر معرفت کی طرف قدم بڑھانا ہے، — جب اصل کو ضائع کر دیا تو فرع کا شغل قابلِ قبول نہیں، — قلب کی نجاست کے ساتھ اعضاء کی طہارت کا کچھ فائدہ نہیں، — اعضاء کو سُنّت پر اور دل کو قرآن پر عمل کر کے پاک کر، — اپنے دل کی حفاظت کرتا کہ اعضاء کی حفاظت رہے، جو کچھ برتن میں ہے وہی ٹپکے گا، — جو چیز دل میں ہوگی وہی اعضاء پر گرے گی، —

عقل کر اور ہوشیار بن، — یہ عمل اس کا نہیں:

○ — جو موت پر ایمان لاتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے،

○ — جو اللہ سے ملاقات کا منتظر ہو اور اس کے حساب اور اعتراض سے ڈرتا ہے، —

قلبِ صحیح توحید اور توکل اور یقین و توفیق، اور علم اور ایمان اور قربِ الٰہی سے پُر ہے، یہ ساری مخلوق کو عاجزی اور ذلت اور محتاجی کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے، اس کے باوجود ان میں سے ایک ننھے بچے پر بھی تکبر نہیں کرتا، — کافروں اور منافقوں اور گنہگاروں سے اللہ کے لئے غیرت کر کے خونخوار درندے کی طرح ملتا ہے، — یہ اس کے سامنے گوشت کے پڑے ہوئے ٹکڑوں کی طرح ہو جاتے ہیں، — اور نیک اور پرہیزگار لوگوں کے سامنے یہ عاجزی اور انکساری کرتا ہے اور خود کو ذلیل بنا لیتا ہے، — جس قوم کی یہ صفتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ○ (سورہ فتح)

''کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں نہایت مہربان ہیں۔''

اے نئی راہیں نکالنے والے، تجھ پر افسوس! —— تو اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ کہے:

اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ اِلَّآ اللّٰهُ رَبُّنَا ○ —— ''میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

یہ شان تو اللہ ہی کی ہے، ہمارا رب کلام کرنے والا ہے گونگا نہیں، —— اسی لئے اس نے اپنے کلام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاکید فرمائی:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ (سورۂ نساء)

''اور اللہ نے موسیٰ سے اچھی طرح کلام کیا۔''

اللہ کے لئے کلام ہے جو سنا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ —— موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

يَا مُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ○ (سورۂ قصص)

''اے موسیٰ! بے شک میں ہی اللہ جہانوں کا پروردگار ہوں۔''

یعنی اَنَــــا اللّٰهُ فرما کر ثابت کر دیا کہ بے شک میں جہانوں کا پروردگار ہوں، کوئی فرشتہ اور جن اور انسان نہیں ہوں، —— فرعون اپنے قول: اَنَـا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (میں تمہارا بڑا رب ہوں) میں اور اپنے خدا ہونے کے دعوے میں جھوٹا ہے، —— مخلوق میں سے فرعون یا کوئی اور معبود نہیں، خدا و معبود برحق ہوں، —— موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کے کرب میں مبتلا ہونے یعنی دردزہ اور رات کی تاریکی سے پریشان ہوئے، اس مصیبت اور پریشانی میں ان کا ایمان و ایقان ظاہر ہوا، —— اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نور ظاہر کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں اور قوت و اسباب سے ارشاد فرمایا:

''تم یہاں ٹھہرو! —— یقیناً میں نے آگ روشن دیکھی ہے، —— یقیناً میں نے ایک نور دیکھا ہے، —— میرے دل اور باطن اور حقیقت اور مغز نے ایک نور دیکھا ہے، —— سابقہ علم ازلی اور ہدایت میرے پاس آئے، —— خلقت سے مجھے لاپرواہی ہو گئی، —— میرے پاس ولایت اور خلافت آئی، —— میرے پاس اصل آیا اور فرع گئی۔ —— میں اب رعایا نہیں بادشاہ ہوں، مجھ سے فرعون کا خوف جاتا رہا اور وہ خوف فرعون پر پڑ گیا۔''

یہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو اللہ کے سپرد کر کے چل پڑے، چنانچہ آپ کے بعد آپ کے کنبہ میں اللہ ہی محافظ بنا۔

اسی طرح ایمان والے کو اللہ تعالیٰ جب اپنا مقرب بنا لیتا ہے، اور اسے اپنے قرب کے دروازے کی طرف بلائے تو وہ ایمان والا اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے نگاہ ڈالتا ہے تو اسے سب سمتیں بند دکھائی دیتی ہیں، صرف ایک اللہ کی سمت کھلی ہے، —— اس وقت وہ اپنے نفس اور خواہش اور اعضاء و عادت اور اہل و عیال اور جن چیزوں سے اس کا تعلق تھا، سے مخاطب ہوتا ہے، ——

''مجھے اللہ کا نور قرب نظر آ گیا ہے، میں اسی کی طرف جا رہا ہوں، اگر واپسی کے لئے اجازت ملی تو تمہاری طرف

لوٹ کر آؤں گا۔"

وہ دُنیا و مافیہا اور تمام اسباب و شہوات اور ساری مخلوق کو رخصت کر دیتا ہے،—— پر ایک نئی پیدا ہونے والی اور مصنوعی چیز سے الگ ہو کر صانع کی طرف راستہ لے لیتا ہے،—— چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال اور اسباب کی نگہبانی فرماتا ہے، اور ان کا والی ہو جاتا ہے،—— بعض حال:

○—— دور والوں سے چھپائے جاتے ہیں قریب والوں سے نہیں،

○—— دشمنوں سے چھپائے جاتے ہیں، دوستوں سے نہیں،

○—— اکثر سے چھپائے جاتے ہیں، بعض سے نہیں،

یہ قلب جب صحیح اور صفا ہو جائے تو دائیں بائیں، آگے پیچھے اور اوپر نیچے سے اللہ کی دعوت کو سنتا ہے،—— اور ہر ایک نبی اور رسول اور صدیق اور ولی کی آواز کو سنتا ہے، لیکن حال میں یہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے،—— اللہ کا قرب اس کی زندگی ہے، اللہ سے دوری اس کی موت ہے،—— اس کی رضا اللہ سے مناجات کرنے میں ہوتی ہے، وہ ہر چیز سے اسی پر اکتفا کر لیتا ہے،——

○—— اُسے دُنیا کے جانے کی پرواہ نہیں،

○—— اُسے بھوک و پیاس اور برہنگی کی پرواہ نہیں،

○—— اسے اپنی ہتک عزت کی پرواہ نہیں،

سالک مرید کی رضا طاعات میں اور مراد بن جانے والے عارف کی رضا قرب الٰہی میں ہے،——

اے بناوٹی زاہد! یہ کمال تیرے موجودہ حال سے حاصل نہیں ہو سکتا،—— نہ امر دن کے روزے سے،—— نہ رات کے قیام کرنے سے،—— نہ بے مزہ کھانا کھانے سے، نہ بے موسمے اور بے ڈھنگے کپڑے پہننے سے، نفس اور حرص اور عادت اور جہالت اور مخلوق کی طرف دیکھنے کے باوجود کمال کو نہیں پہنچتا ہے،—— ان باتوں سے تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا،——

تجھ پر افسوس! اخلاص پیدا کر اور منفرد ہو جا،—— سچ کے ساتھ اصل اور قرب سے ہم کنار ہو،——

○—— ہمت بلند کر، بلند ہوگا،

○—— احکام الٰہی کو مان، سلامتی ملے گی،

○—— قضا و قدر سے موافق ہو، توفیق دی جائے گی،

○—— راضی برضا ہو، رضا پاؤ گے،

○—— ابتدا کر، انتہا پر وہ پہنچا دے گا،

اَللّٰهُمَّ تَوَلِّ اُمُوْرَنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَا تَكِلْنَا اِلٰی نُفُوْسِنَا وَلَا اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ ○

"یا اللہ! دُنیا و آخرت میں ہمارے کاموں کا تو والی بن جا، ـــــ اور ہمیں ہمارے نفسوں اور مخلوق میں سے کسی کے حوالے نہ کر۔"

دعویٰ محبت کی آزمائش محبوب کی منشاء پر موقوف ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے جبرائیل! فلاں بندے کو سلا دے، فلاں بندے کو جگا دے، ـــــ"

اس ارشاد مبارک کا مطلب و مفہوم دو طرح سے ہے:

پہلا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ فلاں کو اٹھاؤ یعنی محبّ کو، اور فلاں کو سلاؤ یعنی محبوب کو، ـــــ اس نے میری محبت کا دعویٰ کیا۔ اس لئے لازم ہے کہ میں اس کی آزمائش کروں، ـــــ اسے اس کی جگہ پر تب تک کھڑا رکھوں کہ اس کے وجود کے پتے میرے غیر کے ساتھ گر جائیں، ـــــ اسے اٹھا کر کھڑا رکھ تاکہ اس کے دعوے کی دلیل قائم ہو جائے اور اس کی سچی محبت ثابت ہو جائے، ـــــ

اور اے جبرائیل! فلاں کو سلا دے کیونکہ وہ محبوب ہے، اس نے عرصہ دراز تک مشقت اٹھائی ہے، ـــــ اس کے پاس میرے سوا کچھ نہیں رہا، اس کی محبت میرے لئے ثابت ہوئی، اس کا دعویٰ اور دلیل ثابت ہوئے، اس نے اپنے عہد کی پاس داری کی، ـــــ اب میری باری ہے اور میرا عہد پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے، وہ میرا مہمان ہے، مہمان سے خدمت اور مشقت نہ لی جائے،

- ـــــ اسے میرے لطف کی گود میں سلا دے،
- ـــــ میرے فضل کے دستر خوان پر بٹھا دے،
- ـــــ اسے میرے قرب سے مانوس کر دے،
- ـــــ اسے میرے غیر سے غائب کر دے،

اس کی محبت صحیح ہو چکی ہے، ـــــ جب محبت صحیح ہوئی تو تکلیف جاتی رہی، ـــــ

دوسرا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ اے جبرائیل! ـــــ فلاں کو سلا دے کیوں کہ اس کی آواز مجھے سخت ناپسند ہے، ـــــ فلاں کو جگا دے کیونکہ اس کی آواز مجھے بہت پسند ہے، ـــــ

قلب جب ماسویٰ اللہ سے پاک ہو جائے تو محبّ سے محبوب بن جاتا ہے، ـــــ جب اس کی توحید اور اس کا توکل اور ایمان اور یقین اور معرفت کامل ہو جائیں تو محبوب بن جاتا ہے، ـــــ سختی جاتی ہے اور راحت آتی ہے، ـــــ جب کوئی بندہ کسی بادشاہ سے محبت رکھتا ہے، اور دونوں میں دور کی مسافت ہو تو اس پر محبت غالب آ جاتی ہے، ـــــ اسے حیرت میں ڈال کر بادشاہ

کے شہر کی طرف متوجہ کر دیتی ہے، یہ سفر میں رات اور دن کو ایک کر ڈالتا ہے، — طرح طرح کی مشقتیں اور خوف برداشت کرتا ہے، اسے کھانا پینا بھی اچھا نہیں لگتا، — حتیٰ کہ وہ اس بادشاہ کے دروازے تک جا پہنچتا ہے، — بادشاہ کو بھی اس کے حال کا پتہ چلتا ہے، بادشاہ کے خادم اس کا استقبال کرتے ہیں اور مرحبا کہتے ہوئے حمام میں لے جاتے ہیں، — اچھی طرح سے غسل دے کر اچھا سا لباس پہناتے ہیں، اور خوشبو لگا کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں، — اس سے بات چیت کرتا ہے اُس کا حال احوال پوچھتا ہے، — اپنی بہترین باندیوں میں سے سب سے حسین سے اس کا نکاح کر دیتا ہے، اور اپنے ملک ہی میں جاگیر بھی عطا فرماتا ہے، — بادشاہ کی کرم فرمائیاں اسے اس سے مانوس کر دیتی ہیں، بادشاہ اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہے، — اس کے بعد کیا اسے کوئی خوف یا غم باقی رہے گا، یا وہ اپنے شہر کو واپس آنے کو پسند کرے گا، — بادشاہ سے کیونکر جدا ہونا چاہے گا، جبکہ وہ بادشاہ کا مقرّب اور مرتبہ و مقام والا اور اعتماد والا بن چکا ہے،

اسی طرح یہ دل جب صحیح ہو جائے تو اللہ کے حضور میں پہنچ جاتا ہے، اس کے قرب اور اس سے مناجات سے صاحبِ مقام اور امن والا ہو جاتا ہے، — اس کے غیر سے رجوع کی تمنا جاتی رہتی ہے، — یہ مقام پانے کے لئے دل کو فرائض ادا کرنے اور حرام اور شہوتوں سے صبر کرنے اور مباح اور حلال کھانا ہوتا ہے، — نہ کہ حرص اور شہوت اور وجود سے، — اور ایسا کامل تقوے اور پورے زُہد سے ہوتا ہے، اور یہ کہ:

○ — ماسویٰ اللہ کو ترک کر دے، ○ — نفس اور حرص اور شیطان کی مخالفت کرے،

○ — دل کو ساری خلقت سے پاک کرے،

○ — تعریف اور برائی، عطا اور منع، جواہرات اور پتھر اس کے لئے برابر ہوں،

اس زُہد و تقویٰ کا آغاز اللہ کی وحدانیت کی گواہی دینے سے ہوتا ہے، — اور اس کی انتہا گراں قدر پتھر اور عام ڈھیلوں کا برابر ہونا ہے، — جس کا دل صحیح ہو جائے اور جو اللہ سے واصل ہو جائے اس کے لئے پتھر اور ڈھیلے، تعریف و برائی، بیماری اور عافیت، امیری و غربت، دُنیا کا خیال کرنا اور اس سے منہ موڑنا سب برابر ہو جاتے ہیں، — جس کا حال صحیح ہو جائے:

○ — اس کا نفس اور خواہش مر جاتے ہیں،

○ — اس کی طبیعت کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے،

○ — اس کا شیطان ذلیل ہو جاتا ہے،

○ — اس کے دل میں دُنیا اور دُنیا والے سب حقیر ہو جاتے ہیں،

○ — آخرت اور آخرت والے قابلِ احترام ٹھہرتے ہیں،

پھر وہ دُنیا و آخرت سے منہ موڑ کر اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، — اس کے دل کے لئے خلقت کے درمیان راستہ بن جاتا ہے، اور وہ اس پر سے گزرتے ہوئے اللہ تک پہنچ جاتا ہے، — لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں اور ایک طرف ہو کر

راستہ کھلا چھوڑ دیتے ہیں، ــــ اس کی سچائی کی آگ اور باطن کی ہیبت سے خوف کھاتے ہیں، ــــ جس کا ایسا حال ہو جائے:

- ــــ کوئی لوٹانے والا اسے اللہ کے دروازے سے لوٹا نہیں سکتا،
- ــــ کوئی روکنے والا اسے روک نہیں سکتا،
- ــــ اس کا جھنڈا اپلٹا نہیں جا سکتا،
- ــــ اس کے لشکر کو شکست نہیں ہوتی،
- ــــ اس کی طلب کو سکون نہیں ہوتا،
- ــــ اس کی توحید کی تلوار کند نہیں ہوتی،
- ــــ اس کے اخلاص کے قدم نہیں تھکتے،
- ــــ اس کا کوئی امر اس پر دشوار نہیں ہوتا،
- ــــ اس کے سامنے کوئی دروازہ اور قفل ثابت نہیں رہتا،

دروازے اور قفل سب اڑ جاتے ہیں، سب سمتیں فراخ ہو جاتی ہیں، ــــ اس کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہرتی، حتیٰ کہ وہ اپنے ربّ کے پاس جا ٹھہرتا ہے، ــــ لطفِ الٰہی اسے اپنی طرف کھینچ کر اپنی گود میں سلا لیتا ہے، ــــ اپنے خوانِ فضل سے اسے کھلاتا ہے اور شرابِ انس سے اسے سیراب کرتا ہے، ــــ اسی وقت وہ دیکھتا ہے:

مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ○

"جو آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کانوں نے سنا، اور نہ کبھی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا۔"

اس بندے کا مخلوق کی طرف رجوع ان کی ہدایت کا باعث ہے، وہ ان کی بادشاہت اور نعمت کا سبب بن جاتا ہے، ــــ یہ بندہ اللہ کے حضور پہنچ کر اسے اور اس کے ماسوا کو دیکھ چکا ہے، ــــ بادشاہی میں خلقت کی ہدایت میں لگ جاتا ہے، ــــ وہ مخلوق کے لئے اللہ کے دروازے کی طرف رہنمائی کرنے والا ایک واسطہ اور نہایت باخبر سفیر بن جاتا ہے، ــــ اس وقت عالم ملکوت میں اسے "عظیم" کے نام سے پکارا جاتا ہے، ساری خلقت اس کے دل کے قدموں تلے ہو جاتی ہے، اور اس کے سایہ سے سایہ حاصل کرتی ہے، ــــ

اے نالائق واعظ! تو بکواس نہ کر، ــــ تو ایسی چیز کا دعوے دار ہے جو تجھے حاصل نہیں، اور نہ ہی وہ تیرے پاس ہے، ــــ تجھ پر تیرا نفس غالب ہے، مخلوق اور دُنیا تیرے دل میں ہیں، ــــ تیرے دل میں اللہ سے زیادہ ان کے لئے جگہ ہے، تو اولیاء اللہ کی حد اور شمار سے خارج ہے، ــــ جس بات کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں، اگر تو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے دل کو سب چیزوں سے پاک کرنے میں لگ جا، ــــ اوامر کی تعمیل کر مناہی سے منع رہ، اور قضاء قدر پر صبر سے کام لے، اور دُنیا کو دل سے نکال دے، ــــ اس کے بعد میرے پاس آتا کہ میں تیرے سے گفتگو کروں، اور اس کے بعد کی خبر دوں، ــــ اگر ایسا

کرے گا تو اپنا مقصود و مراد حاصل کر سکے گا، اس سے پہلے تیرا بات کرنا سراسر بکواس ہے،

تجھ پر افسوس! — اگر تجھے ایک لقمہ نہ ملے، یا تجھ سے ایک دانہ ضائع ہو جائے، یا تیری ہتکِ عزت ہو تو ہنگامہ کھڑا کر دیتا ہے اور اللہ پر اعتراض کرنے لگتا ہے، — تیرا غصہ بیوی بچوں کو پیٹنے میں نکلتا ہے، اور اپنے دین اور نبی کو گالیاں دینے لگتا ہے، — اگر تو عقل مند اور ہوشیار ہوتا اور صاحبِ مراقبہ ہوتا تو اللہ کے سامنے گونگا بن جاتا، اس کے سب فعلوں کو اپنے حق میں نعمت اور رحمت سمجھتا، —

○ — قضاوقدر کی موافقت کرتا، اور جھگڑا نہ کرتا،

○ — ناشکری نہ کرتا، راضی بہ رضا ہوتا،

○ — غصہ نہ کرتا، خاموش رہتا،

○ — دل میں شک نہ لاتا،

تو تیرے لئے کہا جاتا: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۝

''کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔''

اے جلد باز! صبر کر، تجھے خوش گوار نعمت ملے گی، — تو نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں، اگر تو اسے پہچان لیتا تو اس کے غیر کے سامنے اس کی شکایت نہ کرتا، — اگر سمجھ سے کام لیتا تو اس کے سامنے زبان نہ کھولتا، اس سے کچھ نہ مانگتا، اپنی دعا میں اس کے سامنے عاجزی نہ کرتا بلکہ اس کے موافق ہوتا اور اس کے ساتھ صبر کرتا، — عقل سے کام لے، تجھے تزکیہ نفس کی ضرورت ہے، اس کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہیں، وہ تجھے آزماتا ہے تاکہ تیرے عمل دیکھے، وہ تجھے پرکھتا ہے کہ

○ — کیا تو اس کے وعدے پر قائم ہے یا نہیں،

○ — کیا تو جانتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھنے والا اور تجھے جاننے والا ہے،

کیا تجھے نہیں معلوم کہ جب کوئی خدمت گار شاہی محل میں کام کر رہا ہو، اور مزدوری مانگ لے تو اسے اس کی حماقت اور ہوس سمجھا جاتا ہے، اسے فوراً محل سے نکال دیا جاتا ہے، — اور اسے کہا جائے گا کہ کیا یہ جگہ تقاضا کرنے کی تھی! — جس شخص کے دل میں حرص وطمع اور مخلوق سے خوف اور اُمید ہو تو اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا، — یہ بات ہمیشہ فکر کرنے اور اصول وفروع میں غور وخوض کرنے اور نبیوں اور صالحین کے احوال میں توجہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے، — کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح دشمنوں کے ہاتھوں سے بچایا، اور ان پر فتح نصیب فرمائی، اور سارے کاموں میں کشائش اور کشادگی عطا فرمائی، — غور وفکر صحیح ہو تو توکل صحیح ہوتا ہے، اور دل سے دُنیا غائب ہو جاتی ہے، اور جن اور انسان اور فرشتے اور ساری مخلوق بھول جاتی ہے، — اور صرف اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، — ایسے دل والے کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی مخلوق نہیں ہے، — کسی پر اس کے امر نہیں، اور نہ کسی پر نہی ہے، اوروں کی بجائے اسی پر انعام ہوا ہے، — گویا کہ ہر طرح کی تکلیفیں اس کے دل اور باطن کی

گردن پر ہیں، ___ وہ تکلیفوں کو مختلف جنس کے پہاڑ سمجھتا ہے جو کہ بھیجنے والے کی طرف سے ایک طرح کا پیغام ہیں، ___ اپنی بندگی اور فرماں برداری ثابت کرانے کی خاطر یہ سب تکلیفیں برداشت کرتا ہے،

○ ___ یہ بندہ خلق کا حامل بن جاتا ہے اور خالق اس کا حامل ہو جاتا ہے،

○ ___ یہ مخلوق کا طبیب ہو جاتا ہے اور خالق اسکا طبیب بن جاتا ہے،

○ ___ یہ مخلوق کے لئے اللہ کی طرف پہنچانے کا دروازہ اور خالق و مخلوق کے درمیان سفیر ہو جاتا ہے،

○ ___ یہ مخلوق کے لئے آفتاب کی طرح ہے اور یہ خالق تک پہنچنے کے لئے اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں،

○ ___ یہ مخلوق کا کھانا پینا بن جاتا ہے، ان سے کسی لمحے غائب نہیں ہوتا۔

اس کی ہر سوچ مخلوق کی مصلحتوں کے لئے ہوتی ہے، وہ اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے، ___ اس کا پھر یہ حال ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے لئے نفس و عادت و خواہش کچھ نہیں ہے، ___ اسے اپنا کھانا اور پینا اور پہننا سب کچھ بھول جاتا ہے، یہ اپنے نفس کو بھول کر خدا کی یاد کرنے والا رہ جاتا ہے، ___ دلی طور پر اپنے نفس اور ساری مخلوق سے کٹ کر صرف اپنے ربّ کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے، ___

جو شخص مخلوق کے لئے نفع چاہے گا، اپنے نفس کو قضائے الٰہی کے سپرد کر دے گا، اور اپنی ذات سے بالکل ایک طرف و کنارے ہو جائے گا، ___ جو خلقت کو اللہ کے دروازے کی طرف کھینچنا چاہے تو اس میں یہ ساری صفات ہونا لازم ہیں۔

زُہد کا دعویٰ کرنے کے باوجود سراپا رغبت ہے:

تو تو ہوس کا بندہ ہے، ___ اللہ اور اس کے رسولوں اور ولیوں اور اس کے خاص بندوں سے بے خبر ہے، زُہد کا دعویٰ کرنے کے باوجود سراپا رغبت بن گیا ہے، ___ تیرے زُہد کے پاؤں نہیں ہیں، ربّ کی بجائے تیری ساری رغبت دُنیا اور مخلوق کی طرف ہے، ___ تو میرے سامنے اچھے گمان کے ساتھ اچھے گمان کے قدموں پر کھڑا ہونا ضروری سمجھ، تاکہ میں تیرے ربّ کی طرف تیری رہنمائی کروں اور تجھے اس کا راستہ بتا دوں، ___ اپنے بدن سے تکبر اور غرور کا لباس اتار دے اور عاجزی کا لباس پہن لے، ___ ذلالت اٹھا تاکہ عزت پائے، ___ تواضع کر تاکہ بلند کیا جائے، ___ تو جس چیز کے اندر ہے، اور جس چیز کے اوپر ہے، یہ سب حرص ہے طمع ہے، اللہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، ___ یہ حال محض بدنی اعمال سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل کے اعمال کے ساتھ بدنی اعمال سے آتا ہے، ___

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

○ ___ ''زُہد اس جگہ ہے، ○ ___ تقویٰ اس جگہ ہے،

○ ___ اخلاص اس جگہ ہے''،

اور پھر اپنے سینۂ اطہر کی طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے۔

فلاح ونجات چاہئے تو مشائخ کے قدموں کی خاک بن جا:

جسے فلاح ونجات چاہئے تو وہ ایسے مشائخ کرام کے قدموں کی خاک بن جائے:

○ — جنہوں نے دُنیا اور مخلوق کو چھوڑ دیا ہو،

○ — دُنیا اور مخلوق کو رخصت کر دیا ہو،

○ — عرش سے فرش تک ہر شے کو ایسا رخصت کر دیں کہ پھر ان کی طرف لوٹ کر نہ آئیں،

○ — مخلوق کے ساتھ ساتھ نفسوں سے بھی منہ موڑ لیا ہو،

○ — ہر حال میں ان کا وجود اللہ ہی کے ساتھ ہو،

جو شخص اپنے نفس کے وجود کے ساتھ اللہ کی محبت چاہتا ہے، وہ حرص اور جنون میں مبتلا ہے، — اکثر زاہد وعابد بننے والے خلق کے بندے اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہرانے والے ہیں، — اسباب پر بھروسہ چھوڑ دو، نہ انہیں اللہ کا شریک ٹھہراؤ، نہ ان پر اعتماد کرو، — ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ جو مسبّب الاسباب ہے اور اسباب کا پیدا کرنے والا اور ان میں تصرّف کرنے والا ہے، سخت ناراض ہوگا، —

جو قرآن وسُنّت کی پیروی کرنے والے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ:

○ — تلوار از خود نہیں کاٹتی بلکہ تلوار کے ذریعے اللہ کاٹتا ہے،

○ — اور آگ اپنی فطرت کے باعث کسی کو نہیں جلاتی بلکہ آگ کے ذریعے اللہ ہی جلانے والا ہے،

○ — کھانا از خود کسی کا پیٹ نہیں بھرتا بلکہ اس کے ذریعے اللہ ہی پیٹ بھرتا ہے،

○ — پانی اپنی فطرت سے کسی کو سیراب نہیں کرتا، بلکہ اس کے ذریعے اللہ ہی سیراب کرتا ہے،

اسی طرح سے کسی بھی جنس کے ساتھ کیسا ہی سبب کیوں نہ ہو، اللہ ہی ان میں اور ان کے ساتھ اور ان کے ساتھ تصرّف کرتا ہے، — یہ سبب اس کے لئے ایک آلہ اور ذریعہ ہیں جن کے ساتھ وہ جس طرح چاہے کرتا ہے، — جب کہ حقیقت میں ہر کام کرنیوالا وہی ہے۔ تو پھر ہر کام میں اس کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے، اور اپنی ضرورتوں کو اسی کے لئے کیوں نہیں چھوڑ دیتے، اور اپنے سب احوال میں اس کی توحید کو کیوں نہیں لازم کرتے، — اسے تنہا و یکتا سمجھو، — اس کا معاملہ ظاہر ہے کسی بھی سمجھ دار سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، — غلام کو لکڑی سے مارا جاتا ہے اور بندۂ آزاد کے لئے اشارہ ہی کافی ہے، —

تم اللہ کی فرماں برداری کرو، کیونکہ وہ فرماں بردار کو عزت دیتا ہے، — اس کی نافرمانی نہ کرو، کیونکہ وہ نافرمان کو ذلیل کرتا ہے، — مدد کرنا، محروم رکھنا اور رسوا کرنا اس کے اختیار میں ہے:

○ — جسے چاہتا ہے مدد کر کے عزت دیتا ہے،

○ — جسے چاہتا ہے محروم رکھ کر ذلت دیتا ہے،

○ — جسے چاہتا ہے علم دے کر عزت دیتا ہے،

○ — جسے چاہتا ہے جاہل رکھ کر ذلت دیتا ہے،

○ — جسے چاہتا ہے اپنے قرب سے عزت دیتا ہے،

○ — جسے چاہتا ہے اپنے سے دور رکھ کر ذلت دیتا ہے،

اکسٹھویں مجلس

(منعقدہ ۲۰/رجب ۵۴۶ھ بمقام مدرسہ قادریہ)

گزرتے ہیں دل میں خطرات کیا کیا:

کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ دل میں گزرنے والے خطرات کے بارے میں آگاہ فرمائیں، — آپ نے ارشاد فرمایا:

"تجھے کیا خبر یہ خطرے کیا ہیں، — تیرے دل میں جو خطرے آتے ہیں وہ شیطان اور عادت اور حرص اور دنیا سے ہیں، — تیری فکر وہی ہے جو تجھے غم میں ڈالے، تیرے خطرے بھی تیری فکر کی جنس سے ہیں، تو جیسے عمل کرے گا ویسا ہی خطرہ سر اٹھائے گا، — جو خطرہ اللہ کی طرف سے ہے وہ ایسے دل میں آتا ہے جو ماسوا اللہ سے خالی ہو، — جیسے کہ ارشاد باری ہے:

لَا نَاْخُذُ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ ۝ (سورہ یوسف)

"ہم اسی کو پکڑتے ہیں جس کے پاس ہمارا مال اسباب ہے۔"

جب تیرے پاس اللہ اور اس کا ذکر ہوگا تو تیرا دل ضرور اس کے قرب سے سیراب ہوگا، — اور شیطان اور حرص اور دنیا کے خطرے تیرے پاس سے بھاگ جائیں گے، —

○ — ایک خطرہ دنیا کا اور ایک خطرہ آخرت کا،

○ — ایک خطرہ فرشتے کا اور ایک خطرہ نفس کا،

○ — ایک خطرہ دل کا اور ایک خطرہ اللہ کا،

چنانچہ صادق کے لئے ضروری ہے کہ سب خطرے دفع کر کے صرف اللہ کے خطرے پر ٹھہرے، — جب تو نفس کے خطرے اور حرص کے خطرے اور شیطان کے خطرے اور دنیا کے خطرے سے منہ موڑے گا تو آخرت کا خطرہ آئے گا، پھر فرشتے کا خطرہ، آخر کار اللہ کا خطرہ آئے گا، اور یہی مقصود حقیقی ہے، —

جب تیرا دل صحیح ہو جائے گا تو اس خطرے کے پاس ٹھہرے گا اور اس سے کہے گا:

"تو کون سا خطرہ ہے اور کہاں سے ہے؟"

اس کا جواب دے گا:

''میں فلاں فلاں خطرہ ہوں، ـــ میں اللہ کا خطرہ ہوں اور اس کی طرف سے آیا ہوں، ـــ میں تیرا خیر خواہ اور دوست ہوں، ـــ تو اللہ کا محبوب ہے، اس لئے میں بھی تجھے محبوب رکھتا ہوں، ـــ میں اللہ کا سفیر ہوں، اور نبوت کے حال میں سے تیرا نصیب ہوں۔''

معرفتِ الٰہی ہر بھلائی کی جڑ ہے:

اے بیٹا! تو اللہ کی معرفت کی طرف دھیان دے کیونکہ وہ ہر بھلائی کی جڑ ہے، ـــ تو جب اس کی کثرت سے اطاعت کرے تو تجھے اپنی معرفت عطا فرما دے گا، اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بندہ جب اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے تو اللہ اسے اپنی معرفت عطا کرتا ہے، ـــ اگر بندہ اس کی اطاعت کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس سے اس معرفت کو واپس نہیں لیتا بلکہ اس کے دل میں باقی رہنے دیتا ہے تاکہ روز قیامت اس کے خلاف حجت قائم فرمائے، اور اس سے یہ کہے:

''میں نے تجھے اپنی معرفت کے ساتھ دوسروں میں اعزاز بخشا تھا، اس کے ذریعے تجھے فضیلت عطا کی تھی، تو نے اپنے اس علم پر عمل کیوں نہ کیا۔''

اللہ کی جو نعمت میسر آئے اس کا اظہار کر:

اے بیٹا! تیرے نفاق اور فصاحت اور خوش بیانی، تیرے زرد چہرے اور تیرے پیوند لگے لباس اور مونڈھے سکیڑ لینے اور رونے پیٹنے سے اللہ کے ہاں سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا، ـــ یہ ساری باتیں تیرے نفس اور تیرے شیطان اور مخلوق کو اللہ کا شریک ٹھہرانے، اور اس سے دُنیا طلب کرنے کے باعث پیدا ہوئیں، ـــ ذرا سوچ! ـــ

اس کے بعد کچھ وقفے کے بعد آپ نے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ انہیں ہم سے راضی کر دے، اپنے مولیٰ کے ساتھ ان کا قرب لحہ بہ لحہ زیادہ ہو، ـــ تو اپنے نفس کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے امر کو چھپائے رکھ اور اس پر اس طرح سے قائم ہو جا کہ تجھ سے کہا جائے کہ تو اپنے رب کی نعمت کو بیان کر، ـــ

حضرت ابن شمعون رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کرامت ظاہر ہوتی تو فرمایا کرتے کہ یہ دھوکا ہے، ـــ یا شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے، ـــ اور ہمیشہ ان کا یہی معمول رہا، حتیٰ کہ آپ سے کہا گیا:

''تم کون ہو اور تمہارا باپ کون ہے، ـــ تم پر ہماری جو نعمتیں ہیں انہیں بیان کیا کرو، ـــ''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مناجات میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ''اے رب! مجھے کچھ وصیت کر ـــ'' آپ کو حکم الٰہی ہوا:

اُوْصِيْكَ بِیْ وَبِطَلَبِیْ ——''میں اپنی اوراپنی طلب کی وصیّت کرتا ہوں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار بار عرض کیااور ہر بار یہی ایک جواب ملا،—— اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ نہ فرمایا کہ: ''تم دُنیا طلب کرو،——'' اور نہ یہ فرمایا کہ: ''تم آخرت طلب کرو''، انہیں ہر بار گویا یہی ارشاد ہوتا تھا:

- ——میں اپنی اطاعت کرنے اور نافرمانی چھوڑنے کی وصیّت کرتا ہوں،
- ——میں اپنے قرب کے طلب کرنے کی وصیّت کرتا ہوں، اور
- ——اپنی توحید اوراپنے لئے عمل کرنے کی وصیّت کرتا ہوں،
- ——میں اپنے ماسوا کو چھوڑ دینے کی وصیّت کرتا ہوں،

دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو وہ غیر اللہ کو بُرا جانتا ہے،—— اس کے ساتھ مانوس ہوتا ہے اور غیر اللہ سے وحشت محسوس کرتا ہے،—— وہ اللہ کی معیّت میں راحت پاتا ہے اور اس کے غیر کی معیّت میں تکلیف اٹھاتا ہے،——

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْلِیْ اَنِّیْ مُبَالِغٌ فِیْ مَوَاعِظِ عِبَادِكَ مُجْتَهِدٌ فِیْ صَلَاحِهِمْ اَنَا نَاحِیَةٌ عَنْ جَمِیْعِ مَا اَنَا فِیْهِ اَنَا خَارِجٌ عَنْهُ كَخُرُوْجِكُمْ عَنْهُ مِنْ حَیْثُ الْمَعْنٰی وَالسِّرِّ لَاكَرَامَةَ لِیْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهٗ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ تَدْبِیْرِهٖ وَتَصَارِیْفِهٖ۝

''الٰہی! تو گواہ رہنا کہ میں تیرے بندوں کو ضرورت سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہوں، اور ان کی اصلاح و بھلائی میں کوشش کرنے والا ہوں،—— میں جن چیزوں میں مشغول ہوں سب سے الگ ہوں،—— ان کے معنی اور باطن کے اعتبار سے ان سے خارج اور جدا ہوں جیسے (سامعین) تم باہر ہو،—— میں اگر کسی چیز میں اس کی تدبیر اور تصرّفات میں کسی طرح کا دخل دوں تو میرے لئے اس میں کوئی کرامت نہیں۔''

اے خانقاہوں میں بیٹھنے والو!

اے گوشۂ تنہائی سجانے والو!

آؤ میرے وعظ و کلام سے لطف اٹھاؤ خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو،—— میری صحبت میں ایک دن یا ایک ہفتہ رہو تاکہ اپنے فائدے کی کوئی بات سیکھ لو،——

تم پر افسوس!——تم میں سے اکثر طمع ہی طمع ہیں، تم اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کرتے ہو،—— یہ بات خلوتوں میں جہالت کے ساتھ بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا جہالت چھوڑ دو،——

تم پر افسوس!——تو علم اور باعمل علماء کی طلب میں اتنا سفر کر کہ تجھ میں مزید چلنے کی سکت نہ رہے،—— جب تو لاچار ہو جائے تو بیٹھ جا، پہلے اپنے ظاہر کے ساتھ سیر کر، پھر دل اور باطن کے ساتھ سیر کر،—— جب تو ظاہر و باطن کے لحاظ سے تھک کر

ٹھہر جائے، قرب الی اللہ تیرے پاس آجائے گا تو اس سے واصل ہو جائے گا، — چلتے چلتے دل کے قدم جب تھک جائیں اور چلنے میں قوتیں جواب دے دیں تو یہ اللہ سے قرب کی علامت ہے، — اس مقام پر پہنچ کر تو خود کو اس کے سپرد کر دے اور اس کے دروازے پر کھڑا رہ، — وہ تیرے لئے اس میں خانقاہ بنا دے، یا تجھے ویرانے میں بٹھا دے، یا پھر تجھے آبادی کی طرف لوٹا دے، تو دُنیا و آخرت اور جن وانساں، اور فرشتوں اور روحوں کو تیری خدمت کے لئے مقرر کر دے گا، —

بندے کا جب قرب صحیح ہو جائے تو اللہ کی طرف سے اسے ولایت اور نیابت مل جاتی ہے، — سب خزانے اس کے سامنے پیش کر دیئے جاتے ہیں، زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے، سب اس کی شفاعت کرتے ہیں، — کیونکہ اسے:

- — بادشاہ کے ہاں قرب کا مرتبہ مل چکا ہے،
- — باطن وحقیقت کی صفائی مل چکی ہے،
- — قلب کی نورانیت حاصل ہو چکی ہے،

تو دل کی صفائی حاصل کرتا کہ اسلام اور ایمان تیرے پاس فقط عاریتاً ہی نہ ہوں، — اس سے تیرا خوف اور روزہ ونماز اور شب بیداری بڑھ جائیں گے، اس سے اولیاء اللہ:

- — حیران ہو کر منہ کے بل جا گرے،
- — وحشی، جانوروں میں جا ملے،
- — جنگلوں کی گھاس پر ان کے مزاحم ہوئے،
- — تالابوں کے پانی پر جھگڑے،
- — آفتاب ان کا سایہ بن گیا،
- — چاند تارے ان کا چراغ بن گئے،

انہوں نے بکواس کرنا، بے مقصد بات چیت کرنا اور مال کا ضائع کرنا چھوڑ دیا، — پڑوسیوں اور دوستوں اور جان پہچان کے لوگوں کے پاس بے وجہ نہ بیٹھو، کیونکہ یہ سراسر حرص ہے، — جھوٹ اور غیبت اکثر دو بندوں کے ملنے سے ہوتی ہے، — اور معصیّت بھی دو بندوں کے درمیان پوری ہوتی ہے، — تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر سے بغیر ضرورت کے نہ نکلا کرے، خواہ اس کی مصلحت کے متعلق ہو یا اس کے اہل وعیال سے متعلق ہو، —

تو اس بات کی کوشش کر کہ پہلے تجھے بات نہ کرنی پڑے، بلکہ تیری گفتگو دوسرے کی بات کے جواب میں ہو، — اگر کوئی سوال کرے، اس کے جواب میں اگر تیری یا اس کی مصلحت ہو تو جواب دے ورنہ خاموش رہ، — اولیاء اللہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں، جو کام بھی کرتے ہیں انکے دل میں خوف رہتا ہے،

- — اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں دھوکے میں ان سے پوچھ گچھ نہ ہو،
- — اس سے ڈرتے ہیں کہ ان کا ایمان ان کے لئے عاریت نہ ہو،

ان میں سے گنے چنے بندوں پر اللہ کی طرف سے احسان وانعام ہوتے ہیں، ان کے دل اس کے قرب کے دروازے

میں داخل ہو جاتے ہیں، انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے، اللہ ان کا والی ومددگار ہوتا ہے، اور انہیں سرداری عطا فرما دیتا ہے، ـــــ انہیں اپنے اولیاء وابدال اور چنے ہوئے بندوں میں سے بنالیتا ہے، انہیں اپنے بندوں کا رہبر اور بادشاہ بنا لیتا ہے، انہیں زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا دیتا ہے، وہ خلافت کے فرائض انجام دیتے ہیں، ـــــ اللہ تعالیٰ انہیں خاصوں میں سے برگزیدہ کرتا ہے، ـــــ انہیں اپنا علم سکھاتا اور اپنے حکم سے بلواتا ہے، اپنی کرامت سے مکرم کرتا اور اپنی مدد سے کامران کرتا ہے، ـــــ ان کا نفع ونقصان انہیں سمجھا دیتا ہے، ان کے دلوں میں ایمان کے قدم مضبوط کرتا ہے، ان کے ایمان کے سر پر معرفت کا تاج رکھتا ہے، ـــــ تقدیر ان کی خادم بن جاتی ہے، انسان اور جن اور فرشتے اس کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں، ـــــ اللہ کے فرمان ان کے دلوں اور باطنوں میں آتے رہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک مستقل بادشاہ ہے، اور اپنے ملک کے آستانے کے تخت پر بیٹھا ہے، ـــــ خلقت کی اصلاح کے لئے اپنا لشکر زمین میں پھیلاتا ہے اور یہ کہ شیطان کے کام بکھرتے رہیں،

اللہ والوں کا مقصود عبادت اور ترکِ عادت ہے:

اے لوگو! اولیاء اللہ کے نقشِ قدم پر چلو، تمہارا مقصد فقط کھانا اور پینا اور پہننا، اور نکاح کرنا اور دُنیا کا جمع کرنا نہ ہو، ـــــ یہ بہت ذلیل اور کمینہ مقصد ہے، ـــــ اللہ والوں کا مقصود عبادت اور ترکِ عادت ہے، ـــــ اللہ کا دروازہ تلاش کرو اور وہیں خیمہ لگا دو، آفتوں سے ڈر کر اس کے دروازے سے نہ بھاگو، ـــــ وہ مصیبت وآفت اور مرض اور تکلیف بھیج کر تمہیں آگاہ کرتا رہتا ہے کہ تم اسے طلب کرتے رہو اور اس کا دروازہ نہ چھوڑو، ـــــ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہیں خبط ہو گیا ہے اور نہیں جانتے کہ اللہ ان سے کیا چاہتا ہے، ـــــ اس کی عبادت کرو اور عبادت میں اخلاص پیدا کرو، کیا تم نے سنا نہیں، ارشاد باری ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○ (سورہ الذاریات)

''میں نے جن اور انسان کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔''

جب تم نے اس بات کو سمجھ لیا اور سچ جان لیا تو اس کی عبادت کو کیوں چھوڑتے ہو، اور اس کی راہ میں حواس کھوئے ادھر ادھر کیوں بھٹکتے پھرتے ہو، ـــــ جو بندہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا، وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اپنے پیدا ہونے کے مقصد کا پتہ نہیں، ـــــ اور جو لوگ حقیقت اور تحقیق میں ثابت قدم ہیں، انہیں بخوبی علم ہے کہ وہ عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، ـــــ اور یقیناً وہ مریں گے اور پھر زندہ کئے جائیں گے، چنانچہ وہ عبادت کر کے اپنی بندگی کا ثبوت دیتے ہیں، ـــــ

کئی باطنی امور ہیں جن کا کشف وصولِ حق کے بغیر نہیں ہوتا:

اے بیٹا! وہاں کئی باطنی امور ہیں جن کا کشف وصولِ حق کے بغیر نہیں ہوتا، ـــــ اس طرح کہ اس کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دے، اور اس کے منتخب بندے اور نائب جو وہاں کھڑے رہنے والے ہیں ان سے ملاقات کرے، ـــــ جب تو اللہ کے دروازے پر پہنچ جائے گا اور حسنِ ادب کے ساتھ سر جھکائے ہمیشہ وہاں کھڑا رہے گا، تو تیرے دل کی جانب قرب کا دروازہ کھول

دیا جائے گا، — اور اسے:

○ — کھینچنے والا کھینچ لے گا، ○ — مقرّب بنانے والا مقرّب بنا لے گا،

○ — سلانے والا سلا دے گا، ○ — آرائش کرنے والا آراستہ کر دے گا،

○ — سرمہ لگانے والا سرمہ لگا دے گا، ○ — زیور پہنانے والا زیور پہنا دے گا،

○ — کشادگی دینے والا کشادگی دے گا، ○ — امن دینے والا، امن دے گا،

○ — بات کرنے والا بات کرے گا، ○ — کلام کرنے والا، کلام کرے گا،

اے نعمتوں سے غافل رہنے والو! — تم کہاں ہو، — جس امر کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، کس نے تمہارے دلوں کو اس سے دور کر دیا ہے، — تمہارا خیال ہے کہ یہ امر آسان ہے اور تکلّف اور بناوٹ اور نفاق سے حاصل ہو سکتا ہے، — یہ امر تو سچائی اور تقدیر کے ہتھوڑوں پر صبر کا محتاج ہے، —

اگر تو غنی ہو کر عافیت وتندرستی سے اللہ کی نافرمانی کرتا رہے، پھر سب گناہوں اور ظاہری و باطنی لغزشوں سے توبہ کرے اور جنگلوں بیابانوں میں نکل جائے اور اللہ کی ذات کا طالب ہو تو اس وقت تیری آزمائش کا سے ہو جائے گا، تجھ پر مصیبتیں آئیں گی، — اس وقت تیرا نفس دُنیا کی لذتوں اور عافیت کا تمنائی ہوگا، اس کی کوئی بات نہ ماننا اور نہ اسے کوئی حصہ دینا، — اگر تو نے صبر سے کام لیا تو دُنیا وآخرت کی حکومت مل جائے گی، اور اگر صبر سے کام نہ لیا تو تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا،

اے توبہ کرنے والے! ثابت قدم رہ اور اخلاص پیدا کر، — اپنے نفس کو حالت کے بدلنے اور بلاؤں کے اترنے پر ثابت قدم رکھ، — اور اس پر یہ واضح کر دے کہ:

○ — اللہ تعالیٰ راتوں کو جگائے گا، اور دن بھر بھوکا رکھے گا،

○ — اس کے اور اس کے اہل وعیال اور پڑوسیوں اور جان پہچان والوں کے بیچ میں تفرقہ پڑے گا،

○ — ان کے دلوں میں تیری طرف سے نفرت اور عداوت آئے گی،

○ — نہ کوئی نزدیک آئے گا اور نہ نزدیک ہونے دے گا،

قصّہ حضرت ایوب علیہ السلام:

کیا تو نے حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ نہیں سنا، — کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کی محبت اور برگزیدگی کو پرکھنے کا ارادہ فرمایا اور یہ کہ ان میں غیر اللہ کا کچھ حصہ نہ رہے، — انہیں ان کے مال اور اہل وعیال اور خادموں سے کس طرح جدا کر دیا، اور انہیں آبادی سے باہر ویرانے میں کچرے کے ڈھیر پر بٹھا دیا، — اہلِ خانہ میں سے انکے پاس بیوی کے سوا کوئی نہ رہا۔ وہ لوگوں کی خدمت کر کے آپ کا پیٹ پالتی تھیں، — پھر ان کا گوشت اور کھال اور قوت بھی نہ رہے، لیکن آنکھ اور کان اور دل باقی رہے، جس میں اللہ کی قدرت کے عجائبات نظر آتے تھے، — آپ:

○— زبان سے اللہ کا ذکر کرتے،

○— دل سے اس کی مناجات کرتے،

○— آنکھوں سے عجائباتِ قدرت کا نظارہ کرتے،

○— روح بدن سے کبھی نکلتی اور کبھی داخل ہوتی،

○— فرشتے ملنے کو آتے اور آپ پر درود بھیجتے،

انسان آپ سے جدا ہوئے تو انس الٰہی سے جا ملے، — آپ سے قوت اور طاقت اور اسباب منقطع ہوئے، اور خود اس کی محبت اور تقدیر اور قدرت اور ارادہ الٰہی اور علم الٰہی کے اسیر ہو کر رہ گئے، — شروع میں آپ کا کام فقط صبر کرنا تھا، جو مخفی تھا، بعد میں ظاہر ہو گیا، — شروع میں تلخ تھا، بعد میں شیریں ہو گیا، — یہ تکلیف و مصیبت کی زندگی آپ کے لئے لطف کا باعث بن گئی جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نارِ نمرود لطف کا باعث بن گئی تھی، —

اولیاء اللہ بلا پر صبر کے عادی ہیں:

اولیاء اللہ بلا پر صبر کرنے کے عادی ہیں، تمہاری طرح پریشان و بے قرار نہیں ہوتے، — بلائیں طرح طرح کی ہوتی ہیں، کوئی بدن میں، کوئی دل میں اور کوئی مخلوق کے ساتھ، — اور جو تکلیف نہ اٹھائے اس کے لئے بھلائی نہیں، — بلائیں اللہ کے مکڑے ہیں، —

○— عابد و زاہد کا مقصود دُنیا میں کرامتیں اور آخرت میں جنتیں ہے،

○— عارف کا مقصود دُنیا میں ایمان کی بقا اور آخرت میں اللہ کی آگ سے نجات و خلاصی۔

عارف ہمیشہ اسی نعمت و خواہش میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے دل کو اللہ کی طرف سے کہا جاتا ہے:

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے، سکون کر اور ثابت قدم رہ، تیرے پاس ایمان قائم ہے، اور دوسرے مسلمان اپنے ایمان کے لئے تجھ سے نور حاصل کرتے ہیں — قیامت کے دن تیری سفارش قبول کی جائے گی، تیرا کہا قبول ہو گا، تیرے ذریعے بہت سی مخلوق کو دوزخ سے نجات ملے گی، تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو گا جو شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں۔"

اسے چھوڑ کر کسی اور کام میں نہ لگ، یہ تیرے پاس ایمان کی بقا اور معرفت اور عاقبت میں سلامتی کا پروانہ ہے، تمہاری سنگت نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے ساتھ ہے جو مخلوق میں برگزیدہ ہیں، — جتنی بار اسے امن کا یقین دلایا جائے اس کا خوف اور حسنِ ادب اور شکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے، اولیاء اللہ نے ان فرمانات الٰہی کے معنی سمجھ لئے ہیں:

○— یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ○ — "جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

○— لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء)

''وہ جو چاہے کرے کوئی پوچھنے والا نہیں، اور انہیں پوچھا جائے گا۔''

○— وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورہ تکویر)

''تمہارا چاہنا کیا ہے، مگر جو کچھ سارے جہانوں کا رب۔''

انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ جو کچھ چاہے کر لینے والا ہے، مخلوق جو چاہے نہیں ہوتا، — اور اللہ کی ذات کُلَّ يَوْمٍ فِيْ شَاْنٍ ○ ہر ایک دن نئی شان میں ہے —

○— آگے اور پیچھے کرتا ہے، ○— بلند اور پست کرتا ہے،

○— عزت اور ذلت دیتا ہے، ○— معزول کرتا اور حاکم بناتا ہے،

○— مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے، ○— فقیر اور غنی کرتا ہے،

○— کسی کو دیتا اور روکتا ہے،

اولیاء اللہ کے دلوں کو اللہ کے ساتھ قرار نہیں ہے، ڈرتے رہتے ہیں، وہ ان میں تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے، —:

○— انہیں نزدیک اور دور کرتا ہے، ○— انہیں اٹھاتا ہے اور بٹھاتا ہے،

○— کبھی عزت اور کبھی ذلت دیتا ہے، ○— کبھی عطا کرتا اور کبھی روکتا ہے،

اولیاء اللہ کے حال بدلتے رہتے ہیں اور وہ سچی بندگی اور حسنِ ادب کے ساتھ آستانہ الٰہی پر سر جھکائے رہتے ہیں، —

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَكَ وَ مَعَ خَوَاصِّكَ مِنْ خَلْقِكَ لَا تَبْتَلِنَا بِالتَّعَلُّقِ بِالْاَسْبَابِ وَالْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا ثَبِّتْ عَلَيْنَا تَوْحِيْدَنَا لَكَ وَتَوَكُّلَنَا عَلَيْكَ يَقِيْنًا بِكَ وَرَدَّ الْحَوَائِجِ اِلَيْكَ لَا تَبْتَلِنَا بِاَقْوَالِنَا وَاَعْمَالِنَا وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِهَا عَامِلْنَا بِكَرَمِكَ وَ تَجَاوُزِكَ وَ مُسَاحَتِكَ ۔ اٰمين○

''الٰہی! ہمیں اپنے ساتھ اور اپنی مخلوق میں سے خاص بندوں کے ساتھ حسنِ ادب عنایت فرما، — اور ہمیں اسباب کے ساتھ متعلق ہو جانے میں اور ان پر اعتماد کر لینے میں مبتلا نہ کر دینا، — اپنی توحید ہمارے لئے ثابت رکھ، اور اپنے پر توکل اور اپنے ساتھ غنا اور اپنی طرف حاجتیں قائم کر، — ہمیں ہمارے اقوال اور اعمال پر نہ چھوڑ، اور ان کے باعث ہمارا مواخذہ نہ کر، — ہمارے ساتھ اپنے کرم اور درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ فرما۔ آمین!''

اللہ کے راستے میں مخلوق ہے نہ سبب، نہ اپنی شناسائی ہے نہ کوئی جہت، نہ کوئی دروازہ اور خلقت کا وجود، — چنانچہ بدن دُنیا کے ساتھ ہوتا ہے اور دل آخرت کے ساتھ، اور باطن مولیٰ کے ساتھ، — باطن دل پر حاکم ہے اور دل نفسِ مطمئنہ پر، نفسِ مطمئنہ بدن پر حاکم ہے اور اعضاء خلقت پر، — بندے کے لئے جب یہ حال صحیح اور کامل ہو جائے تو انسان اور جن اور فرشتے اس کے قدموں تلے خدمت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ خود قرب کی مسند پر بیٹھا ہوتا ہے،

کسی ایسے شیخ کی صحبت میں رہو جو اللہ کے حکم اور علم کا جاننے والا ہو:

اے منافق! یہ مقام تیرے نفاق اور بناوٹ کے ساتھ ہاتھ نہ لگے گا۔—

○ —تو اپنی عزت کی پرورش کر رہا ہے،—

○ —تو مخلوق کے دلوں میں اپنے مقبولیت کی پرورش کر رہا ہے،—

○ —تو اپنی دست بوسی کرانے کی پرورش کر رہا ہے،—

تو اپنے نفس پر دُنیا و آخرت میں، اور جن کی پرورش کر کے تو انہیں اپنی اتباع کرنے کا حکم دے رہا ہے، سب کے لئے ندامت ہے،—تو دکھاوا کرنے والا، دجال اور لوگوں کے مال پر نظر رکھنے والا ہے،—اسی لئے تیری دعا قبول نہیں اور نہ صدیقوں کے دلوں میں تیری جگہ ہے،—اللہ نے تجھے علم پر بہکا دیا ہے، گرد جب بیٹھ جائے گی تو جلد ہی تجھے خبر ہو جائے گی کہ تیرے نیچے گھوڑا تھا یا گدھا،—جب غبار دور ہو جائے گا تو تُو دیکھے گا کہ اولیاء اللہ گھوڑوں اور بختی اونٹوں پر سوار ہیں اور تو ایک شکستہ حال گدھے پر سوار ہے،—تجھے شیطانوں اور ابلیسوں کے شریر و سرکش پکڑ لیں گے،—کوشش کرو کہ تمہارے دلوں سے اس کے قرب کا دروازہ بند نہ ہو،—تم کسی قابلِ قدر چیز پر نہیں ہو، کسی ایسے شیخ کی صحبت میں رہو، جو اللہ کے حکم اور علم کا جاننے والا ہو، اور تمہیں اس کا راستہ بتائے،—جو کسی فلاح والے کو نہ دیکھے گا فلاح نہیں پا سکتا، جو باعمل علماء کی صحبت میں نہ رہے، وہ مردود ہے، اس کے لئے نہ دلیل ہے نہ اصل ہے،—ایسے کی صحبت میں رہو جسے اللہ کی صحبت نصیب ہو،—ہر ایک کے لئے چاہئے کہ جب رات کا اندھیرا چھا لے اور ساری مخلوق سو جائے، اور اس کی آوازیں تھم جائیں تو اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت پڑھے، اور اس طرح دعا مانگے:

يَا رَبِّ دُلَّنِيْ عَلٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ حَتّٰى يُدَلَّنِيْ عَلَيْكَ وَ يُعَرِّفَنِيْ ○

"اے رب! اپنے صالحین مقربین بندوں میں سے کسی بندے کی طرف میری رہنمائی کر جو تیری طرف میری رہنمائی کرے، اور تیری معرفت کا راستہ بتائے۔ آمین!"

سبب کا ہونا ضروری ہے، ورنہ اللہ قادر ہے کہ نبیوں کے بغیر ہی ہدایت کر دیتا،—تم عقل کرو، تم کسی اچھی حالت پر نہیں ہو، غفلت چھوڑ دو،—رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَأْيِهٖ ضَلَّ ○ —"اپنی رائے پر اکتفا کرنے والا گمراہ ہوا"

ایسے شخص کی تلاش کر کہ جو تیرے دین کے چہرے کا آئینہ ہو،—تو اس میں ویسے ہی دیکھے جیسے کہ آئینہ دیکھتا ہے اور اپنے چہرے کا ظاہر اور عمامہ اور بالوں کو سنوارتا ہے،—عقل کر، یہ کیسی حرص ہے، تیرا کہنا ہے کہ مجھے تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ ○ —"ایمان والے کے لئے ایمان والا آئینہ ہے۔"

مسلمان کا ایمان جب درست اور صحیح ہو جاتا ہے تو وہ ساری مخلوق کے لئے آئینہ بن جاتا ہے،—

وہ ان کے دیکھنے اور قرب کے وقت ان کے دینوں کے چہرے اپنے کلام کے آئینہ میں دیکھتا ہے،— یہ کیسی حرص ہے! — ہر وقت اللہ سے یہی کہتے رہتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے، اور لباس اور نکاح اور رزق کو بڑھا دے،— یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں ذرّہ بھر کمی یا بیشی نہیں ہو سکتی، اگر چہ تیرے ساتھ ایک مستجاب الدعوات دعا مانگے، رزق کا ایک ذرّہ نہ کم ہوگا اور نہ زیادہ ہوگا، یہ ایسی چیز ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے،— تمہیں جو کچھ کرنے کا حکم ہوا ہے وہ کرتے رہو، جس سے رکنے کے لئے کہا گیا، اس سے رکے رہو،— جس نے از خود آنا ہے، اس کی طلب نہ کرو، کیونکہ اس کے آنے کا اللہ ضامن ہے،— رزق اپنے مقررہ وقتوں پر تاریخ کے حساب سے آتے ہیں، شیریں بھی تلخ بھی، پسند اور ناپسند بھی،— اولیاء اللہ ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ جہاں نہ ان کے لئے دعا باقی رہتی ہے نہ سوال کی حاجت،— منافع کے حصول اور ضرر کے رفع کے لئے سوال نہیں کرتے،— جو دعائیں حکم کے طور پر ان کے دل پر وارد ہوتی ہیں، وہی کبھی اپنے لئے اور کبھی مخلوق کے لئے کرتے ہیں، چنانچہ ضرورت کے تحت وہ اس سے غائب رہ کر دعائیہ کلمات زبان سے نکالتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَكَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ ٥

''الٰہی! ہمیں سب احوال میں اپنے ساتھ حسنِ ادب عطا فرما، آمین!''

نماز، روزہ اور ذکر اور سب طرح کی عبادتیں عادت ہو جاتی ہیں، اور اس کے گوشت اور خون میں گھل مل جاتی ہیں،— پھر سب احوال میں اللہ کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے،— شرع کی پابندی ایک پل کے لئے بھی اکیلا نہیں چھوڑتی، حالانکہ یہ اس سے ہٹ جاتا ہے،— شرعی حکم اس کے لئے کشتی کی مانند ہو جاتا ہے کہ جس میں بیٹھ کر قدرتِ الٰہی کے سمندر میں سیر کرتا رہتا ہے،— چلتے چلتے سیر کرتے ہوئے آخرت کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے، جو کہ لطف اور دوست کے قرب کے سمندر کا کنارا ہے،— کبھی وہ مخلوق کے ساتھ رہتا ہے اور کبھی خالق کے ساتھ، مخلوق کے ساتھ مشقت کا معاملہ ہے اور خالق کے ساتھ چین و آرام اور راحت ہے،—

اے منافق! — تجھ پر افسوس، تجھے اس میں سے کچھ خبر نہیں ہے،— تجھ پر افسوس! — تیرے کاموں میں اس سے کوئی شے نہیں ہے،—

اے خانقاہوں میں بیٹھنے والو!

مخلوق نے تمہارے دل بھرے ہوئے ہیں،— میری آواز کو لازم سنو اور اس سے بچو،— تم سنتے نہیں، کیا بہرے ہو گئے ہو،— اٹھو، کھڑے ہو جاؤ،— میرے پاس آؤ،— جو ہوا سو ہوا، کوئی ڈر نہیں،— تمہارے رویے، تمہاری بے ادبی اور بد تہذیبی کے باعث تم سے معاملہ یا خطاب نہیں کروں گا، بلکہ اللہ کی نرمی و شفقت کے حکم کے مطابق تم سے نرمی اختیار کروں گا،— میرے سخت کلام سے مت بھاگو، یہ لہجہ میرا نہیں ہے، بلکہ جس طرح سے اللہ مجھے بلواتا ہے، میں بولتا ہوں،—

اللہ والوں کو ڈر اور خوف:

اے لوگو! اولیاء اللہ خوف اور ڈر کے قدموں پر کھڑے اللہ کی عبادت میں رات اور دن کو ایک کر دیتے ہیں، — وہ اپنے انجام کار کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں، —
وہ اپنے بارے اور اپنے خاتمہ سے متعلق علم الٰہی سے ناآشنا ہیں، — غم اور رنج اور زاری کر کے عبادت میں رات اور دن کو ایک کر ڈالتے ہیں، وہ نماز روزہ، حج اور تمام عبادتوں میں ہمیشگی کرتے ہیں، — اپنے دلوں اور زبانوں سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں، — آخرت میں پہنچ کر جنت میں داخل ہوتے ہیں، — اللہ کے دیدار کا شرف پائیں گے، اور اپنی عزت افزائی دیکھ کر اللہ کی حمد بجا لائیں گے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ○ (سورہ فاطر)

''اور کہتے ہیں کہ سب طرح کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمارے غم کو دور کیا۔''

اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو ان کے استاذ اور شیخ ہیں، سردار اور امیر اور بادشاہ ہیں، اس طرح عرض کرتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ الْاٰخِرَةِ ○

''سب طرح کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمارے غم کو آخرت سے پہلے دُنیا ہی میں دور کیا۔''

جب ان کے دل اللہ کے دروازے کی طرف پہنچتے ہیں تو اسے کھلا پاتے ہیں، اور اپنے استقبال کے لئے لشکر کا ہجوم پاتے ہیں جو صف در صف ان کی آمد کا منتظر ہے، — انہیں سلام پیش کرتے ہیں، اور ان کے سامنے گردنیں جھکاتے ہیں، اور قربت کے مکان میں باادب داخل ہو جاتے ہیں، اور وہاں وہ کچھ دیکھتے ہیں:

مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَآ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ○

''نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھا اور نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال ہی گزرا۔''

اور اس طرح شکر گزار ہوتے ہیں:

○ — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ حَزَنَ الْعُبْدِ حَزَنُ الْحِجَابِ ○

''سب طرح کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے دوری اور حجاب کا غم دور کیا۔''

○ — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَيْفَ مَا اَشْغَلَنَا بِالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْخَلْقِ ○

''سب حمد اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں دُنیا اور آخرت اور خلقت میں مشغول رکھا۔''

○ — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اصْطَفَانَا لِنَفْسِهٖ وَاخْتَارَنَا لِقُرْبِهٖ وَاَذْهَبَ عَنَّا حَزَنَ الْاِنْقِطَاعِ عَنْهُ حَزَنَ الْاِشْتِغَالِ بِغَيْرِهٖ ○

''سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں اپنے نفس کے لئے برگزیدہ کیا اور اپنے قرب کے لئے منتخب

فرمالیا، اور ہم سے الگ ہونے کا غم دور کیا اور غیر کے ساتھ مشغول ہونے سے نجات بخشی۔''

⊙—— اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنَا الْاِنْقِطَاعَ اِلَیْہِ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ○

''سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے، جس نے سب سے الگ کر کے ہمیں اپنا بنالیا ہے، —— بے شک ہمارا ربّ بخشنے والا، شکریہ قبول کرنے والا ہے۔''

معرفت کے گھر اور علم اور فنا کے میدان میں:

اے بیٹا! جب تو ایمان کو مضبوط کرلے گا تو پہلے معرفت کے گھر میں پہنچے گا، پھر علم کے میدان میں اور اس کے بعد فنا کے میدان میں، —— جہاں پہنچ کر تو خودی اور تمام مخلوق سے فنا ہو کر اللہ کے ساتھ وجود قائم کرلیتا ہے، —— جہاں وہ ہی وہ ہوگا، نہ تو اور نہ کوئی اور مخلوق! —— اس وقت تیرا غم دور ہو جائے گا اور اللہ کی حفاظت تیری خدمت کرتی ہے اور غیرت احاطہ کرتی ہے، —— توفیق تیرے سامنے سر جھکا لے گی، اور فرشتے تیرے اردگرد چلیں گے، —— پاک روحیں آ کر تجھے سلام کریں گی، اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ مخلوق پر فخر کرے گا، اور اس کی رحمت بھری نظریں تیری نگہبانی کریں گی، —— جو تجھے قرب اور انس کے گھر اور مناجات کی طرف کھینچیں گی، ——

وہ شخص خسارے میں رہا جو بغیر عذر کے مجھ سے دور بیٹھا رہا، —— تجھ پر افسوس! میں جس مقام پر ہوں تو اس میں مزاحمت کرتا ہے، تجھے قدرت نہیں ہے، مزاحمت سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا، —— یہ مقام آسمانوں سے زمین کی طرف نازل ہوتا ہے، ارشاد باری ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (سورہ حجر)

''کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور ہم ہر چیز کو مقررہ اندازے سے اتارتے ہیں۔''

مینہ آسمان سے زمین پر اترتا ہے، پھر اس سے سبزہ ظاہر ہوتا ہے، —— یہ امر آسمانوں سے دلوں کی زمین کی طرف اترتا ہے، اور ہر قسم کی بھلائی سے اگنے اور لہلہانے لگتے ہیں، —— اس سے اللہ کے اسرار اور حکمتیں اور توحید اور توکل اور مناجات اور قرب الٰہی کے شجر اُگتے ہیں، اس دل میں طرح طرح کی جھاڑیاں، اور پھل پھول نکلتے ہیں، —— اس میں بڑے بڑے جنگل اور چٹیل میدان اور دریا اور نہریں اور پہاڑ ظاہر ہو جاتے ہیں، —— اور وہ انسانوں اور جنوں اور فرشتوں اور روحوں کا مسکن بن جاتے ہیں، —— یہ ایسی چیز ہے جو عقلوں سے بالاتر ہے، —— صرف قدرت اور ارادے اور علم سے اللہ تعالیٰ اسے اختیار کرتا ہے، اور یہ مقام اس کی مخلوق میں سے امت کے خاص بندوں کے لئے ہے، ——

اس بات کی کوشش کرو کہ میرے کلام کے جال میں پھنس جاؤ، —— میری مجلس اور میرا کلام کرنا ایک جال ہے، میں تم میں سے کسی کے پھنسنے کا منتظر رہتا ہوں، —— یہ دسترخوان اللہ کا ہے، میرا نہیں، —— میری آواز سن کر اس پر عمل کرو، میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، —— اللہ تم پر رحم کرے، میرے کہے پر عمل کرو، میری فرماں برداری کرو، تاکہ میں تمہیں اللہ کے دروازے کی

طرف اٹھا کر لے چلوں، ـــــ

○ ـــــ سچائی، اللہ کا بلاوا ہے،

○ ـــــ جھوٹ، شیطان کا بلاوا ہے،

○ ـــــ حق، الگ چیز ہے،

○ ـــــ باطل، الگ چیز ہے،

یہ دونوں ہر مسلمان پر ظاہر ہیں جو اپنے ایمان کے نور سے دیکھتا ہے، ـــــ

عراق والوں سے خطاب:

اے عراق والو! تمہیں اپنے علم اور فہم کی تیزی کا دعویٰ ہے، ـــــ حالانکہ یہ بات تم سے پوشیدہ ہے کہ سچا اور جھوٹا کون ہے اور حق پر اور باطل پر کون ہے، ـــــ تمہارے جھٹلانے کا نقصان تم ہی پر پلٹے گا، اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، ـــــ اللہ کو چاہنے والا جنت کی خواہش اور دوزخ کا ڈر نہیں رکھتا، بلکہ وہ تو صرف اسی ذات کو چاہتا ہے، ـــــ ہمیشہ اس کا قرب چاہتا ہے، اور اس کی دوری سے ڈرتا ہے، ـــــ تو شیطان اور حرص اور نفس اور دُنیا اور شہوتوں کا قیدی ہے، اور تو اس سے بے خبر ہے، ـــــ تیرا دل اسیر ہے اور تجھے کچھ پتہ نہیں، ـــــ

اَللّٰھُمَّ خَلِّصْہُ مِنْ اِسْرِہٖ وَ خَلِّصْنَا اٰمِیْنَ ○

''الٰہی! اسے اور ہمیں قید سے رہائی دے۔ آمین!''

رخصت سے گریز کر اور عزیمت (فرائض) کو لازم پکڑ لے، ـــــ جس بندے نے رخصت کو لازم پکڑا اور فرائض کو ترک کیا، اس کے دین کے ضائع ہونے کا خوف ہے، ـــــ عزیمت، مردوں کے لئے ہے، کیونکہ وہ خطروں، مشکلوں اور امر کے برداشت کرنے والے ہیں، ـــــ رخصت عورتوں اور بچوں کے لئے ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے، ـــــ

پہلی صف والے اور پچھلی صف والے:

اے بیٹا! تو پہلی صف میں کھڑا ہو کیونکہ وہ ہمت والے مردوں کی صف ہے، اور پچھلی صف سے الگ ہو کیونکہ وہ نامردوں کی صف ہے، ـــــ نفس کو خدمت پر لگا اور اسے عزیمت کا عادی بنا، کیونکہ تو اس پر جتنا بوجھ ڈالے گا، وہ اسے اٹھا لے گا ـــــ، اس پر لکڑی نہ اٹھا، کیونکہ وہ سویا ہوا ہے ورنہ بوجھ کو اپنے سے گرا دے گا، ـــــ تو اسے اپنے دانتوں اور آنکھوں کی سفیدی نہ دکھا، ـــــ نہ مذاق کر، نہ پیار کی نظر سے دیکھ، ـــــ وہ نہایت ہی برا غلام ہے، پٹائی کے بغیر کام نہ کرے گا، ـــــ اسے پیٹ بھر کر کھانا نہ دے جب تک کہ جان لے کہ سیر ہو کر سرکشی نہ کرے گا، اور وہ پیٹ بھرے کے مقابلہ پر کام بھی کرے گا، ـــــ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ عبادت بھی بہت کرتے تھے اور کھاتے بھی بہت تھے، ـــــ اور پیٹ بھرنے پر مثال دیتے کہ حبشی کا پیٹ بھرو اور اس سے خوب مشقت کراؤ، کیونکہ حبشی تو گدھا ہے، ـــــ اس کے بعد عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے

اور کثرت سے عبادت کرتے، ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا دیکھا تو مجھے ان پر غصہ آ گیا، لیکن جب انہوں نے نماز پڑھی اور بہت روئے تو ان کی حالت دیکھ کر مجھے ان پر رحم آ گیا، —— تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت میں پیروی کر'ان کے زیادہ کھانے میں پیروی نہ کر، کیونکہ تو سفیان نہیں ہے، —— اپنے نفس کو جیسے وہ سیر کرتے تھے، اتنا سیر نہ کر، کیونکہ جیسے وہ نفس پر قدرت رکھتے تھے، تو ان کی مانند قدرت نہیں رکھتا،) حرام چھوڑ دے اور تھوڑا مگر حلال کھانے کی کوشش کر، —— ایمان اور یقین کی قوت کے ساتھ ہر شے میں بے رغبتی کر، تو اللہ کے خاص بندوں میں سے ہو جائے گا، اور یہ کہ:

○ —— مخلوق اور اسباب کا بندہ نہ بنے،

○ —— دُنیا اور لذتوں اور شہوتوں کا بندہ نہ بنے،

○ —— خلقت کے نزدیک مرتبے کی حب کا بندہ نہ بنے،

○ —— خلق کی توجہ اور بے توجہی اور اس کی تعریف اور برائی کا اسیر نہ رہے،

یہ اچھی باتیں نہیں ہیں، —— تیرا دل اللہ کے آستانے کے دروازے کی طرف ایک قدم بھی نہیں چلتا کیونکہ تو نفس کے ساتھ اپنی خواہش اور عادت کے گھر میں رہتا ہے، —— میں ہمیشہ تجھے مخلوق اور اسباب کی قید میں دیکھتا ہوں، ایسا کب تک کرو گے! —— ان کی قیدوں سے نجات کی حکمت مجھ سے سیکھ لے، اور رہا ہو جا، ——

اے جاہل! تیرا دل اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتا ہے کیونکہ وہ مخلوق سے بھرا ہوا ہے، —— تو گھر بیٹھے جامع مسجد کا دروازہ کیسے دیکھ سکتا ہے، جب تو اپنے گھر اور بیوی بچوں سے نکلے گا تو جامع مسجد کے دروازے کو دیکھے گا، —— جب تو سب کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ دے گا، تب ہی اسے دیکھ سکے گا، —— اسی طرح سے تو جب تک:

○ —— مخلوق کے ساتھ رہے گا تو خالق کو نہیں دیکھ سکے گا،

○ —— دُنیا کے ساتھ رہے گا تو آخرت کو نہیں دیکھ سکے گا،

○ —— آخرت کے ساتھ رہے گا تو دُنیا و آخرت کے ربّ کو نہیں دیکھ سکے گا،

ان سب سے جب الگ ہو گا تو تیرا باطن ربّ سے ملے گا، ظاہری طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر، —— عمل دلوں کے لئے ہے اور معنی باطنوں کے لئے ہے،

اولیاء اللہ نے اپنے اعمال کو نظر انداز کر کے اپنی ساری نیکیاں بھلا دیں، اور ان کے بدلے میں کوئی صلہ نہ چاہا، —— چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں ایسی جگہ اتارا جہاں انہیں نہ تو کوئی غم درپیش ہوتا ہے نہ کسی طرح کا رنج اور تھکان ہے اور نہ جدائی ہے اور نہ کمزوری اور نہ وہاں محنت ہے اور نہ کسب، —— بعض مفسرین نے ارشاد باری:

لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ —— کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جنت میں روٹی کا اور نہ اس کے حصول کا غم ہو گا، نہ اہل و عیال

کے لئے فکر معاش ـــ جنت تو بالکل فضل ہے، بالکل راحت ہے، بے حساب بخشش ہے، ـــ

دل کی حضوری کا دارومدار:

سارا دارومدار اللہ کے لئے تیرے دل کی حضوری پر ہے، جو دُنیا وآخرت اور مخلوق کی غرض اور علت سے بالاتر ہو، ـــ اللہ کے لئے دل کی حضوری، موت کے بغیر اور اس کی سچی یادداشت کے بغیر صحیح ودرست نہیں ہوسکتی، ـــ اگر تو دیکھے تو موت کو دیکھے، اگر تو سنے تو موت ہی کو سنے، حقیقت میں موت کا ذکر کامل بیداری پر ہر خواہش سے نفرت پیدا کر دیتا ہے، اور ہر خوشی سے منہ موڑ دیتا ہے، ـــ موت کو یاد کیا کرو، اس سے کہیں بچاؤ نہیں، ـــ دل جب درست ہو جاتا ہے تو ماسویٰ اللہ کو بھلا دیتا ہے، جو ازل سے قائم اور دائم ہے، ـــ اس کے سوا سب چیزیں حادث اور نو پیدا ہیں، ـــ دل جب درست ہو جاتا ہے تو اس سے نکلنے والا کلام حق وصواب ہوتا ہے جسے کوئی بھی رد نہیں کرسکتا، ـــ

○ ـــ دل، دل کو، ○ ـــ باطن، باطن کو، ○ ـــ خلوت، خلوت کو،
○ ـــ معنی، معنی کو، ○ ـــ مغز، مغز کو، ○ ـــ نیکی، نیکی کو،

خطاب کرتا ہے، ـــ اس وقت اس کا کلام دلوں میں یوں بیٹھ جاتا ہے جیسے عمدہ نرم اور غیر کھاری زمین میں بیج اُگتا ہے، دل جب صحیح ہو جاتا ہے تو وہ ایسا جھاڑ بن جاتا ہے جس میں شاخیں، پتے اور پھل سب کچھ ہوتا ہے، اس میں ساری خلقت، انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے لئے فائدے ہوتے ہیں، ـــ جب دل بیمار ہو، تو وہ دل حیوانوں کے دل کی طرح ہے، ـــ

○ ـــ معنی کے بغیر صورت، ○ ـــ مظروف کے بغیر برتن،
○ ـــ پھل کے بغیر درخت، ○ ـــ پرند کے بغیر پنجرہ،
○ ـــ مکین کے بغیر مکان،
○ ـــ درہموں اور اشرفیوں اور موتیوں سے لبریز خزانہ، جسے خرچ کرنے والا کوئی نہیں،
○ ـــ روح کے بغیر بدن، ○ ـــ مسخ ہو کر پتھر ہونے والا جسم،

چنانچہ ایسے دل کی صورت تو ہے معنی نہیں، وہ دل کہ جو اللہ کے راستے میں منہ موڑنے والا اور اس کے ساتھ کفر کرنے والا ہے، وہ مسخ شدہ ہے، اس لئے اللہ نے اسے پتھر سے تشبیہ دی، ارشاد باری ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ○ (سورہ بقرہ)

''پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، تو وہ پتھر کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔''

بنی اسرائیل نے جب توریت پر عمل نہ کیا تو اللہ نے ان کے دل پتھر سے بدل دیئے اور اپنے دروازے سے انہیں دھکیل دیا، ـــ اسی طرح سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو! جب تم نے بھی قرآن پر عمل نہ کیا اور اس کے احکام پر استقامت سے نہ چلے تو

تمہارے دل بھی مسخ کر دیئے جائیں گے اور اس کے دروازے سے دھکیل دیئے جائیں گے، — تم ان لوگوں میں سے نہ ہونا جن کو علم ہونے کے باوجود اللہ نے بہکا دیا:

○ — اگر مخلوق کے لئے پڑھا تو عمل مخلوق کے لئے ہے،

○ — اگر اللہ کے لئے پڑھا تو عمل اللہ کے لئے ہے،

○ — اگر دُنیا کے لئے سیکھا تو عمل دُنیا کے لئے ہے،

○ — اگر آخرت کے لئے سیکھا تو عمل آخرت کے لئے ہے،

کیونکہ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوا کرتی ہے، — جیسا کرے گا ویسا بھرے گا، جو کچھ برتن میں ہے وہی ٹپکے گا، — ایسا نہ ہوگا کہ برتن میں رال بھر کر عرق گلاب ٹپکایا جائے، —

○ — تیری کوئی عزت نہیں، — تو دُنیا میں دُنیا اور دُنیا والوں کے لئے عمل کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ کل تجھے آخرت ملے،

○ — تیری کوئی عزت نہیں، تو عمل مخلوق کے لئے کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب اور توجہ نصیب ہو،

○ — تیری کوئی عزت نہیں، ظاہر اور غائب تو یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر تجھے عمل کے بغیر اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دے تو اس کے کے اختیار میں ہے۔

فرماں برداری جنت کا عمل ہے اور نافرمانی دوزخ کا عمل ہے، اس کے بعد کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے، — وہ چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب عطا فرما دے، — وہ چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دے،

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (سورۃ الانبیاء)

(''وہ جو چاہے کرنے والا ہے، جو کچھ وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں، اور لوگ پوچھے جائیں گے۔'')

(فرض محال) اگر وہ نبیوں اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں ڈال دے تو وہ عدل کرنے والا ہے، اور یہی روشن دلیل ہے، — ہم پر واجب ہے کہ اس طرح کہیں: ''معاملہ و حکم سچا ہے''۔ اور ہم چون و چرا نہ کریں، ایسا ہوسکتا ہے اور ممکن ہے، اور اگر ہوگا تو حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاب ہوگا، — میری بات سنو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے سمجھو، — کیونکہ میں پہلوں کا غلام ہوں، ان کے سامنے کھڑا ہوں، ان کے اسباب پھیلا کر ان پر منادی کرتا ہوں، اس میں خیانت نہ کروں گا، اور نہ ان کے کلام پر کبھی بھی اپنی ملکیت کا دعویٰ کروں گا، — میں ان کے کلام سے آغاز کرتا ہوں اور پھر اسے اپنی طرف سے دوہرا دیتا ہوں، — اور ان سے بھلائی چاہتا ہوں اور برکت اللہ سے چاہتا ہوں، — اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور میرے ماں باپ کی نیکی نے (اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے) مجھے بات کرنے کا اہل بنا دیا۔ میرے والد ماجد نے دُنیا پر قدرت ہونے کے باوجود اس سے بے رغبتی کی، اور میری والدہ ماجدہ نے بھی رضامندی سے ان کی موافقت کی، کیونکہ وہ

دونوں صلاحیت والے، دیانت دار اور خلقت پر مہربانی کرنے والے تھے، — میں ان دونوں سے اور مخلوق سے الگ ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ گیا، — اب انہی دونوں سے فوز و فلاح پاتا ہوں اور میرے لئے ہر طرح کی خیر اور نعمت انہی دونوں کے ساتھ اور انہی دونوں کے پاس ہے، — مخلوق میں سے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ارباب میں سے حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں چاہتا، —

اے عالم! تیرا وعظ فقط زبان سے ہے دل سے نہیں، — صورت سے ہے معنی سے نہیں، — جو دل سے نہیں زبان سے نکلے، صحیح دل اس کلام سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہے، ایسا کلام سننے کے وقت ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی پرندہ پنجرے میں یا کوئی منافق مسجد میں، — اتفاق سے صالحین میں سے کوئی اگر منافقوں کے عالم کی مسجد میں جا نکلے تو اس کی ہر ممکن یہی آرزو ہوتی ہے کہ جیسے بن پائے وہاں سے نکل جائے، —

منافقوں کی پہچان اور ان کا کردار:

ریاکاروں اور منافقوں اور دجالوں اور بدعتیوں کے چہرے دور سے پہچانے جاتے ہیں، اللہ اور اس کے رسولوں کے ان دشمنوں کے چہروں کی علامتیں، اللہ والوں کے علم میں ہیں، — ان کے چہرے اور ان کی باتوں سے انکی علامتیں جھلکتی ہیں، — وہ صدیقوں سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر سے خوف کھا کر بھاگتے ہیں، وہ ڈرتے ہیں کہ ان کے دلوں کی آگ سے نہ جل جائیں، — فرشتے انہیں صدیقوں اور صالحوں سے دھکے دے دے کر دور ہٹا دیتے ہیں، — ایسا مکار عالم عوام کے نزدیک بڑا اور بظاہر بزرگ ہوتا ہے لیکن صدیقوں کے نزدیک ذلیل و حقیر، — عام لوگوں کے لئے وہ آدمی کہلاتا ہے جبکہ صدیقوں کے لئے بلی، — ان کی نظروں میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، — صدیق اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، نہ آنکھوں کے نور سے اور نہ چاند سورج کے نور سے، — یہ اللہ کا عام نور ہے، جبکہ صدیق کے لئے ایک خاص نور ہے، — کتاب و سُنّت پر صدیق کا جو یقین ہے اور حکم مضبوطی کے بعد اللہ اسے نور عطا کرتا ہے، — صدیق جب کتاب و سُنّت پر علم کرتا ہے تو اسے علم کا نور عطا فرمایا جاتا ہے، —

○ — اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُكْمَكَ وَ عِلْمَكَ وَ قُرْبَكَ ۔ اٰمین ○

”الٰہی! ہمیں اپنا حکم اور علم اور قرب عطا فرما۔ آمین!“

اے منافقو! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نہ دے، — تمہاری پوری کوشش ہے کہ اپنے اور مخلوق کے درمیان تعلقات بنانا اور اللہ اور اپنے درمیان معاملات کو بگاڑنا ہے، —

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْنِیْ عَلٰی رُؤُسِهِمْ حَتّٰی اُطَهِّرَ الْاَرْضَ مِنْهُمْ ○

”الٰہی! مجھے ان کے سروں پر مسلّط کر دے تاکہ ان سے زمین کو پاک کر دوں۔“

منافقوں کے نفاق کی یہ علامت ہے کہ وہ میری طرف اور میرے پاس نہیں آتے، — اگر ملے گا تو سلام نہیں کرے گا،

اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا ایسا کرنا بھی تکلّف سے ہوگا، — یہ دین پستی پر ہے جس کی دیواریں گر رہی ہیں، —

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ اَعْوَانًا عَلٰى بِنَائِهٖ مَا يَبْنِيْ عَلٰى اَيْدِيْكُمْ ○

''الٰہی! مجھے اس کے بنانے کے لئے مددگار عطا فرما۔ آمین۔''

اے منافقو! — یہ عمارت تمہارے ہاتھوں سے نہیں بن سکتی، تمہاری کیا وقعت ہے جو تمہارے ہاتھوں سے بن سکے، — تم بنا بھی کیسے پاؤ گے، نہ تم بنانے کا فن جانتے ہو اور نہ تمہارے پاس اس کے لئے آلات ہیں، —

اے جاہلو! پہلے اپنے دین کی دیواریں اٹھاؤ، پھر دوسروں کی بنانے کا سوچو، — جب تم مجھ سے عداوت رکھتے ہو تو میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تم سے عداوت رکھتا ہوں، کیونکہ میں ان دونوں کی مدد کے ساتھ قائم ہوں، — سرکشی نہ کرو، کیونکہ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ○ — ''بے شک اللہ اپنے امر (کے نافذ کرنے پر) غالب ہے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے قتل کی کوشش کی، مگر قدرت نہ رکھتے تھے، قدرت ہوتی بھی کیسے، کیونکہ آپ اللہ کے نزدیک بادشاہ اور اس کے نبیوں کے نبی اور صدیقوں میں سے ایک صدیق تھے اللہ کے سابق علم میں تھا کہ ان کے ہاتھوں پر مخلوق کی مصلحتیں پوری ہوں گی، — اس زمانے کے منافقو! تمہارا بھی یہی حال ہے، مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو مگر تمہاری کوئی وقعت نہیں ہے، تمہارے ہاتھ ایسا کرنے سے قاصر ہیں، — اگر احکام شرعیہ کی حکمتیں آڑے نہ ہوتیں تو میں یقینی طور پر ہر ایک پر واضح کر دیتا کہ فلاں فلاں منافق ہے اور اللہ ورسول کا دشمن ہے، —

حکم اور علم کے ساتھ قائم رہنے میں ہر امر کی بنیاد اور حکمتیں ہیں، — اولیاء اللہ مخلوق سے نہیں ڈرتے، کیونکہ وہ اللہ کی سرپرستی کے پہلو میں امن اور حفاظت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے دشمنوں کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی، کیونکہ عنقریب ان کے ہاتھ پاؤں اور زبانیں کٹی ہوئی دیکھیں گے، — انہوں نے یہ بات سمجھ لی ہے کہ مخلوق عاجز ہے اور محض فانی ہے، —

○ — نہ ان کے ہاتھوں میں ہلاکت ہے، نہ حکومت،

○ — نہ ان کے ہاتھ میں امیری ہے نہ محتاجی،

○ — نہ ان کے ہاتھ میں نفع ہے نہ نقصان،

ان کے نزدیک تو اللہ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں، اور نہ کوئی قادر ہے، — وہی عطا کرنے والا اور روکنے والا ہے، — وہی ضرر دینے والا اور نفع دینے والا ہے، — اس کے سوا مارنے والا اور زندہ کرنے والا اور کوئی نہیں، —

○ — وہ تو شرک کے بوجھ سے راحت میں ہیں،

○ — وہ تو اللہ کے اُنس کے ساتھ برگزیدہ اور منتخب ہیں،

○ — وہ اس کی راحت ولطف اور مناجات سے لذت پاتے ہیں،

انہیں کوئی پرواہ نہیں کہ دُنیا رہے یا نہ رہے، آخرت رہے یا نہ رہے، —— خیر اور شر ہو یا نہ ہو، —— انہوں نے امر کی ابتداء میں دُنیا اور مخلوق اور شہوتوں کے بارے میں زُہد میں تکالیف برداشت کیں، —— انہوں نے جب اس پر ہیشگی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تکلّف کو ان کی عادت اور عطیۂ الٰہی بنا دیا، —— ان کا زہد، کامل زُہد بن گیا، ان کی عادت کامل عادت بن گئی، —— ان سے سیکھو، اللہ کی عبادات میں تکلیف و تکلّف برداشت کرو، نافرمانی چھوڑ دو، بری باتیں ترک کر دو، —— اپنے ربّ کے کلام کو سمجھو اور اس پر عمل کرو، یہ عمل اخلاص سے کرو، ——

ایمان اور معرفت اور قربِ الٰہی پیدا کر، پھر......

اے بیٹا! تو سراپا نفس اور عادت اور حرص ہے، —— پرائی عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے، پھر کہتا ہے مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں، —— تو جھوٹا ہے، تیری بات شرع و عقل کے موافق نہیں، —— آگ میں آگ کو، لکڑی کو لکڑی سے ملائے جاتا ہے، —— تیرے دین و ایمان کا گھر ضرور بھڑک اٹھے گا، شعلے اٹھیں گے، —— اس امر میں شریعت انکار کرتی ہے، اس حکم سے کوئی بھی بری نہیں، —— اللہ کے ساتھ ایمان اور معرفت اور قرب کے لئے قوت پیدا کر، پھر مخلوق کا طبیب بن کر اللہ کا نائب ہو، ——

تجھ پر افسوس ہے تو سانپوں کو کیسے چھوتا اور اُلٹ پلٹ کرتا ہے، حالانکہ تو نہ سانپ پکڑنے کا ڈھنگ جانتا ہے اور نہ ہی تو نے تریاق کھایا ہے، ——

○ —— خود اندھا ہے، دوسروں کی آنکھیں کیسے بنائے گا،

○ —— خود گونگا ہے، اوروں کو کیا سکھائے گا،

○ —— خود جاہل ہے، دین کو کیسے صحیح کرے گا،

○ —— جو دربان نہیں، وہ لوگوں کو شاہی دروازے تک کیسے لے جائے گا، ——

تو اللہ کی قدرت اور قرب، اور مخلوق کے بارے میں اس کی سیاست سے بے خبر ہے، —— یہ ایسی چیز ہے جو نہ میری عقل میں آسکتی ہے نہ تمہاری سمجھ میں، —— نہ میں اس کا احاطہ کر سکتا ہوں نہ تم، —— اس کے حقیقت اور تفسیر سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، —— تم سنو اور قبول کرو، کیونکہ میں بادشاہ کی طرف بلانے والا اور تم میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں، —— میں دین کے معاملے میں مخلوق سے زیادہ بے شرم ہوں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں تم میں سے کسی سے حیا نہیں کرتا، —— میں انہی کا خادم ہوں انہی کی نگرانی میں کام کرتا ہوں، میری انہی سے نسبت ہے، —— یہ دُنیا جانے والی اور فانی ہے، یہ آفتوں اور بلاؤں کا گھر ہے، اس میں کسی کے لئے عیش و آسائش نہیں، خاص طور پر سمجھ دار اور عقل والے کے لئے، —— جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

اَلدُّنْیَا لَا تَقَرُّ فِیْهَا عَیْنُ حَلِیْمٍ وَعَیْنُ ذَاکِرِ الْمَوْتِ ○

''دُنیا میں حکمت والے اور موت کے یاد کرنے والے کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔''

جس کے مقابلے میں درندے منہ کھولے ہوئے کھڑے ہیں، اس کے قریب کیسے چین آئے گا، کیسے آنکھ لگے گی، ــــ

غافلو! قبر اپنا منہ کھولے ہوئے ہے، اور موت کا درندہ اور اژدھا اپنا منہ کھولے ہوئے ہیں، ــــ قضا و قدر کا جلاد اپنے ہاتھ میں تلوار لئے حکم کے انتظار میں کھڑا ہے، ــــ لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی ایک آدھ ہی ایسا ہوگا جو کہ اس حکمت کو جانتا ہو اور غافل ہوئے بغیر بیدار رہے، ــــ امر کے شروع میں تیرے لئے لازم ہے کہ کوئی ہنر سیکھ کر اس میں مہارت حاصل کرے اور اس ہنر سے کمائے اور کھائے، تا کہ تیرا ایمان قوی ہو جائے، ــــ جب تو اس پر ہمیشگی کرے گا اور ثابت قدم رہے گا تو اللہ توکل کی طرف لے جا کر تجھے بلا سبب کھلائے گا، ــــ

اے اپنے سبب کے ساتھ شرک کرنے والے! ــــ

اگر توکّل کے کھانے کا مزہ چکھ لیتا تو کبھی شرک نہ کرتا، اور اس کے دروازے پر توکل اور اعتماد کر کے بیٹھ جاتا، ــــ میں صرف دو طرح سے کھانا پینا جانتا ہوں،

- ــــ یا شرعی پابندی کے ساتھ کسب کرنے سے،
- ــــ یا توکّل بر خدا ہو،

تجھ پر افسوس! اللہ سے حیا نہیں کرتا اور لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے، ــــ کسب اور کمائی تو آغاز ہے جبکہ توکّل انتہا ہے، میں تیرے لئے نہ ابتداء دیکھتا ہوں نہ انتہا، ــــ میں تجھ سے حق بات کہنے میں حیا نہیں کرتا، سن اور قبول کر اور حق کے ساتھ جھگڑا نہ کر، ــــ مجھے تمہاری تعریف یا برائی کی کوئی پرواہ نہیں' تمہاری ذات اور تمہارے مال و متاع اور مخلوق میں تم سے زیادہ زاہد ہوں، ــــ اگر کچھ لیتا ہوں تو اپنے لئے نہیں اوروں کے لئے لیتا ہوں، ــــ تمہارے سامنے میرا وعظ اور کلام ایک کاری ضرب اور حملہ ہے، اس کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے، جسے میں جانتا ہوں اور اس کی سچائی پر یقین رکھتا ہوں، ــــ اللہ کا حکم مٹانے والا کوئی نہیں اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے، ــــ

تجھ پر افسوس! تو لوگوں کی باتوں سے دھوکہ میں نہ آ، ان کے نفع اور نقصان کو پہچان۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ (سورہ القیامہ)

''بلکہ انسان اپنا ذاتی نقصان دیکھنے والا ہے۔''

عام لوگوں کی نظروں میں تجھے کس نے اچھا بنا دیا اور خاص لوگوں کی نظروں میں تجھے کس نے برا بنا دیا، ــــ

اے دُنیا میں رغبت کرنے والو!

اے دُنیا سے خوش ہونے والو!

عقل و ضبط کے دھوکے دارو!

کیا تم نے ارشادِ باری نہیں سنا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ ۝ (سورہ الحدید)

''جان لو کہ دُنیا کی زندگی کھیل کود اور تماشا اور زینت ہے۔''

کھیل اور تماشا اور زینت نادان بچوں کا کام ہے، عقل مند مردوں کے لئے نہیں، — اس نے تمہیں جتلا دیا ہے کہ تم کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کئے گئے، — دُنیا میں مشغول ہونے والا (اصل میں) کھیلنے کودنے والا ہے، — جس نے آخرت کو چھوڑ کر دُنیا پر قناعت کر لی اس نے گویا ناچیز پر قناعت کی، — دُنیا وہ سب چیزیں جو تمہیں دے گی سانپ اور بچھو اور قاتل زہر ہیں جبکہ تم انہیں نفس اور خواہشوں اور شہوت کے ہاتھوں سے لو، — آخرت کے ساتھ مشغول ہو اور دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو، پھر اس کے فضل کے ہاتھوں سے اپنا حصہ وصول کر لو، — اپنے دل کے قدموں سے اللہ کی طرف کھڑے ہو اور اس کی طرف مشغول ہو، پھر وہ جو کچھ بھی تجھے اپنے فضل کے ہاتھ سے عطا کرے اسے لو، — دُنیا و آخرت میں فکر کرو اور ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دو، —

اگر تو کوئی چیز بھی سیکھے گا تو میرے پاس اس سے کہیں زیادہ پائے گا، — میری کھیتی پک گئی ہے اور اس نے جمال پا لیا ہے، تمہاری فصل جب اُگتی ہے جلا دی جاتی ہے، — عقل کر، اور اپنی ریاست چھوڑ دے، اور لوگوں کی طرح آ کر یہاں بیٹھ جا تا کہ میرا کلام تیرے دل کی زمین میں زراعت کرے،

اگر تو عقل کرتا تو میری صحبت میں رہتا، اور میری طرف سے روزانہ ملنے والے ایک لقمے پر اکتفا کر لیتا، اور کلام کی تختی برداشت کرتا، — جس بندے کے لئے ایمان ہے وہ ثابت قدم رہے گا اور پھلے پھولے گا، — اور جس کا ایمان نہیں وہ مجھ سے دور بھاگتا ہے، —

باسٹھویں مجلس

(منعقدہ ۳۰؍رجب ۵۴۶ھ بروز جمعہ بوقتِ صبح بمقام مدرسہ قادریہ)

توحید میں استقامت اور زُہد کا کٹھن سفر:

اللہ کی توحید کو اتنا راسخ کر کہ تیرے دل میں مخلوق کا ایک ذرّہ بھی باقی نہ رہے، نہ ایک گھر دکھائی دے نہ کثیر گھر، — توحید سب کو قتل اور ملیا میٹ کر دیتی ہے، مکمل دوا اللہ کی توحید میں ہے اور دُنیا کے سانپ سے بھاگ اور اس سے منہ پھیر لے، — تاوقتیکہ کوئی سپیرا آ جائے اور دانت اکھاڑ کر اس کا زہر نکال دے، — اور تجھے اس کے قریب کر کے اس کا ہنر بھی سکھا دے اور پھر تیرے سپرد کر دے، — اس میں کچھ اذیت باقی نہ رہے گی، تو اسے الٹ پلٹ کرے گا اور اسے تیرے ڈسنے پر قدرت نہ رہے گی، —

جب تو اللہ کو محبوب بنا لے گا اور وہ تجھے محبوب بنا لے گا، تو دُنیا اور خواہشات، اور لذّات اور نفس اور حرص اور شریروں کی شرارت سے تیری کفایت کرے گا، — چنانچہ دُنیا سے اپنا نصیب بغیر کسی ضرر اور بغیر کدورت کے حاصل کرتا رہے گا، — اے بغیر گواہ کے مدعی! — باوجود شرک کے توحید کا دعویٰ کب تک کرے گا، — کیا تجھ میں اتنی ہمّت ہے کہ تو میرے ساتھ رات کو نکلے اور خوف ناک جگہوں کی طرف چلے، — میں بغیر ہتھیار کے ہوں اور تو پوری طرح مسلح ہو، — پھر دیکھ کہ میں گھبراتا ہوں یا کہ تو گھبراتا ہے، — اور دوسرے کے کپڑوں میں تو چھپتا ہے یا کہ میں، — تیری پرورش نفاق میں ہوئی ہے جبکہ میں ایمان میں پلا ہوں، —

تم دُنیا کے پیچھے ہو اور دُنیا اللہ والوں کے پیچھے:

اے لوگو! تم دُنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہو تا کہ تمہیں کچھ دے دے، اور دُنیا اللہ والوں کے پیچھے دوڑتی ہے تا کہ وہ انہیں کچھ دے، — ان کے سامنے سر جھکائے کھڑی رہتی ہے، تو اپنے نفس کو توحید کی تلوار سے مار ڈال اور اسے توفیق کا خود پہنا دے، — اس کے لئے مجاہدے کا نیزہ، تقوے کی ڈھال اور یقین کی تلوار پکڑے، — کبھی نیزہ مار، کبھی تلوار چلا، متواتر اسی طرح کرتا رہ تا کہ نفس تیرے سامنے زیر ہو جائے اور تو اس پر سوار ہو کر لگام تھام لے، — اور اس پر خشکی وتری کا سفر کرے، — اس وقت جو لوگ اپنے نفسوں کے ساتھ ہیں، یا ان سے خلاصی نہیں پا سکے، اللہ تعالیٰ ان میں تیرے ساتھ فخر کرے گا، —

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اس پر غلبہ پا لیا، نفس اس کی سواری بن جاتا ہے اور اس کے بوجھ اٹھاتا ہے اور اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا، — تیرے لئے بھلائی نہیں جب تک کہ تو اپنے نفس کو پہچان لے اور اسے لذت سے روکے اور اس کا ضروری حق ادا کرے، — اب نفس قلب کی طرف اطمینان کرے گا، اور قلب باطن کی طرف اور باطن حق تعالیٰ کی طرف، — اپنے نفس سے مجاہدے کا عصا نہ اٹھاؤ، — اس کی مصیبتوں سے فریب نہ کھاؤ، — اس کے سونے سے دھوکے میں نہ آؤ، — درندوں کی دکھاوے کی نیند سے فریب میں نہ آؤ، وہ تم پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سو رہا ہے، جبکہ اصل میں تم پر حملے کرنے کی تاک میں ہوتا ہے، — یہ نفس بھلائی میں موافقت اور اطمینان اور انکسار اور تواضع کا اظہار کرتا ہے جبکہ در پردہ اس کے خلاف منصوبے باندھتا ہے، — اس کے بعد اس سے جو کچھ رونما ہونے والا ہے، اس سے بچتا رہ۔

اولیاء اللہ یوں تو مخلوق سے منہ موڑے رکھتے ہیں، لیکن وہ مخلوق کی طرف نظر کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے کی تکلیف اٹھاتے ہیں تا کہ انہیں امر و نہی کرتے رہیں، — اولیاء اللہ کی مثال مخلوق کے ساتھ ان لوگوں کی طرح ہے کہ جنہوں نے ارادہ کیا کہ دریا عبور کر کے بادشاہ کے ہاں جائیں، — ان میں سے جو راہ جانتے تھے وہ عبور کر گئے، — بادشاہ کے پاس پہنچے اور اس سے ملاقات کی، — بادشاہ نے دیکھا رہ جانے والے لوگ مجبور اور لاچار ہیں، — اور قریب ہے کہ ڈوب جائیں، — جس راہ سے پہلے لوگ آئے تھے، وہ جانے والے نہیں جانتے، — چنانچہ بادشاہ نے پہنچ جانے والوں کو حکم دیا کہ ان کی طرف

لوٹ جائیں، اور جس راہ میں سے وہ آئے ہیں، وہی راہ انہیں بھی بتائیں، —— بادشاہ کے حکم پر وہ لوٹ آئے، اور شاہراہ پر آ کر ان بھولے ہوؤں کو آواز دی: "یہ راہ ہے!" —— اور انکی رہنمائی کرنے لگے، —— یہاں تک کہ بھولے بھٹکے لوگ جب قریب آ گئے تو ان کے ہاتھ پکڑ لئے، —— اس مثال کی اصل یہ ارشاد باری ہے:

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ۝ (سورہ مومن)

"ایمان والے نے کہا: "اے قوم والو! میری اتباع کرو، میں تمہیں ہدایت کا راستہ بتاؤں گا۔"

تم میں سے جو عقل والا ہے، وہ دُنیا اور اولاد اور اہل اور مال اور کھانے پینے پہننے اور سواریوں اور بیویوں پر اترانا نہیں، کیونکہ یہ سب حرص ہے، —— ایمان والے کی خوشی اس کی ایمانی قوت اور یقینی قوت میں، اور اس کے دل کا قرب الٰہی کے دروازے پر واصل ہونے میں ہے، —— جان لو کہ عارف باللہ اور اللہ کی خوشنودی کے لئے عمل کرنے والے ہی دُنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں، ——

مخلوق کے ساتھ شرک کرنے والا کیسے فلاح پا سکتا ہے:

اے بیٹا! تیرا دل اور باطن کب صاف ہوں گے حالانکہ تو مخلوق کے ساتھ مشرک ہے، اور کیسے نجات پائے گا، —— ہر رات میں جس کی طرف تو جاتا ہے اس سے مدد مانگتا ہے اور اس سے شکایت کر کے بھیک مانگتا ہے، —— تیرا دل کیسے صاف ہو گا جبکہ اس میں توحید کا ایک بھی ذرّہ نہیں، —— توحید نور ہے اور مخلوق کے ساتھ شرک اندھیرا ہے، جبکہ تیرا دل تقویٰ سے خالی ہے، اس میں تقوے کا ایک بھی ذرّہ نہیں، تیری نجات کیسے ہو گی، ——

○ —— تو مخلوق کے ساتھ رہ کر خالق سے حجاب میں ہے،

○ —— سببوں میں الجھ کر سبب پیدا کرنے والے سے حجاب میں ہے،

○ —— مخلوق پر توکل اور بھروسہ کر کے حجاب میں ہے،

خالی دعوے سے کیا حاصل! —— معرفت الٰہی صرف دو صورتوں سے پائی جا سکتی ہے:

○ —— اول مجاہدہ، ریاضت اور مشقتیں اور مصیبتیں برداشت کرنے سے، —— یہ بات صالحین میں غالب اور مشہور ہے،

○ —— دوسری صورت، عطاء الٰہی! —— بغیر مشقت برداشت کئے، —— یہ طریق بہت نادر ہے۔

عطاء الٰہی مخلوق میں سے خاص لوگوں کے لئے ہے، کہ اللہ جسے اپنی معرفت و محبت عطا فرما دے، اس کے اہل و عیال اور معاش سے الگ کر دے، —— اس میں اپنی قدرت ظاہر کرے، اور لٹیروں میں سے اٹھا کر عبادت گاہ میں بٹھا دے، —— مخلوق کو اس کے دل سے نکال دے، اس کی طرف اپنے قرب کا دروازہ کھول دے اور اسے بکواس خانے سے علیحدہ کر دے، —— یہاں تک کہ اس کے لئے تھوڑی چیز کفایت کرے، اسے فہم و دانش اور غلبہ و عزت عطا کرے، —— جو کچھ دیکھے اور سنے، اس سے نصیحت کرے، سب کام اللہ کی قربت کے لئے کرے، —— ہدایت اور عنایت اور کفایت کا حکم کرے کہ وہ اس سے جدا نہ

ہوں، ---- اس کا حال ایسا ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ (سورہ یوسف)

''ایسا ہی ہے تا کہ برائی اور بے حیائی کو اس کے نزدیک نہ آنے دیں، کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔''

اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کرتا ہے اور توفیق اس کی خدمت کرتی ہے، ---- اللہ سے محبت رکھنے والا اور اسے پہچاننے والا مخلوق کو ہر انداز سے نصیحت کرتا ہے، ---- کبھی اس طرح سے کہ وہ سمجھ لیتے ہیں، اور کبھی اسطرح سے کہ وہ سمجھ نہیں پاتے،

ضعف ایمان کے وقت خاص اپنے نفس کی حفاظت کر:

اے بیٹا! ضعف ایمان کے وقت خاص اپنے نفس کی حفاظت کر، ---- ایسے میں تجھ پر اپنے اہل اور ہمسائے اور ہمسائی اور تیرے شہر اور تیرے ملک کی اصلاح کا کوئی حق نہیں، ---- جب ایمان مضبوط ہو جائے تو اپنے اور اہل و اولاد کی طرف توجہ کر، پھر مخلوق کی طرف دھیان دے، تقویٰ کی زرہ پہن لے، اپنے قلب کے سر پر ایمان کا خود رکھے، تیرے ہاتھ میں توحید کی تلوار اور ترکش میں قبولیت دعا کے تیر ہوں، ---- اور توفیق کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو، ---- تلوار چلانا اور نیزہ مارنا سیکھ لے، ---- پھر اللہ کے دشمنوں پر حملہ کر، اب ہر چھ طرف سے اللہ کی مدد اور نصرت آئے گی، اور مخلوق کو شیطان کے ہاتھوں سے نکال کر دربار الٰہی کے دروازے کی طرف لائے گا، ---- اسے جنت والوں کے عمل کا حکم دے گا اور دوزخ والوں کے عملوں سے بچائے گا، ---- حالانکہ تو نے جنت دوزخ کو پہچان لیا ہے اور دونوں کے عملوں کو جان لیا ہے، ---- جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے اس کے دل کی آنکھ سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں، یہ ان چھ طرفوں میں سے وہ جدھر بھی نظر کرتا ہے، اس کی نظر اس کے پار نکل جاتی ہے، اور کوئی چیز اس سے پردے میں نہیں رہتی، ---- اپنے دل کے سر کو اٹھاتا ہے، عرش و آسمان کو دیکھ لیتا ہے، اور جب گردن کو جھکاتا ہے تو زمین کے طبقے اور جنوں کے ٹھکانے دیکھ لیتا ہے، ---- اس کا سبب اللہ کی معرفت اور ایمان، اور علم و حکمت ہوں، ---- جب تو اس مقام پر پہنچے تو مخلوق کو آستانہ الٰہی کے دروازے کی طرف بلا۔ اس حال سے پہلے تجھ سے کچھ بھی نہ بن پڑے گا، ----

اگر مخلوق کو دعوت دے اور خود اللہ کے دروازے پر نہ ہو تو تیری دعوت کا وبال تجھی پر ہوگا، ---- اگر حرکت کرے گا تو گر جائے گا، بلندی چاہے گا تو پست ہوگا، ---- تجھے نیک بندوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، تو فقط زبان دراز ہے، ----

○ ---- دل کے بغیر خالی زبان ہے،

○ ---- باطن کے بغیر ظاہر ہے،

○ ---- خلوت کے بغیر جلوت ہے،

○ ---- قوت کے بغیر بہادر ہے،

تیری تلوار لکڑی کی اور تیر گندھک کا ہے، تو شجاعت کے بغیر بہادر بن بیٹھا ہے، — ایک معمولی تیر تجھے ہلاک کر دے گا، — ایک ننھا سا مچھر تیرے لئے قیامت برپا کر دے گا۔

اَللّٰھُمَّ قَوِّ اَدْیَانِنَا وَاِیْمَانِنَا وَاَبْدَانَنَا بِقُرْبِكَ ○ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

"الٰہی! ہمارے دین اور ایمان اور بدنوں کو اپنے قرب سے قوی کر، — اور ہمیں دُنیا میں بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں آخرت میں بھلائی عطا فرما، — اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔"

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

اٰمین ○

الحمدللہ کہ کتاب مستطاب

مواعظ محبوب سبحانی

ترجمہ اُردو الفتح الربانی

تمت بالخیر

۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

یکم اگست ۲۰۱۰ء

بروز اتوار سہ پہر چار بجے

فصل دوم

ملفوظاتِ غوثیہ

نگاہِ ولی سے زندگی عطا ہوتی ہے:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اوّل تو میرا کسی کے پاس اٹھنا بیٹھنا نہ تھا، ــــ اور اگر بیٹھنا بھی ہوتا تو اپنے ان دو تین احباب کے پاس اٹھنا بیٹھنا ہوتا جو یقین رکھنے والے اور میری موافقت رکھنے والے تھے ــــ

تجھے اگر کسی کے پاس بیٹھنا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ ــــ ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ جب وہ کسی بندے پر نگاہ ڈالتے ہیں اور اس کی طرف اپنی توجہ مرکوز فرماتے ہیں تو اسے زندگی بخش دیتے ہیں، ــــ ان کی نظر میں آنے والا شخص خواہ یہودی ہو یا عیسائی ہو خواہ مجوسی ہو، ــــ اور اگر نگاہ کی زد میں مسلمان آ جائے تو اس کے ایمان میں مضبوطی اور یقین ثابت قدمی کثیر ہو جاتی ہے، ــــ

○ ــــ جب قلب صحیح و درست ہو جائے تو نگاہ بھی صحیح ہو جاتی ہے،

○ ــــ جب قلب صحیح ہو جائے تو اللہ کے قریب ہو جاتا ہے،

○ ــــ جب وہ کسی پر نگاہ ڈالتا ہے تو نگاہِ قرب و معرفت سے نگاہ ڈالتا ہے۔

اس کی نگاہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، اس کا قرب اس کے دل میں ایک بادل بن جاتا ہے، اس کی نگاہ بجلی، اور اس کا وعظ بارش بن جاتا ہے، ــــ جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے اس کا اظہار اپنی زبان سے کرتا ہے، ــــ اس کی زبان قلم بن جاتی ہے، جو کچھ معرفت کی دوات اور علم کے سمندر سے روشنائی لیتا ہے، لکھتا ہے، ــــ اس کا وعظ نور و حکمت بن جاتا ہے، ــــ اس کے دل کی نظر اور بجلی کی سی حالت دونوں اللہ کی طرف سے ایک مضبوط جڑ سے پھوٹتے ہیں، ــــ جو احکام کی تعمیل اور ممنوعات سے منع رہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے میں ثابت قدم ہو جاتا ہے، یہ معرفت اور قرب اسے حاصل ہوتا ہے، ــــ اگر اس میں کچھ کمی باقی رہ جائے تو وہ حکم دینے والے کی طلب میں، جو کہ اصل بھیجنے والا ہے، منہ کے بل حیران پریشان پھرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کی کمیاں کوتاہیاں دور ہو جاتی ہیں، ــــ اس کا علم و قرب بڑھ جاتے ہیں، ــــ

نیک عمل وہی ہے جو محض اللہ کے لئے ہو:

اللہ کے لیے سچی طلب، نیک اعمال کے باعث ہوتی ہے، ــــ نیک عمل وہی ہے جو محض اللہ کے لیے ہو، اور اس میں کوئی شریک نہ ہو، ــــ نیک عمل تجھے تیری مراد کے راستے پر ڈال دے گا، اس میں تو دائیں بائیں ہوئے بغیر اپنے دل اور معنی اور باطن کے قدموں سے اس راستے پر سیر کرے گا، لیکن اس میں مخلوق اور دُنیا و آخرت سب سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو فقط اللہ ہی کی ذات کو چاہنے والے ہیں، ــــ اور تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح کہے گا:

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○

''اور میرے رب! میں نے تیری طلب میں جلدی اس لیے کی ہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے''۔
جو کوئی اللہ کی رضا اور اس کی ذات کا طالب ہو جاتا ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ○

''اور ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی دودھ پلانے والیاں حرام کر دی تھیں''۔

اسی طرح محبّ صادق کے دل پر ہر نئی پیدا ہونے والی مخلوق کا دودھ یعنی اس سے تربیت پانا حرام کر دیا جاتا ہے، — فنا کے بعد اسے بقا مل جاتی ہے، — غیرتِ الٰہی کی وجہ سے سب دودھ پلانے والیوں کے دودھ اس کے حق میں خشک کر دیے جاتے ہیں، اور سب چیزیں اس کے دل سے زائل کر دی جاتی ہیں (وہ صرف دستِ قدرت سے تربیت پاتا ہے) تاکہ وہ اپنے محبوب کے سوا کسی غیر کا اسیر نہ ہو جائے، — یہ مؤمن عارف ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں رہ کر اپنے صالح عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرتا رہتا ہے، — حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اس کے دل کی حضوری کے لئے اجازت کے طالب ہوتے ہیں، — یہ عارف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غلام کی طرح خدمت میں لگا رہتا ہے، — کافی عرصہ خدمت کرنے کے بعد عرض گزار ہوتا ہے:

''یا رسول اللہ! مجھے بادشاہ کا دروازہ دکھا دیں، اسی میں مشغول کر دیں، اور ایسی جگہ پر بٹھا دیں کہ جہاں سے بادشاہ کو دیکھتا رہوں، — اور میرا ہاتھ اس کے قرب کے دروازے کی زنجیر میں لگا دیں''۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی معیّت میں لے کر آستانۂ الٰہی کے دروازے کے پاس لے جاتے ہیں، — ارشادِ باری ہوتا ہے:

اے میرے محبوب! — اے سفیر!
اے رہنما! — اے معلّم! —
تیرے ساتھ کون ہے؟ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

''اے میرے پروردگار! — تو جانتا ہے کہ یہ ایک ناتواں اور کمزور بندہ ہے جس کی میں نے پرورش اور تربیت کی ہے، اسے اس آستانہ کی خدمت کے لیے چُنا ہے'' —

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عارف کے دل سے ارشاد فرماتے ہیں:

هَا أَنْتَ وَرَبُّكَ ○

''اب تو ہے اور تیرا رب!''

جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج کی شب میں جبکہ آپ کے ساتھ آسمان پر چڑھے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام دنیٰ فتدلٰی تک پہنچا دیا، عرض کیا:

هَا اَنْتَ وَرَبُّكَ ۔

''اب آپ ہیں اور آپ کا رب!''۔

ہر نماز ایسے ادا کر گویا یہ نماز آخری ہے

اے بیٹا! تو اپنی آرزو کو گھٹا دے اور اپنی حرص میں کمی پیدا کر، ـــــ ہر نماز ایسے ادا کر گویا یہ نماز آخری ہے، ـــــ کسی مؤمن کے لئے اس وقت تک سونا مناسب نہیں جب تک کہ اس کی لکھی ہوئی وصیت اس کے سرہانے تلے نہ ہو، ـــــ اللہ اگر اسے عافیت کے عالم میں بیدار کر دے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے، ورنہ اس کے گھر والے اس کی لکھی ہوئی وصیت پا لیں گے، جس کے مطابق فائدہ اٹھالیں گے اور اس کے لئے رحمت کی دعا کریں گے۔

اے بیٹا! تیرا کھانا پینا، اپنے اہل وعیال میں رہنا سہنا اور اپنے دوستوں سے ملنا ملانا دنیا سے رخصت ہونے والے کی طرح ہونا چاہئے جس کا سب کچھ غیر کے قبضے میں ہو، ـــــ اس کا حال ایسا کیوں نہ ہو کہ مخلوق میں سے چند ایک لوگ ایسے ہیں جنھیں وہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے جو ان کے لئے غیب میں ہے، وہ یہ کہ:

○ ـــــ ان کے لئے کیا ہونا طے پایا ہے،

○ ـــــ ان کے ذریعے کیا کچھ ہونا ہے،

○ ـــــ ان کی موت کب واقع ہوگی؟

یہ سب باتیں ان کے دل کے خزانے میں پوشیدہ ہوتی ہیں، ـــــ یہ سب باتیں وہ اس طرح سے کھلی دیکھتے ہیں جیسے تم اس آفتاب کو دیکھتے ہو، ـــــ ان کی زبانیں اس کا اظہار نہیں کرتیں، ـــــ اس کی خبر پہلے باطن کو ہوتی ہے، پھر دل کو، ـــــ پھر دل، نفسِ مطمئنہ کو خبر کر دیتا ہے اور اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کر دیتا ہے، ـــــ نفس اس امر پر مؤدب ہونے اور دل کی خدمت گزاری اور اس کی معیت میں رہنے کے بعد خبردار ہوتا ہے، ـــــ مجاہدے اور تکلیفیں برداشت کر کے اس کا اہل ہوتا ہے اور پھر اس مقام پر پہنچتا ہے، ـــــ چنانچہ زمین پر وہ اللہ کا نائب اور خلیفہ بن جاتا ہے، ـــــ وہ اللہ کے اسرار کا دروازہ ہوتا ہے جن کے پاس ان دلوں کے خزانوں کی چابیاں آ جاتی ہیں جو اللہ کے خزانے ہیں، ـــــ یہ ایسی چیز ہے جو مخلوق کی سمجھ سے کہیں بلند ہے۔ عارف باللہ میں جو باتیں ظاہر ہوتی ہیں، وہ:

○ ـــــ اللہ کے پہاڑ کا ایک ذرّہ،

○ ـــــ اس کے دریا کا ایک قطرہ،

○ ـــــ اس کے آفتاب کا ایک چراغ ـــــ ہوتی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْتَذِرُ اِعْتِذَارًا اِلَيْكَ مِنَ الْكَلَامِ فِیْ هٰذِهِ الْاَسْرَارِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ ○

''الٰہی! میں تیرے اسرار کے بارے میں بات کرنے سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف عذر پیش کرتا ہوں، اور تو جانتا ہے کہ میں مغلوب ہوں''۔

اللہ کے ایک ولی نے فرمایا کہ جس بات پر تجھے معذرت کرنا پڑے اس سے خود کو بچانا چاہئے، مگر میں جب اس کرسی پر بیٹھ جاتا ہوں تو تم سے غائب ہو جاتا ہوں' اور جس سے عذر چاہنے کی ضرورت پیش آئے وہ میرے دل کے سامنے باقی ہی نہیں رہتا، — اور جس کی وجہ سے میں تم پر کلام کرنے سے غیرت کروں، — میں تمہارے پاس ایک بار بھاگا اور تم ہی میں پھر آپڑا، — میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ ہر رات نئی جگہ گزاروں، اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف، اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف سیر کرتا رہوں اور مسافرت کے عالم میں خود کو چھپائے رکھوں حتیٰ کہ موت کا وقت آجائے۔

یہ تو ارادہ میرا تھا جبکہ اللہ کا ارادہ اس کے برخلاف تھا جو کہ ہوا، — اور جس سے بھاگا تھا وہیں آپڑا۔

دل کی دُرستی اور تکوین کا میدان:

دل جب درست ہو جاتا ہے، اور آستانۂ الٰہی پر اس کے قدم جم جاتے ہیں تو وہ تکوین کے میدان اور اس کے جنگلوں اور دریاؤں میں جا پڑتا ہے، —

- — کبھی اس کا سرانجام اس کے کلام سے ہوتا ہے،
- — کبھی اس عارف کی ہمّت سے، اور
- — کبھی اس کی توجہ سے،

یہ اللہ کا فعل بن جاتا ہے، — یہ یکسو ہو جاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے، اور وہی باقی رہتا ہے، — تم میں سے اس کی تصدیق کرنے والے کم ہیں، جبکہ اکثریت تکذیب کرنے والوں کی ہے، — اس کی تصدیق کرنا اور اس پر عمل کرنا انتہائی مقام ہے، —

صالحین کا انکار کرنے والا منافق اور دجال ہے:

اہل اللہ میں سے صالحین کے حالات کا انکار وہی کرتا ہے جو منافق ودجال ہو، اور اپنی خواہش پر سوار ہو، — یہ امر صحیح اعتقاد اور اس کے بعد عمل کرنے پر منحصر ہے، جو ظاہر شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے، اسے اللہ کی معرفت کا وارث بنا دیا جاتا ہے اور اس سے آگاہ کر دیا جاتا ہے، — حکم، اس کے اور مخلوق کے بیچ میں ہوتا ہے، جبکہ علم، اس کے اور خالق کے درمیان، — اس کے ظاہری اعمال، باطنی اعمال کے مقابلے میں ایک ذرّے کی مانند ہو جاتے ہیں، — اس کے اعضاء سکون میں ہوتے ہیں جبکہ دل سکون نہیں کرتا، — اس کی ظاہری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے اور ذکر کرنے میں لگا رہتا ہے، —

اللہ کے ایک ولی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی جس پر ذکر کر رہے تھے، آنکھ لگ گئی، کچھ دیر بعد آنکھ کھلی، تسبیح پر نظر پڑی تو دیکھا کہ تسبیح کے دانوں پر ان کی انگلیاں چل رہی ہیں، اور زبان پر اللہ کا ذکر برابر جاری ہے،

○ — اس کے دل کو عمل کا حکم ملتا ہے، وہ عمل میں لگ جاتا ہے،

○ — اس کے باطن کو عمل کا حکم ملتا ہے، وہ عمل میں لگ جاتا ہے،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ والوں کے لئے اس کے سوا اور بھی عمل ہیں، جو وہ کرتے رہتے ہیں''۔

ظاہری عمل اعضاء کے اعتبار سے عام لوگوں کے لئے ہیں، جبکہ باطنی عمل دلوں اور باطنی اعتبار سے خاص بندوں کے لئے ہیں، — اندرون خانہ ہونے والے راز و نیاز ان کے اور خالق کے درمیان ہوتے ہیں، جن پر اوروں کو خبر نہیں ہوتی، — اتنے قرب کے باوجود یہ خوف کے قدم پر کھڑے ڈرتے رہتے ہیں:

○ — کہیں دوسروں کی طرح ان کے حالات نہ بدل دیئے جائیں،

○ — کہیں انہیں قرب کے مرتبہ سے ہٹا نہ دیا جائے،

○ — کہیں ان کے قلب مسخ نہ کر دیئے جائیں،

○ — کہیں ان کے چاند سورج گرہن میں نہ آ جائیں،

○ — کہیں ان کے پاؤں پھسل نہ جائیں،

یہ ہمیشہ انہی خیالوں میں پڑے قربِ الٰہی کے آستانہ کی زنجیر سے لٹکے رہتے ہیں اور اس کے دامنِ رحمت کو تھامے یہی التجا کرتے رہتے ہیں:

رَبَّنَا لَا نُرِيْدُ بَقَاءَ الْإِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا بِذٰلِكَ قَدْ تَمَسَّكْنَا بِذَيْلِ رَحْمَتِكَ فَلَا تُخَيِّبْ ظَنَّنَا فِيْكَ كَوِّنْ لَنَا ذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا قُلْتَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

''اے ہمارے رب! ہم تجھ سے دُنیا و آخرت کچھ نہیں چاہتے بلکہ ہم دین میں عفو و عافیت چاہتے ہیں، — اور ہم ایمان و معرفت کی بقاء کے طالب ہیں، تو یہ بطور صدقہ ہمیں عطا فرما، — ہم نے تیری رحمت کا دامن تھام لیا ہے، ہم تیرے ساتھ جو گمان رکھتے ہیں، ہمیں اس میں خائب و خاسر نہ کر دینا، — تو ہماری اس مراد کو پورا فرما دے، کیونکہ تو جب کسی امر کا ارادہ کر لے تو اسے کُن فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے''۔

اولیاءاللہ کے اقوال وافعال میں اتباع کرو:

اے لوگو! اولیاء اللہ کے اقوال اور افعال میں اتباع کرو، ان کی خدمت میں رہو اور اپنی جانوں اور مالوں سے ان کا قرب حاصل کرو، — جو کچھ تم ان کے سپرد کرو گے، وہ ان کے پاس تمہارے لئے محفوظ رہے گا، کل (روزِ محشر) تمہاری وہ امانتیں تمہارے حوالے کر دیں گے، — تو رزق میں وسعت کی تمنا کرتا ہے حالانکہ اللہ کے سابقہ علم میں اس کے لئے تنگی لکھی جا چکی ہے، — تجھ پر اس لئے ناراضی کا اظہار کیا گیا ہے کہ تو ایسی چیز کے لئے سوال کرتا ہے جو تیرے نصیب میں نہیں لکھی گئی، — تو

دُنیا کی طلب میں کب تک کوشش وحرص کرتا رہے گا، حالانکہ قسمت میں لکھے سے زیادہ تجھے ملنے والا نہیں۔

اولیاءاللہ کے قدم طاعت پر کھڑے رہتے ہیں، ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں، ــــ جبکہ تم معصیت کے قدم پر کھڑے ہو اور تمہارے دل کو کوئی خوف نہیں، ــــ یہ خود فریبی ہے، ڈرو اس بات سے کہ کہیں اچانک گرفت میں نہ آ جاؤ اور تم فریب میں پڑے رہ جاؤ، ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى كُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَهْلِهَا ۝

''ہر کام میں اس کام کے ماہر اور صالح لوگوں سے مدد لیا کرو''۔

یہ عبادت ایک بہت بڑا کام ہے، اس کے لائق اور اہل وہ لوگ ہیں جو:

○ ــــ عملوں میں اخلاص کرنے والے ہیں،

○ ــــ شرعی احکام کے جاننے اور ان پر عمل کرنے والے ہیں،

○ ــــ اللہ کی معرفت کے بعد خلقت سے الگ ہو جانے والے ہیں،

○ ــــ اپنی جانوں اور مالوں اور اولاد اور سبھی ماسوا اللہ سے بھاگنے والے ہیں،

○ ــــ دربارِ الٰہی میں اپنے دلوں اور باطنوں کے قدموں پر کھڑے رہنے والے ہیں،

ان کے جسم مخلوق کے درمیان آبادی میں ہوتے ہیں جبکہ دل جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں ہوتے ہیں، وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں، ــــ حتیٰ کہ ان کے دلوں کی پرورش ہو جاتی ہے، ان کے بازوؤں میں مضبوطی آ جاتی ہے، ــــ آسمان کی طرف پرواز کرنے لگتے ہیں، ان کی ہمتیں بلند ہو جاتی ہیں، ــــ ان کے قلوب اُڑنے لگتے ہیں اور اللہ کے قریب جا پہنچتے ہیں، اور وہ ان لوگوں سے ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ (سورہ جن)

''اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چُنے ہوئے پسندیدہ ہیں''۔

جب تیرا ایمان یقین کے درجے پر پہنچ جائے گا، تب تیری معرفت علم بن جائے گی، اور تو خدائی خدمت گار بن جائے گا، ــــ اہلِ ثروت سے لے کر فقیروں کو دیا کرے گا، پکوان خانہ تیرا ہو جائے گا، اور تیرے قلب و باطن کے ذریعے لوگوں کا رزق جاری ہوگا۔

اے منافق! جب تک تو اس حال تک نہ پہنچے تجھ میں کوئی کمال نہیں ہو سکتا، ــــ تجھ پر افسوس ہے! تو نے حکم و علم کے جاننے والے کسی شیخ متقی، زاہد و عالم کا ہاتھ پر تہذیب نہیں پائی، ــــ

تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایسی چیز کا طالب ہے جو تجھے ملنے والی نہیں، ــــ جب دُنیا ہی بغیر کسی محنت و مشقت کے حاصل نہیں ہو سکتی، تو اللہ کے پاس سے معرفت ولایت کسی ریاضت کے بغیر کیسے حاصل ہو سکتی ہے، ــــ تیری ان لوگوں سے شناسائی کہاں

ہے اور کیا نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کثرتِ عبادت کی اپنے کلامِ محکم قرآن مجید میں یوں تعریف فرمائی ہے:

كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (سورہ الذاریات)

''وہ راتوں میں بہت کم سوتے اور رات کے پچھلے پہر استغفار کیا کرتے ہیں''۔

اللہ نے جب اپنی عبادت میں ان کی سچائی کو جان لیا تو ان کے لئے ایسی ایسی ہستیاں پیدا فرما دیں جو انہیں خبردار کرتی رہیں، اور ان کے بچھونوں سے انہیں اٹھاتی رہیں، —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ، جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے:

''اے جبرائیل! تو فلاں کو جگا کر کھڑا کر دے، اور فلاں کو سلا دے''۔

اس کے دو معنی ہیں:

(۱) ایک یہ کہ فلاں کو کھڑا کر کیونکہ وہ اپنی عبادت میں سچا ہے، مخلوق سے بھاگنے والا ہے، —— اس سے تکلیف اور نیند کو دفع کر دے اور تو فلاں کو سلا دے کیوں کہ وہ نہایت جھوٹا اور منافق اور باطل در باطل اور سراسر لعنت کا مستحق ہے، اس پر اونگھ مسلط کر دے تا کہ میں کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں میں اس کا چہرہ نہ دیکھوں، ——

(۲) دوسرے معنی یہ ہیں کہ اے جبرئیل! فلاں کو اٹھا دو کہ وہ محبّ اور طالب ہے، اور تکلیف اٹھانا محبّ اور محبت کی شرط ہے، —— اور فلاں کو سلا دے کیونکہ وہ محبوب ہے اور محبوب کے لئے راحت شرط ہے، —— وہ سلایا جاتا ہے اور اسے راحت دی جاتی ہے، کیونکہ اس نے عبادت میں دن کو رات سے ملا دیا ہے، —— اس نے اپنا اقرار اور وعدہ پورا کر دکھایا ہے اور اپنی محبت کو ثابت کر دیا ہے، —— چنانچہ جب اس نے اپنا عہد و اقرار صحیح کر لیا اور اسے پورا کر دکھایا، اب اللہ کے عہد کے پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے، کیونکہ وہ اپنی راہ میں دُکھ اٹھانے والوں کا اپنی معیّت میں راحت کا ضامن ہے، ——

اللہ کی راہ میں اولیاء اللہ کے قدموں کا سیر جب انتہاء پر پہنچ جاتا ہے تو وہ خواب میں وہ چیزیں دیکھنے لگتے ہیں جو انہوں نے جاگتے نہ دیکھی تھیں، ——

○ —— انہوں نے روزے رکھے اور نمازیں ادا کیں،

○ —— بھوکے رہے، عزت گنوا کر اپنے نفسوں سے جہاد کیا،

○ —— طرح طرح کی عبادتوں میں رات دن ایک کر دیئے،

حتیٰ کہ انہیں جنت حاصل ہو گئی، —— جنت مل جانے کے بعد انہیں کہا گیا کہ راستہ یہ نہیں اور ہے، اور وہ اللہ کی طلب ہے، چنانچہ ان کے اعمال ظاہری سے قلبی ہو گئے، —— اللہ تک پہنچ کر ان کے دل مضبوط اور راسخ قدم ہو گئے اور وہاں ٹھہر گئے، —— جسے اپنے مطلوب کی خبر ہو جاتی ہے، اسے اللہ کی اطاعت میں اپنی قوتوں اور کوششوں کا خرچ کرنا آسان ہو جاتا۔

ہے، ــــ مسلمان ہمیشہ غم اور تکلیف میں ہی رہتا ہے جب تک کہ اللہ سے ملاقات نہیں کر لیتا۔

مریدی کا دعویٰ اور شیخ پر بے اعتباری:

تجھ پر افسوس ہے کہ تجھے میرا مرید ہونے کا دعویٰ ہے اور اپنا مال مجھ سے چھپا کے رکھتا ہے، ــــ تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، ــــ خود کو شیخ کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے مرید کے لئے نہ قمیص ہوتی ہے نہ عمامہ اور نہ سونا اور نہ مال، ــــ وہ سب کچھ اپنے شیخ کا ہی جانتا ہے، وہ اس کے حکم سے اسی کے طباق پر کھاتا پیتا ہے، ــــ وہ اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اور شیخ کے حکم و منع کا منتظر رہتا ہے، ــــ وہ اس حکم و منع کو اللہ کی طرف سے جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ مرید کی سب مصلحتیں شیخ کامل کے ہاتھ پر ہوتی ہیں، اس کی رسی کو بٹنا بھی اسی کے اختیار میں ہے، ــــ اگر تو اپنے شیخ پر تہمت لگائے تو اس کی صحبت میں نہ بیٹھ، اس لئے کہ اس حالت میں شیخ کی صحبت اختیار کرنا تیرے لیے درست نہ ہوگا، اور نہ اسکا مرید ہونا تیرے لئے فائدہ مند ہوگا، ــــ مریض اگر طبیب پر انگلی اٹھائے تو نہ اس کا معتقد ہوگا اور نہ اس کے علاج سے شفا یار ہوگا۔

قرآن وسُنّت کو لازم پکڑ:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوق میں جس کا زُہد درست ہوتا ہے اس کی طرف مخلوق کی رغبت درست ہو جاتی ہے، اور وہ اس کے کلام اور اس کی طرف نظر کرنے سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ــــ جس وقت تو اللہ کے علم و معرفت سے جاننے پہچاننے لگے گا، تب ان کی صفتیں تجھ سے غائب ہو جائیں گی، ــــ جن اور انسان اور فرشتے تجھ سے معدوم ہو جائیں گے، ــــ تیرا دل دوسری صفت کے ساتھ متصف کر دیا جائے گا، ــــ اسی طرح تیرا باطن تجھ سے الگ ہو جائے گا اور تیرے وجود کا پوست جو کہ بنی آدم کی عادت کا پوست ہے، تجھ سے دور ہو جائے گا، ــــ شرعی حکم آ کر تیری قمیص بن جائے گا، اسے پہن کر ساری زمین پر پھرا کرے گا اور اپنے نفس اور خلقت کو احکام الٰہی بتائے گا، ــــ اور علم ربانی آ کر تیرے قلب و باطن کا پہناوا بن جائے گا، ــــ تو اس چیز کو لازم پکڑ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں یعنی قرآن و حدیث، ــــ کیونکہ جو ان دونوں کو چھوڑ دے گا وہ زندیق یعنی بے دین ہو جائے گا اور اسلام کے دائرے سے نکل جائے گا، ــــ آخرت میں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور دُنیا میں عذاب ہوگا، ــــ

شریعت کی اتباع لازم اور معرفتِ الٰہی کی جڑ ہے

عارف کے دل کے لئے شرعی احکام کی مضبوطی اور آستانہ الٰہی پر جم جانے کے بعد ایک اور چیز جو اللہ اور اس کے درمیان میں ہوتی ہے، حاصل ہو جاتی ہے، ــــ جس کی بنا پر وہ اس بات کا اہل ہو جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور اس کی بات کو سُنا جائے، ــــ اسی لئے جو لوگ شرعی احکام کے پابند نہیں ہیں، ان کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ شریعت کی اتباع لازم ہے اور معرفت الٰہی کی جڑ ہے، ــــ جس نے اسے عمل و اخلاص سے مضبوط کر لیا اور اس نے مخلوق کو اس کی تعلیم دی، اللہ کے ہاں وہ بڑے مقام والا ہو گیا، ــــ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ وَعَلِمَ وَعَلَّمَ دُعِیَ فِی الْمَلَکُوْتِ عَظِیْمًا ○

''جس نے علم سیکھا، اور اس پر عمل کیا اور اوروں کو سکھایا، ملکوت اعلیٰ میں اُسے ''عظیم'' پکارا جائے گا''۔

جہالت میں گوشہ نشینی سراسر خرابی ہے:

تو اپنی خانقاہ میں جہالت کے ساتھ گوشہ نشیں نہ ہو، ایسی گوشہ نشینی سراسر خرابی ہے، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پہلے فقہ سیکھ، پھر گوشہ نشینی اختیار کر''۔

تیرے لائق نہیں ہے کہ تو ایسی حالت میں گوشہ نشینی اختیار کرے کہ:

○ — زمین پر ایک بھی ایسا شخص ہو جس سے تو ڈرتا ہو،

○ — یا اس شخص سے کوئی اُمید لگائے ہوئے ہو،

اللہ کے سوا تیرے لئے کوئی اور ذات ایسی نہ ہونی چاہئے جس سے تجھے خوف اور کوئی اُمید ہو، — میں تو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس کے دین پر قائم رہنے کے لئے اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا، — اللہ کے دین پر قائم رہنا اور دین کی مدد کسی اور کے لئے نہیں فقط اللہ کی ذات کے لئے ہے، — دین کی وہ آواز جو دین کے قلب و باطن سے نکلتی ہے، صدیق سنتا ہے، کہ جب عام لوگ:

○ — اللہ کے دین کی حدیں پھلانگ جاتے ہیں،

○ — ممنوعات کو اختیار کر لیتے ہیں،

○ — احکام کو چھوڑ کر پس پشت ڈال دیتے ہیں،

وہ دین کی چیخ و پکار سن کر اس کی فریاد رسی پر کمربستہ ہو جاتا ہے، اور کھڑے ہو کر پوری طرح سے اس کی مدد میں لگ جاتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہے، — وہ دین کی خیر خواہی کرتا ہے اور اس کی طرف سے مدافعت کرتا رہتا ہے، — یہ سارے کام فقط اپنے اللہ کی قوت اور مدد سے کرتا ہے، اس میں اس کے نفس اور خواہش اور عادت اور تکبر اور جہالت اور نفاق کی قوت کا کچھ دخل نہیں ہوتا، —

عبادت یہ ہے کہ عادت کو ترک کر دیا جائے، نہ کہ عادت کو عبادت بنا لیا جائے، — حتیٰ کہ وہ مجسم عبادت بن جائے۔

دُنیا و آخرت اور مخلوق سے تعلق توڑ کر اللہ سے جوڑ لو

اولیاء اللہ نے دُنیا و آخرت اور مخلوق سے تعلق توڑ لیا اور اللہ کے ساتھ تعلق جوڑ لیا، — تم اپنے کھوٹے سکے نہ پیش کرو کیونکہ پرکھنے والا سمجھدار ہے، وہ کسوٹی پر جانچے بغیر تم سے نہ لے گا، — تمہارے پاس جو کھوٹ ہے، اسے پھینک دو اور اسے کچھ نہ جانو، اس کی کچھ قدر نہیں، — تم سے وہی مال لیا جائے گا جسے بھٹی میں ڈال دینے سے اس کی ملاوٹ اور میل کچیل دور ہو

جائے، — یہ نہ سمجھو کہ یہ کام آسان ہے، — تم میں سے اکثر منافق نکلتے ہیں حالانکہ وہ اخلاص کا دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں، — اگر پرکھنے کا مرحلہ نہ ہوتا تو وہ منافق بہت دعوے دار بن جاتے، — دعوے، بہت سے ہوتے ہیں:

- — حلم اور تحمل کا دعویٰ کرنے والے کو غصے اور غضب سے پرکھتا ہوں،
- — کرم اور سخاوت کا دعویٰ کرنے والے سے کچھ مانگ کر پرکھتا ہوں،
- — جو بندہ جس چیز کا دعویٰ کرے، اسے اس کی ضد سے پرکھتا ہوں،

تم اپنی ذات سے لالچ اور حرص کو دور کر دو اور اپنے سب احوال میں تقویٰ اختیار کرو، — اللہ کی ذات متقیوں کے لیے ہے، — تم اصل میں شرک سے اور فرع میں معصیت سے بچو، پھر قرآن وسنّت کی رسیوں کو مضبوطی سے تھام لو اور انہیں اپنے ہاتھوں سے نہ چھوڑو، — اللہ کریم ہے، وہ اپنے بندوں پر دو خوف جمع نہیں کرتا، —

اولیاء اللہ کا خوف کیا ہے؟:

اولیاء اللہ کا خوف دُنیا میں کھانے پینے، ان کے پہننے اور نکاح، اور سب تصرّفات میں مقدم ہو چکا ہے، — انہوں نے حرام اور مشکوک چیزوں کے ساتھ ساتھ بہت سی حلال چیزیں اللہ کے حساب اور عذاب کے خوف سے چھوڑ دیں، — اپنے کھانے پینے اور دیگر تمام احوال میں انہوں نے تقویٰ اختیار کر لیا، — دُنیا میں سب چیزیں زُہد کے طریق پر چھوڑ دیں، — ان کی طبیعتوں میں جب زُہد نے قرار پکڑ لیا تو وہ معرفت بن گیا، معرفتِ الٰہی نے جب قرار پکڑ لیا تو علم الٰہی حاصل ہو گیا، اور وہ علم ان کے سروں کا تاج بن گیا، — چنانچہ حرام اور مشکوک اور مباح چیزیں ازخود ان سے برطرف ہو گئیں، اور ان کے پاس فقط وہ حلال باقی رہ گیا جو ان صدیقین کے لئے حلال ہے جنہیں اس کا غم نہیں اور نہ وہ ان کے دل میں خطرہ بن کر گزرتا ہے۔

دُنیا و آخرت کا چھوڑنا اور مقام قرب و احسان میں پہنچ جانا:

دُنیا و آخرت کو چھوڑ کر جب بندہ ماسویٰ اللہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے، اور اس کا دل مقامِ قرب و احسان ولطفِ الٰہی میں پہنچ جاتا ہے، تو کھانا پینا اور پہننا یا کسی اور چیز کے حصول کے لئے بندے کی جو مصلحتیں ہیں، اللہ تعالیٰ اسے ان کی تکلیف نہیں دیتا، — اس بندے کا دل ان مصلحتوں میں مشغول ہونے سے پاک ہو جاتا ہے، — دربارِ الٰہی کے مقرّبین کے دل ہمیشہ قرب و علم کی خاص درس گاہ میں رہتے ہیں، — ان کے دلوں اور باطنوں کو وہاں تمام ارادوں سے فنا ہو جانے اور اپنے آپ کو اللہ کے سامنے ڈال دینے کی تعلیم دی جاتی ہے، — چنانچہ اللہ تعالیٰ خود ان کا متولی بن جاتا ہے اور انہیں کسی دوسرے کے حوالے نہیں کرتا، — یہ باتیں عام لوگوں کی سمجھ اور اس کے ظاہر سے باہر ہیں۔

اللہ ان اولیاء کو فنا کر دیتا ہے، پھر جب چاہتا ہے انہیں زندہ کر دیتا ہے اور مخلوق کی طرف لوٹا دیتا ہے، — علمِ ثانی سے علم اوّل کی تائید ہوتی ہے، —

○ — اوّل جہل ہے، پھر علم، — پھر عمل، — اس کے بعد اخلاص،
○ — پھر دوسرا علم ہے اور دوسرا عمل، — اوّل خاموشی ہے پھر گویائی،
اوّل تیری ہستی کا فنا ہو جانا ہے، پھر اسی کے ساتھ موجود ہو جانا، —

سب چیزیں اللہ کا لشکر اور اس کا گروہ ہیں:

اے مردہ دلو! میرے پاس تمہارا بیٹھنا کس کام کا ہے!
اے دُنیا اور بادشاہوں کے بندو!
اے امیروں کے غلامو!
اے گرانی و ارزانی کے بندو!

تم پر افسوس ہے، — اگر گندم کے ایک دانے کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو بھی صاحب ایمان کو کچھ پرواہ نہ ہو گی، — نہ اس کا رزق اسے اس کے یقین کی قوت کی وجہ سے اور نہ اللہ پر بھروسے کی وجہ سے اسے فکر میں ڈالتا ہے۔

اے مخاطب! تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کر، یہاں سے ہٹ جا، دور ہو جا، — سب چیزیں اللہ کا لشکر اور اس کا گروہ ہیں، — مخلوق سے منہ پھیرنا حق ہے اور خالق کے ساتھ مشغول ہونا، بہت زیادہ اور بڑا حق ہے، — میرا نہیں خیال کہ میرے کہے کو تم سمجھو گے، تمہیں چاہیئے کہ توحید کی دلیلیں سمجھو اور صدیقین اور اولیاء کی باتوں پر دھیان دو اور انہیں سنو، — ان کی باتیں وحی الٰہی کی طرح ہیں، وہ اللہ کی طرف سے اسی کے حکم سے بولتے ہیں، — اللہ تعالیٰ انہیں کمینے عوام کے حکموں سے مختلف اور الگ تھلگ خاص حکم دیا کرتا ہے، ان کی باتیں عوام کی سی نہیں ہوتیں، —

تو سراپا ہوس ہے، کتابوں سے جمع کر کے وعظ کہتا ہے، —
○ — اگر تیری کتاب ضائع ہو گئی تو کیا کرے گا،
○ — یا تیری کتابوں میں آگ لگ جائے تو کیا کرے گا،
○ — یا وہ چراغ بجھ جائے جس سے تو کتاب دیکھتا ہے، تو کیا کرے گا،
○ — جب تیرا گھڑا ٹوٹ جائے اور اس میں جو پانی ہے، بہہ جائے تو بتا کیا کرے گا،
○ — تیری انگیٹھی اور کوئلے اور دیا سلائی اور چشمہ کہاں ہے جس سے تو کام لے گا،

جو بندہ سیکھتا ہے اور اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے تو نورِ الٰہی اس کے دل میں چقماق اور چشمہ بن جاتا ہے، جس سے وہ خود اور دوسرے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

اے شور و غل مچانے والو!
اے نفسوں اور خواہشوں کے ہاتھوں سے جمع کردہ کتابوں کے تابعدارو!

تم پر افسوس ہے کہ تم خاص لوگوں سے جھگڑتے ہو، تم شکست کھاؤ گے اور ہلاک ہو جاؤ گے اور اپنی مراد کو نہ پہنچ سکو گے، ـــ تمہاری کوششوں سے تقدیر اور علم ازلی میں کیسے تبدیلی آ سکتی ہے، ـــ تم مؤمن و مسلمان بنو، کیا تم نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ○

''وہی جنتی ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے''۔

اسلام کی حقیقت کیا ہے:

اسلام کے معنی استسلام ہے، جس کے معنی ہیں: سر تسلیم خم کر دینا، خود کو حوالے کر دینا، ـــ اولیاء اللہ نے اللہ کے سامنے اپنے سر جھکا دیئے ہیں، ـــ اور چوں چرا، اور کر، اور نہ کر، کو بھلا دیا ہے، ـــ وہ طرح طرح کی طاعتیں کرتے ہیں اور اس کے سامنے خوف کے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں، ـــ ان پر ہر وقت خوف طاری رہتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی، ارشاد فرمایا:

یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَةٌ ○

''وہ کچھ بھی کریں ان کے دل ڈرے رہتے ہیں''۔

میرے احکام پر عمل کرتے رہتے ہیں اور ممنوعات سے بچتے رہتے ہیں، اور میری بلا پر صبر سے کام لیتے ہیں، اور میری بخشش پر شکر گزار ہوتے ہیں، ـــ اور اپنی جانوں اور مالوں اور اولادوں اور آبروؤں کو تقدیر الٰہی کے ہاتھوں میں حوالے کرتے ہیں، اور ان کے دل مجھ سے خوفزدہ رہتے ہیں، ـــ

عارف باللہ آخرت سے جب زُہد کرنے لگتا ہے تو آخرت سے کہتا ہے:

''تو مجھ سے دور ہو جا کیونکہ میں اللہ کے دروازے کا طالب ہوں، ـــ تو اور دُنیا میرے لئے ایک ہیں، ـــ دُنیا مجھے تجھ سے روکتی تھی، اور تو مجھے اللہ سے روکتی ہے، ـــ جو مجھے اللہ سے روکے، اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں''۔

تم اس کلام کو سنو، یہ اللہ تعالیٰ کے علم کا مغز ہے، ـــ اور اللہ کو اپنی مخلوق سے اور مخلوق سے متعلق اس کا جو ارادہ و مقصود ہے، اس کا خلاصہ ہے، ـــ اور یہ نبیوں، رسولوں اور ولیوں اور صالحوں کا واقعی حال ہے، ـــ

اے دُنیا و آخرت کے بندو!

تم دیواریں ہو اور اللہ اور اس کی دُنیا و آخرت سے شناسا نہیں ہو، ـــ

○ ـــ تیرا بُت دُنیا ہے،

○ ـــ تیرا بت آخرت ہے،

○ ـــ تیرا بت مخلوق ہے،

○— تیرا بت دُنیا کی شہوتیں اور لذتیں ہیں،

○— تیرا بت تعریف اور بُرائی ہے،

○— تیرا بت خلق کی قبولیت ہے کہ وہ تجھے مقبول کردے،

اللہ کے سوا ہر شے بت ہے، —— اولیاء اللہ صرف ذاتِ الٰہی کا ارادہ کرتے ہیں اور اسی کے طالب ہیں، اللہ کے دروازے پر دُنیا و آخرت کی نعمتیں حوالے کر دی جاتی ہیں، طبیب ان میں سے جو چاہے لے لے اور مریض کو کھلا تا رہے۔

منافق پر قیامت کا قائم ہونا:

اے منافقو! اس بارے میں تمہیں کچھ علم نہیں، منافق تو اس میں سے ایک حرف بھی سننے کی طاقت نہیں رکھتا، اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے، —— کیونکہ وہ حق کے سننے کی قدرت نہیں رکھتا، —— میرا کلام حق ہے اور میں حق پر ہوں، —— میرا کلام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، میری طرف سے نہیں، —— شریعت کی طرف سے ہوتا ہے نہ کہ ہوا و ہوس سے، لیکن تیری بیمار سمجھ کے لئے مصیبت ہے۔

موت کے وقت مؤمن پر حجاب اُٹھ جاتے ہیں:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے:

○— علم سیکھا اور اس پر عمل نہ کیا، لہٰذا تیرا علم تجھے کیا فائدہ دے گا،

○— جوانی کے عالم میں شیوخ کی خدمت نہ کی تو بڑھاپے میں پہنچ کر ان کی خدمت کیسے کرے گا،

موت کے وقت مؤمن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اُٹھ جاتے ہیں، چنانچہ اس کے لئے جنت میں جو جو نعمتیں ہیں، انہیں دیکھتا ہے، حورعین اور غلمان اشارے کرتے ہیں، اس کی طرف جنت کی خوشبو پہنچتی ہے، —— اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ کیا تھا، ——

بعض ایمان والے ایسے بھی ہیں جو یہ سب موت سے پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں، اور وہ اللہ کے خاص و مقرب اور یکتا و فرد اور مطلوب بندے ہیں، ——

قضائے الٰہی کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا:

اے اللہ کی ذات پر اعتراض کرنے والے!

افسوس ہے تو پاگل پن کی باتیں نہ بکا کر، قضائے الٰہی کو نہ کوئی ردّ کرنے والے ردّ کر سکتا ہے، اور نہ کوئی رد [illegible] سکتا ہے، —— تو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے، تو راحت پائے گا، یہ دن رات کا ردّ کرنا تیرے امکان میں نہیں ہے، تو خوش ہو یا نہ ہو، رات نے آنا ہے آکے رہے گی، —— ایسے ہی دن کا معاملہ ہے، تیری منشاء کے خلاف یہ دونوں ضرور آئیں گے، —— اسی طرح سے تیرے نفع و نقصان کی ہر وہ چیز جسے اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے، ضرور آکے رہے گی، ——

○ — جب محتاجی کی رات آئے تو اسے تسلیم کر اور ثروت کے دن کو رخصت کر دے،
○ — جب مرض کی رات آئے تو اسے تسلیم کر اور صحت وعافیت کے دن کو رخصت کر دے،
○ — جب تیری ناپسندیدہ رات آئے تو اسے تسلیم کر اور صحت، پسندیدگی اور خوشی کے دن کو رخصت کر دے،

تو مرضوں اور بیماریوں اور بے آبروئی کی راتوں کا خوش دلی سے استقبال کیا کر، اور قضاء وقدر اور مقدراتِ الٰہی میں سے تو کوئی چیز ردّ نہ کر، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا، — تیرا ایمان جاتا رہے گا اور تیرا باطن مر جائے گا، — اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب میں ارشاد فرمایا:

اَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مَنِ یَسْتَسْلِمْ لِقَضَآئِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَشَکَرَ نَعْمَآئِیْ کَتَبْتُهٗ عِنْدِیْ صِدِّیْقًا وَمَنْ یَسْتَسْلِمْ بِقَضَآئِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ نَعْمَآئِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔

''میں وہ معبود ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، — جو میری قضا کو تسلیم نہیں کرتا، اور میری بلا پر صبر نہیں کرتا، اور میری نعمتوں پر شکر نہیں کرتا، پس وہ میرے سوا کوئی اور ربّ تلاش کرے''۔

جب تو قضا الٰہی پر راضی نہ ہو اور بلا پر صبر نہ کرے، اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے، پھر تیرے لئے کوئی ربّ نہیں ہے، — تو اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا تلاش کر لے، — اور اللہ کے سوا دوسرا رب ہے ہی نہیں، — اگر تو اللہ کو چاہتا ہے تو پھر قضا وقدر پر راضی ہو جا، اور:

○ — تقدیر کی بھلائی اور برائی،
○ — تقدیر کی مٹھاس اور تلخی،
○ — جو بھی تکلیف تجھے پہنچے، تیری احتیاط سے وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی،
○ — جس امر نے تجھ سے خطا کی، تجھے نہ پہنچا، وہ تیری کوشش وطلب سے پہنچنے والا نہ تھا'

پر ایمان لا، — جب تیرے لئے ایمان متحقق ہو جائے گا تب تو ولایت کے دروازے پر پہنچ جائے گا، — اس وقت تو اللہ کے ان بندوں میں سے ہو جائے گا جو اس کی عبودیت میں راسخ ہیں۔

ولی کی پہچان:

ولی کی پہچان یہ ہے کہ اپنے سب احوال میں وہ اپنے ربّ سے موافقت کرنے والا ہوتا ہے، — بغیر کسی چون وچرا کے اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے بچتے ہوئے سراپا موافقت ہو جائے، اس کی صحبت میں ہمیشہ رہے، اس کے قرب وصحبت میں وہ نہ دائیں ہٹے نہ بائیں اور نہ ہی پیچھے، بلکہ صرف آگے ہو،

○ — پیٹھ کے بغیر سینہ،

- دوری کے بغیر قرب،
- کدورت کے بغیر صفائی،
- شر کے بغیر خیر،

بن جائے۔

مخلوق سے خوف اور اُمید رکھنا شرک ہے:

تیری اُمیدوں کا مرکز مخلوق ہے اور تجھے خوف بھی اسی سے لاحق ہے، یہ تیرا ربّ کے ساتھ شرک ہے۔ عطا ہو تو مخلوق کے لئے تو تعریف کرتا ہے اور منع کے وقت اس کی بُرائی کرتا ہے، یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ مخلوق کے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے، عطا اور منع کا مالک تجھے خبر نہیں کوئی اور ہے، نہ ہی تیرے پاس توحید ہے، یہ سب چیزیں اللہ کے ہاں پائی جاتی ہیں، اور مخلوق کی بجائے اسی سے لی جاتی ہیں، راستہ طے کر کے اس سے دروازہ کی طرف رجوع کر کے وہ چیزیں حاصل کی جاتی ہیں، ابتداء میں سبب ہوتا ہے، اور انتہاء میں سبب پیدا کرنے والا، مبتدی اسباب کے ذریعے اسی طرح سے طلب کرتا ہے جیسے پرندے کا بچہ اپنے ماں باپ سے طلب کرتا ہے، وہ دونوں اسے رزق دیتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے اور اُڑنا سیکھ لیتا ہے، اپنی قوتِ بازو کے وقت وہ ماں باپ دونوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اکیلے اپنا رزق تلاش کرنے لگتا ہے، کیا تم میں سے کسی نے کبھی ایک لقمہ اللہ کی ذات پر توکل کے ہاتھ سے کھایا ہے جو اپنی طاقت وقوت اور مخلوق پر بھروسہ کے بغیر ہو،

تم پر افسوس ہے کہ تم ایسی چیزوں کا دعویٰ کرتے ہو جو تم میں موجود نہیں، تیرا بھروسہ اپنی طاقت وقوت اور اسباب پہ ہے، ایسے میں تو ایمان وایقان اور توحید کا دعویٰ کس طرح کرتا ہے، عقل کر، یہ امر فقط دعوے سے حاصل نہیں ہوتا،

بظاہر اسلام کا دعویٰ کرنے والے بہت سے ہیں:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اس جگہ بیٹھ کر لوگوں سے وعظ کہتا ہے، پھر ان میں ہنستا ہے اور عجیب سی حکایتیں بیان کرتا ہے، ایسی صورت میں نہ تیرے لئے فلاح ہے اور نہ ان لوگوں کے لئے فلاح ہے، واعظ تو تعلیم دینے والا ہے، اور ادب سکھانے والا ہوتا ہے اور سننے والے بچوں کی طرح ہوتے ہیں، بچہ سختی اور لزوم احتیاط اور ترش روئی کے بغیر کچھ نہیں سیکھ سکتا، ان میں سے بعض افراد ان اُمور کے بغیر اللہ کی عطا سے تعلیم حاصل کر لیتے ہیں، بظاہر اسلام کا دعویٰ کرنے والے تو بہت سے ہیں، جو کافروں کی طرح باتیں کرتے ہیں کہ:

"ہماری زندگی تو یہی دُنیا کی زندگی ہے، کہ ہم مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرنے والا ہے"۔

کافروں نے ایسا کہا اور تم میں سے اکثر ایسا ہی کہتے ہیں اور چھپاتے ہیں، اور اپنے افعال سے اس کے قائل ہوئے جاتے ہیں جو کہ ان کا مقصود ہے، لہٰذا میرے نزدیک ان کی قدر وقیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، ان کی

حقیقت اللہ کے سامنے کھلے گی، انہیں نہ عقل ہے نہ تمیز کہ جس کے ذریعے نقصان دینے والی اور فائدہ دینے والی چیزوں میں فرق کرسکیں، ــــ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا ۔(سورہ یوسف)

''اللہ کی پناہ کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے اس کے سوا کسی دوسرے کو لیں''۔

ایسے ہی وہ شخص جس کے پاس ولایت اور توحید اور ایمان کی دولت پائی جائے گی، قربِ الٰہی کے لائق ہوگا، ــــ دل جب اللہ کے لئے صالح ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے مخلوق اور اسباب کے ساتھ نہیں چھوڑتا، اور نہ اسباب کے ذریعے سے خرید وفروخت اور لین دین کے ساتھ چھوڑتا ہے، ــــ اسے دوسروں سے تمیز دے دیتا ہے، اور اسے اس کی پستی سے اٹھا کر اپنے دروازے پر بٹھالیتا ہے، اور اپنے لطف وکرم کی گود میں اسے سلا دیتا ہے، ــــ

جو دُنیا تو جمع کرتا ہے، تجھ سے رخصت ہونے والی ہے:

تجھ پر افسوس ہے، ــــ تیرے اسلام کا کُرتا پھٹا ہوا ہے، تیرے ایمان کا کپڑا نجس ہے، ــــ تو برہنہ ہے، تیرا دل جاہل ہے، تیرا باطن مکدّر ہے، ــــ تیرا سینہ اسلام سے کشادہ نہیں کیا گیا، تیرا باطن خراب ہے، تیرا ظاہر آباد ہے، ــــ تیرا اعمال نامہ سیاہ ہے، ــــ تیری وہ دُنیا جسے تو جمع کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے، تجھ سے رخصت ہونے والی ہے، ــــ قبر وآخرت تیری طرف منہ کئے ہوئے آنے کو تیار ہیں، ــــ تو اپنے معاملے اور انجام کے لئے کہ جس کی طرف تجھے عنقریب جانا ہے، سنبھل جا! ــــ ہوسکتا ہے کہ تیری موت آج ہی یا اسی گھڑی میں واقع ہوجائے اور وہ تیرے اور تیری آرزوؤں کے درمیان حائل ہوجائے، ــــ دُنیا کی جن آرزوؤں کو تو لئے بیٹھا ہے، انہیں نہ پاسکے گا اور نہ وہ تجھے مل سکیں گی، اور جس آخرت کو تو نے بھلا رکھا ہے وہ تجھے لازم ملے گی، ــــ

غیر اللہ سے تیرا خوف اور اُمید سراپا ہوس ہے، اللہ کے سوا نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی فائدہ، ــــ وہ ایسا خدا ہے، جس نے ہر شے کے لئے سبب پیدا کر دیا ہے، حکم سبب پر وارد ہوتا ہے، ــــ جب تو نے سبب کے ساتھ حکم پر عمل کیا تو عمل کی حقیقت کو پالیا، ــــ سبب تجھ سے ویسے ہی گر جائیں گے جس طرح درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں، سبب پیدا کرنے والا ظاہر ہوجائے گا، اور سبب جاتے رہیں گے، ــــ مغز ظاہر ہوجائے گا اور چھلکا جاتا رہے گا، سبب پیدا کرنے والے کے ساتھ تعلق پیدا کرنا مغز ہے، ــــ وہی اصل ہے، وہی درخت کے پھل کی طرح ہے، ــــ

صاحبِ توحید اپنے حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے،

- ــــ مشکیزے سے نالے کی طرف،
- ــــ نالے سے نہر کی طرف،
- ــــ اور نہر سے دریا کی طرف،
- ــــ شاخ سے جڑ کی طرف،
- ــــ ولد سے والد کی طرف،
- ــــ بندے سے معبود کی طرف،

○۔۔۔ کام سے کاری گر کی طرف، ○۔۔۔ عاجز سے قادر کی طرف،
○۔۔۔ محتاجی سے امیری کی طرف، ○۔۔۔ ضعف سے قوت کی طرف،
○۔۔۔ قلیل سے کثیر کی طرف،

منتقل ہوتا رہتا ہے۔۔۔۔ تم مجھ سے زباں درازی نہ کرو۔۔۔۔ تم میں بہت سے ایسے ہیں جن کے دل ایمان سے خالی ہیں، تم میں سے جس کسی کا نفس کوئی حاجت رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ نفس کے منہ میں سکوت اور حسنِ ادب کی لگام دے، اور نفس کو تقویٰ کی زرہ پہنائے۔۔۔۔ پس یہی نفس کے اطمینان اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

وصول الی اللہ کی دو اقسام:

وصول الی اللہ کی دو اقسام ہیں:

○۔۔۔ ایک وصول خاص،
○۔۔۔ ایک وصول عام،

وصول عام، موت کے بعد اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔۔۔۔ اور وصول خاص، بعض اہل اللہ کے دلوں کا موت سے پہلے اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں کی پوری مخالفت کرتے ہوئے اس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، اور نفع ونقصان کے بارے میں مخلوق سے الگ ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ جب وہ اس پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں تو وہ اللہ کی طرف ایسے پہنچ جاتے ہیں جس طرح کہ موت کے بعد عوام پہنچتے ہیں۔۔۔۔ جس کا یہ حال درست ہو جاتا ہے اسے ثابت قدمی اور بسط قدرت اور وسعت اور اللہ سے ہم کلامی اور اس کا انس حاصل ہو جاتا ہے۔۔۔۔ اس وقت یہ واصل الی اللہ کہتا ہے:

''تم اپنے سب اہل وعیال کو لے کر آؤ''۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب کنوئیں اور قید خانہ سے باہر نکلے تو جو مصیبتیں انہیں جھیلنا پڑیں، صبر سے کام لیا،۔۔۔ اور جب وہ صاحب اقتدار ہو گئے، اور سب چیزیں ان کے قبضے میں آ گئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: ''تم اپنے سب اہل وعیال کو لے کر آؤ'' ۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب امیری اور حکومت نصیب ہوئی اور مقامِ قبض پر جا کر مقامِ بسط حاصل ہو گیا،۔۔۔ اس سے پہلے کنوئیں اور قید خانے میں بے زبان بنے ہوئے تھے، جب اس سے باہر نکلے تو گویائی حاصل ہو گئی،۔۔۔

اللہ والوں نے قربِ الٰہی کی طلب میں اپنی جانیں بیچ دیں:

اے لوگو! تم ہر چیز کو اس سے طلب کرو جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے،۔۔۔ اپنا سب کچھ اس کی طلب میں خرچ کرو،۔۔۔ اللہ والوں نے قربِ الٰہی کی طلب میں اپنی جانیں بیچ دیں،۔۔۔ اپنے مطلوب ومقصود کو جان لیا تو ان کے لئے اپنی روحوں کا خرچ کرنا آسان ہو گیا،۔۔۔ جس نے اپنا مطلوب جان لیا، اس پر جو کچھ بھی خرچ ہو، وہ اس پر آسان ہو جاتا ہے،۔۔۔

حکایت ہے کہ ایک شخص کا بردہ فروش کے حجرہ پر گزر ہوا، ـــــ وہاں اس نے ایک خوبصورت لونڈی دیکھی، اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی، ـــــ اس میں اس جگہ سے آگے بڑھنے کی طاقت وقدرت نہ رہی، ـــــ وہ شخص ایک گھوڑے پر سوار تھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور بدن پر عمدہ ونفیس لباس تھا، ـــــ گلے میں سونے کی جڑاؤ تلوار تھی اور غاشیہ بردار ایک حبشی غلام تھا، ـــــ یہ شخص اس بردہ فروش کی طرف بڑھا اور اس سے لونڈی خریدنے کی خواہش ظاہر کی، ـــــ بردہ فروش نے کہا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میری لونڈی پر عاشق ہو گیا ہے اور عاشق کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنی ملکیت کی تمام چیزیں اپنے محبوب کی طلب میں خرچ کر دیا کرتا ہے، ـــــ اس وقت جو کچھ تیری ملکیت میں ہے تو جب تک اس کی قیمت میں نہ دے دے، میں اس وقت تک اسے فروخت نہیں کروں گا''۔

یہ سن کر وہ سوار اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا، وہ تمام کپڑے جو پہنے ہوئے تھا، اتار کر اسے دے دیئے، اور اس سے ایک قمیص عاریت لے کر پہن لی، ـــــ حبشی غلام سمیت سب کچھ بردہ فروش کے حوالے کر دیا، اور لونڈی کو لے کر ننگے پاؤں اور ننگے سر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا، ـــــ جب اس عاشق نے قیمت خرچ کی اور اس کے بدلے میں اپنی مطلوبہ چیز حاصل کر لی، ـــــ اس نے اپنے مطلوب کو پہچان لیا تو اس پر خرچ کرنا اس کے لئے آسان ہو گیا۔

جو شخص محبت کے دعوے میں سچا ہوتا ہے وہ محبوب کے سوا کسی کے پاس قرار ہی نہیں پاتا، ـــــ

جنت کی قیمت کیا ہے؟

مخلوق میں سے جب کسی نے کہا کہ میں نے جنت اور جو کچھ اس کی نعمتوں میں سے ہے، کی خبر سن لی ہے، اس کی قیمت کیا ہے؟ ـــــ جس کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۝

''اور جنت میں وہ تمام چیزیں ملیں گی جن کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں لذیذ سمجھیں گی''۔

ہم نے اسے جواب دیا کہ ارشادِ باری ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔(سورہ توبہ)

''بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں، اس کے بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے''۔

تو اپنی جان ومال کو اللہ کے سپرد کر دے، جنت تیری ہو جائے گی، ـــــ

قربِ الٰہی کے دروازے میں داخل ہونے کی قیمت:

ایک اور شخص نے عرض کیا:

''میں یہ چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جو اللہ کی ذات کے چاہنے والے ہیں، ـــــ میرے دل

نے قربِ الٰہی کا دروازہ دیکھ لیا ہے، اور میں چاہنے والوں کو اس میں آتے جاتے دیکھ رہا ہوں، وہ شاہی خلعت پہنے ہوئے ہیں، — اس دروازے میں داخل ہونے کی کیا قیمت ہے؟''

ہم نے اسے جواب دیا کہ تو اپنی کل متاع اس کی راہ میں خرچ کر دے، اور اپنی خواہشیں اور لذتیں ترک کر دے، خودی کو چھوڑ کر اس میں فنا ہو جا، — جنت اور مافیھا کو چھوڑ دے، اور نفس اور خواہش اور عادت سے جدا ہو جا، اور دُنیا و آخرت کی شہوات سے الگ ہو جا، اور سب کچھ چھوڑ کر دل کے پیچھے ڈال دے، — پھر قرب کے دروازے میں داخل ہو جا، وہاں تو وہ کچھ دیکھے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کانوں نے سُنیں، اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے، —

جسے کامل طور پر یہ مرتبہ مل جاتا ہے، اور اس کے دل کے قدم وہاں جم جاتے ہیں تو دُنیا و آخرت دونوں اس کے ہو جاتے ہیں، کسی رنج اور مشقت کے بغیر یہ دونوں خالص نعمت بن جاتے ہیں، دونوں اس کی مہمانی کا سامان ہو جاتے ہیں، — دُنیا میں اس کی اُجرت دل کے ساتھ قربِ الٰہی کا ہو جانا ہے، اور قیامت کے دن اس کی اُجرت سر کی آنکھ سے اللہ کا دیدار ہے، —

اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے:

اے بیٹا! تو اللہ اللہ کر، پھر سب کچھ ترک کر دے، یہ کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے ہدایت دے گا، —

اے دُنیا میں زُہد کرنے والے! — جب تیرا دل دُنیا سے آخرت کا طالب بن کر باہر نکلے تو یہ کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے ہدایت بھی دے گا اور منزلِ مقصود پر پہنچائے گا، —

اے حق کا ارادہ کرنے والے!

اے طالبِ مولیٰ!

اس میں رغبت کرنے والے!

اپنے مولیٰ کا طالب بن کر تیرا دل جب جنت کے دروازے سے باہر نکلے گا تو کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی منزلِ مقصود پر پہنچائے گا، — تو اس کی ہدایت کے ساتھ راستے کی تنگی کو نظر انداز کرتے ہوئے چل کھڑا ہو۔

اے وہ کہ جس نے (شریعت وطریقت) ان دونوں راستوں پر چلنے کا ارادہ کیا ہے تو ایسے لوگوں کو رہبر بنا جو ان دونوں راستوں پر چل چکے، اور ان کی خوف ناک جگہیں پہچان چکے ہیں، — اور وہ وہ مشائخ کرام ہیں جو علم کی وجہ سے عمل کرنے والے اور اپنے اعمال میں اخلاص والے ہیں، —

توحید پر قائم رہنے سے مشکلات سے کفایت ہوگی:

اے بیٹا! تو رہنما کا غلام بن جا، اسی کی پیروی کر، — اپنی سواری اس کے آگے چھوڑ دے، اور اس کے ساتھ چلا چل، — کبھی اس کے دائیں طرف سے، کبھی اس کے بائیں طرف سے، اور کبھی اس کے پیچھے سے، اور کبھی اس کے آگے سے، — تو اس کی رائے سے باہر نہ ہو اور اس کے کہے کے خلاف نہ کر، تو اپنے راستے سے نہ ہٹے گا اور اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ

جائے گا،— تو خدا کی توحید پر قائم رہ، تیری مشکلات سے کفایت کی جائے گی، اور تجھ سے سب مصیبتیں دور ہو جائیں گی،—

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے جب گوپھن میں رکھا گیا تو اپنے سب واسطوں سے منہ پھیر لیا اور اللہ کے سوا کسی غیر کی طرف توجہ نہ کی،— اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا:

قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ○ (سورہ الانبیاء)

''ہم نے فرمایا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ''۔

اے آگ! تو جدا ہو، کنارہ کر لے، متغیر ہو جا اور بدل جا،— اپنی گرمی اور شر کو روک لے،— اپنے بھالے اور تلوار اور حرارت اور غضب کو روک لے،— سمٹ جا، اور سکڑ جا، بغیر کسی تکلیف کے ٹھنڈی ہو جا، برف بن جا،— آپ کے ساتھ یہ سب باتیں اللہ کو واحد سمجھنے اور توحید میں اخلاص کے باعث ہوئیں،—

بندہ جب اللہ کا موحد بن جاتا ہے اور اس کے لئے سراپا اخلاص ہو جاتا ہے تو:

○— کبھی خدا اس کا ہو جاتا ہے، وہ خود اس میں تصرّف فرماتا ہے،

○— کبھی بندے کو تصرّف سپرد کر دیا جاتا ہے، اور اللہ کی عطا سے بندہ بذاتہٖ خود متصرّف ہو جاتا ہے،

یہ مخلوق میں سے اللہ کے خاص بندوں کا حال ہے،— ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہو گا جب کسی شے سے کہے گا کہ ہو جا، تو وہ شے موجود ہو جائے گی،— مگر اس میں کمال یہ ہے کہ تصرّف کا یہ اختیار کل نہیں آج حاصل کر،—

حضرت ابراہیم علیہ السلام بچپن سے لے کر اخیر عمر تک توکل کے قدموں پر قائم رہے،—

○— جبکہ آپ کے ہمسائے علیحدگی اختیار کر گئے،

○— جبکہ اہل وعیال کی کثرت ہوئی اور افلاس اور معاشی تنگی دامن گیر ہوئے،

○— جبکہ غلے کا نرخ گراں ہو گیا،

○— جبکہ آپ کے بھائی بندوں نے آپ کی آمد پر اپنے دروازے بند کر دیئے،—

جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں، عنقریب اسے یاد کرو گے تو شرمندہ ہو گے،— میری بات سنو کیونکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بھیجنے والے کا نائب ہوں،—

اِلٰهِیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ هٰذِهِ النِّیَابَةِ اَعْنِیْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنَا فِیْهِ قَدْ اَخَذْتَ الْاَنْبِیَآءَ وَالرُّسُلَ اِلَیْكَ وَقَدْ اَوْقَفْتَنِیْ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ اُقَاسِیْ خَلْقَكَ فَاَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ اَكْفِنِیْ شَرَّ شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَشَرَّ جَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ اٰمِیْنَ ○

''اے اللہ! میں اس نیابت میں یعنی اس امر کہ جس میں میں مشغول ہوں، تجھ سے عفو وعافیت کا طلب گار ہوں،— تو نے نبیوں اور رسولوں کو اپنی طرف بلا لیا، اور ان کی نیابت میں تو نے مجھے پہلی صف میں کھڑا کر دیا

ہے، — میں تیری مخلوق کی ایذائیں برداشت کرتا ہوں، اس لئے میں تجھ سے عفو و عافیت کا طالب ہوں، — تو سب انسانوں اور جنوں اور ساری مخلوق کی برائیوں سے مجھے کفایت کر اور محفوظ رکھ، آمین!!

اللہ والوں کے عمل قلبی حیثیت سے کچھ اور ہی ہوتے ہیں:

اے زاہدو! — اے عابدو! — اپنے اندر اخلاص پیدا کرو ورنہ خود کو مشقت میں نہ ڈالو، — تمہیں نیک نیتی اور اخلاص کے بغیر نماز، روزہ اور جھوٹا موٹا کھانا پینا اچھا لگنے لگا ہے، بلکہ نفس اور خواہشات کا ساتھ ہونا بھی شامل ہے، — تم پر افسوس ہے، اللہ والوں کے عمل قلبی حیثیت سے کچھ اور ہی ہوتے ہیں، — وہ شرعی احکام کی معیت اور ظاہر و باطن اور کھلے چھپے شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ، خالق و مخلوق ہمراہ ہمیشہ گھومتے رہتے ہیں، —

- وہ ہر صاحب فضل کو اس کا فضل، اور حق دار کو اس کا حق دیتے رہتے ہیں،
- وہ کتاب اللہ کو اس کا حق اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حق ادا کرتے رہتے ہیں،
- جو علم الٰہی ان کے دلوں کے اندر ہے، اس کا حق ادا کرتے رہتے ہیں،
- وہ اہل و عیال اور نفس کو ان کا حق دیتے رہتے ہیں،
- دل کو اس کا حق اور مخلوق کو ان کے حقوق دیتے رہتے ہیں،

وہ لوگ شانِ تسلیم اور شانِ تمکین اور اسیری و رہائی اور لینے اور دینے میں لگے رہتے ہیں، — وہ دلوں اور باطنوں اور نفسوں پر حدیں قائم کرتے رہتے ہیں، — خلق پر ان کا احتساب جاری رہتا ہے، — یہ ایسے کام ہیں جو تمہارے معاملات اور معلومات سے کہیں ہٹ کر ہیں، — جب کوئی ایمان والا اپنے کسی بھائی کو نصیحت کرے اور وہ اسے قبول نہ کرے تو وہ کہہ دیتا ہے:

"تو عنقریب میری باتیں اور نصیحت یاد کرے گا، میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں"۔

سب سے بڑھ کر مؤمن کو اللہ کی عبادت محبوب ہوتی ہے:

عارف مؤمن، توحید و معرفت کی تلوار سے مخلوق کے نفسوں سے جہاد کرتا رہتا ہے، ان میں سے جو اس کی قید میں آجاتا ہے تو وہ اسے اٹھا کر شاہی دروازے پر لے جاتا ہے، اللہ ہی اپنے بندوں کی حالت سے آگاہ ہے اور دیکھتا ہے۔

بندۂ مؤمن کو سب چیزوں میں سے زیادہ اللہ کی عبادت محبوب ہوتی ہے، — اور سب چیزوں میں سے زیادہ محبوب اس کا نماز کے لئے کھڑا ہونا ہے، پس وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے دل کے انتظار سے مؤذن کا منتظر رہتا ہے جو کہ اللہ کی طرف پکارنے والا ہے، — جب وہ اذان سن لیتا ہے تو اس کے دل میں سرور داخل ہو جاتا ہے، اور اس کا دل جامع مسجد اور دیگر مسجدوں کی طرف اڑنے لگتا ہے، — وہ سائل کے آنے سے خوش ہوتا ہے، اگر اس کے پاس کچھ موجود ہو تو وہ سائل کو دے دیتا ہے، — کیونکہ اس نے یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن رکھا ہے:

اَلسَّائِلُ هَدِیَّةُ اللّٰهِ اِلٰی عَبْدِہٖ ○

''سائل اللہ تعالیٰ کا اس کے بندے کی طرف ہدیہ ہے''۔

وہ بندہ کیسے خوش نہ ہو حالانکہ اس سائل کو اس کی طرف اس کے ربّ نے بھیجا ہے تاکہ وہ فقیر کے ہاتھ سے قرض حاصل کرے، —— یہ ایمان والے عابد کا طریقہ ہے، لیکن جو عارف ہوتا ہے وہ تو شرعی حدود کی حفاظت کرتا ہے، اور اپنے قلب کی اس میں غیر اللہ کے داخل ہونے سے حفاظت کرتا ہے، —— وہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کی طرف دیکھے اور وہ اس میں غیر اللہ کا خوف اور اُمید کو پائے، اور اپنے غیر پر بھروسہ کرنا پائے، —— وہ مخلوق اور اسباب سے اپنے دل کی حفاظت کرتا رہتا ہے کہ ان کے ساتھ متعلق ہو کر میلا کچیلا نہ ہو، ——

مخلوق سے ملاقات کو مکروہ جانتا ہے، حالانکہ اس کے بغیر اس کا چارہ نہیں، —— کیونکہ مخلوق مریض ہے اور یہ ان کا طبیب ہے، —— یہ دُنیا و آخرت کی زندگی کو جو اس کی تمام اور کامل آرزو اور مراد ہے، قربِ الٰہی کے مقابلے میں ناپسند کرتا رہتا ہے، —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں سے فرمائے گا: تم نے اپنی آخرت کو دُنیا پر اور میری عبادت کو اپنی شہوتوں پر مقدّم رکھا اور اختیار کیا، —— مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! میں نے جنت کو تمہارے لئے ہی پیدا کیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مؤمنین کے لئے ہوگا مگر اپنے محبّین کے لئے یہ فرمائے گا:

''تم نے دُنیا و آخرت میں مجھے میری ساری مخلوق پر مقدّم رکھا، اور سب پر مجھ ہی کو اختیار کیا، ساری مخلوق کو اپنے دلوں سے علیٰحدہ کر دیا، اور اسے اپنے باطن سے دور کر دیا، —— اس لئے میرا دیدار، میرا قرب اور میرا اُنس تمہارے لئے ہے اور تمہی میرے سچے بندے ہو''۔

جنت کا کھانا پینا دُنیا میں ہی میسر ہے:

اولیاء کرام میں سے بعض وہ ہیں جو آج بھی دُنیا میں جنت کا کھانا کھاتے ہیں اور جنت کا پانی پی رہے ہیں، اور وہ ساری چیزیں جو جنت میں ہیں، دُنیا میں ہی دیکھ رہے ہیں، —— اور بعض ان میں سے وہ بھی ہیں کہ جو کھانے پینے سے بے پرواہ ہیں، اور مخلوق سے الگ اور حجاب میں ہیں اور موت سے ہم کنار ہوئے بغیر زمین کو آباد کر رہے ہیں، جیسے کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علیہم السلام۔

اللہ کی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو زمین میں پوشیدہ ہے، وہ سب انسانوں کو دیکھتی ہے مگر وہ لوگ انہیں نہیں دیکھ پاتے، —— ان میں اولیاء اللہ تو بہت ہیں اور مخصوص، —— اور خواص ان میں بہت کم ہیں، شاذ و نادر ہیں اور تنہائی میں رہنے والے ہیں، —— سب لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور ان کا قرب ڈھونڈتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کی برکت سے؛

○—زمین سبزہ اُگاتی ہے،

○—آسمان مینہ برساتا ہے،

○—مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں،

فرشتوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل کرنا ہے،—

اولیاءِ کرام میں سے بعض ایسے ہیں جن کا کھانا پینا اللہ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل ہوتا ہے،—اس کلام کے سننے سے تمہیں کیا فائدہ! —تم میں سے اکثر تو شیطان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے غلام ہیں، نہ تمہاری کوئی عزت ہے نہ اس کی۔

جو کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہو:

اے دیروالو! اس کی خدمت چھوڑ دو، اس سے الگ ہو جاؤ،—اپنے دل کے قدموں سے اللہ کے سامنے پیش ہو جاؤ، اور تم:

○—اس سے سوال کرو کہ تمہیں اس چیز کی ہدایت کرے جس سے وہ تم سے راضی ہو،

○—عرض کرو کہ وہ تمہیں اپنا خادم بنالے،

○—التجا کرو کہ ایسے خزانے پر تمہیں راہ بتادے جو کبھی ختم نہ ہو،

○—دعا کرو کہ ایسے چشمے پر پہنچادے جو کبھی خشک نہ ہو،

اور دربارِالٰہی سے جب یہ سب عطا ہو جائے تو پھر اس سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہاری طرف آخرت کو مبغوض کر دے،—جب یہ حاصل ہو جائے تو یہ سوال کرو کہ وہ:

○— دُنیا کو تمہارا مبغوض ومتنفر بنادے،

○—تمہیں آخرت کی محبت دے،

○—تمہیں اپنے عمل کی توفیق دے،

○—تمہیں اپنی محبت عطا کرے،

○—اپنے ماسوا سے چھڑادے،

تو تو مخلوق اور سبب کا بندہ بنا ہوا ہے،—اگر تو اللہ کا بندہ ہوتا تو تیرے سب کام اسی کے حوالے کر دیئے گئے ہوتے اور تیری ساری حاجتیں اسی کے حضور پیش کی جاتیں،—تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جسے تمہارے فعل جھٹلاتے ہیں،—کیا تم نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

"اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک ایسا کرنا سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم

کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو"۔

تمہارے فرشتے تمہاری بے حیائی سے تعجب کرتے ہیں کہ زبان سے جو کہتے ہو وہ کرتے نہیں ہو، — توحید کے بارے میں تمہارے جھوٹ سے فرشتوں کو تعجب ہوتا ہے، — تمہاری ساری گفتگو گرانی و ارزانی اور بادشاہوں اور امیروں کے حالات کے بارے میں ہوتی ہے، —

○ — فلاں نے یہ کھایا، ○ — فلاں نے یہ پیا،

○ — فلاں نے نکاح کیا، ○ — فلاں مال دار ہو گیا،

○ — فلاں محتاج ہو گیا،

یہ سب باتیں مکمل طور پر ہوس ہیں اور عذاب و پھٹکار ہیں، — تم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور سب گناہوں کو ترک کر دو، — اپنے رب کی طرف رجوع کرو نہ کہ اس کے غیر کی طرف، — تم اسی کو یاد کرو اور اس کے غیر کو بھلا دو، — میری نصیحت پر ثابت قدم رہنا ایمان کی علامت ہے اور اس سے بھاگنا نفاق کی علامت ہے، —

اے میرے بارے میں طعن کرنے والے!

آگے آ، تاکہ اپنی اور تیری حالت کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھیں، — جس کی حالت شیشے اور چاندی کی سی نکلے، وہ اس کا مستحق ہوگا کہ اس کے بارے میں طعنہ کیا جائے اور اسے تنہا چھوڑ دیا جائے اور وہ مر جائے، — بسم اللہ آ باہر نکل! نہ چھپ اور نہ خواجہ سراؤں کی طرح بھاگ، یہ تو محض لاشے اور حرص اور کاہلی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے، جلد ہی تجھے اپنی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا وَلَا تَفْضَحْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔

"الٰہی! تو ہم پر توبہ ڈال دے اور ہمیں دُنیا و آخرت میں رسوا نہ کرنا"۔

بغیر بنیاد کے عمارت کی تعمیر:

اے بیٹا! تیری تعمیر بغیر بنیاد کے ہے، یقیناً تیری دیواریں گر جائیں گی، — تیری بنیاد بدعتوں اور گمراہیوں پر ہے اور تیری عمارت ریا و نفاق ہے، چنانچہ یہ عمارت کیسے قائم رہ سکتی ہے، — یہ تو محض خواہش و عادت ہے، تو کھاتا ہے اور پیتا ہے اور نکاح کرتا ہے، اور خواہش و عادت سے بھی مال کو جمع کرتا ہے، ان میں سے کسی ایک کام میں تیری نیت نیک نہیں ہے، — مسلمان کی سب احوال و اعمال میں نیت نیک ہوا کرتی ہے، — وہ اللہ کے حکم کے بغیر نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے، اور نہ پہنتا ہے اور نہ نکاح کرتا ہے، — دُنیا و آخرت میں اس کا یہی معاملہ ہے، —

○ — دُنیا میں اسے اللہ کا حکم شریعت کے ذریعے ہوتا ہے،

○ — آخرت میں حکم الٰہی کسی ذریعے کے بغیر ہوگا،

وہ اس دُنیا اور اس کے تیزی سے فنا ہونے کو دیکھتا رہتا ہے، چنانچہ وہ دُنیا میں بے رغبتی کرتا ہے اور اپنے تقدیر میں لکھے نصیب کو یاد کرتا رہتا ہے اور اسے شرع اور دل کی شہادت سے حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے:

"مجھے اس کی حاجت نہیں ہے، نہ میں اس کا خواہش مند ہوں"۔

اس کا دل دائیں بائیں بھاگتا ہے، چنانچہ اسے اس کا لینا ضروری ٹھہرایا جاتا ہے، بلکہ وہ اسے لینے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ دُنیا میں اس کا یہ حال ہے لیکن آخرت میں جب تک وہ اپنے ربّ سے ملاقات نہ کرلے گا، جنت کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھے گا۔ لہٰذا جنت میں اگر اسے کچھ ملے گا تو اسے وہ یقینی حکم اور آگے بڑھائے جانے اور اشارے کے بغیر نہیں لے گا۔ وہ محض جنت کے حق کی ادائیگی کے لئے ان چیزوں کو قبول کرے گا، اور حور و غلمان اور ان کی خواہشات کا حق ادا کرتا رہے گا۔ ان معاملات میں وقتاً فوقتاً نبیوں اور رسولوں اور شہیدوں اور صالحوں کی موافقت کرے گا، ورنہ اس کا اکثر وقت اللہ کے قرب اور حضوری میں ہی گزرے گا۔ جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا، اس کی طرف سے تجھے تیرے سب احوال میں مسرت حاصل ہوگی۔ کیا تو نے یہ ارشادِ باری تعالیٰ نہیں سنا:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ (سورۂ طلاق)

"جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے کشادگی کا راستہ نکال دیتا ہے جہاں سے اسے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، وہ اسے رزق پہنچاتا ہے"۔

اس آیہ مبارکہ نے اسباب پر بھروسہ کرنے کے دروازے بند کر دیئے ہیں، امیروں اور بادشاہوں کا دروازہ بند کر دیا ہے اور توکل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اسے یہ بدلہ دے گا کہ اس کے ہر کام کے لیے راستہ اور وسعت عطا فرمائے گا۔ تجھ میں بالعموم اور لوگوں کو تنگی لگتی ہے۔ میں تم سے کیا معاملہ کروں، تم سے کہوں بھی کیا!

لَقَدْ اَسْمَعْتَ لَوْ نَادَيْتَ حَيًّا وَلٰكِنْ لَّا حَيٰوةَ لِمَنْ تُنَادِيْ

"اگر تو کسی زندہ شخص کو پکارتا تو وہ سن بھی لیتا۔ مگر تو ایسے شخص کو پکار رہا ہے جس میں زندگی ہی نہیں ہے"۔

تیرا دل ایمان، اسلام اور ایقان سب سے خالی ہے، نہ تجھے معرفت حاصل ہے اور نہ علم۔ تو تو بس سراپا ہوس ہے، اور تیرے سے کلام کرنا بیکار ہے۔

اے منافقو! تم نے زبان سے توکل پر اکتفاء کر لیا ہے، جبکہ تمہارے دل مخلوق کو اللہ کا شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ غیرتِ الٰہی کی وجہ سے میرا دل تم پر غصے میں بھرا ہوا ہے۔ اگر تم خاموش رہے اور مزاحمت نہ کی تو بہتر، ورنہ تمہارے گھروں میں آگ لگا دی جائے گی۔

التجا ہے:

يَا حَائِلُ بَيْنَ الْمَاءِ الْمَالِحِ وَالْعَذْبِ حُلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ التَّسَخُّطِ عَلَيْكَ وَالْمُنَازَعَةِ لَكَ فِيْ اَقْدَارِكَ

حُلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ بِبَرْزَخٍ مِنْ رَحْمَتِكَ ۔ اٰمِيْنَ o

''اے وہ ذات جو میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان حائل ہے، تو ہمارے اور اپنے اوپر غصہ کرنے اور مقدرات کے بارے میں جھگڑا کرنے کے درمیان حائل ہو جا۔ — اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں اور اپنے درمیان تو برزخ اور آڑ بن جا۔ آمین!''

اللہ سے ڈرنے والا آگ سے حفاظت میں رہے گا:

اے بیٹا! بلا کے نازل ہونے سے پہلے جب تو اپنے ربّ سے ڈرنے والا، — اسے یاد کرنے والا، — اسے تنہا سمجھنے والا، — اس کی طرف اشارہ کرنے والا ہو جائے گا، — اور جب تو بلا کی آگ میں گرنے لگے گا، اللہ تعالیٰ آگ سے فرمائے گا:

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا o (سورہ ابراہیم)

''اے آگ! تو میرے اس بندے پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا!''

اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِنَا كَذَا وَاِنْ كُنَّا لَا نَسْتَحِقُّ عَامِلْنَا بِكَرْمِكَ لَا تُحَاقِقْنَا وَلَا تُوَارِنَا وَلَا تُوَافِقْنَا o اٰمِيْنَ ۔

''الٰہی! تو ہمارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر اگرچہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں، اپنے کرم سے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کر، — ہماری جانچ پڑتال نہ کر، — اپنی نظرِ رحمت سے ہمیں اوجھل نہ کر، — اور ہمارے اعمال کے موافق جزا نہ دینا، مغفرت فرما دینا۔ آمین!''

حسنِ ادب سے کرم جُڑا ہے:

عارف باللہ کے حق میں ادب ویسے ہی فرض ہے جیسے کہ گناہگار کے حق میں توبہ کرنا فرض ہے، — عارف ادب کرنے والا کیسے نہ ہوگا، جبکہ مخلوق میں سے وہ خالق کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے، — جو شخص بادشاہوں سے جہالت کے ساتھ میل جول کرے گا، اس کی جہالت اسے قتل کے قریب لے جائے گی، — ہر وہ شخص جسے ادب نہ ہوگا، وہ خالق اور مخلوق دونوں کے غضب کا شکار رہے گا، — جس وقت میں ادب نہ ہو، وہ بیزاری اور عذاب کا باعث ہے، —

اللہ کے ساتھ حسنِ ادب اختیار کرو، — اپنی آخرت کی طرف دھیان دو، دُنیا سے منہ پھیر لو، — تم کافروں کی طرح دُنیا کی طرف توجہ نہ دو، کیونکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسے دوست رکھتے ہیں، — بندہ جب اپنی نافرمانیوں، کوتاہیوں اور خطاؤں سے توبہ کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نماز میں مشغول رہتا ہے، اپنی کمائی سے شرع کی حلال کردہ چیزیں کھاتا ہے، — پھر وہ ترقی کرتا ہے اور زاہد و پرہیزگار بن جاتا ہے، — اس کی کمائی میں اس خدشے سے کمی واقع ہو جاتی ہے کہ حرام میں نہ جا پڑے، — اس کے بعد ترقی کرتا ہے، اور پھر دُنیا سے نفرت کرنے والا ہو جاتا

ہے،— اور ترقی کرتا ہے تو زاہد بن جاتا ہے،— مزید ترقی کر کے عارف باللہ ہو جاتا ہے، اس کا دل اللہ کی طرف محتاج ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کی حضوری میں بیٹھتا ہے اور اسی سے ہم کلام رہتا ہے،— اس کا دل مخلوق سے خالی اور بے پرواہ ہو جاتا ہے اور خالق کی طرف محتاج رہتا ہے،— اللہ تعالیٰ اسے نبیوں کی روحوں کے ساتھ بٹھا دیتا ہے اور ہم کلام بنا دیتا ہے،— یہ اللہ کی ذات سے مانوس ہو کر اس کے قریب ہو جاتا ہے، اور یہ مرتبہ و مقام ایک عرصہ دراز کے بعد نصیب ہوتا ہے،—

دین کے بدلے دُنیا کا کمانا، کھانا حرام ہے:

تجھ پر افسوس! تو جن حالتوں کو پہچانتا نہیں، ان میں بات کیوں کرتا ہے،— تو جب اللہ کی ذات کو پہچانتا نہیں تو لوگوں کو اس کی طرف کیسے بلاتا ہے؟— تجھے تو اس دولت مند اور اس دُنیاوی بادشاہ کے سوا کسی کی پہچان ہی نہیں،— تیرے لئے نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی خدا، جو انہیں بھیجنے والا ہے،— تو پرہیزگاری کے ساتھ نہیں کھاتا، تیرا کھانا تو محض حرام سے ہے، — دین کے بدلے دُنیا کمانا کھانا حرام ہے،— تو منافق و دجال ہے، اور میں منافقوں کا دشمن اور منافقوں کو کچلنے والا ہوں اور ان کی عقلیں چاک کرنے والا ہوں،— میرے کدال اس منافق کے گھر کو ویران کرتے ہیں اور جس ایمان کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، اسے زائل کر دیں گے،—

- ○— منافق کے ساتھ ہتھیار ہی نہیں جن کے ساتھ وہ مقاتلہ کرے اور لڑے،
- ○— اس کے پاس گھوڑے ہی نہیں ہیں جن پر وہ سوار ہو اور حملہ کرے، اور کرّ و فر دکھائے،

مخلوق اور خالق اور ظاہر و باطن، اور سبب پیدا کرنے والے، اور حکم و علم کے درمیان میں آفتوں کے نازل ہونے کے وقت، ایمان کا اثر اور ایقان کا عمل، اور توحید کی قوت اور اللہ پر توکل و بھروسہ ظاہر ہوا کرتے ہیں،— ایمان ہی دعوے پر گواہ اور دلیل ہے،—

- ○— ایمان والے اپنے دلوں سے اللہ کی ذات سے ڈرتے ہیں، اور اسی سے اُمید رکھتے ہیں، اس کے غیر سے نہیں،—
- ○— ایمان والے اپنی حاجتیں اسی کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں، اس کے غیر کے پاس نہیں،
- ○— وہ اسی کے دروازے کی طرف لوٹتے ہیں، اس کے غیر کے دروازے کی طرف نہیں،

میں اسے دیکھ رہا ہوں، تم اپنے ربّ کو کیسے نہیں پہچانتے ہو،— جو دُنیا کو پہچان لیتا ہے وہ دُنیا کو چھوڑ دیتا ہے،— جو آخرت کو پہچان لیتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ وہ بھی مخلوق ہے،— اس کے بعد وہ آخرت کو بھی چھوڑ دیتا ہے،— اور اس کے پیدا کرنے والے سے مل جاتا ہے،— بالآخر دُنیا و آخرت اس کے دل کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس کے باطن کی آنکھوں میں عظیم ہو جاتا ہے،— چنانچہ وہ اسی کا طالب بن جاتا ہے اور غیر اللہ سے تعلق توڑ لیتا ہے،— مخلوق اس کے سامنے چیونٹیوں کی طرح ہو جاتی ہے، وہ انہیں ان بچوں کی طرح دیکھتا ہے جو مٹی سے کھیل کھیلا کرتے ہیں،— اسے بادشاہ اور والی معزول نظر آتے ہیں اور امیر مغرور نظر آتے ہیں،— جو غیر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں انہیں وہ حجاب میں اور محروم دیکھتا

ہے، تحقیق میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اللہ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور صالحین کے کلام کے ساتھ کھیل کرتے رہتے ہو، تمہارا یہ کھیل تمہاری جہالت کی وجہ سے ہے، ـــــ

اگر تم کتاب وسُنّت کی پیروی کرتے تو عجیب عجیب برکتیں دیکھتے، ـــــ اولیاء اللہ مصیبت آنے پر ہمیشہ صبر کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کی ذات انہیں ان کی مرضی کے مطابق عطا فرما دیتا ہے، ـــــ

- ـــــ محتاجی اور مصیبت میں اگر صبر نہ ہو تو عذاب ہے،
- ـــــ محتاجی اور مصیبت میں اگر صبر ہو تو کرامت اور بزرگی ہے،

ایمان والا مصیبت کی حالت میں اللہ کی قربت اور مناجات کا لطف اٹھاتا ہے اور وہاں سے ہٹنے کو پسند نہیں کرتا، ـــــ میرے وعظ کے بازار میں کتنا مندا پڑ گیا ہے کہ نفسوں اور خواہشوں پر اس کا سکہ نہیں چلتا، نفس اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے، ـــــ یہ آخری زمانہ ہے، نفاق کا بازار لگ رہا ہے، ـــــ اور میں وہ دین قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم تھے، یہ آخر زمانہ ہے، لوگوں کے معبود درہم و دینار ہیں، ـــــ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ہو گئے جن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچ گئی تھی، ـــــ اس زمانے کے بچھڑے درہم و دینار بن گئے ہیں، ـــــ

بلند ہمّت والوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے:

تجھ پر افسوس ہے تو دُنیا کے بادشاہ سے کس طرح مرتبہ اور مال چاہتا ہے، اور دشواریوں میں اس پر بھروسہ کرتا ہے، حالانکہ عنقریب:

- ـــــ وہ حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے گا،
- ـــــ یا مر جانے والا ہے،
- ـــــ اس کا مال اور ملک اور مرتبہ سب چلا جائے گا،
- ـــــ وہ اس قبر کی طرف جو کہ اندھیرا اور وحشت اور تنہائی اور غم و ہم اور کیڑوں کا گھر ہے، منتقل ہو جائے گا،
- ـــــ حکومت سے ہلاکت کی طرف منتقل ہو جائے گا،

ہاں! اگر اس کے پاس نیک عمل اور مخلوق کے لئے نیت نیک ہو گی تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں چھپا لے گا، اور اس کے حساب میں آسانی کر دے گا، ـــــ جو معزول ہو جانے والا یا مر جانے والا ہے تو اس پر بھروسہ نہ کر، وگرنہ تیری اُمید نقصان میں جا پڑے گی، اور تیری مدد کٹ جائے گی، ـــــ

مؤمن کی ہمت، زمین اور دُنیا، آخرت اور اہلِ آخرت سب سے بلند ہوئی ہے، اس سے معلوم ہو گیا ہے کہ بلند ہمّت والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، ـــــ چنانچہ اس کی ہمّت اتنی بلند ہو گئی ہے کہ وہ اللہ تک جا پہنچی اور اس کے سامنے سجدہ کرتے

ہوئے گر پڑی، — اسے سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم نہ ملا حتیٰ کہ اللہ نے اس کے قلب و باطن کو آواز دی، اور انہیں اپنی نیابت، ریاست اور حکومت اور مخلوق میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی، — چنانچہ وہ دنیا میں بھی رئیس بن کر رہا اور آخرت میں بھی رئیس ہوگا، — وہ دنیا میں بھی بادشاہ ہے اور آخرت میں بھی بادشاہ ہوگا، —

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو:

اے لوگو! اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو، اور انہیں غیر اللہ کی طرف نسبت نہ دو، — کیا تم نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۝

"اور جو کچھ نعمت تمہارے پاس ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے"۔

حاجت مندوں کو تلاش کر اور انہیں اس میں سے کچھ دے، اور اس بات کی کوشش کر کہ تجھ پر کسی جھوٹے مکار منافق کا داؤ نہ چلے جو:

○ — مال دار ہو کر محتاجوں کی سی شکل بنائے پھرتا ہے،

○ — ظاہری طور پر رونی صورت بنائے اور عاجزی ظاہر کر کے محتاجوں میں گھسا رہتا ہے،

جب تجھ سے ایسا کوئی شخص سوال کرے تو کچھ دیر توقف کر کے اپنے دل سے فتویٰ مانگ لے، — ہوسکتا ہے کہ یہ سوال کرنے والا مال دار ہو کر محتاج کا بہروپ بھرتا ہو، — تیرے دل میں جو خیال آئے اس پر دھیان دے، — اگر مفتی تجھے فتویٰ دے بھی دیں، پھر بھی تو اپنے نفس سے فتویٰ لیا کر، — ایمان والا اپنی قلبی بصیرت سے مخلوق کو پہچان لیتا ہے، — اس کے سامنے کچھ علامتیں ہوتی ہیں، اس کا دل حساس ہوتا ہے، وہ اللہ کے اس نور سے جو اس کے دل میں گھر کر گیا ہے، دیکھا کرتا ہے، —

سست اور کاہل کے ہاتھ کچھ بھی نہ لگے گا:

تجھ پر افسوس تو سست اور کاہل ہے، تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا، — تیرے ہمسائے اور بھائی بند اور اعزاء اقارب نے سفر کیا، جستجو کی اور کھوج لگایا اور خزانے حاصل کئے، — ایک ایک درہم پر دس دس اور بیس بیس کا نفع پایا اور وہ بامراد و کامران لوٹے، مگر تو اپنی جگہ پر ہی بیٹھا ہوا ہے، — یہ جو تھوڑی سی پونجی تیرے ہاتھ میں ہے، چلی جائے گی، پھر اس کے بعد تو دوسروں سے مانگتا پھرے گا۔

تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جا، مجاہدہ اور ریاضت کر:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو کیا کر رہا ہے، تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جا، مجاہدہ اور ریاضت کر، — کیا تو نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط ○ (سورہ العنکبوت)

''اور جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا، ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کرتے ہیں''۔

جلدی کر، تیرے علاوہ اور لوگ آ گئے اور تو اپنا کام پورا کر چکا، ـــ ہر چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے، تو کوئی چیز غیر اللہ سے نہ طلب کیا کر، ـــ کیا تو نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (سورہ حجر)

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں لیکن ہم ہر چیز کو ایک معلوم اندازے کے ساتھ اتارتے ہیں''۔

اس آیت کے بعد کوئی بات ہی نہ باقی رہی، ـــ

اے دُنیا کے طالب!

اے درہم و دینار کے چاہنے والے!

یہ دونوں اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں، ـــ تو انہیں مخلوق سے نہ طلب کر، اور نہ زبان کے ذریعہ مانگنے سے ان کے دینے سے مخلوق کو اللہ کا شریک کر، اور نہ اسباب پر بھروسہ کر، ـــ

اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ الْخَلْقِ وَيَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ خَلِّصْنَا مِنْ قَيْدِ الشِّرْكِ بِخَلْقِكَ وَاَسْبَابِكَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

''الٰہی! مخلوق کے پیدا کرنے والے، اور اے مسبب الاسباب! تو ہمیں اپنی مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک کی قید سے رہائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دُنیا کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں آخرت کی بھلائی عطا فرما، ـــ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ آمین!''

دُکھی دلوں کے طبیب:

اے اللہ کے بندو! ـــ تم حکمت کے گھر میں ہو، لہٰذا تمہارے واسطے، واسطہ کی ضرورت ہے، ـــ تم اپنے معبود سے ایسے طبیب کو تلاش کرو جو تمہارے دلوں کے دُکھوں کا علاج کرے، ـــ

○ ـــ ایسا دوا دینے والا طلب کرو جو تمہیں دوا دے،

○ ـــ ایسا رہنما ڈھونڈو جو تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے ہاتھ پکڑ لے،

تم اللہ کے مقرب اور ادب آموز بندوں، ـــ اور اس کے قرب کے دربانوں، ـــ اور اس کے دروازے کے نگہبانوں سے قریب ہو جاؤ، ـــ تم تو اپنے نفسوں کی خدمت اور اپنی خواہشوں اور عادتوں کی پیروی میں راضی ہو گئے ہو، ـــ جبکہ میں تمہارے اخلاق کو سنوارنا چاہتا ہوں اور دینِ اسلام سے تمہیں دلیر بنانا چاہتا ہوں، ـــ تم ان لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو، جو

○ — اپنے نفسوں پر خوش ہوتے ہیں اور تمہیں خوش کرتے ہیں،

○ — بادشاہوں کے سامنے ذلیل ہوتے ہیں اور ان کے سامنے چیونٹیوں کی طرح ہو جاتے ہیں،

○ — انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے، اور اگر کرتے بھی ہیں تو بناوٹ اور نفاق کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے لوگوں اور ہر منافق سے پاک کر دے، یا انہیں توبہ کی توفیق دے اور انہیں اپنے دروازے کی طرف ہدایت دے۔ آمین! — مجھے بڑی غیرت آتی ہے جب کسی کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ زبان سے تو اللہ اللہ کہتا ہے مگر اس کی نظر غیر اللہ پر ٹھہرتی ہے، —

اے ذکر کرنے والے! تو یہ جانتے ہوئے اللہ کا ذکر کر کہ تو اس کے سامنے ہے، — تو دل کو غیر اللہ کی طرف متوجہ کر کے زبان سے ذکر الٰہی نہ کیا کر، — میرے لئے میرے دوست اور دشمن دونوں برابر ہیں، روئے زمین پر نہ کوئی میرا دوست ہے اور نہ کوئی دشمن، — میری یہ بات صحت توحید اور مخلوق کی عاجزی کی نظر سے دیکھنے کے اعتبار سے ہے، — ورنہ ہر وہ شخص جو اللہ سے ڈرتا ہے، میرا دوست ہے، — اور اس کی نافرمانی کرتا ہے، وہ میرا دشمن ہے، — ڈرنے والا میرے ایمان کا دوست ہے اور نافرمان اس کا دشمن!

اَللّٰهُمَّ حَقِّقْ لِیْ هٰذَا وَثَبِّتْهُ وَثَبِّتْنِیْ عَلَیْهِ اِجْعَلْهُ مَوْهِبَةً لَّا عَارِیَةً ○

"الٰہی! تو اس امر کو میرے لئے متحقق و ثابت کر دے اور مجھے اس پر ثابت قدم رکھ اور اسے دائمی عطیہ بنا دے نہ کہ بحیثیت عاریت۔ آمین!"

یہ ایک ایسی چیز ہے جو کہ صرف دعوے اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی، اور نہ ہی آرزو اور ناموں اور لقبوں اور زور زباں سے حاصل ہوتی ہے، بلکہ سچائی اور اخلاص، اور دُنیا کے چھوڑ دینے سے، اور نفس اور خواہش اور شیطان کی دشمنی سے حاصل ہوا کرتی ہے۔

تم عقل سے کام لو، — میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تم صاحبِ دل ہو اور نہ تمہارے لئے معرفتِ قلب ہے، — نہ تمہارے دل کی کوئی ریاضت ہے نہ ہی تعلیم یافتہ ہیں، وہ فقط تکبر اور بڑائی سے بھرے پڑے ہیں، — اللہ کے راستے میں:

○ — "اَنَا" (میں)،

○ — "لِیْ" (میرے لئے)،

○ — "مَعِیَ" (میرے سنگ)،

نہیں ہے، یہ راستہ تمام تر محو و فنا کا ہے، جہاں "اَنَا وَاَنْتَ" نہیں، —

○ — ابتداء میں ضعف ایمان کے وقت "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے،

(یعنی کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا)، اور

○ — انتہاء میں قوتِ ایمان کے وقت "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ" ہے، (یعنی کوئی نہیں ہے تیرے سوا)، کیونکہ مخاطب انتہائی حالت میں حاضر وشاہد ہو جاتا ہے، — جس نے مخلوق سے کچھ طلب کیا، وہ اللہ کے دروازے سے اندھا ہو گیا، — نہ اس نے اللہ کی کوئی خدمت کی نہ ہی اس کی صحبت میں رہا، — اگر وہ جوانی کے عالم میں اس کی خدمت کرتا تو یقیناً اسے بڑھاپے میں غنی کر دیتا، — وہ ان بندوں کو بھی عطا کرتا ہے جو اس کی خدمت نہیں کرتے، — لہٰذا جو اس کی خدمت کریں گے، وہ انہیں کیونکر نہ عطا کرے گا، — ایمان والا جب بوڑھا ہو جاتا ہے، اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور وہ قربِ الٰہی کی وجہ سے مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے، — اگرچہ وہ ایک ذرّے، ایک لقمہ اور گدڑی کا بھی مالک نہ ہو تو بھی وہ مخلوق سے بے نیاز ہوتا ہے، — تم میری بات غور سے سنو، اور اسے پس پشت نہ ڈالو، — میں تحقیق کے ساتھ سچ کہہ رہا ہوں، اور سچ کہہ رہا ہوں جو حق در حق ہے، — میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر لوگ حجاب میں ہیں، انہیں اسلام کا دعویٰ تو ہے مگر حقیقت میں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، —

تم پر افسوس ہے کہ فقط اسلام کا نام لینا تمہیں کچھ نفع نہ دے گا، — تم باطن کو چھوڑ کر اسلام کی ظاہری پابندیوں پر عمل کرتے ہو، تمہارا عمل ادنیٰ چیز کے بھی برابر نہیں، — لیلۃ القدر کی پہچان کے لئے اللہ کے نیک بندوں کے علم میں اس کی کچھ علامتیں ہیں، جن کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں، — فرشتوں کے ہاتھوں میں جو جھنڈے ہوتے ہیں، ان جھنڈوں کی روشنی، اور فرشتوں کے چہروں کا نور، اور آسمانوں کے دروازوں کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرتے ہیں، — کیونکہ اس رات میں زمین والوں کے لئے اللہ کی خاص تجلّی ہوتی ہے۔

بندہ جب اللہ کو پہچان لیتا ہے تو اس کا دل پوری طرح سے اس کے قریب ہو جاتا ہے، — اللہ تعالیٰ اسے کامل عطیہ عطا فرماتا ہے اور بھرپور اُنس سے نوازتا ہے، اسے کامل عزت بخشتا ہے، — چنانچہ وہ بندہ جب اس سے قرار پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خودی کو زائل کر دیتا ہے، — اس کے ہاتھ خالی کر دیتا ہے، اسے اپنی ذات کی طرف لوٹا لیتا ہے، پھر اپنے اور اس کے بیچ میں پردہ ڈال دیتا ہے، — اس کے عمل دیکھنے کے لئے اسے پرکھتا ہے اور یہ کہ وہ ثابت قدم رہتا ہے یا بھاگ نکلتا ہے، — جب اس کی ثابت قدمی متحقق ہو جاتی ہے تو اس سے پردے اٹھا دیتا ہے، اور اُسے اس کے پہلے حال کی طرف لوٹا دیتا ہے، — حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے:

"مجھ میں میرا ہے ہی کیا! — بندہ اور اس کی تمام ملکیت اس کے آقا کی ہوتی ہے"۔

آپ نے اپنے نفس کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا، اور اپنے اختیار و مزاحمت زائل کر دیئے تھے، — آپ اس بات پر راضی تھے کہ تقدیرِ الٰہی اُن کی کارسازی کرے، — آپ کا دل، صالح اور نفس مطمئن ہو گیا تھا، — آپ اس ارشادِ باری پر عمل پیرا تھے:

اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ (سورہ اعراف)

"بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اُتاری، وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے"۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوتی تو ان سے فرماتے:

''آؤ اللہ کے اس علم پر ہم تم مل کر روئیں جو ہمارے بارے میں ہے''۔

کیا ہی اچھا یہ کلام تھا، — یہ کلام اس شخص کا ہے جو اللہ کو جاننے والا اور پہچاننے والا اور اس کے تصرفات کا علم رکھتا تھا، — اللہ کا وہ کون سا علم ہے، جس کی طرف حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا تھا، وہ ارشادِ باری یہ ہے:

ھٰؤُلَآءِ اِلَی الْجَنَّۃِ وَلَا اُبَالِیْ وَھٰؤُلَآءِ اِلَی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ o

''یہ جماعت جنتی ہے اور میں بے پرواہ ہوں، کچھ پرواہ نہیں کرتا، — اور یہ جماعت جہنمی ہے اور میں بے پرواہ ہوں''۔

اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک ہی جگہ پر اکٹھا کر دیا، لہٰذا پتہ نہیں ہم دونوں میں سے کس جماعت میں ہیں، —

اولیاء اللہ اپنے ظاہری اعمال پر مغرور نہیں ہوتے، کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمے پر موقوف ہے، —

- — بہت سی مخلوق کے معبود بادشاہ بنے ہوئے ہیں،
- — بہتوں کی دُنیا اور امارت، عافیت اور طاقت اور دیگر قوتیں معبود بنی ہوئی ہیں، —

تو اللہ کے قریب ہو مخلوق تیرے قریب ہو جائے گی:

تجھ پر افسوس ہے کہ تم نے فرع کو اصل اور مرزوق کو رازق بنا لیا، —

- — غلام کو آقا اور محتاج کو امیر سمجھ لیا ہے،
- — عاجز کو قوی اور زندہ کو مردہ سمجھ لیا ہے، اور
- — مردہ کو زندہ سمجھ لیا ہے،

تمہاری کوئی عزت نہیں، نہ ہم تمہاری پیروی کریں گے، نہ تمہارا مذہب اختیار کریں گے، — تم سے الگ ہو کر ایک گوشے میں سلامتی، سُنّت اور ترکِ بدعت، اور توحید و اخلاص، اور ترکِ ریا و نفاق کے ٹیلہ پر جا بیٹھیں گے، — جبکہ مخلوق کو عاجزی اور فقر اور ضعف اور قہر کی نظر سے دیکھیں گے، — جب تو دُنیا کے جباروں اور فرعونوں، بادشاہوں اور امیروں کی تعظیم کرے گا اور اللہ کی ذات کو بھلا دے گا، — اس کی عظمت کو نہ پہچانے گا، چنانچہ تیرا حکم بت پرستوں کی طرح ہو جائے گا، جس کی بھی تعظیم کرے گا، وہی تیرا بُت قرار پائے گا، —

تجھ پر افسوس ہے، تو بتوں کے پیدا کرنے والے کی عبادت کر، تو اللہ کے قریب ہو، مخلوق تیرے قریب ہو جائے گی، —

- — تو اللہ کی جتنی تعظیم کرے گا، اسی قدر اس کی مخلوق تیری تعظیم کرے گی،
- — اللہ سے جس قدر تیری محبت زیادہ ہوگی، اسی قدر اس کی مخلوق تجھ سے محبت کرے گی،
- — جتنا تجھے اللہ کا خوف ہوگا، اسی قدر مخلوق تیرا خوف کرے گی،

○ — جتنا تو اللہ کے اوامر ونواہی کا احترام کرے گا، اسی قدر مخلوق تیرا احترام کرے گی،
○ — جس قدر تو اللہ سے قریب ہوگا، اسی قدر اس کی مخلوق تیرے قریب ہوگی،
○ — جس قدر تو اللہ کی خدمت کرے گا، اسی قدر اس کی مخلوق تیری خدمت کرے گی،

موت کی یاد اور ملک الموتؑ:

موت کا یاد کرنا نفس کی بیماریوں کی دوا ہے، اور بیماریوں کے سر پر ہتھوڑا ہے، — میں برسوں رات دن موت کی یاد کثرت سے کرتا رہا، — موت کے ذکر سے میں نے فلاح پالی، — موت کی یاد سے میں اپنے نفس پر غالب آ گیا، بعض راتیں میں نے موت کو یاد کیا، اور شروع رات سے سحر تک روتا رہا، — اس رات میں رو رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا:

اِلٰهِیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَاَنْ لَّا یَقْبِضَ مَلَكُ الْمَوْتِ رُوْحِیْ وَ تَتَوَلّٰی قَبْضَهَا ○

"الٰہی! میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ میری روح ملک الموت قبض نہ کرے، بلکہ تو خود ہی میری روح قبض فرما!"

چنانچہ میں نے آنکھ بند کی تو ایک خوبصورت اور خوش خصال بزرگ کو دیکھا۔ وہ دروازے سے اندر داخل ہوا، — میں نے پوچھا: "تم کون ہو؟" — اس نے کہا: "میں ملک الموت ہوں" — چنانچہ میں نے ان سے کہا:

"میں نے اللہ سے التجا کی تھی کہ وہ میری رُوح خود قبض کرے، اور تم میری روح قبض نہ کرنا"۔

ملک الموت نے جواب دیا:

"آپ نے یہ دعا کیوں مانگی؟ میرا کیا گناہ ہے، میں تو ایک حکم کا بندہ ہوں، — کسی کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور کسی کے ساتھ سختی کرنے کا"۔

یہ کہہ کر ملک الموت نے میرے ساتھ معانقہ کیا اور رو دیئے، ان کے ساتھ میں بھی رو دیا، — پھر میں نیند سے بیدار ہوا تو خود کو روتا ہوا پایا —

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک وہ دل زیادہ سخت اور ناگوار ہیں، جنہیں دُنیا کی محبت نے جلا رکھا ہے، حالانکہ ان کے سینے قرآن سے مزین ہیں، — تو ایسے بھائی زیادہ پیدا کر جو کہ:

○ — نیکوکار ہوں، قیام کرنے والے ہوں،
○ — رکوع کرنے والے ہوں، سجدہ کرنے والے ہوں،
○ — امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہوں،
○ — جن کے ہاتھوں کو ان کے تقویٰ و پرہیزگاری نے کمائی سے روک دیا ہو،
○ — ان کی ساری ہمت اللہ کی طلب گاری کے لئے ہو،

تم اپنے مال انہی پر خرچ کیا کرو کیونکہ کل انہیں اللہ کے ہاں سے بے انتہا دولت ملنے والی ہے، ——کسی سائل نے عرض کیا:

''کون سی آگ زیادہ سخت ہے: خوف کی آگ یا شوق کی آگ''۔

فرمایا:

''مرید کے لئے خوف کی آگ، مراد کے لئے شوق کی آگ، ——یہ اور چیز ہے، اور وہ اور چیز ——اے سائل! تیرے پاس دونوں میں سے کون سی آگ ہے!''

تمہارا نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے:

اے اسباب پر تکیہ کرنے والو! ——تمہارا نفع دینے اور نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے، ——تمہارا حاکم اور بادشاہ بھی ایک ہے، اور تمہارا معبود بھی ایک ہی ہے، ——کیا تم نے یہ ارشادِ باری نہیں سنا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۝ (سورہ کہف)

''تم میں سے جو اپنے ربّ سے ملنے کی اُمید رکھے، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے، اور اپنے ربّ کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے''۔

تیرے ربّ اور تیرے بیچ میں تو خود ہی پردہ اور حجاب بنا ہوا ہے، ——اگر تو اپنے آپ سے الگ ہو جائے تو یقیناً اسے دیکھ سکتا ہے، ——

کسی نے عرض کیا: میں کیسے الگ ہو سکتا ہوں؟ ——

ارشاد فرمایا:

○ ——اپنے نفس کی مخالفت کر کے اسے مجاہدہ میں ڈال کر،

○ ——اس کا کہا ماننے سے اپنے کانوں کو بہرہ بنا کر،

○ ——اپنے آپ کو خود سے جدا کر،

○ ——نفس کی خواہشیں، لذتیں اور دعوتیں پوری نہ کر،

تب تک نفس ذلیل ہو جائے گا، اور وہ تیرے دل کے چہرے سے دور ہو جائے گا، اور گوشت کے ایک بے حس و حرکت ٹکڑے کی طرح پڑا رہ جائے گا، ——پھر اس میں اطمینان کی روح چلے گی، ——

○ ——اس میں سے وجود کی روح نکل جائے گی،

○ ——اس میں اطمینان کی روح سرایت کر جائے گی،

اس مقام پر پہنچ کر نفس و قلب دونوں اللہ کی طرف دیکھنے لگیں گے، جب وہ روح مطمئن ہو جائے گی اور موافقت کرنے

لگے گی، تو اس میں پہلی روح کے سوا دوسری روح پھونک دی جائے گی:

○—ربوبیت کی روح،

○—عقل کی روح،

○—اس کی طرف کنارا کشی کی روح،

○—اللہ کے ساتھ وجود کی روح،

○—اس کی طرف اطمینان کی روح،

○—غیر اللہ سے نفرت کی روح،

جو شخص اپنے عمل میں سچا ہوتا ہے، وہ مشائخ کرام سے رخصت ہو کر آگے بڑھتا ہے، اور ان کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تم اپنی جگہ پر بیٹھے رہو، یہاں تک کہ جس مقام کے لئے آپ نے میری رہنمائی فرمائی، وہاں سے ہو آؤں،—

مشائخ تو آستانہ الٰہی کے دروازے ہیں، بہتر یہی ہے کہ کوئی دروازے سے چمٹا رہے، تا کہ کوئی گھر کے اندر داخل نہ ہو،—اللہ تعالٰی لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے:

لِلنَّاسِ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَدِّقُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْمَا اَخْبَرَ اَسَاسُ الْوُصُوْلِ اِلَى اللّٰهِ○

"تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ،—اللہ اور اس کے رسول کی ان چیزوں میں جس کی انہوں نے خبر دی ہے، تصدیق کرو"۔

اللہ کی ذات تک پہنچنے کی بنیاد ایمان ہے،—سب بھلائیوں کی بنیاد ایمان ہے،—اخلاص نبوت کی جڑ ہے اور نبوت رسالت کی جڑ،—اور وہ ولایت کی جڑ ہے، ابدالیت اور غوثیت اور قطبیت کی جڑ ہے۔

اَللّٰھم ارزقنا۔ اٰمین○

فصل سوم

فتوحاتِ غوثیہ

اللہ تعالیٰ نے جو کلام، امام العارف، محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابو صالح الجیلانی رضی اللہ عنہما پر القاء فرمایا، — آپ نے متفرق مجالس میں انہیں ظاہر فرمایا، — آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں نے انہیں چُن لیا، — اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان سب کی برکتوں سے فیض یاب فرمائے۔ آمین!

فتوحِ اوّل

بندے کے لئے اللہ سے بڑھ کر کوئی بہتر نہیں:

علی بن فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہو گیا تو ان کے والد نے انہیں خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ — انہوں نے جواب دیا:

''بندے کے لئے اللہ سے بڑھ کر کوئی بہتر نہیں''۔

رزق پیدا کرنے والی اللہ کی ذات ہے:

اے صاحبزادے! اللہ کی ذات کو لازم پکڑ اور غیر اللہ کے ساتھ نہ لگ، — گھر اسی کا گھر ہے، رزق پیدا کرنے والی اللہ کی ذات ہے اور ہر مخلوق کی روزی اسی نے مقدر فرمائی ہے، — فرشتے تیرے رزق کی حفاظت کرنے پر متعین ہیں، — بھلائی اور برائی سب اسی کی طرف سے ہے، بندے پر آفتوں کے تیر اسی کے حکم سے برستے ہیں، — بندہ جب اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور آفتوں پر صبر سے کام لیتا ہے تو:

- — طبیبِ قرب اس کے پاس آ کر اس کے زخم کا علاج کرتا ہے،
- — طبیبِ محبت آ کر اس آفت کو دفع کرتا ہے،
- — طبیبِ شوق آ کر اسے اپنے سے ملا لیتا ہے،

آغاز تکلیفوں اور مشکلوں سے ہی ہوتا ہے، جبکہ جنت تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے، چنانچہ اس کے بغیر اللہ کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے، — ایمان والا بندہ دُنیا کی بستی میں بادشاہ کی طرف سے عمل کرنے والا کارگزار ہے، — جب باطن آسمان اور قلب زمین بن جاتا ہے، تب قلب باطن کے آسمان کا بچا کھچا کھاتا ہے، — وہ جب چاہتا ہے دونوں کو بیچ میں جمع کر لیتا ہے، پھر اللہ کی رحمت کو اپنے قریب دیکھ کر اس کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیتا ہے جیسے کہ وہ کسی سے معانقہ کر رہا ہے، —

اے اہلِ مجلس! ـــ مجھے معذور سمجھو، آج ہم حال کی قید میں ہیں، اور زندگی کی قید میں بہرے اور گونگے ہیں، ـــ میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا تو آپ نے فرمایا:

"اے میرے بیٹے! تو نے مجھ سے اپنے نسب کو صحیح کر دکھایا تو میری نیک اولاد ہے"۔

مرنے سے پہلے مرجا:

وحشت کا ہونا ضروری ہے، جب تجھے موت آئے گی،

○ ـــ ہر ملنے والا تجھ سے دور ہو جائے گا،

○ ـــ ہر قرابت دار تجھے چھوڑ دے گا،

لہٰذا تو ان کے چھوڑنے سے پہلے ان کو چھوڑ دے اور ان سے تعلق توڑ لے، ـــ قبر اللہ کی طرف جانے کا راستہ ہے اور اس کی دہلیز ہوتی ہے، ـــ تو مرنے سے پہلے مرجا، اپنی خودی سے اور ان سب سے مرجا اور اللہ کے ساتھ زندہ ہو جا، ـــ تو مُردے کی طرح ہو جا، ـــ

○ ـــ تقدیر کا ہاتھ تجھے لقمہ کھلائے گا اور تجھے کروٹیں بدلوائے گا،

○ ـــ اپنا حصہ اپنے ارادے کے بغیر لیا کرے گا،

جب تیرا یہ مقام کامل ہو جائے گا اس وقت تجھے اللہ کے قرب اور علم کے ساتھ زندگی حاصل ہو جائے گی، ـــ یہ طائر یعنی روح اُڑ جائے گی، ـــ اسے کسی قسم کی پرواہ نہ ہوگی، ـــ قیامت قائم ہو یا نہ ہو، موت پیدا کی جائے یا نہ پیدا کی جائے، اس کے پاس ایک ایسا مشغلہ ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تک پہنچ گیا ہے، ـــ احکامِ شریعت لیکن محفوظ و مامون رہیں گے، وہ ان میں بال برابر کمی نہیں کرتا، ـــ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے حلم سے تم پر پردہ ڈال دیا ہے، اور علم سے تمہیں ظاہر کر دیا ہے، ـــ تم میں سے ایک صالحین کا سا صوف کا نیلے رنگ کا لباس پہنتا ہے، حالانکہ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، ـــ

اللہ کے لئے آزاد ہو جاؤ اور ساری مخلوق سے تعلق توڑ لو:

بندہ کامل اپنے کسب و کمائی سے کھاتا رہتا ہے اور اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے، ـــ پھر اس پر اس کی کمائی کا کھانا حرام کر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے:

"تو تکوین کا خزانہ کھول اور علم کے خزانے سے لے"۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے جہاں تک ہو سکے دُنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ، ـــ مرنے کو اور مرنے کے بعد کی باتیں اور پل صراط پر چلنے اور اس کے بعد کی باتیں یاد کیا کرو، ـــ آخرت کو اس کی نعمتوں اور کلفتوں کے ساتھ یاد کیا کرو، ـــ تم دل کی پاکی اور باطن کی

[1] اسے تصرف عام اور اختیار تام دے دیا جاتا ہے۔

پاکی، — اور نفس کے مجاہدے اور شیطان کے محاربے کے ساتھ اللہ کے ساتھ مشغول ہو جاؤ اور دُنیا سے فراغت حاصل کر لو، — تم اللہ کے لیے آزاد ہو جاؤ اور ساری مخلوق سے تعلق توڑ کر اسی کے ہو جاؤ، —

توحید کے معنی ہی یہ ہیں کہ ساری مخلوق کو معدوم سمجھے اور ہر ایک سے جدا ہو جائے، اور تیری طبیعت پلٹ جائے، — پھر ان فرشتوں کی طبیعت سے بھی فنا ہو جائے اور اپنے پروردگار کے ساتھ مل جائے، — اس وقت وہ تجھے وصل کی شراب سے سیراب کرے گا اور تو ایسے اعمال سے مخصوص ہو جائے گا جو کہ ظاہری اعمال سے اس کے پاس زیادہ ہیں، —

جس کا ایمان قوی ہو جائے وہ اپنے توکّل کے ذریعے کھاتا ہے:

اسلام ظاہری تصدیق کا نام ہے اور ایمان اس کی قوت ہے، — اس کے بعد اللہ کی معرفت کا مرتبہ ہے، پھر اللہ کے ساتھ موجود ہونے کا مقام ہے، — تیرا وجود جب اس کے ساتھ ہو جائے گا، وہ بھی تیرے ساتھ ایسا ہی ہو جائے گا اور تو بقا کا مرتبہ پا لے گا، — ایمان والا ابتداء میں اپنی کمائی اور ذریعہ معاش سے کھایا کرتا ہے، اور یہ جانتا ہے کہ یقیناً وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے، — جب اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے تو وہ اپنے توکّل کے ذریعے سے کھاتا ہے اور اسے اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے، — اس کی پہلی نظر اور خیال میں بال برابر تغیّر واقع نہیں ہوتا، اگر وہ ہزار سال بھی دریائے دجلہ میں بیٹھا رہے تب بھی اس کا دل اللہ ہی کے ساتھ وابستہ رہے گا۔

تو میری نصیحت قبول کر، اللہ تجھ پر رحم کرے، — تو اس حال میں کہ قضاوقدر کے بارے میں اللہ سے معارضہ کر رہا ہے، اللہ سے کس منہ سے ملے گا، تو معارضہ چھوڑ دے اور جھگڑا نہ کر، —

حضرت عزیر علیہ السلام نے مخلوق کے بارے میں اللہ سے معارضہ کیا کہ "پہلے تو مخلوق کو پیدا کرتا ہے، پھر اسے معدوم کر دیتا ہے، — تو:

- — اسی وقت انہیں نبوت کے منصب سے ہٹا دیا گیا،
- — معزول کر کے سو برس تک موت طاری کر دی،
- — پھر انہیں زندہ کر کے ان کی پہلی حالتیں ان پر لوٹا دیں،
- — نبوت کے منصب پر بحال کر دیا،

تو استغفار کو اپنی زبان کا طریقہ، — اعتراف و اقرار کو اپنے قلب کا طریقہ، — اور سکون کو اپنے باطن کا طریقہ مقرر کر لے۔

ذکر پہلے زبان سے ہوتا ہے، — پھر وہ زبان سے دل کی طرف پہنچتا ہے، — اس کے بعد محبت اور شوق پیدا ہوتے ہیں اور ذکر زبان کی طرف آ جاتا ہے۔

دوسرے کو پیٹ بھرنے کے لئے دے، خود بھوکا رہ:

میں نے بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کی ہے، میں نے ان میں سے کسی کے دانتوں کی سپیدی بھی نہ دیکھی، — انہوں نے مجھ سے ہنس کر بات ہی نہ کی، — لذیذ اور پاکیزہ غذائیں خود کھاتے تھے مگر مجھے ایک لقمہ بھی نہ کھلاتے تھے، — تم ادب سیکھو، —

- — تو چھوڑ دے، دوسرے کو دیتا رہ،
- — دوسرے کو پیٹ بھرنے کو دے، خود بھوکا رہ،
- — غیر کو عزت دے اور خود ذلیل بن،
- — غیر کو بے نیاز کر اور خود محتاج بن،

میں اسی دن کے لئے تمہاری تربیت کرتا ہوں اور تمہیں ہدایت کرتا ہوں اور علم سکھاتا ہوں، — مجھے اس بات کا کامل یقین ہو گیا ہے کہ تم نہ مجھے نفع دے سکتے ہو اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہو، — اور نہ تم میرے رزق میں ذرّہ برابر کمی بیشی کر سکتے ہو، — اس کے بعد میں نے تم سے وعظ کہنا شروع کیا ہے، میں نے اس خیال کو اسی وقت مضبوط کر لیا تھا جبکہ میں جنگلوں میں چٹیل میدانوں میں رہتا تھا، — خواہش کے مطابق کھانا:

- — دل کو سخت کر دیتا ہے،
- — باطن کو اسیر کر دیتا ہے،
- — دانائی کو زائل کر دیتا ہے،
- — نیند اور غفلت کو بڑھا دیتا ہے،
- — حرص کو قوی کرتا ہے،
- — آرزوؤں کو طول دیتا ہے،

اے خواہش کے قید خانہ کے قیدی!

اے مخلوق کے بندے!

اے انجامِ کار سے جاہل!

اے مخلوق و حق اور اپنے نفع و نقصان سے نادان!

کیا تجھے عقل نہیں ہے، پس تو سمجھ داری سے کام لے اور موت کو یاد کر، — کیونکہ موت کی یاد ہر بھلائی اور سلامتی کی کنجی ہے، — جب تو موت کو یاد کرے گا، تو سب فضولیات تجھ سے علیحدہ ہو جائیں گی، — جب تیری حرص ضعیف اور کمزور ہو جائے اور آرزو کم ہو جائے تو "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر اپنے سب معاملات اللہ کے سپرد کر دے، —

فلاح چاہیے تو اللہ کی نعمتوں کا اقرار کر:

اے بیٹا! تیرے لئے فلاح نہیں جب تک کہ تو اللہ کی نعمتوں کا اقرار کر لے، اور وہ نعمتیں تجھے اللہ کی توحید کے دریا میں ڈبو دیں، — پھر اس کی توحید میں تو غیر اللہ کی طرف نظر کرنے سے فنا ہو جائے، وہ تیرا دوست کیسے ہو سکتا ہے، جو کہ اس کی شکایت

کرتا ہوگا اور اس سے تقدیر کے بارے میں مناظرہ ومجادلہ کرے گا، — ان باتوں کے باوجود اس سے محبت اور شوق اور قرب قرار نہیں پکڑ سکتا، —

○ — محبت صحیح ہو جائے تو قضا وقدر کے نازل ہوتے وقت کوئی رنج وتکلیف نہیں ہوتی،

○ — جب محبت جگہ بنالیتی ہے تو معارضہ اور تہمت سب اُٹھ جاتے ہیں،

تیرا ہر قدم جو بڑھتا ہے وہ قبر کی طرف بڑھتا ہے، تو قبر کی طرف سفر میں مشغول ہے، ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کو اس کی نیکیاں، ردّ اور قبول، — تعریف اور بُرائی سے باز رکھتی اور روکتی ہیں، — نفس جب دور ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ آخرت آ جاتی ہے، — جب آخرت زائل ہو جاتی ہے تو اس کی جگہ قربِ الٰہی آ جاتا ہے، — وہ اس کے قرب سے اُنس لیتا رہتا ہے اور اس کی طرف سے راحت پاتا ہے، —

○ — نماز تیرا آدھا راستہ طے کرا دیتی ہے،

○ — روزہ تجھے اس کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دیتا ہے،

○ — صدقہ تجھے اس کے گھر میں داخل کر دیتا ہے،

بعض مشائخ عظام نے ایسا ہی کہا ہے، — تم اللہ کا راستہ طے کرنے میں صبر اور نماز سے مدد لیا کرو، —

حکم، علم کے دامن میں پناہ لیتا ہے تا کہ وہ ظاہر نہ ہو:

کوئی سالک ہی نہیں، اس کی تنہائی اور غربت پر افسوس ہے، — اگر شرعی حکم کا پاس ولحاظ نہ ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کا صاع تمہارے راز اور اعمال ظاہر کر دیتا، — لیکن حکم، علم کے دامن میں پناہ لینے والا ہے تا کہ وہ ظاہر نہ ہو، — کبھی وہ منعم کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے نعمت سے بے رغبتی کرتا ہے، پھر اس سے نعمت لے لی جاتی ہے تا کہ وہ اس نعمت کے ساتھ مشغول نہ ہو جائے، — جب اس کا مشغلہ اللہ کے ساتھ مسلسل ہو جاتا ہے تو اللہ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور اس کے ہاتھ میں مرتبہ تکوین دے دیتا ہے، چنانچہ وہ مختار ومتصرّف ہو جاتا ہے، —

میرا وعظ اور کلام تمہیں پس پشت ڈال دینے اور تم سے نظر پھیر لینے کے بعد ہے، — مجھے تمہاری پرواہ نہیں، اسی لئے میں نے تمہاری دُنیا وآخرت دونوں سے تجاوز کر لیا ہے، میں نے تمہارے حال کو دیکھا تو پتہ چلا کہ نہ تمہارے ہاتھوں میں نفع اور نہ ہی نقصان، اور نہ منع کرنا، — اللہ ہی تم میں تصرّف کرنے والا حاکم ومختار ہے، اللہ کے نقصان پہنچائے بغیر تم نقصان نہیں پہنچا سکتے، — چنانچہ یہ دیکھ کر میں نے اللہ کی طرف رجوع کر لیا، لیکن دُنیا کو میں نے:

○ — فنا ہونے والا،

○ — جانے والا،

○ — قاتل ومکار اور دھوکہ باز

پایا، — چونکہ اسے جلد چلے جانا ہے، اس لئے اس کی طرف سکون کرنے سے اور ٹھہرنے سے بے رغبتی اختیار کر لی اور اسے ناپسند کیا، — بعدازاں آخرت کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر اس کے معاملے کو پرکھا، — اس کے یہ عیب سامنے آئے:

○ — وہ حادث ہے (یعنی عدم کے بعد وجود میں آئی)،

○ — وہ دوسرے موجودات میں مشترک ہے،

اور دیکھنے میں یہ آیا کہ اللہ نے اس میں نفسوں کی شہوتیں رکھ دی ہیں اور جن چیزوں سے آنکھیں لذت پاتی ہیں وہ اس میں ڈال دی ہیں ، — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ○

''جنت میں وہ چیزیں ہیں جس کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی''۔

چنانچہ میں نے کہا کہ جو دل کی خواہش ہے وہ کہاں ہے، — لہٰذا میں نے اس سے منہ موڑ لیا، — اور اس کے آقا اور ظاہر و پیدا کرنے والے، — اور اسے عدم سے وجود میں لانے والے کی طرف واپس آ گیا، — اب وہی دلی خواہش ہے، —

جب بندہ اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لئے:

○ — جہل کی جگہ علم، ○ — دوری کی جگہ قرب،

○ — سکوت کی جگہ ذکر، ○ — وحشت کی جگہ اُنس،

○ — تاریکی کی جگہ نور،

مقرر کر دیتا ہے، —

اے نفس اور اے خواہش!

اے طبیعت اور اے ارادے!

اگر تم مجھ سے توحید اور مخلوق سے تعلق توڑ لینے، اور اللہ کی طرف سکون پکڑنے اور مخلوق کی طرف سے توجہ ہٹا لینے کے ساتھ قناعت کرو گے تو اللہ کے دیدار کے بغیر ان میں سے ایک لقمہ بھی نہ لوں گا، — ورنہ میں حلف کر لوں گا کہ:

''میں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا —''

لہٰذا جب تم مر جاؤ گے تو میں اپنے باطن سے اللہ کی طرف اُڑ جاؤں گا، —

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں، بنیادیں گر رہی ہیں اور اپنے بنانے والوں سے فریاد کر رہی ہیں، — ان کی نہر کا پانی خشک ہو گیا ہے، اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی، — اگر کی بھی جاتی ہے تو دکھاوے اور منافقت کے ساتھ، — کوئی ہے جو ان دیواروں کے قائم کرنے، نہر کے وسیع کرنے اور اہلِ نفاق کے شکست دینے میں مدد کرے، — میں ایسے علم سے

کلام کرتا ہوں کہ اس کی وضاحت کرنا تیرے بس میں نہیں، ــــ

○ ــــ نہ تو اس کی فرشتے کو تعلیم دے سکتا ہے،

○ ــــ نہ تو کسی پر اس کا اظہار کر سکتا ہے،

تیرا دل طور ہے (جہاں اللہ تجلی فرماتا ہے)، اسے شیطان نہیں دیکھ سکتا جو اسے خراب کر دے، ــــ نہ اسے بادشاہ دیکھ سکتا ہے جب اس پر غلبہ کرے، ــــ اللہ تعالیٰ نے طور کی قسم اس لئے کھائی کہ:

○ ــــ اس پر اپنے محبوب سے راز و نیاز ہوئے،

○ ــــ کلیم کی مناجات (سرگوشیاں) سنیں،

○ ــــ اس پر اپنی تجلی فرمائی،

دل جب اللہ کو پہچان لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دل کو اتنی وسعت عطا فرما دیتا ہے کہ اس میں سب جن وانساں اور فرشتے سما جاتے ہیں، ــــ جب اس کے لئے رکاوٹ بننے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور وہ کسی کی طرف نظر اُٹھا کے نہیں دیکھتا، ــــ تب اللہ تعالیٰ اپنے قریب کر لیتا ہے، ــــ کیا تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا قصہ نہیں سنا کہ وہ اتنی لکڑیوں اور رسیوں کے ڈھیر کیسے نگل گیا، اور اس میں کچھ تغیر پیدا نہ ہوا، ــــ

سوال:

آپ سے کامل ملاح نے سوال کیا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانے والوں کے لئے عذاب اور سزا کا باعث کیوں ہوتا ہے؟

جواب:

آپ نے جواب میں فرمایا: اس لئے کہ وہ اخلاص اور عمل کے بغیر وعظ و کلام کرتا ہے، لہٰذا نہ وہ دلوں میں اثر کرتا ہے اور نہ ٹھہرتا ہے، ــــ لوگ اسے سنتے تو ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے (سن کر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے)، ــــ دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور علم سے روشن اور منور ہو جاتا ہے تو وہ اپنے نور سے مخلوق کے گناہوں کی آگ کو ویسے ہی بجھا دیتا ہے جس طرح ایمان والوں کا نور دوزخ پر سے گزرنے کے وقت اس کی آگ کو بجھا دے گا، ــــ

گوشہ نشینی کیا ہے؟

بعض اہلِ نظر کا کہنا ہے کہ گوشہ نشینی:

○ ــــ نفس کی اور شہوتوں کی مخالفت کرنے،

○ ــــ رفیق کے ساتھ فتح مندی حاصل کرنے،

○ ــــ پھر تنہائی میں بیٹھ جانے کا نام ہے،

آخرت کی راہ میں خلقت ساتھ دینے کی اہل نہیں، ــــ نفس اس بات کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ آخرت کا رفیق بن سکے، اسی طرح سے خواہشاتِ نفس بھی اس لائق نہیں، ــــ لہٰذا انہیں رفیق بنانا گمراہ ہونے کی بات ہے، اور شیطان دشمن ہے اور جنت کی صلاحیت نہیں رکھتا، ــــ شہواتِ نفسانیہ ایسی آفتیں ہیں جو راستے میں تیری دانائی کی آنکھیں نابینا کر دیں گی، اور خلقت تو راستے کے ڈاکو اور لٹیرے ہیں، اس لئے تو اپنی خواہش کو خلوت کے دروازے پر چھوڑ دے، پھر تو اکیلا داخل ہو جا، ــــ وہاں تنہائی میں تو اپنے مونس کو پالے گا، ــــ

علم اکبر کیا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حواریوں نے عرض کیا کہ ''ہمیں علم اکبر (سب سے بڑے علم) کی تعلیم دیجئے''، ــــ آپ نے فرمایا:

''اللہ سے خوف رکھنا، ــــ اس کی قضاوقدر پر راضی رہنا، ــــ اور اللہ کے لئے محبت رکھنا علم اکبر ہے''۔

زندیق ہونا کیا ہے؟

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تو زندیق (یعنی بے دین) ہے، ــــ تنہائی میں گناہ کرتا ہے، پھر عابد وزاہد بن کے پھرتا ہے، ــــ اور تو عافیت سے بے خوف ہو گیا ہے، ــــ

تو مارا مارا پھرتا ہے جبکہ نصیب تو اللہ کے پاس ہے:

تجھ پر افسوس ہے کہ تو مارا مارا پھرتا ہے جبکہ لکھا ہوا نصیب تو اللہ کے پاس ہے، ــــ اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ ایک شخص خراسان میں رہتا ہو، عراق میں اس کا کوئی مالدار رشتے دار فوت ہو گیا، جس کا اس خراسانی کے علاوہ کوئی وارث نہیں، ــــ تو کیا مرنے والے کا مال اس خراسانی کو نہ مل جائے گا، ــــ حالانکہ خراسانی کو اس کی خبر بھی نہیں ہے، ضرور مل کے رہے گا، ــــ اسی طرح سے تیرا نصیب تجھے مل کے رہے گا۔

تم تو عوام میں شامل ہو، تم سے (معرفت کے اسرار کے بجائے) صرف کھانے پینے اور پہننے کے بارے میں بات کرنا صحیح ہے، ــــ ہم پر امرالٰہی غالب ہے، اس لئے ہم اس کے مخالف تم سے گفتگو کرتے ہیں، ــــ قلب نفس کا کھانا قے کے ذریعے نکال دیتا ہے تا کہ وہ اس کے ذریعے اللہ کی طرف رجوع کرے، ــــ تیرے دل میں جب کسی کے لئے محبت اور کسی کے لئے عداوت پیدا ہو جاتی ہے تو تُو کیا عمل کرتا ہے، ــــ اپنی طبیعت سے محبت کرتا ہے اور اسی طبیعت سے عداوت رکھتا ہے۔

تمہاری کوئی عزت نہیں، تو سارے معاملوں کو قرآن وسنّت پر پرکھ لیا کر، ــــ اگر وہ سب ان کے موافق ہوں تو بہتر ہے ورنہ تو ان سے رجوع کر لیا کر، ــــ اور قرآن وسنّت اگر تجھے اس کی صحت کا فتویٰ دے دیا کریں تو اپنے دل سے رجوع کیا

کر، ـــ دل جب قرآن وسُنّت کے مطابق عمل کرنے لگے تو وہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، اور جب اسے قربِ الٰہی حاصل ہو جائے تو وہ عالم بن جاتا ہے، ـــ جب وہ عالم ہو جاتا ہے تو اپنا نفع ونقصان، ـــ حق وباطل، ـــ شیطانی امر اور رحمانی حکم کو جاننے پہچاننے لگتا ہے، ـــ ہر ایک میں فرق کرنے لگتا ہے، اسے اپنا قرب اللہ سے اور اللہ کا قرب اپنے سے معلوم ہونے لگتا ہے، ـــ وہ ہمیشہ رحمٰن کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگتا ہے، ـــ بادشاہ کا نمائندہ بن کر خریداری کرنے لگتا ہے اور مخلوق میں بانٹنے لگتا ہے، ـــ

جب تو یہاں مجلس میں داخل ہوا کرے تو اپنے علم اور زُہد وتقویٰ اور سارے معاملات کو چھوڑ کر (خالی دامن ہو کر) اس مجلس میں آیا کر، ـــ اور اگر تو یہ سب چیزیں لئے ہوئے میرے پاس آئے گا تو اکثر اوقات یہ چیزیں تجھے مجھ سے اوجھل رکھیں گی، ـــ لہٰذا ان سب چیزوں کو ایک طرف رکھ کر میرے پاس چلا آ، اور جو کچھ یہاں دستیاب ہے اس سے اپنا حصہ حاصل کر لے، اور وہ تیری پہلے والی چیزیں بھی تجھے حاصل رہیں گی۔

آپ فرماتے ہیں: میں ایک بزرگ سے ملنے کے لئے حاضر خدمت ہوا، جو کہ دل کے خطروں کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، ـــ مجھے دیکھ کر فرمایا:

''کیا تو حال کو دوست رکھتا ہے جس میں کہ میں ہوں''۔

میں نے جواب دیا: ''ہاں! اس حال کو دوست رکھتا ہوں''۔

وہ فرمانے لگے: ''میں ہمیشہ روزے سے رہتا ہوں اور ہر روز سحر کے وقت افطاری کرتا ہوں، ـــ اس شہر کا کھانا پاک نہیں، لہٰذا میں اس سے پرہیز کرتا ہوں''۔

وعظ کرنے کا خواب میں حکم:

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے اشارہ فرمایا کرتے تھے، جبکہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ انکساری کی وجہ سے وعظ کہنے سے کتراتے، ـــ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ کہنے کا حکم دے رہے ہیں، ـــ اس کے بعد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''جب ہم نے کہا تو ہماری بات نہ مانی، اب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو گیا ہے''۔

اے واعظ! ـــ تجھ پر افسوس! تو لوگوں سے وعظ تو کہتا ہے مگر تیرے اپنے عمل ابھی تک خراب ہیں، گویا تو ایک تکیہ بن گیا ہے، ـــ سطح زمین پر کوئی ایسا نہیں ہے جس سے میں ڈرتا ہوں اور کوئی اُمید رکھتا ہوں، ـــ میں آسمان وزمین، اور آخرت میں اللہ کی ذات کے سوا کسی سے خوفزدہ نہیں ہوں اور نہ ہی کوئی اُمید رکھتا ہوں، ـــ

اللہ کو دیکھنے میں زندگی ہے:

کسی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''آسمان اور زمین اور آخرت میں آپ اللہ کو دیکھتے ہیں؟''

جواب میں فرمایا:

''اگر اسے نہ دیکھوں تو زندہ نہ رہوں، بلکہ اسی جگہ پارہ پارہ کر دیا جاؤں''۔

سائل نے پھر پوچھا:

''آپ اسے کیسے دیکھتے ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

''اس کا وجود میری آنکھیں بند کر دیتا ہے، اس کے بعد میرا ربّ جیسے جنت میں ایمان والوں کو جس طرح چاہے گا دیدار کرائے گا، مجھے اپنا دیدار کرا دیتا ہے، —— میرے دل پر اپنی تجلی ڈال کر اپنی صفات اور اپنے احسان اور اپنے لطف و کرم اور اپنی رحمت کا ساحل دکھا دیتا ہے''۔

ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے:

''میرے پاس میرا ہے ہی کیا!''

صوفی وہ ہے جو......:

صوفی وہ ہے جو اپنے وجود سے پاک اور صاف ہو گیا، —— اس کا دل اللہ تعالیٰ اور اس کے بیچ میں قاصد بن گیا، —— اور کوئی صوفی، صوفی ہوتا ہی نہیں جب تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواب میں تشریف لا کر ادب نہ سکھائیں، اور اسے امر و نہی نہ فرمائیں، —— پھر اس کا دل ترقی کرتا چلا جائے اور اس کا باطن صاف ہو جائے، —— اور بادشاہ کے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو تھامے ہوئے کھڑا ہو، ——

قیامت کے دن اور جنت میں خلقت کی زبان:

حضرت آدم علیہ السلام نے ابتداء میں جو گفتگو کی تھی وہ سریانی زبان میں تھی، قیامت کے دن لوگوں سے سریانی زبان میں حساب کتاب ہوگا، —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی، جو لوگ جنت میں جائیں گے، وہ عربی میں گفتگو کیا کریں گے۔

اللہ کی اطاعت اس کی معرفت کا ذریعہ ہے:

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ بندہ جب اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی معرفت عطا فرما دیتا ہے، —— اور بندہ

جب اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے اپنی معرفت واپس نہیں لیتا، تاکہ قیامت کے دن اس سے اس پر حجت قائم کرے،—

ایمان والے کے دل میں جب خطرہ ملکی (غیبی الہام) آتا ہے تو اس کے پاس آ کر ٹھہر جاتا ہے،— ایمان والا اس سے دریافت کرتا ہے:

''تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟''

وہ جواب دیتا ہے:

''میں نبوت سے تیرا حصہ ہوں،— میں حق کی طرف سے ہوں، میں حق ہوں،— میں حبیب ونگہبان کی طرف سے آیا ہوں—''

یہ خطرہ اس ایمان والے کے باطن، کانوں اور آنکھوں سب کو پُر کر دیتا ہے،— اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ تنہائی کو پسند کرے گا، اپنے وطن سے ہجرت کرے گا،—

اس کے بعد اس ایمان والے کے پاس دوسرا امر آتا ہے جو اسے حرکت دیتا ہے، حتیٰ کہ اسے سکون آجاتا ہے،— جب اسے سکون حاصل ہوتا ہے تو یہ ہمیشہ ہم کلامی میں رہتا ہے،— تو اسے ہمیشہ ایسی حالت میں پائے گا گویا کہ یہ اپنے کان جھکائے اس کی طرف متوجہ ہے، کوئی بات چیت کرنے والا اس کے پہلو میں ہے جس سے یہ کلام کر رہا ہے۔

دُنیا کی تمنّا اور اللہ سے محبت کا حکم:

ایک شخص کچھ دُنیا مانگنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوا، آپ نے اسے بٹھا دیا اور ارشاد فرمایا:

''میں تجھے دُنیا، اس کے بعد آخرت سے بے رغبت ہونے کا حکم دیتا ہوں،— اس کے بعد اللہ سے مانگنا،— پھر زُہد اختیار کر،— نوبت یہاں تک آجائے کہ اللہ تجھے دے لیکن تو نہ لے''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی:

''اے عیسیٰ! تو اس بات سے ڈر کہ میں تجھے بھلا دوں!''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور عرض کیا: ''مجھے وصیّت ونصیحت فرما!''

ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! میں تجھے اپنی محبت کا حکم دیتا ہوں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر گزارش کی،— بارگاہِ الٰہی سے پھر یہی حکم ہوا،— حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار بار اللہ تعالیٰ سے عرض کی،— ہر بار انہیں ایک ہی جواب ملا:

''میں تجھے اپنی محبت کا حکم دیتا ہوں، حتیٰ کہ تیری ہستی کا بیضہ تجھ سے جدا ہو جائے،— شرعِ مقدس کا بازو تجھے اپنی طرف ملا لے اور تجھے آواز کرنا سکھا دے،— تب تو فضل کے دانے چگنے لگے گا اور اس سے اثر حاصل کرے

گا۔"

اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ تھا کہ تو مخلوق کو وعظ کہنا اور انہیں اللہ کی طرف بلانا تب تک چھوڑ دے کہ اللہ کی طرف سے تیرے پاس، کشش اور وعظ گوئی اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کی اہلیت نہ پیدا ہو جائے۔ ــــ تم اس ظاہری حکم پر عمل کر کے اسے مضبوط کرلو، پھر دیکھنا کہ اللہ کے قرب اور مناجات سے تمہیں کیا لذت حاصل ہوتی ہے۔ ــــ عوام تو بس کھانے کے دیوانے ہیں، میں اس حال میں کلام کرتا ہوں کہ زمین اور آسمان سب معدوم ہوتے ہیں، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ کے سوا مجھے کوئی نفع ونقصان پہنچانے والا نہیں ہے۔

مرید کی تربیت کیسے ہو:

کسی نے سوال کیا کہ بعض مشائخ کے اس قول کے کیا معنی ہے:

"مرید کو اس سے پہلے پکڑ کہ وہ سمجھدار ہو جائے"۔

آپ نے اس کا یہ جواب ارشاد فرمایا:

"اس سے پہلے کہ وہ اللہ کے قرب اور اس کے لطف وکرم سے لطف اُٹھائے، اسے عبادت اور نماز روزہ کے مجاہدے میں لگا دو۔ ــــ کیونکہ جب اسے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا ہوگا اور اس پر لطف وکرم ہوگا تو وہ اپنے عمل میں سستی کرنے لگے گا۔ ــــ اور اس سے پہلے کہ وہ تیری شراب اور مراد کا مزہ لے، اس راستے کی تلاش میں لگ جائے گا اور تجھے چھوڑ دے گا"۔

کوئی ایسا تلاش کرو جس کا دل اللہ کے لئے اس کی معیّت میں ہو:

ان میں سے ہر کوئی کسی نہ کسی کام میں لگ گیا ہے، ــــ

- ــــ یہ جاہ ومرتبہ کا بندہ ہے،
- ــــ یہ درہم ودینار کا بندہ ہے،
- ــــ یہ بادشاہ کا بندہ ہے،
- ــــ یہ اپنی دُنیا کا بندہ ہے،
- ــــ یہ اپنے نفس وثواب کا بندہ ہے،

ان میں سے ہر کوئی اپنے روزہ میں، ــــ کوئی اپنی نماز میں، ــــ کوئی اپنی گوشہ نشینی میں، ــــ کوئی اپنے دوزخ کے خوف میں، ــــ اور کوئی جنت کی محبت میں مشغول ہے، ــــ تم سطح زمین پر کوئی بندہ ایسا تلاش کرو کہ جس کا دل اللہ کے لئے اور اس کی معیّت میں اسی کے ساتھ متعلق ہو، ــــ اور وہ خلق سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے دین کی نصرت اور مدد میں لگا ہوا ہو، ــــ اور اگر ایسا شخص مل جائے تو اس کا دامن تھام لو۔

مؤمن کی خوشی اس کے چہرے پر اور غم دل میں ہوتا ہے:

مؤمن کی خوشی اس کے چہرے پر ہوتی ہے اور اس کا غم دل میں چھپا ہوتا ہے، —ترقی کرنے کے بعد معاملہ اس کے اُلٹ ہو جاتا ہے، —غم چہرے سے جھلکنے لگتا ہے جبکہ خوشی اس کے دل میں ہوتی ہے، — چہرے پر غم مخلوق کے ادب سکھانے کے لئے ہوتا ہے اور دلی مسرت قضاوقدر کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، —وہ قضاوقدر کی طرف دیکھ کر ہنستا رہتا ہے، اور ان دونوں سے خوش ہوتا ہے، —

ایمان والے کے لئے دُنیا قید خانہ ہے، جب تک وہ ایمان کے ساتھ رہتا ہے، دُنیا اس کے لئے قید خانہ بنی رہتی ہے، جب تقویٰ اس دل میں گھر کر لیتا ہے تو وہ دُنیا سے نکل جاتا ہے اور اپنے قید خانے اور تنگی سے الگ ہو جاتا ہے، —ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ○ (سورہ طلاق)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لئے کوئی راستہ نکال دیتا ہے اور جہاں سے اسے خیال بھی نہیں ہوتا، وہ اس کے لئے رزق پہنچاتا ہے''۔

وہ اپنے بیضۂ وجود سے نکل جاتا ہے، شریعت کا دانہ چگنے لگتا ہے، —قرب الٰہی کا باز واسے اپنے پہلو میں لے لیتا ہے، اسے اپنے سے ملا لیتا ہے، —ایسا شخص طباقوں اور دسترخوان کا مالک بن جاتا ہے، —

اے احمق!

○ —تیرے ساتھ بجلی ہے جسے قرار نہیں،

○ —تیرے ساتھ اسباب ہے، جیسے آئے گا چلا جائے گا،

○ —تو محتاج ہے کہ تو ہزار بار فنا ہو اور ہزار بار مرے،

پھر آخر میں تو درخت کی طرح قرار پکڑے گا، رات دن آتے ہیں، اور وہ پھل دیتا رہتا ہے، —اپنی حالت سے نہیں پلٹتا، بڑھتا رہتا ہے، —نشوونما پا کر سایہ ڈالتا رہتا ہے، اس کے بعد کہ تو ساتوں زمین کی میخ بن جائے، یہ حالت پیدا ہو گی، —تو پاگل پنے کی بات نہ کر، کوئی دعویٰ نہ کر، —

○ —تجھے ایک چیونٹی کاٹ لے تو تجھ پر قیامت برپا ہو جاتی ہے،

○ —تیری غذا میں سے ایک لقمہ ضائع ہو جائے تو تجھ پر قیامت برپا ہو جاتی ہے،

تو اپنی حالت کو چھوڑ دے، اپنے میں داخل ہونے دے، —وہ تیرے دل میں مل جائے، جوڑ پیدا کرے اور تیرے بچہ پیدا ہو جو کہ ہوا میں اُڑے اور تیرے باطن کی بلندی پر جا کر ٹھہرے، —شرق وغرب، جنگل و دریا میں آمد و رفت کرے، —تو تو سویا پڑا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب موت طاری ہوگی تب آنکھ کھلے گی"۔

وہ شخص بہت بُرا ہے جس کی آنکھ مرنے کے بعد کھلے گی، — فقیر کے لئے لازم ہے کہ وہ قناعت کی تہہ بند باندھے، پارسائی کی چادر اوڑھے، یہاں تک کہ وہ اللہ کی طرف پہنچ جائے، — اس کی طرف قربِ الٰہی کے دروازے کو طلب کرتا ہوا، دُنیا و آخرت اور ساری خلقت اور موجودات سے بھاگتا ہوا سچائی کے قدم سے دوڑے، — اسی کی خواہش میں سرگرداں رہے، — اللہ کی عنایت اور اس کی شفقت، — اس کی رحمت اور اس کا شوق، — اس کے جذبات اور نظریں، — اور اس کا فرشتوں پر فخر فرمانا، اور پھر نبیوں اور رسولوں کی روحیں اور فرشتوں کے گروہ اس کا استقبال کریں گے، — فرشتے اور نبیوں اور رسولوں کی روحیں اس کے مصاحب ہو کر، اس کے ہمراہ آ کر اسے دلہن کی طرح بنا سجا کر دربارِ الٰہی میں پہنچا دیں، —

جنت کی طلب قربِ الٰہی میں رکاوٹ ہے:

اے مُردہ دلو! — تمہیں جنت کی طلب نے اللہ سے روک رکھا ہے، — تم اس سے الگ ہو جاؤ، علیحدہ ہو جاؤ، — لوٹ آؤ، لوٹ آؤ، —

تو اپنی اُمیدوں کو کم کر دے تا کہ تیرا دل نزدیک ہو اور تیرا باطن مخلوق سے صاف و پاک ہو کر اللہ کے قریب ہو جائے، — اور تو اپنی تقدیر کا لکھا پڑھ کر اس کی ایک ایک سطر، ایک ایک کلمے، ایک ایک حرف پر اپنے تمام وقتوں اور زمانوں اور ساعتوں اور لحظوں کا جاننے والا ہو جائے، — اور جس کی طرف تو رجوع کرنے والا ہے وہ تجھ پر ظاہر ہو جائے، — خوف جب تجھے اللہ کی طرف کھینچے گا، اللہ کا قرب تجھے اپنی طرف کھینچ لے گا، — اس وقت تجھے ثابت قدمی نصیب ہوگی، — تو:

- — عمر کے زیادہ اور کم ہونے،
- — قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے،
- — مخلوق کو دوست یا دشمن رکھنے، یا محروم کرنے

کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے گا، —

یہ کہہ کر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ چیخ مارتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا، — پھر فرمایا:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی ۝

"اے آگ! تو مجھ پر سلامتی کے ساتھ سرد ہو جا!"

اَللّٰھُمَّ لَا تُبْدِ اَخْبَارَنَا ۝

"الٰہی! تو ہماری خبروں کو ظاہر نہ فرما"

اس کے بعد سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے، پھر فرمایا:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "ہمارے متعلق جو علمِ الٰہی

ہے، آ ؤ اس پر آہ و بکا کرلیں''۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والے اس سے خوفزدہ تھے، — جو کچھ بھی ہوتا ان کے دل ڈرے رہتے، اس بات سے خوف کھاتے کہ ان کے عمل قبول بھی ہوں گے کہ نہیں، اور بُرے خاتمے کا دھڑکا لگا رہتا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لباس اس لباس کے علاوہ ہے اور وہ کھانا اس کھانے کے علاوہ ہے، — دن تھوڑے ہیں اور کام بہت!

اللہ کے احسان کے دروازے میں داخل ہونے کے لئے:

''اے بیٹا! تو خلقت کے احسان کا دروازہ بند کردے، تیرے لئے اللہ کے احسان کا دروازہ کھول دیا جائے گا، —''

یہ فرما کر سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر کچھ دیر دائیں بائیں جھومتے رہے، پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

''اے اندھے! — اس کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو جا، — دروزے دو ہی تو ہیں: ایک بند اور دوسرا کُھلا ہوا، — تو اس کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو جا!''

اے سبب والو! — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو زندہ رکھنے کے لئے سبب کا ساتھ دو، — پھر سبب پیدا کرنے والے کی طرف بڑھو، — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں ان کی اتباع کرتے ہوئے کمائی کرنا سُنّت ہے، اور توکل کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت، — اگر تجھے اپنی خودی کے فنا ہو جانے پر قدرت حاصل ہو تو سبب اور حالت کی معیّت کے بغیر، اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر ڈالو، — وہ تیری کفایت کرے گا، تجھے بلندی عطا کرے گا، اور پھر اپنا مقرّب بنا لے گا، — اور وہ کچھ عطا فرمائے گا جن کی تمہیں جان پہچان بھی نہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

''اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

تو اپنے آپ کو اس کی تقدیر کی موجوں کے حوالے کردے،

○ — تو جہاں کہیں بھی گرے گا، اللہ کے فضل کے دانے کو چُگ لے گا، —

○ — تو جہاں کہیں متوجہ ہوگا، وہیں اللہ کی ذات کے پالے گا، —

○ — اس کا اُنس اور قرب اور شفقت و رحمت دیکھنے کو ملیں گے، — جسے تونگری مل جائے، اس کی مثال اس اندھے شخص کی طرح ہے جسے طباق پر رکھا ہونا کھانا ہر سمت سے آئے لیکن اسے معلوم نہیں کہ کدھر سے آئے ہیں، اور جب اسے اصل جہت کا پتہ چل جائے تو وہ سب جہتیں چھوڑ کر اُسی ایک جہت کا طالب بن جائے، — اسی طرح بندہ طالب کو جب یہ معلوم ہو جائے کہ یقیناً اللہ ہی آسانی پیدا کرنے والا ہے اور ان چیزوں کو اس کی طرف وہی متوجہ کرنے والا ہے، تو اس کا دل اللہ کے

ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔۔۔۔

نفس کو معشوق نہیں، دشمن اور قاتل سمجھ:

تیرا نفس تیرا معشوق ہے۔۔۔۔ اگر تو اسے اپنا دشمن اور قاتل ہونا جان لیتا تو یقیناً تو اس کی مخالفت کرتا، اسے پیٹ بھر کر کھانا پینا نہ دیتا۔۔۔۔ ضروریات کے سوا اس کا جو حق ہے، اور کچھ نہ دیتا۔۔۔۔ تیرے لئے گوشہ نشینی سزاوار نہیں بلکہ تیرے لئے بازار سزاوار ہیں۔۔۔۔ اسرارِ الٰہی پر مطلع ہونا تیرے لئے سزاوار نہیں، جو شخص اللہ کے اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ بے زبان بن جاتا ہے۔۔۔۔

- ۔۔۔۔ جو کوئی اس کے بھید کا مالک نہ ہو، جو اسے چھپا نہ سکے وہ مخلوق سے کنارا کر لے اور اپنا ٹھکانہ غاروں اور دریاؤں کے کناروں اور جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں بنا لے۔
- ۔۔۔۔ جو شخص حکم اور علم کو جمع کرنے کی قدرت نہ رکھے، اسے مخلوق سے علیحدہ ہو جانا چاہیے اور وہ کنارا کر لے۔

گرانی اور قحط بادشاہ کا ادب کھانے کے لئے ایک کوڑا ہے۔۔۔۔ یہ ارشاد آپ نے شدت اور قحط کے زمانے میں فرمایا تھا۔

دُنیا و آخرت کا طالب ہو کر اللہ کی محبت کا دعویٰ کرنا:

تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو محبت کر کے دُنیا و آخرت کا طالب ہو رہا ہے۔۔۔۔ اے احمق! ۔۔۔۔ تیرا دعویٰ تو اللہ کی محبت کا ہے اور نقصان کے دفع کرنے اور نفع حاصل کرنے کے لئے تو اس سے طلب گار ہو رہا ہے۔۔۔۔ تو دور ہو جا، تو اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے۔۔۔۔ تو خلق اور نفس اور حرص اور خواہش کا بندہ اور پیرو ہے۔۔۔۔ ہمارے پاس تمہارے پرکھنے کے لئے کسوٹیاں اور صراف موجود ہیں۔۔۔۔

اے مدعی! یہ تیرا کیسا دعویٰ ہے، تو بات کو بے موقع اور بے محل کر رہا ہے۔۔۔۔

- ۔۔۔۔ دعا مانگنے کا بھی ایک محل اور وقت ہوتا ہے۔
- ۔۔۔۔ بات کرنے کا ایک وقت ہے، سکون کرنے کے لئے دوسرا وقت ہے۔
- ۔۔۔۔ دھیان کرنے اور دیکھنے کا ایک موقع ہے، آنکھ بند کرنے کے لئے دوسرا موقع ہے۔

عمل کرنے والا کہاں ہے کہ تو جس کی صحبت میں رہے۔۔۔۔ صدیقین ہر دور میں منعم کی شکر گزاری کے لئے عبادت کو واجب جانتے ہیں اور عبادت میں کثرت کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔ طاعت و شکر کے ساتھ نعمتوں کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔ ہم تجھے بقدرِ ضرورت تھوڑا سا حلال مال لینے کی اجازت دیتے ہیں، تو اسی تھوڑے سے حلال مال پر اکتفاء کر۔۔۔۔ اگر تو نے اسے ضرورت سے زائد لیا تو اس کا لینا تجھے اس مباح کے لینے کی طرف پہنچا دے گا جو کہ عام مسلمانوں کے درمیان میں مشترک ہے۔۔۔۔ اور اگر تو نے اسے لیا تو اس کا لینا تجھے مشتبہ مال کے لینے کی طرف پہنچائے گا۔۔۔۔ اور وہ مشتبہ مال حرام کی طرف لے جائے گا۔۔۔۔ اور حرام مال تجھے دوزخ میں لے جائے گا۔

زاہد وہی ہے جو کہ حلال میں زُہد کرے (یعنی بے رغبتی کرے)،—حرام میں بے رغبتی کرنا یوں تو سب پر ہی واجب ہے،—کبھی کبھی دل کی طرف ایسی چیز وارد ہوتی ہے جسے برداشت کرنے سے دل عاجز ہوتا ہے اور وجد کرنے لگتا ہے،—اس کی مثال اس ماں جیسی ہے جسے اپنے بچے کے مرنے کی خبر ملے تو وہ اس پر چیخنے چلّانے لگتی ہے اور کپڑے پھاڑنے لگتی ہے،—اس کی عقل اس صدمے کو برداشت کرنے سے عاجز ہوتی ہے،—

اس قول سے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد حالتِ وجد اور سماع ہے،—دعا مانگنے میں ہم عام لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، معاشرت میں ان کی موافقت کرتے ہیں،—حالانکہ ہمارے دل سرد،—اللہ کے وعدے کی طرف دیکھنے والے،—فضل کے کھانے کھانے والے،—اور اُنس کے مکان کی طرف دیکھنے والے ہوتے ہیں،—

تو اپنی خواہش اور ارادے سے بے پروا ہو جا، تا کہ تو اللہ کی مشیّت اور ارادے سے فتح مندی حاصل کرے،—محبت کی شرط ہی یہ ہے کہ اپنی مشیّت اور ارادے کو ترک کر دیا جائے،—جب تیرا یہ حال ہو گا تو:

○ —تیری زبان گویا ہو جائے گی،
○ —تیرے کان شنوائی کرنے لگیں گے،
○ —آنکھیں کھلی ہوئی ہوں گی،
○ —اللہ کے الطاف واکرام آئیں گے،
○ —باطن کی صفائی ہوگی،
○ —پھل اور جواہرات حاصل ہوں گے،
○ —خدم وحشم موجود ہو جائیں گے،

سب کے سب تیری خدمت کریں گے اور تیری تعریف میں مشغول ہوں گے،—اللہ تعالیٰ ساری مخلوق پر تیرے ساتھ فخر کرے گا،—ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۝ (سورہ حشر)

''اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو، اور جس سے وہ منع فرمائیں اس سے باز رہو''۔

تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بجالاؤ،—ان دونوں پر عمل کرو، اس راہ میں بسوائے:

○ —''اَنْتَ اَنْتَ'' (تو ہی تو ہے)،
○ —''اَنَا وَنَحْنُ'' (ہم اور میں)،

کے نہیں ہے،—اور ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ'' ۝
یعنی ''وہی اوّل ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے''۔

سورۂ طارق کی تفسیر غوثیہ:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ ’’وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ‘‘ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور اس پر چلنے والے کی قسم کھائی ہے، — آسمان پر چلنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، — پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت عالی نے آسمان پر ترقی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک یعنی بذاتہٖ ساتویں آسمان تک عروج کیا اور اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، — اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھا، اور دل مبارک کی آنکھوں سے بھی اللہ کا دیدار کیا، جبکہ آپ اُس کے بندۂ خاص تھے، رات کے وقت آسمان میں تشریف لے گئے۔

اور اللہ تعالیٰ کو زمین پر دل کی آنکھوں سے اور آسمان پر اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار کیا، —

اسی طرح جب کسی بندے کا دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس کا دل اللہ کا دیدار کرنے لگتا ہے، — اس بندے اور آسمان واسرار کے درمیان جو حجابات ہوتے ہیں وہ ہٹ جاتے ہیں، — چنانچہ ہمتیں آگے بڑھتی ہیں اور اسرار سیر کرتے ہیں، — صدیقین کے سینے اللہ کے اسرار کے نور سے روشن ہیں، — تم ایمان والے کی فراست (عقل ودانائی) سے ڈرتے رہو، — دل جب قرب الٰہی تک پہنچ جاتا ہے تو وہ ایک ایسا آسمان بن جاتا ہے جس میں علم کے تارے اور معرفت کا آفتاب چمکنے لگتا ہے، — ان نوروں سے ملائکہ روشنی حاصل کرتے ہیں، —

کوئی نفس ایسا نہیں جس پر اللہ کی طرف سے کوئی محافظ نہ ہو، جو کہ اس نفس کے شیطانوں کی دست بُرد سے حفاظت نہ کرتا ہو، — اور اولیاء اللہ میں سے بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی حفاظت صفیں باندھے فرشتے کرتے ہیں، اور اللہ ان کے پیچھے سے احاطہ کرنے والا ہے، —

تو فقط فصاحت وبلاغت میں پڑا ہوا ہے، — تو نے اپنے گھر کو اُجاڑ دیا ہے، — اپنے گھر کے گرداگرد گھوم رہا ہے، وہاں سے ہٹتا ہی نہیں ہے، گویا کہ تو چکی کا ایک اونٹ ہے، — شاید کسی ولی اللہ نے تجھے بددعا دے دی، جس کی وجہ سے تیری دانائی کی آنکھیں پھوٹ گئی ہیں، — تو نے اللہ کو چھوڑا، اللہ نے تجھے راستے میں چھوڑ دیا، تیرے قصد کی آنکھ میں ڈھلکے کی بیماری جم گئی ہے، — تیرے غم بہت ہو گئے ہیں، اور تیرے قصد کے بازو ٹوٹ گئے ہیں، — تو دُنیا وآخرت کے درمیان میں پڑا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا باقی رہ گیا ہے، — تو ایک سچے دوست کا محتاج ہے جو تیرے افلاس کے بعد تیری بھلائی کے لئے دعا کرے، —

تو اولیاء اللہ اور فرشتوں کے ساتھ سچا اُنس پیدا کر، جب تو ان سب سے اُنس پیدا کرلے گا تو تیرے لئے دوسرا دروازہ کھل جائے گا، — مخلوق میں سے جب تو انسانوں سے اُنس پکڑ کر اس دروازے کو بند کر دے گا، تب تیرے لئے جنوں کے ساتھ اُنس کا دروازہ کھل جائے گا، — جب تو یہ دروازہ بھی بند کر دے گا تو تیرے لئے فرشتوں کے ساتھ اُنس کا دروازہ کھل جائے گا، — سب چیزیں اپنی ذات میں کچھ نہیں کر سکتیں وہ تو حکم کے تابع ہیں، — آگ اپنی طبیعت سے نہیں جلاتی، نہ ہی پانی

اپنی طبیعت سے سیراب کر سکتا ہے، ــــ نمرود کی آگ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلا سکی۔

آگ سے حفاظت:

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو جلنے سے محفوظ رہے، ــــ سمندل نام کا ایک جانور ہے، وہ آگ ہی میں رہتا بستا ہے، آگ اسے نہیں جلاتی۔

جب تو اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر لے گا تو مخلوق سے رہائی پالے گا، اور تجھے مخلوق کے درمیان میں سے نکال لیا جائے گا، ــــ ان سے نکل کر تو اللہ کی طرف پہنچ جائے گا اور اس کی طلب کرنے لگے گا، ــــ اس کی مثال ایک ایسے مسافر کی طرح ہے جو کوچے میں داخل ہوا، اپنے دوست کی تلاش میں چکر لگا تا رہتا ہے، کوچے کے آخر تک پہنچتا ہے، پھر شروع کی طرف لوٹ آتا ہے، اور دوست کے دروازے کو پہچان نہیں پاتا، ــــ دوست خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے، جب اس پر اپنے اس دوست کی حیرانی و پریشانی کھلتی ہے، اس پر اس کی محبت غالب آجاتی ہے اور وہ باہر نکل آتا ہے، اور باہر نکل کر اس سے معانقہ کرتا ہے، اپنے سینے سے لگا لیتا ہے جس طرح کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ کیا تھا، ان سے کہا تھا:

''یقیناً میں تمہارا بھائی ہوں''۔

دل کی زمیں معرفتِ الٰہی کی قرارگاہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے دل کی زمین کو اپنی معرفت وعلم کی قرارگاہ قرار دیا ہے، ــــ رات اور دن میں تین سو ساٹھ بار اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے، ــــ اگر وہ دل کے لئے قرار عطا نہ فرماتا، تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور پھٹ جاتا۔

دل جب درست اور صحیح ہو جاتا ہے تو قربِ الٰہی میں قرار پکڑ لیتا ہے، اور خلقت کے ان سے نفع حاصل کرنے کے لئے اس کے درمیان حکمت ودانش کی نہریں جاری فرما دیتا ہے، ــــ

اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو دین کے لئے بلند پہاڑ بنا دیا ہے، ان میں سب سے اونچا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جگہ ہے، اور ان سے کم رُتبہ تابعین علیہم الرحمہ کی جگہ ان کا قائم مقام ہوتا ہے، ــــ اولیاء اللہ علیہم الرحمہ نے حکم کی بجا آوری کے لئے ان حضرات کرام کے ارشادات پر قولی اور فعلی، ظاہری اور باطنی طور پر عمل کیا، ــــ جس سے انبیاء کرام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں پر فخر فرمایا۔

خیر و برکت ہے ان کے لئے جنہوں نے ان کا اتباع کیا، ــــ دُنیا اور اہل وعیال کے بوجھ ان پر سے ہلکے کر دیئے گئے، ــــ اللہ والوں کی جماعت ایسے کام میں لگی ہے جو انہیں کمائی کرنے سے روکتا ہے، ــــ وہ خلق کی مصلحتوں کے لئے قیام کرتے ہیں، مخلوق ان کے لئے اولاد کی طرح ہے، ــــ وہ دُنیا سے کوئی سروکار نہیں رکھتے حالانکہ دُنیا ان پر اپنا آپ پیش کرتی ہے، وہ اور اس سے منہ موڑے رہتے ہیں، ــــ یہ چیز جو کہ تیری دسترس میں ہے صرف تیری نہیں بلکہ مشترکہ ہے، تیرے

ہمسائے بھی اس پر حق رکھتے ہیں، — تیرے ہاتھ میں تیری کمائی دینے کا مقصد تیرا مواخذہ اور تیرے لئے اجر ہے، — ارشادِ باری ہے:

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ٥

"تم اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں خلیفہ بنایا گیا ہے تا کہ اللہ تمہارے عمل کو دیکھے"۔

تو اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کیا کر، — فقیروں کو کھانا کھلایا کر، کیونکہ دوست کا گھر تنگ ہے مگر اس میں داخل ہونے والا کشائش والا ہے، —

وہ کہاں ہے جس نے مخلوق پر دروازہ بند کیا ہو اور اللہ کے دروازے پر آ کھڑا ہو، اور اس کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کی ہوں، —

تو اسباب کو چھوڑ دے اور دوستوں سے علیحدگی اختیار کر لے، پھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے، — اللہ کے دروازے پر کھڑا ہو جا اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی ٹھان لے، — اس کی قضا و قدر تجھے پارہ پارہ کر دے اور تجھے محسوس نہ ہو، — تب تو عجائباتِ قدرت کا نظارہ کرے گا، —

○ — تو تکوین کو دیکھے گا کہ وہ تیرا کیا حال بناتی ہے،

○ — تو رحمت کو دیکھے گا کہ وہ تیری کیسی پرورش کرتی ہے،

○ — تو محبت کو دیکھے گا کہ وہ تجھے کیسے رزق پہنچاتی ہے،

سارا دارومدار حاجت کے بعد خاموشی اختیار کرنے پر ہے، اور یہی حالت اللہ تعالیٰ کی بندے پر فخر فرمانے کی ہے، — اس پر مخلوق اور اسباب کے سب منافع اور مواقع حرام کر دیتا ہے، حتیٰ کہ اسے اپنے قرب کے مواضع پر واپس لے آتا ہے، — اس بندے کو جب اللہ کے کنار عاطفت اور اس کے لطف کی گود کی مہک آنے لگتی ہے تو اسے وہ مہک رحمت بن کر تکلیفوں کی بو سے کفایت کرتی ہے، — ارشادِ باری ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ٥ (سورۂ نمل)

"ہے کوئی جو مضطر (لاچار) کی دعا قبول کرے جب وہ اسے پکارے"۔

تجھے وہ مضطر اس لئے کرتا ہے تا کہ تو اسے پکارے، — وہ دعا میں گڑگڑانا پسند کرتا ہے، — وہ تجھ پر سب دروازے بند کر دیتا ہے تا کہ تو اس کے دروازے پر جا کر ٹھہرے اور قرار پکڑے، — چنانچہ اولیاء اللہ اور مقربانِ الٰہی نے اسباب کے دروازے بند پائے، اور قربِ الٰہی کا دروازہ کھلا پایا تو اس میں داخل ہو گئے، — اس کی مثال اس طرح سے ہے جیسے کوئی ماں اپنے بچے پر دروازہ بند کر دے اور ہمسایوں کو یہ تاکید کر دے کہ یہ دروازہ ایک وجہ سے بند کیا ہے جس کا کہ اس نے ارادہ کیا ہے، لہٰذا دروازہ نہ کھول دینا، — بچہ آیا، یہ معاملہ دیکھ کر پریشان ہوا اور روتے ہوئے بیٹھ گیا، — جس دروازے کی طرف دیکھا

اسے بند پایا، چنانچہ پھر پھرا کر ماں ہی کے دروازے پر لوٹ آیا،— اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس لئے تنگی ڈالتا ہے تا کہ اسے اپنی طرف لوٹائے، اور اس کا دل مخلوق کے ساتھ وابستہ نہ ہو جائے،—

سچے فقیر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے آرام طلبی نہ کرے، اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے طلب کی ضرورت آ پڑے تو بقدرِ کفایت ہی طلب کرے نہ کہ ضرورت سے زائد،— اللہ تعالیٰ جب تجھے قریب کرلے اور بلا میں مبتلا کر دے تو تُو اس کی بلا پر خوش رہ، ورنہ وہ تجھے تیری مصیبت اور بلا میں گھبرا دے گا،— دُنیا کی چیزوں میں رغبت تجھ پر تیرے قربِ الٰہی کو، اور بلا پر صبر کرنے کو تشویش میں ڈال دے گی،—

جو اللہ کا ڈر نہیں رکھتا، اسے سمجھ ہی نہیں ہے،—

○ — کوتوال کے بغیر شہر ویران و برباد ہے،

○ — چرواہے کے بغیر بکریاں بھیڑیئے کی خوراک ہیں،

اللہ کا خوف دین کی اصل ہے:

دین کی اصل اللہ کا خوف ہے،— اللہ سے جو ڈرتا ہے وہ رات میں چلا کرتا ہے، کسی ٹھکانے پر نہیں ٹھہرتا بلکہ چلتا پھرتا رہتا ہے،— اولیاء اللہ کے سفروں کی انتہا قربِ الٰہی ہے، حقیقی سیر پہلے دلوں کی سیر ہے اس کے بعد باطنوں کی سیر،— جب یہ لوگ قرب کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں تو باطن داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے، اسے اجازت دے دی جاتی ہے،— اس کے بعد اُنس دل کے لئے اجازت چاہتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر کا تارہ پہلے چاند بنا، پھر چاند سے سورج ہو گیا،— خلوت، جلوت بنی اور باطن ظاہر بنا،—

بندہ خاص اپنے مد و جزر کی دو حالتوں میں ہوتا ہے، سر کو گریبان میں ڈال کر باطن کے خیمے کو رسی میں باندھے جب تیراتا ہے تو سمندر کی تہہ میں مُوجود جواہرات دکھائی دیتے ہیں، مگر وہ ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا،— بلکہ جو اس کے قریب موجود ہوتا ہے، اسے اشارہ کرتا ہے کہ اے فلاں! تو اس قدر لے لے، اور اے فلاں! تو اتنا لے لے،—

یہ زمین و آسماں کے بادشاہ ہیں، اللہ کی حضوری میں نیابت اور خلافت کی حیثیت میں رہتے ہیں،— میں بادشاہ کے دروازے پر ان کا منتظر رہتا ہوں، خواب ہو یا بیداری تمہاری طرف دیکھتا رہتا ہوں،— تمہاری خاطر اس شہر کی تکلیفیں برداشت کرتا رہتا ہوں اور مخلوق کی آفتوں پر صبر سے کام لیتا ہوں،— میں رنج و غم میں اور فکر و حیرت میں دن کو رات سے ملا دیتا ہوں — ایک قدم جب آگے بڑھتا ہوں، واپس ہو آتا ہوں،—

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں حیرت میں پڑ گئے کہ کیا دعا مانگوں،— اسی اثناء میں ان کی آنکھ لگ گئی، اللہ کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اے ابراہیم یوں دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِكَ وَصَبِّرْنِیْ عَلٰی بَلَآئِكَ وَاَوْزِعْنِیْ شُكْرَ نَعْمَآئِكَ وَاَسْئَلُكَ تَمَامَ نِعْمَتِكَ وَدَوَامَ عَافِیَتِكَ وَالثَّبَاتَ عَلٰی مَحَبَّتِكَ ۝

"یا الٰہی! مجھے اپنی قضا پر راضی کر دے،—اور اپنی بلا پر صبر دے،—اور اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما،—اور میں تجھ سے تیری پوری نعمت اور ہمیشہ کی عافیت،—اور تیری محبت پر ثابت قدمی طلب کرتا ہوں"۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ایک نرم آواز ڈالی گئی، جس کی وجہ سے قلبِ اطہر نے اہل وعیال سے دوری چاہی،—آپ غارِ حرا میں تشریف لے گئے جو کہ طورِ سینا کا ایک حصہ ہے،—نسیمِ وحی کی مہک آنے لگی، حرا میں ایک عابد رہا کرتا تھا جس کا نام ابو کبشہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تشریف لا کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے،—اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب دیکھتے تھے، وہ صبح کی سپیدی کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا،—اچانک ایک آواز آئی:

"یا محمد!—یا محمد!!"—(صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ اس آواز کو سن کر گھبرا گئے، اور اپنے گھر میں واپس تشریف لے گئے اور فرمایا:

"مجھے کملی اوڑھا دو،—چادر سے چھپاؤ،—میں یقینی طور پر ایک آواز سنتا ہوں" (آواز دینے والا نظر نہیں آتا)۔

عرض کیا گیا:

"یہ آواز کملی اوڑھانے سے یا چادر میں لپیٹنے سے چھپ نہیں سکتی، اللہ اپنے کام پر غالب ہے"۔

یہ دل ہے جس کی مثال ایک کھجور کی گٹھلی کی طرح ہے جو ایسے گھر کے صحن میں پڑی ہو، جس کی چھت نہیں ہے،—چار دیواری کھڑی ہوئی ہے، جاڑے کی بارش اور گرمی کی دھوپ دونوں اس پر پڑتی ہیں، اور وہ گٹھلی پھوٹتی رہتی ہے، کسی کی نظر اس پر نہیں پڑتی،—حتیٰ کہ جب اس کی شاخیں ظاہر ہوئیں اور وہ بلند ہو کر پھل لے آئی، اور وہ پھل پک گئے، اور لوگ انہیں چننے لگے، حالانکہ اس کی طرف پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے،—یہی دل کا معاملہ ہے، اللہ جب چاہتا ہے اسے زندہ کر دیتا ہے،—ولایت کا ایک باطنی اور پوشیدہ امر ہے، اس کی مثال گٹھلی اور درخت کی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا،—

اشیاء کی طلب کے لئے اللہ کی عبادت نہ کر:

اے مخاطب! تو کھانے اور پینے اور پہننے کے علاوہ جو ضروری اشیاء ہیں، اللہ سے کچھ اور نہ سوال کیا کر،—نہ ان سے تو بھاگ اور نہ ان کی طلب کے لئے اللہ کی عبادت کر،—اللہ کی رحمت کے مقابلے میں تو کیا عمل کر سکتا ہے!

پھر ارشاد فرمایا:

اَغْنِنَا عَنْ غَیْرِكَ لَا تَشْغِلْنَا بِغَیْرِكَ اَیْشَ ھٰذَا ۝

"اے ہمارے رب! تو ہمیں اپنے غیر سے بے پرواہ کر دے، ہمیں اپنے غیر کے ساتھ مشغول نہ کر، یہ کیا بات

ہے!''

یہ بات آپ نے غصے کے ساتھ اور غضب ناک لہجے میں ارشاد فرمائی، ــــ پھر اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، ــــ پھر چیخ مار کر کھڑے ہو گئے، پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

''تم اس کی خبر اور حالت ایک وقت کے بعد جان لو گے''۔

اولیاء اللہ، اللہ سے طلب کرنا مکروہ سمجھتے ہیں تا کہ ان کی طرف حرص وتفویض اور تسلیم کا چھوڑ دینا منسوب نہ کر دیا جائے، ــــ شوق ان کے قدموں کو تیز تیز چلاتا ہے، ــــ تو جب دُنیا میں زُہد کرے گا تو تیرے لئے دُنیا کا خرچ کرنا آسان ہو جائے گا، ــــ اولیاء اللہ کے مخصوص حالات ہیں جنہیں ہر ایک نہیں جان سکتا، ــــ کوئی ابدال، اس وقت تک ابدال نہیں بنتا جب تک کہ وہ مخلوق کا بوجھ اپنی پیٹھ پر نہ اٹھالے، ــــ اللہ تعالیٰ ان سے یہ بوجھ اٹھا لیتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس کی حضوری میں رہتے ہیں، ــــ ظاہری طور پر بوجھ اس ابدال پر ہوتا ہے اور حقیقت میں رحمت الٰہی کے ہاتھوں پر، ــــ خود کو سچ ماننے کی عادت ڈالو اور دلوں سے تہمتیں زائل کر دینے کو ضروری جانو، ــــ

تفسیر غوثیہ:

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشادِ باری: ''اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ'' کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

رات کا اٹھنا، وہ دشوار ہے، ــــ وہ نیند کے بعد مخلوق اور نفس اور عادت اور خواہش اور ارادے کے سو جانے کے بعد ہے، ــــ دل تقوے میں لگا رہے، اس کا کھانا پینا صرف اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا اور اس کے سامنے قیام و رکوع اور سجود باقی رہ جائے، ــــ کیا تو ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھتا کہ جنہوں نے دُنیا میں زُہد کیا تا کہ وہ انہیں طلبِ مولیٰ سے غافل نہ کر دے، ــــ اسی طرح وہ آخرت میں زُہد کرتے ہیں تا کہ آخرت انہیں طلبِ مولیٰ سے غافل نہ کر دے، ــــ بلکہ وہ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ آخرت پیدا ہی نہ کی جاتی، کیونکہ وہ شیریں سے اور ظاہر میں رحمت ہی رحمت ہے، ــــ دل اور باطن اس کا چہرہ بن جاتا ہے، جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے وہ ظاہر پر نمودار ہونے لگتا ہے، ــــ وہ دُنیا کی ہمیشگی کو اس لئے دوست رکھتا ہے کہ اس میں چھپ کر اللہ کی عبادت کرے اور اس سے خفیہ طور پر معاملہ کرتا رہے، ــــ تو تو اللہ سے وحشت میں پڑا ہوا ہے، تیرا دل کب مخلوق سے وحشت کرے گا، اور وہ کب اللہ سے اُنس پکڑے گا، ــــ

- ــــ دروازہ، دروازہ پھرے گا کوئی دروازہ باقی نہ رہے گا،
- ــــ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائے گا، یہاں تک کہ کوئی شہر باقی نہ رہے گا،
- ــــ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جائے گا، یہاں تک کہ کوئی آسمان باقی نہ رہے گا،

جہاں ٹھہرے گا اپنے نفس پر قیامت قائم کرے گا، اللہ کی حضوری میں کھڑا ہو جائے گا، ــــ اپنی نیکیوں اور بدیوں کے دفتر پڑھ کر دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا متوقع ہوگا، ــــ وہ آگ کے اوپر سے گزر جانے اور پھر آگ میں گرنے کے خیال میں

ہوتا ہے کہ لطفِ الٰہی آ کر اسے تھام لیتا ہے، اور دوزخ کی آگ کو اپنی رحمت کے پانی سے بجھا دیتا ہے، اور دوزخ کی آگ یوں پکارتی ہے:

''اے ایمان والے! تو جلدی سے میرے اوپر سے گزر جا، کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلے کو بجھا دیا ہے''۔

اس پر سے تین ہزار سال کی مسافت ایک لحظہ میں طے ہو جائے گی، یہاں تک کہ جب وہ بادشاہی گھر کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اپنی عقل وارادے اور اپنے مولیٰ تعالیٰ کی محبت اور شوق کی طرف رجوع لاتا ہے، اور اصرار کرتا ہے کہ میں اس میں بغیر محبوب کے داخل نہ ہوں گا، — کیا تو نہیں جانتا کہ جو بچہ کچا گر جاتا ہے وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا:

''میں اندر نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والدین اس میں داخل نہ ہو جائیں''۔

ہمسایہ کہاں ہے؟ گواہ حاضر ہونے والا کہاں ہے؟ وہ اس وقت تک داخل نہ ہو کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اس کا ہاتھ محبوب کے ہاتھ میں تھما دیں، یہاں تک کہ جب اس کا یہ حال کامل ہو جاتا ہے تو اسے اپنے مقسوم کا حصہ لینے کے لئے دُنیا کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، تا کہ علمِ الٰہی متغیّر اور منسوخ اور محو نہ ہو جائے، — تیرا ربّ مخلوق سے فارغ ہو چکا ہے، کوئی نفس دُنیا سے اس وقت تک نہیں نکلتا تاوقتیکہ وہ اپنا حصہ پورا نہ کر لے، چنانچہ تم اللہ کا ڈر رکھو اور مخلوق کو چھوڑ کر تمہاری طلب بخوبی اللہ ہی سے ہونی چاہیے۔

اسباب دراصل حجاب اور آڑ ہیں، ان ہی کی وجہ سے بادشاہ کے دروازے بند ہیں، — جب تو ان اسباب سے منہ پھیر لے گا تو بادشاہ تیرے لئے اپنی معرفت کا دروازہ کھول دے گا، جسے تو پہچانتا ہے اور جو دروازہ مضبوطی سے بند ہے، وہ تیری طاقت وقوت کے بغیر کھل جائے گا، —

ایمان والے کی طبیعت اللہ کی طرف ارادہ کر کے نکلتی ہے، — وہ ابھی اسی حالت میں ہوتا ہے کہ جان ومال کی وجہ سے راستے میں اسے آفتیں گھیر لیتی ہیں، — پھر وہ گناہوں اور بے ادبی اور شرعی حدوں کی مخالفت کی طرف لوٹ آتا ہے، پھر وہ دعا سے اور اللہ کے غیر سے مدد نہیں مانگتا بلکہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اپنے نفس پر ملامت کرتا ہے، — اس سے فارغ ہوتے ہوتے وہ قلب کے لحاظ سے قضا وقدر اور تسلیم وتفویض کی طرف رجوع کرتا ہے، — وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اچانک اسے ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیتا ہے، و

جو شخص اللہ کا ڈر رکھتا ہے، اللہ اس کے لئے کوئی ایک راستہ نکال دیتا ہے، اور اس کی پرکھ اس لئے ہوتی ہے تا کہ اس کے اعمال دیکھے جائیں، — ارشادِ باری ہے:

وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ○

''اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور بُرائیوں سے آزمایا''۔

ابنِ آدم کا دل خیر و شر، عزت و ذلت اور دولت و فقر کے ساتھ ہی صحیح ہوا کرتا ہے، — جب وہ اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہے، (اور وہ شکر ہے، اور شکر کے معنی ہیں: اطاعت کرنا،) اس کی زبان و دیگر اعضاء کچھ حرکت نہیں کرتے، — وہ بلا کے وقت صبر سے کام لیتا ہے اور کسی غیر اللہ سے مدد نہیں چاہتا، بلکہ اپنے گناہوں اور جرموں کا اعتراف کرتا رہتا ہے، حتیٰ کی اس کی نیکی بدی کے قدم جب انتہاء پر پہنچ جاتے ہیں، اس وقت وہ بادشاہی دروازے پر شکر و صبر کے قدموں سے چلتا ہے، — توفیق الٰہی اس کی قائد و رہنما بن جاتی ہے، وہ بادشاہی دروازے پر پہنچ کر ایسا جلوہ دیکھتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا، نہ ہی کسی انسان کے دل پر خطرہ بن کر گزرا، — بھلائی اور برائی کی نوبت جب ختم ہو جاتی ہے تو اسے بات چیت کرنے اور ہم کلام و ہم نشین ہونے کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے،

اے عراقی! — کیا تو اسے سمجھ سکتا ہے!

اے چکی کے اونٹ! — اے احمق!

تو اخلاص کے بغیر قیام و قعود میں مشغول ہے، تیری نماز اور روزہ لوگوں کے لئے ہوتا ہے، اور تیری نظر لوگوں کے طباقوں اور ان کے گھر کی چیزوں کی طرف لگی ہوئی ہے،

اے مخلوق سے علیحدہ ہونے والے!

اے صدیقوں اور اللہ والوں کی صف سے الگ ہونے والے!

کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں تمہارا بڑا ہوں، — تمہارا چیرنے کا آرا، — اور تمہاری کسوٹی ہوں، — تو اپنی سی کوشش کر لے اور اپنا طباق مجھ سے چھین لے، مجھ پر اپنی ننگی تلوار اٹھا، — تو کسی چیز پر قائم نہیں ہے، نہ ہی قابلِ اعتبار!

اے ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل!

میں تیری رسیوں میں مضبوطی کے لئے بل دیتا ہوں، — تیری خیر خواہی کرتا ہوں اور تجھ پر مہربانی کرتا ہوں، — یقیناً مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو زندیق (بے دین)، ریاکار اور دجال ہو کر نہ مرے، اور تیری قبر میں تجھے منافقوں کا سا عذاب دیا جائے، — چنانچہ تو جس حال میں مبتلا ہے اس کو حکم دے، — تو برہنہ ہو جا اور تقویٰ کا لباس پہن لے، — عنقریب تیری موت واقع ہونے والی ہے، میرے اور تیرے درمیان کوئی عداوت نہیں، — جو کچھ میں تجھ سے کہہ رہا ہوں، عنقریب تو اسے یاد کرے گا، —

نیک بندے کی صورت اس کے حال سے خبر دیتی رہتی ہے، — جو کوئی اللہ کو پہچان لیتا ہے، اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے،

- — وہ اسی کی مدد سے بولتا ہے،
- — اسی سے غنا کا طالب رہتا ہے،

○ —— اسی کی طرف سے محتاج بنا رہتا ہے،

میں اپنے بچپن کے دور میں اپنے شہر میں ایک کہنے والے کی آواز کو سنا کرتا تھا، وہ کہا کرتا:

''اے مبارک! —— اے مبارک!''

تب میں اس آواز سے بھاگا کرتا تھا، —— اور اب خلوت میں کسی کہنے والے کی آواز سنا کرتا ہوں، وہ مجھ سے کہتا ہے:

''میں تجھ میں بہتری پاتا ہوں''۔

اے مخاطب! اگر تو بھلائی چاہتا ہے تو میرے ساتھ رہنا لازم کرلے، —— میں جب کسی انسان کو اپنے سے بھاگتا ہوا پاتا ہوں، تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ یقیناً یہ منافق ہے، —— ایمان والا اپنے سر کی آنکھیں جب بند کرتا ہے تو اس کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، اسے باطنی انوار دکھائی دینے لگتے ہیں، —— اور جب وہ اپنے دل کی آنکھیں بند کرتا ہے تو اس کے باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، تب وہ مقامِ الٰہی اور مخلوق میں اس کے تصرّفات کا معائنہ کرنے لگتا ہے، —— جن چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمایا تھا، ان میں سے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:

اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِیْ وَبِكَلَامِیْ وَقربتك ○ (سورہ اعراف)

''میں نے تمہیں اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ اور لوگوں پر برگزیدہ کرلیا، اور اپنے قریب کرلیا''۔

ایک دن وہ تھا جب تم بکریاں چرا رہے تھے، ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی، —— تم نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ تم نے اسے پکڑلیا، حالانکہ تم تھک گئے تھے، —— پھر تم نے اسے اپنے ساتھ چمٹالیا اور کہا:

''تو نے خود کو بھی تھکالیا، اور مجھے بھی تھکا دیا''۔

حجاب والے کی دوا اپنے حجاب کی وجہ پر غور کرنا اور اس سے توبہ کرلینا اور اس کے سامنے اقرار کرنا ہے، —— وہ لوگ جو ہر لحاظ سے معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں، ان کے لئے راستے میں تکوین (یعنی تصرّفات اور اختیارات کا برتنا) نہیں ہوتا، —— جب تک تو جنگلوں اور میدانوں اور دونوں بَر:

○ —— یعنی برِ خلق اور برِ نفس، اور

○ —— دونوں بحر یعنی بحرِ حکم اور بحرِ علم،

اور کنارے کو قطع نہ کرے گا، تیرا کلام معتبر نہ ہوگا، ——

اولیاء اللہ کے نہ دن ہے نہ رات، —— ان کا کھانا بیماروں کا سا کھانا ہے، —— ان کا سونا، ڈوبتے ہوؤں کا سا سونا ہے، —— ان کی گفتگو ضرورت کے تحت ہوتی ہے، ——

جو بندہ اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے، —— لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو اسے نئی زندگی بخش دیتا ہے، —— پھر وہ بغیر آلات کے، بغیر ترتیب کے، بغیر مہلت کے اور بغیر سبب کے بولنے لگتا ہے، —— اس کی زبان اور اس کی

انگلی میں کچھ فرق نہیں ہوتا، کیونکہ اس حالت میں:

- نہ حجاب ہوتا ہے نہ قیود،
- نہ دروازہ ہوتا ہے نہ دربان،
- نہ اِذن اور نہ اجازت کی طلب،
- نہ تولیت ہوتی ہے نہ تقرر و موقوفی،
- نہ شیطان ہوتا ہے نہ سلطان،
- نہ دل ہوتا ہے اور نہ انگلیاں،

جو آج غائب رہا اس نے نقصان اٹھایا، — تو کہہ دے کہ پہلا اور دوسرا قدم رکھنے میں حاصل نہیں ہوتا، — تو کہہ دے کہ پہلا قدم اپنے خانہ وجود سے نکلنا ہے، اور دوسرا قدم نعمتِ الٰہی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''[1] ہے اور دروازے پر ٹھہرنا ہے، — اس کے بعد اس کے دیدار کے وقت ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ''[2] ہے، — دیدار کے بعد ''وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ''[3] ہے، —

اللہ نے تجھے جو نعمتیں عطا کی ہیں، انہیں غیر اللہ سے منسوب نہ کر، تو تُو مشرک ہے، — تو نعمتوں کو اس کے غیر کی طرف نسبت کر کے اللہ کی نعمتوں کو بدلنے لگا ہے، — جو نعمت تیرے نفس کے لئے تھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بدل دی، — تو اپنی زُنار کو توڑ کر ادھر لوٹ آ، جب تک تو اپنے باطن سے توبہ نہ کرلے اور اندرونی اخلاص پیدا نہ کرلے، تب تک تیرے ظاہر کا اعتبار نہیں، —

دل کی اصلاح کرنے والی چیزیں:

اے بیٹا!، اے چھوٹے بچے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کئی سال تک پوشیدہ رکھا، — بعض نے بعض کو کھالیا، حتیٰ کہ آپ کو وحی کی گئی:

''جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچایئے''۔

اور تو ذرا اسی چیز کو دیکھتا ہے تو اسے ظاہر کرتا پھرتا ہے اور اسے چھپاتا نہیں، — تیرے گھر میں آسمان سے کپڑوں کی گٹھڑی آ گری، تو تُو نے گھر کا دروازہ کھول دیا اور لوگوں کو خریدنے کے لئے آوازیں دینے لگا:

''ہے کوئی جو اسے مجھ سے خرید لے''۔

[1] سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ (کنزالایمان)

[2] ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں۔ [3] اور سجدہ کر، قریب ہوجا۔

یہ بھی وہ سکتا ہے کہ وہ گٹھڑی ہمسایوں کی بطور عاریت وامانت ہو، —

چار چیزیں ہیں جو دل کی اصلاح کرتی ہیں:

○ — رزق پر نگاہ ڈالنا — حلال ہے یا حرام!

○ — عبادت کے لئے فارغ البال ہونا،

○ — کرامت کی حفاظت، جو کچھ تجھے حاصل ہو اس کی نگہبانی کرنا،

○ — وہ چیزیں چھوڑ دینا جن کا تجھے پتہ نہیں،

یہ امر، کامل پرہیزگاری، آستانہ الٰہی پر حاضری اور حفاظت دین کی بار بار طلبی سے حاصل بھی ہوتا ہے اور درست وصحیح بھی ہوتا ہے، — ایمان والا اپنے کھانے پینے میں ٹھہرا رہتا ہے، قرآن وسُنّت سے اجازت طلب کیا کرتا ہے، — یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے تو وہ ایسے حال پر پہنچ جاتا ہے کہ:

○ — اس کے حکم سے حکم کرتا ہے،

○ — اس کی ممانعت سے ممانعت کرتا ہے،

○ — اس کے علم سے عالم بنتا ہے،

○ — اس کے بصر سے دیکھنے لگتا ہے،

تم مرنے سے پہلے اللہ کے ساتھ نئے سرے سے عہد کر لو، — عنقریب جب غبار ہٹ جائے گا تمہیں حقیقت معلوم ہو جائے گی، —

اے جھوٹو! — اے جاہلو!، — اے غافلو!

تھوڑی ہی دیر میں تمہیں اس کی خبر مل جائے گی۔

خیانت کرنے والے نفس کے بارے میں حکم:

آپ کی خدمت میں کسی نے سوال کیا:

"خیانت کرنے والے نفس کے فتوے کا کیا اعتبار کیا جائے؟"

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

تو نفس سے یہاں تک جہاد کر کہ وہ مر جائے، — پھر اسے نئی زندگی عطا ہونے پر اسے فقیہہ اور عالم اور مطمئن بنا دے گی، — اس کی شہوتوں اور لذتوں کے دروازے بند ہو جائیں، — تو نفس کو اس کی شہوتوں سے یہاں تک روک کہ وہ دُبلا ہو جائے، دُبلا ہونے سے اس کی خواہشیں ٹوٹ جائیں گی، پھر مجاہدہ کے ذریعے وہ سراپا قلب بن جائے گا، —

اولیاء اللہ درات کے آنے کی اور بیوی بچوں کے سو جانے کی تمنا کیا کرتے ہیں، کیونکہ وہ مکلف ہیں، — وہ بیوی بچوں

کے بوجھوں کو اللہ کی طرف سکون اور قرب کی حالت میں اُٹھانے والے ہیں، —— ان کے اعضاء ظاہری اسباب میں حرکت کرتے رہتے ہیں، —— جب تو بلا سے پہلے متقی اور پرہیزگار ہو جائے گا تو بلا کے وقت بھی تیرا رجوع اسی کی طرف ہوگا، —— بلاؤ کو دور کرنے کا اس کے سوا کسی کو خیال نہ گزرے گا، —— اچھائی اور بُرائی، دونوں اسی کے پاس سے آتی ہیں، —— نفع اور نقصان، عزت اور ذلت، غنا اور محتاجی اسی کی طرف سے ہیں، ——

سوال:

کسی نے سوال کیا کہ بعض اولیاء اللہ کا یہ جو کہنا ہے کہ جس کی نظر تجھے فائدہ نہ دے، اس کا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا۔

جواب:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''اولیاء اللہ کی نظروں اور دلوں سے دُنیا و آخرت دونوں غائب ہوگئی ہیں، انہوں نے اپنے پروردگار کو دیکھ لیا ہے، چنانچہ وہ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے نفع پہنچاتے ہیں، ——

○ —— ولی جب خشک زمین کو دیکھتا ہے تو اللہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اس میں سبزہ اُگاتا ہے،

○ —— جب کسی یہودی یا نصرانی کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ اسے ہدایت دے دیتا ہے،

ایک شخص نے کہا کہ آپ ہمیشہ لکڑی کی اس کرسی کے پائے کو گلے سے لگاتے ہیں، —— آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''اس لئے کہ وہ مجھ سے قریب ہے اور بہت سی چیزوں کو دیکھتی ہے، مگر کسی کو کچھ خبر نہیں دیتی، کسی کی چغل خوری نہیں کرتی، —— اسی لئے میں اسے گلے میں لگاتا رہتا ہوں ——''

سائل نے عرض کیا:

''ہم آپ کے دل کے ان سے زیادہ قریب ہیں''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''اے میرے بھائی! —— تم ایسے جب ہوتے جبکہ تم اللہ سے ڈرتے، —— تم اس کی طرف توجہ کرتے، —— اس کا خوف کرتے، —— تم اس کے طالب بنتے، —— اس حالت میں، میں خود تمہارا خادم اور دوست دار بن جاتا''۔

مجاہدۂ نفس کرنا حُسنِ ادب میں سے ہے:

جب بندہ زُہد کرتا ہے اور خدا کی طرف رجوع لاتا ہے، اور جہاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے، —— اسے اپنا قرب بخشتا ہے، اور اپنے نزدیک کر لیتا ہے، —— علم پر خبردار ہونے سے جب وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے تو وہ اسے ہر قسم کا علم عطا فرما دیتا ہے، —— وہ اس سے آگاہ ہونے سے، گم نامی اور خاموشی اور اللہ کے خوف سے دُبلا ہو جاتا

ہے، — مجاہدہ نفس کرنا حسنِ ادب میں سے ہے۔

اولیاء کرام مکارمِ الٰہی کو اپنے اعضاء اور دلوں اور باطنوں اور خلوتوں سے ظاہر کیا کرتے ہیں، چنانچہ اللہ کے ہاں وہ متقی اور کریم ہو جاتے ہیں، —

تمہارا معبود تو درہم اور دینار ہیں، تم میں سے جب کسی کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے تو اس پر قیامت برپا ہو جاتی ہے، پھر اس کی جماعت سے نمازیں اور جمعہ کی نماز فوت ہونے لگتی ہیں، وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا، — یا کسی فاسق وفاجر کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو وہ کثرت سے گریہ وزاری کرتا ہے، اور مخلوق سے اُنس کا طالب ہوتا ہے، — حالانکہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں مگر وہ ان سے اُنس نہیں پکڑتا، — جب بندے کا دل صاف ہو جاتا ہے تو فرشتوں سے مانوس ہو جاتا ہے، اور وہ خلوت میں اس سے ہمکلام ہوتا ہے، —

ہر معاملہ جو غیر اللہ کے لئے کیا جائے خسارے کا باعث ہے:

اے حق اور دین اور شریعت مقدسہ سے غفلت کرنے والے!

اے دُنیا و نفس اور عادت کے ساتھ قائم رہنے والے!

اے خلق کے پجاری!

اے اللہ کی ذات کو بھول جانے والے!

تیرے لئے اللہ سے ملاقات کرنا ضروری ہے، تو اس سے ابھی مل لے، اور مخلوق اور نفس کو چھوڑ دے، یقیناً تیرے لئے امن ہوگا، — حق تو یہ ہے کہ اللہ کے علم اور ذکر کے سوا ہر چیز باطل اور لغو ہے، اور ہر معاملہ جو غیر اللہ کے لئے کیا جائے، خسارے کا باعث ہے، —

دُنیا کی طلب کرنے والے بہت ہیں اور آخرت کی طلب کرنے والے کم ہیں، — اور اللہ کی طلب کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں، — تو رات دن اپنی دُنیا کے ساتھ رہتا ہے، وہ تجھ سے خدمت لیتی ہے اور تجھ سے تعلق توڑ لیتی ہے، — مگر ہم اس سے خدمت لیتے ہیں، اور ہم اس میں کوئی دھیان نہیں کرتے، —

چنانچہ اے بدنصیب! تیری کیا حقیقت ہے، دُنیا میں تیرے لئے شریعت اور علم کے ہاتھ سے حصہ لینا ضروری ہے، — جو کچھ یہ دونوں فتویٰ دیں اس کے مطابق لے، — اور جس کا یہ دونوں فتویٰ نہ دیں، اس سے منع رہ، — تجھے اپنے ربّ سے اچھی طرح سے راز و نیاز کا طریقہ ہی نہیں آتا، — تو اپنی خرید و فروخت اور خورد و نوش، اور اپنے لین دین، اور گفتگو کے وقت توقف کیا کر، — جو کچھ اللہ کے لئے ہو اسے غنیمت سمجھا کر اور جو غیر اللہ کے لئے ہو اس سے بچا کر، —

محبت جب غالب ہوتی ہے تو دُنیا و آخرت، لینے دینے اور ماننے یا نہ ماننے کے درمیان فرق کرنا جاتا رہتا ہے، —

○ — محبّ کا دل محبوب کی محبت سے پُر ہو جاتا ہے،

○ ـــ اس کی بھلائی و بُرائی ایک ہو جاتی ہے،
○ ـــ اس کے دروازے اور چھتیں متحد ہو جاتی ہیں،
○ ـــ محبت ان کے درمیان میں جمع کر دیتی ہے،
○ ـــ تفرقہ اٹھا دیتی ہے،
○ ـــ خبر و مشاہدہ اور نفع و نقصان یکساں و برابر ہو جاتے ہیں،

وہ ہمیشہ اپنے دل سے وجد میں رہتا ہے، ـــ کبھی اللہ کے جلالی ذکر میں وجد ہوتا ہے، اور کبھی اللہ کے جمالی ذکر میں، ـــ ہر دم اللہ کی یاد کے مزے لیتا رہتا ہے، اس کا سارا دن مدہوشی میں گزرتا ہے، ـــ جیسے جیسے یہ اس کے قریب ہوتا ہے، وہ اس سے دوری کرتا ہے، ـــ جیسے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو طور پر دکھائی گئی آگ، جیسے جیسے یہ اس سے قریب ہوتے گئے، وہ ان سے دور ہوتی گئی، حتیٰ کہ سیّدنا موسیٰ علیہ سلام صدائے: ''اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ'' (میں ہی تو اللہ ہوں) کی طرف داخل ہو گئے، ـــ یہی دل کا حال ہے، وہ قرب کے نوروں کو دیکھتا ہے، ـــ جب آگے بڑھتا ہے تو وہ نور اس سے دور ہوتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ لکھا امر اپنی میعاد پر پہنچ جاتا ہے، ـــ خطرات کا منقطع ہو جانا اس مقام کی انتہائی مدت ہے، یہاں پر پہنچ کر معاملہ اس کے اُلٹ ہو جاتا ہے، ـــ

○ ـــ طالب، مطلوب بن جاتا ہے،
○ ـــ قاصد، مقصود بن جاتا ہے،
○ ـــ مرید، مراد بن جاتا ہے،

اللہ کے جذبات میں سے ایک جذبہ دونوں جہانوں کے اعمال سے بہتر ہے، ـــ وہ اپنے بندے کو اپنی طبیعت و شہوت اور خواہش کے گھر سے باہر، ـــ اور خلق کو رخصت کر دینے والا، ـــ اور شہوتوں کو چھوڑ دینے والا، ـــ اپنا طالب، ـــ ایک حالت پر قائم نہ رہنے والے ملاحظہ کرتا ہے، ـــ کبھی وہ کھڑا ہو جاتا ہے، کبھی وہ بیٹھ جاتا ہے، ـــ نہ اس کے پاس توشہ ہے اور نہ سواری، اور نہ کوئی ساتھی، ـــ دن کو رات سے، اور روزہ اور نماز اور مجاہدوں سے ملاتا رہتا ہے، ـــ ابھی وہ اپنی اسی حالت میں ہوتا ہے، اچانک یہ بندہ خود کو قربِ الٰہی کے دروازے پر لطفِ خداوندی کی آغوش میں پاتا ہے، اس کے فضل کے دسترخوان پر اپنی سابقہ تقدیر کی طرف متوجہ پاتا ہے، منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے، ـــ

○ ـــ تیری خواہش بلندی کی ہے مگر تو تحت الثریٰ میں پڑا ہوا ہے،
○ ـــ تو جنت کو دوست رکھتا ہے مگر تو اس کے لئے عمل نہیں کرتا ہے،

ایک بزرگ نے فرمایا:

''تو اپنے نفس کو من پسند چیزوں سے روک لے، شاہی فرمان ملنے تک نہ تو اپنی خواہش طبع سے کچھ کھا، نہ اس کے حکم

کے بغیر کوئی دوا استعمال کر۔۔۔۔ اس کے بغیر دل کا مزاج، طب کی کتابوں اور طبیبوں کے فتوے کے خلاف ہو جائے گا''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ٥

''اور وہ نیک بندوں کا خود مددگار ہے''۔

اس کا محبوب اس کا طبیب ہے، جو اس کے گھر کے اندر موجود ہے، اور اس کی غذاؤں اور شربتوں کا نگرانِ کار ہے۔

سیّدنا غوث اعظم وجد کے عالم میں:

ابھی آپ اتنا ہی کلام کر پائے تھے کہ آپ نے ایک بڑی چیخ ماری اور کھڑے ہو گئے،۔۔۔۔ آپ کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھک جاتے، اور تسلیم و رضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے تھے، ۔۔۔۔ آخر مجلس تک آپ کی یہی حالت رہی،۔۔۔۔ پھر فرمایا:

''ہائے آگ کی جلن! ہائے تمہارے لئے اس کی مصیبت''۔

پھر اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے پھیلا دیئے اور دعا کے لئے بیٹھ گئے، اور خاموش رہے،۔۔۔۔ اس کے بعد پھر پہلی حالت میں آپ کھڑے ہو گئے،۔۔۔۔ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو رہا تھا، کبھی زرد ہو جاتا کبھی سرخ،۔۔۔۔

دُنیا سے جب دل اُٹھ جاتا ہے اور قربِ الٰہی کا مہمان بن جاتا ہے، تو مخلوق کی طرف سے فی الجملہ اسے عصمت حاصل ہو جاتی ہے،۔۔۔۔

- ۔۔۔۔ اس کے نزدیک عرش سے لے کر زمین تک مخلوق گویا پیدا ہی نہیں ہوئی،
- ۔۔۔۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کسی کو پیدا نہیں کیا،
- ۔۔۔۔ گویا اس کے سوا کوئی مخلوق ہی نہیں ہے،

یعنی ایسے دل والا جس کا کہ ذکر کیا گیا، واحد (اللہ تعالیٰ) کے لئے واحد ایک ہی ہے،۔۔۔۔ وہی محبّ و محبوب،۔۔۔۔ طالب و مطلوب،۔۔۔۔ ذاکر و مذکور ہے،۔۔۔۔ اس کی نظر غیر پر جاتی ہی نہیں،۔۔۔۔

شہر میں آنے والی بلا کی خبر دینا:

ایک بار سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''اس شہر میں جو بلا آنے والی ہے، مجھے اس کی خبر مل گئی ہے''۔

پھر آپ نے شہر والوں سے اس کے دفعیہ کے لئے دعا فرمائی،۔۔۔۔ پھر عاجزی و انکساری سے فرمایا:

''قسم ہے اپنی جان کی! اس شہر میں یقیناً ایسے لوگ ہیں جو کہ قتل اور سولی پر چڑھائے جانے کے لائق ہیں، لیکن ایک

آنکھ کی خاطر ہزار آنکھوں کا اکرام کیا جاتا ہے، — تو ہمیں ان کے گناہوں سے ہلاک کرے گا اور پکڑے گا، — ہم نے کیا کیا ہے؟''

یہ گفتگو آپ غصہ وغضب کے ساتھ فرما رہے تھے:

''دوست اور دشمن دونوں کو تقدیر کی بھٹی میں ڈال کر پگھلایا اور ایسا کر دیا کہ دونوں ایک ڈلی بن گئے''۔

تیرا مقصود اگر قُرب وصحبتِ الٰہی ہے تو سکوت اختیار کر:

اے مخاطب! — تو کرامتوں اور معجزوں میں سے کوئی چیز طلب نہ کر، انہیں تو ہونا ہی ہے، — تو انبیاء کرام سے ان کے معجزوں میں اور اولیاء کرام سے ان کی کرامتوں میں مزاحمت نہ کیا کر، — تیرا مقصود اگر قرب وصحبتِ الٰہی ہے تو سکوت اختیار کر، اس کی صحبت میں جب تو ہمیشگی کرے گا تو وہ جو کچھ تجھے کھانا دے اسے کھالے، جو کچھ پہنائے اسے پہن لے، —

○ — ان چیزوں کی تمنّا کرنا حجاب ہے،

○ — آ جانے کے بعد انہیں واپس کرنا، قبول نہ کرنا حجاب ہے،

اولیاء اللہ جب اللہ کی طرف چلائے جاتے ہیں، جن اور انسان اور فرشتے سب ان کے خادم بن جاتے ہیں، — جہاں کہیں وہ گرتے ہیں اٹھا لئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہیں، اور ان سے دُنیا اور وجود کے شعلہ وسوزش سب دور ہو جاتے ہیں، — وہاں لطفِ الٰہی اور ناز ونیاز ان کی خدمت کرتے ہیں، — جب انہیں قرب کے دروازے میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے تو جلال کی آفتیں انہیں آ کر گھیر لیتی ہیں تا کہ ان سے ان کے نفس اور جو کچھ ان کے وجود سے باقی رہا ہے سب چیزیں فنا ہو جائیں، — ان سے ظاہری فتوحات اور ظاہری طعام اور لباس اور صحت وآرام سب روک لئے جاتے ہیں، صرف اکیلا دل صاف باطن کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے، — اس وقت ان کے آگے

○ — فضل کا کھانا،

○ — اُنس کی شراب،

○ — کرامت کا تاج، اور

○ — احسان کا لباس

بڑھایا جاتا ہے، — انہیں علم لدنی اور حکمت کی غذا دی جاتی ہے، — پھر بادشاہِ حقیقی انہیں ان کے نام بتاتا ہے، — اپنی گزشتہ اور موجودہ نعمتوں سے آشنا کر دیتا ہے، اور ان سب سے واقف کرا دیتا ہے، — اس کے بعد مخلوق کی ہدایت اور اصلاح اور ان کی رہنمائی اور نمائندگی کے لئے ان صاحبان کو وجود کی طرف لوٹا دیتا ہے، تا کہ وہ عام انتظام کر سکیں، — پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مرتبہ تکوین پر فائز کر دیتا ہے، — ان کی زبانوں کو سوال اور دعا کی قبولیت کے ساتھ قوت عطا کرتا ہے، —

منافق کی پہچان:

یہ آخر زمانہ نفاق کا زمانہ ہے، ـــ اب تو غرور اور تکبر دائی ہیں، ـــ کفر دائی ہے، ـــ غرور کا حجاب تجھے اللہ کی نظر سے گرا دے گا اور تیری کچھ قدر نہ رہے گی، ـــ یہ دونوں ضدیں ہیں جو کہ اللہ کی راہ میں تیرے دل کو روکنے والی ہیں، ـــ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ نفاق کیا چیز ہے تا کہ ہم اس سے بچ سکیں، ـــ اس سے کہا جائے گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی پہچان بیان فرمائی ہے کہ منافق:

- ـــ جب وعدہ کرتا ہے، پورا نہیں کرتا،
- ـــ جب بات کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے،
- ـــ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے،

ایمان والا جب تک اپنے ٹھہرنے کی جگہ نہیں جان لیتا، اور اپنا وہ لقب جو عالم ملکوت میں ہے، نہیں سن لیتا، تب تک اسے:

- ـــ نہ لباس اچھا معلوم ہوتا ہے نہ نکاح،
- ـــ نہ کسی طرح کی خوشی اچھی لگتی ہے،
- ـــ نہ امن ہوتا ہے نہ قرار،

آخر کار وہ خلوت میں اپنی سابقہ تقدیر کو اور اپنے نام کو سن لیتا ہے، ـــ وہ تقدیر اور فرشتوں پر اعتماد کر کے میدانوں اور جنگلوں میں سو جاتا ہے، ـــ وہ اپنی حالت کو دیکھ لیتا ہے، اور اپنے لقب کو سن لیتا ہے، ـــ فرشتے آپس میں کہتے ہیں کہ "یہ کون ہے"، ـــ اس کے جواب میں بعض فرشتوں سے بعض کہتے ہیں کہ:

- ـــ یہ فلاں محبوب اور دوست ہے،
- ـــ چالیس ابدال میں سے ایک بدل ہے، یا
- ـــ سات غوثوں میں ایک غوث ہے، یا
- ـــ تین قطبوں میں سے ایک قطب ہے،
- ـــ اس کا ایسا مرتبہ ہے، یہ مرتبہ ہے اور ایسا مرتبہ ہے،

تقدیر الٰہی اسے دائیں بائیں کروٹیں دلاتی رہتی ہے، تقدیر بھی اس کے پہلو بدلواتی رہتی ہے، اور اسے غذا پہنچاتی ہے، ـــ اللہ ان کا احاطہ کرنے والا ہے، ـــ اسے اس کے دل کی جانب سے بات چیت کی آواز آتی ہے، اس سے کہا جاتا ہے:

"اپنے گھر کی طرف لوٹ، ـــ اپنے خزانے کی حفاظت کر! ـــ اپنے نفس ولقب کو چھپا کر رکھ، اسے ایسا سمجھ کہ وہ خواب تھا، ـــ تیرا دل اور باطن اس کی طرف ترقی کر رہا ہے، اور کوئی کہنے والا موجود نہیں ہے"۔

وسوسے کے علاج:

اے مخاطب! تو شریعت کے مدرسہ میں بیٹھ، پھر علم کے مدرسہ میں سو جا، یہاں تک کہ تو بالغ ہو جائے اور تیرا بچپن جاتا رہے، ـــــ اس وقت وہی تجھے کپڑا پہنائے گا اور وہی تجھے کھانا کھلائے گا، تیرا ارادہ تو یہ ہے، اور تو عادت اور خواہش اور شہوت سے بھرا ہوا ہے، ـــــ تو جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنے دل سے خرید و فروخت، ـــــ اور کھانے پینے، اور نکاح کے دھیان وخیال میں وسوسے کے ساتھ لگا رہتا ہے، ـــــ

آپ سے سوال کیا گیا: ''اس کی دوا کیا ہے؟'' ـــــ ارشاد فرمایا:

''اپنے لقمے کو اور غذا کو حرام اور شک وشبہ سے بچانا، ـــــ اور دوسری دوا، نفس کی ان اُمور میں مخالفت کرنا جو کہ خلافِ شرع ممنوعات میں سے ہوں، ـــــ جب بندہ اس کلمے سے حیران اور بے چین ہوتا ہے جس کا القا اس کے دل کی طرف کیا جاتا ہے، تو دوسرا کلمہ اس کی طرف اضافہ کیا جاتا ہے جو اس کے قلق اور اضطراب کو کم کر دیتا ہے اور اس کی حیرت کو سست کر دیتا ہے، ـــــ اس کے بعد اس کی طرف ایک اور کلمہ ملا دیا جاتا ہے اور اس کا قلق جاتا رہتا ہے، ـــــ اس کے سکون اور ثابت قدمی کے لئے راستے میں پتھر ڈھیلے خطاب کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں:

''اے اللہ کے ولی! ـــــ اے اللہ کے مقصود!

اے خدا کے دوست! ـــــ اے اس کے مقرّب!''

ایک شخص نے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

''آپ میرے لئے دعا فرمائیں''۔

آپ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَغْنِہٖ عَنِ الْخَلْقِ بِکَ اَغْنِہٖ بِذِکْرِکَ عَنِ السُّوَالِ ○

''اے اللہ! تو اسے اپنے قرب سے مخلوق سے لاپرواہ کر دے، ـــــ تو اپنے ذکر کی وجہ سے اسے سوال سے لاپرواہ کر دے''۔

پس جب یہ خلق سے لاپرواہ ہو جائے تو اللہ کے دروازے کو لازم پکڑ لے گا، ـــــ وہ اس کے قرب کی وجہ سے اسے غنی اور بے پرواہ کر دے گا، ـــــ جب وہ اسے اپنے قرب کی وجہ سے بے پروا کر دے گا تو یہ اس کے ذکر اور شکر میں مشغول ہو جائے گا، اور اس ذکر وشکر کی وجہ سے سوال سے باز رہے گا، ـــــ جب تو جنگلوں میں رہ کر کھانے اور پینے سے باز رہے گا تو تیرے گھر کے اندر ایک چشمہ جوش مارے گا، ـــــ تیرے اوپر شیطان کا سب سے قوی ہتھیار مخلوق ہے، اس میں متوجہ ہو کر اللہ کو بھلا دیتا ہے، ـــــ پہلے تو اپنے دل کو اچھا بنا لے، پھر اپنے ظاہر کو، ـــــ بڑا مشغلہ مخلوق کے گھر میں، ان کے ساتھ رہ کر ثابت قدم رہنا ہے۔

ایک حسین عاشق اپنے محبوب کی طلب میں گھر سے نکل کھڑا ہوا، ــــ سیّدنا یوسف علیہ السلام، سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی طلب میں نکلے، ـــ جوان کو دیکھتا تھا، محبوب بنا لیتا اور ان کا عاشق بن جاتا، ـــ یوسف علیہ السلام نے برقع پہن لیا اور قید خانے میں پڑ گئے، ان کا مقصود دوسرے لوگ نہیں، سیّدنا یعقوب علیہ السلام تھے، ـــ کسی کہنے والے نے کہا ہے:

فَيَالَيْتَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالِمِينَ خَرَابٌ

''کاش وہ تعلقات جو میرے اور تیرے درمیان ہیں، آباد و برقرار رہیں، اور میرے اور تمام عالم کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ خراب اور برباد ہو جائیں''۔

حق کا منادی آ گیا اور ندا کرتا ہے:

''تم مخلوق کی بنیاد کو قطع کر دو، یہاں تک نوشتہ تقدیر اپنی میعاد کو پہنچ جائے''۔

تجھے بات کرنا زیب نہیں دیتا، جب تک کہ تیرے وجود کے مینڈک سے پانی خشک نہ ہو جائے، ــــ اور جب تک کہ تو کسی کنوئیں کو عبادت کے لیے خالی نہ کر لے، ـــ تیرا باطن اللہ کی حضوری میں اس کی قدرت کی کشتی میں ہے، تو اسے دریا کے علم میں ''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَمُرْسٰهَا'' (اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام کے ساتھ ہے) کی تلقین کر، ــــ اللہ کے بندوں کی خوف اور دہشت کے ساتھ صحبت اس شیر کی صحبت کی طرح ہے جس نے تیرے غیر پر حملہ کر کے اپنا پیٹ بھر لیا ہے، اسی لئے وہ تیری طرف مشغول نہیں ہوتا، ـــ اگر تو اس شیر کے فارغ ہونے کے بعد اس کی طرف توجہ کرے گا تو وہ تجھے پھاڑ ڈالے گا، ــــ ایسی ہی حالت صدیق کی مصاحبت کی ہے کیونکہ وہ شاہی مصاحبت میں اسی حالت میں رہتے ہیں کہ قرب الٰہی کی وجہ سے ان کی غیر کی طرف توجہ نہیں ہوتی، ــــ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں ایک شخص تھا، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ دل کے خطرات پر مطلع ہو جاتا ہے، ـــ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اس سے پوچھا:

''تیرے بارے میں جو کچھ لوگ کہتے ہیں کیا وہ سچ ہے؟''

اس نے عرض کیا:

''ہاں! آپ اپنے دل میں اس وقت کوئی بات لائیں، میں بتا دوں گا''۔

آپ نے فرمایا: ''میں نے دل میں بات سوچ لی ہے، بتاؤ وہ کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''آپ نے دل میں یہ یہ سوچا ہے''۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''غلط!''

اس نے کہا: ''آپ اپنے دل میں دوبارہ کوئی خیال لائیں''۔

اس نے پھر بتایا کہ آپ نے دل میں یہ یہ سوچا ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا: ''غلط!''

تین بار اسی طرح سوال و جواب ہوئے، اس کے بعد اس نے کہا:

''اے شیخ! میں نے جو کچھ بھی کہا وہ سچ ہے، آپ اپنی حالت پر غور فرمائیں کہ آپ کے پاس کیا ہے؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''تو سب باتوں میں سچا ہے، میرا ارادہ اور مقصود تیرے دل کی صفائی اور اس کی ثابت قدمی کے پرکھنے کا تھا کہ تو پلٹ تو نہ جائے گا''۔

اولیاء اللہ کے دل علمِ الٰہی کا خزانہ ہیں:

اولیاء اللہ کے دل ارادۂ الٰہی کے راستے اس کے علم کا خزانہ ہیں، —اس کے اسرار کے سینے تقدیر کے میدان میں تقدیر کے مخزن ہیں، —جب بھی ان اولیاء کے باطن، دارِ قدرت کی زمینوں میں گشت کرتے ہیں تو وہ علوم واسرارِ الٰہیہ کو حاصل کرتے رہتے ہیں، —

○ —خشک لکڑی کا کیا کیا جائے، اس کا کیا بنایا جائے،

○ —بے معنی صورتوں سے کیا حاصل کیا جائے، گونگے بہرے اندھے ہیں وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں،

ایک شخص نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے تین سو ساٹھ قصے گھڑے، —وہ سارا سال روزانہ ایک قصہ شہر کے بادشاہ کی طرف بھیجتا رہا، وہ نہ تھکا نہ اُکتایا، نہ گھبرایا، آخر کار اس کی مراد کا حکم جاری ہو گیا، —

اپنی جلد بازی کے باعث تو اللہ سے چند ہی دن اور رات سوال کرتا ہے، اور گھبرا کر مخلوق کی طرف رجوع کر لیتا ہے، تو نے اس قصہ کہنے والے کو کیوں نہ یاد کیا، اس سے نصیحت کیوں نہ پکڑی، —یاد رکھ جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا کچھ فلاح نہ پائے گا، تو مخلوق کے بجائے خالق کی طرف رجوع کر، —تیرا قیام آستانہ وقربِ الٰہی کے دروازے پر ہونا چاہئے، اس وقت تجھے محبت وقربِ الٰہی کا ہاتھ اپنی طرف کھینچ لے گا، —تو اس گھر کا جلیس بن جائے گا، اس کے بعد جب تو وہاں کے آرام ومکانات کو ملاحظہ کرے گا، تیرے لئے ہر طرف سے بسط وکشادگی حاصل ہوگی، —تیرا بازو قوی ہو جائے گا، تو اس مکان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرنے لگے گا، وہ بلندیاں تیرے لیے بُرج بن جائیں گی، —اگر تو گرے گا بھی تو اسی گھر کے صحن میں گرے گا، اور صاحبِ خانہ کے سامنے ہی پلٹے کھائے گا، —تو پکارنے والا اور مستجاب الدعوات بن جائے گا، اگر تو مخلوق کو نفع پہنچانا چاہتا ہے تو ایسا کر گزر اور فضول بکواس سے گریز کر، —

اس گفتگو سے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود وہ واعظ تھے جو دوسرے لوگوں پر تہمت دھرتے تھے اور خود پر غور کرنے والے نہ تھے۔

جیسے نمازی ویسی نماز:

غیر اللہ سے جدا ہو کر اللہ سے مل جانا نماز ہے، ــــ ایک جسم دو مکانوں میں متجزی نہیں ہو سکتا، ــــ خلق سے جدا ہو جانا اور خالق سے مل جانا، یہ اہل اللہ کی نماز ہے، ــــ

لیکن عابدوں کی نماز یہ ہے کہ وہ جنت کو دل کے دائیں جانب اور دوزخ کو اس کے بائیں جانب اور پل صراط کو اپنے سامنے رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر خبردار رکھتے ہیں، ــــ

اور عاشقوں کی نماز تو خلق سے جدا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ سے متصل ہو جانا ہے، ــــ نفس کی سچی طلب سے کھانا مانگنے کی پہچان یہ ہے کہ تیرے باطن سے مرغ کے بچوں کے چیخنے کی سی آواز آنے لگے اور تو اسے سُنے، ــــ اس وقت تو نفس کی طرف اتنی غذا پہنچا کہ جس سے وہ اپنی کمر کو مضبوط رکھ سکے، ــــ ارشادِ باری ہے:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ۔

"اللہ نے ہر نفس کو اس کا فسق و فجور اور تقویٰ کا الہام کر دیا ہے"۔

وہی ہنساتا ہے وہی رُلاتا ہے، ــــ ان دونوں آیتوں پر اس وقت عمل کر جبکہ تیرا دل بادشاہ کے پاس داخل ہو جائے، ــــ داخل ہونے کے بعد:

- ــــ حال کھل جائے گا،
- ــــ فعل اور الہام آنے لگے گا،

اور داخل ہونے سے پہلے دل کی واردات میں فرق کرنا ہو گا، کیونکہ الہام کی چند اقسام یہ ہیں:

- ــــ الہامِ شیطانی اور
- ــــ الہامِ طبعی،
- ــــ الہامِ نفسانی اور
- ــــ الہامِ ملکی،

جب تو یہ چاہے کہ تو کسی کی فی سبیل اللہ صحبت پائے، تو ہمتوں کے سکون اور آنکھوں کے سو جانے کے وقت (آدھی رات کے بعد) کامل طور پر وضو کر کے نماز کی طرف متوجہ ہو، ــــ نماز کا دروازہ تیری طہارت سے کھلے گا اور اللہ تعالیٰ کا دروازہ تیری نماز سے کھلے گا، ــــ نماز سے فارغ ہو کر اللہ سے سوال کر:

"میں کس کی صحبت اختیار کروں؟ ــــ رہبر کون ہے، ــــ تجھ سے خبردار کرنے والا کون ہے، ــــ فرد کون ہے؟ ــــ خلیفہ و نائب کون ہے ــــ"

اللہ تعالیٰ کریم ہے، وہ تیرے گمان کو نامراد نہ رکھے گا، ــــ بے شک وہ دل کو الہام فرمائے گا، ــــ تیرے باطن کی طرف وحی بھیجے گا، وہ تیرے مقصد کو تیرے لئے ظاہر کر دے گا، ــــ وہ دروازوں کو کھول دے گا، ــــ وہ تیرے لئے راستے کو روشن کر دے گا، ــــ

جس نے طلب کی اور کوشش کی، اس نے اپنی مراد پالی، ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط ۝ (سورہ العنکبوت)

''اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم البتہ انہیں اپنے راستے بتا دیتے ہیں''۔

خرابی تجھ میں ہے اس کے کلام میں نہیں، لہٰذا جب تمام جہتیں تیرے دل کے پاس متحد ہو جائیں، اور امر ایک معین شخص پر غالب آ جائے، ـــــ پھر اس کی مصاحبت میں تیرا رہنا ایسا ہونا چاہیے جیسے درندوں اور سانپوں کی صحبت میں رہنا، تو:

- ○ ـــــ نہ اس کی مفلسی کی طرف نظر کرنا،
- ○ ـــــ نہ اس کے نسب کی خرابی کی طرف،
- ○ ـــــ نہ اس کی حالت کے اختلال پر، اور
- ○ ـــــ نہ اس کی بے سامانی پر توجہ کر،
- ○ ـــــ نہ اس کی عبادت میں کمی کی طرف،

کیونکہ مقصودہ حقیقت اس کے ظاہر کے بجائے اس کے باطن میں پوشیدہ ہوگی، ـــــ تو

- ○ ـــــ نہ اس کے بدن پر نگاہ ڈال،
- ○ ـــــ نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ،
- ○ ـــــ نہ کسی حال میں اس سے کلام کی ابتدا کر،
- ○ ـــــ اور نہ ہی اپنا حال ظاہر کر،

بلکہ اللہ کی طرف سے اس کے فائدے کا منتظر رہ، ـــــ وہ لکھنے والا ہے اور حکم غیر ہی کا ہے، ـــــ وہ قاصد ہے، وہ اشارہ کرنے والا ہے اور طباق اس کے غیر کا ہے، ـــــ وہ محض تعبیر کرنے والا ہے، اور عبارت اس کے غیر کی ہے، ـــــ اللہ تعالیٰ جو کچھ اس کی زبان سے جاری کرائے اور ہاتھوں سے نکلوائے تو اسے قبول کرتا رہ، اور اس کی نگاہ سے تجاوز نہ کر، نہ اس کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھ، ـــــ اس کے سامنے ہمیشہ سر جھکائے خوف اور دہشت کی حالت میں ٹھہرا رہ، ـــــ تو اس کے کسی حال اور قول و فعل میں تہمت نہ لگا، اسے ہر ذی عقل پر فضیلت دیتا رہ، اس حالت میں وہ تجھے اپنے پاس سے غیر اللہ کی بجائے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا، ـــــ

- ○ ـــــ وہ میوہ کھانے والا ہے تو اسے کھانا نہ کھلا،
- ○ ـــــ وہ خود بات کرنے والا ہے تو اسے جواب نہ سکھا،

تجھے تیرے عیب تیری بہتری کے لئے بتائے جاتے ہیں:

ہماری طبیعتیں چوپایوں کی طبیعتوں کی طرح ہیں، یہ عقل ہے جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز سکھاتی ہے، جس سے انسان اور

چوپائے میں فرق محسوس ہوتا ہے،—— شریعت اور علم، قرب و معرفت اور اطاعت الٰہی دونوں میں امتیاز کرتے رہتے ہیں اور ہر ایک کو علیٰحدہ علیٰحدہ کرتے رہتے ہیں،—— جڑ تو ایک ہی ہے،—— علم پر عمل کرنے والے جب علم پر عمل کرتے ہیں،

○ —— اور وہ کسی مردہ پر گزرتے ہیں تو وہ اسے زندہ کر دیتے ہیں،

○ —— یا کسی گناہ گار پر گزرتے ہیں تو وہ اسے ذاکر بنا دیتے ہیں،

ان کے گھروں میں طباق آیا کرتے ہیں، عارف باللہ خراج کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے رہتے ہیں،—— جب وہ اسے حاصل کر لیتا ہے تو بادشاہ کے حوالے کر دیتا ہے، اس کے پاس کشکول ہوتا ہے، مخلوق سے لے کر اس میں ڈالتا جاتا ہے، اس کا لینا اپنے لئے نہیں ہوتا،——

اللہ تعالیٰ جب تیری بہتری چاہتا ہے، وہ تجھے تیرے نفس کے عیبوں پر مطلع کر دیتا ہے، اور انہیں تیرے پاس پہنچا دیتا ہے،——

○ —— تمہارے عالم جاہل ہیں،

○ —— تمہارے جاہل دھوکہ باز ہیں،

○ —— تمہارے زاہد دُنیا پر حریص ہیں،

تو دین کے بدلے دُنیا نہ کما، دین سے تو آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

تفسیر غوثیہ

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادِ باری تعالیٰ:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ (سورہ الاعراف)

"اپنے ربّ کو پکارا کرو عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر، یقیناً وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ تحقیق حد سے بڑھنے والا ہی غیر اللہ سے تجاوز کرنے والا اور اللہ کے سوا دوسروں سے مانگنے والا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء سے فرمایا کرتے تھے:

"تم میرے دل کی روشنی ہو، جو شخص میرے کلام کو اللہ کے لئے سنے اور میرے کلام سے نفع حاصل کرے، وہ اس کے دل کی روشنی بنے؛—— ورنہ وہ میرے پاس حاضر ہی نہ ہو، اس لئے کہ اس کی حاضری کدورت کا باعث ہو گی۔"

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب آگ سے باہر تشریف لائے، آپ کے مویشی اور نوکر چاکر زیادہ ہو گئے تو آپ نے ملک شام میں بہت سے دروازوں والا ایک گھر بنایا،—— اس کی قیمت ادا کر دینے اور اپنی قوم کے معالجے سے فارغ ہونے کے بعد آپ وہیں ٹھہر گئے،—— مخلوقِ الٰہی کی تربیت کرنے لگے،—— خلت کیا ہے، صحبت کیا ہے اور محبت کیا ہے؟ یہ سب واصل ہونے

کا نام ہے۔

سوال:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: ''قول کی پیروی کی جائے یا حال کی؟''

جواب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

''عوام لوگ تو قول کی پیروی کرتے ہیں اور خواص حال کی پیروی کرتے ہیں،۔۔۔ کون اہل ہے؟ ۔۔۔ تو کون ہے؟ ۔۔۔ آج مجھے تو اپنی نبض دکھا تا کہ میں تجھے تیرے حال پر بٹھاؤں اور تیرے مرض کی شدت کو دور کروں اور اسے اچھا کردوں،۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ بیماروں کی عیادت کیا کرتے تھے،۔۔۔ اور ہم اس سے منع کئے گئے ہیں، مگر ہم تندرستوں کی عیادت اپنی ہمّت سے کرتے ہیں،۔۔۔ ہمارے پاؤں تمہارے گھروں کی طرف چلنے سے اور ہمارے ہاتھ تمہارے طعام اور مال لینے سے منع کردیئے گئے ہیں،۔۔۔ ہم بحیثیت حال وتقدیر کے مامور ہیں، جو مقدر ہے اس پر راضی ہیں اور کام کرنے کو مستعد ہیں،۔۔۔

قضاء وقدر کے سامنے تدبیر کا کیا زور:

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دن ارشاد فرمایا:

ہوسکتا ہے کہ ایک شخص دس بیٹے چھوڑ کر مر جائے اور وہ سب کے سب باپ کے فرماں بردار ہوں،۔۔۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کو برابری کے ساتھ تقسیم کرلیں، اور ان میں ایک بیٹا ایسا ہو جس کی طرف باپ کا دل زیادہ مائل تھا، اور اس کی دلی خواہش تھی کہ میرا یہی بیٹا میرے سارے ترکے کا وارث بنے،۔۔۔ تقدیرِ الٰہی سے باپ کے بعد ایک ایک کرکے سب بیٹے فوت ہوگئے سوائے اس کے محبوب بیٹے کے،۔۔۔ اس نے ترکے کا سارا مال حاصل کرلیا، قضاوقدرِ الٰہی آ گئی، کیا اس میں یہاں تک کچھ عیب ہے، اس میں غور وفکر کرو۔۔۔ والسلام!

اَللّٰھُمَّ کُفَّ الْخَلْقَ عَنَّا ؁ اَللّٰھُمَّ کُفَّ النَّفْسَ عَنَّا وَالْاَھْوِیَۃَ وَالطِّبَاعَ ؁

''الٰہی! تو ہم سے مخلوق کو روک دے،۔۔۔ الٰہی! تو ہم سے نفس اور خواہشوں اور طبیعتوں کو روک دے۔ آمین!''

جھکنا اور عاجزی کرنا تو دل سے ہوتا ہے:

اے مخاطب! تو کہے گا کہ (دُنیا کے) اس سمندر میں تیرتے ہوئے ڈر لگتا ہے، ڈرنا کیسا! ۔۔۔ ڈر ہے تو تیرتا ہی کیوں ہے حالانکہ خوف تو اس کی ضد ہے،۔۔۔ اس کا جواب یوں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ ؁ (سورہ فاطر)

"اللہ کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔

جب انہیں علم ہو گیا ڈرنے لگے، جب تجھے کسی چیز کی مضرت کا علم ہو جائے تو پھر اس سے ڈر اور پرہیز کر، ـــ موت تو ضرور آنے والی ہے، اس سے چارہ کار نہیں، لہٰذا تو اس کے لئے عمل کر، ـــ

اے وہ شخص! ـــ جس کا گھر بغیر چھت کے ہے اور بیوی بچوں کے لئے آٹا موجود نہیں ہے، نہ نیچے اوپر کا کپڑا ہے، ـــ ہوشیار ہو، جاڑے آ گئے، ـــ لہٰذا تیاری کر لے، ـــ بادشاہ آ رہا ہے یا پیادہ ہو جا، ـــ درندہ آ گیا ہے اس سے ڈر، ـــ وہ موت کا درندہ ہے۔

تو جو نماز میں "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کہتا ہے، اس کے کیا معنی ہیں؟ ـــ یہی کہ ہم تیری ہی اطاعت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، ـــ

○ ـــ تو نے اللہ کو کب ایک جانا،
○ ـــ تو نے اس کے لئے کب اخلاص سے عمل کیا،
○ ـــ تو نے مخلوق اور دکھاوے اور نفاق اور خود بینی اور رفیقوں سے کب بے رغبتی کی،
○ ـــ تو اللہ کے سامنے کب جھکا،

جھکنا، عاجزی کرنا تو دل کی حیثیت سے ہوا کرتا ہے، اور تنہائی میں ہوتا ہے نہ کہ جلوت میں، ـــ رؤیت الٰہی کے ساتھ جب شہوتِ نفس جمع ہو جاتی ہے تو بندہ رؤیتِ الٰہی سے شرم کرتے ہوئے اپنی شہوتِ نفس کو چھوڑ دیتا ہے، ـــ تو اپنی خلوت میں شہوت کی شدت سے سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو اپنی انگلیاں کاٹتے ہوئے (جیسا کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے) دیکھا تھا، تو کب دیکھے گا، ـــ اپنی پاک دامنی پر کب نظر ڈالے گا، پاک دامنی غیرتِ الٰہی سے ہے، ـــ سیّدنا یوسف علیہ السلام جب بی بی زلیخا کے ساتھ جمع ہو گئے اور زلیخا نے دست درازی کی، غیرتِ الٰہی جوش میں آ گئی، سیّدنا یوسف علیہ السلام پیٹھ پھیر کر بھاگے، اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ○ (سورہ یوسف)

"یہ اس لئے تھا کہ ہم یوسف سے بُرائی و بے شرمی کو پھیر دیں، کیونکہ وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا"۔

اے مخاطب! تیری حالت یوسف علیہ السلام کی طرح کب بدلے گی، ـــ یوسف علیہ السلام نے اللہ کے گھر میں بہ تکلف پاک دامنی کو اختیار کیا، قید خانے میں اپنے رب کے حکم کی موافقت کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں خلوت میں پاک دامنی عطا فرمائی، ـــ

اسباب کو چھوڑ دینے کا نام توکل ہے:

اے اللہ کے بندو! تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ، ـــ اے مریدو! ـــ یوسف علیہ السلام صدیق تھے، تم اللہ تعالیٰ سے ان جیسی

حالت طلب کرو، ـــــ تمام اسباب کو چھوڑ دینے اور قطع کر دینے کا نام توکّل ہے، ـــــ دل جب پلٹتا ہے فرشتہ بن جاتا ہے، ـــــ

○ ـــــ جیسے فرشتہ سنتا ہے، ویسے ہی یہ سننے لگتا ہے،

○ ـــــ جیسے کہ فرشتہ پہچانتا ہے، ویسے ہی اسے پہچان ہو جاتی ہے،

بعد میں وہ ترقی کر کے فرشتوں کا بادشاہ بن جاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی سیر باطن کی سیر ہے:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے سیر کے قصہ میں فرمایا: ''واقعی سیر باطن کی سیر ہے، ـــــ جب آپ نے طور کی جانب آگ کو دیکھا تھا، اپنے اہل کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھتے چلے گئے، ـــــ آپ نے کیا دیکھا تھا:

○ ـــــ سر کی آنکھ سے آگ کو دیکھا تھا،

○ ـــــ دل کی آنکھ سے نور کو دیکھا تھا،

○ ـــــ سر کی آنکھ نے مخلوق کو دیکھا تھا،

○ ـــــ دل کی آنکھ نے خالق کو دکھا تھا،

اپنے اہل سے فرمایا: ''تم ٹھہرو! میں نے آگ کو دیکھا ہے''۔

اس آگ نے ان کے دل کو کھینچ لیا اور زُہد کی وجہ سے انہیں بیوی سے بے رغبت کر دیا، ـــــ

بلند صدائیں آ گئی ہیں، ـــــ تقدیر کے آنکڑے آ گئے ہیں، جنہوں نے اولیاء اللہ سے ان کے اہل وعیال کو چھین لیا ہے، ـــــ

اے حکم! ثابت و برقرار رہ،

اے علم! اللہ کا نام لے کر آگے بڑھ،

اے نفس! ثابت قدمی اختیار کر،

اے دل، اے باطن! تم دعوتِ الٰہی قبول کرو،

ہائے اس شخص کی بدنصیبی جو اس کا ادراک نہ کر سکے اور وہ اسے پسند نہ کرے، اور اس کی تصدیق نہ کرے، ـــــ ہائے اس کی بدنصیبی! ـــــ ہائے اس کا حجاب! ـــــ ہائے اس کا عذاب! ـــــ

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سے کہا:

''تم ٹھہر جاؤ، شاید میں تمہارے لئے اس سے کچھ خبر لاؤں، تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو تا کہ میں تمہارے پاس راستے کی خبر لاؤں''۔

کیونکہ اس سے قبل آپ راستہ بھول گئے تھے، راستے کی علامتیں آپ کی نظر سے غائب ہوگئی تھیں، ـــــ

اپنی پیدائش کے مقصد کو جان:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نقیب النقبا (شاہی گارڈ) ابن اتقی حاضر ہوئے، اس سے پہلے آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''کاش! تم پیدا ہی نہ کئے جاتے، ـــــ اور جب پیدا کر دیئے گئے تھے اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لیتے''۔

اللہ ورسول کے ہاں صحیح النسب صرف اہلِ تقویٰ ہیں:

اے سونے والے بیدار ہو جا! ـــــ کیونکہ تیرے آگے سے راستہ گھیر لیا گیا ہے، ـــــ قیامت کے دن بلا کر تجھے پوچھا جائے گا:

- ـــــ تیری کتاب کون سی ہے،
- ـــــ تیرا معلم کون ہے،
- ـــــ تیرا داعی کون تھا،
- ـــــ تیرا نبی کون تھا،
- ـــــ تیرا نسب صحیح نہیں ہے،

اللہ ورسول کے نزدیک صحیح النسب صرف اہلِ تقویٰ ہی ہیں، ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ''آپ کی آل کون ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہر متقی محمد کی آل ہے'' (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

تو خاموشی اختیار کر، تو عقل سے خالی ہے، تیرا گھر تو دجلہ پر ہے اور تو پیاسا مر رہا ہے، چند قدم ہیں، انہیں اٹھا، یقیناً تو رحمان تک پہنچ جائے گا، ـــــ ایک قدم نفس ہے، ایک قدم مخلوق ہے، ـــــ

اور اے مرید! ـــــ تیرے لئے بھی چند قدم ہیں، اٹھا اور پہنچ جا رحمٰن تک، ـــــ دُنیا و آخرت میں اگر تو فلاح چاہتا ہے تو میرے وعظ کے ہتھوڑوں پر صبر کر لے، ـــــ اور (بغض فی اللہ کے تحت) مجھ پر جنون سوار ہو جائے تو نہ میں تجھے دیکھوں گا نہ تیرا کچھ لحاظ کروں گا، ـــــ میرے باطن اور اخلاص کی طبیعت میں جوش آ جائے گا، میں تیرے چہرے کو نہ دیکھوں گا، ـــــ میں تیری بہتری کے لئے تیرے دل سے خباثت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور یہ کہ میں تیرے گھر سے آگ کو بجھا دوں، اور تیرے گھر بار کی حفاظت کروں، ـــــ تو اپنی آنکھیں کھول دے اور اپنے آگے آنے والے حال پر نظر ڈال، عذاب اور مواخذوں کا لشکر تیری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔

اے احمق! تجھ پر افسوس ہے، تھوڑے عرصے کے بعد تو مرنے والا ہے، اس میں ہر حالت زائل اور متفرق ہونے والی ہے، ـــــ یہ اپنی اولاد اور گھر اور بیوی سے بچھڑ جائے گا، اور مٹی اور قبر اور عذاب کے فرشتے یا رحمت کے فرشتے سے رفاقت کرنا پڑے گی۔

اے کوچ کرنے والے!

اے زائل ہونے والے!

اے انتقال کرنے والے!

اے سرتاپا عاریت!

پاک ہے وہ ذات جس نے تم پر آگاہ کرنے والے علماء کو بھیج کر احسان فرمایا ہے، مگر تم ان کی طرف دھیان نہیں دیتے، ـــــ

اے بدبخت آدمی! تو میرے پاس سارا سال یا پورا مہینہ یا پورے مہینے میں ایک بار بھی نہیں آتا، ـــــ جس میں تجھے نہ ایک ذرّہ دینے کی ضرورت ہے نہ ایک دانہ دینے کی، ـــــ تو بغیر کوئی چیز دیئے ہم سے ایک چیز لے لے، کل کوئی ذرّہ دیئے بغیر لاکھوں چیزیں لے لینا، ـــــ میں تو تیرے بوجھ اٹھانے والا ہوں، تو اس سے ڈرتا ہے کہ میں تجھے اپنے بوجھ اٹھانے کی تکلیف دوں گا، ـــــ میرے بوجھوں کے اٹھانے کے لئے اللہ کی ذات کافی ہے، ـــــ تجھے مجھ سے ایک کلمہ سننے کے لئے ہزار برس کا سفر کرنا چاہئے تھا، حالانکہ تیرے اور میرے بیچ میں چند ہی قدم ہیں مگر تو نہیں آتا، ـــــ تیری کیا کیفیت ہے، تو کامل نادان اور ناسمجھ ہے، تیرے خیال میں تجھے کچھ دے دیا گیا ہے، ـــــ دُنیا نے تیرے جیسے کو فربہ کیا پھر اسی کو کھا گئی، ـــــ اسے جاہ اور کثرتِ مال نے فربہ بنایا پھر اسی کو کھا گئی، ـــــ اگر ہم دُنیا میں بہتری دیکھتے تو اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتا، ـــــ

خبردار ہو جا کہ تمام اُمور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں، ـــــ ہم جن کاموں میں لگے ہیں سب اس کی طرف سے ہیں، ـــــ

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کرسی سے اُتر آئے، ـــــ آپ کے بعض شاگردوں نے آپ سے کہا:

''البتہ آپ نے وعظ میں بہت مبالغہ فرمایا، اور گفتگو میں بڑی سختی فرمائی''۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''اگر میرے کلام نے اس میں کچھ عمل اور اثر کیا ہے تو ابن فتی عنقریب پھر آئے گا''۔

چنانچہ اس کے بعد وہ برابر آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا، مجلس کے علاوہ بھی آتا تھا اور آپ کی حضوری میں بڑی تواضع اور انکساری کے ساتھ بیٹھا رہتا تھا، اللہ کی اس پر رحمت ہو، ـــــ

اَللّٰھُمَّ صَبْرًا وَّعَفْوًا ۝ اَللّٰھُمَّ غِنًى ۝

''الٰہی! میں صبر وعفو اور غنا کا طلب گار ہوں''۔

دولت مندی کی وجہ سے کسی کے سامنے جھکنا دین کا نقصان ہے:

جب تو مخلوق میں سے کسی کے سامنے اس لئے کھڑا ہوگا کہ اس کے پاس جو چیز ہے وہ مانگے، اللہ تجھ پر ناراض ہو گا، — جو کسی امیر کے سامنے اس کی دولت مندی کی وجہ سے جھکے گا، اُس کا دوتہائی دین چلا جائے گا، — یقیناً تو نے مخلوق سے طلب کرنے کی عادت بنالی ہے، بھکاری بن گیا ہے، تو اسی حال میں خدا سے ملے گا۔

میں نے محلہ رجبہ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرتا تھا، حالانکہ اس نے اپنا دیبا کا جُبہ پچیس اشرفیوں میں فروخت کیا تھا، چنانچہ میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، — وہ ایک شخص کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا جو ہریسہ کھا رہا تھا، جب تک اس کے کھانے والے نے اس بھکاری کو ہریسہ میں سے ایک لقمہ نہ دے دیا، وہ وہیں کھڑا رہا، — میں نے یہ حال دیکھ کر اس سے کہا: ''کیا تو نے اتنے اتنے داموں میں اپنا جبہ نہیں بیچا ہے؟'' — اس نے جواب دیا: ''کیا میں اپنا پیشہ تیری وجہ سے چھوڑ دوں گا —''

انتہائی درجۂ ولایت پر پہنچنے والا قطب ہو جاتا ہے:

جو آدمی انتہائی درجہ ولایت پر پہنچ جاتا ہے وہ قطب ہو جاتا ہے، — ساری مخلوق کے بوجھوں کو اٹھا لیتا ہے، — اس کے صلے میں اسے ساری مخلوق کے مساوی ایمان عطا فرمایا جاتا ہے، تا کہ ان بوجھوں کے اٹھانے پر مضبوطی اختیار کر لے، —

تو میری قمیص اور فرش کو نہ دیکھ، یہ لباس تو مرنے کے بعد کا ہے، — یہ کفن ہے، کفن ہے اور میت کو کفن عمدہ دیا جاتا ہے، — یہ قمیص اور فرش مدتوں تک میرے صوف کے پہننے اور جھوٹا موٹا کھانے اور بھوکا رہنے کے بعد دیا گیا ہے، — میرے پاس ایک مشغلہ ہے، میں تمہارے غیر کے ساتھ مشغول رہتا ہوں۔

اہلِ بغداد سے خطاب:

اے بغداد کے رہنے والو!

اے زمین وآسمان والو!

سمجھ سے کام لو، — اللہ وہ وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، — یہ مقام صرف آرائش اور بناوٹ اور سنگھار سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ

- — یہ ظاہر ہے جس کی تصدیق باطن کیا کرتا ہے،
- — اور باطن ہے جس کی تصدیق ظاہر کیا کرتا ہے،

جب تک:

- — تیرے سارے رب ایک رب نہ ہو جائیں،
- — تو سب کو چھوڑ کر ایک کو نہ پکڑ لے،

○ — تیری سب جہتیں ایک جہت نہ ہو جائیں،

○ — تیرا محبوب صرف ایک نہ ہو جائے،

○ — تیرا قلب متحد نہ ہو جائے،

تیرا کلام معتبر نہیں، تیرے دل میں قربِ الٰہی کب خیمہ زن ہو گا، — تیرا دل مجذوب کب بنے گا، — تیرا باطن کب مقرب بنے گا، — تو اللہ تعالیٰ سے جب ہی مل سکتا ہے جبکہ مخلوق سے علیحدہ ہو جائے، — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنِ انْقَطَعَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَتَهٗ وَمَنِ انْقَطَعَ اِلَی الدُّنْيَا ○

''جو سب سے توڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام ضرورتوں میں کفایت کرے گا، اور جو دُنیا کا ہو جائے گا تو اللہ سے دُنیا کے حوالے کر دے گا''۔

وہ جانے اور اس کو دُنیا، — اللہ والوں میں خرقِ عادات ہونے لگتے ہیں، — اللہ کے نزدیک انسان کے جو مقام و مرتبے ہیں، تب ہی پاتا ہے کہ وہ سب سے انقطاع کر کے دل سے کلیتاً اسی کی طرف مائل ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً يُرِيْدُ بِهٖ غَيْرِیْ فَاَنَا اَغْنَى الشِّرْيكَيْنِ ○

''جو میرے غیر کے ارادے سے عمل کرتا ہے، میں تو شریکوں کا غنی ہوں (یعنی میں کسی کا محتاج نہیں ہوں) تو وہ عمل میرے لئے نہیں ہوتا بلکہ میرے شریک کے لئے ہوتا ہے''۔

اخلاص مسلمان کے لئے زمین ہے اور عمل اس کی دیواریں، — چنانچہ دیواریں تو بدل سکتی ہیں لیکن زمین نہیں بدلتی اس لئے کہ عمارت کی بنیاد تقویٰ پر ہے، —

سوال:

اگر کوئی یہ کہے کہ میں سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا، مگر اس نے ضرورتوں کی کفالت نہ کی، —

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ خلل وخرابی تجھ میں ہے نہ کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں، — آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے تھے، —

کیا تمہیں اللہ کے بارے میں کچھ علم ہے، — اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں، — بلکہ تم دُنیا اور اس کی زینت کے عاشق بنے ہوئے ہو، — اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو جس کا کہ تو مدعی بنا ہوا ہے تو ایک ذرّے کی طلب میں بھی حیلہ نہ کرتا، — تو

اپنے نفس کو تقدیر کے جنگل میں ڈال دے، اس کا معاملہ جب کامیابی پر پہنچ جائے گا تو تیری سیڑھی کا سرا قرب کے دروازے سے جا کر مل جائے گا، — تیرے سامنے ایسا حسین چہرہ آ جائے گا جو کہ دُنیا و آخرت کی زینت سے نہایت خوبصورت ہو گا، — تم دونوں میں دوستی کامل ہو جائے گی اور تمام حجاب اور واسطے اُٹھ جائیں گے، — تو اپنی تقدیر کے میدان سے دُنیا کی فریاد سُننے لگے گا، چنانچہ تو اپنی امانتیں حوالے کر دے اور مجھ سے اپنی پوری پوری خدمت لے، میں تیرے نفع ونقصان کے لئے یہاں قید ہوں، — دُنیا کے جواب دینے کے لئے تیرا قربِ الٰہی سفارش کرے گا، اس وقت علم کا ہاتھ اس کی طرف بڑھے گا، اور شریعت کا ہاتھ اس کی مدد کرے گا، —

امر کی ابتداء میں اپنی عادت اور خواہش اور ارادے کی مخالفت سے پہلے تیرا دُنیا میں غوطہ لگانا اور یہ خیال کرنا کہ تو مقربین اور محبوبین میں سے ہے، پس:

○ — یہ تو ایک حسرت ہے جس نے تجھے لازم پکڑ لیا ہے،

○ — ایک محرومی ہے جو تجھے فریب دے رہی ہے،

اگر تجھے یہ علم ہوتا کہ یقیناً دُنیا تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہے، تو تُو یہ سوال نہ کرتا، — جب تیرا باطن اللہ کے لئے مہذب بن جائے گا تو دُنیا تیرے لئے مہذب بن جائے گی، — ظاہری طور پر دُنیا تیرے لئے شیریں معلوم ہوتی ہے مگر اس کا شربت زہر ہے، دُنیا پہلے میٹھا پن ظاہر کرتی ہے، بعد میں تلخی اور کڑوا پن دکھاتی ہے، — یہاں تک کہ دُنیا جب تیرے دل میں اثر کر لیتی ہے اور وہ تجھے اپنے پہلو میں دبا لیتی ہے تو اس وقت زہریلا اثر دکھاتی ہے اور تجھے قتل کر ڈالتی ہے، — اگلے بزرگ گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پہلے خطرات کے درمیان فرق کر کے علیحدگی کر لیا کرتے تھے۔

اے وسوسۂ نفس اور وسوسۂ شیطان اور وسوسۂ قلب کے درمیان میں تمیز نہ کرنے والے! — تو وسوسۂ شیطانی جو کہ معاصی اور لغزشوں سے ملا ہوا ہے، اور اصل میں کفر سے اور فرع میں نافرمانیوں سے لاحق ہے، اور الہامِ ملکی (فرشتہ) میں جو طاعتوں اور اعمالِ صالحہ سے تعلق رکھتا ہے، کیسے فرق کر سکے گا، —

ان صاحب سے جنہیں سولی پر چڑھایا گیا یعنی منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ مجھے وصیت فرمایئے، — آپ نے فرمایا:

"وصیت نفس کے لیے ہے، اگر تو اس پر سوار ہو گیا تو بہتر ہے ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو کر تجھے ذلیل وخوار کر دے گا"۔

احکامِ شریعت کو لازم پکڑنے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر:

بادشاہوں کی معیت میں رہ کر جب تیرا ارادہ شراب پینے کا ہو تو پہلے ویرانوں اور بیابانوں اور جنگلوں کو لازم پکڑ، یہاں تک کہ تجھے اپنے نشہ سے ہوش آ جائے، تاکہ تو جن بادشاہوں کی معیت چاہتا ہے ان کے بھیدوں کو ظاہر نہ کر دے، — لہٰذا ان کے ہلاک کر ڈالنے سے تو نجات پا لے تاکہ وہ تجھے ہلاک نہ کر ڈالیں، — اس لئے ان کی معیت میں رہنے سے سفر کر جانا

بہتر ہے، (یایوں کہہ لیں ان کا سفر قیام سے بہتر ہے) و یہ دُنیا سفر کی سواری بنائی گئی ہے، —

اگر تیرا ارادہ اللہ سے ملنے کا ہے تو دُنیا پر سوار ہو جا اور احکامِ شرعی کے لازم پکڑنے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لے، — اللہ کے دروازے پر پہنچنے کے لئے مدد کی ضرورت ہے، اور ارادہ کرنا کسی شے پر سبب ہے، تو حکم شرع کے ذریعے سے علم کے دروازے پر آئے گا، —

شرعی حکم دو طرح پر ہے: اوامر و نواہی، — شرع ہمیں جو حکم کرتی ہے اسے ہم قبول کرتے ہیں اور سنتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں، — اس وقت ہم پر آفتیں ہیں، اس مقام پر پہنچ کر بندہ اس بات کا حاجت مند ہوتا ہے کہ وہ عالم ہو، — تم میں سے کوئی کہہ دیتا ہے کہ اس کے باوجود کہ میں طاعت پر قائم ہوں، پھر بھی آفتوں میں مبتلا ہوں، یہ کیا حال ہے، — اسے جواب دیا جائے (کہ یہ سمجھنے کے لئے) تو تھوڑے سے علم کا محتاج ہے، صاحبِ شرع علم کو ذخیرہ کرتا ہے اور صاحب علم اسے ظاہر کرتا اور خرچ کرتا ہے، —

- — شرع زاہدوں کی معیّت میں ہے،
- — علم صدیقوں، محبوبوں اور اُنس رکھنے والوں کی معیّت میں ہے،
- — زُہد شریعت کی معیّت میں ہے،
- — محبت علم کی معیّت میں ہے،

یہ اس کا شریک ہے اور وہ اس کا وزیر، — زاہد بننے والا بخار والے کی طرح ہے اور زاہد جیسے کوئی سل کے مرض میں مبتلا ہو، — اور عارف گویا مرنے کے بعد زندہ ہو جانے والا ہے، — اس زاہد بننے والے نے خواہشوں کو چھوڑ دیا اور روزہ رکھا، — چنانچہ اس کا نفس بخار میں مبتلا ہو گیا، اور زاہد نے ہمیشہ کے لئے شہوات کو ترک کر دیا، اس کے مرض نے بڑھ کر سل کو پیدا کر دیا، — اس کے اعتبار سے دُنیا گویا مر چکی ہے، وہ سچا زاہد لطفِ الٰہی کے فراش پر اسی حالت میں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے، وہیں اس کے زُہد کے دروازے پر طرح طرح کے رنگ برنگ کے کھانے اور کھونٹیوں پر مختلف لباس ٹنگے ہوتے ہیں، — وہ دُنیا سے اپنے مقسوم کے حصوں کو پورا لئے بغیر نہیں نکلتا، — کافروں اور نافرمانوں نے دُنیا کی طلب میں کوئی خوبی نہیں برتی، حرام میں پڑ گئے، —

اللہ نے اس بندے کو زندہ کر دیا، فنا کے بعد پھر اسے دوسری زندگی عطا کر دی، — اس کا گوشت تلاش کیا، باقی نہ رہا، ہڈیاں ضعیف ہو گئیں، کھال پتلی پڑ گئی، نفس پگھل گیا، — خواہش معزول ہو گئی، نفس پگھل گیا، طبیعت مغلوب بن گئی، صرف دل باقی رہا، جس میں روح اور معنی اور معرفت اور توحید جلوہ افروز ہیں، — یہاں پر آ کر دل کے سوا کوئی بادشاہ نہیں رہتا، اللہ اس کی نگہداشت فرماتا ہے، اسے مرنے کے بعد زندہ کرتا رہتا ہے، — اس کی شہوتیں اور لذتیں معنوی طور پر مری ہوئی رہتی ہیں، — یہ موت علم لدنی والی اور موت صدیقی ہے، وہاں کی نعمتیں دکھانے کے بعد اللہ اسے پھر زندہ کر دیتا ہے، جسے وہ اپنے

قرب کے دروازے پر مرا ہوا چھوڑ دیتا ہے، — اسے کثیر حکمتوں اور بھیدوں اور بہت لشکروں اور رعایا کا نظارہ کراتا ہے، — لہٰذا جب وہ ملک وملکوت دکھا دیتا ہے اور اسے اپنے بھیدوں سے خبردار کر دیتا ہے تو اس کے روح اور جسم اور ظاہر وباطن کے درمیان میں مقسوم حصوں کے حاصل کرنے کے لئے جمع کر دیتا ہے، — تاکہ وہ اپنے حصے اپنے قبضے میں کر لے، — اس سے پہلے اگر اس پر مشرق ومغرب کے اقسام وانواع کی چیزیں پیش کی جاتیں تو ان سے ایک ذرّہ بھی نہ لیتا، — اللہ کی پوشیدہ قدرت اور اس کے باطنی ارادے میں موافقت رہتی۔

انبیاءِ کرام اور اولیاءِ اللہ اور خواص بندے، اللہ کی مخلوق میں سے ان بندوں اور ان بندوں کی شہوتوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں، — ان کے بیچ میں شہوت اور کوئی ارادہ ذرّہ برابر باقی نہیں رہتا، یہاں تک کہ ان بندوں کے باطن اللہ کے لئے صاف ہو جاتے ہیں، — پھر اللہ تعالیٰ اس بات کا ارادہ فرماتا ہے کہ یہ بندہ اپنے نصیب کے لکھے حصے پر قبضہ کر لے تو ان میں ان حصوں کے پورا کر لینے کے لئے وجود کی زندگی ایجاد کر دیتا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بارِ دگر ظہور:

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نہ نکاح کیا اور نہ کسی شے کے مالک بنے، — اخیر زمانہ میں اللہ تعالیٰ انہیں زمین پر اتارے گا، — پھر قریش کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح کرائے گا، اس لڑکی سے آپ کی اولاد ہوگی، —

دُنیاداروں سے قربِ اللہ سے دور ڈال دیتا ہے:

عارف باللہ علم اور زُہد کے مضبوط کر لینے کے بعد کھایا کرتا ہے، — لہٰذا وہ مقسوم حصہ میں سے تمہارے ساتھ مل کر کھاتا ہے، — من بھاتی چیزیں اس کے بعد کھاتا ہے جبکہ شک ہو تو ان میں زُہد اختیار کرتا ہے، — لیکن جب اس کے بارے میں جان لیتا ہے، وہ چیز اس کے لئے پسندیدہ ہو جاتی ہے، — ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا زاہد کے لئے شراب پینے اور سؤر کا گوشت کھانے کے برابر ہوتا ہے، —

- — بہت سے زاہد ایسے ہیں جو اپنے زُہد کی وجہ سے اللہ کی ذات سے حجاب میں ہیں،
- — کتنے عارف ایسے ہیں جو اپنی معرفت پر نظر کرنے کی وجہ سے اللہ کی ذات سے حجاب میں ہیں،

اور ایسا بہت کم ہے، اور عام طور پر ایسا ہے کہ وہ اس آفت سے محفوظ رہتے ہیں، — خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دُنیاداروں سے تیرا قرب تجھے اللہ سے دور ڈال دیتا ہے، — تیرے لئے بہت یہی ہے کہ تیری توجہ آخرت اور طاعت الٰہی پر ہو، — یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تو ایسی حالت پر پہنچ کر نجات پالے، جو کچھ تیرے نصیب میں ہے وہ از خود تجھ تک پہنچے گا، وہ تجھے حکم دیتا ہے کہ:

- — تو اپنی طبیعت سے باہر آجا اور اس کی جگہ پر شرعی رخصتوں کو جگہ دے دے،
- — پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ رخصتوں کو چھوڑ کر عزیمت کی طرف آجا،

یہاں تک کہ تیرے سارے کام عزیمت کے مطابق ہونے لگیں، پھر جب تو عزیمت پر صبر کرنے لگے گا، اس وقت

تیرے دل میں اللہ کی محبت آ جائے گی، — پھر جب محبت قرار پکڑ لے گی تو اللہ کی طرف سے ولایت آئے گی اور تجھے گلے لگائے گی، —

اگر تو عقل والا ہے تو اپنے نفس کو دوزخ والوں میں سے شمار کر، تاکہ یہ امر تجھے نیک عمل کرنے کی ترغیب دے، — لہٰذا اگر تو اہلِ جنت سے بھی ہوا تو عمل کر کے تو نے اللہ کا شکر ادا کر لیا، — جس وقت تو گھر سے نکلے تو یہ سمجھ کہ تو لڑائی کی طرف جا رہا ہے، گویا تو اپنی منزل کی طرف لوٹ کر نہ آئے گا، — تو اس بات کو جان لے کہ تو اپنے کسب کے ذریعے آزمایا گیا ہے، اور اس بات کا یقین رکھ کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسب اور کوشش کے بھی تجھے رزق دینے پر قادر ہے، — ایمان والا شخص کبھی پہاڑ کی طرح ہوتا ہے اور کبھی پر کی طرح، —

- — بلا کے نازل ہونے کے وقت پہاڑ کی طرح ہوتا ہے،
- — صحبتِ الٰہی کے وقت وہ پر کی طرح ہوتا ہے کہ قضا و قدر کی ہوائیں اسے اُلٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں،

دُنیا سمندر ہے اور شریعت جہاز ہے:

اے میری قوم کے لوگو! تمہارے ہاتھ میں رسالت و نبوت کے مرتبے نہ رہے، یہ نہ ہو کہ اب تمہارے ہاتھ میں ولایت کا مرتبہ نہ رہے، — خودی کے ہوتے ہوئے بادشاہی صحبت نصیب نہیں ہو سکتی، —

- — تو ایسا اندھا بن جا گویا کہ تو کچھ دیکھتا ہی نہیں ہے،
- — گویا تو ایسا سراب ہے کہ تجھے پینے کی ضرورت ہی نہیں ہے،
- — گویا کہ تو ایسا مردہ ہے کہ تجھ میں حرکت ہی نہیں ہے،

افسوس ان حجاب والوں کے جو یہ نہیں جانتے کہ یقیناً وہ حجاب میں ہیں، — تو نہ تو بھلائی کرتا ہے اور نہ خیر پر اہل خیر کی مدد کرتا ہے، — یقیناً تو سراپا شر ہے، دُنیا کو آخرت کے بغیر اور ظاہر کو باطن کے بغیر دوست رکھتا ہے، — تیری حکومت اور تیری امارت اور تیرا مصاحب تجھے کچھ نفع نہ دے گا، عنقریب تیری موت واقع ہو جائے گی اور بعد میں ذلیل ہو گا، جو آدمی عزت چاہتا ہے تو عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور اولیاء اللہ اور صالحین ہی کے لئے ہے، —

دُنیا سمندر ہے اور شریعت جہاز ہے اور لطفِ الٰہی ناخدا ہے، — چنانچہ:

- — جو شخص شریعت کی متابعت سے ہٹے گا، وہ دُنیا کے سمندر میں ڈوبے گا، —
- — جو شریعت کے جہاز میں سوار ہو گا اور وہاں کھڑا ہو گا، ناخدا اسے اپنا نائب بنا لے گا، اور سامان سمیت جہاز اس کے حوالے کر دے گا، اور اس سے رشتہ جوڑ لے گا،

اور ایسا ہی حال اس شخص کا ہے جو دُنیا کو چھوڑے اور علم میں مشغول ہو جائے اور تکلیفوں پر صبر سے کام لے، وہ شریعت کا محبوب بن جائے گا، — ابھی وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اللہ کا لطف و کرم اس کے لئے اپنی معرفت اور مخصوص خلعت لے کر

آ پہنچتا ہے، — تیرے لئے ولایت پر ولایت ہے، — غیر اللہ کے فوت ہو جانے پر اللہ کے پاس تیرے لئے بڑی وسعت ہے، — جب کوئی شے تجھ سے فوت ہو جائے تو اس کا غم نہ کیا کر، کیوں کہ بادشاہ اپنے مال میں تصرف کیا ہی کرتا ہے، غلام اور اس کی ملکیت کی ساری چیزیں اس کے مالک ہی کی ہوتی ہیں، — اللہ آج جو کچھ تجھ سے لے لے گا، کل تو اسے پالے گا، — دوزخ کی آگ اس سے کہے گی:

''اے مؤمن! تو جلد مجھ سے گزر جا، اس لئے کہ تیرے نور نے میرا شعلہ بجھا دیا''۔

اسی طرح دُنیا میں جب ایمان قوی ہو جاتا ہے اور باطن قرب الٰہی سے متصل ہو جاتا ہے تو

○ — آفتوں کی آگ آتی ہے اور دلوں کے دروازے پر آ کر ٹھہر جاتی ہے،

○ — مجاہدے کی آگ آتی ہے اور مریدوں کے راستے میں آ کر ٹھہر جاتی ہے،

چنانچہ وہ مرید جس میں دُنیا کا بقیہ اور خلق کی نظر کا سامانِ موجود ہوتا ہے، اسے یہ آگ پکڑ لیتی ہے، — اور کامل الایمان مرید سے کہتی ہے:

''اے ایمان دار! تو مجھ سے جلد گزر جا، تیرے نور نے میرا شعلہ بُجھا دیا''۔

ایسے کاملین کو دُنیا میں تیر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو قلعے کی دیوار پر گر کر اسے توڑ ڈالیں، — تم عمل کئے جاؤ تمہیں دُنیا و آخرت کی آگ نقصان نہ پہنچا سکے گی، — اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کا نام طبیب رکھا جاتا ہے انہیں وہ عافیت میں زندہ رکھتا ہے اور عافیت ہی میں مارتا ہے اور انہیں عافیت ہی میں جنت میں داخل کرے گا، —

جو اللہ کو پہچان لیتا ہے وہ شہوتوں اور لذتوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے، — اسے مقسوم حصوں کو اپنی دسترس میں لینے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے، گھر سے پہلے ہمسایہ دیکھ لینا چاہئے، اسے اچھا ہمسایہ مل گیا تو بابرکت شخص نے گھر پر فتح مندی پائی، — اس نے بادشاہ کی طرف سے مرتبہ پالیا، اسے فرما دیا گیا:

''تحقیق آج کے دن تو ہمارے ہاں مرتبے والا، امانت والا ہے''۔

جو اللہ کو پہچان لیتا ہے وہ اس کی حضوری میں داخل ہو جاتا ہے، — وہ اس کی مملکت میں سے کسی شے کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا، اور نہ اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے، وہ تو اس دلہن کی طرح ہے جو بنا سجا کے بادشاہ کے حضور بھیجی گئی ہو، — اس کا سارا کھانا پینا بادشاہ کا قرب ہوتا ہے، وہ اپنی سب خواہشیں بادشاہ کے قرب میں پالیتا ہے، — نفس جب تابعدار ہو جاتا ہے تو قلب کی معیت میں رہتا ہے، قلب، نفس کا اسیر ہو جاتا ہے، قلب کو قید خانے سے نکالا جاتا ہے، بادشاہ کہتا ہے: ''اسے میرے پاس لاؤ'' (جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا) — اس کی نجابت، اس کا حسنِ اخلاق اور حسنِ ادب ظاہر ہونے پر جب اسے بادشاہ کے ہاں لایا جاتا ہے، — اس موقع پر بادشاہ اس کا کرامت کے ساتھ استقبال کرتا ہے اور مقرب بنا لیتا ہے، اور اپنے نزدیک کر لیتا ہے، — اس کے ساتھ بھلائی کرتا ہے اور خلعت عطا فرماتا ہے، اس کے ساتھ کسی ذریعے کے بغیر کلام کرتا

ہے کہ:

''تحقیق آج کے دن تو میرے نزدیک مرتبے والا، امامت والا ہے''۔

وہ پھر اسے اپنے غیر کے ساتھ مشغول نہیں کرتا، ـــ

یہ فرماتے ہوئے سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری، اور فرمایا:

''یااللہ! ـــ یااللہ! ـــ یااللہ! ـــ حبیب غائب ہے، وہ تیرے ساتھ مشغول ہونے کے لئے آگے بڑھا، تا کہ وہ دوسرے مشغلے میں نہ پڑ جائے، ـــ''

جب اس بندے کی صحبت طویل ہو جاتی ہے اور اس سے سفر کی تھکان دور ہو جاتی ہے، تو اس کا گوشت بڑھتا ہے اور ہڈی مضبوط ہو جاتی ہے، ـــ اس کی آنکھ روشن ہوتی ہے، ـــ اس کی بے چینی کو سکون ملتا ہے، ـــ وہ بادشاہ کا خاص رازدار بن جاتا ہے، اس وقت بادشاہ اسے حاکم اور اپنی رعایا اور اصحاب اور ولایت پر امیر بنا دیتا ہے، ـــ

○ ـــ پھر اسے سمندر کی طرف بھیجتا ہے تا کہ ڈوبتوں کو بچائے،

○ ـــ اور جنگل کی طرف بھیجتا ہے تا کہ وہ مردوں اور بچوں کو درندوں کے منہ سے چھڑائے،

جب وہ بندہ اپنی طبیعت کے گھر سے باہر نکل گیا، اللہ نے اسے نیابت وامامت کا اہل بنا دیا، ـــ ان کے دلوں پر ویسے ہی خلعت عطا کرتا ہے جیسے کہ نبیوں اور رسولوں کے دلوں پر خلعت عطا کئے تھے، ان کے لقب اولیاء اور ابدال ہیں، ـــ

اے بازار والو!

یہاں مجلس میں بادشاہی رازدار اور باخبر حضرات موجود ہیں، تم باادب بنو ـــ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس بات سے ان ولیوں اور فرشتوں کی طرف اشارہ تھا جو کہ آپ کی مجلس مبارک میں حاضر تھے اور وہ دوسرے حاضرین کی نظروں سے اوجھل تھے، اور وہ ان سے ناواقف تھے، ـــ

سوال:

قبض کب بسط ہو جاتا ہے اور ہزل کب جِدّ بنتا ہے، ـــ

جواب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ تجھ سے بسط کرے گا تو تجھے انبساط حاصل ہوگا، تیری رخصت تیرے حق میں عزیمت بن جائے گی، اور تیری عزیمت ناز بنے گی حتیٰ کہ تو سراپا عزیمت بن جائے گا، ـــ وہ تجھے اپنے فضل اور انس کے گھر میں داخل فرمائے گا، وہاں تو بغیر رخصت اور عزیمت کے فعل مجرد بنا ہوا باقی رہ جائے گا، ـــ تیری مثال اس شخص کی سی ہو جائے گی جس کے سامنے کھانے سے بھرا ہوا طباق پڑا ہو، اس میں سے ابھی وہ کچھ ہی کھا پایا ہو کہ اسے کہہ دیا جائے کہ اب تو دوسرے گھر میں جا کے کھا، ـــ

- —— رخصتیں تو ناقص العمل والوں کے لئے ہوتی ہیں،
- —— عزیمتیں کامل الایمان والوں کے لئے ہوتی ہیں،
- —— بادشاہت، حقیقی فنا ہو جانے والوں کے لئے ہوتی ہے،

میں گزرے زمانے میں خلوت اور گوشہ نشینی کے بغیر زمین پر نہیں بیٹھتا تھا، اور آج حالت اس کے برعکس ہے، —— میں منجملہ اور لوگوں کے ہوں جو کہ اپنی حالت بیان کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، کیونکہ میں کسی کو دیکھتا ہی نہیں، ——

حسنِ ادب دو جگہ پر ہے:

- —— دُنیا کے چھوڑنے میں،
- —— دُنیا کے لینے میں،

تو خلوت میں جہالت کو ہمراہ لے کے نہ جا، —— اس سے پہلے کہ تو مہذّب بن جائے گوشہ نشین نہ ہو، پہلے تفقہ حاصل کر پھر گوشہ نشینی اختیار کرنا، —— تو کتنی مجلسوں میں جاتا ہے مگر عمل ایک کلمے پر بھی نہیں کرتا، —— بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے صرف ایک ہی ولی کو دیکھا، اس ولی سے وصیت چاہی، اس نے انہیں بھلائی اور نیکی کی وصیت کی، چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور اسے زادِراہ بنالیا، —— تو خبروں پر مطلع ہوتا ہے، آثار کو دیکھتا ہے اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے، مگر تیرا قدم آگے نہیں بڑھتا، —— اس سے تو اچھا تھا کہ تیرا قدم اپنی جگہ پر ہی قائم رہتا، بلکہ جب تو آگے بڑھتا ہے، پیچھے ہٹتا ہے، —— جس کے دو دن: آج اور آنے والا کل، دونوں برابر ہیں تو وہ خسارے میں ہے۔

دُنیا تو ایک گھڑی کا کھیل ہے:

اے مخاطب! اللہ تجھ پر رحم کرے، ہوشیار ہو جا! —— دُنیا تو ایک گھڑی کا کھیل ہے، لہٰذا تو اس کی طرف مائل نہ ہو، —— اللہ کی ہیبت نے اولیاء اللہ کو ضعیف کر دیا ہے، ان کے اعضاء کو اسیر کر دیا ہے، —— اللہ کی دہشت نے ان کے دلوں کو مغلوب کر دیا ہے، —— چنانچہ ایک جگہ پڑے رہنا اور بیٹھے رہنا ان کے احوال میں ضروری ہو گیا ہے، جب ان پر مقسوم کی روزی حاصل کرنے کا وقت آتا ہے، اللہ ان کے پاس انہیں لقمے دینے والا بھیج دیتا ہے، —— اگلے اور پچھلے لوگوں کو اس بندے یعنی مجھ پر کوئی اعتراض نہیں، ——

دین کے ساتھ موافقت کر:

اے میرے مرید! تو اپنی حفاظت کر اور دین کے ساتھ موافقت کر، ورنہ میری نسبت اور طریقہ قطع کر دے، پھر تو جانے اور تیرا کام، —— جاہل نہ بن، تو اپنے گھر میں بیٹھ کر فضول باتیں بناتا رہتا ہے، —— ہم نے بہت دوائیں پی ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ موافقت کی ہے، ایک مجرب دوا جو ہمارے پاس ہے، ہم تجھے بتاتے ہیں تو اسے استعمال کر، —— تم اس دن سے ڈرو جس میں مال اور اولاد کچھ نفع نہ پہنچائیں گے، کون سا مال! —— وہی جو تو نے حلال طریقے سے اور محنت سے جمع کیا اور اسے

اس کے طریقے سے حاصل کیا۔ ـــ گزشتہ اہلِ عرب کی طرح تو نے دعوٰی کیا کہ تیرا یہ مال اور اولاد قیامت کے دن تجھے فائدہ دیں گے۔

ارشادِ باری ہے:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ (سورہ الشعراء)

''اس دن کو یاد رکھ جس دن مال اور اولاد کام نہ آئیں گے، مگر وہ شخص جو اللہ کے سامنے سلامتی والا دل لے کر حاضر ہوگا، نفع پائے گا''۔

یعنی جس نے اپنے دل سے مال اور اولاد کی طرف نظر نہ کی اور نہ ان دونوں کو اس کے دل نے جگہ دی، بلکہ وہ یہی خیال کرتا رہا کہ ان دونوں میں اللہ ہی وکیل ہے، ـــ محض حکمِ الٰہی کی موافقت کے لئے ان دونوں کی مصاحبت میں رہا، چنانچہ اس کا دل مال اور اولاد کی آفتوں سے محفوظ رہا، ـــ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے یہ خبر دی جائے کہ بادشاہ اپنی خادمہ سے اس کا نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ سے اسے مروا ڈالنا چاہتا ہے، ـــ یہ خبر سن کر اس نے اپنے دل میں سوچا کہ

○ ـــ اگر میں کہیں بھاگ بھی جاؤں تو یہ بادشاہ مجھے اپنے آدمیوں سے پکڑ وا لے گا،

○ ـــ اور اگر میں اس کی مخالفت کروں تو اپنی حکومت کی وجہ سے مجھے مروا دے گا،

○ ـــ اور اگر میں اس کی موافقت کروں تو اپنی خادمہ سے مجھے مروا دے گا،

با دل ناخواستہ شاہی فرمان کو مان لے گا، ـــ بادشاہ نے اپنی خادماؤں میں سے اسے ایک خادمہ کے ساتھ نکاح کر دینے کا حکم دے دیا، ـــ اور اس خادمہ کو حکم دیا کہ تو اسے زہر دے دینا، اور جب سو جائے تو ذبح کر ڈالنا!

اے افسوس اور حسرت اور نقصان ایسے شخص پر، لیکن اوّلیت حسنِ ادب کی تھی اور شاہی حکم کی موافقت کا اظہار قلب کے خوف کے ساتھ تھا، ـــ اس شخص نے کہا:

''میں نے حکم سنا اور تعمیل کے لئے تیار ہوں''۔

یہ کہہ کر مجلس میں داخل ہو گیا، نکاح اور ہدیہ کو قبول کر لیا، ـــ شب باشی کا وقت آیا،

○ ـــ اس نے بدن پر خوف و اختیار کی زرہ پہن لی،

○ ـــ دل کی آنکھوں میں بیداری کا سرمہ لگا لیا،

تاکہ وہ اپنی عورت کی حرکات و سکنات کو دیکھتا رہے، اس کی پریشانی خوشی میں بدل گئی، ـــ شاہی نوکر چاکر یہ گمان کرتے رہے کہ اس شخص کو جو امر پہنچا ہے، وہ اس میں قابلِ رشک ہے، ـــ حتی کہ دن نکل آیا اور خادمہ اسے زہر سے ہلاک نہ کر سکی، مطلب یہ ہے: ''اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ'' یعنی قلب سلیم والے کے لئے نفع ہے، ـــ

دُنیا وہ زوجہ ہے کہ یہ بندۂ خدا نہ اس کے ساتھ سویا، نہ اس کے ساتھ عمر بھر خلوت کی، اور آخرت کی طرف آ گیا، ـــ دُنیا نہ اس کا تقویٰ چھین سکی، نہ اس کا دین بدل سکی، ـــ پس یہ سلامتی مطلوب ہے (قلب سلیم میں جسے بیان کیا گیا)۔

عارف باللہ کا بھی یہی حال ہے جو کہ دُنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب ہے، ـــ صفائے باطن کے وقت ولی اللہ کے پاس جب قاصد علم آ کر یہ پیغام دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ دُنیا کا ایک حصہ تیری طرف منسوب کر دے تا کہ وہ صدیقین کے دل کے لئے باعثِ حیات بن جائے، ـــ وہ ایک قسم کا مشغلہ ہے، اور مشقت اور کدورت اور توجہ ہے، ـــ اگر ایسا ہو تو تُو بتا کیا عمل کرے گا، ـــ تو اپنے قلب و باطن کو کیسے سلامت رکھے گا، چنانچہ باطن یہ خبر پا کر کھڑا ہو جاتا ہے، باطن اور قلب دونوں ساتھ ہو کر شاہی دروازے پر جا کر کہتے ہیں:

''ہم سے کیا کام لینے کا ارادہ ہے، ـــ کیا ہم سے خود کہ محجوب کرنے کا ارادہ ہے، ـــ کیا تو ہمیں اپنے دروازے سے جدا کرنا چاہتا ہے، اور ہمارے عیش کو تلخ کرنا چاہتا ہے، ہم اس آستانے سے عہد و پیمان کے بغیر نہ ہٹیں گے''۔

اور یہ دونوں اس وقت تک وہیں جمے رہتے ہیں، ارشادِ باری ہوتا ہے:

لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝

''تم دونوں خوف نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا ہوں''۔

یہ بشارت سن کر یہ دونوں نگہبانوں اور محافظوں کے ساتھ دُنیا کی طرف لوٹ آتے ہیں، یہی مطلب ہے: ''اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ'' کا، یعنی جو آفتوں اور ریا اور نفاق اور مخلوق کی طرف متوجہ ہونے سے سلامت رہنے والے ہیں، ان کے لئے نجات ہے، ـــ

وعدہ دو، وعدہ لو:

اے مرید! حیرت میں پڑ جانے والے!

اے تقدیر کے جنگل میں بھٹکنے والے!

تجھے اس کی ضرورت ہے کہ تو اپنے دل کو پاک اور صاف ستھرا بنائے، تو اس میں درہم و دینار اور جواہر میں سے کسی کی بھی محبت نہ چھوڑ، ـــ سب کو نکال کر کفایت کرے، کنجی تیری جیب میں ہو، ـــ تو اپنے دل کو دُنیا اور شہوتوں اور لذتوں اور تمام فضولیات سے خالی کر لے، ـــ اس میں صرف ذکر و فکر اور موت اور موت سے بالاتر کو چھوڑ دے اور اس میں کیمیا بنایا کر، ـــ تو آرزو کم کر دے، یہ کہتا رہ:

''میں اس وقت بھی مردہ ہوں''۔

آرزو کو کم کر دینے سے عمل صفائی قبول کرتے ہیں، ـــ جب تو آرزو کو لمبی کر دے گا تو کبھی تو اس پر نظر ڈالے گا، اور کبھی تو

اس سے نفاق برتے گا،۔۔۔ کم آرزو والا سب سے جدا اور سب سے تعلق قطع کرنے والا ہوا کرتا ہے،۔۔۔

- ۔۔۔ پہلے وہ لباسِ زُہد پہنتا ہے،
- ۔۔۔ پھر لباسِ فنا،
- ۔۔۔ اس کے بعد لباسِ معرفت،

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے لئے چھ چیزوں کے کفیل بنو، میں تمہارے لئے اللہ پر جنت کا کفیل بن جاؤں گا:

- ۔۔۔ جب تم بات کیا کرو تو جھوٹ نہ بولو،
- ۔۔۔ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے، اس میں خیانت نہ کرو،
- ۔۔۔ جب وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو،
- ۔۔۔ تم اپنے ہاتھوں اور آنکھوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو،

جب تیرا باطن پاک وصاف ہو جائے گا تو کسی واسطے کے بغیر اللہ کی پکار کو سننے لگے گا،۔۔۔ جب تیرا خوف اور اُمید یکجا ہو جائیں تو تیرے ربّ اور مولیٰ کے خطاب آنے لگے گا،۔۔۔

اللہ کے راستے میں ہلاکت اور موت کا نعم البدل اللہ پر ہے:

اے بچے! تو اپنے آپ کو تقدیر کے گھوڑے کے کھروں کے سامنے ڈال دے،۔۔۔ خواہ وہ تجھے روند ڈالے یا تیرے اوپر سے ہو کر گزر جائے،۔۔۔ جس کی ہلاکت وموت اللہ کے راستے میں ہوتی ہے، اس کا نعم البدل اللہ پر لازم ہوتا ہے،۔۔۔ اگر وہ تیرے اوپر ہو کر گزر رے، تو اس سے لپٹ جا،۔۔۔ تو تقدیرِ الٰہی کے تیر کا نشانہ بنا رہ، جس سے صرف زخم ہوگا قتل نہ ہوگا،

اے ان سب اُمور سے خالی اور ننگے!

تو مہذّب بن اور آگے بڑھ کر از سر نو عمل شروع کر،۔۔۔ سب کئے کرائے پر قلم پھیر دے، جب میں وعظ کہوں تو گھر میں بیٹھے رہنے سے توبہ کر لے، یہاں درجہ وکمال ہیں،۔۔۔

حلال روزی کے حصول کے ذرائع:

اے بال بچوں میں مبتلا ہونے والے!۔۔۔ تیری کمائی تیرے بال بچوں کے لئے ہونی چاہیے، اور تیرا دل اللہ کے فضل کے لئے،۔۔۔

- ۔۔۔ بعض لوگ وہ ہیں جنہیں کسب کے ذریعے حلال روزی ملتی ہے،
- ۔۔۔ بعض لوگ وہ ہیں جنہیں دعا کے ذریعے حلال روزی ملتی ہے،
- ۔۔۔ بعض لوگ وہ ہیں جنہیں سوال کے بغیر غیروں سے حلال روزی ملتی ہے،

○ —— بعض لوگ وہ ہیں جنہیں لوگوں سے مانگنے سے حلال روزی ملتی ہے،
اور یہ حالت ریاضت کی ہے جو کہ ہمیشہ نہیں رہتی:
○ —— پہلی حالت کسب وکمائی ہے جو کہ سُنت ہے،
○ —— دوسری حالت دعا اور سوال ہے جو کمزوری ہے،
اور تیری حالت عزیمت (یعنی توکل) ہے اور بھیک مانگنا رخصت ہے، —— کبھی ایسا شخص بھی بھیک مانگنے لگتا ہے جسے خود کھانا منظور نہیں ہوتا ہے، اور وہ سوال کئے گئے صرف جانچ اور فتنہ ہوتا ہے، —— اس بندے کا سوال کرنا رات کے سوال کی طرح ہے جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"تم رات کے سوال کو ردّ نہ کیا کرو، کیونکہ اس وقت کبھی وہ سائل جو آتا ہے نہ وہ جن ہوتا ہے اور نہ انسان بلکہ کسی دوسرے کو بھیجا جاتا ہے، تاکہ اللہ نے جو مال تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں تمہارے کرتوت دیکھے"۔
اسی طرح اس بندے کو سوال کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ اللہ تمہیں عطا کردہ نعمتوں میں تمہارے عمل دیکھے، ——

کیا عجب کہ تیرا دل زندہ کردیا جائے:

تو علماء کی مجلس میں بکثرت جایا کر، اور قبروں اور صالحوں کی زیارت بکثرت کیا کر، —— کیا عجب تیرا دل زندہ کردیا جائے، —— اولیاء کرام نے احکام کی تعمیل کی اور ممنوعات سے منع رہنے کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا، اس لئے تقدیریں بھی ان کی موافقت کرتی رہیں، —— حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک لقمہ کھایا کرتے تھے، ——
تیری حالت درست نہیں ہوسکتی جب تک کہ:
○ —— تو سوراخ والے برتن کی طرح نہ بن جائے جس میں بہنے والی چیز نہ ٹھہر سکے،
○ —— تو اس کشتی کے مسکینوں کی طرح نہ ہوجائے جس میں کہ خضر علیہ السلام سوار ہوئے تھے، اور اسے عیب دار کر دیا تھا،
پھر تجھ پر ایک حالت طاری ہوگی،
○ —— ایک حالت وہ جس میں جمعیّت ہوتی ہے،
○ —— ایک حالت وہ جس میں تفرقہ وانتشار ہوتا ہے،
○ —— ایک حالت میں قلب اور ایک میں کثرت ہوگی،
ثابت قدمی کی ضرورت ہے، جو کوئی میرے سامنے سے دوزخ کی طرف چلا گیا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ فرمائے گا، ——
اَللّٰهُمَّ عَفْوًا ○ اَللّٰهُمَّ سِتْرًا ○ اَللّٰهُمَّ ثَبَاتًا اَللّٰهُمَّ رِضًا ○
"الٰہی! معاف فرما! —— الٰہی پردہ پوشی فرما، —— الٰہی! ثابت قدمی فرما! —— الٰہی! اپنی رضامندی عطا

فرما! — آمین!''

جب تو اللہ تک پہنچ جائے گا، وہ صرف فرض ادا کرنے پر اکتفا کرلے گا، نوافل کی ضرورت نہ رہے گی: —

بادشاہ کا باورچی بوڑھا ہو گیا، اس کی عقل ونظر، سننے اور ہاتھوں میں حرکت کی طاقت باقی نہ رہی، — بادشاہ نے اسے جو وظیفہ اس کی تندرست حالت میں دیتا تھا، اِس حالت کے طاری ہونے پر وہی وظیفہ برقرار رکھا، —

اے اپنے گمان پر سچے مرید! — تجھے اللہ کی قسم ہے! یہ بتا کہ:

○ — تو اپنی روزی میں اپنے پڑوسی کو کب ترجیح دے گا،

○ — اپنی قمیص اور عمامے اور مصلّے کے ساتھ دوسروں پر کب ایثار کرے گا،

○ — اپنے مال کا دوسروں پر کب ایثار کرے گا،

اولیاءاللہ نے اپنے نفسوں اور طبیعتوں اور خواہشوں کو پگھلا دیا، اور اپنے کھانے پینے کو بھلا دیا، حتیٰ کہ وہ معنوی طور پر مر گئے اور فنا ہو گئے، — قدرت کا ہاتھ ان کا متولّی بنا، اور وہ اصحاب کہف کی مانند ہو گئے، تقدیر کا غسل دینے والا ہاتھ انہیں دائیں بائیں کروٹیں بدلواتا رہتا ہے، اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے پڑا رہتا ہے، اور آستانہ قدر کے نیچے بازو پھیلائے ہوئے پڑا رہتا ہے، —

اعضاء کی دوا گناہوں سے بچنا ہے، بُرے کاموں کا لغزش، اور مصیبتوں میں سے اختیار کرنے کا نام گناہ ہے، — تو اپنے ہاتھ کو چوری اور مار پیٹ سے روک لے، اپنے پاؤں کو گناہوں کی طرف اور بادشاہوں اور کسی بنی آدم کی طرف چلنے سے روک دے، اور آنکھ کو اچھی چیزوں کی طرف پڑنے سے روک لے، — نفس شریعت کے آگے سر جھکائے اور سو جائے، — دل محبوب کی صحبت میں پرواز کر جائے، —

ولی اللہ جب حسنِ ادب برتتا ہے تو نبوت کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے، — حکم، طبیعت اور علم کے درمیان متحیّر رہتا ہے، کبھی وہ طبیعت کو رد کر دیتا ہے اور کبھی وہ علم کو رد کر دیتا ہے، اور کہہ دیتا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں، اسے قبول کر لو —''

حکم، قلب سے کہتا ہے:

''تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ میں تیرے لئے خادم کی طرح کھڑا رہوں، تو خود کو بادشاہ کی معیّت میں چھوڑ دے''۔

رات اولیاءاللہ کے لئے شاہی تخت ہے اور تنہائی ان کی دلہنوں کا چھپر کھٹ، — بعض اسباب میں مشغولیت کی وجہ سے دن انہیں پریشان رکھتا ہے، مصیبتیں چھپائی جاتی ہیں، —

اے بچے! تو اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا (قصہ یوسف علیہ السلام کی طرح)، لوگوں کے درمیان میں مسافر بنا رہ، — موت آنے تک گونگے اور خاموش بنے رہو، — جب منکر نکیر تیری قبر میں آئیں تو میرا حال ان سے پوچھ لینا، وہ

تجھے بتا دیں گے کہ میں کون ہوں،ــــ

○ ــــآج تیرا نام مذنب (گناہ گار) ہے،

○ ــــکل تیرا نام محاسب (جس سے حساب لیا گیا) اور مناقش (جھگڑا کیا گیا) ہوگا،

قبر میں تیرا حال نامعلوم ہے، کیا خبر کہ تو دوزخیوں میں سے ہے کہ جنتیوں میں سے ہے، تیرا انجام واضح نہیں،ــــ تو اپنے حال کی صفائی پر دھوکہ نہ کھا، کیا خبر آنے والے کل میں تجھے کیا لاحق ہوگا اور تیرا نام کیا ہوگا۔

اے بچے! جب تو صبح کرے تو اپنے نفس سے شام کی بات نہ کر، اور جب تو شام کرے تو صبح کی بات نہ کر، کیا پتہ کیا ہونا ہے!ــــ گزرے کل میں جو کچھ بھی ہوا وہ تیری بھلائی اور بُرائی کا گواہ بن کے چل دیا،ــــ نہ معلوم آنے والا کل تجھے ملتا ہے یا نہیں، چنانچہ تیرے لئے فقط آج ہی کا دن ہے،ــــ تو کس قدر غافل ہے، تیرا غافلوں کی صحبت اختیار کرنا تیری غفلت کی پہچان ہے،ــــ

کندھے ہلانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے ولایت نہیں ملتی:

اے احمق! جس پر حق کی نشانی ظاہر نہیں، تیرا اس سے ملنا جلنا کیوں ہے، تو اس کی صحبت کیوں اختیار کرتا ہے جس کی بنیاد ہی کمزور ہے،ــــ اس کا ظاہر نفسانیت آمیز ہے، جبکہ باطنی طور پر سخت اور اللہ کے سامنے بے حیا ہے،ــــ کندھوں کے جمع کرنے اور ہلانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے ولایت حاصل نہیں ہوتی،ــــ بلکہ اس کے لئے شب بیداری کی ضرورت ہے،ــــ

○ ــــساری مخلوق کا کچھ اعتبار نہیں،

○ ــــسب تکلفات قابلِ اعتبار نہیں،

خود کو اکرام کا اہل ثابت کر:

اے احمق!ــــ تو کبھی اس دروازے پر اور کبھی اس دروازے پر سوال کرتا پھرتا ہے تاکہ تیری جمع پونجی ان سے زائد ہو جائے،ــــ تیرے لئے فلاح کی اُمید کیسے کی جاسکتی ہے،ــــ تو بادشاہ کے دروازے پر دربان بن کے کیوں نہیں بیٹھ جاتا، جب کوئی آتا تو بادشاہ کو اس کے آنے کی خبر دیتا رہتا ہے، اس کا قصہ سنتا اور وحدتِ الٰہی سے اُنس پکڑتا ہے، ایسا کیوں نہ ہوا کہ تو نے مخلوق کو اپنا کنبہ کیوں نہ بنایا،ــــ اور خود ان سے علیحدہ اور یکسو ہو کر گھر میں بیٹھے اپنا کام کسب کرتا رہتا، تاکہ تیرے دروازے پر آنے والے لوگ وہ چیزیں پاتے جن سے ان کی اصلاح ممکن ہوتی،ــــ

○ ــــتیرا گھر تیری خلوت ہے،

○ ــــتیرا گھر تیرا دل ہے،

○ ــــتیرا گھر تیرا سر ہے،

○ — تیرا گھر تیرا باطن ہے،
○ — تیرا گھر ربّ کے ساتھ صحبت ہے،
جو اس کے حکم کی بجا آوری ہے، اس کے ممنوعات سے باز رہنا ہے، اس کے مقدّرات اور اس کی موافقت میں قیام کرنا ہے، —

مخلوق کا رزق تیری دعا اور ہمّت میں ہے، — ایک آنکھ کے لئے ہزار آنکھوں کا اکرام کیا جاتا ہے،
○ — اگر تو خلوت میں کراماً کاتبین کا اکرام کرے گا،
○ — اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے گا، اس کی نافرمانی نہ کرے گا،
○ — اگر تو اولیاء اللہ کا اکرام کرے گا،
○ — ان کے سامنے اپنے نفس کو رسوا نہ کرے گا،
تو تیرا نام 'کریم' رکھ دیا جائے گا، — جب تو کریم ہو جائے تو تیری وجہ سے ہزار آنکھ کا اکرام کیا جائے گا، — تیرے اہل اور تیرے ہمسایوں اور تیرے شہر سے بلا دفع کی جائے گی، — تو ہمیشہ گداگری کرتا ہے، ہمیشہ دوسروں کے دروازے پر بھیک مانگتا ہوا جاتا ہے، —

○ — تجھ سے کب گداگری کی جائے گی،
○ — تجھ سے کب کھانا طلب کیا جائے گا،
○ — دوسرے لوگ تیرے دروازے پر کب آئیں گے،
○ — تو اپنی حالت سے کب فارغ ہوگا،
○ — اپنے اردگرد خیمہ کب لگائے گا،
○ — بادشاہ کے قرب میں کب دولہا بنایا جائے گا،
○ — شاہی قرب کے لئے اپنی شرافت اور اہلیّت اور قابلیّت کب ظاہر کرے گا،
○ — تیرے لقب کب تجویز کئے جائیں گے،
○ — تیرا فخر کب ظاہر کیا جائے گا،
○ — حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں کب سعادت مندی سے باسعادت ہوگا،
تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ تیرے سپرد کیا جائے، — عام لوگ محض اسم اور لقب سے نبیوں کے وارث نہیں ہوتے بلکہ قول اور فعل اور حال اور مقام میں ان کے وارث ہوتے ہیں، — نبوت اسم ہے اور رسالت لقب ہے، —

دُنیااور آخرت کی زندگی:

اے جاہل! مرتبہ رسالت اور نبوت تو تجھ سے پہلے ختم ہو گیا، لیکن ولایت اور غوثیت اور بدلیت ختم نہیں ہوئی، اس کے لئے کوشش کر، ـــ کیا تم نے آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے، دُنیا کی زندگی تیرا نفس، تیری طبیعت اور تیری خواہش ہے، ـــ یہی تو دُنیا ہے، وہ خواہشیں نہیں جو کہ زائل ہو جائیں، یہ تو تیرے نفسانی مقسوم کا حصہ ہیں، ـــ دُنیا وہ ہے جسے تو اپنی ہمت اور محنت سے حاصل کرے، ـــ

- ـــ اور جو چیز بادشاہ سر پہ ڈال دے وہ دُنیا نہیں،
- ـــ جو چیزیں ضروری ہیں' وہ دُنیا نہیں کہلاتی،
- ـــ رہنے کا گھر اور ستر کا لباس، دُنیا نہیں،
- ـــ پیٹ کے لئے روٹی اور سکون حاصل کرنے کے لئے بیوی، دُنیا نہیں،

دُنیاوی زندگی مخلوق کی طرف متوجہ ہونا اور اللہ سے پیٹھ پھیرنا ہے، ـــ

- ـــ ہویٰ فکر کی ضد ہے (یعنی مخالف)،
- ـــ ہویٰ عبادت کی ضد ہے،
- ـــ سبب، سبب پیدا کرنے والے کی ضد ہے،
- ـــ ظاہر، باطن کی ضد ہے،

جب تو ظاہر کو مضبوط اور مستحکم کر لے گا، تجھے باطن کے استحکام کا حکم ملے گا، جب تو حکمِ شرعی پر عمل کر کے اسے مضبوط کر لے گا تو تُو اس کا غلام اور تابع اور اس کا مصاحب بن جائے گا، ـــ تیرا جسم تیری طبیعت سے فنا ہو جائے گا تو علم تجھے دیکھے گا، چنانچہ وہ تیرا عاشق بن جائے گا، اس وقت تو ایسا ہو جائے گا جیسے دو بیویوں کے درمیان ایک خاوند، ـــ بادشاہ اور وزیر کے درمیان دربان، ـــ تو دُنیا و آخرت، خلق و خالق اور فرشتوں کا محبوب اور دلوں کے لئے فرحت بن جائے گا، ـــ ہماری ایک ایسی حالت جو کہ ہمیں تمہارے پاس سے غائب کر دیا کرتی ہے، ـــ

سیّدنا داوٗد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سیّدنا سلیمان علیہ السلام سے، ان دونوں پر، ـــ اور سب نبیوں اور رسولوں اور مقرب فرشتوں اور اولیاء اور صالحین پر سلام ارشاد فرمایا تھا، ـــ

اے بیٹے! مسکینی اور محتاجی کے بعد خطا کار ہونا کتنا قبیح اور بُری بات ہے، ـــ اور اس سے زیادہ بُرا وہ شخص ہے جو عبادت گزار ہوتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کو چھوڑ دے، ـــ کیا تم آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی پر راضی ہو، ـــ تیرا وجود دُنیا کی زندگی ہے، اور تیرا فنا ہو جانا آخرت ہے، ـــ

- ـــ ہمتوں کے لئے ایک تفسیر ہے،

○ ـــ اسرار کے لئے ایک تفسیر ہے،

○ ـــ عوام کے لئے ایک تفسیر ہے،

○ ـــ خواص کے لئے ایک تفسیر ہے،

دُنیا وہ ہے جو تیرے سامنے ہے، آخرت کا حال تجھ پر کھلا نہیں ہے، ـــ تجھے وہ چیزیں عطا ہوں گی جو تیری عقل سے بالاتر ہیں، بس تو حیران رہ جائے گا اور تجھے پتہ چل جائے گا، ـــ جو کچھ تجھے عقل مشترک کے ذریعے حاصل ہو، وہ دُنیا میں سے ہے، ـــ اور جو تجھے عقل العقول کے ذریعے حاصل ہو، وہ آخرت میں سے ہے، ـــ تیرا باطن آخرت ہے اور تیرا ظاہر دُنیا، ـــ ماسویٰ اللہ تعالیٰ سب حالات دُنیا ہیں، اور مولیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا، اور قیل وقال اور تعریف اور برائی کرنے سے منہ پھیر لینا اور غم کی معیّت میں سیر کرنا آخرت ہے، ـــ

تیرا مقصد وہ ہے جو تجھے غمگین رکھے، جب تو اپنے ارادے میں سچا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری دستگیری فرمائے گا، اور تجھے اپنی تقدیر کی صحبت میں چلائے گا، ـــ تیرے ارادے کی سچائی، اور تیرے حسنِ ادب کی وجہ اور تیرے ہمسایوں کی بدکلامی پر کان نہ دھرنے کی وجہ سے تیرے دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ، سیّدنا آدم علیہ السلام کے قدموں کے فاصلے سے بھی بہت وسیع ہو جائے گا، ـــ

اے وہ جاہل جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور اس کے جو بندے اس کے حکموں کو سن کر تابعداری کرتے رہے اور اب اس کی حضوری میں ہیں، ان سے جاہل رہا، اس کے لئے ہلاکت ہے، ـــ

ولی آدمی لوحِ محفوظ میں اپنے حصے لکھے ہوئے دیکھتا ہے، پھر اپنے اہل وعیال کے حصے دیکھنے کے لئے بڑھتا ہے، حتیٰ کہ وہ تعجب کرنے لگتا ہے تو اس کے باطن میں ندا دی جاتی ہے:

"نہیں ہے یہ مگر وہ بندہ جس پر ہم نے انعام کیا ہے، بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور منتخب بندوں میں سے ہے"۔

یہ مرتبہ تقدیر سے حاصل ہوتا ہے، پھر مشائخ کرام کے قدموں کی پیروی سے صفائی حاصل ہوتی ہے، ـــ

سوال:

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سماع و وجد کی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس ایک رقعہ آیا۔ جس میں ایک فقہی مسئلہ درج تھا، ـــ ارشاد فرمایا:

"کلام کرنے کی اجازت لے لوں اور سوچ لوں (تو جواب دوں)" ـــ پھر ارشاد فرمایا: "نکاح کرنا آیا کہ واجب ہے یا نہیں؟"

جواب:

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے:

- بعض نے فرمایا: نکاح کرنا سُنّت ہے،
- بعض نے فرمایا: جبکہ نفس پر بھروسہ ہو تو نکاح سے عبادت میں مشغول ہونا اولیٰ ہے، یہ مذہب شافعی واحمد کا ہے،
- ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک نکاح میں مشغول ہونا افضل ہے،

اے سائل! جب تک کہ تو درجہ ارادت میں ہے اور مرید ہے، تیرا عبادت میں مشغول ہونا افضل ہے، — اور جب تو مراد اور مطلوب ہو جائے گا (یعنی مرتبہ کمال تک پہنچ جائے گا)، تو اب تجھے اپنے نفس کے بارے میں کسی بھی تدبیر کا کوئی حق نہیں، —

- اگر وہ چاہیں گے تو تیرا نکاح کرا دیں گے، اور
- اگر وہ چاہیں گے تو اس کے سوا تجھے کسی اور امر میں مشغول کر دیں گے،
- اگر وہاں کوئی چیز تیری قسمت میں لکھی گئی ہے تو یقیناً تو اسے پالے گا،

وہ حصہ تیرا دامن پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

"یا اللہ! تو اس بندے سے میرا حق دلوا دے، یہ مجھ سے بھاگتا ہے، اور تو نے مجھے اس کے لئے مقسوم کر دیا ہے، — میں کیا کروں، یہ مجھ سے بے توجہی برتنے والا ہے، —"

اللہ تعالیٰ یہ سن کر تجھے اس کی طرف متوجہ کر دے گا، — لیکن مرید کا معاملہ یہ ہے کہ اسے بحیثیت باطن، نکاح کرنا حرام ہے، — جب تک اس کے پاس حاجت سے زیادہ قمیص نہ ہو، — یا اس کے پاس چار انگل زمین نہ ہو، — مرید تو سیاح ہے، نہ اس کے لئے کپڑے ہیں اور نہ اسباب، بلکہ وہ تو تمام کپڑوں سے ننگا ہوتا ہے، — جب وہ اپنے مقصود کو پالے گا اور اس کی سیاحت ختم ہو جائے گی، اس وقت اس کے مالک کو اختیار ہے:

- اگر چاہے اس کا نکاح کر دے، اسے مالک بنا دے،
- اسے موجود کر دے، یا مفقود کر دے،

لہٰذا جو شخص احمق کی مصاحبت میں رہے وہ بھی احمق ہے، — اور جس نے اللہ کو نہ پہچانا، اور وہ آخرت کے بدلے دُنیاوی زندگی پر راضی ہو گیا، — وہ بھی احمق ہے، —

تیرا مقسوم حصہ کوئی نہ کھائے گا:

اے بیٹا! تیرے مقسوم حصہ کو کوئی غیر نہ کھائے گا، — تو اپنی طبیعت اور خواہش سے، اپنے شیطان کے ہاتھ سے نہ

کھایا کر،— بلکہ توقف کرتے ہوئے ایک گھڑی صبر کر، یہاں تک کہ تو اپنے جنت والے گھر میں پہنچ جائے یا اپنے ربّ کے قرب میں پہنچ جائے،—

سوال:

ایک شخص نے آپ سے کہا:

''میں بچپن سے اس وقت تک ایک ورد کرتا تھا،— اب یہ حال ہے کہ کھڑا ہو کر دو رکعتیں ہی پڑھ پاتا ہوں کہ اسی وقت گر جاتا ہوں—''

جواب:

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''نہیں! ہوسکتا ہے کہ اسے لحظۂ سابقہ کی نظر ہو، کسی صدیق کی آنکھ نے تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف گزرنے میں دیکھ لیا ہے،— جا تجھے اچھا کر دیا،—''

بعد میں اس کے ساتھ جو بھائی تھے، اُن سے فرمایا: ''اسے اپنے ساتھ رکھ!''۔

دل کے معاملے اور توجّہاتِ الٰہی:

بے شک تمہارے بعض دنوں میں اللہ تعالیٰ کی خاص توجّہات ہوتی ہیں،— خبردار ہو جاؤ، تم اس کی توجہات کے لئے متوجہ رہا کرو اور ہر وقت دعا میں مشغول رہا کرو،—

- —نہیں ہوسکتا کہ تیرا دل بوڑھا ہو جائے اور بادشاہ اسے اپنے قرب کے دروازے پر بٹھا لے،
- —نہیں ہوسکتا کہ تیرا ظاہر ضعیف ہو جائے اور باطن قوی،
- —نہیں ہوسکتا کہ تیرے دل کی ایک ہڈی ضعیف ہو جائے، اور اس کی کھال پتلی پڑ جائے، منت و احسانِ الٰہی نے اس کے باطن کو اُچک لیا ہو،

تیرا دل آستانہ الٰہی کو دیکھ رہا ہے، اسے قلبِ الٰہی نے ڈھانپ لیا ہے، چنانچہ اسے گراتا رہتا ہے،— بے شک دل کی حفاظت میں ایک بہت بڑا شغل ہے،— دل کے عملوں سے ظاہر کے ہزار عملوں سے، دوسرے مشغلوں سے روکنے والا ایک ذرّہ بہتر ہے،— جب تک فرائض و سُنّت قائم رہیں گے، کوئی چیز تجھے نقصان نہ دے گی،—

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شہری آدمی چکی پر کھڑا ہے جو اسے بھی گھما رہی ہے، وہ نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے (وجد کی حالت میں بے ہوش ہے)، آپ نے فرمایا:

''تم نماز کے اوقات میں اس کی حالت دیکھو کیسی رہتی ہے''۔

آپ سے کہا گیا:

"بے شک مؤذن جب اذان دیتا ہے، وہ سکون میں آ جاتا ہے"۔

آپ نے فرمایا: "پھر کوئی حرج نہیں"۔

○ ـــ بعض اولیاء اللہ میں سے وہ ہیں جو اپنے بچپن سے لے کر مرنے کے وقت تک عملوں پر قوی رہتے ہیں،

○ ـــ بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہ ضعیف ہونے تک عمل کرتے ہیں،

اگر یہ کمی قرب اور علم اور مشاہدے کی حیثیت اور اعتبار سے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، ـــ اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہو، تو یقیناً وہ شیطان ہے جو تجھے بہکاتا ہے، اور نفس ہے جو کہ تجھے ایذا دیتا ہے، ـــ حکم کی صحبت علم کا نتیجہ دیتی ہے، اور انہیں باطن کا نتیجہ دیتی ہے، ـــ

کیا تجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ بھی ہے، پہلے غیر اللہ سے علیحدگی اختیار کر، پھر اللہ سے اتصال کر، پہلے اتصال کر، پھر واصل الی اللہ ہو جا اور دوسروں کو پہنچا، ـــ حسرت ہے ان پر جو کہ حرص اور آرزو اور دھوکے کی دکانوں پر بیٹھے ہیں، ـــ ممکن ہے کہ تیرا باطن مر جائے اور تیرا دل سیاہ پڑ جائے، ـــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک دلوں پر زنگ آ جاتا ہے، اور بے شک اس کا صیقل قرآن پاک کا پڑھنا ہے"۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا وَھْدِ بِنَا وَارْحَمْنَا وَارْحَمْ بِنَا عَرِّفْنَا وَعَرِّفْ بِنَا اِجْعَلْنِیْ مُبَارَکًا ○

"اے اللہ! تو ہمیں ہدایت دے، اور ہمارے ذریعے سے دوسروں کو ہدایت دے، ـــ اور ہم پر رحم فرما، اور ہمارے سبب سے دوسروں پر رحم فرما، ـــ ہمیں اپنی معرفت عطا فرما، اور ہمارے ذریعے سے دوسروں کو معرفت عطا فرما، ـــ اور میں جہاں کہیں رہوں مجھے بابرکت بنا، آمین!"

پہلے تو مل لے، پھر واصل ہو، ـــ سمجھ اور دانائی حاصل کر، علم سیکھ، پھر گوشہ نشینی اختیار کر، ـــ جو آدمی اللہ کی عبادت جہالت کے ساتھ کرتا ہے، اس کی اصلاح کی نسبت اس کا بگاڑ بہت زیادہ ہوتا ہے، ـــ تو اپنے ربّ کی شریعت کا چراغ اپنے ساتھ رکھ، تو حکم کے باعث علم پر داخل ہو جائے گا، ـــ اپنے آپ سے سارے اسباب کو قطع کر دے، بھائیوں اور ہمسائیوں سے الگ ہو جا، ـــ جو کچھ ازل سے تیرا مقدر ہو چکا ہے ان میں زُہد کرنا ٹھیک نہیں، وہ تجھے لابدی پہنچیں گے، ـــ تو اپنی بیوی سے رُخ پھیر لے، تو زاہد بن، پھر بے تکلف زاہد بن، ماسویٰ اللہ سے بے تکلف روگردانی کر، ـــ حرص کو چھوڑ کر حسنِ ادب اختیار کر، ماسویٰ اللہ سے قطع تعلقات کر لے اغیار و اسباب سے علیحدہ ہو جا، ـــ اس بات سے ڈرتا رہ کہ کہیں تیرا چراغ گل ہو کر ہمیشہ کا اندھیرا ہو جائے، ـــ اس حالت میں اللہ تعالیٰ تیرے چراغ کے لئے اپنی امداد کا تیل عنایت فرمائے گا، ـــ

تیرا نور تیرے عمل میں ہے، جو کوئی اپنے علم پر عمل کرتا ہے، اللہ سے نامعلوم چیزوں کا وارث بنا دیتا ہے، ـــ

جو شخص اللہ کے لئے چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے گا، اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو

جائیں گے، ــــ وہ اسی حالت میں ہوگا کہ اسے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی آگ دکھائی دے گی، انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا تھا:

''تم اپنی جگہ پرٹھہری رہو، بے شک میں نے آگ دیکھی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کے ذریعے انہیں آواز دی تھی، ان کے لئے آگ کو اپنا قرب قرار دے دیا، موسیٰ علیہ السلام کے لئے آگ کو اپنی دلیل بنا دیا، ــــ اسی طرح سے عارف باللہ اپنے دل کے درخت سے آگ دیکھے گا، اپنے نفس اور خواہش اور طبیعت اور اسباب اور وجود سے کہے گا:

''تم اپنی اپنی جگہ پرٹھہرے رہو، بے شک میں نے آگ کو دیکھا ہے''۔

باطن، دل کو آواز دے گا:

''بے شک میں تیرا ربّ ہوں، میں ہی تیرا اللہ ہوں، پس تو میری عبادت کر، میرے غیر کی طرف نہ جھک، مجھ ہی کو پہچان، اور میرے غیر سے جاہل بن جا، ــــ مجھ سے مل جا اور میرے غیر سے قطع تعلق کر لے، مجھ ہی کو طلب کر، اور دوسروں سے گریز کر کے میرے علم اور میرے قرب اور میری حکومت اور میری سلطنت کی طرف آ''۔

جس وقت یہ مرتبہ کامل ہو جاتا ہے تو لقاالٰہی کامل طور پر حاصل ہو جاتی ہے، اس کے اور اللہ کے درمیان میں جاری ہوتا ہے جو کچھ بھی جاری ہوتا ہے، ــــ وہ اپنے بندے کی طرف الہام کرتا ہے جو کچھ کہ الہام کرتا ہے، ــــ حجاب اور کدورت زائل ہو جاتے ہیں، نفس ٹھہر جاتا ہے، سکون آ جاتا ہے، ــــ اللہ کی عطائیں اسے گھیر لیتی ہیں، اسے کہا جاتا ہے:

''اے دل! تو فرعون کی طرف جا، تو شیطان اور نفس اور خواہش کی طرف رجوع کر، ــــ ان کے سروں کو میری طرف جھکا دے، ان میں میرے اہل بننے کی لیاقت پیدا کرا اور ان سے کہو:

اے میری قوم! تم میری اتباع کرو، میں تمہیں ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں''۔

تو پہلے مل، پھر جدا ہو جا، ــــ پھر مل، پھر واصل ہو جا، ــــ لیکن اے مسکین! تو تو قریب ہے کہ تیری قوتیں منقطع ہو جائیں گی، اور وہ خیانت کریں گی، کچھ کام نہ کریں گی، ــــ تیرے دوست تجھے چھوڑ دیں گے، اور دُنیا کی محتاجی اور آخرت کا عذاب دونوں چیزیں تیرے لئے جمع ہو جائیں گی، ــــ تو مر کر قبر میں چلا جائے گا، ــــ وہ تجھ پر تنگ ہوگی یہاں تک کہ تیری پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جائیں گی، تیری یہ حالت منکر ونکیر کے جواب دینے سے تجھے بہرا بنا دے گی، ــــ تجھے قبر میں عذاب دیا جائے گا، تیرے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جائے گا، اس کی زہریلی ہوا اور عذاب ہونے لگے گا، ــــ

دین اور ظاہر و باطن کی سلامتی کے لئے حسنِ ادب کرو:

اے لوگو! تم اس دارِ دُنیا میں حسنِ ادب کرو، ــــ تمہارا دین اور تمہارا ظاہر اور تمہارا باطن درست اور سلامت رہیں گے، یہاں تک کہ تم اللہ کے سامنے کھڑے کئے جاؤ، ــــ تمہاری آنکھوں اور تمہارے کانوں اور تمہارے منہ سے حجاب دور ہو جائے

گا،۔۔۔وہ تجھے غذا دے گا،اور

○۔۔۔قوت پر قوت،

○۔۔۔بصیرت پر بصیرت،

○۔۔۔عمر پر عمر،

○۔۔۔بقا پر بقا،

○۔۔۔رزق پر رزق،

زیادہ کرتا چلا جائے گا، تیری سعی اور کوشش پر شکر کرے گا، اور تیرے حسنِ ادب کی تعریف کرے گا،۔۔۔اس کے بعد تیرا نام صابر و عاقل اور دین دار اور شاکر رکھے گا،۔۔۔اور تیری حالت بدل دے گا،۔۔۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ○ (سورہ رعد)

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے نفس کی حالتوں کو نہ بدل ڈالیں"۔

اولیاء اللہ بُرے اخلاق کو

○۔۔۔شریعت کی متابعت سے،

○۔۔۔پھر علم لدنی کے ذریعے سے،

○۔۔۔پھر حکم تقدیر کے ذریعے سے،

بدل دیا کرتے ہیں،۔۔۔گویا کہ وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں اور ان خبیث اعضاء کو کاٹ ڈالنے کے لئے جن میں کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی ہے، معرفت کی شراب پی کر حالتِ سُکر میں ہوگئے ہیں،۔۔۔نہ ان میں حرکت باقی رہتی ہے اور نہ چون و چرا،۔۔۔ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ جب سُکر اور نشے کا وقت گزر جاتا ہے، اور ان کے حواس بحال ہو جاتے ہیں، حالت بدلنے کے لئے عنایاتِ الٰہی متوجہ ہو جاتی ہیں، اور

○۔۔۔بھوک کے بغیر کھانا،

○۔۔۔پیاس کے بعد پانی،

○۔۔۔ننگا و برہنہ ہونے کے بعد کپڑا

ملتا ہے،۔۔۔جب تک تو معرفت کے راستہ میں رہے گا، وہ تجھے کمی کے ساتھ استعمال کا حکم دے گا تا کہ تیری شہوت بجھ جائے،۔۔۔تو اس حکم کا حق ادا کرتا رہے،۔۔۔شرعی حکموں کو پکڑتا رہے، اور اس کے ممنوعات سے بچتا رہے،۔۔۔یہ دن گزر جائیں اور دن رات کے گزرنے کے ساتھ تیرے قدم اللہ کے قریب ہو جائیں،۔۔۔اولیاء اللہ کی چند اقسام ہیں:

○۔۔۔بعض ان میں وہ ہیں جن کا سفر ایک دن میں تمام ہوتا ہے،

○ — بعض کا ایک مہینہ میں ختم ہوتا ہے،

○ — بعض کا سفر برسوں میں ختم ہوتا ہے،

تیرا زمانہ ''لِمَ'' (کیوں) اور ''کَیْفَ'' (کیسے) اور ''سَوْفَ'' (قریب ہے) میں نہ چلا جائے، بلکہ تو اپنی کمر کو باندھ کر چل دے اور عمل کر، — جبکہ تو اس کے گھر میں کام کرنے لگے، شاید کہ وہ تجھے گویا دل بہلانے والی عورت بنا لے، — شاید کہ اس کی خادماؤں میں سے کوئی خادمہ تجھ پر عاشق ہو جائے، اور وہ اس کے ساتھ تیری شادی کر دے، — تیری صورت بدل دی جائے، تیری ٹوکری اور پھاوڑے کام کرنے کے آلات بیچ دیئے جائیں، — پھر تجھے سردار یا بادشاہ کا نائب یا وزیر مقرر کر دیا جائے، جو اللہ کی ذات کو پہچان لیتا ہے، اس کے لئے ایسی حالتیں بہت ہوا کرتی ہیں۔

زُہد اور ترکِ دُنیا، معرفت سے پہلے:

اس سے پہلے کہ تو بادشاہ تک پہنچے، — اس سے پہلے کہ تو اپنے آپ کو پہچانے یا جانے کہ تو کون ہے، تیرا نام اور تیرا لقب کیا ہے، اور کیا کرتا ہے، — خاص بندہ زُہد اور ترکِ دُنیا، معرفت سے پہلے اپنی لذتوں اور اپنے کپڑوں، اپنے دوستوں اور اپنی عورت کو رخصت کر دیا کرتا ہے، — ایک قدم آگے بڑھاتا ہے اور دوسرا پیچھے کرتا ہے، پھر خوف اور آرزو کے دو قدموں سے آگے بڑھتا ہے، — وہ سب چیزوں سے بے خبر ہو کر سب سے جدا ہو جاتا ہے، اپنے نفع اور نقصان سے بے خبر ہو کر سب سے الگ ہو جاتا ہے، — جب وہ سب کو چھوڑ دیتا ہے تو شاہی دروازے پر آ کر اس کے غلاموں اور چوپایوں کے ساتھ خوفزدہ اور اُمیدوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کام لیا جائے گا، — بادشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے، اور بادشاہ کو اس کی سب خبر ہوتی ہے، اس وقت وہ اپنے خادموں سے فرماتا ہے:

''میرے اس بندے کو سب پر برگزیدہ کر لو''۔

وہ ہمیشہ ایک مشغلہ سے دوسرے مشغلے کی طرف لوٹ پوٹ کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ اسے آستانۂ قرب کا دربان بنا لیا جاتا ہے، — آستانے کے سامنے بادشاہی اسرار سے مطلع ہو کر خلعت اور طوق اور پٹکہ اور تاج لے کر تنہائی میں کھڑا رہتا ہے، اور اپنے اہل وعیال کو لکھ دیتا ہے:

''تم اپنے سب اہل کو لے کر میرے پاس چلے آؤ''۔

اس سے پہلے وہ بادشاہ کو اپنے نفس پر اس بات کا گواہ بنا لیتا ہے کہ میں تیرے اوپر کچھ تغیر وتبدل نہ کروں گا، — اسے صحبتِ دائمی اور ولایتِ دائمی کا فرمان عطا کر دیا جاتا ہے، اس مقام پر پہنچ کر معرفت کے ساتھ زُہد باقی نہیں رہتا، — اس مرتبے کا مالک لاکھوں کروڑوں میں سے ایک ہی ہوتا ہے، یہ ایسی چیز ہے جو کہ تقدیر اور سابقۂ ازلی اور علمِ الٰہی سے نصیب ہوتی ہے، —

صدیقین ہر امر میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں:

اے مخاطب! تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے بارے میں ارشادِ باری ہے:

''وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ'' ——''میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں'' ——

(یعنی نافرمانی نہ کرو کہ بعد میں نفس کو ملامت کرنا پڑے) —— مؤمن خیال کرتا ہے:

○ —— میرا یہ بات کرنے کا کیا مقصد ہے،

○ —— میں نے اپنا قدم کیوں اٹھایا ہے،

○ —— میں نے یہ لقمہ کیوں کھایا ہے،

اس تعین کا مقصد یہ ہے کہ نفس سے حساب لیا جائے اور اسے ادب سکھایا جائے کہ اس نے ایسا-کیوں کیا، آیا کہ یہ قرآن وسُنّت کے موافق ہے یا اس کے مخالف!

اے لوگو! محاسبہ کے بعد تم یقین کو لازم پکڑلو، کیونکہ یقین ایمان کی اصل ہے،

○ —— نہ یقین کے بغیر فرض ادا کیے جائیں،

○ —— نہ یقین کے بغیر دُنیا میں زُہد کیا جائے،

دعا کے قبول ہونے کے وقت سکون وآرام ملتا ہے، —— اور اگر تیری دعا قبول نہیں کی جاتی تو تُو اعتراض کرنے لگتا ہے، افسوس! —— صدیقین ہر امر میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں، —— وہ جب اپنی حالتوں کو چھپانا چاہتے ہیں تو لینے اور دینے میں مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں، —— ان کا دل اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور بدن مخلوق کے ساتھ، ——

ابنِ آدم اس دُنیا میں عمل کرنے کا اس وقت تک حاجت مند ہے کہ اس کی طبیعت بدل جائے، —— وہ اپنے نفس وشیطان سے اس وقت جہاد کرتا ہے کہ وہ چوپایوں کی خصلتوں سے انسانی عادت کی طرف منتقل ہو جائے، —— کیا تو اس خالق سے جس نے تجھے پہلے مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے آدمی بنایا، —— اس کے ساتھ کفر کرے گا، کیا احسانوں کا بدلہ یہی ہے کہ تو اس کے ساتھ کفر کرے اور اس کا منکر ہو، اور لوگوں کی آنکھوں سے شرمائے، اور اس سے حیا نہ کرے جبکہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے، ——

اے ظاہر میں ولایت کا دعویٰ کرنے والے!

کھلم کھلا اللہ کی نافرمانیاں کرنے والے!

تو اللہ سے شرم نہیں کرتا، حالانکہ وہ تیرے بھید اور تیرے باطنی حالات کو جانتا ہے، ——

اور اے فقیری اور محتاجی کے ظاہر کرنے والے! اور امیری کو چھپانے والے!

اپنے دین کو دُنیا کے بدلے بیچنے والے!

کیا تجھے اللہ سے ذرا حیا نہیں، — تیرے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہے، نعمتوں پر تیرا شکر کہاں ہے؟

اچھائی اور بُرائی کا تعلق عقلوں سے نہیں، شریعت سے ہے:

اے بیٹا! — تو کسی سے اپنے خلاف تہمت نہ دھر، — کیا خبر کہ تو خطا پر ہے یا وہ صواب پر، — تو کسی غیر کے عمل کو اس وقت تک بُرا نہ کہہ جب تک کہ اپنے عمل کو اچھا نہ کر لے، — اچھائی اور بُرائی کا تعلق عقلوں سے نہیں شریعت سے ہے، یہ حکم ظاہری حیثیت سے ہے، رہے باطنی احوال، تو ان کی بھلائی اور برائی کو باطن کے حوالے کر دینا محض احتیاط ہے، — قلب کے فتوے کو فقیہہ کے فتوے پر حاکم بنایا جاتا ہے، کیونکہ فقیہہ ایک طرح سے اپنے اجتہاد سے فتویٰ دیتا ہے، — جبکہ قلب کا فتویٰ اللہ کی مرضی اور اس کی موافقت میں علم کی پختگی کے ساتھ ہوتا ہے، یہ حکم پر علم کا فتویٰ ہے، — تم پہلے حکم کا بندہ بنو، پھر حکم کی اس بندگی کو لئے ہوئے علم کا بندہ بنو، یعنی اس کے موافق بن جاؤ، — اس کے سامنے سر جھکائے رہو، علم کی ہمراہی میں حکم کی صحبت میں داخل ہو جاؤ، — ہر وہ حقیقت جس کی کہ شریعت گواہی نہ دے، وہ بے دینی اور زندیقیت ہے، — جب تو اہلِ حق کے پاس حاضر ہوگا تو جہاں وہ ٹھہریں گے تو بھی وہیں ٹھہرے گا، — جو وہ کھائیں گے وہی تو کھائے گا، — جلوت اور خلوت میں اللہ کا شکر ادا کیا کر، —

ہم تم آسمانوں کے مالک کی قوت سے زندگی بسر کر رہے ہیں:

اے اس شہر کے رہنے والو!

وہ سب باتیں جو تم کر رہے ہو، وہ میرے ہاں بُری ہیں، — اور وہ سب باتیں جو میں کر رہا ہوں وہ تمہارے لئے بُری ہیں، — ہم تم دو ضدیں ہیں جو کہ متفق نہیں ہو سکتیں، — ہم تم آسمانوں کے مالک کی قوت سے زندگی بسر کر رہے ہیں، — ہمارے دلوں کے پرندے بے قرار ہیں انہیں قرار نہیں، — تمہاری جوانی خالق و مالک کے خلاف اس کی ناراضی میں گزر رہی ہے، — تو اپنے بیوی بچوں اور ہمسایوں اور وقت کے بادشاہ کو راضی کرنے میں لگا ہے جبکہ اللہ اور اس کے فرشتوں کو ناراض کر رہا ہے، حالانکہ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، — موت کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں، تو اپنی ماؤں اور اپنے باپوں اور بھائیوں اور دوستوں اور حاکموں یعنی سب سے ملاقات کرتا ہے، تم میں سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ قیامت کب قائم ہوگی، ہاں! جسے موت نے آ لیا اس پر قیامت قائم ہوگئی، — اولیاء اللہ قربِ الٰہی میں ہیں، ان کی زندگی اللہ کی نسبت کے اعتبار سے ہے، وہ کئی بار موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں، —

- — وہ حرام سے مر چکے ہیں،
- — شبہ والی چیزوں سے مر چکے ہیں،

○ — مباح چیزوں سے مر چکے ہیں،

○ — ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا ہے،

وہ ان سب چیزوں سے مرے ہوئے ہیں، — نہ وہ یہ چیزیں طلب کرتے ہیں، نہ وہ ان کے نزدیک جاتے ہیں، گویا کہ وہ بغیر صورت کے معنی بنے ہوئے ہیں، — اللہ نے انہیں پھر زندگی عطا کر دی ہے، — ان کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہوتا ہے، — قلب جب تقدیر کے سمندروں میں چلتا ہے تو ان کا ٹھہراؤ قربِ الٰہی اور علم کے دروازے پر ہوتا ہے، — بیداری خدمت ہے اور سونا وصال، — بندہ جب نماز میں سو جاتا ہے تو اللہ اس کے ساتھ فرشتوں پر فخر کیا کرتا ہے، —

بدن ایک پنجرہ ہے اور روح ایک پرندہ، — اہلِ معرفت کے لئے مخلوق مکھیوں اور بھڑوں اور ریشم کے کیڑوں کی طرح ہے، ان کے احوال تمہارے ضبط میں نہیں آ سکتے، — تم عقل سے کام لو، اللہ کے سامنے وہی ہلاک ہوتا ہے جو کہ احمق ہے یا ہلاکت میں پڑنے والا ہوتا ہے، — تم غفلت میں نہ رہو، — جو تجھے جود وسخا اور خرچ کرنے کا حکم دے، وہی تیرا دوست ہے، — جو کوئی فقیروں کے مال سے دولت مند ہوا وہ اس کے باعث محتاج ہوا، — تیرے اسلام کے دعوے پر اکتفا نہ کیا جائے گا، — تو کب اللہ کے لئے عمل کرے گا، اور کب وہ تجھے نفع دے گا، — میرے اعضاء جب حرکت کریں، تو جان لو کہ یقیناً میرا دل جل رہا ہے۔

جو دُنیا میں نڈر رہا، یقیناً اس نے بڑی نادانی کی:

اے دُنیا! تو میرے دوستوں پر ابتداءِ امر میں کڑوی بن تا کہ وہ تجھے دوست نہ بنالیں، اور آخر میں جا کر تو ان کی خدمت کر تا کہ وہ تجھ میں مشغول نہ ہو سکیں، — سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو جب قیامت کا ذکر کیا جاتا تھا تو آپ ایسی چیخ مارتے تھے جیسے ماں اپنے اکلوتے بیٹے کے مرنے پر رویا کرتی ہے، اور فرمایا کرتے:

”انسان کو یہ سزاوار نہیں کہ جب اس کے سامنے قیامت کا ذکر کیا جائے تو وہ چپکا آرام سے بیٹھا رہے“۔

تو مردہ ہے تجھ میں حس نہیں ہے، تو کبھی عاشق ہوا ہی نہیں، — تو دُنیا میں اپنے زیادہ ٹھہرنے سے غم کیا کر، کیونکہ عارف کا خوف اور حزن، اغیار کے پاس آمد ورفت اور مخلوق کی طرف حاجت لے جانے اور غلبۂ خواہش اور نفس اور طبیعت اور شیطان کے سبب ہوا کرتا ہے، — جو دُنیا میں نڈر رہا، یقیناً اس نے بڑی نادانی کی، —

اللہ سے زیادہ خوف رکھنے والا زیادہ امن والا ہے:

اے بیٹا! سب سے زیادہ امن والا وہ شخص ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہے، — میری زندگانی کی قسم! — اللہ تجھے مقرب بنا لے گا اور تجھے اپنے سے نزدیک کر لے گا، تجھ سے گفتگو کرے گا، تجھے لقمے کھلائے گا، اور اپنے

اسرار پر آگاہ فرما کر مشاہدہ کرائے گا، اور تیرے لئے دروازوں کو کھول دے گا، — تجھے اپنے فضل وقرب کے دستر خوان پر بٹھائے گا، تجھ سے انبساط فرمائے گا، لیکن تجھ سے خوف کرنے اور غمگین رہنے کے بارے میں دریافت کرے گا۔

اس وقت ایک شخص کچھ سوال کرنے کے لئے کھڑا ہوا، مگر آپ نے اس کی بات نہ سنی، اور فرمایا: یہ غم کا موقع ہے، بجلی ایک ساعت چمکتی ہے اس کے بعد بارش ہفتوں ہوتی رہتی ہے، — بندہ اللہ کے قریب ہوتا جاتا ہے، مگر حکم کے مضبوط کر لینے اور یقین کی کتاب کے ہاتھ میں رکھ دینے کے بعد، اور اپنے اسرار پر مطلع کر دینے کے بعد، اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، اس پر مطلع کر دینے کے بعد قرب کا حصول ہوا کرتا ہے، —

بنوعقیل میں سے ایک شخص تھا جو کہ قاری اور فقیہہ تھا، وہ نصرانی ہو گیا (یعنی مرتد ہو گیا)، — اور کافروں کے شہر میں اس حال میں دیکھا گیا کہ اس کی گردن میں صلیب پڑی ہوئی ہے، — اس سے پوچھا گیا کہ تیری قرأت اور عبادت گزاری کا کیا ہوا، — اس نے کہا:

''میں قرآن میں اس ایک آیت کے سوا کچھ نہیں جانتا:

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ (سورہ الفرقان)

''اور انہوں نے جو کچھ عمل کئے تھے، ہم نے انہیں باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا جو روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں''۔

پہلے باطن مرتد ہوا کرتا ہے، اس کے بعد دل، دل کے بعد نفس، نفس کے بعد اعضاء، — جب باطن مرتد ہوتا ہے تو اس کا ظہور ضرور ہوتا ہے۔

منافق مسجد میں اس طرح رہتا ہے جیسے پنجرے میں پرندہ، — ظاہری شریعت اس کا پنجرہ ہے، اگر علم ظاہر یعنی شریعت ہمیں کہنے کی اجازت دیتی تو ہم تیرے گناہوں کو ظاہر کر دیتے اور کہہ دیتے:

''اے کافر! — اے فاسق!''

مگر شریعت نے ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے، —

تم شریعت کی خدمت کئے جاؤ اور علم طلب کرتے رہو کیونکہ علم تمہارے لئے سارے حالات کو کھول دے گا، — تو پہلے شرعی علم سیکھ لے پھر گوشہ نشین بن جا، — پھر تو اس کے خاص بندوں میں سے ہو جائے گا، وہ تجھے اپنے علم پر مطلع کر دے گا، — تیرا نفس جب تجھے اپنے مولیٰ کی طرف پہنچا دے گا، تو اس کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو جائے گا، — تو بادشاہوں کی طرح داخل ہو گا، جب تو دروازہ کھلا ہوا پائے گا، تجھ سے کہا جائے گا:

''تو اکیلا اندر نہ جا، تیرے اہل کا بھی تجھ پر حق ہے، اپنے سب اہل کو بھی ساتھ لے کر آ''۔

اے باطن! تو اپنے دل اور اعضاء اور کلیت کے ساتھ یہاں آ کر جم جا، اس وقت نہ کوئی خرید و فروخت ہے نہ کوئی اُجرت!

اے نہ کھانے والے! تو اب کھا، ــــ اے نہ پینے والے! تو اب پی! ــــ جب کنوئیں نے کھدائی اور کدالوں پر پہلے تو صبر کیا، اس سے چشمہ ظاہر ہو گیا اور پھر وہ وارد صادر کا جائے پناہ بن گیا، ــــ جب تو مجاہدوں اور آفتوں کی تکلیفوں پر صبر نہ کرے گا تو عارف کس طرح بن سکے گا۔

اے فقیر! صبر کر، اللہ تعالیٰ جلد ہی تیری طرف نظر فرمائے گا، پھر تجھے بلندی دے گا اور پھر تاج پہنائے گا، ــــ اور عظمت اور جلال اور بادشاہت کا لباس پہنائے گا، ــــ

اَللّٰھُمَّ عَنْھُمْ بُعْدًا وَاِلَیْکَ قُرْبًا○ اَللّٰھُمَّ عَنْھُمْ غِنًی وَاِلَیْکَ فَقْرًا اِحْفَظِ اللّٰہَ بِالْغِنٰی○

''الٰہی! مخلوق سے دوری اور تیرے قرب کا طلب گار ہوں، ــــ الٰہی! تو مجھے مخلوق سے بے نیازی اور اپنی طرف حاجت مندی عطا فرما!''

تو ماسوا سے بے نیاز ہو کر اللہ کی یاد کی حفاظت کیا کر، ــــ جب تیرا دل وجود کی تاریکی سے نکلا، قربِ الٰہی کے دروازے پر متعلق ہو جائے گا، اس وقت علم کی صبح اس پر طلوع کرے گی، ــــ تیرے دل کی آنکھ اسرار کا سرمہ لگائے گی، اور تجھے تقدیروں کی فہرست پڑھا دی جائے گی، ــــ تو اپنے لئے کھانا پینا اس وقت لازم کرنا جو کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اس کی مخلوق کے بادشاہوں اور نجیبوں اولیاء اللہ کے لئے بنایا گیا ہے،

تو کھاتا اور پیتا ہے اور کافی دیر تک سوتا رہتا ہے اور دو آوازوں سے کہتا رہتا ہے:

''میں اولیاء اللہ میں سے ہوں، میں ابدال میں سے ہوں''۔

یہ مرتبہ محض تمنا اور آرزو سے حاصل نہیں ہوتا، ــــ اللہ کی مخلوق میں نجباء مرادِ الٰہی کی طرف توجہ کرنے والے ہوتے ہیں، تمہیں اس بارے میں کچھ خبر نہیں۔

جھوٹے دعوے کرنے والے لوگ:

اے مجلس والو! ــــ اے قیل وقال کے بیٹو!

یہ فرما کر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ پر دم کیا اور اپنے چہرے کو چاروں طرف پھیر کر ارشاد فرمایا:

○ ــــ جو کوئی خلوت نشین ہوئے بغیر تقویٰ اختیار کرے اور اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، وہ شخص جھوٹا ہے،

○ ــــ جو کوئی مال اور ملک خرچ کئے گئے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے، وہ شخص جھوٹا ہے،

○ ــــ جو کوئی فقراور فقیروں کی محبت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے، وہ شخص جھوٹا ہے،

سر کی آنکھ سے دُنیا کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، ــــ دل کی آنکھ سے آخرت کا، اور باطن کی آنکھ سے اللہ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، ــــ تو اپنے ادب کی نگہداشت سے مخلوق کے ساتھ ایسا ادب کیا کرتا ہے کہ کسی کی آواز پر تیری آواز بلند نہ ہو جائے، ــــ اللہ سے تو گناہوں کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور اس کے افعال میں اس سے معارضہ (یعنی جھگڑا) کرتا

ہے، — تیرے یہ کام بہت بُرے ہیں، — آفتاب، کسی جاہل پر اور اس شخص پر طلوع نہیں کیا کرتا جو اللہ کی ذات کو اپنی خواہش اور طبیعت اور اپنے نفس پر اختیار کرتا ہے، یہ چیز عقلوں سے بالاتر ہے، روح اور دل کا تواجد و وجد موافقت سے ہوتا ہے، اور لیکن بجز پس ممکن نہیں، — ارشادِ باری ہے:

اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ۔(سورہ نحل)

''مگر جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو''۔

مرید صادق کے اعمالِ حکم اور علم کے آئینوں کے موافق ہوتے ہیں:

مرید صادق پر جب بھی کوئی معاملہ وارد ہوتا ہے تو وہ اپنے ظاہری اعمال کو حکم کے آئینہ پر پیش کرتا ہے، — اور اپنے باطنی اعمال کو علم کے آئینہ پر پیش کرتا ہے اور پرکھتا ہے، — اگر اس کے اعمال دونوں آئینوں کے موافق ہوتے ہیں اور صحیح دکھائی دیتے ہیں، اس وقت خود کو بادشاہ حقیقی کے سامنے داخل کر دیتا ہے، — اگر اس کا عمل ایک آئینے کے موافق ہو اور دوسرے کے نہیں، تو وہ داخل نہیں ہوتا بلکہ دروازے پر بیٹھ جاتا ہے، — اس سے کہا جاتا ہے کہ:

''تو اپنے معاملہ کو درست کرلے، یہاں تک کہ تیری کوشش مشکور ہو جائے اور تیرے عمل کی تعریف کی جائے، کیونکہ یہ ایسا دروازہ ہے جس میں حکم اور علم کے بغیر داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے''۔

چنانچہ جب ایسا معاملہ درست ہو جائے گا تو اللہ تیرے لئے ایسے عملوں کو کھول دے گا جو پہلے عملوں سے ممتاز ہوں گے، وہ تیرے اور تیرے ربّ کے درمیان پوشیدہ ہوں گے، — اس عمل پر کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی مطلع و خبردار نہ ہو گا، — ان خاص بندوں کی شرعی عقلیں جاتی رہتی ہیں، انہیں عقل العقول عطا فرما دی جاتی ہے، حتیٰ کہ جب یہ بے ہوشی کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو انہیں:

- — بھوک کے بعد کھانے کی طرف،
- — پیاس کے بعد پینے کی طرف،
- — جاگنے کے بعد سونے کی طرف،
- — تکلیف کے بعد راحت کی طرف،

لوٹا دیا جاتا ہے، — پھر یہ ایسے شغل کی طرف لوٹایا جاتا ہے جو کہ اسے تمام شغلوں سے روکنے والا ہوتا ہے، کیونکہ یہ بھیدوں کے خزانوں پر مطلع ہو جاتا ہے، — پھر ارادۂ الٰہی کے موافق اسے اہلِ شہر اور اہلِ اقلیم کے حالات پر جو کہ اس سے مقصود ہے، خبر مل جاتی ہے، — اسے اطلاع دے دی جاتی ہے، اور اگر وہ قطب بنایا جاتا ہے تو وہ ساری دُنیا والوں کے عملوں اور ان کے ازلی حصوں اور انجام کار سے واقف ہو جاتا ہے، — اور اسرار کے خزانوں پر مطلع ہو جاتا ہے، — دُنیا میں کوئی بھی بُری اور بھلی چیز اس پر مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی، — اس لئے کہ وہ شاہی یگانہ روزگار اس کا رازدار، رسولوں اور نبیوں کا نائب اور

سلطنت کا امین ہوتا ہے، پس یہی قطبِ زمانہ ہوتا ہے جس کا دل فرشتوں کی آمدورفت کی جگہ اور جس کا باطن اللہ کا منظر ہوتا ہے، —

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو مخلوق سے منقطع کر کے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے تو پہلے اس کے دل میں بنی آدم سے وحشت ڈال دیتا ہے، پھر اسے درندوں اور وحشیوں اور جنوں سے مانوس کر دیتا ہے، — یہاں تک کہ جب وحشیوں اور جنوں اور درندوں میں رہ کر اس کی آدمیت کی وحشت جاتی رہتی ہے تو اسے فرشتوں سے انس دیتا ہے، — وہ مختلف صورتوں میں اس کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، — یہ جنگلوں اور میدانوں اور دریاؤں میں ان کی باتیں سنتا رہتا ہے، —

اے انقطاع کا ارادہ کرنے والے، سن لے!

اے طالبِ مولیٰ! پہلے کلام کا انتظار کر، پھر دیدار کا، — جب یہ بندہ فرشتوں کے کلام سے مانوس ہو جاتا ہے، تو ان کی صورتیں دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کرتا ہے، — پھر فرشتوں اور اس کے درمیان سے حجاب اُٹھا دیا جاتا ہے، — اللہ کی مخلوق میں فرشتوں سے زیادہ لذیذ کلام والا کوئی نہیں ہے، مخلوق میں وہی سب سے زیادہ خوبصورت اور عمدہ ولطیف کلام والے ہیں، — پھر اسے فرشتے سے حجاب میں کر دیا جاتا ہے، اور وہ بندہ خوف و ہراس اور حیرت کا مارا اللہ کے دروازے پر پڑا رہتا ہے، پھر اس کے بعد قربِ الٰہی کا انس آ جاتا ہے، پھر اس کے بعد ہوتا رہتا ہے جو کچھ بھی ہوتا ہے، — کچھ دیر سکوت کے بعد اس کے دل کی طرف ویسی ہی وحی بھیجی جاتی ہے جیسی کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف ان کے خوف کرنے کے وقت بھیجی گئی تھی، —

اے دل! تو اپنے اس بھید پر جو تجھ میں پوشیدہ ہے، کے آشکار ہونے کا جب خوف کرے تو تُو اپنے بدن کو جنگلوں اور میدانوں کے سمندر میں ڈال دے اور اپنے اہل و اصحاب سے جدائی اختیار کر لے، — تجھ سے تو ایک ہی (یعنی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) بہتر تھی جس نے اپنے بچے کو دریا میں ڈال دیا تھا، — تو دو پاؤں باہر نکالتا ہے اور ڈرتا ہے، اور یہ معاملہ تیرے ایمان کے نقصان کا باعث ہے، ارشادِ باری ہے:

لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا ۝

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کے دل پر صبر کی گرہ دے دیتے تو وہ راز فاش کر دیتیں"۔

اسی طرح سے جب تو اپنی مراد و مقصود کے منقطع ہونے کے وقت اپنے توکّل کے جنگل میں خوف کرنے لگے گا، — حتیٰ کہ تیرا مخلوق اور سبب کی طرف لوٹنا قریب ہو جائے گا تو تیرے دل پر اطمینان کی گرہ لگا دی جائے گی۔

کسب کر کے کھانا سُنّت ہے:

اے توحید اور علم و تقویٰ میں ناقص رہنے والو!

تم ہر حالت میں توبہ کرنے والے، تمہاری توبہ کہاں ہے، — اے بدنصیب! دین کے بدلے کھانا منافقت ہے، اور کسب

کر کے کھانا سُنّت ہے، ـــ تو اس سُنّت کی معیّت میں بیٹھ جا، کسب کرتا کہ تیرے پاس ایمان آ جائے اور اس کام کو تیرے ہاتھ سے لے لے، ـــ اور تیرے دل سے مخلوق کے دروازے بند کر ڈالے، ـــ تو اس وقت خواہ باہر نکلتا یا بیٹھے رہتا، تو اس کے دار العلم میں اندھا اور بہرا بنا ہوا چلتا پھرتا رہ، اللہ کے سوا کسی کی نہ سن، اللہ کے فضل کے علاوہ کسی کی طرف نگاہ نہ ڈال، ـــ پھر اللہ کے محافظوں کے ہمراہ زمین میں جس طرف سیاحت کو جانا چاہے، اسے لازم پکڑ لے، ـــ

اے عوام! کیا ایسا نہیں ہے کہ تم میں سے جب کسی کو کوئی چیز ملتی ہے تو وہ اسے مخلوق سے لے کر چل پڑتا ہے اور سفر کرتا ہے، جبکہ اللہ سے لینے کی حالت حقیقی ہے، ـــ اسی طرح سے جب ہم میں کوئی کچھ پالیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ سے لینے کے لئے مسافرت اختیار کرتا ہے، ـــ اور جب اس کا درجہ ترقی پاتا ہے تو اس کی ولایت متحقق ہو جاتی ہے، اس کے دل میں لین دین کا خطرہ بھی نہیں گزرتا، ـــ چیزیں خود بخود اس کے پاس آتی رہتی ہیں حالانکہ وہ ان سے غائب ہوتا ہے، اسے ان کے لینے کی قسم دی جاتی ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے کہا گیا تھا:

''جب تم موسیٰ پر خوف کرو تو انہیں دریا میں ڈال دینا''۔

تو اے عارف! جب تو اپنے دین پر خوف کرے تو اپنے دل کو اللہ کی طرف ڈال دے، اپنے دل اور اپنے اہل کو اس کے حوالے کر دے اور یہ کہہ دے:

''اے مولیٰ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے، اور تو ہی اہل وعیال کی حفاظت فرمانے والا ہے''۔

اللہ کے لئے تیری صحبت اس ہمیانی کی طرح ہے جو تیری کمر پر بندھی رہتی ہے، جہاں کہیں تو متوجہ ہو گا وہ تیری جہت میں رہتی ہے، ـــ پھر تو تقدیر کے ساتھ سوئے گا اور قدرت وقادر سے کلام سنے گا، ـــ اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! بے شک اولیاء اللہ کے حالات انبیاء کرام کے حالات کی طرح ہیں، لیکن ان کا لقب دوسرا ہے، ـــ

نبی اور ولی قبر کے حساب سے بَری ہیں:

نبیوں اور رسولوں کے پاس منکر نکیر نہیں آیا کرتے، کیونکہ وہ مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں، ـــ اسی طرح سے اولیاء اللہ سے بھی حساب نہیں لیا جاتا، کیونکہ وہ اللہ کے مخصوص بندے ہیں، ـــ

معرفت والے بندے کے دل میں توحید کے ساتھ اللہ کا بھید ہوتا ہے:

اے خواہش وطبیعت کے بندے!

اے تعریف وثناء کے بندے!

جن مقسوموں پر قلم چل چکا ہے اور علمِ الٰہی اس پر سبقت کر چکا ہے، اس کا پورا کرنا اور حاصل کرنا ضروری ہے، ـــ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ:

○ —آیا تو اسے اپنے ہاتھ سے اپنی خودی کے ساتھ لیتا ہے،

○ —یا خدا کے ساتھ رہ کر اس سے تو اپنے آپ کو موجود سمجھتا ہے، یا مفقود سمجھتا ہے،

معرفت والے بندے کے دل میں توحید کے ساتھ اللہ کے بھیدوں میں سے ایک ایسا بھید ہوتا ہے نہ کہ اس پر شیطان مطلع ہوتا ہے نہ فرشتے کو خبر ہوتی ہے اور نہ ہی عقلوں کو معلوم ہوتا ہے، —تو اپنی فنا کے دروازے سے قربِ الٰہی کو تلاش کر، جب تو اس پر راضی ہو جائے گا وہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا، —چنانچہ جب وہ تجھ سے محبت کرلے گا تو تجھے خبردار کردے گا، تجھے اپنی صحبت میں رکھے گا، —تو اپنے علم کے ساتھ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہے گا، —عابد اپنی عبادت کی وجہ سے اس کی صحبت میں رہتا ہے، لیکن اس بات کو عارف ہی جانتا ہے کہ بہ تحقیق ایسا مرید کون ہے، —تو ایسے عارف کا تابع دار بنا رہ، —اس امر میں اگر تو اللہ کا موافق بنا رہا تو بہتر ہے، ورنہ تجھے دربارِ الٰہی سے دُھتکار دیا جائے گا۔

ہم اولیاء اللہ کے پیچھے پیچھے ان کے ہم نشینوں میں سے چیونٹی کی طرح چلا کرتے تھے، تاکہ ہم ان سے اللہ کے دربار میں داخل ہونے کے آداب سیکھ لیں، —جس نے اپنی رائے سے بے نیازی کی، وہ بہک گیا، —

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف فرمایا، پھر ارشاد فرمایا:

"انجامِ کار میں بندۂ مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن جاتا ہے، یکے بعد دیگرے ترک کرتا ہے، پھر لیتا ہے، یعنی چھوڑنے والی چیز کو چھوڑتا چلا جاتا ہے اور لینے والی چیز کو لیتا جاتا ہے، —یہ امر تجھ پر صبح کی سپیدی کی طرح روشن ہو جائے گا، —بندۂ مومن پر وجود اور فنا کے دو کپڑے پہنائے جاتے ہیں، کبھی یہ فنا و مفقود کر دیا جاتا ہے، چنانچہ یہ اللہ کی خبر دیتا رہتا ہے، —

میرے دل نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا کہ تو اپنی خلوت میں دو دروازے بنا، ایک دروازہ مخلوق کی طرف اور ایک دروازہ خالق کی طرف، —ایک دروازے سے مخلوق کے حقوق ادا کیا کر اور دوسرے سے خالق کے حقوق ادا کیا کر، —مخلوق کے ساتھ حق کے لئے محبت اختیار کر، یہ تیرے لئے شر سے کفایت کرے گا اور اللہ کا قرب ہمیشہ کے لئے تجھے حاصل ہو گا، —اللہ کے سوا ہر چیز خلق ہے، اور یہ معنی سب حالتوں کے لئے عام ہوتے ہیں، —حق کے لئے مخلوق کے ساتھ رہنے کے معنی مخلوق کے لئے تیرا خیر خواہی کرنا ہے، —اللہ کی صحبت کے بعد مخلوق کی صحبت اختیار کر، جب اللہ کی صحبت کے بعد مخلوق کی صحبت اختیار کرے گا تو اللہ ہی کی معیّت میں رہے گا نہ کہ مخلوق کی معیت میں، —اللہ کے ساتھ تیری صحبت کی نشانی یہ ہے کہ تو نفع و نقصان کو خلق کی طرف سے خیال نہ کرے بلکہ تمام کے تمام اسی کے تابع دار اور مسخر ہیں، یہی سمجھتا رہ، —

بہت سے دلوں نے اس کے فضل کا کھانا کھایا ہے اور اس کے اُنس کی گفتگو سنی ہے، اس کے قرب کی فرحت کو دیکھا ہے، —اللہ نے ان کی موت سے پہلے دُنیا ہی میں ان کے دلوں سے خطاب فرمایا ہے، ان سے قیامت میں بھی خطاب کیا جائے گا اور وہ گنے چُنے بندے ہیں جن سے دُنیا میں خطاب کیا جاتا ہے، —

ابو القاسم حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چالیس ابدالوں کی شہادت کے بعد جن میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، وعظ کہنا شروع کیا، ــــ اس کے بعد کلام نہ کیا، نہ ان کے قول پر عمل کیا، بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ ارشاد فرما رہے ہیں:

''اے جنید! لوگوں سے وعظ کہو، اب تمہارے وعظ کہنے کا وقت آ گیا ہے''۔

اگر تو حق اور مراتب میں زیادتی اور ثابت قدمی کا طلب گار ہے، تو جو کچھ میں کہوں تو ویسا کر، ــــ ورنہ تجھ پر افسوس ہے، ــــ تو

○ ــــ نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرتا ہے،

○ ــــ مصیبت کے وقت بھی قبلہ کی طرف رُخ کرتا ہے،

میرا کہنا یہ ہے کہ تو اپنے دل کے چہرے سے اللہ کا استقبال کر، مصیبت کے وقت اگر تو نے اپنا رُخ مخلوق کی طرف کیا تو تیرا ایمان باطل ہو جائے گا کیونکہ بلا کے نزول کے وقت دلوں میں شکستگی بہت ہوتی ہے، ایمان ظاہر ہوتا، لیکن:

○ ــــ عوام کے دلوں کی شکستگی دُنیا کے لئے ہوتی ہے،

○ ــــ خواص کے دلوں کی شکستگی آخرت کے لئے ہوتی ہے،

○ ــــ خاص الخاص کے دلوں کی شکستگی مولیٰ تعالیٰ کے جاتے رہنے کے وقت یا کشف کے بعد حجاب واقع ہونے پر ہوتی ہے،

ہر ایک کے لئے ایک شکستگی ہوتی ہے، لیکن مخصوص لوگوں کی ہی شکستگی اللہ کے لیے ہوا کرتی ہے، ــــ

سوال:

ایک شخص نے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان:

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ دُعَآءَ مَلْحُوْفًا ○ ــــ ''دعائے ملحوف کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا''

کے معنی دریافت کیے، ــــ

جواب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تصنع بناوٹ کرنے والے کی دعا کہ جس میں قافیہ بندی سجع کی جائے، قبول نہیں فرماتا، اور میری امت کے متقی تکلف سے بَری ہیں، ــــ مؤمن پر کبھی اُمیدواری غالب ہوتی ہے، وہ اپنے گناہوں کے دفتر دیکھتا ہے، اسے اس میں کوئی گناہ نظر نہیں آتا، ــــ اسے بچپن سے ہی ہدایت کی تلقین کی گئی، وہ کتاب لے کر پڑھانے والے کی طرف گیا اور عمل وعبادت کے لئے محراب کی طرف جاتا ہے، ــــ ایسا شاذ ونادر ہی ہوا کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنا کوئی گناہ نہیں دیکھتا ہے، ــــ اور جب وہ اوامر کے دفتر پر نگاہ ڈالتا ہے تو اسے کوئی ایسا امر دکھائی نہیں دیتا کہ جس کے کرنے کا اسے حکم ہوا اور وہ اس سے چھوٹ گیا

ہو، ــــ چنانچہ اس پر ایک طرح کی معصیّت مقدر کر دی جاتی ہے تا کہ وہ خود بینی سے ہلاک نہ ہو جائے، ــــ پھر وہ مقدر کے مطابق کوئی گناہ کر لیتا ہے مگر اس سے فوراً توبہ کرتا ہے، یہ معصیّت اس کے لئے تقدیری امر ہوتا ہے جس کا کرنا لابدی ہے جس طرح کہ اہل وعیال کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہے، ــــ

یہ گناہ سچے مؤمن کے حق میں ویسے ہی ہوتا ہے کہ جیسا کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کا گناہ تھا، اور یہ ہونا ہو کر رہا، اور ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے جس کی طرف نہ کوئی دھیان کرتا ہے اور نہ کوئی پرواہ کرتا ہے، ــــ

نفس میں دو طرح کے ارادے ہیں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں:

- ــــ ایک ارادہ اللہ تعالیٰ کا ہے،
- ــــ دوسرا ارادہ اس کے ماسوا کا ہے،

یہ دونوں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں، صلح نہیں کرتے، حتیٰ کہ چالیس سال پورے ہو جاتے ہیں، ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے یہی معنی ہیں:

''جس کی عمر چالیس سال ہو گئی اور (اس دوران) اس کی بھلائی اس کی بُرائی پر غالب نہ آئے، تو وہ جہنم کا سامان کرے''۔

یہ حدیث اسی اصل کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اصلاح چالیس سال کی عمر سے پہلے پہلے ممکن ہے، ــــ

ولایت کی علامتیں:

اے راستے کی عمارتوں کے بچو! (راہِ طریقت کے چلنے والو!) ــــ

ظاہر تو دایہ ہے جبکہ باطن کی طرف نظر کرنا دودھ کا چھوڑنا ہے، ــــ جب تک تیری ماسوا اللہ سے پہچان رہے گی، تب تک انہیں تیری پہچان رہے گی، تو سراپا ہوس ہے، ــــ کبھی تو ان کی اتباع کرے گا اور کبھی ان کے سامنے جھکے گا، ــــ

اس گھر (ولایت) کی طرف دو راستے ہیں (شریعت اور طریقت)، ــــ ولایت کی تین علامتیں ہیں:

- ــــ اللہ کے بھروسے پر ہر چیز سے بے نیازی کرنا،
- ــــ ہر چیز کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ پر قناعت کرنا،
- ــــ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا،

اگر شیر النفس ولایت کے ہزار دعوے کرے، تو اس کی ان خصلتوں کے ساتھ پکڑ کر، ــــ اگر تو ایسا نہ کر سکے تو تُو ولی نہیں، ــــ کسی عالم کے لئے اس کے بغیر بادشاہوں پر داخل ہونا زیب نہیں دیتا کہ:

- ــــ وہ اپنے ایمان وایقان کو مضبوط کر لے،
- ــــ اللہ کے ساتھ اس کے عمل اور زُہد کی قوت پوری ہو جائے،

○ — اللہ کی معرفت اور اس کا انس اس میں راسخ ہو جائے،

ایسی حالت میں عالم بادشاہوں کے ہاں قوتوں کے ساتھ جائیں گے اور قوتوں کے ساتھ باہر آئیں گے، —

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں رہا کرتا تھا، وہ میرے بارے میں گزرے ہوئے اور آئندہ کے واقعات بتا دیا کرتے تھے؛ — ان کے پاس ایک خوبصورت لڑکا رہتا تھا، ان کا بادشاہوں کے پاس آنا جانا رہتا تھا، — اس وجہ سے میرے دل میں یہ خطرہ خیال آیا کہ اللہ کے ولی کی یہ شان نہیں، — اس بزرگ نے میرے دل کے اس خطرے پر ارشاد فرمایا:

''یہ لڑکا خانقاہ میں رہتا ہے اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر اسے خانقاہ میں چھوڑ جاؤں تو لوگ اس کی وجہ سے ہلاکت میں نہ پڑ جائیں، — لیکن بادشاہوں کے پاس جانے کا مقصد میری کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ انہیں نصیحت کرنا ہے اور انہیں عدل وانصاف کی راہ بتانا ہے''۔

بزرگوں کے ساتھ تمہاری صحبت میں خلل ہے، جبکہ ہم ان کی صحبت میں ادب کے ساتھ رہتے ہیں۔

سوال:

ایک سائل نے آپ سے سوال کیا کہ جب کھانے میں حرام اور حلال مخلوط ہو جائیں تو نماز روزہ کیسے درست ہوں گے؟

جواب:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا:

''حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے، — تیرے لئے شرع بھی ظاہر ہے اور توقف بھی ظاہر ہے، —

○ — جب دل نہ مانے، انکار کرے تو وہ حرام ہے،

○ — اگر دل اقرار کرے تو وہ حلال ہے،

○ — اگر سکوت کرے، نہ اقرار ہو نہ انکار ہو، تو وہ مشتبہ ہے،

○ — اگر تجھے الفت کی چیزیں میسر نہ ہوں اور تیرا نفس صبر کرے تو وہ قناعت ہے،

تجھے پتہ ہے کہ اللہ کے پاس کون کون سی طاعتیں ہیں، اسے نماز روزے کی پرواہ نہیں ہوتی، — تجھ سے اس کی مراد ایسا دل ہے جو کدورتوں اور اغیار اور پاک اور صاف ہو، —

منافق زاہد کا ظاہر صاف اور پاک اور اس کا باطن خراب اور مکدّر رہتا ہے، — اس کے گالوں پر ذلت اور اس کے کندھوں پر خشوع، اس کے بدن پر صوف کا جبہ اور اس کا زہد اس کی باتوں کی ہتھیلی پر ہوتا ہے، — اس کا باطن بھیک مانگتا ہے، — اس کے نفس کا تعریف اور برائی کی طرف دھیان ہوتا ہے، اس کی نگاہ لوگوں کے مال کا لالچ کرنے والی ہوتی ہے، —

جبکہ عارف ظاہری طور پر نصیب کے لکھے ہوئے میں سے کسی چیز کے ساتھ ملوث ہوتا ہے، خواہ وہ چیزیں اس کے نفس کی ہوں، خواہ اس کے تعلق والوں کی، ـــــ وہ تو شاہی کارندہ ہے جیسے کہ وہ اس کے گھر کا خادم ہے اور اس کے لشکر کا بخشی ہے، ـــــ یہ سب باتیں اس کے باطن کی سلامتی اور اس کے دل کی صفائی کے ساتھ اور دربارِ الٰہی کی نظر کے ساتھ ہوتی ہیں، ـــــ علم کی موجیں اس کے دل سے اُٹھتی ہیں، دُنیا کے سمندر اس کے دل کو نہیں بھر سکتے، ـــــ وہ ساری چیزیں جو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں ہیں، اور سب موجودات اس کے دل کی نسبت سے معدوم اور قابلِ تلاشی ہوتے ہیں، ـــــ

یہ صورت عارف کی ہے اور وہ صورت زاہد کی، ـــــ تجھے اس کا کچھ پتہ نہیں، ـــــ چنانچہ تو مخلوق کے طعنہ کرنے سے اپنی زبان کو قطع کیوں نہیں کر لیتا، ـــــ

خلوت قربِ الٰہی کی کنجی ہے:

اے دُنیاداروں سے آخرت کے ذریعے ان کی دُنیا چھیننے والو!

اے ذاتِ الٰہی سے جاہلو!

عام لوگوں کی نسبت تم توبہ کے زیادہ مستحق ہو، ـــــ عام لوگوں کی نسبت تمہارے لئے گناہوں کا اعتراف کرنا زیادہ ضروری ہے، ـــــ تمہارے پاس نہ بھلائی ہے نہ نفع، نہ راحت ہے نہ نجات اور نہ ہی دین، ـــــ اور تمہاری دُنیا بھی باقی نہ رہے گی، ـــــ اسے تم اپنی طبیعتوں اور خواہشوں سے لیتے ہو، ـــــ تمہارا اسے لینا آخرت کے بجائے دُنیا کے لئے ہے، ـــــ میرا مشغلہ تمہارے ساتھ ہے اور میری گفتگو تمہارے لئے حجت ہے"۔

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس ساری گفتگو سے اپنے زمانے اور شہر کے واعظین کی طرف اشارہ تھا، ـــــ پھر فرمانے لگے:

"تم گونگے ہو جاؤ اور اندھے بن جاؤ، ـــــ تم میں سے کوئی وعظ نہ کہے، گویا کہ وعظ کہنا دوسروں کا حصہ ہے، ـــــ میں اپنی زبان اور اپنے قالب کو آج بطور مستعار لئے ہوئے ہوں، ـــــ اُنس کا حاصل ہونا تنہائی اور مسافرت میں ہے، اور خلوت قربِ الٰہی کی کنجی ہے۔

اے خلوت میں خاموش رہنے والے!

تیری شان تو جلوت میں خاموش رہنے میں ہے، ـــــ اے بیٹا!

○ ـــــ پہلے خلوت ہے، پھر جلوت،

○ ـــــ پہلے گونگا پن ہے، پھر گویائی،

○ ـــــ پہلے بادشاہ کی طرف توجہ و اقبال کرنا ہے، پھر مملوک رعایا کی طرف،

ایک صدیق کا قول ہے: حلال روزی صرف ریحانیوں میں ہے (یعنی عنایاتِ الٰہی کی مہک سونگھنے والوں

میں) ہے،___اس سے مقصود یہ ہے کہ تو روحانیوں میں سے ہو جا،___تا کہ تیری حالت ریحانیوں جیسی ہو جائے،وہ پاک اور ناپاک،حلال وحرام میں تمیز کرنے لگے،___یہ حالت تیرے باطن کے لیے چراغ،___تیری معرفت کا سورج،___تیرے ربّ سے قرب کا چاند ہے،___

○ ___حرام غذا نفس کی پستی کے وقت ملا کرتی ہے،

○ ___مشتبہ غذا دل کی پستی کے وقت ملا کرتی ہے،

○ ___حلال غذا باطن کی صفائی کے وقت ملا کرتی ہے،

یہ بات عقلوں میں آنے کی نہیں،___جب تک وہاں دل ہے،تو تُو مشتبہ غذا کھا رہا ہے،اور اگر وہاں باطن کی صفائی ہے، پس تو حلال غذا کھا رہا ہے،___آپ ان سے راضی ہو اور انہیں ہم سے راضی کر دے،___فرمایا: یہ کیوں؟___ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ○

''بے شک نفس بُرائی کا حکم دینے والا ہے''۔

اس لئے کہ وہ کھانے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں کھایا،___یا دین سے دور وہ بیوی جو اپنے شوہر سے کہتی ہے:

''تو چوری کر اور مجھے کھلا!''

وہ حلال وحرام کے درمیان تمیز نہیں کرتی،(یہی نفس کا حال ہے) اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دین دار عورتوں سے نکاح کیا کرو،دین دار عورت آخرت کے معاملے میں تیری مدد کیا کرے گی''۔

باطنی طور پر نفس کا حال دین سے دور اس بیوی کی طرح ہے،___اگر تیرا ارادہ حلال وحرام کے درمیان تمیز کرنے کا ہے،تو اس کے لئے تو یہ کیا کر کہ جب تیرے سامنے کھانے کا طباق آئے اگرچہ وہ تیری پاک کمائی سے ہی ہو تو تُو کھانا کھانے میں کچھ توقف کیا کر،اور یہ خیال کر لیا کہ ابھی روٹی اور سالن پکایا ہی نہیں گیا،___اس حال میں تیرا دل تیرے باطن کی طرف اور تیرا باطن تیرے ربّ کی طرف توسّل کرے گا،___اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے دل کی طرف ایک فرشتے کو متوجہ کر دے گا،___اگر وہ طباق والا کھانا حلال ہوگا تو وہ فرشتہ تجھے کہے گا:

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ○

''تم ہماری عطا کی ہوئی پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ''۔

وہ فرشتہ اس آیت کو تیرے دل پر پڑھ دے گا،اس وقت وہ کھانا کھا لینا،___اور اگر وہ کھانا حرام یا مشتبہ ہوگا تو فرشتہ تجھ سے کہے گا:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ ○

''اور تم وہ کھانا نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو''۔

یہ کھانا حرام ہے، لہٰذا اس کے پاس نہ جا، — بے شک اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تجھے وہ دے گا جو کہ اس سے بہتر ہو گا، — تو اس کی قضا وقدر کے سامنے دست بستہ سر جھکائے بیٹھا رہا کر، حتیٰ کہ اس کے فضل کا ہاتھ آ کر تیرے ہاتھ کو تیرے مقدر کے حصے حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا دے، —

○ — زُہد ایک گھڑی کا عمل ہے،

○ — تقویٰ دو گھڑی کا عمل ہے،

○ — معرفت ہمیشہ کا عمل ہے،

جب ہم تیرے حالات کو اگلے لوگوں کے حالات پر قیاس کرتے ہیں تو ہم ان میں سے ایک چیز بھی تجھ میں نہیں پاتے، — تو نے اپنے نفس کو کھانا کھلایا، چنانچہ اس نے دیکھ لیا کہ تو نے اس کی خواہشیں پوری کر دیں، اس لئے وہ تجھ پر غالب آ گیا اور دست درازی کرنے لگا، — کاش کہ تو اس کی مراد کو قطع کر دیتا، — اور اسے توڑنے میں مشغول ہوتا مگر تو نے اس کی خواہشوں کو پورا کر دیا، اور تو نے اپنے شیطان کے لئے دروازہ کھول دیا، کیونکہ شیطان تو اس کی آرزو اور تمنا کی تلقین کیا کرتا ہے، — نفس تو کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ شیطان جن اس کی طرف خواہشیں ڈالتا رہتا ہے، — اس شیطان کو شیطان انس کے بغیر تیرے اوپر قدرت وقابو نہیں ہوتا، — جب وہ فضولیات کی طرف سبقت کرتا ہے تو وہ قابو پالیتا ہے، اگر تو اس کے مادہ کو قطع کر دیتا اور اسے حرام اور شبہات اور مشبہات سے بچا لیتا تو اس کی آگ بجھ جاتی، — اگر تو مباح چیزوں کے استعمال میں کمی کرتا تو:

○ — اس کی فضولیات کا غدہ پگھل جاتا،

○ — اس کی خواہشیں منتقل ہو جاتیں،

○ — خوف اور اُمید کے جھاڑ اس میں اُگنے لگتے،

○ — اس کے باطن کی تاریکی نور بن جاتی،

وہ دل کے ساتھ سکون پاتا، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا دی جاتی:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ ○ (سورہ الفجر)

''اے اطمینان والی جان! تو اپنے ربّ کی طرف واپس ہو''۔

عام آدمی کو موت کے وقت ندا دی جاتی ہے:

''تو قرب کے دسترخوان سے اور اللہ کی حضوری کے آستانہ سے کہاں دور چلا گیا''۔

اور اس آیت کے مصداق بنتا:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ○

''بے شک وہ ہمارے نزدیک البتہ برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں میں سے ہیں''۔

تیرا دل اس وقت تک صاف نہیں ہوسکتا جب تک کہ تیرا نفس صاف نہ ہو جائے، تو اصحاب کہف کے کُتے کی طرح تابع نہ بن جائے، ـــ تو قربِ الٰہی کے آستانے کی چوکھٹ پر انتظار کر، دل جب حضوری میں ہو اور نفس اس کے باہر نکلنے کا منتظر ہو، اپنی ایمانی کمزوری کے وقت ظاہری شریعت کو لازم پکڑ، ـــ قرآن وسُنّت سے جو رخصتیں دستیاب ہوں، ایمانی قوت کے حصول تک ان پر عمل پیرا رہ، ـــ جب تیرا ایمان قوت پکڑ لے تو عزیمت وقوت کی سواری کو لازم پکڑ لے، اگر تو اپنے نفس پر سوار ہو جائے گا تو قضاوقدر کے ساتھ سیر کرتے ہوئے اس کی موافقت کرے گا، ـــ

حضرت منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ سے سولی دینے کے وقت کسی نے عرض کیا:

''آپ مجھے وصیّت فرمائیں'' ـــ آپ نے ارشاد فرمایا:

''تو اپنے نفس کو سنبھال، اگر تو اسے اپنی خدمت میں نہ لگائے گا تو وہ تجھے اپنا خادم بنا لے گا''۔

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی دور میں میرے پاس ایک بڑی عمدہ قمیض تھی، میں اسے بیچنے کے لئے کئی بار بازار لے گیا، لیکن کوئی اس کا خریدار نہ ملا، ـــ پھر میں اسے ایک آدمی کے پاس لے گیا، اس کے پاس ایک دینار کے بدلے قمیض کو گروی رکھ دیا، ـــ حتیٰ کہ عید کا دن آ گیا، ـــ وہ آدمی اچانک میری قمیض لے آیا اور کہنے لگا:

''تم اسے لے لو اور پہنو، اور میں نے جو دینار لینا طے کیا تھا، وہ میں نے معاف کیا''۔

میں نے ہر چند منع کیا، اس نے پھر کہا:

''اسے لے لو اور پہنو ورنہ میں اسے ضائع کر دوں گا''۔

غرض اس نے اس قمیص کا پہننا میرے لئے لازم کر دیا، میں نے جان لیا کہ وہ مقدر میں ہے، اس میں میرا زُہد نہ چلے گا۔

سوال:

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کسی عالم کے اس قول کا مطلب پوچھا: کہ ہم نے غیر اللہ کے لیے علم سیکھا مگر وہ تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

جواب:

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ قول اولیاء کرام کے لئے ہلاکت ہے، کیوں کہ غیر اللہ کے لیے علم سیکھنا شرک ہے، ـــ اور ہم اسے دوسری وجہ سے یہاں غیر سے مراد آخرت لیتے ہیں تو یہ بھی نقص ہے (اگرچہ شرک نہیں) ـــ مفہوم یہ ہوا کہ آخرت کے حصول کی نیت سے علم سیکھا اور اس پر عمل پیرا رہے، حتیٰ کہ وہ علم اللہ تعالیٰ تک لے آیا اور اس سے قریب کر دیا، ـــ انہوں نے ظاہر کو باطن سے، اور فرع کو اصل سے حاصل کیا، ـــ

○ — پہلے یہ عوام کے دستر خوان پر بٹھا دیئے گئے،

○ — پھر انہیں فضل کے طعام کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا،

انہوں نے ایک حالت میں دو لقمے کھائے، جو کچھ عوام کو دیا گیا اس میں شریک ہو گئے، — اللہ تعالیٰ جب تجھ سے کسی امر کا ارادہ کرے گا، اس وقت وہ تجھے اس کے لئے آمادہ کر دے گا، —

جس نے میرا ابتدائی حال جان لیا، اور پھر مجھ سے الگ ہو کے بیٹھ رہا، حقیقت میں وہ گنہگار ہے، —

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے ایک صاحب ایسے تھے کہ جب کوئی آدمی ان سے خرق عادت کرامتوں میں سے دیکھ لیتا تھا آپ اس سے فرمایا کرتے:

''تو نے خلافِ عادت یہ بات دیکھ لی ہے، لہٰذا ہاتھ لا کر قسم دو اور اللہ کو گواہ کرو کہ مرتے دم تک اس کا کسی سے ذکر نہ کروں گا''۔

اور آج یہ حال ہے کہ اب کوئی محتاج بندہ چند دن عمل کرتا ہے، اس دوران کسی رات اسے اللہ کے اسرار میں سے کوئی بھید معلوم ہو جاتا ہے تو سارا دن اس کا تذکرہ کرتا رہتا ہے، — اچانک وہ بھید اس سے سلب کر لیا جاتا ہے، — اللہ کی قسم! آدمی ایک چیز ہے، اور علم و کرامت بھی ایک چیز ہے، — صاحب علم و کرامت کو حکم ہوتا ہے کہ چھپائے! حتیٰ کہ قضا و قدر اس کے ظاہر کرنے کا حکم لاتی ہے، اپنے دل اور اللہ کے ساتھ راز و نیاز کی حفاظت رکھ کر اسے ظاہر کرنا چاہئے، — جب تیرے دل میں دُنیا کا حسن اور اس کی زینت موقع پا لے تو اس سے جلد بھاگ، بے شک وہ تیرا پیچھا کرے گی، —

سوال:

کسی نے سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ دودھ چھوڑنا (ترکِ دُنیا کرنا) بڑا دشوار کام ہے، —

جواب:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے لئے دشواری کیسی، دودھ چھوڑنا تو اس بچے کے لئے دشوار ہوتا ہے جو اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا، — لیکن جو کھانے پینے کو جان لیتا ہے، اسے پہچان لیتا ہے تو گویا وہ اس دودھ سے جو کہ ایسے تھن سے نکلے جس میں گویا سوئی کے سوراخ ہیں، بے رغبتی کرتا ہے، —

تو اللہ کی طرف دوڑ اور اس کے دروازے کا ارادہ کر، ہو سکتا ہے کہ تو اولیاء و اصفیاء میں سے ہو اور تجھے اس سے اس لئے روکا جا رہا ہو کہ

○ — تیرا دل دُنیا سے صاف ہو جائے،

○ — تیرے دل سے اس کی یاد چلی جائے،

○ — تیری جدائی پر اسے ہمیشہ حسرت رہے،

○ —— تیری شاہی محبت دُنیا کی محبت کی جگہ پر آ جائے،

یہاں تک کہ تیرا دل تیرے ربّ کی محبت سے بھر جائے گا اور اس سے مانوس ہو جائے گا، اور سب ذرائع اور آلات منقطع ہو جائیں گے، —— دُنیا تیرے سامنے تیرے لئے خادم بنا کر لائی جائے گی، زرہ اور چوکیدار اور مخالفین اس کے ہمراہ ہوں گے، اور یہ کہ دُنیا سے اس کا زہر علیحدہ کر لیا گیا ہوگا، —— اور محبت والی زبان سے تجھے کہے گی:

''تیرا مقدر حصہ ہر لحظہ فلاں موضع میں اور فلاں موضع میں ہے، فلاں کی لڑکی تیرے حصہ میں ہے''۔

غرض کہ ہر لحظہ اس کی خوشامد اور چاپلوسی زیادہ ہوگی، ——

دُنیا کی نعمتوں کا ترک کرنا زُہد اور ان کا لینا معرفت ہے:

اے عراق والو! —— اے دُنیا کی حکومت والو!

اے دُنیا کے بادشاہو! —— اے دُنیا کے لباس ولایت والو!

میرے پاس بہت سے کپڑے ہیں، جو چاہو پہن لو، —— مگر میرے بارے میں سلامت روی کو اختیار کرو، ورنہ تم پر ایسا لشکر لے کر آؤں کہ جس کا تم سامنا نہ کر سکو۔ والسلام!

دُنیا کی نعمتوں کا ترک کرنا زُہد ہے، اور ان کا لینا معرفت ہے، —— اگلوں کی باتوں کو چھوڑ، ان میں سے ہر ایک وقت کا شیخ تھا، —— زاہد، عارف کا غلام ہے، جب تک زاہد کی ذات میں دُنیا اور ما فیہا اور آخرت کی بہتری میں سے کچھ ہے، وہ زُہد کرے گا، —— آخرت بھی ایک طرح کی خواہش اور طبیعت کا حصہ ہے، —— کیا تیرے ہاں اسے ترک کر دینا موجود ہے، جو چیزیں عارف لیتا ہے اگر وہی کچھ زاہد کا دل بھی لینے لگے اور یہ کہ اس کے دل سے ساری لذتیں جاتی رہیں، یعنی اس درخت کا جڑوں سمیت قلع قمع ہو جائے تو زُہد ختم ہو جائے گا، معرفت آ جائے گی، —— کدورت چلی جائے گی، صفائی آ جائے گی، —— معرفت میں استغراق حاصل ہوگا، اسباب کے پیدا کرنے والا اللہ آ جائے گا اور سبب منقطع ہو جائے گا، —— اس وقت اس سے ثبات واستقامت رجوع کرے گی، وہ آستانہ الٰہی کے دروازے پر بیٹھ جائے گا، خلق کو اچھے کاموں کا حکم دے گا اور اسے بُرے کاموں سے منع کرے گا، تیرے گناہ تیرے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں، دشمن تاک لگا رہے ہیں، اگر تو دشمنوں کو ذلیل وخوار کرنا چاہتا ہے تو ابھی توبہ کر لے اور اپنی آخرت میں مشغول ہو جا، اللہ تجھ پر گواہ ہے، اور وہ جہاں کہیں بھی ہو تیرے ساتھ ہے، حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتِیْ فِیْ دُنْیَایَ ○

''الٰہی! دُنیا میں میری غربت پر رحم فرما!''

موت دو طرح کی ہے:

موت کی دو قسمیں ہیں:

○ — ایک عوام کی موت ہے جو کہ معمولی ہے، روزہ مرّہ ہے،

○ — ایک خواص کی موت ہے اور وہ خواہشوں اور نفسوں اور طبیعتوں اور عادتوں کا مر جانا ہے، — اس موت سے دل زندہ ہوتا ہے،

جب دل زندہ ہو گیا، قربِ الٰہی مل گیا، ہمیشہ کی زندگی آ گئی، — موت کے ذکر اور اس کے بیچ میں پردہ ڈال دیا جاتا ہے، — اس کے باطن میں ایک ایسی چیز آ جاتی ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے، اس کا ظاہر دوسرے لوگوں کو موت کی یاد دلاتا رہتا ہے، وہ ان کے ظاہری حکم کو یاد کرتا رہتا ہے، — میں تمہارے ظاہر کو دیکھتا ہوں کہ وہ وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں جبکہ تمہارے باطن اس کے برعکس ہیں، اسی لئے میں تمہارے چہرے کو کعبے کی طرف اور تمہارے دل کو درہم و دینار کی طرف متوجہ دیکھ رہا ہوں، — جو خوف رکھتا ہے اندھیرے سے چل دیتا ہے، خوف ہے کہاں!

اَللّٰهُمَّ خَلَاصًا يَاْتِيْ ○ ”الٰہی! میں نجات کا طالب ہوں“۔

جو قلب مخلوقِ الٰہی میں زمین پر یکتا و فرد ہوتا ہے، شیطان اس کے سامنے مشکیں بندھا ہوا تابعدار اور فرماں بردار بن کر آتا ہے، —

○ — جب تک تو خدا کو یاد کرے گا، پس تو محب ہے،

○ — جب تو یہ سنے گا کہ وہ تجھے یاد کرتا ہے، پس تو محبوب ہے،

○ — جب تو اسے اپنی زبان سے یاد کرے گا، پس تو تائب ہے،

○ — جب تو اسے اپنے دل سے یاد کرے گا، پس تو سالک ہے،

○ — جب تو اسے اپنے باطن سے یاد کرے گا، پس تو عارف ہے،

تیرے لئے لازم و متعین ہے کہ تو جب تک اپنی بداخلاقیاں صحیح نہ کر لے، صالحین کی صحبت میں نہ بیٹھ، — اور جب تک ایک نوالہ اور ٹکڑا مجھے در بدر پھراتا رہے، تو ان کی صحبت میں نہ جا، اس حالت میں تیری خرابی ان کی صحبت میں تیری اصلاح پر غالب ہو گی، — تو ان رعونتوں کو چھوڑ دے، غیر اللہ کو نہ دوست بنا، نہ اس کے غیر سے دوستی کر، نہ اس کے غیر کی مصاحبت اختیار کر، — تیرے لئے پھٹکار ہے، —

اے سب خبیثوں سے زیادہ خبیث!

اے احمق!

کیا تجھے میرے سے زیادہ یہودی اور عیسائی پسند ہے، — دجال خراسان سے آئے گا، — اس کا ظاہر ستھرا ہو گا اور تجھ پر علم بگھارتا ہو گا، — کیا میری نسبت تجھے وہ محبوب ہے! —

اے اللہ کے بندو!

خبردار ہو جاؤ، — تم ہمیشہ کی زندگی کی طرف اور کبھی نہ خشک ہونے والے چشمے کی طرف اور کبھی نہ بند ہونے والے دروازے کی طرف آؤ، — ایسے سائے کی جانب بڑھو جس کے لئے زوال نہیں، — ایسے پھل کی طرف دوڑو جو کبھی نہ کم ہو گا، — اس کی مراد تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، —

اے شہوتوں اور لذتوں کے سکھائے ہوئے لوگو!

اے خواہشوں کے پلے ہوئے لوگو!

بھلائی ان کے ماسوا میں ہے، تُو ہمارے ارادے کی سچائی کی آگ میں جل، تمام پردوں اور دروازوں کو توڑ ڈال، ہمارے اور تیرے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہے گا، — تو اسے ایسے ہی دیکھنے لگے گا جیسے کہ تو ہمیں دیکھتا ہے، اس وقت مقسومات میں مشغول ہونا فائدہ مند ہوگا، —

اے ولایت کا دعویٰ کرنے والو!

تو ولایت کا مدعی نہ بن، کیونکہ یہ ایسا علم ہے جو کہ خود تیرے سر پر چڑھ کر پھلے پھولے گا، ندا کرنے والا تیرے اوپر ندا کرے گا:

○ — ولایت افعال ہیں نہ کہ اقوال،

○ — باطن بنیاد ہے اور اس کی عمارت قلب کا متصل ہو جانا،

○ — اس کی کنجیاں ایمان ہے،

اور اس کی حقیقت سے تجھے کچھ خبر نہیں، — تو اس کے بعض یکتا اور اطمینان والے بندوں کے دامن سے وابستہ ہو جا اور ان سے ایک لقمہ طلب نہ کر، تا کہ وہ تجھے اس بات پر قدرت دیں کہ ان کے کپڑے پہن سکے اور ان کے روبرو کھڑا رہے، — ممکن ہے کہ جب تو اس حالت پر ہمیشگی اختیار کرے تو وہ تجھے اپنے قریب کر لے اور اپنے کلمات کی بعض گدڑیاں پہنا دے، اور تجھے اپنے بعض حالات پر مطلع کر دے، تیرے دل کے جوش کو ثابت قدمی دے اور تیرے مقام کو پاکیزہ کر دے، — جب تو ارادتِ الٰہی کو اپنے دل کی طرف آتا ہوا دیکھے تو آنکھیں بند کر لینا اور سر کو جھکا لینا اور انہیں چھپائے ہوئے رکھنا، کسی غیر پر اس کا راز ظاہر نہ کرنا، —

اولیاء اللہ کے دلوں پر ارادتِ الٰہی ان کے حالات و مقامات کے موافق نزول کرتی ہے، ان لوگوں کا ظاہر ان کے باطنوں کے تغیر کے لئے متغیر ہوتا رہتا ہے، — ان کا جو مرید ان کے بھید جان جائے اسے چاہیے اندھا بہرا بن جائے، جیسے کوئی نشے میں ہو، — اس کے شیخ پر جب اس کی شرافت ظاہر ہو جائے گی اور اس کے ادب میں کوئی شک وشبہ نہ رہے گا کہ وہ ان کے بھید کو چھپاتا رہا ہے، تو کیا عجب کہ وہ اس مرید کے دل کو اپنے بعض کپڑے پہنا دے، اللہ سے اس کے دل کی پاکیزگی کے لئے دعا کرے، جیسا کہ یوشع بن نون علیہ السلام کا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی معیّت میں حال ہوا کہ خدمت کرتے کرتے پیغمبر ہو گئے۔

اہلِ دین ومعرفت کی صحبت میں بیٹھنا راہیں آسان کرتا ہے:

اے بیٹا! جو چیز تیری ملکیت میں نہیں، وہ تیری دسترس سے باہر ہے، — ایسی چیز دو حال سے خالی نہیں:

○ — یا وہ تیرے لئے ہوگی یا تیرے غیر کے لئے،

○ — یعنی یا تو وہ تیرے مقدر کا حصہ کی ہوگی یا تیرے غیر کے حصہ کی،

یہ مشقت جو تیرے دین میں کمی کر رہی ہے، کس لئے! — اگر تو عملی باتوں کے سننے اور اہلِ دین ومعرفت کی صحبت میں، اور آنے والی چیز کے تفکر میں ہمیشگی کرے گا تو تیرے اسباب اور ارباب کو چھوڑ دینا آسان ہو جائے گا، — اخلاص کے بعد خلق کی وجہ سے کسی عمل کا چھوڑ دینا بھی ریا ہے، مگر مخلوق کے دکھلاوے کے لئے کسی عمل کو اس خیال سے چھوڑ دینا کہ اخلاص حاصل ہونے میں کامیابی ہو، تو اُمید ہے کہ وہ ریا نہ ہو، —

تو جب تک مرید ہے شرعی حکم کی پابندی لازم جان، شاید کہ تیرا یہ عمل تجھے علم تک پہنچا دے کہ وہ تیرے دل اور اعضاء اور باطن سے عمل کرانے لگے، علم ہی تجھے حکم دے گا اور نواہی سے وہی روکے گا۔

اَللّٰهُمَّ مَا مِنَّا اِلَّا مَنْ يُّرِيْدُكَ وَلٰكِنَّ لَافَاتٍ تَمْنَعُنَا عَنْكَ اَوَامِرُ اللّٰهِ ○

"الٰہی! ہم میں سے کوئی نہیں جو تیرا خواہش مند نہ ہو، لیکن آفتیں ہمیں تجھ سے روکتی رہتی ہیں، اور امرِ الٰہی"۔

سچے مریدین کے فرائض:

اے مخاطب! تیرے اوپر قرض ہیں، قدرت ہونے کے باوجود اگر تو انہیں ادا کرنے میں تاخیر کرے گا اور اگر تو چھوڑ دے گا تو تُو کفر کرے گا، — تو دُنیا سے اپنی حاجت کے لئے کھیل کود اور کثرتِ مال کے خیال سے بے مقدار نہ لے، — جب تیرا اسلام تسلیم کی شان کے ساتھ متحقق ہو جائے گا، اور تُو اپنے نفس کو تقدیر کے حوالے کر دے گا، تو وہ:

○ — تیرے قلب کو خلعتِ خاص پہنا دے گا،

○ — پھر تیرے ظاہر و باطن کو آراستہ کر دے گا،

○ — تُو ایک دن میں کئی بار مرے گا اور زندہ ہوتا رہے گا،

○ — وہ زندہ کر کے تیرے قلب سے خباثتیں اور کدورتیں نکال دے گا،

وہ جی اٹھے گا اور جب خلق کو دیکھے گا تو مر جائے گا، اور جب خلق پر اس کی نگاہ پڑے گی تو محتاج ہو جائے گا اور ذلیل ورسوا ہوگا، — عادت اسے نگل لے گی، اور جب وہ حق کو دیکھے گا تو زندہ ہو جائے گا اور حرکت کرنے لگے گا اور اُٹھ بیٹھے گا، — مخلوق سے اپنے نفس اور وجود سے غائب ہو جائے گا لیکن حق کے ساتھ زندہ رہے گا اور مخلوق سے مر جائے گا، —

یہ سچے مریدین کے فرائض ہیں، — جب کوئی مرید ان کے پاس آتا ہے وہ خود اسے فنا کا حکم دیتے ہیں، —

○ — پہلے مخلوق اور نفس کے فنا کرنے کا حکم،

○ — پھر دُنیا و آخرت سے محو و فنا کا حکم،

اس کے لئے جب محویت تمام ہو جاتی ہے تو مقلب القلوب اسے جیسے چاہتا ہے، لوٹ پوٹ کرتا رہتا ہے، — جب تو اس مقام کی طرف ترقی کا قصد کرے تو خود پر حرام اور مشتبہ چیزیں چھوڑ دینے کو لازم کر لے، — پھر مباح چیزوں کے چھوڑنے کو، اس کے بعد فقط حلال کو خود پر لازم کر لے، —

○ — وہ حکم اور علم کا اِجماع ہے،

○ — وہ ظاہر و باطن کا اِجماع ہے،

جو کہ کسی کے دستِ ملکیت میں نہ ہو، مثلاً وہ چیزیں جو کہ جنگلوں، بیابانوں اور کناروں پر ہیں، — رزقِ حلال تیرے پاس تیرے سوتے میں آ جائے گا، تو اپنے دل کی آنکھیں کھولے گا، اپنے اردگرد فرشتے اور نبیوں کی روحیں کھڑی ہوئی دیکھے گا، — علم تجھے اس کے کھانے کا فتویٰ دے گا، سلامتی تیرے لئے قرب کا ضامن بن جائے گی، تو مخلوق سے خالی اور فارغ ہو کر کھڑا نہ ہو جا، —

○ — نہ ان کا خوف ہو اور نہ ان سے کوئی اُمید،

○ — نہ ان کی تعریف اور نہ ان کی بُرائی،

○ — نہ ان کی صورتوں پر نظر اور نہ ان کے معنوں پر نگاہ،

اس وقت احسانِ الٰہی خوش عیشی اور زندگی کا پیغام لائے گا، پھر تجھے قرب و امیری، ہمیشہ کی صحبت، خلق سے دوری اور وجود سے فنا حاصل ہو جائے گی، — تم:

○ — اثبات کے بعد محو کو،

○ — وجود کے بعد عدم کو،

○ — دوری کے بعد قرب کو،

○ — میلے پن کے بعد صفائی کو،

○ — قطع کے بعد وصل کو،

○ — دوری کے بعد ملاقات کو،

طلب کیا کرو، — دل کی صحت و درستی زبان کے بغیر ہے، — باطن کی درستی قلب کے بغیر ہے، — اور سر کی درستی وجود کے بغیر ہے، — یہاں اللہ کی ہی سچی ولایت ہے، جب چاہے گا اسے مخلوق کی طرف اٹھا کر کھڑا کر دے گا اور اس سے اپنے بندوں کی اصلاح فرمائے گا، اور اسی کی وجہ سے اپنے نزدیک کر لے گا۔

واصل الی اللہ ہونا ہے تو ......:

اے باطل! —— اے سراپا ہوس!
تُو اسباب کو قطع کر دے اور ارباب کو چھوڑ دے تو یقیناً واصل الی اللہ ہو جائے گا، —— جو کچھ تُو ترک کرے گا وہ خود بخود تیرا استقبال کرے گا، —— یہاں ہر قسم کا پُنا ہوا کھانا طباق میں موجود ہے، —— محبوب کے گھر میں قرب کی منزل میں طبیب بھی موجود ہے، ——

اس دوران ایک شخص سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لئے کھڑا ہوا، —— آپ نے فرمایا:
"خاموش رہو! —— میں تیرے سوال کو دیکھتا ہوں کہ تیرے نفس اور طبیعت سے نکل رہا ہے، —— تو میرے ساتھ خطرے میں نہ پڑ، میں صاحبِ شمشیر اور قتل کر ڈالنے والا ہوں، اور اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے، ——

○ —— مگر اے عامی! اللہ تجھے اپنے عذاب سے ڈراتا ہے،
○ —— اور اے خاص! اللہ تجھے اپنے نفس سے ڈراتا ہے،
○ —— اے خاص الخاص! وہ تجھے اپنی تبدیلیوں اور حالتوں کے پلٹ دینے سے ڈراتا ہے کہ وہ تیرے کان اور آنکھ اور قوتوں اور مال و اہل و عیال کو لے لے گا، پھر تجھے آخرت کی طرف لے جائے گا،
○ —— اور اے خاص الخاص! اللہ تجھے اپنے سے ڈراتا ہے، تو اپنے خوف کے قدم پر کھڑا رہ، حتیٰ کہ تو غافل نہ ہو، اللہ تیرے سر سے مشورہ کرے اور اسے کہے:
"بے شک میں ہی اللہ ہوں، تو خوف نہ کر اور ڈر مت"۔

جب تجھے یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو جب بھی تو خوف کی طرف بڑھے گا وہ تجھے منع کرے گا، —— تیرا امن خوف سے مکدّر رہو گا وہ اسے صاف کر دے گا، جب قلب کی صحت تمام ہو جائے گی، زمین و آسمان کے درمیان کی سلطنت کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گی، —— یہ امر بناؤ سنگھار اور تمنا اور تکلف اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوا کرتا، —— یہ اس لیاقت و اہلیت سے حاصل ہوتا ہے جو آسمان سے اترتی ہے، —— تجھے تیرے دل میں زُہد کے ساتھ قیام کرنے سے عمل ترقی دے سکتا ہے، تجھ پر اور تیری مجلس والوں پر رحمت اُترتی ہے، مباحات اور زائد انعامات یکے بعد دیگرے آتے رہیں گے، (یعنی تیری اس بلند نصیبی سے فرشتوں کو فخر ہو گا، اور بلندیاں نصیب ہوں گی)۔

ایک مرید حکیم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا:
"میں جنت میں تھوڑی سی جگہ چاہتا ہوں، اس کے سوا کچھ طلب نہیں کرتا"۔
حکیم نے اسے جواب دیا:
"جس طرح تو نے آخرت سے قناعت کر لی ہے، اسی طرح تو دُنیا سے بھی قناعت کر لیتا"۔

جب مرنا برحق ہے اور مرے بغیر چارہ نہیں، تو ابھی مر جا، — میّت کو کسی سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا، — دینے یا نہ دینے سے، — امید اور خوف سے کوئی علاقہ نہیں رہتا، — نہ آپس کی دشمنی ہوتی ہے اور نہ دوستی، فقط سکون اور سکوت ہوتا ہے، —

تو نفع اٹھانے کے لئے اور مصیبت سے نجات پانے کے لئے مُردے کی طرح ہو جا، مُردہ کوئی بات چیت نہیں کرتا، — پھر اللہ چاہے گا تو تیرے مُردہ ہونے کی حالت میں تجھے گویائی دے دے گا، — جب تو اپنی خودی اور خلق سے مر جائے گا تو تُو ایسے کلام سے گویا ہو جائے گا جو کہ سراپا صدق اور حق ہو گا، کیونکہ مردہ سچی اور حق ہی خبر دیا کرتا ہے، —

سوال:

آپ کو ایک رقعہ لکھا گیا کہ ایک صوفی شخص ہے، وہ کچھ طلب کرتا ہے، —

جواب:

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ باطل ہے، صوفی تو خلق سے صاف ہوتا ہے، اسے دیکھتا بھی نہیں، صوفی سے طلب کیا جاتا ہے، صوفی طلب نہیں کیا کرتا۔

سوال:

آپ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ پیوند لگانے والے پر جب اس کی گدڑی زیادہ پھٹ جائے تو وہ کیا کرے؟ —

جواب:

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''قضاوقدر کی موافقت میں خاموش ہو کر بیٹھ جائے، یہاں تک کہ قضاوقدر بقدر ضرورت اس کے ہاتھ میں پیوند رکھ دے، یا اس کی گدڑی کی جگہ کوئی دوسری پھٹی گدڑی دے دے، — تیرے پاس سے جب کنجی جاتی رہے تو تُو چوکھٹ پر سر رکھ کر دروازے پر سو جا، —

تو تو جاہل ہے، — تو تو خلق کا بندہ ہے، — وہ جب تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں تو تجھ پر موٹاپا بڑھا ہوتا ہے، — اور جب وہ پیٹھ پھیر لیتے ہیں تو تُو دُبلا نظر آتا ہے، — تو ہلاکت والا ہے، تو مشرک ہے، — تیرا دل توحید سے خالی ہے، تو خلق کا بندہ ہے، تو نیکیوں سے خالی ہے، تو شمار سے خارج ہے، — نہ تو علماء کے ساتھ شمار کیا جا سکتا ہے، نہ مریدین کے ساتھ، نہ مرادین میں اور نہ صالحین کے ساتھ، — اگر مجھے تجھ سے حیاء دامن گیر نہ ہوتی تو میں تم میں سے ہر ایک کے دروازے پر آتا، اور میں اس سے اپنا مہمان ہونا طلب کرتا اور میں اس کے کان ملتا اور اسے ادب وتہذیب سکھا دیتا، —

اے اس روپے پیسے کے عاشق وفریفتہ! — کہ وہ اپنی طرف دیکھنے والے اور اپنی طرف شامل ہونے والے کو کھینچتا رہتا

ہے،—

تجھ پر افسوس ہے کہ مجھ سے دُنیا کو طلب کرتا ہے، حالانکہ وہ مشرق میں ہے اور میں مغرب میں، — میں دُنیا سے اپنے توحید کے حصے لیتا رہتا ہوں، تو مجھ سے آخرت اور قربِ الٰہی کو طلب کر،—

دین کی دیواریں برابر گر رہی ہیں:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں برابر گر رہی ہیں، اور اس کی بنیاد ہل رہی ہے،

اے اہلِ زمین!—

آؤ ہم تم گرے ہوئے کو مضبوط بنا دیں، اور جو گر چکا ہے اسے درست کر دیں،—

اے سورج! — اے چاند! — اور اے دن!

آؤ! یہ چیز تو پوری ہو کر رہے گی، — ہاں بعض حال وہ ہیں جو پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، — حکم الٰہی کے آنے کے واسطے ہم ہوتے ہیں، بسم اللہ!"

یہ کہہ کر آپ نے کرسی پر تکیہ لگا لیا، اور اپنے ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھ لیا، اور اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں، تھوڑی دیر تک آپ یونہی ٹھہرے رہے، — پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے:

"تم بیوقوف اور مجنون ہو، — کسی عذر کے بغیر میرے پاس تمہارا بیٹھ رہنا، یا نہ آنا راس المال کا نقصان ہے"،—

موت کے بیدار کرنے سے پہلے بیدار ہو جا:

اے مخاطب! تو بوالہوس نہ بن، غرور اور تکبر کا شرک تجھ پر غلبہ نہ کرے، تو عنقریب مرنے والا ہے،—

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں استاذ دارالامام عزالدین ابن رئیس الرؤساء حاضر ہوا، — اس کے ساتھ بہت سے خادم اور غلام تھے، اس سے پہلے وہ نہ کبھی آپ کی مجلس میں آیا تھا اور نہ کبھی آپ کے ساتھ اسے مل بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا، اس کے مجلس میں آتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم سب کی یہ حالت ہے کہ بعض تمہارے بعض کی خدمت کیا کرتے ہیں، — اللہ کی خدمت کون کرتا ہے، تم سب کے سب مخلوق اور موجود ہو،—

اے مردہ! — اے مٹی! — تو مٹی ہو جائے گا، تیری قبر ایک مٹی سے دوسری مٹی کی طرف روندی جائے گی، — مہد سے لحد کی طرف لوٹے گا، — تجھے کچھ خبر نہیں کہ تو بوڑھا ہو گیا ہے، بہرہ ہو گیا، — تجھے خبط ہے تو مجنون ہے، — اس سے پہلے کہ موت تجھے بیدار کرے تو بیدار ہو جا، — تو اپنے نفس کا ناصح بن جا اور اسے پامال کر ڈال، — تو اپنا مال تقسیم کر دے، تو اپنی مرضی اور خوشی کے بغیر سفر کرنے والا ہے، — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ○ (سورہ یونس)

''جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک گھڑی آگے پیچھے ہٹ نہیں سکتے''۔

وہ سب کچھ جو کہ تجھے بزرگ بنا رہا ہے اس کا وبال اور مواخذہ تیرے اوپر ہے، —— تیرا دوست وہ ہے جو تجھے ڈرائے، اور تیرا دشمن وہ ہے جو تجھے بہکائے اور گمراہ کرے، ——

اَللّٰهُمَّ نَبِّهۡنَا مِنۡ رَقۡدَةِ الۡغَافِلِيۡنَ وَانۡفَعۡ بَعۡضَنَا بِبَعۡضٍ اشۡتَغِلۡنَا بِنَا وَبِكَ حَتّٰى تُصۡلِحَ نُفُوۡسَنَا وَتَهۡدِيَهَا لَكَ وَاشۡتَغِلۡ بِقِيَّةَ الۡعُمُرِ ○

''الٰہی! تو ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار کر دے، —— اور ہمارے بعض کو بعض سے نفع پہنچا، —— تو ہمیں ہمارے اور اپنے ساتھ مشغول فرما، —— اور ہمارے نفس کی اصلاح فرما دے، انہیں اپنا راستہ دکھا دے، —— اور بقیہ زندگی اپنے ساتھ مشغول رکھ۔ آمین!''

نصیحت کرنے کے لئے شرائط:

دوسرے کو نصیحت کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ تو خود مؤمن ہو، —— کسی بندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بغیر اپنے پہنچے ہوئے خلق کو حق کی طرف دعوت دے، —— تو نافرمانوں کی پیروی نہ کر، اس خائن پر افسوس ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کرتا ہے، وہ:

- —— وہ حکم کرتا ہے اور خود وہ فعل نہیں کرتا،
- —— منع کرتا ہے اور خود باز نہیں رہتا،
- —— دوسروں سے کہتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا،

تیرے کندھے ہلانے اور بیٹھنے، اور مونچھوں کو پست کرنے اور چہرہ زرد کر لینے کا اعتبار نہیں، ——

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''ایمان یہاں ہے''۔

اس قول سے آپ کا اشارہ اس قوم کی طرف تھا جو امیروں کے پردہ پکڑ کر ارد گرد جمع ہوتے ہیں، یہی ان کی حالت تھی۔

اللہ والوں میں سے ہر ایک کے دل پر محافظ اور چوکیدار ہوتے ہیں، —— وہ نفس اور خواہش اور اللہ کی ذات سے بھٹ ماری کرنے والوں سے لڑتے رہا کرتے ہیں، ——

علم والوں کا عمل نہ کرنے پر برا انجام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

معراج کی شب میں نے چند قوموں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام

سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ —

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی امت کے وہ عالم ہیں جو کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے نفسوں کو بھلاتے ہیں، حالانکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں خود عمل نہیں کرتے''۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحِ الْكُلَّ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا صَالِحِيْنَ وَاَصْلِحْ بِنَا اِجْعَلْ حَوَائِجَنَا اِلَيْكَ ۝

''الٰہی! تو سب کی اصلاح فرمادے، — الٰہی! تو ہمیں صالح بنادے، — ہمارے ذریعہ سے دوسروں کی اصلاح کردے، — تو ہماری حاجتوں اور توجہ کو اپنی طرف کرلے''۔

اس دعا کے بعد سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عزالدین سے فرمایا:

''تو کھڑا ہو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ''۔

آپ کا اشارہ استاددار کی طرف تھا، پھر فرمایا:

''تاکہ ہم اس اُجڑے گھر سے اپنے ربِ تعالیٰ کی طرف دوڑیں، اور مال واولاد سب کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں، اور ہم عمل کے ذریعے اللہ کی طرف چلیں، — عنقریب تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے گا، وہ تجھ سے تیرے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا، — اس نے تجھے دُنیا وآخرت کے لئے نہیں اپنی توحید کے لئے پیدا کیا ہے، — دُنیا نہ تیرا پیٹ بھر سکتی ہے اور نہ تجھے سیراب کر سکتی ہے، — یہ دھوکہ باز مکار ہے، — تیری بڑی مصیبت:

○ — اپنے نفس کی طرف دیکھنا ہے،

○ — اپنے نفس کی تدبیر سے دُنیا کی طرف دیکھنا،

○ — دُنیا کو نفس کا وزیر بنالینا ہے،

تو اس سے بچے، — انجام کار مؤمن سوچنے والا ہوتا ہے بدبخت نہیں ہوتا، — جب تو اپنے نفس سے علیحدہ ہو جائے گا، تیرا قلب تجھ سے کلام کرنے لگے گا، اس کے بعد باطن تم دونوں سے میل جول کرے گا، — اس کے بعد اللہ تمہیں دوست رکھے گا، جب تو لوگوں اور شہروں کا کوتوال ہو جائے گا، تو جس طرح ہو سکے اس نفس کو معزول کردے،

○ — جب تو کسی بوڑھے کو دیکھے تو یہ کہہ دے کہ یہ بندۂ خدا میرے سے پہلے کا ہے، (عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے اللہ کی عبادت تجھ سے زیادہ کی ہے،)

○ — اسی طرح نیک بندے اور فاسق اور جوان اور بچے کو خیال کیا کر،

اس سے تیرا نفس جدا ہو جائے گا اور دُنیا تیرے دل سے نکل جائے گی، — تیرے دل کی آنکھ آخرت کو لے کر مجھے بابِ قرب پر ڈال دے گی، تو اس کے قرب وحکومت اس کے کبریا وجلال کے دروازے کا قصد کرے گا، اور آخرت تیرے دل کی

آنکھوں میں چھوٹی اور ذلیل ہو جائے گی، تو اللہ کا مشتاق ہو جائے گا، اس سے ملاقات کا خواہاں ہوگا، دُنیا کو دیکھے گا، ـــ

○ ـــ وہ تجھے تمام مخلوقات سے وحشت ناک نظر آئے گی،

○ ـــ وہ تیرے قلب سے اس طلاق شدہ عورت کی طرح ہو جائے گی جس کے عیب کھل جانے پر اسے طلاق دی گئی ہو،

نفس اس سے دوری کرے گا، ـــ اس کے بعد بن سنور کر آخرت آئے گی، سابقۂ الٰہی اس کے عیب ظاہر کر دے گا اور یہ بتا دے گا کہ یہ بھی حادث اور مخلوق ہے، ـــ اسلام لانے پر اس میں تیرے یہود و نصاریٰ بھی شریک ہوں گے، ـــ نفقد جنت تمام چیزوں سے پاک وصاف قربِ الٰہی ہے، اور اس سے انس پکڑنا اور اس کی طرف پہنچ جانا ہے، ـــ تو ان بوالہوسوں کے ساتھ مشغول مت ہو:

○ ـــ جو دُنیا سے جاہل ہو کر اسے طلب کرنے لگے،

○ ـــ جو آخرت سے جاہل ہو کر اسے طلب کرنے لگے،

○ ـــ جو مخلوق سے جاہل ہو کر ان میں ٹھہر گئے ہوں، ـــ

ڈرو کہیں اچانک اللہ کی پکڑ نہ آ لے:

اے ہماری قوم!

تم اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض نبیوں کی طرف وحی بھیجی تھی:

''تم ڈرو کہ تمہیں کہیں اچانک نہ پکڑ لوں''۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام شروع میں سیّدنا یوسف علیہ السلام پر رویا کرتے تھے، پھر گرفت کے خوف سے اپنے نفس پر رونے لگے تھے، ان کا نبی ہونا معلوم کر لیا تھا، ـــ ان کے حسن و جمال سے، ان کی عصمت و پاک دامنی پر ڈرنے لگے تھے، ـــ تم تو گونگے، بہرے، اندھے ہو، تمہارے سروں کے کان تو ہیں مگر دلوں کے کان نہیں ہیں، ـــ

اے جہنم کی لکڑیو! ـــ اے عام لوگو! ـــ اے کمینو!

تم سراپا ہوس میں مبتلا ہو، ـــ خبردار ہو جاؤ! تمام امر اللہ کی طرف لوٹیں گے، ـــ خبردار ہو جاؤ! میں تمہارا اچرواہا اور ساقی ہوں، تمہارا محافظ ہوں، ـــ میں نے یہاں تک تمہارے وجود اور نفع ونقصان پر نظر کر کے ترقی نہیں پائی، بلکہ سب کو توحید کی تلوار سے قطع کر کے میں اس مقام تک پہنچا ہوں، ـــ تمہاری تعریف اور بُرائی، تمہاری توجہ اور بے رُخی میرے لئے ایک جیسے ہیں، مجھے کسی کی پرواہ نہیں، ـــ کتنے لوگ ہیں جو اکثر میری برائی کرتے رہتے ہیں، پھر ان کی برائی تعریف ہو کر پلٹتی ہے، ـــ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں نہ کہ بندے کی طرف سے، میرا تمہاری طرف متوجہ ہونا بھی اللہ کے لئے ہے، تم سے لینا بھی اللہ کے لئے ہے، ـــ اگر مجھے قدرت دی جاتی تو میں تمہارے اوپر رحمت اور شفقت کر کے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ قبر

میں داخل ہوتا اور اس کی طرف سے منکر ونکیر کو جواب دے دیتا، —— اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو محبوب رکھتا ہے تو اس کے دل میں اپنا شوق اور وجد ڈال دیتا ہے، ——

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو سات بار شہر بدر کیا گیا، اس لئے کہ ان سے عجیب عجیب باتیں سننے میں آئیں جو شوق اور وجد میں ان کے منہ سے نکلتا تھا، —— اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے دلوں پر اپنے قرب کے دروازے کو کھول دیتا ہے، —— سوائے پانچ نمازوں اور آدمیّت اور بشریّت کے لقب کے، انہیں مخلوق کے ساتھ جمع نہیں کرتا، ان کی صورتیں انسانوں جیسی ہیں اور ان کے دل تقدیر کے ساتھ ہیں اور ان کے باطن محبت الٰہی میں رہتے ہیں، —— تیری طاعتیں تیرے چہرے پر اور تیرے کپڑوں اور ظاہر پر ہیں، تیری بے دینی تیری خلوتوں میں ہے اور تیرا کفر تیرے باطن پر ہے جبکہ دل نفاق اور غرور اور مخلوق سے بدگمانی سے بھرا ہوا ہے، —— تلوار کے سوا کوئی چیز تجھے پاک نہیں کر سکتی، اگرچہ توبہ سے پاک ہونا ممکن ہے، —— ہمیں شریعت نے سکوت اور خاموشی اور پردہ پوشی کا حکم دیا ہے، ورنہ میں تیری طرف اشارہ کرتا اور وہ تجھے آستین سے پکڑ کر نکال دیتا، اور تو باہر کر دیا جاتا، ——

ہمارا کلام تمہارے ظاہر میں اثر کرتا ہے اور ہمارے قلب تمہارے باطن میں، —— جو کوئی مجھے تہمت لگاتا ہے اور مجھے جھٹلاتا ہے، اللہ اُسے جھٹلائے گا، اس کے اہل وعیال اور مال اور شہر کے درمیان میں تفریق ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے، ——

کوئی نماز کا وقت ایسا نہیں ہوتا کہ میں اس بات کا ارادہ نہ کرتا ہوں کہ کسی کو لوگوں کی نماز پر جانے کے لئے خلیفہ بنا دوں، یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز پڑھانے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہوں، —— اور ہر مجلس کے وقت یہی حال ہوتا ہے، ——

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۝

''الٰہی! تو ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے''۔

○ —— تو خوش ہونے والے کے ساتھ خوشی نہ کر بلکہ غم کرنے والے کے ساتھ غم کیا کر،

○ —— تو ہنسنے والے کے ساتھ مت ہنس بلکہ رونے والے کے ساتھ رویا کر،

تم بلند ہمّتی کے ساتھ طریقت کے راستے کی سیر کیا کرو، اور اپنے مقدر حصوں کو اس کے قرب کے دروازے کی چوکھٹ پر سر رکھ کر کھایا کرو، —— تیرے پاس تو عقل ہی نہیں ہے، تو دُنیا سے اپنے مخصوص حصوں سے رُخ پھیر لے، اور اگر اہل وعیال تیرے متعلق ہوں تو ان کے لئے دُنیا سے ہم سے لے لیا کر، نہ کہ اپنے لئے، ——

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقات کا مال لیا کرتے تھے اور اسے فقراء ومساکین اور مجاہدین پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے، اس کے بعد اپنی ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تشریف لاتے اور دریافت فرماتے:

''کیا کوئی چیز بھیجی گئی،——کوئی چیز ہمارے لئے آئی''۔

آپ کو جواب دیا جاتا: ''نہیں ہے!''——اس پر آپ ارشاد فرماتے:

''اچھا اب ہمارا روزہ ہے''۔

اس بندش سے آپ یہ اطلاع دیتے تھے کہ اس سے ہمارا روزہ رکھنا مقصود ہے،——

اولیاءاللہ کا حال بھی ایسا ہی ہے، کبھی وہ گرمی کی شدت سے گھر کی چھت پر سونے کے ارادے سے چڑھنا چاہتے ہیں، سیڑھی پر دروازہ کھلا دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ ان سے مقصود گھر میں سونا ہے نہ کہ چھت پر،——چنانچہ پلٹ آتے ہیں اور اپنے گھر کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ اس سے مقصود جنگل اور میدان کی طرف جانا ہے، چنانچہ صحرا اور میدان کی طرف نکل کھڑے ہوتے ہیں،——یہ نبوت مخلوق میں باقی ہے جس کا اثر اور فائدہ اور معنی اولیاءاللہ کے دلوں پر منقسم ہیں،——نبوت ایک کامل کھانا اور پینا تھا، اب ان کا بچا کھچا باقی رہ گیا ہے،——

تمہارے اعمال تمہارے چہروں پر بھلائی و بُرائی کو پکار رہے ہیں:

اے حرام اور سود کھانے والو!

تم میرے پاس سے نکل جاؤ، میں قاضی نہیں ہوں جو حد لگا دوں،——میں تو حید و اخلاص کی تربیت دینے والا ہوں، میں بغیر منفعت کے تمہاری کثرت کے کیا کروں گا،——تمہارے اعمال تمہارے چہروں پر بھلائی یا برائی کو خود پکار رہے ہیں، خاموشی بہتر ہے، اس کا انتظار کیا جائے کہ شاید تیرے چہرے سے یہ حالت محو کر دی جائے، شاید تیری خلوت متغیر ہو جائے اور تیرے چہرے سے سیاہی محو کر دی جائے،——

اہلِ شہر سے ایک شخص حج کر کے واپس آیا اور میرے پاس آیا،——میں نے اسے کہا کہ تو اللہ سے توبہ کر،——اس نے کہا: ''میں تو حج میں تھا''——میں نے اسے کہا:

''یہ تو مجھے معلوم ہے، لیکن پھر جو زنا اور فسق و فجور رہا، اس سے تو توبہ نہ ہوئی''۔

لیکن اس نے توبہ نہ کی، جب وہ مر گیا تو نماز جنازہ کے بعد میں نے اسے دیکھا، گویا وہ تابوت سے نکلا اور میرے دامن سے لپٹ گیا،——میں نے اسے کہا:

''اسی سے تو میں نے تجھے ڈرایا تھا، جس چیز کا دعویٰ تم کرتے ہو اس میں تمہارا جھوٹ اور مکر کس قدر زیادہ ہے،——آیا کوئی تیرا شیخ ہے اور ہوگا، پس اسے اس کے سپرد کر دے، حتیٰ کہ وہ تجھے تیری آزادی کا پروانہ دے دے اور تیری سیاہی کو وہ تجھ سے محو کر دے، تاکہ تو اطاعت و بھلائی سے کمزور نہ پڑ جائے، چنانچہ تو اسے موت کے وقت جدائی کے وقت پڑھ لے گا،——میں اس دن کے لئے تمہاری شفاعت کی اُمید کروں، کیونکہ یہ شرک ہے،——توحید تو بچپن سے ہے، اس دن کیا اسے ضائع کر دوں گا، میرے اوپر دروازہ کھلا ہوا ہے،——کیا اسے

تمہاری وجہ سے بند کر دوں گا، نہ کوئی دوستی ہے اور نہ کوئی بزرگی"۔

اسی دوران آپ کی مجلس میں ایک شیخ نے چیخ ماری اور کہا: "اللہ!" — آپ نے فرمایا:

"عنقریب تجھ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس نیت سے کہا تھا؟ ریا و نفاق سے کہا تھا یا اخلاص سے یا شرک سے، — یہ دن ہتھوڑا لے کر آیا ہے، جو چاہے بیٹھا رہے اور جس کا دل چاہے چلا جائے"۔

یہ کہہ کر آپ نے چیخ ماری، کثیر مخلوق آپ کے گرد کھڑی ہوگئی، سب چیخ چیخ کر رو رو کر توبہ کرنے لگے، — اس دوران ایک چڑیا آ گئی، وہ آ کر آپ کے سر پر بیٹھ گئی، — آپ نے اپنا سر اس کے لیے جھکا دیا، اور آپ اس طرح سر جھکائے بیٹھے رہے، اور وہ چڑیا آپ کے سر پر تھی اور لوگ منبر کی سیڑھیوں پر، — چیخ و پکار آپ کے گرد تھی اور وہ چڑیا ہٹتی نہ تھی، حتیٰ کہ آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور وہ چڑیا اُڑ گئی، — پھر آپ نے دعا مانگی اور لوگوں نے رونے اور دعا اور توبہ کا شور مچا دیا، — اور آپ منبر سے اُتر آئے، اور اسی حالت میں جامع مسجد رصافہ کی طرف چلے گئے، اور مخلوق کثیر تعداد میں روتی ہوئی چیختی پکار کرتی اور وجد کے عالم میں کپڑے نوچتی ہوئی آپ کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی، — پھر آپ نے فرمایا:

"یہ آخری زمانہ ہے!"

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ ۝

"الٰہی! میں تجھ سے اس زمانے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

ایک شے ظاہر ہوتی ہے، میں اس سے بھاگنے کی تمنا کرتا ہوں لیکن قضا و قدر کی موافقت کرتا ہوں، — دُنیا کہیں تیرے دین کو نہ لے جائے، تو اپنی آبرو کی حفاظت کر، کسب کر تا کہ فکر جمع ہو جائے، — کسب اللہ سے لینے کا دروازہ ہے تو کسب کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جا، — سبب مسبّب سے اور ظاہر باطن سے مخاطب ہوتا ہے، — کیا مشقّت کرنا ایسی چیز ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے یا ہمیشہ نئی چیز کے لئے تکلیف اٹھانا پڑتی ہے، — اسے جواب دیا جاتا ہے:

"کھڑا ہو، ہمارے ساتھ چل، ہم مسبّب اور چشمہ واصل کے پاس چلیں، قضا و قدر کی چوکھٹ پر دستک دیں، علم کے دروازے پر اور وادی فضل کی چوٹی پر ٹھہریں، — بھری ہوئی نہر پر چلیں، جڑ کی طرف آئیں"۔

حتیٰ کہ دونوں جب نہر کی جڑ پر آئے تو دیکھا کہ پانی فضل کے پہاڑ کی جڑ سے نکل رہا ہے، چنانچہ یہ دونوں وہیں بیٹھ گئے اور خیمہ ڈال دیا، — کفایت و عنایت متوجہ ہوئی، ہدایت اور معرفت اور طرح طرح کے علم حاصل ہو گئے، — ہمارے لئے مختلف دروازے ہیں جن کے ذریعے ہم دربارِ الٰہی میں داخل ہوتے ہیں، — تو باادب رہ!

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایک زمانہ جنگل میں رہا، وہاں میں نے کسی کو بھی نہ دیکھا، آخر بادیہ پیمائی نے مجھے ایسی جگہ پہنچا دیا جس سے مجھ پر وحشت طاری ہوگئی۔ وہاں اچانک میں نے ایک نوجوان کو کھڑے ہوئے

دیکھا، مجھے سخت تعجب ہوا، اس سے پوچھا: ''تم کہاں سے آرہے ہو'' —— اس نے جواب دیا: ''ھُـوا'' (وہی تو ہے)۔ میں نے دوبارہ اس سے پوچھا: ''کہاں سے آرہے ہو؟'' —— اس نے پھر جواب دیا: ''ھُوا'' یہ سن کر میں نے اسے کہا:

''فنا کے اس مقام پر ہو کہ وہی وہ کے سوا کچھ اور دکھائی نہیں دیتا، اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اپنی جان کو اس پر قربان کردے''۔

یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا، میں نے بڑھ کر جو اسے دیکھا تو وہ مرچکا تھا، اسے دفن کرنے کے لئے میں اس سے ہٹ کر آیا تا کہ پتھر وغیرہ جمع کرلوں، جب واپس لوٹا تو وہ غائب تھا۔ ہاتفِ غیبی کی آواز آئی:

''اے ابراہیم! یہ وہ شخص تھا کہ ملک الموت نے اسے طلب کیا لیکن اسے نہ پایا، —— اسے جنت نے طلب کیا لیکن اسے نہ پایا، —— دوزخ نے اسے طلب کیا لیکن اسے نہ پایا''۔

میں نے ہاتف سے عرض کیا: آخر وہ ہے کہاں! —— ہاتف نے جواب دیا:

''اچھے ٹھکانے میں، قدرت والے بادشاہ کے پاس، —— جنتوں اور نہروں میں''۔

طاعتِ الٰہی میں فنا ہونے والوں کے ذریعے خدا تک پہنچا جاسکتا ہے:

اے بوالہوس! —— تو غافل نہ بن، تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو، —— اللہ تک پہنچنا ان فانی مشائخ کے دروازوں سے ہوسکتا ہے جو طاعت الٰہی میں فنا ہوچکے ہیں، سرتاپا معنی بن گئے ہیں، —— خانۂ قرب کے جلیس اور ہم نشین ہو چکے ہیں، بادشاہ کے مہمان ہوچکے ہیں، —— ان پر ایک طبق صبح کو، اور دوسرا طبق شام کو پیش کیا جاتا ہے، —— طرح طرح کے خلعت ان کے بدلوائے جاتے ہیں، اور ان کے اوپر اس کی بادشاہت طواف کرتی ہے اور زمین وآسمان اور اسرار ومعرفت، ——

تو ایسی دیوار کے پیچھے ہے جس کی چوڑائی تین میل کی ہے اور تیرے ساتھ محض ایک سوئی ہے، تو اس دیوار میں کیسے سوراخ کرسکتا ہے، —— اولیاء اللہ جب اس دیوار کے پاس پہنچے تو ان کے لئے ہزار دروازے کھول دیئے گئے، —— ان میں سے ہر دروازہ انہیں آواز دیتا ہے کہ ''مجھ میں سے داخل ہو''، —— پہلے تو نعمت کو لے، پھر نعمت دینے والے کی طرف دوڑ، کہیں وہ نعمت تجھے اپنا اسیر نہ بنالے، تو نعمت کو اور جو تجھے اسیر کرے چھوڑ دے، —— تو نعمت کے چہرے میں دیکھا کر، آیا وہ نعمت ہے یا عذاب ہے یا رحمت ہے، تو اس کے ظاہر پر غور نہ کر، —— تو نعمت دینے والے کو نہ بھول جا، تو دائیں اور بائیں جانب نہ دیکھ، نعمت دینے والے سے اپنی آنکھیں نہ پھیر، —— تو دُنیا کے ہاتھ سے نہ کھا، ہوسکتا ہے اس میں زہر ملا ہو، —— جب تیرے پاس کھانا آئے تو اپنے دونوں وزیروں کتاب وسُنّت کی طرف دیکھا کر، ان دونوں سے مشورہ لے، —— وہ دونوں تجھے جو فتویٰ دیں تو پھر بھی توقف سے کام لے، جلدی نہ کر، خوش نہ ہو جا، بلکہ اپنے نفس سے فتویٰ لیا کر اگر چہ مفتی تجھے فتویٰ دیا کریں، ——

جب تو نفس سے جہاد کرتے ہوئے اس کی مخالفت کرے گا، وہ پگھل کر قلب کے ساتھ ہو کر ایک شے بن جائے گا، — اسے پکارا جائے گا اور خطاب کیا جائے گا:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○

"اے اطمینان والے نفس!"

اسے دل کی طرف سے اطلاع ملا کرے گی، اور دل کو باطن کی طرف سے، اور باطن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملا کرے گی، — تو تقویٰ اور پرہیزگاری کا حق ادا کیا کر، پھر کھا اور کچھ پرواہ نہ کیا کر، تقویٰ کا پورا حق ادا کر، پھر کھا اور بے پرواہ ہو جا، —

نَحْنُ حَاجُوْكَ قُصَّادُكَ مُرِيْدُوْكَ طُلَّابُكَ مُحِبُّوْبَكَ طَالِبُوْكَ نَآءٍ عَنَّا اَوْلَادُنَا وَاَهْلُوْنَا وَدِيَارُنَا ○

"الٰہی! ہم تیری طرف جھکنے والے ہیں، تیری طرف قصد کرنے والے ہیں، تیرے مرید، تیرے طالب ہیں، تیرے محب اور تیرے خواہاں ہیں، ہماری اولاد اور اہل اور گھر سب چھوٹ چکے ہیں، تو ہمیں رسوا نہ کرنا"۔

○ — غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونا کھیل کود ہے، اور

○ — نفس کے ساتھ مشغول ہونا معصیّت ہے، اور

○ — مخلوق کے ساتھ مشغول ہونا اللہ کے دروازے سے کج روی ہے،

اولیاء اللہ میں سے بعض وہ ہیں جنہیں فرشتے سجدہ کرتے ہیں، اور ہاتھ باندھے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے رہتے ہیں، اور بعض اولیاء اللہ وہ ہیں جو فرشتوں کو اس حالت میں دیکھتے ہیں، —

ایک نیک آدمی ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچا، اپنے نفس سے کہا:

"کاش میں اسم اعظم جانتا ہوتا"۔

اچانک آسمان سے دو شخص اُترے اور اس کے پہلو میں بیٹھ گئے، ایک نے دوسرے سے کہا:

"تیری خواہش اسم اعظم جان لینے کی ہے"۔

دوسرے نے کہا: "ہاں!" — اس نے جواب دیا: تو کہو: اللہ! — اس صالح آدمی نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا:

"یہ تو بلا کسی شک کے میں کہا کرتا ہوں مگر اسم اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی"۔

اس نے جواب دیا:

"یہ بات نہیں، ہمارا مطلب یہ ہے کہ تو اللہ اس طرح سے کہے کہ تیرے دل میں کوئی دوسرا نہ ہو"۔

یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔

تو اپنے ظاہر کو مخلوق کے لئے کر لے اور اپنے دل کو آخرت کے لئے، اور تو اپنے باطن کو اللہ کی معیّت میں دُنیا و آخرت سے نکال کر کھڑا کر دے، ـــ اگر تو ایسا کر سکتا ہے تو کر گزر، ورنہ تو سلامتی کے ساتھ نہ رہے گا، ـــ جنگلوں اور میدانوں میں بھاگ، خلوتوں میں اور جنگلوں اور میدانوں میں ایمان کو حاصل کر، پھر مخلوق کی طرف آ، ـــ پہلے مخلوق کی طرف راستہ لینے سے پہلے اپنی خلوت میں کسی مرشد رفیق کو طلب کر لے، ـــ

کچھ تقریر کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

اولیاء اللہ دوسروں کے لئے لیتے ہیں اور تقسیم کر دیتے ہیں، وہ معنی کے ساتھ قائم ہیں کہ تجھ سے لے کر تجھ پر ہی خیرات کر دیتے ہیں، ـــ مرید اللہ سے لیا کرتا ہے، عارف مخلوق سے لیتا ہے کہ وہ شاہی صوبے کا کارگزار اور بادشاہ کا نائب ہے، ـــ خلق سے لے کر غیر کی طرف پہنچاتا رہتا ہے، اس کا طبق بادشاہ کی معیّت میں اس کے سامنے دروازوں اور حجابوں سے پرے رکھا ہوتا ہے، اس عارف کی خواہشیں اور ساری مخلوق اس کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے، ـــ

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا سب چیزیں نگل جاتا تھا اور اس میں کچھ تغیّر و تبدّل واقع نہ ہوتا تھا، ـــ اگر تو میرے ہاتھ پر فلاح نہ پائے گا، تیرے لئے کبھی فلاح نہ ہوگی، میرے تیرے طباق کی وجہ سے تجھے تعلیم نہیں دوں گا، اور نہ تیری شان وشوکت کے ڈر سے تجھ سے اپنا ڈنڈا اٹھاؤں گا، ـــ جو مشغلہ تجھے مجھ سے روکے وہ تیرے اوپر منحوس اور تیرے حق میں بُرا ہے، تیری یہ نحوست عنقریب تیرے اہل وعیال پر اثر ڈالے گی، پھر وہ بھیک مانگیں گے، ـــ نیک آدمی اپنے اہل وعیال کو اللہ کے حوالے کرتا ہے اور اسی کی طرف سونپ دیتا ہے، اور منافق فاجر اپنے اہل وعیال کو اپنے درہم و دینار اور اپنی متروکہ زمین اور پیشے کی طرف حوالے کر جاتا ہے، اس لئے اس کا انجامِ کار تنگ دستی ہوتا ہے، ـــ تو تو جاہل ہے، مبغوض ہے، اللہ کی رحمت سے دُور ملعون ہے، ـــ تیرے دل میں دُنیا کے گئو سالہ کی محبت پلا دی گئی ہے، تو اسی پر رِیجھا ہوا ہے، ـــ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا لِمَعُوْنَتِهٖ عَلَی الدِّیْنِ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ لِوَجْهِكَ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا فَلَا تَرْزُقْهُ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةَ رِیَآءً فَلَا تَرْزُقْهُ لِاَنَّهُمَا حِجَابٌ ۝

''الٰہی! تو اسے رزق دے جو تجھ سے دُنیا کو دین پر مدد کے لئے طلب کرے، ـــ اور جو تجھ سے دُنیا کو دُنیا کے لئے، اور آخرت کو ریا کے طور سے طلب کرے، تو اسے رزق نہ دے، کیونکہ یہ دونوں طلبیں تجھ سے حجاب ہیں''۔

کاش کہ تم میں سے کوئی ایک ہی شخص فلاح حاصل کر لیتا تاکہ ہم سب اس کا دامن پکڑ لیتے، ـــ

صالحین کی عزت افزائی:

میرے پاس جب کوئی صالح شخص آتا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ اگر کل قیامت کے دن کے لئے تمہارے پاس کچھ ہو تو ہمیں ساتھ لے لینا اور اپنی دعوت میں ہمیں بلا لینا، ـــ اور اگر ہمیں کچھ ملا تو ہم تجھے اس میں سے کچھ دے دیں گے، ـــ تم میرے کلام کو خالص طور پر اللہ کے لئے سنو نہ کہ کسی غرض سے، تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی، اگر یہ معاملہ صحیح ہو گیا تو

میں اور تم دونوں کمال پر پہنچ گئے، اور اگر اس کے خلاف ہوا تو تم فائز ہو گئے اور میں نے نقصان اٹھایا، ـــــ

مخلوق کی اقسام:

مخلوق تین اقسام کی ہے:

- ـــــ فرشتہ،
- ـــــ شیطان،
- ـــــ انسان،

فرشتہ سراپا خیر ہے، اور شیطان سراپا شر ہے، جبکہ انسان ملا جُلا ہے، خیر بھی ہے اور شر بھی، ـــــ جب خیر غالب ہوتی ہے تو وہ فرشتے سے مل جاتا ہے، اور جب شر غالب ہوتا ہے تو وہ شیطان سے مل جاتا ہے، ـــــ

اسلام کی فریاد:

اے لوگو! اسلام روتا ہے، اور ان فاجروں اور فاسقوں اور ان بدعتیوں، گمراہوں، ظالموں اور مکر وفریب کے کپڑے پہننے والوں، جھوٹے دعوے داروں سے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے فریاد کر رہا ہے، ـــــ

اے مخاطب! تو ان لوگوں کی طرف دیکھ جو تجھ سے پہلے گزر چکے ہیں، اور ان لوگوں کی طرف دیکھ جو ساتھ حکم دینے والے، منع کرنے والے اور کھانے پینے والے ہیں، وہ مر کر ایسے ہو گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں، ـــــ

تیرا دل کس قدر سخت ہے، کتا اپنے مالک کی، اس کے شکار اور کھیتی اور اس کے جانوروں کی حفاظت میں خیر خواہی کرتا ہے، اور اس کے دیکھنے کے وقت چاپلوسی کرتا ہے، حالانکہ وہ شام کے وقت اسے صرف ایک لقمہ یا چند لقمے یا تھوڑا سا کھانا کھلا دیا کرتا ہے، ـــــ جبکہ تو ہر وقت اللہ کی نعمتیں کھاتا رہتا ہے اور اس سے پیٹ بھرتا رہتا ہے، ـــــ تو نہ اس کے مطلوب کو ادا کرتا ہے اور نہ اس کا حق پورا کرتا ہے، ـــــ تو اس کا حکم رَدّ کرتا رہتا ہے اور تو اس کی حدوں کی حفاظت بھی نہیں کرتا، ـــــ

فقر اور صبر اور سلامتی:

اے بیٹا! تو فقیر اور صبر اور سلامتی کے ساتھ کسی شے کو برابر نہ کیا کر، ـــــ تو اپنے فقر میں اللہ کے قرب سے غنی بن، فقیر بن کے بے نیاز ہو جا، ـــــ غنی کیونکہ سرکشی کرتا ہے اور اللہ کو بھلا ڈالتا ہے، اسی لئے وہ دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتا ہے، امر الٰہی کے مقابلے میں اپنی خواہش کو اختیار کرتا ہے، ـــــ نفس اور طبیعت کو امر الٰہی پر ترجیح دیتا ہے، روزے پر غفلت کو اختیار کرتا ہے، حرام کو حلال پر ترجیح دیتا ہے، ـــــ

تجھ پر افسوس ہے، تیری شرم گاہ کھلی ہوئی ہے، تجھے ذرا حیا نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کر، ـــــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''تو کسی شخص کے حال کو سن لے، اس سے بہتر ہوگا کہ تو اس کے پاس جائے، —— اور تیرا آنا اس سے بہتر ہوگا کہ تو اسے آزمائے، پس جب تو اسے آزمائے گا تو تو اس کے عمل کو مبغوض رکھے گا۔''

یہ زمانہ ایسا ہے کہ تو مخلوق میں اکثر کو اپنے اوپر لعنت کرنے والا پائے گا، بغیر باطن کے ظاہری حرف ہیں، ویرانے پر قفل لگا ہے، ٹیک کی گھنی ہوئی لکڑی ہے جو جلانے کے سوا کسی کام کی نہیں ہے، ——

مؤمن دُنیا میں بھی بادشاہ ہے اور آخرت میں بھی بادشاہ ہے، اس نے طاعتِ الٰہی کی ہے، اس کی معصیّت کو چھوڑ دیا ہے، —— اس نے اپنی خلوت اور جلوت میں اسے ایک جانا اور مانا ہے، —— دُنیا کو بُرا سمجھ کر اسے طلاق دے دی ہے، حالانکہ وہ قسمیں دیتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہتی ہے اور کہتی ہے:

''اے بیٹا! اپنا کھانا اور پینا لیتا جا!''

وہ کہتا ہے:

''میں نہ کھاؤں گا جب تک کہ آخرت کے دروازے پر نہ پہنچ جاؤں، کچھ کھانے پینے کا نہیں، اس میں زہر ملا ہوا ہے، اے ماں! —— جو کچھ تیرے پاس تیرے حصے کا ہے تو اسے ڈالتی جا، یہاں تک کہ آخرت کا داروغہ آجائے اور وہ آکر تیرے کھانے کی تفتیش کرے اور لوٹ پوٹ کرے، اور سونگھ لے، اس وقت میں اس کے ہاتھ سے کھاؤں گا''۔

اس حالت میں آخرت تجھے دُنیا کی طرف لے جائے گی، اس کا کھانا کھلائے گی اور پانی پلائے گی، اور دُنیا اور تیرے درمیان میں قفل لگا دے گی، —— تو ایسی حالت میں ہوگا کہ غیرت الٰہی کا ہاتھ، عزت کے پاک ہاتھ میں تجھے پکڑ لے گا، تجھے کہا جائے گا:

''میرے غیر کی طرف مائل ہونا کیا چیز ہے، آخرت یا تو مخلوق ہے یا کوئی مصنوعی چیز ہے، —— تو قبل گھر کے ہمارے پاس کیوں نہ آ گیا تھا''۔

یہاں تک کہ جب وہ تجھے تعلیم دے دے گا اور لباس پہنا دے گا، اور تجھے اپنے سے مانوس کر لے گا، اور تجھے تریاق معرفت کھلا دے گا، اور توفیق اور تقویٰ و پرہیز گاری اور حفاظت کی زرہ پہنا دے گا، —— اس وقت تو دُنیا کی طرف اس کی مصاحبت میں آئے گا، وہ تیرے لئے ایک مخصوص جگہ بنا دے گا، اور تو دُنیا اور آخرت والوں سے خطاب کیا کرے گا، ——

تو اپنے مال کا کیا کرے گا، کیا وہ ایک لحظہ کے لئے تجھ سے بخار کو دفع کر سکتا ہے؟ —— اور ہو سکتا ہے کہ اس کے ایک لحظہ کے بعد ہی تجھے موت آجائے، —— تو اللہ والوں کے دامن سے لپٹ جا، ان کے پاس مجنون، دُنیا کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہر طرح کے لوگ ہیں، ——

○ ــــ وہ بیماروں کی دوا کرتے ہیں،

○ ــــ ڈوبنے والوں کو نجات دیتے ہیں،

○ ــــ اہلِ عذاب پر رحم کیا کرتے ہیں،

جب تجھے ایسے شیخ کامل کا علم ہو جائے تو تُو اسی کے پاس پڑا رہ، ــــ اور اگر تجھے ایسا شیخ نہ ملے اور تو اسے پہچان نہ پائے تو اپنے نفس پر رویا کر، ــــ

قضاء وقدر پر راضی ہونے والوں کے چہروں کو دیکھ کر تقدیر مسکراتی ہے، اور انہیں بادشاہ کی طرف لے جاتی ہے، ان کے لئے دروازہ کھلواتی ہے اور انہیں بادشاہ کے قریب کر دیتی ہے، ــــ اس وقت یہ لوگ اللہ کی جماعت سے ہو جاتے ہیں، یہ محض ہوسؔ نہیں ہے، ــــ ایک اصل ہے، یہ ایک کامل امر ہے، ــــ تم تقدیر کی موافقت کرو اور اس سے جھگڑا نہ کرو، نہ اس سے لڑو، ــــ نرمی برتنا ہی موافقت ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان صدیقوں کا کلام جو کہ رسولوں کے قائم مقام ہیں، اور ان کے اسرار میں ان کے بدل میں اللہ کی وحی ہے، ــــ ان کا کلام اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ کے ساتھ ہے اور اللہ ہی کے متعلق ہے۔

شہر خموشاں کے باسیوں سے سبق لو:

اے مخاطب! تو کسی قبرستان میں جا کر بیٹھ جا اور مُردوں سے خطاب کر:

○ ــــ تم نے کیا پایا، تم نے کس طرف رجوع کیا،

○ ــــ تمہارے اہل وعیال کہاں ہیں، گھر بار کہاں ہیں،

○ ــــ مال کہاں ہیں، جوانی کدھر ہے،

○ ــــ قوت کہاں گئی، امر و نہی کہاں ہیں،

○ ــــ لینا دینا، کہاں ہے، دوست احباب کہاں ہیں،

○ ــــ شہوتیں اور خواہشیں کہاں ہیں، ــــ

گویا اس کے جواب میں وہ تجھ سے خطاب کریں گے:

○ ــــ ہم جو چھوڑ آئے اس پر نادم ہیں،

○ ــــ ہم نے جو آگے بھیج دیا اس پر خوش ہیں،

جب تو قبروں کی زیارت کا رفیق، اور مرد وعورتوں سے خالی ہو کر ارادہ کیا کرے، ــــ اسی طرح جایا کر، ــــ یہی عمل کیا کر، ــــ اے مخاطبین! عقل مند بنو، ــــ تم عنقریب مرنے والے ہو، ــــ

اسی دوران ایک جنازہ آپ کی مجلس میں داخل ہوا، — آپ نے فرمایا:

اے اہلِ مجلس! تم اس مردے کو نہیں دیکھتے، — جب اس پر موت آئی، اس نے اسے دہشت میں ڈال دیا اور اس کی عقل کو غائب کر دیا، حتیٰ کہ یہ اپنے قرابت داروں میں سے کسی کو نہ پہچان سکا، —

اسی طرح معرفتِ الٰہی جب کسی مسلمان کے دل پر وارد ہوتی ہے تو اسے دہشت میں ڈال دیتی ہے اور اس کی عقل کو غائب کر دیتی ہے، حتیٰ کہ وہ اہلِ معرفت اللہ کے سوا کسی کو پہچانتا ہی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

مرضِ الموت میں وصیّت:

آپ کے صاحبزادے سیّد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد شیخ ابومحمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مرض الموت میں آپ سے وصیّت کی خواہش کا اظہار کیا، — آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا:

- — تم اپنے اوپر اللہ کے تقویٰ وطاعت کو لازم پکڑو، — اس کے سوا نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے اُمیدواری کرو،
- — اپنی سب حاجتیں اللہ کی طرف سونپ دو اور حاجتیں اسی سے طلب کرو،
- — اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو، تمہارا اعتماد اسی کی ذات پر ہو،
- — توحید کو لازم پکڑو، توحید کو لازم پکڑو، توحید کو لازم پکڑو، تمام عبادتوں کا مجموعہ توحید ہے۔

آپ نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:

''اللہ کی معیّت میں دل جب درست ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اس سے خالی اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں ہوتی، — میں سراپا مغز ہوں، چھلکا نہیں ہوں''۔

دکھائی نہ دینے والی مخلوق کی آمد:

اپنی اولاد سے فرمایا:

میرے اردگرد سے ہٹ جاؤ، دور ہو جاؤ، — بظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں تمہارے غیر کے ساتھ ہوں، — میرے اور تمہارے اور ساری مخلوق کے درمیان اتنی ہی دوری ہے جیسے کہ زمین اور آسمان کے درمیان، — تم میرا کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ مجھ پر کسی دوسرے کا قیاس کرو، — اور فرمایا:

میرے پاس تمہارے غیر حاضر ہوئے ہیں، تم ان کے لئے وسعت دے دو اور ان کے ساتھ ادب کرو، — اس جگہ بڑی بھیڑ ہے، تم ان پر جگہ تنگ نہ کرو، —

ملک الموت کی تشریف آوری:

آپ کے صاحبزادوں نے مجھے (عفیف الدین) کو خبر دی کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ملک الموت کی تشریف آوری

پر فرماتے تھے:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، ——اللہ مجھے اور تمہیں بخشے، اور میرے اور تمہارے اوپر توجہ فرمائے، ——تم اللہ کا نام لے کر تشریف لاؤ اور رخصت نہ کئے جاؤ، ——

آپ نے یہ الفاظ ایک دن اور ایک رات میں ادا فرمائے، ——اور فرمایا:

"تم پر افسوس ہے، میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا، اور نہ کسی فرشتے کی اور نہ ملک الموت کی، ——اے ملک الموت! تم علیحدہ ہو جاؤ، ——تمہارے سوا ہمارے لئے وہ ذات ہے جو کہ ہماری تولیت فرماتی ہے"۔

یہ کہہ کر آپ نے بڑی چیخ ماری، اور یہ واقعہ اسی دن کا ہے جس دن کی شام کو آپ نے وصال فرمایا، ——کسی صاحبزادہ نے آپ سے آپ کا حال دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

"مجھ سے اس وقت کوئی کچھ نہ پوچھے، میں اس وقت علم الٰہی میں کروٹیں بدل رہا ہوں"۔

آپ نے اپنے صاحبزادے عبدالجبار سے فرمایا:

"تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو، ——تم میرے اندر فنا ہو جاؤ، یقیناً بیدار ہو جاؤ گے"۔

میں (عفیف الدین) آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ کے پاس آپ کی اولاد میں سے ایک جماعت موجود تھی، ——جو کچھ آپ فرماتے تھے، آپ کے صاحبزادے عبدالعزیز لکھ رہے تھے، ——مجھے دیکھ کر فرمایا:

"قلم کاغذ عفیف کو دے دو تا کہ وہ لکھے"۔

چنانچہ میں نے لے لیا اور لکھنے لگا، ——آپ نے ارشاد فرمایا:

"قریب ہے اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا، ——صفاتِ الٰہی کے متعلق جس طرح خبریں آتی ہیں، تم انہیں اسی طرح عبور کرو، ——"

- ——حکم بدلتا ہے اور علم متغیر نہیں ہوتا،
- ——حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور علم منسوخ نہیں ہوتا،

اللہ کا علم اس کے حکم سے کم نہیں ہوتا ہے۔

سکراتِ موت:

مجھے (عفیف الدین) آپ کے دو صاحبزادوں سیّد عبدالرزاق اور موسیٰ نے خبر دی کہ آپ اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھاتے اور کھینچتے اور کہتے تھے:

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ——تم توبہ کرو اور صف میں شامل ہو جاؤ، میں اس وقت تمہارے پاس آتا ہوں"۔

اور آپ فرماتے تھے: — ''تم نرمی کرو'' —

پھر اس کے بعد آپ کے پاس حق اور سکراتِ موت آ پہنچے، — اس وقت آپ فرماتے تھے:

''میں مدد لیتا ہوں اس معبودِ برحق سے جو کہ زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے، جسے موت نہیں آئے گی، نہ اسے موت کا کوئی خوف ہے، — پاک ہے وہ ذات جس نے قدرت سے مخلوق پر غلبہ پایا اور بندوں پر موت کے سبب سے غالب ہے''۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

آپ کے صاحبزادے سیّد موسیٰ نے خبر دی کہ جب آپ نے لفظ ''تَـعَـزَّزَ'' فرمایا، تو آپ کی زبان مبارک اسے صحیح طرح سے ادا نہ کر سکی، — آپ اسے بار بار دہراتے رہے، حتیٰ کہ آپ نے سختی کے ساتھ آواز کو بڑھایا اور لفظ ''تَعَزَّزَ'' صحیح طور سے ادا فرمایا، — پھر تین بار اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ فرمایا، — اس کے بعد آپ کی آواز نیچی ہو گئی، اور آپ کی زبان مبارک تالو سے ملی ہوئی تھی، پھر آپ وصال فرما گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

اللہ ان سے راضی ہوا اور انہیں ہم سے راضی کر دے۔ آمین!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وصلوته علٰى سيّد الانبياء ومحمدٍ وآله وصحبه اجمعين ○

الحمد للّٰه علٰى احسانه تمت بالخير ۔

محمد عبدالستار طاہر مسعودی عفی عنہ
والٹن ۔ لاہور کینٹ

۵ / رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ
۱۶ / اگست ۲۰۱۰ء بروز دوشنبہ

احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا عام فہم، آسان، سلیس، بامحاورہ ترجمہ

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

تصنیف

امیر المومنین فی الحدیث

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری

سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

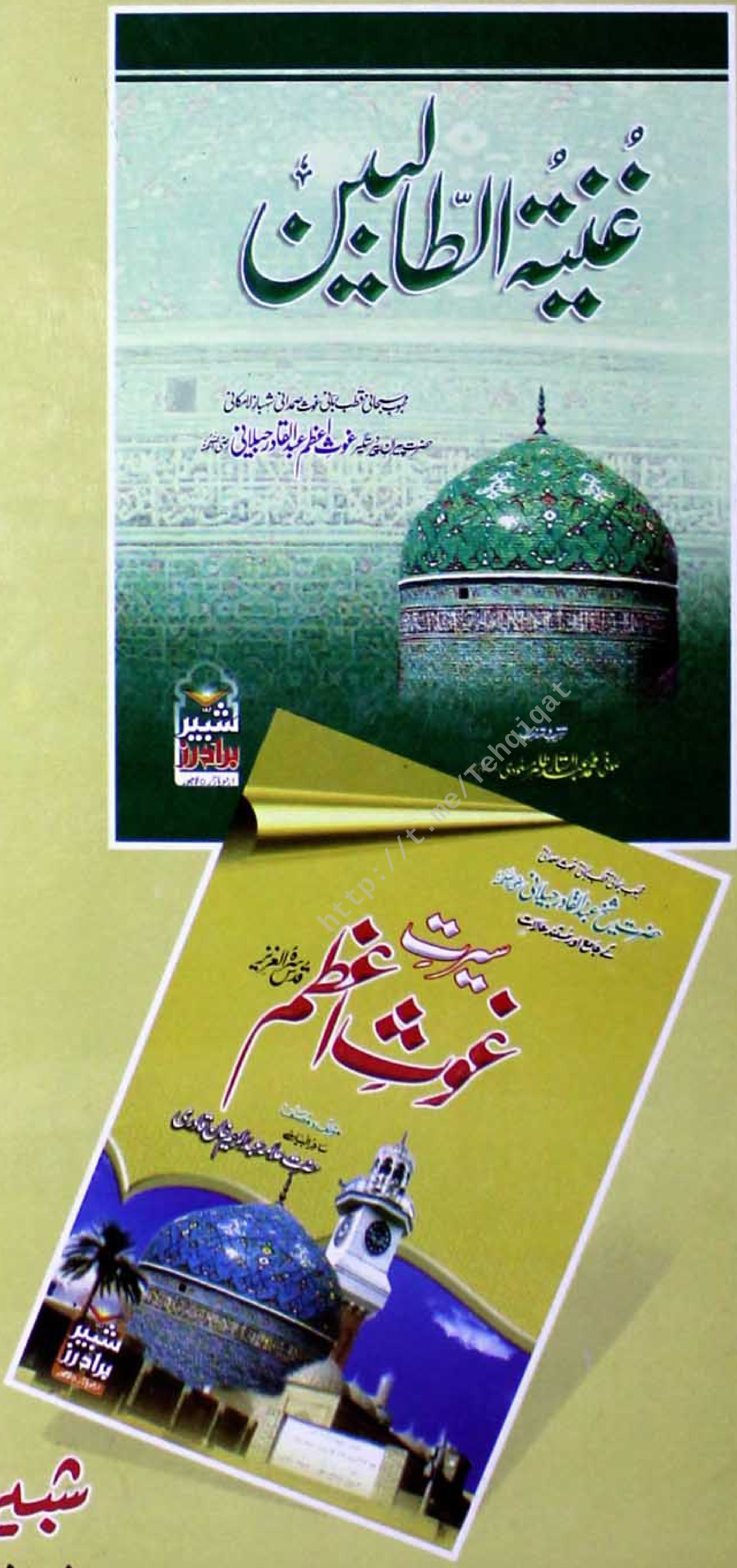
ترجمہ

قدوۃ علماء المحققین
زبدۃ فضلاء المدققین

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز
SHABBIR BROTHERS
زبیدہ سنٹر، ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006



شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006